علم سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے

قانونِ شریعت

فقیہہ اجل متکلم اجل

حضرت مولانا شمس الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب میں حج و نکاح، طلاق
خرید و فروخت خطر و آباقہ
تک کے مسائل بیان
کیے گئے ہیں

شاکر پبلی کیشنز لاہور

علم سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے

حصہ اول

قانون شریعت

فقیہہ اجل متکلم اجل

حضرت مولانا شمس الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز

۴۰۔ اردو بازار لاہور فون:
042-37246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

قانونِ شریعت

باہتمام ملک شبیر حسین

سن اشاعت اگست 2015 شوال 1436

طابع اشتیاق اے مشاق پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ ورڈز میکر

سرورق اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور 0322-7202212

قیمت -/ روپے



ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ رَؤُفٍ رَّحِیْم

تمہید

چونکہ انسان کا کمال اور اس کی سعادت ایمان وعمل کی صحت پر موقوف ہے اور یہ بغیر علم دین ناممکن ہے، اس لئے ہر شخص جو اپنی زندگی کو صالح وکامیاب بنانا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ دین کا علم حاصل کرے۔ علم دین کی چار قسمیں ہیں۔ پہلی قسم میں وہ مسائل ہیں جن کا تعلق ایمان اور عقیدہ سے ہے

(جیسے توحید، رسالت نبوت، جنت، دوزخ، حشر، ثواب، عذاب وغیرہ)

دوسری قسم میں وہ باتیں ہیں جن کا تعلق عبادت بدنی ومالی سے ہے

(جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ)

تیسری قسم میں وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق معاملت ومعاشرت سے ہے

(جیسے خرید وفروخت نکاح، طلاق، عتاق، جہاد، حکومت، سیاست وغیرہ)

چوتھی قسم میں وہ امور ہیں جن کا تعلق اخلاق وعادات، جذبات وملکات سے ہے۔

(جیسے شجاعت، سخاوت، صبر، شکر وغیرہ)

خیال تو یہ تھا کہ چاروں قسمیں ایک ساتھ شائع ہوتیں لیکن کتاب اندازے سے کافی زیادہ ضخیم ہوگئی ہے، اس لئے دو حصے کردیئے۔ یہ حصہ اول آپ کے سامنے ہے، اس میں عقائد، نماز، روزہ، زکوٰۃ قربانی وعقیقہ تک کے تمام مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ دوسرے حصہ میں حج، نکاح، طلاق، خرید وفروخت، حظر واباحۃ وغیرہ کے مسائل ہیں۔

تنبیہ:

اس کتاب ''قانون شریعت'' میں اختلافات ادلہ سے اصلا تعرض نہ ہوگا کہ شان

مختصرات کے خلاف ہے اور مبتدیوں وکم علموں کے لئے باعث تحیر واشکال بھی۔ نیز اس کتاب میں صرف بہت ضروری ضروری کثرت سے پیش آنے والے مسائل کو بیان کیا گیا ہے اور ہر مسئلہ کا ماخذ سنی حنفی دینیات کی نہایت معتبر ومستند کتابیں ہیں۔ جیسا کہ حوالوں سے ظاہر ہے جہاں تک ہوسکا ہے پیرایہ بیان وزبان کو بہت سہل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کوشش میں فصاحت زبان کی بھی پروانہیں کی گئی۔ رب تبارک وتعالیٰ اس سعی کو لوجہ الکریم قبول فرمائے۔ آمین!

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمدٍ
وآلہ واصحابہ اجمعین

الفقیر ابوالمعالی احمد المعروف
شمس الدین الجعفری الرضوی الجونپوری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عقائد کا بیان

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے عقیدے

عقیدہ (خدا تعالیٰ کی توحید وکمالات): اللہ ایک ہے۔ پاک بے مثل بے عیب ہے۔ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے۔ کوئی کسی بات میں نہ اس کا شریک نہ برابر نہ اس سے بڑھ کر وہ مع اپنی صفات کمالیہ کے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ہمیشگی صرف اسی کی ذات وصفات کے لئے ہے۔ اس کے سوا جو کچھ ہے پہلے نہ تھا جب اس نے پیدا کیا تو ہوا۔ وہ اپنے آپ ہے اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا۔ نہ وہ کسی کا باپ نہ کسی کا بیٹا نہ اس کے کوئی بی بی نہ رشتہ دار۔ سب سے بے نیاز۔ وہ کسی بات میں کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج۔ روزی دینا۔ مارنا۔ جلانا (زندہ کرنا) اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ سب کا مالک جو چاہے کرے۔ اس کے حکم میں کوئی دم نہیں مار سکتا۔ بغیر اس کے چاہے ذرہ نہیں ہل سکتا۔ وہ ہر کھلی چھپی، ہونی ان ہونی کو جانتا ہے کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔ دنیا جہان سارے عالم کی ہر چیز اس کی پیدا کی ہوئی ہے۔ سب اس کے بندے ہیں۔ وہ اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ مہربان، رحم کرنے والا۔ گناہ بخشنے والا توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ اس کی پکڑ نہایت سخت، جس سے بغیر اس کے چھڑائے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔ عزت، ذلت اسی کے اختیار میں ہے۔ جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلیل کرے۔ مال ودولت اسی کے قبضہ میں ہے جسے چاہے امیر کرے جسے چاہے فقیر کرے۔

ہدایت وگمراہی کس کی طرف سے ہے: ہدایت وگمراہی اسی کی طرف سے ہے جسے چاہے ایمان نصیب ہو جسے چاہے کفر میں مبتلا ہو وہ جو کرتا ہے حکمت ہے۔ انصاف ہے۔ مسلمانوں کو جنت عطا فرمائے گا کافروں پر دوزخ میں عذاب کرے گا۔ اس کا ہر کام حکمت ہے بندہ کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے اس کی نعمتیں اس کے احسان بے انتہا ہیں۔ وہی اس لائق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اس کے سوا دوسرا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

عقیدہ خدا تعالیٰ کی تنزیہ: اللہ تعالیٰ جسم وجسمانیت سے پاک ہے یعنی نہ وہ جسم ہے نہ اس میں وہ باتیں پائی جاتی ہیں جو جسم سے تعلق رکھتی ہیں بلکہ یہ اس کے حق میں محال ہیں۔ لہٰذا وہ

زمان و مکان طرف و جہت شکل و صورت، وزن و مقدار، زیادۃ و نقصان، حلول و اتحاد، توالد و تناسل، حرکت و انتقال، تغیر و تبدل وغیرہا جملہ اوصاف و احوال جسم سے منزہ و بری ہے اور قرآن و حدیث میں جو بعض ایسے الفاظ آئے ہیں مثلاً ید، وجہ، رجل، ضحک وغیرہا جن کا ظاہر جسمیت پر دلالت کرتا ہے ان کے ظاہری معنیٰ لینا گمراہی و بدمذہبی ہے۔

الفاظ متشابہ کی تاویل: اس قسم کے الفاظ میں تاویل کی جاتی ہے کیوں کہ ان کا ظاہر مراد نہیں کہ اس کے حق میں محال ہے مثلاً ید کی تاویل قدرت سے اور وجہ کی ذات سے استواء کی غلبہ و توجہ سے کی جاتی ہے لیکن بہتر و اسلم یہ ہے کہ بلاضرورت تاویل بھی نہ کی جائے[۲] بلکہ حق ہونے کا یقین رکھے اور مراد کو اللہ کے سپرد کرے کہ وہی جانے اپنی مراد، ہمارا تو اللہ و رسول کے قول پر ایمان ہے کہ استواء حق ہے ید حق ہے اور اس کا استواء مخلوق کا سا استواء نہیں[۲] اس کا ید مخلوق کا سا ید نہیں اس کا کلام دیکھنا سننا مخلوق کا سا نہیں۔ عقیدہ: اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں نہ مخلوق ہیں نہ مقدور۔ عقیدہ: (کیا چیزیں حادث ہیں اور کیا قدیم) ذات و صفات الٰہی کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں سب حادث ہیں یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں۔ عقیدہ: صفات الٰہی کو مخلوق کہنا یا حادث بتانا گمراہی و بددینی ہے۔ عقیدہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے علاوہ کسی اور چیز کو قدیم مانے یا عالم کے حادث ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔ (عقیدہ) جس طرح اللہ تعالیٰ عالم اور عالم کی ہر چیز کا خالق ہے اسی طرح ہمارے اعمال و افعال کا بھی وہی خالق ہے۔[۳]

---

[۱] زیادۃ و نقصان یعنی بیشی و کمی حلول یعنی سما جانا۔ اتحاد یعنی دو چیزوں کا مل کر ایک ہو جانا، محال جو کبھی کسی طرح نہ ہو سکے

[۲] قولہ (تاویل نہ کی جائے) فی شرح المواقف فالحق التوقف مع القطع بانہ لیس کاستواء الاجسام اقول وھذا مذھب السلف وفیہ السلامۃ والسداد (۱۲ منہ غفرلہ)

[۳] قولہ ہمارے افعال کا بھی وہی خالق ہے۔ اقول وفی النسفیۃ وشرحھا واللہ تعالیٰ خالق لافعال العباد من الکفر والایمان والطاعۃ والعصیان لا کمازعمت المعتزلہ ان العبد خالق لافعالہ فی المواقف وشرحہ للسیدان افعال العباد والاختیاریۃ واقعہ بقدرۃ اللہ تعالیٰ وحدھا ولیس لقدرتھم تاثیر فیھا بل اللہ سبحانہ اجری عادتہ بان یوجد فی العبد قدرہ واختیار اذالم یکن ھناک مانع اوجد فیہ المقدور مقارناً لھا فیکون فعل العبد مخلوقاً للہ ابداعاواحداثاومکسوبا للعبد والمراد بکسبہ ایاہ مقارنتہ لقدرۃ وارادتہ من غیر ان یکون ھنک تاثیرا ومدخل فی وجودہ سوا کونہ محلولہ وھذا مذھب الشیخ الاشعری مر منہ سلمہ ای الذات الواجب الوجود الذی یکون الوجودہ من ذاتہ بمعنی ان ذاتہ علۃ تامۃ مستقلۃ فی وجودہ ولا یحتاج فی وجودہ الیٰ شیء غیر ذاتہ ای منفصلۃ عن ذاتہ املا لا فی ذاتہ ولا فی صفاتہ الحقیقۃ مطلقا فالمقتضی لوجودہ نفس ذاتہ ۱۲ منہ سلمہ شرح فقہ اکبر میں ہے لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ اور شرح مقاصد میں ہے لاشی من الواجب – الممتنع بمقدور اور شرح مواقف میں ہے لا نھار ای القدرۃ تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنات یعنی قدرت الٰہیہ کا تعلق صرف ممکنات سے ہے محال قدرت میں نہیں اور عیوب رب محال تو یہی مانے وہ خدا کو کیا جانے قدیم یعنی جو ہمیشہ سے ہو حادث یعنی جو پہلے نہ تھا پھر پیدا کیا گیا محال جو ہو نہ سکتا ہو۔ ممکن۔ جو ہو سکتا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی خالقیت و وجوب، وجود کے معنیٰ: اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے یعنی اس کا وجود ضروری ہے اور عدم محال۔

عقیدہ (اللہ تعالیٰ کا علم و ارادہ): کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم سے باہر نہیں موجود ہو یا معدوم ممکن ہو یا محال کلی ہو یا جزئی سب کو ازل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور ابد تک جانے گا۔ چیزیں بدلتی ہیں لیکن اس کا علم نہیں بدلتا۔ دلوں کے خطروں اور وسوسوں کی اس کو خبر ہے اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔ عقیدہ: اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا مگر اچھے پر خوش ہوتا ہے اور برے پر ناراض۔

عقیدہ (خدا تعالیٰ کی قدرت): اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں اور محال تحت قدرت نہیں۔ محال پر قدرت ماننا الوہیت کا انکار کرنا ہے عقیدہ خیر و شر، کفر و ایمان، اطاعت و عصیاں اللہ ہی کی تقدیر و تخلیق سے ہے۔ عقیدہ: حقیقۃً روزی پہنچانے والا وہی ہے فرشتہ وغیرہ وسیلہ اور واسطہ ہیں۔

عقیدہ (اللہ تعالیٰ پر کچھ واجب نہیں): اللہ تعالیٰ کے ذمہ کچھ واجب نہیں نہ ثواب دینا نہ عذاب[۱] کرنا نہ وہ کام کرنا جو بندہ کے حق میں مفید ہو اس لئے کہ وہ مالک علی الاطلاق ہے جو چاہے کرے حکم دے تو فضل عذاب کرے تو عدل ہاں اس کی یہ مہربانی کہ وہی حکم دیتا ہے جو بندہ کر سکے ضرور مسلمانوں کو اپنے فضل سے جنت دے گا اور کافروں کو اپنے عدل سے جہنم میں ڈالے گا، اس لئے کہ اس نے وعدہ فرما لیا ہے کہ کفر کے سوا جس گناہ کو چاہے معاف کر دے گا اور اس کے وعدے وعید بدلتے نہیں، اس لئے عذاب و ثواب ضرور ہوگا۔

عقیدہ (خدا تعالیٰ کا استغناء): اللہ تعالیٰ عالم سے بے پروا ہے اس کو کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچتا۔ نہ کوئی پہنچا سکتا ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اس میں اس کا اپنا کوئی فائدہ یا غرض نہیں دنیا کو پیدا کرنے میں نہ کوئی اس کا فائدہ اور نہ پیدا کرنے میں کوئی نقصان۔

اللہ تعالیٰ نے عالم کو کیوں پیدا کیا؟: اپنا فضل و عدل قدرت و کمال ظاہر کرنے کے لئے مخلوق کو پیدا کیا۔ عقیدہ: اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بہت حکمتیں ہیں ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے یہ اس کی حکمت ہے کہ دنیا میں ایک چیز کو دوسری چیز کا سبب ٹھہرایا، آگ کو گرمی پہنچانے کا

---

[۱] قال فی شرح المواقف فان المطیع لا یستحق بطاعتہ ثوابا والعاصی لا یستحق یمعصیتہ عقابا اذ قد ثبت انہ لا یحث لا یجب لا حد علی اللہ حق – ج ۸ وقال العلامۃ النسفی وما ھو الاصلح للعبد فلیس ذالک بواجب علی اللہ تعالیٰ ۔ ۱۲

سبب، پانی کو سردی پہنچانے کا سبب بنایا، آنکھ کو دیکھنے کے لئے کان کو سننے کے لئے بنایا اگر وہ چاہے تو آگ، سردی، پانی گرمی دے اور آنکھ سنے کان دیکھے۔

عقیدہ: (خدا کی ہر عیب سے پاکی): خدا کے لئے ہر عیب ونقص محال ہے، جیسے جھوٹ، جہل بھول، ظلم، بے حیائی وغیرہ تمام برائیاں خدا کے لئے محال ہیں اور جو یہ مانے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے لیکن بولتا نہیں تو گویا وہ مانتا ہے کہ خدا عیبی تو ہے لیکن اپنا عیب چھپائے رہتا ہے۔ پھر ایک جھوٹ ہی پر کیا ختم سب برائیوں کا یہی حال ہو جائے گا کہ اس میں ہیں تو لیکن کرتا نہیں جیسے ظلم، چوری، زنا، توالد وتناسل وغیرہا عیوب کثیرہ عدیدہ تعالیٰ اللہ عن ذالك علوا كبيرا خدا کے لئے نقص وعیب کو ممکن جاننا خدا کو عیبی ماننا ہے بلکہ خدا ہی کا انکار کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے گندے عقیدے سے ہر آدمی کو بچائے رکھے۔[1]

تقدیر: اللہ تعالیٰ کے علم میں جو کچھ عالم میں ہونے والا تھا اور جو کچھ بندے کرنے والے تھے اس کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی جان کر لکھ لیا، کسی کی قسمت میں بھلائی لکھی اور کسی کی قسمت میں برائی لکھی۔ اس لکھ دینے نے بندہ کو مجبور نہیں کر دیا کہ جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا وہ بندہ کو مجبوراً کرنا پڑتا ہے بلکہ بندہ جیسا کرنے والا تھا ویسا ہی اس نے لکھ دیا۔ کسی آدمی کی قسمت میں برائی لکھی تو اس لئے کہ یہ آدمی برائی کرنے والا تھا اگر یہ بھلائی کرنے والا ہوتا تو اس کی قسمت میں بھلائی ہی لکھتا۔ اللہ تعالیٰ کے علم نے یا اللہ تعالیٰ کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ مسئلہ: تقدیر کے مسئلہ میں غور و بحث منع ہے بس اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ آدمی پتھر کی طرح بالکل مجبور نہیں ہے کہ اس کا ارادہ کچھ ہو ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو ایک طرح کا اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اسی اختیار کی بنا پر نیکی بدی کی نسبت بندے کی طرف ہے اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہے۔

مسئلہ (برے کام کی نسبت کس کی طرف کی جائے): برا کام کر کے یہ نہ کہنا چاہیے بے ادبی ہے، کہ خدا نے چاہا تو ہوا تقدیر میں تھا کیا بلکہ حکم یہ ہے کہ اچھے کام کو کہے کہ خدا کی

---

[1] شرح مقاصد میں ہے: الكذب محال با جماع العلماء لان الكذب نقص باتفاق العقلاء وهو على الله تعالى محال یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے جھوٹ محال ہے اس پر سب علماء کا اتفاق ہے اس لئے کہ جھوٹ عیب ہے ہر عقلمند کے نزدیک اور ہر عیب اللہ کیلئے محال ہے اور شرح عقائد جلالی میں ہے الكذب نقص عليه محال فلايكون من الممكنات ولا تشمله القدرة یعنی جھوٹ عیب ہے اور عیب خدا کیلئے محال ہے لہذا جھوٹ خدا کیلئے ممکن نہیں اور نہ زیر قدرت۔ اب یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ اگر خدا کیلئے جھوٹ بولنا ممکن مانا جائے تو لازم آئے گا کہ ایسے کو خدا مانا جس میں یہ عیب ہے حالانکہ خدا عیبی نہیں تو خدا ہی کو نہیں پہچانا بلکہ اپنے گھڑے ہوئے عیبی معبود کو خدا مانا۔ ۱۲ منہ سلمہ۔

طرف سے ہوا اور برے کام کو اپنے نفس کی شرارت شامت جانے۔

نبی اور رسول: جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفتوں کا جاننا ضروری ہے اسی طرح یہ بھی جاننا لازمی ہے کہ نبی میں کیا کیا باتیں ہونی چاہئیں اور کیا کیا نہ ہونا چاہیے تاکہ آدمی کفر سے بچا رہے۔

رسول کے معنیٰ: رسول کے معنیٰ ہیں خدا کے یہاں سے بندوں کے پاس خدا کا پیغام لانے والا۔

نبی کون ہوتا ہے؟: نبی وہ آدمی ہے جس کے پاس وحی یعنی خدا کا پیغام آیا لوگوں کو خدا کا راستہ بتانے کے لئے خواہ یہ پیغام نبی کے پاس فرشتہ لے کر آیا ہو یا خود نبی کو اللہ کی طرف سے اس کا علم ہوا ہو۔ کئی نبی اور کئی فرشتے رسول ہیں۔ نبی سب مرد تھے نہ کوئی جن نبی ہوا نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔ عبادت، ریاضت کے ذریعے سے آدمی نبی نہیں ہوتا محض اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہوتا ہے۔ اس میں آدمی کی کوشش نہیں چلتی البتہ نبی اللہ تعالیٰ اس کو بناتا ہے جس کو اس لائق پیدا کرتا ہے جو نبی ہونے سے پہلے ہی تمام بری باتوں سے دور رہتا ہے اور اچھی باتوں سے سنور چکتا ہے۔ نبی میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں۔

نبی کا چال چلن، شکل وصورت، حسب ونسب: نبی کا چال چلن شکل وصورت، حسب ونسب، طور طریقہ بات چیت سب اچھے اور بے عیب ہوتے ہیں۔ نبی کی عقل کامل ہوتی ہے نبی سب آدمیوں سے زیادہ عقل مند ہوتا ہے۔ بڑے سے بڑے حکیم فلسفی کی عقل نبی کی عقل کے لاکھویں حصہ تک بھی نہیں پہنچتی۔ جو یہ مانے کہ کوئی شخص اپنی کوشش سے نبی ہو سکتا ہے وہ کافر ہے اور جو یہ سمجھے کہ نبی کی نبوت چھینی جا سکتی ہے وہ بھی کافر ہے۔

معصوم کون ہے: نبی اور فرشتہ معصوم ہوتا ہے یعنی کوئی گناہ اس سے نہیں ہو سکتا۔ نبی اور فرشتہ کے علاوہ کسی امام اور ولی کو معصوم ماننا گمراہی اور بد مذہبی ہے اگر چہ اماموں اور بڑے بڑے ولیوں سے بھی گناہ نہیں ہوتا لیکن کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو شرعاً محال بھی نہیں۔ اللہ کا پیغام پہنچانے میں نبی سے بھول چوک نہیں ہو سکتی محال ہے۔

نبی کی طرف تقیہ کی نسبت کا حکم: جو یہ کہے کہ کچھ احکام تقیۃً یعنی لوگوں کے ڈر سے یا کسی اور وجہ سے نہیں پہنچائے وہ کافر ہے۔ انبیاء تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ یہاں تک کہ ان فرشتوں سے بھی افضل ہیں جو رسول ہیں۔

ولی کو نبی سے افضل ماننے کا حکم: ولی کتنے ہی بڑے مرتبے والا ہو کسی نبی کے برابر نہیں

ہوسکتا۔ جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ کافر ہے۔[۱] عقیدہ: (نبی کی عظمت) نبی کی تعظیم فرض عین بلکہ تمام فرائض کی اصل ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کفر ہے[۲] (شفاو ہندیہ وغیرہ) سارے نبی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی وجاہت وعزت والے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معاذ اللہ چوہڑے چمار کی مثل کہنا کھلی گستاخی اور کلمہ کفر ہے۔

نبی کی حیات: انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی طرح زندہ ہیں جیسے دنیا میں تھے اللہ کا وعدہ پورا ہونے کے لئے ایک آن کو انہیں موت آئی ہے پھر زندہ ہو گئے۔ ان کی زندگی شہیدوں کی زندگی سے بہت بڑھ کر ہے۔[۳]

عقیدہ، نبی کا علم: اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو غیب کی باتیں بتائیں۔ زمین و آسمان کا ہر ذرہ ذرہ ہر نبی کی نظر کے سامنے ہے۔ یہ علم غیب اللہ کے دیئے سے ہے۔ لہٰذا یہ علم عطائی ہوا اور اللہ تعالیٰ کا علم چونکہ کسی کا دیا ہوا نہیں ہے بلکہ خود اسے حاصل ہے لہٰذا ذاتی ہوا۔ اب جب کہ اللہ تعالیٰ کے علم اور رسول کے علم کا فرق معلوم ہوگیا تو ظاہر ہوگیا کہ نبی و رسول کے لئے خدا کا دیا ہوا علم غیب ماننا شرک نہیں بلکہ ایمان ہے جیسا کہ آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہے[۴]

عقیدہ: کوئی امتی زہد و تقویٰ[۵] اطاعت و عبادت میں نبی سے نہیں بڑھ سکتا۔ انبیاء سوتے

---

[۱] قال التفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ فما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبی کفر وضلال (شرح عقائد) [۲] فتاویٰ قاضی خاں میں ہے لوعاب الرجل النبی فی شیء کان کافر یعنی جو شخص نبی کو کسی طرح کا عیب لگائے تو وہ کافر ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے لوقال لشعرہ علیہ السلام شعیر یکفر یعنی اگر نبی علیہ السلام کے بال کو "بلوا" تصغیر کے صیغہ سے کہے تو وہ کافر ہو جائے۔ [۳] حضرت شیخ عبدالحق اپنی کتاب تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں ومقام نبوت ورسالت بعد از موت ثابت است وخود انبیاء را موت نبود وایشاں حی وباقی اند وموت ہمان است کہ یکبار چشیدہ اند بعد ازاں ارواح را بہ ابدان ایشاں اعادہ کنند وحقیقت حیات بخشند چنانچہ در دنیا بودند کامل تر از حیات شہدا کہ آں معنوی است یعنی کمال نبوت ورسالت مرنے کے بعد بھی ثابت رہتا ہے۔ اور خود نبی لوگ مرتے نہیں وہ لوگ زندہ اور باقی ہیں ان کیلئے موت بس اتنی ہے کہ ایک بار چکھا اور پھر اس کے بعد ان کی روحیں ان کے بدن میں واپس کردی گئیں اور ان کو وہی اصل زندگی دے دی گئی جیسی کہ دنیا میں تھی یہ ان کی زندگی شہیدوں کی زندگی سے کہیں بڑھ کر ہے۔ مراقی الفلاح میں ہے ومما ہو مقرر عند المحققین انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی یرزق متمتع بجمیع الملاذ والعبادات غیر انہ حجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات اقول اور بہت حدیثوں میں آیا کہ نبی زندہ رہتا ہے اور روزی پاتا ہے انبیاء کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ ان اللہ تعالیٰ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق (ابن ماجہ وغیرہ)

[۴] قرآن شریف میں ہے فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الامن ارتضی من رسول یعنی اللہ تعالیٰ اپنے غیب کا علم اپنے پسندیدہ رسولوں کو دیتا ہے (جمل) اور فرمایا وھو علی الغیب بضنین یعنی یہ رسول غیب کی باتیں بتاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان اللہ قد رفع لی الدنیا وانا انظر الیہا والیٰ ماھو کائن الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ جلیا من اللہ تعالیٰ جلا لنبیہ کما جلاہ للنبیین من قبلہ (طبرانی ونعیم ابن حماد وابونعیم) یعنی دنیا مجھ پر روشن کی گئی جیسا کہ مجھ سے پہلے اور نبیوں پر روشن کی گئی تو دنیا کی طرف اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کی طرح دیکھتا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی۔ [۵] زہد و تقویٰ: نیکی و پرہیزگاری-۱۲

جاگتے ہر وقت یادِ الٰہی میں لگے رہتے ہیں۔ عقیدہ: انبیاء کی تعداد مقرر کرنی ناجائز ہے ان کی پوری تعداد کا صحیح علم اللہ ہی کو ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے رُتبے

سب سے پہلا انسان اور سب سے پہلا نبی: حضرت آدم سب سے پہلے انسان ہیں ان سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا سب آدمی انہیں کی اولاد ہیں۔ یہی سب سے پہلے نبی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بے ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا اپنا خلیفہ بنایا۔ تمام چیزوں اور ان کے نام کا علم دیا۔ فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ سب نے سجدہ کیا۔ سوا شیطان کے اس نے انکار کیا اور ہمیشہ کے لئے ملعون و مردود ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بہت نبی آئے۔ حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور ان کے علاوہ ہزاروں۔ یہ چاروں نبی بھی تھے اور رسول بھی۔ سب سے آخری نبی اور رسول ساری مخلوق سے افضل سب کے پیشوا حبیب خدا ہمارے آقا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوا نہ ہوگا۔ جو شخص ہمارے نبی کے بعد یا آپ کے زمانہ میں کسی اور کو نبی مانے یا نبوت ملنی جائز جانے وہ کافر ہے۔[۱]

ہمارے نبی کی خاص خاص فضیلتیں اور کمالات: اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہان سے پہلے اپنے نور کی تجلی سے پیدا کیا۔ انبیاء فرشتے زمین آسمان عرش کرسی تمام جہان کو حضور کے نور کی جھلک سے بنایا اللہ یا اللہ کا برابر والا ہونے کے سوا جتنے کمال جتنی خوبیاں ہیں سب اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور کو دے دیں تمام جہان میں کوئی کسی خوبی میں حضور کے برابر نہیں ہوسکتا۔ حضور افضل الخلق اور اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں حضور تمام انبیاء کے نبی ہیں اور ہر شخص پر آپ کی پیروی لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور کو بخش دیں۔ دنیا اور دنیا کی سب نعمتوں کا دینے والا خدا ہے اور بانٹنے والے

---

[۱] چاہے تائیدی نبی مانے چاہے ظلی چاہے نبوت بالذات مانے چاہے بالفرض چاہے اس زمین میں یا کسی اور زمین میں بہر حال کافر ہے خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی نہ ہوا ہے نہ ہوگا جو اس کو نہ مانے وہ مسلمان نہیں کیونکہ اس سے آیہ خاتم النبیین بالقراءتین اور حدیث لا نبی بعدی اور اجماع کا انکار ہو جاتا ہے اقول: خاتم النبیین بالفتح العاجب المانع عن دخول الغیر فی قصر النبوۃ کخاتم السجل المانع عن دخول عبارۃ اخریٰ فیہ وبالکسر الاخر المتمم لیس بعدہ او معہ غیرہ والایۃ والحدیث کلاھما علی الاطلاق فتجریان علی اطلاقھما کما ھو مبین ومبرھن فی الاصول ویکون المراد النبی وطلقاً سواء کان اصلیا ارظلیا اوشریکا او مزید اوسواء کان فی زمانہ او بعد زمانہ فی ارضہ اوغیر ارضہ صلی اللہ علیہ وسلم منہ سلمہ

حضور ہیں[1] اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج عطا فرمائی یعنی عرش پر بلایا اپنا دیدار آنکھوں سے دکھایا[2] اپنا کلام سنایا جنت دوزخ عرش کرسی وغیرہ تمام چیزوں کی سیر کرائی یہ سب کچھ رات کے تھوڑے سے وقت میں ہوا۔ قیامت کے دن آپ ہی سب سے پہلے شفاعت کریں گے یعنی اللہ کے یہاں لوگوں کی سفارش کریں گے۔ گناہ معاف کرائیں گے درجے بلند کرائیں گے اس کے علاوہ اور بہت سے خصائص ہیں جن کے ذکر کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔

عقیدہ، نبی کی کسی چیز کو ہلکا جاننے کا حکم: حضور کے کسی قول وفعل وعمل وحالت کو جو حقارت کی نظر سے دیکھے کافر ہے۔[3] (قاضی خاں وشفاء قاضی عیاض وغیرہ)

معجزہ

معجزہ وکرامت کا فرق: وہ عجیب وغریب کام جو عادۃً ناممکن ہو جسے نبی اپنی نبوت کے ثبوت میں پیش کرے اور اس سے منکرین عاجز ہو جائیں وہ معجزہ ہے جیسے مردہ کو زندہ کرنا انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا ایسی عجیب وغریب بات اگر ولی سے ظاہر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں اور نڈر بدکار یا کافر سے ہو تو اس کو استدراج کہتے ہیں۔ معجزہ کو دیکھ کر نبی کی سچائی کا یقین ہوتا ہے کہ جس کے ہاتھ پر قدرت کی ایسی نشانیاں ظاہر ہوں جس کے مقابل سب لوگ عاجز وحیران ہوں ضرور وہ خدا کا بھیجا ہوا ہے کوئی جھوٹا نبوت کا دعویٰ کر کے معجزہ ہرگز نہیں دکھا سکتا۔ اللہ تعالیٰ جھوٹے کو معجزہ ہرگز نہیں عطا فرماتا ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے۔

---

[1] حدیثوں میں آیا انما ان قاسم واللہ یعطی یعنی اللہ دینے والا اور میں بانٹنے والا (بخاری ومسلم وغیرہ)

[2] شرح عقائد میں لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام کو معراج جسمانی جاگتے میں ہوئی صرف روحانی معراج کا قائل ہونا بدعت وگمراہی ہے مسجد حرام سے بیت المقدس تک تشریف لے جانا تو قطعی ہے قرآن سے ثابت ہے لہٰذا مطلقاً معراج کا انکار کفر ہے اور زمین سے آسمان تک اور اس کے آگے احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار بدعت وگمراہی ہے حضرت شیخ محدث دہلوی نے فرمایا کہ حق آنست کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم پروردگار خود را بچشم سر دید بجمہور صحابہ برایں اند یعنی معراج میں حضور نے اللہ تعالیٰ کو انہیں آنکھوں سے دیکھا جمہور صحابہ کا یہی مذہب ہے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ والحق الذی علیہ اکثر الناس ومعظم السلف وعامۃ المتاخرین من الفقہاء والمحدثین والمتکلمین انہ اسری بجسدہ الشریف ۱۲ منہ۔ ایکم مثلی تم میں میری مثل کون؟ عینان تنامان ولاینام قلبی آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ فی کل احیان حضور ہر وقت یادِ الٰہی میں رہتے۔ (بخاری وغیرہ)

[3] قال الامام الفقیہ الاجل قاضی خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو عاب الرجل النبی فی شیء کان کافرا ۱۲ وقال القاضی عیاض رحمہ اللہ فی الشفاء ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصاً فی نفسہ او دینہ او نسبہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبہ بشی علیٰ طریق السب لہ او الا زراء علیہ او التصغیر غیر لشانہ او النقص والعیب لہ فہو ساب لہ والحکم فیہ حکم الساب (جلد۲) یعنی جو شخص نبی کا کسی بات میں کسی طرح عیب نکالے وہ کافر ہے۔

مسئلہ ضروریہ، نبی کی لغزش کا حکم: انبیاء علیہم السلام سے جو لغزشیں ہوئیں[1] ان کا ذکر تلاوت قرآن وروایت حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے۔ اوروں کو ان سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال اللہ تعالیٰ ان کا مالک ہے جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے وہ اس کے پیارے بندے ہیں اپنے رب کے لئے جس قدر چاہیں تواضع کریں دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا۔ یعنی نبی کی بھول چوک کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے جو کلمہ کسی نبی کو کہا یا نبی نے انکساری عاجزی کے طور پر اپنے کو کہا[2] کسی امتی کو نبی کے حق میں ایسے کلمات کہنا ناجائز وحرام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کتابیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر اپنا کلام پاک اتارا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتری حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور اور نبیوں پر دوسری کتابیں اتریں ان نبیوں کی امتوں نے ان کتابوں کو گھٹا بڑھا دیا اور اللہ کے احکام کو بدل ڈالا اب اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک اتارا۔ قرآن ایسی بے مثل کتاب ہے کہ ویسی کوئی دوسرا نہیں بنا سکتا چاہے تمام جہان مل کر کوشش کریں ایسی کتاب نہیں بنا سکتے۔ قرآن میں سارے علم ہیں اور ہر چیز کا روشن بیان ہے ساڑھے تیرہ سو برس سے آج تک ویسا ہی ہے جیسا اترا اور ہمیشہ ویسا ہی رہے گا سارا زمانہ چاہے تو بھی اس میں ایک حرف کا فرق نہیں آ سکتا جو شخص کہے کہ قرآن پاک میں کسی نے کچھ گھٹا یا بڑھا دیا یا اصلی قرآن امام غائب کے پاس ہے وہ کافر ہے۔ یہی اصلی قرآن ہے اسی قرآن پر ایمان لانا ہر شخص کے لئے لازم ہے اب نہ کوئی نبی آئے گا نہ کوئی اللہ کی کتاب جو اس کے خلاف مانے وہ مومن نہیں۔

ملائکہ یعنی فرشتوں کا بیان: فرشتے نوری جسم کی مخلوق ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں انسان کی ہو یا کوئی اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے نہ جان بوجھ کر نہ بھول کر اس لئے کہ معصوم ہیں ہر قسم کے گناہ صغیرہ وکبیرہ سے پاک ہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سے کام فرشتوں کے سپرد کئے ہیں۔ کوئی فرشتہ جان نکالنے پر مقرر ہے کوئی پانی برسانے پر کوئی ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانے پر کوئی نامۂ اعمال لکھنے پر کوئی کسی کام پر کوئی کسی کام پر فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت ان کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے کسی فرشتہ کی ذرہ سی بے ادبی بھی کفر ہے (عالمگیری وغیرہ) بعض لوگ اپنے دشمن کو یا سختی کرنے

---

[1] لغزش، بھول چوک، تعبیر، بیان

[2] جیسے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی دعا میں کہا کہ اے رب ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا آدم نے معاذ اللہ ظلم کیا۔ ۱۲

والے کو ملک الموت کہتے ہیں ایسا کہنا ناجائز ہے قریب کفر ہے فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

جن کا بیان: جن آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان میں بعض کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں شریر بدکار جن کو شیطان کہتے ہیں۔ یہ آدمی کی طرح عقل اور روح اور جسم والے ہوتے ہیں کھاتے پیتے جیتے مرتے اور اولاد والے ہوتے ہیں۔ ان میں کافر مومن سنی بدمذہب ہر طرح کے ہوتے ہیں ان میں بدکاروں کی تعداد بہ نسبت آدمی کے زیادہ ہے جن کے وجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ جن اور شیطان بدی کی قوت کا نام ہے کفر ہے۔

موت اور قبر کا بیان

کس وقت ایمان لانا بیکار ہے: ہر شخص کی عمر مقرر ہے نہ اس سے گھٹ سکتی ہے نہ بڑھ سکتی ہے جب زندگی کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو حضرت عزرائیل علیہ السلام روح نکالنے کے لئے آتے ہیں۔ اس وقت مرنے والے کو دائیں بائیں جہاں تک نظر جاتی ہے فرشتے ہی فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمان کے پاس رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں اور کافر کے پاس عذاب کے۔ اس وقت کافر کو بھی اسلام کے سچے ہونے کا یقین ہو جاتا ہے لیکن اس وقت کا ایمان معتبر نہیں کیونکہ ایمان تو اللہ رسول کی بتائی باتوں پر بے دیکھے یقین کرنے کا نام ہے اور اب تو فرشتوں کو دیکھ کر ایمان لاتا ہے اس لئے ایسے ایمان لانے سے مسلمان نہ ہوگا۔ مسلمان کی روح آسانی سے نکالی جاتی ہے اور اس کو رحمت کے فرشتے عزت کے ساتھ لے جاتے ہیں اور کافر کی روح بڑی سختی سے نکالی جاتی ہے اور اس کو عذاب کے فرشتے بڑی ذلت سے لے جاتے ہیں۔ مرنے کے بعد روح کسی دوسرے بدن میں جا کر پھر پیدا نہیں ہوتی بلکہ قیامت آنے تک عالم برزخ[1] میں رہتی ہے یہ خیال کہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے

[1] برزخ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں مرنے کے بعد سے قیامت آنے تک تمام انسانوں اور جنوں کو حسب مراتب اس میں رہنا ہوتا ہے یہ عالم اس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف ۱۲ (تکمیل الایمان و بہار شریعت وغیرہ) ☆ حضرت امام غزالی فرماتے ہیں بل الذی تشھد له طریق الاعتبار وتنطق به الایات والاخبار ان الموت معناه تغیر حال فقط وان الروح باقیه بعد مفارقه الجسد امامعذبه اومنعمة ومعنی مفارقتها للجسد انقطاع تصرفها عن الجسد لخروج الجسد عن طاعتها الخ (احیاء جلد چہارم) یعنی دلیل عقلی اور آیتیں اور حدیثیں اس پر گواہ و ناطق ہیں کہ موت کے معنی ہیں صرف حالت کا بدل جانا اور روح باقی رہتی ہے۔ بدن سے الگ ہونے کے بعد خواہ عذاب میں رہے یا نعمت میں اور مفارقت بدن کے معنی ہیں اس کے تصرف کا انقطاع کہ بدن میں اس کی طاعت کی قابلیت نہ رہی۔ نیز یہی امام اپنے رسالہ لدنیہ میں فرماتے ہیں وھذا الروح لا یموت البدن یعنی یہ روح بدن کے مرنے سے مرتی نہیں ۱۲ منہ

چاہے آدمی کا بدن ہو یا جانور کا پیڑ پالو میں یہ غلط ہے اس کا ماننا کفر ہے اسی کو آواگون اور تناسخ کہتے ہیں۔

موت کیا ہے: موت یہ ہے کہ روح بدن سے نکل جائے لیکن نکل کر روح مٹ نہیں جاتی ہے بلکہ عالم برزخ میں رہتی ہے

مرنے کے بعد روح کہاں رہتی ہے: ایمان و عمل کے اعتبار سے ہر ایک روح کے لئے الگ جگہ مقرر ہے قیامت آنے تک وہیں رہے گی۔ کسی کی جگہ عرش کے نیچے ہے اور کسی کی اعلیٰ علیین میں اور کسی کی زم زم شریف کسی کی جگہ اس کی قبر پر ہے اور کافروں کی روح قید رہتی ہے کسی کی چاہ برہوت میں کسی کی سجین میں کسی کی اس کی مرگھٹ یا قبر پر۔

کیا روح بھی مرتی ہے؟: بہر حال روح مرتی یا مٹتی نہیں بلکہ باقی رہتی ہے اور جس حال میں بھی ہو اور جہاں کہیں بھی ہو اپنے بدن سے ایک طرح کا لگاؤ رکھتی ہے بدن کی تکلیف سے اسے بھی تکلیف ہوتی ہے اور بدن کے آرام سے آرام پاتی ہے جو کوئی قبر پر آئے اسے دیکھتی پہچانتی ہے اس کی بات سنتی ہے اور مسلمان کی نسبت تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مسلمان مر جاتا ہے تو اس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جائے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں: "روح را قرب و بعد مکانی یکساں است" یعنی روح کے لئے کوئی جگہ دور یا نزدیک نہیں بلکہ سب جگہ برابر ہے۔

روح کی موت اور بعض احوال: جو یہ مانے کہ مرنے کے بعد روح مٹ جاتی ہے وہ بدمذہب ہے مُردہ کلام بھی کرتا ہے اس کی بولی عوام جن اور انسانوں کے سوا حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔

قبر کا دبانا: دفن کے بعد قبر مردے کو دباتی ہے مومن کو اس طرح جیسے ماں بچے کو اور کافر کو اس طرح کہ ادھر کی پسلیاں ادھر ہو جاتی ہیں جب لوگ دفن کر کے لوٹتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

منکر نکیر کیسے ہیں کب آتے ہیں اور کیا سوال کرتے ہیں؟: اس وقت منکر نکیر دو فرشتے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں ان کی شکل بہت ڈراؤنی ہوتی ہے۔ ان کا بدن کالا آنکھیں نیلی اور کالی بہت بڑی بڑی جن سے آگ کی طرح لپٹ نکلتی ہے۔ ان کے ڈراؤنے بال سر سے پاؤں تک ان کے دانت بہت بڑے بڑے ہیں جن سے زمین چیرتے ہوئے

آتے ہیں مردے کو جھنجھوڑتے اور جھڑک کر اٹھاتے ہیں اور بہت سختی کے ساتھ بڑی کڑی آواز سے یہ تین سوال کرتے ہیں (۱) من ربك یعنی تیرا رب کون ہے (۲) ما دینك تیرا دین کیا ہے (۳) ماکنت تقول فی هذا الرجل ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا۔ مردہ اگر مسلمان ہے تو پہلے سوال کا یہ جواب دے گا۔ ربی اللہ میرا رب اللہ ہے اور دوسرے کا دینی الاسلام میرا دین اسلام ہے اور تیسرے سوال کا جواب یہ دے گا هو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اللہ کے رسول ہیں اللہ کی طرف سے ان پر رحمت نازل ہو اور سلام۔ اب آسمان سے یہ آواز آئے گی کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور جنت کا کپڑا پہناؤ اور جنت کا دروازہ کھول دو۔ اب جنت کی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہے گی اور جہاں تک نگاہ پھیلے گی وہاں تک قبر چوڑی چمکیلی کردی جائے گی اور فرشتے کہیں گے سو جیسے دولہا سوتا ہے۔ یہ نیک پرہیزگار مسلمان کے لئے ہوگا۔ گناہگاروں کو ان کے گناہ کے لائق عذاب بھی ہوگا' ایک زمانہ تک' پھر بزرگوں کی شفاعت سے یا ایصال ثواب و دعائے مغفرت سے یا محض اللہ کی مہربانی سے یہ عذاب اٹھ جائے گا اور پھر چین ہی چین ہوگا اور اگر مردہ کافر ہے تو سوال کا جواب نہ دے سکے گا اور کہے گا هاه هاه لا ادری افسوس مجھے تو کچھ معلوم نہیں اب ایک پکارنے والا آسمان سے پکارے گا کہ یہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا کپڑا پہناؤ اور جہنم کا ایک دروازہ کھول دو اس کی گرمی اور لپٹ پہنچے گی اور عذاب دینے کے لئے دو فرشتے مقرر ہوں گے جو بڑے بڑے ہتھوڑے سے مارتے رہیں گے اور سانپ بچھو بھی کاٹتے رہیں گے اور قیامت تک طرح طرح کے عذاب ہوتے رہیں گے۔

تنبیہ: قبر میں کس کس سے سوال نہیں ہوتا: حضرات انبیاء علیہم السلام سے نہ قبر میں سوال[1] ہو نہ انہیں قبر دبائے اور سوال تو بعض امتیوں سے بھی نہ ہوگا' جیسے جمعہ اور رمضان میں مرنے والے مسلمان۔ قبر میں آرام و تکلیف کا ہونا حق ہے۔

عذاب و ثواب انسان کی کس چیز پر ہوتا ہے؟: اور یہ عذاب و ثواب بدن اور روح دونوں پر ہے۔

بدن کے اصلی اجزا کیا ہیں اور کہاں ہیں؟: بدن اگرچہ گل جائے جل جائے خاک میں مل جائے مگر اس کے اصلی اجزاء قیامت تک باقی رہیں گے انہیں پر عذاب و ثواب ہو

[1] تکمیل میں شیخ فرماتے ہیں واضح آنست کہ انبیاء را سوال نبود اور فرماتے ہیں وآنکہ روز جمعہ یا شب دے مردہ وآنکہ ہر شب سورہ ملک خواند تا آخر ۱۲۔

گا اور انہیں پر قیامت کے دن پھر بدن بن کر تیار ہوگا۔ یہ اجزاء ریڑھ کی ہڈی میں کچھ ایسے باریک بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہیں جو کسی خوردبین سے بھی نہیں دیکھے جاسکتے نہ انہیں آگ جلاسکتی ہے نہ زمین گلاسکتی ہے یہی بدن کے بیج ہیں انہیں اجزاء کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ بدن کے اور حصوں کو جمع کردے گا جو راکھ یا مٹی ہو کر ادھر ادھر پھیل گئے اور پھر وہی پہلا جسم بن جائے گا اور روح اسی جسم میں آکر قیامت کے میدان میں آئے گی اسی کا نام حشر ہے اب اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا قیامت کے دن روحیں اپنے پہلے ہی بدن میں لوٹائی جائیں گی نہ دوسرے میں کیوں کہ اصل اجزاء کا باقی رہنا اور زائد میں تغیر و تبدل ہونا چیز کو بدل نہیں دیتا بلکہ اس قسم کی تبدیلیوں کے بعد بھی وہ پہلی چیز وہی رہتی ہے دیکھو جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو کتنا بڑا ہوتا ہے اور کیسا ہوتا ہے اور جوان ہونے تک اس میں کتنی تبدیلیاں ہوتی ہیں مگر ہر زمانہ اور ہر حال میں رہتا وہی ہے دوسرا نہیں ہوجاتا وہ خود بھی یقین رکھتا ہے کہ دس پانچ برس پہلے بھی میں میں ہی تھا اور اب بھی میں' میں ہوں اور یہ ہمیشہ اور ہر عمر میں ہر شخص سمجھتا ہے اپنے لئے بھی اور دوسروں کے لئے بھی مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا غرض کہیں ہو اس سے وہیں سوال ہوگا اور وہیں عذاب پہنچے گا۔ یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا اس سے شیر کے پیٹ میں سوال ہوگا اور عذاب ثواب بھی وہیں ہوگا۔ قبر کے عذاب و ثواب کا منکر گمراہ ہے۔

کن لوگوں کے بدن کو مٹی نہیں کھاسکتی: مسئلہ: نبی' ولی' عالم دین' شہید' حافظ قرآن جو قرآن پر عمل بھی کرتا ہو اور جو منصب محبت پر فائز ہے وہ جسم جس نے کبھی گناہ نہ کیا اور وہ جو ہر وقت درود شریف پڑھتا ہے ان کے بدن کو مٹی نہیں کھاسکتی۔ جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کو یہ کہے کہ "مر کے مٹی میں مل گئے" وہ گمراہ بددین خبیث مرتکب توہین ہے۔[1]

قیامت آنے کا حال اور اس کی نشانیاں

ایک دن تمام دنیا انسان حیوان جن فرشتے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب فنا ہوجائیں گے اللہ کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔ اسی کو قیامت آنا کہتے ہیں۔ قیامت آنے سے پہلے کچھ قیامت کی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ جن میں سے تھوڑی سی ہم یہاں لکھتے ہیں۔ ۱۔ خسف یعنی تین جگہ آدمی زمین میں دھنس جائیں گے۔ پورب میں پچھم میں اور عرب میں ۲۔ علم دین

[1] حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلی قدس سرہ اپنی کتاب سلوک اقرب السبل میں لکھتے ہیں' با چندیں اختلافات و کثرت مذاہب کے در علماء امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مربی۔

اٹھ جائے گا یعنی علماء اٹھالئے جائیں گے۔۳- جہالت کی کثرت ہوگی۔۴- شراب اور زنا کی
زیادتی ہوگی اور اس بے حیائی کے ساتھ کہ جیسے گدھے جوڑا کھاتے ہیں۔۵- مرد کم ہوں گے
عورتیں زیادہ ہوں گی یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔۶- مال کی
زیادتی ہوگی۔۷- عرب میں کھیتی اور باغ اور نہریں ہو جائیں گی نہر فرات اپنے خزانے کھول
دے گی اور وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے۔۸- مرد اپنی عورت کے کہنے میں ہوگا ماں باپ کی نہ
سنے گا۔ دوستوں سے میل جول رہے گا اور ماں باپ سے جدائی۔۹- گانے بجانے کی کثرت
ہوگی۔۱۰ اگلوں پر لوگ لعنت کریں گے ان کو برا کہیں گے۔۱۱- بدکار اور نااہل سردار بنائے
جائیں گے۔۱۲- ذلیل لوگ جن کو تن کا کپڑا نہ ملتا تھا وہ بڑے بڑے محلوں پر اترائیں گے۔
۱۳- مسجد میں لوگ چلائیں گے۔۱۴- اسلام پر قائم رہنا اتنا کٹھن ہوگا' جیسے مٹھی میں انگارا لینا
یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔۱۵- وقت میں
برکت نہ ہوگی یہاں تک کہ سال مثل مہینہ کے اور مہینہ مثل ہفتہ کے اور ہفتہ مثل دن کے اور دن
ایسا ہو جائے گا جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور جلد بھڑک کر ختم ہوگئی یعنی وقت بہت جلد جلد گزرے
گا۔۱۶- درندے جانور آدمی سے بات کریں گے کوڑے کی نوک جوتے کا تسمہ بولے گا۔ جو
کچھ گھر میں ہوا بتائے گا بلکہ آدمی کی ران اسے خبر دے گی۔۱۷- سورج پچھم[1] سے نکلے گا اس
نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس وقت میں اسلام لانا قبول نہ ہوگا۔
۱۸- علاوہ بڑے دجال کے تیس دجال اور ہوں گے جو سب نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے
حالانکہ نبوت ختم ہو چکی۔ ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا ان
دجالوں میں بہت سے گزر چکے' جیسے مسیلمہ کذاب' طلیحہ بن خویلد' اسود عنسی' سجاح' مرزا علی محمد
باب' مرزا علی حسین بہاء اللہ۔ مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ اور جو باقی ہیں ضرور ہوں گے۔

دجال کا نکلنا

دجال کی صفت اور اس کے کرتب: دجال کانا ہوگا اس کی ایک آنکھ ہوگی اور خدائی کا
دعویٰ کرے گا۔ اس کے ماتھے پر ک ف ر لکھا ہوگا یعنی کافر جس کو ہر مسلمان پڑھے گا اور کافر کو
دکھائی نہ دے گا۔ یہ بہت تیزی سے سیر کرے گا۔ چالیس دن میں حرمین[2] شریفین کے سوا تمام

[1] سورج کا پچھم سے نکلنا اس کی کیفیت یہ ہے کہ قیامت کے قریب حسب دستور سورج دربار الٰہی میں سجدہ کر کے پورب سے نکلنے کی اجازت مانگے گا اجازت نہ ملے گی۔ اور حکم ہوگا کہ واپس جا تب سورج پچھم سے نکلے گا اور آدھے آسمان تک آ کر لوٹ جائے گا۔ اور پچھم میں ڈوبے گا۔ اس کے بعد پھر روزانہ پہلے کی طرح پورب سے نکلا کرے گا یعنی صرف ایک بار پچھم سے نکلے گا۔۱۲

[2] حرمین شریفین مکہ مدینہ کو کہتے ہیں

روئے[1] زمین کا گشت کرے گا۔ اس چالیس دن میں پہلا دن سال بھر کے برابر ہوگا اور دوسرا
دن مہینہ بھر کے برابر ہوگا اور تیسرا دن ہفتہ کے برابر اور باقی دن چوبیس چوبیس گھنٹے کے ہوں
گے اس کا فتنہ بہت سخت ہوگا ایک باغ اور ایک آگ اس کے ساتھ ہوگی جس کا نام جنت
دوزخ رکھے گا جہاں جائے گا ان کو ساتھ لئے ہوگا اس کی جنت دراصل آگ ہوگی اور اس کا
جہنم آرام کی جگہ ہوگی۔ لوگوں سے کہے گا کہ ہم کو خدا مانو جو اسے خدا کہے گا اسے اپنی جنت میں
ڈالے گا اور جو انکار کرے گا اسے اپنے جہنم میں پھینک دے گا۔ مردے جلائے گا پانی برسائے
گا زمین کو حکم دے گا وہ سبزے اگائے گی۔ ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں
کی طرح دل کے دل اس کے ساتھ ہو جائیں گے اس قسم کے بہت سے شعبدے دکھائے گا اور
حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے واقع میں کچھ نہ ہوگا اسی لئے اس کے وہاں سے
جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا جب حرمین شریفین میں جانا چاہے گا فرشتے اس کا منہ
پھیر دیں گے۔ دجال کے ساتھ یہودیوں کی فوج ہوگی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا: جب دجال ساری دنیا میں پھر پھرا کر
ملک شام کو جائے گا اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے پوربی منار پر
آسمان سے اتریں گے یہ صبح کا وقت ہوگا۔ فجر کی نماز کے لئے اقامت ہو چکی ہوگی۔ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیں گے۔ حضرت امام مہدی نماز
پڑھائیں گے۔ دجال ملعون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سانس کی خوشبو سے پگھلنا شروع ہوگا'
جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے اور آپ کی سانس کی خوشبو وہاں تک جائے گی جہاں تک نگاہ پہنچتی
ہے۔ دجال بھاگے گا آپ اس کا پیچھا کریں گے اور اس کی پیٹھ میں نیزہ ماریں گے اس سے وہ
واصل جہنم ہوگا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جتنے یہودی
عیسائی بچے رہے ہوں گے وہ آپ پر ایمان لائیں گے اس وقت تمام جہان میں دین ایک دین
اسلام ہوگا اور مذہب ایک مذہب اہل سنت ہوگا' بچے سانپ سے کھیلیں گے شیر اور بکری ایک
ساتھ چریں گے آپ نکاح کریں گے اولاد بھی ہوگی چالیس برس رہیں گے اور بعد وفات
روضہ انور میں دفن ہوں گے۔

حضرت امام مہدی کا ظاہر ہونا: حضرت امام مہدی آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
اولاد میں حسنی سید ہوں گے۔ آپ امام و مجتہد ہوں گے قیامت کے قریب جب تمام دنیا میں کفر

[1] یعنی ساری زمین پر پھرے گا۔۱۲

پھیل جائے گا اور اسلام صرف حرمین شریفین ہی میں رہ جائے گا اولیاء اور ابدال سب وہیں
ہجرت کر جائیں گے رمضان شریف کا مہینہ ہوگا ابدال کعبہ شریف کا طواف کر رہے ہوں گے
حضرت امام مہدی بھی وہاں موجود ہوں گے اولیاء انہیں پہچانیں گے۔ ان سے بیعت لینے کو
عرض کریں گے وہ انکار کریں گے۔ غیب سے آواز آئے گی ھٰذا خلیفۃ اللہ المھدی
فاسمعوا لہ واطیعوہ یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو۔ تمام لوگ
ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کو اپنے ساتھ
لے کر ملک شام آجائیں گے۔

یاجوج و ماجوج کا نکلنا: یہ ایک قوم ہے یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے ان کی تعداد
بہت زیادہ ہے یہ زمین میں فساد کرتے تھے بہار کے موسم میں نکلتے تھے۔ ہری چیزیں سب کھا
جاتے سوکھی چیزوں کو لادلے جاتے آدمیوں کو کھالیتے۔ جنگلی جانوروں سانپوں بچھوؤں تک کو
چٹ کر جاتے۔ حضرت ذوالقرنین نے آہنی دیوار کھینچ کر ان کا آنا روک دیا۔ جب دجال کو قتل
کر کے اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو کوہ طور پر لے جائیں گے تب دیوار
توڑ کر یہ یاجوج و ماجوج نکلیں گے اور زمین میں بڑا فساد مچائیں گے لوٹ مار قتل وغیرہ کریں
گے پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے انہیں ہلاک و برباد کر دے گا۔

دابۃ الارض کا نکلنا

دابۃ الارض کیا چیز ہے؟: یہ ایک عجیب شکل کا جانور ہے جو کہ کوہ صفا سے نکلے گا تمام
شہروں میں بہت جلد پھرے گا۔ فصاحت[1] سے کلام کرے گا۔ اس کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ کا
عصا[2] اور حضرت سلیمان کی انگوٹھی ہوگی۔ عصا سے مسلمان کے ماتھے پر ایک چمکدار نشان لگائے
گا اور انگوٹھی سے کافر کے ماتھے پر ایک کالا دھبا اس وقت تمام مسلم و کافر علانیہ ظاہر ہوں گے۔
یعنی کھلم کھلا پہچانے جائیں گے۔ یہ نشانی کبھی نہ بدلے گی جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور
جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔

قیامت کن لوگوں پر آئے گی: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جب قیامت
آنے کو صرف چالیس برس رہ جائیں گے تب ایک ٹھنڈی خوشبودار ہوا چلے گی جو لوگوں کی
بغلوں کے نیچے سے گزرے گی جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح نکل جائے گی اور کافر ہی

[1] یعنی بہت اچھی صحیح اور صاف عربی بولے گا ۱۲ منہ [2] عصا۔ یعنی لاٹھی۔

کافر رہ جائیں گے انہیں کافروں پر قیامت آئے گی یہ چند نشانیاں بیان کی گئیں ان میں سے
بعض ظاہر ہو چکی ہیں اور کچھ باقی ہیں۔

قیامت کب آئے گی اور کس طرح آئے گی: جب نشانیاں پوری ہو جائیں گی اور
مسلمانوں کی بغلوں سے وہ خوشبودار ہوا گزرے گی۔ جس سے تمام مسلمانوں کی وفات ہو
جائے گی تو اس کے بعد پھر چالیس برس کا زمانہ ایسے گزرے گا جس میں کسی کے اولاد نہ ہوگی
یعنی چالیس برس سے کم عمر کا کوئی نہ ہوگا اور دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے اللہ کہنے والا کوئی نہ ہو
گا کوئی اپنی دیوار لیپتا ہوگا کوئی کھانا کھاتا ہوگا۔ غرض سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوں گے کہ
یکایک اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے پہلے اس کی آواز ہلکی
ہوگی اور بعد میں دھیرے دھیرے بہت کڑی ہو جائے گی لوگ کان لگا کر اس کی آواز سنیں گے
اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے پھر آسمان زمین دریا پہاڑ یہاں تک کہ خود صور
اور اسرافیل اور تمام فرشتے فنا ہو جائیں گے اس وقت سوا اللہ واحد حقیقی کے کوئی نہ ہوگا پھر جب
اللہ تعالیٰ چاہے گا اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم
دے گا۔ صور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین فرشتے انسان جن حیوانات سب موجود ہو جائیں
گے لوگ قبروں سے نکل پڑیں گے ان کا اعمال نامہ ان کے ہاتھ میں دیا جائے گا اور حشر کے
میدان میں لائے جائیں گے۔ یہاں حساب و جزاء کے انتظار میں کھڑے ہوں گے زمین
تانبے کی ہوگی۔ سورج نہایت تیزی پر سر سے بہت قریب ہوگا۔ گرمی کی سختی سے بھیجے کھولتے
ہوں گے۔ زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی بعضوں کی منہ سے باہر نکل آئیں گی۔ پسینہ بہت
آئے گا کسی کے ٹخنے تک کسی کے گھٹنے تک کسی کے منہ تک جس کا جیسا عمل ہوگا ویسی ہی تکلیف
ہوگی پھر پسینہ بھی نہایت بدبودار ہوگا۔ اسی حالت میں بہت دیر ہو جائے گی پچاس ہزار برس کا
تو وہ دن ہوگا اور اسی حالت میں آدھا گزر جائے گا لوگ سفارشی تلاش کریں گے جو اس مصیبت
سے چھٹکارا دلائے اور جلد فیصلہ ہو[1] سب لوگ مشورہ کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس
جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ حضرت ابراہیم کے پاس
بھیجیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو کہیں گے
حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

[1] جلد فیصلہ ہو یعنی حساب ہو جائے اور جنت یا دوزخ جو ملنی ہو مل جائے ۱۲۔

وفات، موت، اولین، اگلے، آخرین، پچھلے، جزا، بدلہ، میزان عمل، نیکی بدی تولنے کی ترازو، صالحین، نیک لوگ، دستگیر، مددگار۔

ہمارے آقا و مولیٰ رحمت عالم سردار انبیاء محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے پاس بھیجیں گے۔ جب لوگ ہمارے حضور سے فریاد کریں گے اور شفاعت کی درخواست لائیں گے تو حضور فرمائیں گے کہ میں اس کے لئے تیار ہوں یہ فرما کر بارگاہ الٰہی میں سجدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! سر اٹھا کر کہو سنا جائے گا مانگو پاؤ گے شفاعت کرو قبول کی جائے گی اب حساب شروع ہو گا۔ میزان عمل میں اعمال تولے جائیں گے۔ اپنے ہی ہاتھ پاؤں بدن کے اعضاء اپنے خلاف گواہی دیں گے۔ زمین کے جس حصہ پر کوئی عمل کیا تھا وہ بھی گواہی دینے کو تیار ہو گا نہ کوئی یار ہو گا نہ مددگار۔ نہ باپ بیٹے کے کام آئے گا نہ بیٹا باپ کے' اعمال پوچھے جا رہے ہیں زندگی بھر کا سب کیا ہوا سامنے ہے نہ گناہ سے انکار کر سکتا ہے نہ کہیں سے نیکیاں مل سکتی ہیں۔ اس بے کسی کے وقت میں دستگیر بے کساں حضور پر نور محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کام آئیں گے اور اپنے ماننے والوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

شفاعت کی بعض صورتیں: حضور کی شفاعت کئی طرح کی ہو گی۔ بہت سے لوگ آپ کی شفاعت سے بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور بہت لوگ جو دوزخ کے لائق ہوں گے حضور کی سفارش سے دوزخ سے بچ جائیں گے اور جو گنہگار مسلمان دوزخ میں پہنچ چکے ہوں گے وہ حضور کی شفاعت سے دوزخ سے نکالے جائیں گے۔ جنتیوں کی شفاعت کر کے ان کے درجے بلند کرائیں گے۔

کون کون سے لوگ شفاعت کریں گے: حضور علیہ السلام کے علاوہ باقی انبیاء صحابہ علماء اولیاء شہداء حفاظ حجاج بھی شفاعت کریں گے لوگ علماء کو اپنے تعلقات یاد دلائیں گے اگر کسی نے عالم کو دنیا میں وضو کے لئے پانی لا کر دیا ہو گا تو وہ بھی یاد دلا کر شفاعت کے لئے کہے گا اور وہ اس کی شفاعت کریں گے[1] یہ قیامت کا دن جو پچاس ہزار برس کا دن ہو گا جس کی مصیبتیں بے شمار و نا قابل برداشت ہوں گی۔ یہ دن انبیاء اولیاء اور صالحین کے لئے اتنا ہلکا کر دیا جائے

[1] حدیث شریف میں ہے کہ دوزخیوں کی صف کے پاس سے ایک جنتی گزرے گا اسے دیکھ کر ایک دوزخی کہے گا اے صاحب کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک بار پانی پلایا تھا۔ اور کوئی دوزخی کہے گا کہ میں نے آپ کو وضو کیلئے پانی دیا تھا تو وہ جنتی اس کی شفاعت کر کے اس دوزخی کو جنت میں داخل کرائے گا۔ (رواہ ابن ماجہ) اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق دہلوی نے لمعات میں لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ گنہگاروں بدکاروں نے اگر دینداروں پرہیزگاروں کی مدد و خدمت کی ہو گی تو آخرت میں اس کا نتیجہ پائیں گے اور ان کی سفارش کی مدد سے جنت میں جائیں گے دیکھئے کہ پانی پلانا وضو کرانا بھی کام آئے گا اتنا تعلق بھی فائدہ پہنچائے گا تو رشتہ دوستی محبت عقیدت کیوں نہ کام آئے گا۔ حضور فرماتے ہیں کہ اپنی امت میں سب سے پہلے جن لوگوں کی میں شفاعت کروں گا وہ میرے اہل بیت ہوں گے پھر درجہ بدرجہ اور قرابت داروں کی (صواعق محرقہ دکلمہ علیا وغیرہ) حفاظ' قرآن کے حافظ لوگ' حجاج' حاجی لوگ۔

گا کہ معلوم ہو گا کہ اس میں اتنا وقت لگا جتنا ایک وقت کی فرض نماز میں لگتا ہے بلکہ اس سے بھی کم یہاں تک کہ بعضوں کے لئے تو پلک جھپکنے میں سارا دن طے ہو جائے گا۔ سب سے بڑی نعمت جو مسلمانوں کو اس دن ملے گی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا یہاں تک تو حشر کے مختصر حالات بیان کئے گئے اب اس کے بعد آدمی کو ہمیشگی کے گھر جانا ہے کسی کو آرام کا گھر ملے گا جس کے عیش و آسائش کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کو جنت کہتے ہیں کسی کو تکلیف کے گھر میں جانا ہو گا۔ جس کی تکلیف کی کوئی حد نہیں اسے جہنم اور دوزخ کہتے ہیں۔ جنت دوزخ حق ہیں ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ جنت دوزخ بن چکی ہیں اور اب موجود ہیں یہ نہیں کہ قیامت کے دن بنائی جائیں گی۔ قیامت حشر حساب ثواب عذاب جنت دوزخ سب کے وہی معنیٰ ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں لہٰذا جو آدمی ان چیزوں کو تو حق کہے مگر ان کے معنیٰ کچھ اور کہے مثلاً یہ کہے کہ ثواب کے معنیٰ اپنی نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب کے معنیٰ اپنے برے عمل کو دیکھ کر رنج کرنا یا حشر فقط روحوں کا ہو گا بدن کا نہیں تو ایسا آدمی حقیقت میں ان چیزوں کا منکر ہے اور جو منکر ہے وہ کافر ہے۔ قیامت بے شک ضرور قائم ہو گی۔ اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

حشر روح اور جسم دونوں کا ہو گا جو کہے صرف روحیں اٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے وہ بھی کافر ہے دنیا میں جو روح جس بدن میں تھی اس روح کا حشر اسی بدن میں ہو گا ایسا نہیں کہ کوئی نیا بدن پیدا کر کے اس میں روح ڈالی جائے گی۔ بدن کے اجزاء اگر چہ مرنے کے بعد ادھر ادھر ہو گئے اور جانوروں کی خوراک ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ ان سب اجزاء کو جمع کر کے قیامت کے دن اٹھائے گا۔ حساب حق ہے اعمال کا حساب ہو گا حساب کا منکر کافر ہے۔

میزان

میزان کیا ہے؟: میزان حق ہے یہ ایک ترازو ہو گی اس کے دو پلے ہوں گے اس پر لوگوں کے اچھے برے عمل تولے جائیں گے نیکی کے پلہ کے بھاری ہونے کے یہ معنیٰ ہیں کہ اوپر اٹھے بخلاف دنیا کی ترازو کے۔

صراط کیا ہے؟: صراط حق ہے۔ یہ ایک پل ہے جو جہنم کے اوپر ہو گا۔ یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے جنت کا یہی راستہ ہے۔ سب کو اس پر چلنا ہو گا کافر نہ چل سکے گا اور جہنم میں گر جائے گا مسلمان پار ہو جائیں گے۔ بعض تو اتنی جلدی جیسے بجلی چمکے ابھی ادھر تھے ابھی ادھر پہنچ گئے بعض تیز ہوا کی طرح بعض تیز گھوڑے کی طرح بعض دھیرے دھیرے

بعض گرتے پڑتے کانپتے لنگڑاتے جتنا اچھا عمل ہوگا اتنی ہی جلدی پار ہوگا۔

حوض کوثر کیا ہے؟: حوض کوثر جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے حق ہے اس کی لمبائی ایک مہینہ کا رستہ ہے اور اتنی ہی چوڑائی ہے۔ اس کے کنارے سونے کے ہیں ان پر موتی کے قبے بنے ہوئے ہیں۔ اس کی تہ مشک کی ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو اس کا پانی ایک بار پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اس پر پانی پینے کے برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیادہ۔ اس میں جنت سے دو نالے گرتے ہیں ایک سونے کا ہے دوسرا چاندی کا۔

مقام محمود: اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود دے گا۔ جہاں اگلے پچھلے سب آپ کی تعریف کریں گے (بڑائی بیان کریں گے)۔

لواء الحمد کیا ہے؟: یہ ایک جھنڈا ہے جو ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن ملے گا جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جتنے مسلمان ہوئے ہیں نبی ولی سب ہی جمع ہوں گے۔

جنت کا بیان: جنت ایک بہت بڑا بہت اچھا گھر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے بنایا ہے اس کی دیوار سونے چاندی کی اینٹوں اور مشک کے گارے سے بنی ہے۔ زمین زعفران اور عنبر کی ہے۔ کنکریوں کی جگہ موتی اور جواہرات ہیں۔ اس میں جنتیوں کے رہنے کے لئے نہایت خوبصورت ہیرے جواہرات اور موتی کے بڑے بڑے محل اور خیمے ہیں۔ جنت میں سو درجے ہیں ہر درجے کی چوڑائی اتنی ہے جتنی زمین سے آسمان تک دروازے اتنے چوڑے ہیں کہ ایک بازو سے دوسرے بازو تک تیز گھوڑا ۷۰ برس میں پہنچے۔ جنت میں ایسی نعمتیں ہوں گی جو کسی کے خواب وخیال میں بھی نہیں آتیں۔ طرح طرح کے پھل میوے دودھ شہد شراب[1] اور اچھے اچھے کھانے بڑھیا بڑھیا کپڑے جو دنیا میں کبھی کسی کو نصیب نہ ہوئے وہ جنتیوں کو دیئے جائیں گے۔ خدمت کے لئے ہزاروں صاف ستھرے غلمان اور صحبت کے لئے سینکڑوں حوریں ملیں گی جو اتنی خوبصورت ہیں کہ اگر کوئی ان میں سے دنیا کی طرف جھانکے تو اس کی چمک اور خوبصورتی سے ساری دنیا کے لوگ بے ہوش ہو جائیں۔ بہشت میں نہ نیند آئے گی نہ بیماری نہ کوئی ڈر ہوگا نہ کبھی موت آئے گی نہ کسی قسم کی کوئی تکلیف ہوگی بلکہ ہر طرح کا آرام ہوگا اور ہر خواہش پوری ہوگی اور سب سے بڑھ کر نعمت اللہ تعالیٰ کا

[1] جنت کی شراب میں نہ بو ہوگی نہ نشہ ۱۲۔

دیدار ہوگا۔[1]

دوزخ

یہ بھی ایک گھر ہے اس میں گھپ اندھیری اور تیز کالی آگ ہے۔ جس میں روشنی کا نام نہیں یہ بدکاروں اور کافروں کے رہنے کے لئے بنایا گیا ہے کافر اس میں ہمیشہ قید رکھے جائیں گے اس کی آگ دم بدم بڑھتی رہے گی۔ جہنم کی آگ اتنی تیز ہے کہ سوئی کے ناکے کے برابر کھول دیا جائے تو تمام زمین والے سب کے سب اس کی گرمی سے مر جائیں۔ اگر جہنم کا کوئی داروغہ دنیا میں آ جائے تو اس کی ڈراؤنی صورت دیکھ کر تمام لوگوں کی جان نکل جائے کوئی زندہ نہ بچے جہنمیوں کو طرح طرح کا عذاب دیا جائے گا۔ بڑے بڑے سانپ بچھو کاٹیں گے۔ بھاری بھاری ہتھوڑوں سے سر کچلا جائے گا بھوک پیاس بہت لگے گی تیل کے تلچھٹ کے ایسا کھولتا پانی اور پیپ پینے کو کانٹے دار زہریلا پھل کھانے کو ملے گا۔ جب اس پھل کو کھائیں گے تو یہ گلے میں رک جائے گا۔ اس کے اتارنے کو پانی مانگیں گے وہی کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا اس کے پینے سے آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہ جائیں۔ پیاس اس بلا کی ہوگی کہ اسی پانی پر تونس کے مارے ہوئے اونٹ کی طرح گریں گے۔ کفار جب عذاب سے عاجز آ کر موت کی تمنا کریں گے اور موت بھی نہ آئے گی۔ تو آپس میں مشورہ کر کے جہنم کے داروغہ حضرت مالک علیہ السلام کو پکار کر کہیں گے کہ اب اپنے رب سے ہمارا قصہ تمام کرا دو۔ حضرت مالک علیہ السلام ہزار برس تک جواب نہ دیں گے۔ ہزار برس کے بعد کہیں گے مجھ سے کیا کہتے ہو۔ اس سے کہو جس کی نافرمانی کی ہے۔ تب پھر ہزار برس تک اللہ تعالیٰ کو اس کے رحمت کے ناموں سے پکاریں گے۔ وہ ہزار برس تک جواب نہ دے گا اس کے بعد فرمائے گا تو یہ فرمائے گا۔ ''دور ہو۔ جہنم میں پڑے رہو مجھ سے بات نہ کرو'' اس وقت کفار ہر قسم کی خیر سے ناامید ہو جائیں گے اور گدھے کی آواز کی طرح چلا کر روئیں گے۔ پہلے آنسو نکلے گا جب آنسو ختم ہو جائے گا تو خون روئیں گے روتے روتے کالوں میں خندقوں کی طرح گڑھے پڑ جائیں گے۔ رونے کا خون اور پیپ اتنا ہوگا کہ اس میں کشتیاں ڈالی جائیں تو چلنے لگیں۔ جہنمیوں کی شکل ایسی بری ہو

[1] اللہ تعالیٰ کو دنیا کی زندگی میں آنکھ سے دیکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص ہے اور آخرت میں ہر سنی مسلمان دیکھے گا۔ رہا دل سے دیکھنا یا خواب میں دیکھنا تو دوسرے انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیاء کو بھی حاصل ہے شرح عقائد کی کتابوں میں ہے کہ آیتوں حدیثوں اور اجماع امت سے اللہ تعالیٰ کا دیدار ثابت ہے آنکھوں سے دیکھنے کا انکار معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کا عقیدہ ہے۔ اہل سنت کے نزدیک قیامت میں اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھنا اتفاقی مسئلہ ہے۔ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ۔

گی کہ اگر کوئی جہنمی دنیا میں اس صورت میں لایا جائے تو تمام لوگ اس کی بدصورتی اور بدبو کی وجہ سے مر جائیں۔ آخر میں کافروں کے لئے یہ ہوگا کہ ہر کافر کو اس کے قد کے برابر صندوق میں بند کردیں گے پھر آگ بھڑکائیں گے اور آگ کا قفل لگائیں گے۔ پھر یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھا جائے گا اور ان دونوں کے بیچ میں آگ جلائی جائے گی اور اس میں بھی قفل لگا دیا جائے گا پھر اسی طرح اس صندوق کو ایک اور صندوق میں رکھ کر آگ کا قفل لگا کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ تو اب ہر کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے سوا اب کوئی آگ میں نہ رہا اور یہ عذاب بالائے عذاب ہے اور اب ہمیشہ اس کے لئے عذاب ہی رہے گا جو کبھی ختم نہ ہو گا۔ جب سب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور جہنم میں صرف وہی لوگ رہیں گے۔ جنہیں ہمیشہ وہاں رہنا ہے۔ اس وقت جنت اور دوزخ کے بیچ میں موت مینڈھے کی شکل میں لا کر کھڑی کی جائے گی۔ پھر ایک پکارنے والا جنت والوں کو پکارے گا وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو۔ پھر جہنمیوں کو پکارے گا وہ خوش ہو کر جھانکیں گے کہ شاید اس مصیبت سے چھٹکارے کا حکم ہو۔ پھر ان سے پوچھے گا کہ اسے پہچانتے ہو سب کہیں گے ہاں یہ موت ہے پھر وہ ذبح کردی جائے گی اور کہے گا اے جنت والو! ہمیشگی ہے اب مرنا نہیں اور اے دوزخیو! ہمیشگی ہے اب مرنا نہیں اس وقت جنتیوں کو خوشی پر خوشی ہوگی اور جہنمیوں کو غم کے اوپر غم۔

نسئل الله والعفو والعافية في الدين والدنيا والاخرة

ایمان وکفر کا بیان

ایمان کیا ہے؟: ایمان یہ ہے کہ اللہ ورسول کی بتائی ہوئی تمام باتوں کا یقین کرے اور دل سے سچ جانے۔

کفر کیا ہے؟: اگر کسی ایسی ایک بات کا بھی انکار ہے جس کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہے کہ یہ اسلام کی بات ہے تو یہ کفر ہے جیسے قیامت فرشتے جنت' دوزخ' حساب کو نہ ماننا یا نماز' روزہ' حج زکوٰۃ کو فرض نہ جاننا یا قرآن کو اللہ کا کلام نہ سمجھنا کعبہ' قرآن' یا کسی نبی یا فرشتہ کی توہین کرنی یا کسی سنت کو ہلکا بتانا' شریعت کے حکم کا مذاق اڑانا اور ایسی ہی اسلام کی کسی معلوم ومشہور بات کا انکار کرنا یا اس میں شک کرنا یقیناً کفر ہے۔ مسلمان ہونے کے لئے ایمان واعتقاد کے ساتھ اقرار بھی ضروری ہے۔ جب تک کوئی مجبوری نہ ہو مثلاً منہ سے بولی نہیں نکلتی یا زبان سے

کہنے میں جان جاتی ہے۔ یا کوئی عضو کاٹا جاتا ہے تو اس وقت زبان سے اقرار کرنا ضروری نہیں بلکہ صرف زبان سے خلاف اسلام بات بھی جان بچانے کے لئے کہہ سکتا ہے لیکن نہ کہنا ہی اچھا ہے اور ثواب ہے اس کے سوا جب کبھی زبان سے کلمہ کفر نکالے گا کافر سمجھا جائے گا۔ اگرچہ یہ کہے کہ خالی زبان سے کہا دل سے نہیں اسی طرح وہ باتیں جو کفر کی نشانی ہیں جب ان کو کرے گا کافر سمجھا جائے گا' جیسے جنیو ڈالنا' چٹیا رکھنا' صلیب لٹکانا۔

کتنی بات سے آدمی مسلمان ہوتا ہے: مسلمان ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ صرف دین اسلام ہی کو سچا مذہب مانے اور کسی ضروری دینی بات کا منکر نہ ہو اور ضروریات دین سے کسی ضروری دینی کے خلاف عقیدہ نہ رکھتا ہو' اگرچہ تمام ضروریات دین کا اس کو علم نہ ہو لہٰذا بالکل لٹھ گنوار جاہل جو اسلام اور پیغمبر اسلام کو حق مانے اور اسلامی عقیدوں کے خلاف کوئی عقیدہ نہ رکھے۔ چاہے کلمہ بھی صحیح نہ پڑھ سکتا ہو وہ مسلمان ہے۔ مومن ہے کافر نہیں' البتہ نماز' روزہ' حج وغیرہ اعمال کے ترک سے گنہگار ہوگا لیکن مومن رہے گا' اس لئے کہ اعمال ایمان میں داخل نہیں۔ عقیدہ: جو چیز بے شبہ حرام ہو اس کو حلال جاننا اور جو یقیناً حلال ہو اس کو حرام جاننا کفر ہے جب کہ یہ حرام وحلال ہونا معلوم ومشہور ہو یا یہ شخص اس کو جانتا ہو۔

شرک[1] کے معنیٰ: شرک کے معنیٰ ہیں اللہ کے سوا کسی اور کو خدا جاننا یا عبادت کے لائق سمجھنا اور یہ کفر کی سب سے بدتر قسم ہے۔ اس کے سوا کیسا ہی سخت کفر کیوں نہ ہو۔ حقیقۃً شرک نہیں کسی کفر کی مغفرت نہ ہوگی کفر کے سوا سب گناہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہیں جسے چاہے بخش دے۔

عقیدہ: کبیرہ گناہ کرنے سے مسلمان کافر نہیں ہوتا بلکہ مسلمان ہی رہتا ہے اگر بلا توبہ کئے مر جائے تو بھی اس کو جنت ملے گی۔ گناہ کی سزا بھگت کر یا معافی پا کر اور یہ معافی اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے دے یا حضور علیہ السلام کی شفاعت سے۔

مسئلہ: **کافر کے لئے دعائے مغفرت کا حکم**: جو کسی مرے ہوئے کافر کے لئے مغفرت کی دعا کرے یا کسی کافر مرتد کو مرحوم یا مغفور یا بہشتی کہے یا کسی ہندو مردہ کو بیکنٹھ باشی کہے وہ خود کافر ہے۔ عقیدہ: مسلمان کو مسلمان جاننا اور کافر کو کافر جاننا ضروری ہے۔ البتہ کسی خاص آدمی کے کافر ہونے کا یا مسلمان ہونے کا یقین اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ شرعی دلیل سے خاتمہ کا حال معلوم نہ ہو جائے کہ کفر پر مرا یا اسلام پر مرا لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ

[1] قال العلامة التفتازاني الاشراك هو اثبات الشريك في الالوهية بمعنى وجوب الوجود كما للمجوس او استحقاق العبادة كما لعبدة الاصنام (شرح عقائد نسفی)

جس نے یقیناً کفر کیا ہو اس کے کافر ہونے میں شک کیا جائے اس لئے کہ یقینی کافر کے کفر میں شک کرنا خود کافر ہونا ہے' اس لئے کہ شریعت کا حکم ظاہر کے لحاظ سے ہوتا ہے البتہ قیامت میں فیصلہ حقیقت کے اعتبار سے ہوگا۔ اس کو یوں سمجھو کہ کوئی کافر یہودی نصرانی ہندو مرگیا تو یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ کفر پر مرا مگر ہم کو اللہ و رسول کا حکم یہی ہے کہ اسے کافر ہی جانیں اور کافر ہی کا سا برتاؤ اس کے ساتھ کریں جس طرح جو ظاہراً مسلمان ہے اور اس کا کوئی قول و فعل اسلام کے خلاف نہیں ہے تو فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی سمجھیں۔ اگر چہ ہمیں اس کے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں۔ **عقیدہ:** کفر و اسلام کے سوا کوئی تیسرا درجہ نہیں آدمی یا مسلمان ہوگا یا کافر ایسا نہیں کہ نہ کافر ہو نہ مسلمان بلکہ ایک ضرور ہوگا۔ **عقیدہ:** مسلمان ہمیشہ جنت میں رہیں گے کبھی نکالے نہ جائیں گے اور کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے کبھی نہ نکالے جائیں گے۔

مسئلہ: اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم: اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ تعبدی کفر ہے اور سجدہ تعظیمی[1] حرام ہے۔

بدعت کی تعریف[2]: جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے اور یہ دو قسم کی ہے ایک بدعت حسنہ دوسری بدعت سیئہ بدعت حسنہ وہ ہے جو کسی سنت کے مخالف و مزاحم نہ ہو' جیسے مسجدیں پکی بنوانا' قرآن شریف سنہرے لفظوں سے لکھنا' زبان سے نیت کرنا علم کلام علم صرف علم نحو علم ریاضی خصوصاً علم ہیئت و ہندسہ پڑھنا پڑھانا آج کل کے مدرسے' وعظ کے جلسے سند و دستار وغیرہ سینکڑوں ایسی چیزیں ہیں جو حضور کے زمانہ میں نہ تھیں وہ سب بدعت حسنہ ہیں ایسی کہ بعض واجب تک ہیں جیسے تراویح کی نسبت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نعمت البدعة هذه یہ اچھی بدعت ہے بدعت سیئہ قبیحہ وہ ہے جو کسی سنت کے مخالف و مزاحم ہو اور یہ مکروہ یا حرام ہے۔

امامت و خلافت کا بیان

امامت دو قسم کی ہے ایک امامت صغریٰ' دوسری امامت کبریٰ' امامت صغریٰ نماز کی امامت ہے جس کا حال نماز کے بیان میں آئے گا۔

امامت کبریٰ کے شرائط: امامت کبریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت مطلقہ ہے یعنی

[1] اذا سجد لانسان سجدة تحية لا كفر (عالمگیری) اگر کسی آدمی کو سجدہ تعظیمی کیا تو کافر نہیں ہوا

[2] قال النووى البدعة فى الشرع احداث مالم يكن فى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال البيضاوى فى تفسيره البدعة اختراع لا شىء وقال الغزالى البدعة المذموته مايزحم السنة - ۱۲

حضور کی نیابت سے مسلمانوں کے تمام دینی دنیوی کاموں میں شریعت کے موافق عام تصرف کرنے کا اختیار اور غیر معصیت میں تمام جہان کے مسلمانوں سے اطاعت کرانے کا حق۔ اس امامت کے لئے مسلمان آزاد مرد عاقل۔ بالغ' قرشی' قادر[1] ہونا شرط ہے' ہاشمی علوی معصوم ہونا شرط نہیں' نہ یہ شرط کہ اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہو۔

مسئلہ: کب امام کی اطاعت فرض ہے: امام کی اطاعت مطلقاً ہر مسلمان پر فرض ہے جب کہ امام کا حکم شریعت کے خلاف نہ ہو کہ شریعت کے خلاف حکم میں کسی کی اطاعت نہیں۔

مسئلہ: امام ایسا شخص بنایا جائے جو بہادر سیاستدان اور عالم ہو یا علماء کی مدد سے کام کرے۔

مسئلہ: عورت اور نابالغ کی امامت جائز نہیں مسئلہ: امام مبتلائے فسق ہونے سے معزول نہیں ہو جاتا۔

خلفاء راشدین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ برحق و امام مطلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ۔ ان حضرات کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں' اس لئے کہ ان صاحبوں نے حضور کی سچی نیابت کا پورا حق ادا کیا۔

عقیدہ: خلافت راشدہ کی مدت: منہاج نبوت پر خلافت حقہ راشدہ تیس سال رہی یعنی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی پھر امیر المومنین عمر ابن عبدالعزیز کی خلافت راشدہ ہوئی اور اخیر زمانہ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی ہوگی حضرت امیر معاویہ اول ملوک اسلام سے ہیں۔ (تکمیل الایمان و کمال ابن ہمام)

عقیدہ: افضل خلیفہ کون ہے؟: انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات الٰہی جن و انس و ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم' جو شخص حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے افضل بتائے وہ گمراہ بدمذہب ہے۔

[1] قادر کے یہ معنی ہیں کہ شرعی فیصلہ اور حدود کو جاری کر سکے ظالم سے مظلوم کا حق دلانے کی اور مسلمانوں کے جان و مال ملک و املاک کی حفاظت کی طاقت: ۱۲ منہ سلمہٗ

صحابہ واہل بیت

صحابی کس مسلمان کو کہتے ہیں؟: صحابی اس مسلمان کو کہتے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار (خدمت) میں حاضری دی اور ایمان کے ساتھ دنیا سے گیا سب صحابی اہل خیر وصلاح ہیں اور عادل وثقہ ہیں۔ جب کسی صحابی کا ذکر ہو تو خیر ہی کے ساتھ ہونا فرض[1] ہے۔

عقیدہ: صحابی کی توہین کا حکم: کسی صحابی کے ساتھ بدعقیدگی گمراہی وبدمذہبی ہے حضرت امیر معاویہ حضرت عمرو بن عاص، حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کسی صحابی کی شان میں بے ادبی تبرا ہے اور اس کا قائل رافضی۔

حضرات شیخین[2] کی توہین کا حکم: حضرات شیخین کی توہین بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہاء کے نزدیک کفر ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ[3] کو برا کہنے والے کا حکم: **عقیدہ**: کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ خطائے اجتہادی ہے جو گناہ نہیں، اس لئے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظالم، باغی، سرکش یا کوئی برا کلمہ کہنا حرام وناجائز بلکہ تبرا اور رفض ہے۔

اہل بیت میں کون لوگ داخل ہیں؟: اہل بیت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اور اولاد۔ صحابہ کی طرح ان کے بھی بہت فضائل آیات واحادیث میں آئے۔ صحابہ واہل بیت کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔

عقیدہ: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عیب لگانے والے کا حکم[4]: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو افک کی تہمت لگانے والا قطعاً کافر مرتد ہے (شرح عقائد وتکمیل وہندیہ وغیرہ) **عقیدہ** حضرات حسنین اعلیٰ درجہ کے شہداء میں سے ہیں۔ ان میں سے کسی

---

[1] منہاج، طور طریقہ، فسق، گناہ

[2] قال الامام الهمام قدوة علماء الاسلام نجم الملة والدين عمر النسفي ويكف عن ذكر الصحابة الابخير ١٢

[3] قال العلامة التفتازاني فسبهم والطعن فيهم ان كان مما يخالف الادلة القطعة فكفر كشف عائشة رضي الله عنها والافبدعة وفسق ١٢ (شرح عقائد)
شیخین سے مراد حضرت ابوبکر وعمر ہیں ١٢ منہاج، طور۔ طریقہ، فسق، گناہ

[4] قرآن وحدیث میں صحابیوں کی بہت فضیلت آئی اللہ تعالیٰ نے ان کو خیر امت کا لقب دیا اور فرمایا کہ ہم ان سے راضی اور وہ ہم سے راضی ہیں کنتم خير امة اخرجت للناس والسبقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوا هم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه (پارہ ١١ رکوع ١٢)

کی شہادت کا منکر گمراہ بددین ہے۔

عقیدہ: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی کہنے والے کا حکم: جو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغی کہے یا یزید کو حق پر بتائے وہ مردود خارجی مستحق جہنم ہے یزید کا حکم: یزید کے ناحق پر ہونے میں کیا شبہ ہے۔ البتہ یزید کو کافر نہ کہیں اور نہ مسلمان کہیں بلکہ سکوت کریں۔

عقیدہ: اختلافات صحابہ کا حکم: جو صحابہ واہل بیت سے محبت نہ رکھے وہ گمراہ وبدمذہب ہے۔ مسئلہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپس میں جو واقعات ہوئے ان میں پڑنا حرام وسخت حرام ہے۔ ان کی لغزشات پر گرفت کرنا یا ان کی وجہ سے ان پر طعن یا ان سے بداعتقادی ناجائز۔ اللہ اور رسول کے حکم کے خلاف ہے۔

ولایت کا بیان

ولی کی تعریف: ولی وہ مومن صالح ہے جس کو معرفت وقرب الٰہی کا ایک خاص درجہ ملا ہے۔ اکثر شریعت کے مطابق ریاضت وعبادت کرنے کے بعد ولایت کا درجہ ملتا ہے اور کبھی ابتداء بلا ریاضت ومجاہدہ کے بھی مل جاتا ہے۔ تمام اولیاء میں سب سے بڑا درجہ حضرات خلفائے اربعہ کا ہے۔ اولیاء ہر زمانہ میں ہوتے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے لیکن ان کا پہچاننا آسان نہیں۔ حضرات اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت دی ہے جو ان سے مدد مانگے ہزاروں کوس کی دوری سے اس کی مدد فرماتے ہیں۔

اولیاء اللہ کا علم قدرت: ان کا علم نہایت وسیع ہوتا ہے حتیٰ کہ بعضوں کو ماکان وما یکون ولوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں[1] مرنے کے بعد ان کے کمالات اور قوتیں اور بڑھ جاتی ہیں ان کے مزار کی حاضری فیض سعادت اور برکت کا سبب ہے۔ ان کو ایصال ثواب امر

---

[1] حضور فرماتے ہیں لا تسبوا اصحابی فلو ان احد کم ان انفق مثل احد ذهبا مابلغ مداحدهم ولا نصفه یعنی میرے اصحاب کو برا نہ کہو (خدا کے یہاں ان کی اتنی مقبولیت ہے) کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے تو ان کے مدآدھے مد کے برابر بھی نہ ہوگا۔ اور فرمایا: الله فی اصحابی لا تتخذاوهم غرضا من بعدی فمن احبهم فحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله ومن اذی الله تعالیٰ فيوشك ان ياخذه یعنی اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے اصحاب کے بارے میں میرے بعد ان کو نشانہ نہ بنانا کہ جو انہیں دوست رکھتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے دوست رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے اور جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے بلاشک اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ یقیناً اللہ اسے پکڑے گا۔

مستحب اور باعث برکت ہے اولیاء کرام کا عرس[1] یعنی ہر سال وصال کے دن قرآن خوانی فاتحہ وعظ ایصال ثواب اچھی چیز ہے اور ثواب کا کام ہے۔ رہے ناجائز کام جیسے ناچ رنگ کھیل تماشا تو وہ ہر حالت میں مذموم اور مزار طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔

پیر میں کن باتوں کا ہونا ضروری ہے: چونکہ اولیاء کے سلسلہ میں داخل ہونا ان کا مرید و معتقد ہونا دونوں جہان کی بھلائی اور برکت کا ذریعہ ہے اس لئے بیعت سے پہلے پیر میں یہ چار

---

[1] حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اپنی کتاب تکمیل الایمان میں تحریر فرماتے ہیں مشائخ صوفیاء قدس اللہ اسرارہم گوید کہ تصرف بعض اولیاء عالم برزخ دائم وباقی است وتوسل واستمداد بارواح مقدسہ ایشاں ثابت وموثر یعنی اولیاء انتقال کے بعد بھی تصرف کرتے ہیں ان کو وسیلہ بنانا اور ان سے مدد مانگنا ثابت وموثر ہے۔ امام علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اہل سنت کے نزدیک علم وادراک موتی کی تحقیق کرکے فرمایا۔ وھذا ینتفع بزیارۃ الابرار والاستعانۃ ممن نفوس الاخیار یعنی اس لئے اولیاء کی قبروں کی زیارت اور بزرگوں کی روحوں سے مدد مانگنا نفع دیتا ہے۔ حضرت امام غزالی فرماتے ہیں ہرکہ استمداد کردہ میشود بوے درحیات استمداد کردہ میشود بوے بعد از وفات یعنی جس سے زندگی میں مدد مانگ سکتے ہیں۔ اس سے مرنے کے بعد بھی مدد مانگ سکتے ہیں۔ (شرح مشکوٰۃ) نیز انہیں امام غزالی نے اپنے رسالہ لدنیہ میں لکھا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن عبد الاولقلبہ عینان وھما عینان یدرك بھما الغیب فاذا اراد اللہ تعالٰی بعبدہ خیراً فتح عینی قلبہ لیری ما ھو غائب ممن بصرہ وھذا الروح لا یموت لموت البدن یعنی جب اللہ تعالٰی بندے کے دل کی آنکھیں کھول دیتا ہے۔ تو وہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے۔ اور یہ روح بدن کے مرنے سے مرتی نہیں ۱۲ منہ مومن مسلمان صحیح العقیدہ صالح پرہیزگار نیک 'معرفت' علم پہچان 'قرب' نزدیکی 'مقبولیت' خلفائے اربعہ چاروں خلیفہ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وسیع پھیلا ہوا ما کان وما یکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا۔

☆ یہی شیخ دہلوی اسی تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں اولیاء را ابدان مکتبہ مثالیہ نیز بود کہ بدان ظہور نمایند وامداد وارشاد طالبان کنند ومنکران رادلیں وبرہان برانکار آں نیست یکے از مشائخ گفتہ است کہ چہار کس از اولیاء را دیدم کہ در قبر خود تصرف می کنند مثل تصرف ایشان درحالت حیات یابیشتر ازآں جملہ شیخ معروف کرخی وشیخ عبدالقادر جیلانی وادو دیگر را از اولیاء نیز شمردہ یعنی اولیاء اپنے ابدان مثالیہ میں ظاہر ہوکہ طالبین کی تعلیم وامداد فرماتے ہیں اور منکروں کے پاس اس کے انکار کی کوئی دلیل نہیں۔ ایک شیخ نے فرمایا کہ چار بزرگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں بھی اس طرح تصرف کرتے ہیں۔ جس طرح کہ زندگی میں یا اس سے بڑھ کر اور منجملہ ان کے حضرت معروف کرخی وحضرت غوث اعظم اور دو اور ولیوں کو بتایا۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی انفاس العارفین اور شاہ عبدالعزیز صاحب کی تحفہ اثنا عشریہ کی عبارتوں سے ظاہر ہے کہ اولیاء کو اپنے مزار میں لوگوں کے حالات کی اطلاع ہوتی ہے اور مزار پر آنے والے کو جس بات کی چاہیں خبر دیتے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد کو تمام امت مثل اپنے پیر ومرشد کے مانتی ہے اور امور تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے اور فاتحہ اور درود وصدقات ونذر ان کے نام کی تمام امت میں رائج ومعمول ہے جیسا کہ تمام اولیاء کے ساتھ یہی معاملہ ہے کہ فاتحہ نذر عرس ومجلس تمام امت کرتی ہے۔ (تحفہ) نیز یہی شاہ عبدالعزیز صاحب اپنی تفسیر پارہ ۳۰ صفحہ ۱۴ میں لکھتے ہیں بعض از اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ اند واستغراق آنہا کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد واویسیاں تحصیل کمالات باطنی از آنہا می نمایند وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود از آنہا می طلبند ومی یابند وزبان حال آنہا درآں وقت ہم مترنم بایں مقال است ع "من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن"۔ احادیث صحاح میں وارد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے سرے پر شہدائے احد رضی اللہ تعالٰی عنہم کی زیارت کو تشریف لے جاتے تھے۔ ۱۲ منہ بزرگوں کے مرنے کے دن کو وصال کا دن یا انتقال کا دن کہتے ہیں۔ مذموم برا۔ فاسق معلن وہ شخص ہے جو کھلم کھلا گناہ کرتا ہے۔

باتیں ضرور دیکھ لیں۔

۱- سنی صحیح العقیدہ ہو، ورنہ ایمان بھی ہاتھ سے جائے گا۔ ۲- اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال لے۔ نہیں تو حرام حلال، جائز وناجائز کا فرق نہ کرسکے۔ ۳- فاسق معلن نہ ہو کہ فاسق کی توہین واجب ہے اور پیر کی تعظیم ضروری ہے۔ ۴- اس کا سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو ورنہ اوپر سے فیض نہ پہنچے گا۔ نسئل اللہ العفو والعافیۃ فی الدنیا والاخرۃ

تقلید

تقلید یعنی دین کے چاروں اماموں میں سے کسی ایک کے طریقہ پر احکام شرعیہ بجالانا مثلاً امام اعظم ابوحنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کے طور پر نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنا کسی ایک امام کی پیروی واجب ہے اسی کو تقلید شخصی کہتے ہیں۔

تنبیہ: ان اماموں نے اپنی طرف سے کوئی مسئلہ گھڑا نہیں ہے بلکہ قرآن وحدیث کا مطلب صاف صاف بیان کیا ہے جو عام آدمیوں بلکہ عام عالموں کی سمجھ میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ لہٰذا ان اماموں کی پیروی دراصل قرآن وحدیث کی پیروی ہے۔

مسئلہ: جو شخص ایک امام کی پیروی کرتا ہے وہ دوسرے امام کی پیروی نہیں کرسکتا مثلاً یہ نہیں ہوسکتا کہ کچھ مسئلوں میں ایک امام کی پیروی کرے اور کچھ مسئلوں پر دوسرے کی بلکہ تمام مسائل میں ایک معین امام کی پیروی واجب ہے اور یہ بھی جائز نہیں کہ حنفی شافعی ہوجائے یا شافعی حنفی ہوجائے بلکہ جو آج تک جس امام کا مقلد رہا ہے آئندہ بھی اسی کی تقلید کرے اور اب تمام علماء کا اتفاق ہے کہ چاروں اماموں کے علاوہ کسی اور امام ومجتہد کی تقلید جائز نہیں[1] ھٰھُنَا

---

[1] تقلید: شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب "الانصاف" میں لکھتے ہیں بعد المائتین ظھر بینھم التمذھب للمجتھدین باعیانھم الخ یعنی دوصدی ہجری کے بعد خاص ایک مجتہد کی پیروی مسلمانوں میں رائج ہوئی اور کم کوئی شخص تھا جو امام معین کی پیروی مسلمانوں میں رائج ہوئی اور کم کوئی شخص تھا جو امام معین کی پیروی نہ کرتا ہو اور یہی واجب ہے اس زمانہ میں طحطاوی حاشیہ درمختار میں ہے ھذہ الفرقۃ الناجیۃ قد اجتمعت الیوم فی مذاھب اربعۃ وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون رحمھم اللہ تعالٰی ومن کان خارجا عن ھذہ الاربعۃ فی ھذا الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار۔ یعنی اب اہل سنت کا گروہ انہیں چاروں کی پیروی میں منحصر ہوگیا ہے جو ان چار سے باہر ہے وہ بدعتی جہنمی ہے امام شعرانی نے میزان شریعت کبریٰ میں امام غزالی وامام الحرمین وغیرہ آئمہ کا قول یوں نقل کیا ہے وقالوا التلامذتھم یجب علیکم التقلید بمذھب امامکم ولا عذرلکم عند اللہ تعالٰی فی العدول عنہ یعنی ان سب اماموں نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ تم پر خاص اپنے امام کے مذہب کا پابند رہنا واجب ہے اگر ان کے مذہب کو چھوڑا تو خدا کے حضور تمہارے لئے کوئی عذر نہ ہوگا۔ منہ سلمہ

قد تمت العقائد السنة السنية بفضله تبارك و تعالٰی ویتلوا ھاکتاب الصلوٰة

نماز: ایمان اور عقیدہ صحیح کرنے کے بعد سب فرضوں سے بڑا فرض نماز ہے قرآن وحدیث میں اس کی بہت تاکید آئی جو نماز کو فرض نہ مانے یا ہلکا جانے وہ کافر ہے اور جو نہ پڑھے بڑا گنہگار آخرت میں جہنم میں ڈالا جائے گا۔ بادشاہ اسلام اس کو قید کردے۔

مسئلہ، کس عمر میں بچہ کو نماز سکھائی جائے؟: بچہ جب سات برس کا ہوجائے تو اسے نماز پڑھنا بتایا جائے اور جب دس برس کا ہو تو مار کر پڑھوائی جائے قبل اس کے کہ ہم نماز پڑھنے کا طریقہ بتائیں ان چھ باتوں کو بتاتے ہیں جن کے بغیر نماز شروع نہیں ہوسکتی ان چھ باتوں کو شرائط نماز کہتے ہیں۔ شرائط۔

شرائط نماز: طہارت ۱- ستر عورت ۲- وقت ۳- استقبال قبلہ ۴- نیت ۵- تکبیر تحریمہ ۶- پہلی شرط یعنی طہارت اس کا مطلب یہ ہے کہ نمازی کے بدن کپڑے اور نماز کی جگہ پر کوئی نجاست جیسے پیشاب پاخانہ، خون، شراب، گوبر، لید، مرغی کی بیٹ وغیرہ نہ لگی ہو اور نمازی بے غسل بے وضو بھی نہ ہو۔ دوسری شرط ستر عورت، یعنی مرد کا بدن ناف سے لے کر گھٹنوں تک ڈھکا ہو گھٹنے کھلے نہ رہیں اور عورت کا تمام بدن ڈھکا ہو سوائے منہ اور ہتھیلی کے اور ٹخنوں تک پیر کے اور ٹخنے بھی ڈھکے رہیں۔ تیسری شرط وقت یعنی جس نماز کے لئے جو وقت مقرر ہے وہ نماز اسی وقت پڑھی جائے جیسے فجر کی نماز صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے سے پہلے تک پڑھی جائے اور ظہر کی سورج ڈھلنے کے بعد سے ہر چیز کے سایہ کے دگنے ہونے تک علاوہ اس کے سایہ اصلی کے اور عصر کی سایہ کے دوگنا ہونے کے بعد سے سورج ڈوبنے تک اور مغرب کی سورج ڈوبنے کے بعد سے سفیدی غائب ہونے تک اور عشا کی سفیدی غائب ہونے کے بعد سے صبح صادق شروع ہونے سے پہلے تک چوتھی شرط استقبال قبلہ۔ یعنی کعبہ شریف کی طرف منہ کرنا۔ پانچویں شرط نیت یعنی جس وقت کی جو نماز فرض یا واجب یا سنت یا نفل یا قضا پڑھنا ہو دل میں اس کا پکا ارادہ کرنا کہ یہ نماز پڑھ رہا ہوں۔ چھٹی شرط تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنا یہ آخری شرط ہے کہ اس کے کہتے ہی نماز شروع ہوگئی اب اگر کسی سے بولا یا کچھ کھایا پیا یا کوئی کام خلاف نماز کے کیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ پہلی پانچ شرطوں کا تکبیر تحریمہ سے پہلے اور ختم نماز تک موجود رہنا ضروری ہے۔ ورنہ نماز نہ ہوگی۔

طہارت کا بیان

وضو کا طریقہ: جب وضو کرنا ہو تو دل میں وضو کرنے کا ارادہ کرکے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہہ کے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے پھر مسواک کرے داہنے ہاتھ سے پھر تین بار کلی کرے خوب اچھی طرح کہ حلق تک دانتوں کی جڑ زبان کے نیچے پانی پہنچے۔ اگر دانت یا تالو میں کوئی چیز چپکی یا اٹکی ہو تو چھڑائے پھر داہنے ہاتھ سے تین بار ناک میں پانی چڑھائے کہ اندر ناک کی ہڈی تک پانی پہنچے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں اس کی چھوٹی انگلی ناک کے اندر ڈال کر، پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر تین بار منہ دھوئے اس طرح کہ بال جمنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی تک اور داہنی کنپٹی سے بائیں تک کوئی جگہ چھوٹنے نہ پائے اور داڑھی ہو تو اسے بھی دھوئے اور اس میں خلال[1] بھی کرے لیکن احرام باندھے ہو تو خلال نہ کرے پھر کہنیوں تک کہنیوں سمیت کچھ اوپر تک دونوں ہاتھ تین تین بار دھوئے پھر ایک بار مسح کرے۔ اس طرح پر کہ دونوں ہاتھ تر کرکے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر دونوں ہاتھوں کی تین تین انگلیوں کی نوک ایک دوسرے سے ملائے اور چھوں انگلیوں کے پیٹ کی جڑ ماتھے پر رکھ کر پیچھے کی طرف گدی تک لے جائے اس طرح کہ کلمہ کی دونوں انگلیاں اور دونوں انگوٹھے اور دونوں ہتھیلیاں سر سے نہ لگنے پائیں اور اب گدی سے ہاتھ واپس ماتھے کی طرف لائے یوں کہ دونوں ہتھیلیاں سر کے دائیں بائیں حصہ پر ہوتی ہوئی ماتھے تک واپس آجائیں۔ اب کلمہ کی انگلی کے پیٹ سے کان کے اندر کے حصوں کا اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے اوپر کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے لیکن ہاتھ گلے پر نہ جانے پائے کہ گلے کا مسح مکروہ ہے پھر داہنا پیر انگلیوں کی طرف سے ٹخنے تک دھوئے ٹخنے سمیت کچھ اوپر تک پھر اسی طرح بایاں پاؤں دھوئے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال[2] بھی کرے اب وضو ختم ہوا اس کے بعد یہ دعا پڑھے **اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین** اور بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا سا پی لے کہ بیماریوں کی شفا ہے اور آسمان کی طرف منہ کرکے **سبحانك اللھم وبحمدك اشھد ان لا الہ الا انت استغفرك واتوب الیك** اور کلمہ شہادت اور سورة انا انزلنا پڑھے اور بہتر کہ ہر عضو دھوتے وقت بسم اللہ اور درود شریف پڑھے اور کلمہ شہادت بھی

[1] داڑھی کا خلال اس طرح پر ہوتا ہے کہ انگلیوں کو حلق کی طرف سے ڈاڑھی میں ڈالے اور باہر کو نکالے۔

[2] دونوں پیر کا خلال صرف بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے کرے اس طرح کہ داہنے پاؤں میں چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے اور بائیں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کرکے چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ ۱۲ منہ

پڑھے یہ وضو کا طریقہ جو اوپر بیان ہوا اس میں کچھ باتیں فرض ہیں کہ جن کے چھوٹنے سے وضو نہ ہوگا اور کچھ باتیں سنت ہیں کہ جن کے قصداً چھوڑنے کی عادت قابل سزا اور کچھ باتیں مستحب ہیں کہ ان کے چھوٹنے سے ثواب کم ہوجاتا ہے۔

فرائضِ وضو: وضو میں چار باتیں فرض ہیں۔ ۱- منہ کا دھونا یعنی ماتھے کی جڑ جہاں سے بال جمتے ہیں۔ وہاں سے لے کر ٹھوڑی تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک منہ کی کھال کے ہر حصہ پر ایک بار پانی بہنا۔ ۲- کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ کا ایک بار دھلنا۔ ۳- چوتھائی سر کا مسح یعنی چوتھائی سر پر بھیگے ہاتھ کا پھرنا یا کسی صورت سے کم از کم اتنی جگہ کا تر ہوجانا ۴- دونوں پاؤں کا گٹوں سمیت ایک بار دھلنا یہ چار باتیں وضو میں فرض ہیں اور ان کے سوا جو کچھ طریقہ وضو میں بیان کی گئیں وہ سب یا سنت یا مستحب ہیں اور وضو کی سنتیں اور مستحبات بہت ہیں جو ان سب کو جاننا چاہے وہ بہار شریعت اور فتاوی رضویہ وغیرہ مطبوعات دیکھے۔ مسئلہ: کسی عضو کے دھل جانے کا یہ مطلب ہے کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہ جائے۔ بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چپڑ لینے سے یا ایک آدھ بوند بہ جانے سے دھونا نہیں ہوتا اس طرح دھونے سے وضو یا غسل نہیں ہوتا۔ مسئلہ: اونٹھ ناخن آنکھ کے اوپر نیچے کی کھال بال پلک برونی زیوروں کے نیچے کی کھال حتیٰ کہ کیل نتھ کا سوراخ داڑھی مونچھ کے بالوں کے نیچے کی کھال کی کوئی جگہ یا ان چاروں عضو کی کوئی جگہ بال کی نوک برابر بھی اگر دھلنے سے رہ گئی تو وضو نہ ہوگا۔ مسئلہ: وضو نہ ہو تو نماز اور سجدہ تلاوت اور قرآن شریف چھونے کے لئے وضو فرض ہے اور طواف کے لئے واجب ہے۔

وضو کے مکروہات: یعنی وہ باتیں جو وضو میں نہ ہونی چاہئیں۔ ۱- عورت کے غسل یا وضو کے بچے پانی سے وضو کرنا ۲- نجس جگہ وضو کا پانی گرانا ۳- مسجد کے اندر وضو کرنا ۴- وضو کے پانی کے قطرے وضو کے برتن میں ٹپکانا ۵- قبلہ کی طرف کلی کا پانی یا ناک یا کھکھار یا تھوک ڈالنا۔ ۶- بے ضرورت دنیا کی باتیں کرنا۔ ۷- زیادہ پانی خرچ کرنا۔ ۸- اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سنتیں ادا نہ ہوں۔ ۹- ایک ہاتھ سے منہ دھونا۔ ۱۰- منہ پر پانی مارنا۔ ۱۱- وضو کے قطروں کو کپڑے یا مسجد میں ٹپکنے دینا ۱۲- وضو کی کسی سنت کو چھوڑ دینا۔

نواقضِ وضو یعنی وضو توڑنے والی چیزیں: ۱- پاخانہ۔ ۲- پیشاب۔ ۳- پیچھے سے ہوا کا نکلنا۔ ۴- کیڑا اور۔ ۵- پتھری کا آگے یا پیچھے کے مقام سے نکلنا۔ ۶- ودی اور مذی ۷- اور منی

کا نکلنا خون اور پیپ اور زرد پانی کا نکل کر بہنا۔ ۱۰- کھانے یا پانی یا پت یا جمے[1] خون کی منہ بھر قے۔ ۱۱- جنون[2] غشی۔ ۱۲- بے ہوشی۔ ۱۳- اتنا نشہ کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں علاوہ نماز جنازہ کے کسی نماز میں[3]۔ ۱۴- قہقہہ۔ ۱۵- نیند۔ ۱۶- مباشرت فاحشہ (یعنی مرد اپنے آلہ کو تندی کی حالت میں عورت کی شرمگاہ یا کسی مرد کی شرمگاہ سے ملائے یا عورت عورت آپس میں ملائیں اور کپڑا وغیرہ بیچ میں نہ ہو۔ ان سب چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ: دکھتی ہوئی آنکھ سے جو پانی یا کیچڑ بہتا ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور وہ نجس بھی ہے جس جگہ لگ جائے اس کا پاک کرنا ضروری ہے مسئلہ: نماز میں اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سنا پاس والوں نے نہ سنا تو وضو نہ ٹوٹا البتہ نماز ٹوٹ گئی۔ مسئلہ: اگر مسکرایا یعنی دانت نکلے اور آواز بالکل نہ نکلی تو اس سے نہ وضو جائے۔ نہ نماز مسئلہ: جو رطوبت آدمی کے بدن سے نکلے اور وضو نہ توڑے وہ نجس نہیں جیسے وہ خون جو بہ کر نہ نکلے یا تھوڑی قے جو منہ[5] بھر نہ ہو وہ پاک ہے۔ مسئلہ: رال، تھوک، پسینہ، میل پاک ہیں، یہ چیزیں اگر بدن یا کپڑے میں لگی ہوں تو نماز ہو جائے گی لیکن صاف کر لینا اچھا ہے۔ مسئلہ: جو آنسو رونے میں نکلتے ہیں نہ ان سے وضو ٹوٹے نہ وہ نجس، مسئلہ: گھٹنا یا ستر کھلنے سے اپنا یا دوسرے کا ستر دیکھنے سے یا چھونے سے وضو نہیں جاتا۔ مسئلہ: دودھ پیتے بچے نے قے کی اگر وہ منہ بھر ہے تو نجس ہے درہم سے زیادہ جگہ میں جس چیز کو لگ جائے ناپاک کر دے گا لیکن اگر یہ دودھ معدہ سے نہیں آیا بلکہ سینہ تک پہنچ کر پلٹ آیا تو پاک ہے۔ مسئلہ: وضو کے بیچ میں وضو ٹوٹ گیا پھر سے وضو کرے حتیٰ کہ اگر چلو میں پانی لیا پھر ہوا نکلی یہ پانی بیکار ہوگیا اس سے کوئی عضو نہ دھوئے۔

غسل کا طریقہ: غسل کی نیت کر کے پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجے کی جگہ دھوئے خواہ نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست لگی ہو اس کو دھوئے پھر نماز کے ایسا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے ہاں اگر چوکی یا تختے یا پتھر پر نہائے تو پاؤں بھی دھو لے۔ پھر بدن پر تیل کی طرح پانی سے چپڑ لے پھر تین مرتبہ داہنے مونڈھے پر پانی بہائے پھر

---

۱ پتلے خون کی تھوڑی سی قے بھی وضو توڑ دے گی
۲ جنون یعنی پاگل ہوجانا۔
۳ بے ہوشی۔ خواہ نشہ کھانے سے ہو یا بیماری سے۔
۴ قہقہہ یعنی اتنی زور سے ہنسنا کہ آس پاس والے سن لیں۔ اس سے نماز و وضو دونوں جاتے رہیں گے۔
۵ نیند یعنی پوری طرح سو جانا۔ لہٰذا اونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے سے وضو نہیں جائے گا۔ ☆ وہ خون جو بہہ کر نہ نکلے وہ پاک ہے جیسے سوئی چبھوئی اور خون چمک کر رہ گیا باہر نکل کر بہا نہیں تو وضو نہ جائے گا۔ ۱۲

بائیں مونڈھے پر تین بار پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار پھر نہانے کی جگہ سے الگ ہو جائے اگر وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولے اور نہانے میں قبلہ رخ نہ ہو اور تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے اور ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک کے اعضاء کا ستر تو ضروری ہے۔ اگر اتنا بھی ممکن نہ ہو تو تیمم کرے اور نہانے میں کسی قسم کا کلام نہ کرے نہ کوئی دعا پڑھے۔ بعد نہانے کے رومال سے بدن پونچھ ڈالے تو حرج نہیں[1] مسئلہ: احتیاط کی جگہ ننگا نہانے میں حرج نہیں۔ عورتوں کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے حتیٰ کہ عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے نہانے کے بعد فوراً کپڑا پہن لے وضو میں جو باتیں سنت اور مستحب ہیں وہی غسل میں بھی ہیں سوا اس کے کہ ننگا نہاتا ہو تو قبلہ کو منہ نہ کرے اور تہبند باندھے ہو تو حرج نہیں یہ طریقہ جو غسل کا بیان ہوا اس میں تین باتیں فرض ہیں جن کے بغیر غسل نہ ہوگا اور ناپاکی نہ اترے گی اور باقی سنت و مستحب ہیں۔ ان میں سے کسی بات کو چھوڑنا نہ چاہیے اگر کوئی بات چھوٹ گئی تو بھی غسل ہو جائے گا۔

فرائض غسل تین ہیں: ۱- کلی اس طرح پر کہ منہ کے ہر پرزے گوشے ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہ جائے۔ مسوڑھے۔ دانت کی کھڑکیاں زبان کی ہر کروٹ میں حلق کے کنارے تک پانی بہے۔ روزہ نہ ہو تو غرارہ کرے تاکہ پانی اچھی طرح ہر جگہ پہنچے' دانت میں کوئی چیز اٹکی ہو (جیسے گوشت کا ریشہ چھالیہ کا چور پان کی پتی وغیرہ) تو جب تک ضرر و حرج نہ ہو چھڑانا ضروری ہے۔ بغیر اس کے غسل نہ ہوگا اور بے غسل نماز نہ ہوگی۔ ۲- ناک میں پانی ڈالنا یعنی دونوں نتھنوں میں جہاں تک نرم جگہ ہے وہاں تک دھلنا کہ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھائے تا کہ بال برابر جگہ بھی دھلنے سے رہ نہ جائے۔ نہیں تو غسل نہ ہوگا۔ اگر بلاق نتھ کیل کا سوراخ ہو تو اس میں بھی پانی پہنچانا ضروری ہے۔ ناک کے اندر رینٹھ نکٹی سوکھ گئی تو اس کا چھڑانا بھی فرض ہے اور ناک کے بال کا دھونا بھی فرض ہے۔ ۳- پورے بدن پر پانی بہ جانا اس طرح کہ پاؤں کے تلوے تک جسم کے ہر پرزے ہر رونگٹے پر پانی بہے' اس لئے کہ اگر ایک بال کی نوک بھی دھلنے سے رہ گئی تو غسل نہ ہوگا۔ تنبیہ: بہت لوگ ایسا کرتے ہیں کہ نجس تہبند باندھ کر غسل کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ نہانے میں سب پاک ہو جائے گا حالانکہ ایسا نہیں بلکہ پانی ڈال کہ تہبند اور بدن پر ہاتھ پھیرنے سے نجاست اور پھیلتی ہے اور سارے بدن اور نہانے کے

[1] منہ بھر قے کا یہ مطلب ہے کہ اسے بے تکلف روک نہ سکتا ہو مسئلہ بلغم کی قے وضو نہیں توڑتی جتنی بھی ہو ۱۲ ودی وہ سفید رطوبت جو پیشاب کے ساتھ نکلتی ہے۔ مذی' وہ سفید رطوبت' جو شہوت کی حالت میں انزال سے پہلے نکلتی ہے۔

برتن تک کو نجس کر دیتی ہے اس لئے ہمیشہ نہانے میں بہت خیال سے پہلے بدن سے اور اس کپڑے سے جس کو پہن کر نہاتے ہیں نجاست دور کر لیں تب غسل کریں ورنہ غسل تو کیا ہوگا اس تر ہاتھ سے جن چیزوں کو چھوئیں گے سب نجس ہو جائیں گی ہاں دریا تالاب میں البتہ ایسا ہو سکتا ہے وہ بھی جب کہ نجاست ایسی ہو کہ بلا ملے دھوئے پانی کے دھکے سے خود بہ کر نکل جائے ورنہ اس میں بھی دشوار ہے۔

کن باتوں سے غسل فرض ہوتا ہے؟: جن چیزوں سے غسل فرض ہوتا ہے وہ پانچ باتیں ہیں۔ ۱- منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلنا ۲- احتلام یعنی سوتے میں منی کا نکل جانا۔ ۳- شرمگاہ میں حشفہ تک چلا جانا خواہ شہوت سے ہو یا بلا شہوت انزال ہو یا نہ ہو دونوں پر غسل فرض ہے۔ ۴- حیض یعنی ماہواری خون سے فراغت پانا۔ ۵- نفاس یعنی بچہ جننے پر جو خون آتا ہے اس سے فارغ ہونا۔ مسئلہ: منی شہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے جدا نہ ہوئی بلکہ بوجھ اٹھانے یا بلندی سے گرنے کی وجہ سے نکلی تو غسل واجب نہیں البتہ وضو جاتا رہے گا۔ مسئلہ: اگر منی پتلی پڑ گئی کہ پیشاب کے وقت یا ویسے ہی کچھ قطرے بلا شہوت نکل آئیں تو غسل واجب نہیں ہاں وضو ٹوٹ جائے گا۔ مسئلہ: جمعہ' عید بقر عید کے لئے اور عرفہ کے دن احرام باندھنے کے وقت نہانا سنت ہے۔

بے غسل کیا کام کر سکتا ہے اور کیا نہیں؟: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا' طواف کرنا اور قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد ہی کیوں نہ ہو (ہدایہ عالمگیری) بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا انگوٹھی چھونا یا پہننا جس پر حروف مقطعات ہوں یہ سب حرام ہے۔ مسئلہ: اگر قرآن شریف جزدان میں ہو یا رومال وغیرہ کسی الگ کپڑے میں لپٹا ہو تو اس پر سے ہاتھ لگانے میں حرج نہیں (ہدایہ و ہندیہ) مسئلہ: اگر قرآن شریف کی آیات قرآن کی نیت سے نہ پڑھی تو حرج نہیں جیسے تبرک کے لئے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھی یا شکر کے لئے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ یا مصیبت و پریشانی میں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھی یا ثناء کی نیت سے سورۃ فاتحہ یا آیۃ الکرسی یا ایسی ہی کوئی آیت پڑھی تو کچھ حرج نہیں جب کہ قرآن پڑھنے کی نیت نہ ہو (ہندیہ وغیرہ) مسئلہ: بے وضو کو قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھے تو کوئی حرج نہیں مسئلہ: قرآن مجید دیکھنے میں ان سب پر کچھ حرج نہیں اگرچہ حرف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں

[1] والتمسح بالمنديل بعد الوضوء والغسل لا باس به (بزازيه)

جائیں اور خیال میں پڑھتے جائیں مسئلہ: ان سب کو فقہ و حدیث و تفسیر کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے۔

کس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے اور کس سے نہیں: بارش، سمندر، دریا، ندی نالے، چشمے، کنویں، بڑے حوض اور بڑے تالاب اور بہتا ہوا پانی، اولا اور برف ان سب پانیوں سے وضو اور غسل اور قسم کی طہارت جائز ہے۔

بہتے ہوئے پانی کی تعریف اور احکام: بہتا ہوا پانی وہ ہے جو تنکے کو بہالے جائے یہ پاک اور پاک کرنے والا ہے نجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا جب تک یہ نجاست اس کے رنگ یا بو یا مزے کو نہ بدل دے اگر نجس چیز سے رنگ یا بو یا مزہ بدل گیا تو ناپاک ہوگیا۔ اب یہ اس وقت پاک ہوگا کہ نجاست نیچے تہہ میں بیٹھ جائے اور یہ تینوں باتیں ٹھیک ہوجائیں یا اتنا پاک پانی ملے کہ نجاست کو بہالے جائے یا پانی کے رنگ، بو، مزے ٹھیک ہوجائیں اور اگر پاک چیز نے رنگ بو مزے کو بدل دیا تو وضو غسل اس سے جائز ہے جب تک چیز دیگر نہ ہوجائے۔

مسئلہ: **بڑے حوض اور دہ دردہ کی تعریف اور احکام:** دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا پانی جس حوض یا تالاب میں ہو وہ دہ دردہ یا بڑا حوض کہلاتا ہے۔ یوہیں اگر بیس ہاتھ لمبا اور پانچ ہاتھ چوڑا ہو یا پچیس ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو۔ غرض کل لمبائی چوڑائی کا حاصل ضرب سو ہو اور اگر گول ہو تو گولائی تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ ہو اور گہرائی اتنی کافی ہو کہ اتنی سطح میں کہیں سے زمین کھلی نہ ہو۔ ایسے حوض کا پانی بہتے پانی کے حکم میں ہے۔ نجاست پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا۔ جب تک نجاست کی وجہ سے رنگ یا بو یا مزہ نہ بدل جائے۔ مسئلہ: بڑے حوض میں ایسی نجاست پڑی ہو جو دکھائی نہ دے جیسے شراب پیشاب تو اس میں ہر طرف سے وضو کر سکتے ہیں اور اگر دیکھنے میں آتی ہو جیسے پاخانہ یا مرا ہوا جانور تو جس طرف وہ نجاست ہے اس طرف وضو نہ کرنا بہتر ہے۔ دوسری طرف سے وضو کرے۔ مسئلہ: بڑے حوض میں ایک ساتھ بہت سے لوگ وضو کر سکتے ہیں اگرچہ وضو کا پانی اس میں گرتا ہو لیکن ناک تھوک کھنگھار کلی اس میں نہ ڈالنا چاہیے کہ نظافت[1] کے خلاف ہے۔

ماءِ مستعمل اور غسالہ کے احکام: جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا وہ پاک ہے۔ مگر اس سے وضو اور غسل جائز نہیں۔ مسئلہ: اگر بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پورا یا ناخن یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو وضو میں دھویا جاتا ہے بقصد یا بلا قصد دہ دردہ سے کم پانی میں بے دھوئے

[1] نظافت: پاکیزگی، صفائی

ہوئے پڑ جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے لائق نہ رہا۔ اسی طرح جس شخص پر نہانا فرض ہے اس کے جسم کا کوئی حصہ بلا دھلا ہوا پانی سے چھو جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے کام کا نہ رہا۔ اگر دھلا ہوا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ پڑ جائے تو حرج نہیں۔

ماءِ مستعمل کو کام میں لانے کا حیلہ: پانی میں ہاتھ پڑ گیا یا اور کسی طرح مستعمل ہوگیا اب یہ چاہیں کہ یہ کام کا ہوجائے تو اچھا پانی اس سے زیادہ اس میں ملا دیں اور اس کا یہ طریقہ بھی ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی ڈالیں کہ دوسری طرف سے بہہ جائے تو سب پانی کام کا ہوجائے گا۔

مسئلہ: چھوٹے چھوٹے گڑھوں میں پانی ہے اور اس میں نجاست پڑنا معلوم نہیں تو اس سے وضو جائز ہے۔

مسئلہ: **پانی کے بارے میں کافر کی خبر کا حکم:** کافر کی خبر کہ یہ پانی پاک یا ناپاک ہے دونوں صورتوں میں پانی پاک رہے گا کہ یہ اس کی اصلی حالت ہے۔ مسئلہ: کسی درخت یا پھل کے نچوڑے ہوئے پانی سے وضو جائز نہیں جیسے کیلے یا تربوز کا پانی اور گنے کا رس۔ مسئلہ: جس پانی میں تھوڑی سی کوئی پاک چیز مل گئی جیسے گلاب، کیوڑہ، زعفران، مٹی، بالو تو اس سے وضو غسل جائز ہے۔ مسئلہ: کوئی رنگ یا زعفران پانی میں اتنا پڑ گیا کہ کپڑے رنگنے کے قابل ہوگیا تو اس سے وضو غسل جائز نہیں مسئلہ: پانی میں دودھ پڑ گیا کہ دودھ کے ایسا رنگ ہوگیا تو وضو غسل جائز نہیں۔

کنویں کا بیان

مسئلہ: کنویں میں کسی آدمی یا جانور کا پیشاب یا بہتا ہوا خون یا تاڑی یا سینڈھی یا کسی قسم کی شراب کا قطرہ یا ناپاک لکڑی یا نجس کپڑا یا اور کوئی ناپاک چیز گری تو اس کا کل پانی نکالا جائے۔ (خانیہ وغیرہ)

کن باتوں سے کنواں ناپاک ہوجاتا ہے: جن چوپایوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کے پاخانہ پیشاب گرنے سے کنواں ناپاک ہوجائے گا یونہی مرغی اور بطخ کی بیٹ سے ناپاک ہوجائے گا اور ان سب صورتوں میں کل پانی نکالا جائے۔ مسئلہ: جس کنویں کا پانی ناپاک ہوگیا اس کا ایک قطرہ بھی اگر پاک کنویں میں پڑ جائے تو یہ بھی ناپاک ہوجائے گا جو حکم اس کا تھا وہی اس کا ہوگیا یوں ہی ڈول رسی گھڑا جن میں ناپاک کنویں کا پانی لگا تھا پاک کنوئیں میں پڑے وہ

بھی ناپاک ہوگیا۔

مسئلہ: کب کتنا پانی نکالا جائے کہ کنواں پاک ہو جائے: کنویں میں آدمی، بکری یا کتایا اور کوئی دموی جانور ان کے برابر یا ان سے بڑا گر کر مرجائے تو کل پانی نکالا جائے، مسئلہ: مرغا، مرغی، بلی، چوہا، چھپکلی یا اور کوئی دموی جانور اس میں مر کر پھول جائے یا پھٹ جائے تو کل پانی نکالا جائے۔ مسئلہ: اگر یہ سب باہر مرے پھر کنویں میں گرے جب بھی یہی حکم ہے یعنی کل پانی نکالا جائے۔ مسئلہ: چھپکلی یا چوہے کی دم کٹ کر کنویں میں گری اگرچہ پھولی پھٹی نہ ہو کل پانی نکالا جائے لیکن اگر اس کی جڑ میں موم لگا دیا تو بیس ڈول نکالا جائے مسئلہ: بلی نے چوہے کو پکڑا اور زخمی کر دیا پھر اس سے چھوٹ کر کنویں میں گرا کل پانی نکالا جائے۔ مسئلہ: کچا بچہ یا جو بچہ مردہ پیدا ہوا کنویں میں گر جائے تو سب پانی نکالا جائے اگرچہ گرنے سے پہلے نہلا دیا گیا ہو۔ مسئلہ: سور کنویں میں گرا چاہے زندہ ہی نکل آیا کل پانی نکالا جائے مسئلہ: سور کے سوا کوئی اور جانور جس کا جوٹھا ناپاک ہے (جیسے شیر بھیڑیا، گیدڑ کتا) کنویں میں گرا اور اس کے بدن پر کسی نجاست کا لگا ہونا یقینی طور پر معلوم نہیں اور اس کا منہ پانی میں نہ پڑا تو پانی پاک ہے اس کا استعمال جائز ہے مگر احتیاطاً بیس ڈول نکالنا بہتر ہے۔ مسئلہ: کوئی جانور جس کا تھوک نجس ہے (جیسے کتا، شیر، چیتا، گیدڑ بھیڑیا) اگر کنویں میں گرا اور اس کا منہ پانی سے لگا تو کنواں ناپاک ہو گیا۔ کل پانی نکالا جائے۔ مسئلہ: گدھا یا خچر کنویں میں گرا اور زندہ نکل آیا تو اس کا منہ اگر پانی میں پڑا تو ناپاک ہوگیا۔ کل پانی نکالا جائے اور اگر منہ نہ پڑا تو بیس ڈول نکالیں (قاضی خاں وغیرہ) مسئلہ: چھٹی ہوئی مرغی کنویں میں گری اور زندہ نکل آئی تو چالیس ڈول نکالا جائے۔

مسئلہ: جن جانوروں کا جوٹھا پاک ہے جیسے بھیڑ بکری گائے بھینس ہرن نیل گاؤ ان میں سے کوئی کنویں میں گرے اور زندہ نکل آئے تو کنواں پاک ہے لیکن بیس ڈول نکال ڈالیں۔ (قاضی خان وغیرہ) مسئلہ جن جانوروں کا جوٹھا مکروہ ہے (جیسے بلی یا چوہا یا سانپ یا چھپکلی) کنویں میں گرے اور زندہ نکل آئے تو بیس ڈول نکالا جائے۔ کوئی جانور چھوٹا ہو یا بڑا اگر کنویں میں گرے اور اس کے بدن پر نجاست کا لگا ہونا یقینی طور پر معلوم ہو تو کنواں ناپاک ہو جائے گا اور کل پانی نکالا جائے گا۔ یا جیسے مرغی نے پاخانہ کرید اور فوراً پاؤں صاف ہونے سے پہلے کنویں میں گری کنواں نجس ہوگیا کل پانی نکالا جائے یا جیسے چوہے نے پاخانہ کے حوض میں غوطہ کھایا اور فوراً کنویں میں گرا۔ کل پانی نکالا جائے کیونکہ کنواں نجاست پڑنے سے ناپاک ہوا نہ کہ چوہے مرغی کے گرنے سے مسئلہ: کنویں میں وہ جانور گرا جس کا جوٹھا پاک ہے (جیسے بکری

وغیرہ) یا جوٹھا مکروہ ہے (جیسے مرغی چوہا وغیرہ) اور پانی کچھ نہ نکالا اور وضو کر لیا تو وضو ہو جائے گا (ردالمحتار و قاضی خان وغیرہ) مسئلہ: جوتا یا گیند کنویں میں گرا اور اس کا نجس ہونا یقینی ہے تو کل پانی نکالا جائے ورنہ بیس ڈول محض نجس ہونے پر خیال معتبر نہیں (بہار شریعت) مسئلہ: مرغی کا تازہ انڈا جس پر ابھی تری باقی ہو پانی میں گر جائے پانی نجس نہ ہوگا جب کہ پیٹ کی تری کے علاوہ کوئی اور نجاست نہ لگنے پائے۔ یوہیں بکری کا بچہ پیدا ہوتے ہی پانی میں گرا اور مرا نہیں تو بھی پانی ناپاک نہ ہوگا۔ مسئلہ: اڑنے والے جانور جیسے کبوتر یا چڑیا کی بیٹ یا شکاری پرند جیسے چیل، شکرا، باز کی بیٹ کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا یوہیں چوہے اور چمگادڑ کے پیشاب سے بھی نجس نہ ہوگا۔ (خانیہ وغیرہ) مسئلہ: پیشاب کی بہت باریک بندکیاں مثل سوئی کی نوک کے اور نجس غبار پڑنے سے ناپاک نہ ہوگا۔ (بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: پانی کا جانور جیسے مچھلی مینڈک وغیرہ جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اگر کنویں میں مرجائے یا مرا ہوا گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا چاہے پھول پھٹ بھی جائے لیکن اگر پھٹ کر اس کے ریزے پانی میں مل جائیں تو اس پانی کا پینا حرام ہے مسئلہ: خشکی اور پانی کے مینڈک کا ایک حکم ہے یعنی اس کے مرنے بلکہ سڑنے سے بھی پانی نجس نہ ہوگا لیکن جنگل کا بڑا مینڈک جس میں بہنے کے قابل خون ہوتا ہے اس کا حکم چوہے کی مثل ہے پانی کے مینڈک کی انگلیوں کے بیچ میں جھلی ہوتی ہے اور خشکی کے نہیں (بہار شریعت) مسئلہ: جس کی پیدائش پانی کی نہ ہو مگر پانی میں رہتا ہو جیسے بطخ اس کے مرجانے سے پانی نجس ہو جائے گا۔ مسئلہ: چوہا چھچھوندر، چڑیا، چھپکلی گرگٹ، یا ان کے برابر، یا ان سے چھوٹا کوئی جانور دموی کنویں میں گر کر مرجائے اور ابھی پھولا یا پھٹا نہ ہو تو بیس ڈول سے تیس ڈول تک نکالا جائے اور اگر پھول یا پھٹ جائے تو کل پانی نکالا جائے مسئلہ: کبوتر یا بلی یا مرغی گر کر مرجائے اور پھٹے یا پھولے نہیں تو چالیس ڈول سے ساٹھ ڈول تک پانی نکالا جائے ان کے بھی پھولنے پھٹنے میں کل پانی نکالا جائے گا۔ مسئلہ: دو چوہے گر کر مرجائیں اور ابھی پھولے یا پھٹے نہ ہوں تو بیس سے تیس ڈول تک نکالا جائے اور تین یا چار یا پانچ ہوں تو چالیس ڈول سے ساٹھ ڈول تک اور چھ ہوں تو کل پانی نکالا جائے۔ مسئلہ: دو بلیاں گر کر مر جائیں تو سب پانی نکالا جائے۔ مسئلہ: بے وضو اور جس آدمی پر غسل فرض ہے اگر بلا ضرورت کنویں میں اتریں اور ان کے بدن پر نجاست نہ لگی ہو تو بیس ڈول نکالا جائے اور اگر ڈول نکالنے کے لئے اترا تو کچھ نہیں۔ مسئلہ: کنویں میں آدمی گرا اور زندہ نکل آیا اور اس کے بدن یا کپڑے پر کوئی نجاست نہ تھی تو کنواں پاک ہے بیس ڈول نکال دیں۔ مسئلہ: جن جانوروں میں

جیتا ہوا خون نہیں ہوتا جیسے مچھر، مکھی وغیرہ ان کے مرنے سے پانی نجس نہ ہوگا۔

فائدہ: مکھی سالن وغیرہ میں گر جائے تو اسے ڈبا کر پھینک دے اور سالن کو کام میں لائے (بہارشریعت) مسئلہ: مردار کی ہڈی جس میں گوشت یا چکنائی لگی ہو پانی میں گر جائے تو وہ پانی ناپاک ہوگیا۔ کل نکالا جائے اور اگر گوشت یا چکنائی نہ لگی ہو تو پاک ہے مگر سور کی ہڈی سے مطلقاً ناپاک ہوجائے گا۔ چاہے گوشت یا چکنائی لگی ہو یا نہ لگی ہو۔ (بہارشریعت) مسئلہ: بچہ نے یا کافر نے پانی میں ہاتھ ڈال دیا تو اگر ہاتھ کا نجس ہونا معلوم ہے جب تو ظاہر ہے کہ پانی ناپاک ہوگیا ورنہ نجس تو نہ ہوا مگر دوسرے پانی سے وضو کرنا بہتر ہے۔ مسئلہ: مینگنی اور گوبر اور لید اگرچہ ناپاک ہیں مگر ان کا قلیل معاف ہے پانی کی ناپاکی کا حکم نہ دیا جائے گا (خانیہ وغیرہ) مسئلہ: کل پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا پانی نکال لیا جائے کہ اب ڈول ڈالیں تو آدھا بھی نہ بھرے۔ اس کی مٹی نکالنے کی ضرورت نہیں۔ نہ دیوار دھونے کی ضرورت کہ وہ پاک ہوگئی مسئلہ: یہ جو حکم دیا گیا کہ اتنا اتنا پانی نکالا جائے اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ چیز جو کنویں میں گری پہلے نکال لیں پھر اتنا پانی نکالیں (اگر وہ چیز اسی میں پڑی رہی تو کتنا ہی پانی نکالیں بیکار ہے)۔ مسئلہ: جس کنویں کا ڈول مقرر ہے ڈول کی گنتی اسی ڈول سے کی جائے چاہے چھوٹا ہو یا بڑا اور اگر اس کنویں کا کوئی خاص ڈول مقرر نہیں تو اتنا بڑا ڈول کہ جس میں ایک صاع[1] پانی آجائے۔ مسئلہ: ڈول بھرا ہوا نکلنا ضروری نہیں اگر کچھ پانی چھلک کر گر گیا یا ٹپک گیا مگر جتنا بچا وہ آدھے سے زیادہ ہے تو وہ پورا ہی ڈول گنا جائے گا۔ مسئلہ: چھوٹے بڑے مختلف ڈولوں سے پانی نکالا تو حساب کرکے ایک صاع فی ڈول یا مقرر ڈول کے برابر کرلیں۔ مسئلہ: جس کنویں کا پانی ناپاک ہوگیا اس میں سے جتنا پانی نکالنے کا حکم ہے اتنا نکال لیا گیا تو اب وہ رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے پاک ہوگیا دھونے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ: جو کنواں ایسا ہے کہ اس کا پانی ٹوٹتا ہی نہیں چاہے کتنا ہی پانی نکالیں۔ اگر اس میں نجاست پڑ گئی یا اس میں کوئی ایسا جانور مر گیا جس میں کل پانی نکالنے کا حکم ہے تو ایسی حالت میں حکم یہ ہے کہ پہلے یہ معلوم کرلیں کہ کتنا پانی ہے جتنا ہو وہ سب نکال دیا جائے نکالتے وقت جتنا زیادہ ہوتا گیا اس کا کچھ اعتبار نہیں مثلاً یہ معلوم کرلیا کہ ہزار ڈول ہے تو ہزار ڈول نکال دیں کنواں پاک ہوجائے گا اور یہ معلوم کرنا کہ اس وقت کتنا پانی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو مسلمان پرہیزگار جن کو یہ مہارت ہو کہ بتا سکیں کہ اس کنویں میں

[1] انگریزی روپیہ جس کا اسی کا سیر ہوتا ہے اس روپیہ سے تین سو اکیاون (۳۵۱) بھر یعنی چار سیر چھ چھٹانک ایک روپیہ بھر ایک صاع ہوتا ہے۔ (بہارشریعت وفتاویٰ رضویہ)

اتنا پانی ہے وہ جتنے ڈول بتائیں اتنا ہی نکال دیں کنواں پاک ہوجائے گا۔ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ پانی کی گہرائی کسی لکڑی یا رسی سے ناپ لیں اور پھر چند آدمی بہت پھرتی سے سو ڈول نکال لیں پھر ناپیں جتنا کم ہوجائے اسی حساب سے پانی نکالیں جیسے پہلی مرتبہ ناپنے سے معلوم ہوا کہ دس ہاتھ پانی ہے پھر سو ڈول نکالنے کے بعد ناپا تو نو ہاتھ رہ گیا تو معلوم ہوا کہ دس سو یعنی ہزار ڈول نکال دیں تو دس ہاتھ پانی نکل جائے گا اور کنواں پاک ہوجائے گا۔ مسئلہ: کنویں سے مرا ہوا جانور نکلا تو اگر اس کے گرنے کا وقت معلوم ہے تو اسی وقت سے پانی نجس ہے اس کے بعد اگر کسی نے اس سے وضو یا غسل کیا تو نہ وضو ہوا نہ غسل اس وضو اور غسل سے جتنی نمازیں پڑھیں وہ سب نہ ہوئیں انہیں پھر پڑھے۔ یوہیں اس پانی سے کپڑے دھوئے یا کسی اور طرح سے بدن پر یا کپڑے پر لگا تو کپڑے اور بدن کا پاک کرنا ضروری ہے اور ان سے جو نمازیں پڑھیں ان کا پھر سے پڑھنا فرض ہے اور اگر گرنے کا وقت معلوم نہیں تو جس وقت سے دیکھا گیا اس وقت سے نجس ٹھہرے گا اگرچہ پھولا پھٹا ہو اس سے پہلے پانی نجس نہیں اور پہلے جو وضو یا غسل کیا یا کپڑے دھوئے کچھ حرج نہیں تیسیر اً اسی پر عمل ہے۔ (قال فی الجوهرة النيرة وعليه الفتوىٰ)

نجاستوں کا بیان

نجاست غلیظہ کے احکام: نجاست کی دو قسم ہے ایک غلیظہ دوسری خفیفہ نجاست غلیظہ اگر کپڑے یا بدن پر ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے بے پاک کیے نماز نہ ہوگی اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ (یعنی ایسی نماز پھر سے دہرانا واجب ہے) اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کیے نماز ہو جائے گی مگر خلاف سنت ہوگی جس کا دہرانا بہتر ہے۔ مسئلہ: اگر نجاست گاڑھی ہے جیسے پاخانہ، لید، گوبر، تو درہم کے برابر یا کم زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ وزن میں اتنی ہو اور اگر نجاست پتلی ہو جیسے پیشاب، شراب تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے۔ درہم کا وزن شریعت میں اس جگہ ساڑھے چار ماشے ہے اور زکوٰۃ میں تین ماشہ ڈیڑھ رتی اور درہم کی لمبائی چوڑائی سے یہاں مراد تقریباً ہتھیلی کی گہرائی برابر جگہ ہے جو ایک روپیہ کے پھیلاؤ کے برابر جگہ ہوتی ہے۔[1] (دُرِّمختار و بہارشریعت)

[1] درہم کے پھیلاؤ کے جاننے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ ہتھیلی خوب پھیلا کر برابر کریں اور اب اس پر آہستہ آہستہ اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی نہ رک سکے اب بہنے سے قبل پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے اتنا بڑا درہم ہے اس کی مقدار تقریباً انگریزی روپیہ کے برابر ہے جو جنگ سے پہلے رائج تھا۔ منہ

نجاست خفیفہ کے احکام: نجاست خفیفہ کپڑے کے جس حصہ (مثلاً آستین، دامن، کلی، کالر) میں یا جس عضو (مثلاً ہاتھ، پیر، سر) میں لگی ہو اور اس کے چوتھائی سے کم میں ہو تو معاف ہے یعنی نماز ہو جائے گی اور اگر پوری چوتھائی میں ہو تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ: **نجاست غلیظہ وخفیفہ کا فرق کب معتبر ہے:** نجاست غلیظہ وخفیفہ کا فرق کپڑے اور بدن پر لگنے میں ہے اگر کسی پتلی چیز جیسے پانی، سرکہ، دودھ میں ایک قطرہ بھی پڑ جائے چاہے غلیظہ ہو چاہے خفیفہ تو سب کو بالکل نجس کر دے گی جب تک کہ وہ چیز دہ دردہ نہ ہو (ہندیہ وغیرہ)

نجاست غلیظہ کیا کیا چیزیں ہیں؟: نجاست غلیظہ: ۱- آدمی کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے جس سے وضو یا غسل جاتا رہے وہ نجاست غلیظہ ہے جیسے پاخانہ پیشاب، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے، حیض ونفاس واستحاضہ کا خون، منی، مذی، ودی، دکھتی ہوئی آنکھ کا پانی، ناف یا پستان کا پانی جو درد سے نکلے اور خشکی کے ہر جانور کا بہتا خون خواہ حلال ہو یا حرام حتیٰ کہ گرگٹ چھپکلی تک کا خون اور مردار کی چربی، مردار کا گوشت اور حرام چوپائے جیسے کتا، بلی، شیر، چیتا، لومڑی، بھیڑیا، گیدڑ، گدھا، خچر، ہاتھی سور ان سب کا پاخانہ پیشاب اور گھوڑے کی لید اور ہر حلال چوپائے کا پاخانہ جیسے گائے، بھینس کا گوبر، بکری، اونٹ نیل گاؤ، بارہ سنگھا، ہرن کی مینگنی اور جو پرندہ اونچا نہ اڑے جیسے مرغی اور بطخ خواہ چھوٹی یا بڑی ان سب کی بیٹ اور ہر قسم کی شراب اور نشہ لانے والی تاڑی اور سیندھی اور سانپ کا پاخانہ پیشاب اور اس جنگلی سانپ اور جنگلی مینڈک کا گوشت جن میں بہتا خون ہوتا ہے اگرچہ ذبح کئے گئے ہوں۔ یوں ہی ان کی کھال اگرچہ پکائی گئی ہو[1] اور سور کا گوشت ہڈی کھال بال اگرچہ ذبح کیا گیا ہو یہ سب نجاست غلیظہ ہیں۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ: دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے۔ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاک ہے یہ بالکل غلط ہے (قاضی خاں وردّالمحتار) مسئلہ: شیر خوار بچے نے دودھ کی قے کی اگر منہ بھر ہے تو نجاست غلیظہ ہے۔ مسئلہ: چھپکلی اور گرگٹ کا خون نجاست غلیظہ ہے۔ مسئلہ: ہاتھی کے سونڈ کی رطوبت اور شیر، کتے، چیتے اور دوسرے درندے چوپایوں کا لعاب نجاست غلیظہ ہے (قاضی خاں) مسئلہ: نجاست غلیظہ خفیفہ میں مل جائے تو کل غلیظہ ہو جائے مسئلہ: کسی کپڑے یا بدن پر چند جگہ نجاست غلیظہ ہے اور کسی جگہ درہم کے برابر نہیں مگر مجموعہ[2] درہم کے برابر ہے تو درہم کے برابر سمجھی جائے گی اور زائد ہے تو زائد سمجھی جائے گی۔

---

[1] کھال پکانے سے مراد کھال کو اس طرح بنالیا گیا ہو کہ اس میں نجس رطوبت وغیرہ باقی نہ ہو اور سڑنے بگڑنے کا ڈر نہ ہو جس کو عربی میں دباغت کہتے ہیں۔ اس کتاب میں جہاں کہیں کھال کو پکانے کا لفظ آیا ہے وہاں دباغت مراد ہے آگ میں پکانا مراد نہیں۔ منہ سلمہ۔

[2] لعاب، تھوک، مجموعہ، اکٹھا، بیٹ، چڑیوں کا پاخانہ۔

نجاست خفیفہ میں بھی مجموعہ ہی پر حکم دیا جائے گا۔

کون کون سی چیزیں نجاست خفیفہ ہیں؟: نجاست خفیفہ: جن جانوروں کا گوشت حلال ہے جیسے گائے، بیل، بھینس، بھیڑ، بکری، اونٹ، نیل گاؤ، وغیرہ ان کا پیشاب اور گھوڑے کا پیشاب بھی اور جس پرند کا گوشت حرام ہے (خواہ وہ شکاری ہو یا نہ ہو) جیسے کوا، چیل، شکرا، باز، بہری اس کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے (ہندیہ وغیرہ) مسئلہ: حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر کھانا جائز نہیں۔ (بہار شریعت) مسئلہ: جو حلال پرند اونچے اڑتے ہیں جیسے کبوتر، فاختہ، مینا، مرغابی، قازان کی بیٹ پاک ہے۔ مسئلہ: چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب دونوں پاک ہیں (ردّالمحتار) مچھلی اور پانی کے دیگر جانور اور کھٹمل اور مچھر کا خون پاک ہے۔ (ہندیہ وغیرہ) پیشاب کی نہایت باریک چھینٹیں سوئی کی نوک برابر کی بدن یا کپڑے پر پڑ جائیں تو کپڑا اور بدن پاک رہے گا۔ (قاضی خاں) مسئلہ: جس کپڑے پر پیشاب کی ایسی ہی باریک چھینٹیں پڑ گیں اگر وہ کپڑا پانی میں پڑ گیا تو پانی بھی ناپاک نہ ہوگا۔ (بہار شریعت) مسئلہ: جو خون زخم سے بہا نہ ہو وہ پاک ہے۔ (بزازیہ وقاضی خاں) مسئلہ: گوشت، تلی، کلیجی میں جو خون رہ گیا پاک ہے اور اگر یہ چیزیں بہتے خون میں سن جائیں تو ناپاک ہیں بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گے (ہندیہ بزازیہ منیہ) مسئلہ: اگر نماز پڑھی اور جیب وغیرہ میں شیشی ہے۔ جس میں پیشاب یا خون یا شراب ہے تو نماز نہ ہوگی۔ (منیہ وغیرہ) مسئلہ: جیب میں انڈا ہے تو اگرچہ اس کی زردی خون ہو گئی ہو نماز ہو جائے گی (منیہ وغیرہ) مسئلہ: پیشاب پاخانہ کے بعد ڈھیلے سے استنجا کر لیا پھر اس جگہ سے پسینہ نکل کر بدن یا کپڑے پر لگا تو بدن اور کپڑا ناپاک نہ ہوں گے۔ (بہار شریعت) مسئلہ: ناپاک چیزوں کا دھواں اگر کپڑے یا بدن پر لگے تو کپڑا اور بدن نجس نہ ہوگا (عالمگیری وردّالمحتار وغیرہ) مسئلہ: راستہ کی کیچڑ پاک ہے جب تک اس کا نجس ہونا معلوم نہ ہو تو اگر پاؤں یا کپڑے میں لگی اور بے دھوئے نماز پڑھ لی نماز ہو گئی مگر دھو لینا بہتر ہے (بہار شریعت) مسئلہ: سڑک پر پانی چھڑکا جا رہا تھا زمین سے چھینٹیں اڑ کر کپڑے پر پڑیں کپڑا نجس نہ ہوا لیکن دھو لینا بہتر ہے (بہار شریعت)

جوٹھے اور پسینہ کا بیان

مسئلہ: **کس کس کا جوٹھا پاک ہے؟:** آدمی چاہے جب ہو یا حیض ونفاس والی عورت اس کا جوٹھا پاک ہے (خانیہ وہندیہ) مسئلہ: کافر کا جوٹھا بھی پاک ہے مگر اس سے بچنا چاہیے جیسے تھوک رینٹھ کھکھار کہ پاک ہیں مگر آدمی ان سے گھن کرتا ہے۔

کافر کے جوٹھے کا حکم: اس سے بہت بدتر کافر کے جوٹھے کو سمجھنا چاہیے (ہندیہ وغیرہ)
مسئلہ: جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے چوپائے ہوں یا پرند ان کا جوٹھا پاک ہے جیسے گائے بیل بھینس بکری کبوتر تیتر بٹیر وغیرہ) مسئلہ: جو مرغی چھٹی پھرتی ہے اور غلیظ پر منہ ڈالتی ہے اس کا جوٹھا مکروہ ہے اور اگر بند رہتی ہو تو پاک ہے۔ مسئلہ: گھوڑے کا جوٹھا پاک ہے (ہندیہ وغیرہ)
مسئلہ: **کن جانوروں کا جوٹھا نجس ہے:** سور، کتا، شیر، چیتا، بھیڑیا، ہاتھی، گیدڑ اور دوسرے درندوں کا جوٹھا ناپاک ہے (ہندیہ وخانیہ وغیرہ) مسئلہ: گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلی، چوہا، سانپ، چھپکلی کا جوٹھا مکروہ ہے (خانیہ وعالمگیری) مسئلہ: پانی میں رہنے والے جانوروں کا جوٹھا پاک ہے خواہ ان کی پیدائش پانی میں ہو یا نہ ہو۔ مسئلہ: اڑنے والے شکاری جانور (جیسے شکرا، باز، بہری، چیل وغیرہ کا جوٹھا مکروہ ہے مسئلہ: کوے کا جوٹھا مکروہ ہے (بہار شریعت) مسئلہ: باز، شکرا، بہری، چیل کو اگر پال کر شکار کے لئے سکھالیا ہو اور چونچ میں نجاست نہ لگی ہو تو اس کا جوٹھا پاک ہے۔
مسئلہ: **مشکوک ومکروہ جوٹھے کے بعض احکام:** گدھے، خچر کا جوٹھا مشکوک ہے اس سے وضو نہیں ہوسکتا[1]۔ مسئلہ: جو جوٹھا پانی پاک ہے اس سے وضو اور غسل جائز ہے مگر جب نے بغیر کلی کیے پانی پیا تو اس جوٹھے پانی سے وضو ناجائز ہے، اس لئے کہ مستعمل ہوگیا۔ مسئلہ: اچھا پانی ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وضو وغسل مکروہ ہے اور اگر اچھا پانی موجود نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ مسئلہ: مکروہ جوٹھے کا کھانا پینا مالدار کے لئے مکروہ ہے۔ غریب محتاج کو بلا کراہت جائز ہے۔ مسئلہ: اچھا پانی ہوتے ہوئے مشکوک پانی سے وضو وغسل جائز نہیں اور اگر اچھا پانی نہ ہو تو مشکوک ہی سے وضو وغسل کرے اور تیمم بھی کرے۔ اس صورت میں وضو وغسل میں بھی نیت کرنی ضروری ہے اور فقط تیمم یا فقط وضو وغسل کافی نہ ہوگا بلکہ دونوں کو کرنا ہوگا۔ مسئلہ: مشکوک جوٹھا کھانا پینا نہیں چاہیے مسئلہ: مشکوک پانی اچھے پانی میں مل جائے تو اگر اچھا پانی زیادہ ہے تو اس سے وضو ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔ مسئلہ: جس کا جوٹھا ناپاک ہے اور اس کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جس کا جوٹھا پاک ہے اس کا لعاب اور پسینہ بھی پاک ہے اور جس کا جوٹھا مکروہ ہے اس کا لعاب اور پسینہ بھی مکروہ ہے۔ مسئلہ: گدھے خچر کا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے چاہے کتنا ہی زیادہ لگا ہو۔

[1] یعنی اس کے مزیل حدث ہونے میں شک ہے کہ حدث متیقن طہارت مشکوک ہے سے زائل نہ ہوگا ۱۲ منہ

تیمّم کا بیان

جس کا وضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو تو وضو اور غسل کی جگہ تیمم کرے پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں۔ پہلی صورت، یہ کہ ایسی بیماری ہو کہ وضو یا غسل سے اس کے بڑھنے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو چاہے اس نے خود آزمایا ہو کہ جب وضو یا غسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا کسی مسلمان پرہیزگار قابل حکیم نے کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کرے گا تو تیمم جائز ہے۔ مسئلہ: محض خیال ہی خیال بیماری بڑھنے کا ہو تو تیمم جائز نہیں یوہیں کافر یا فاسق یا معمولی طبیب کے کہنے کا اعتبار نہیں۔ مسئلہ: بیماری میں اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے وضو اور غسل ضروری ہے تیمم جائز نہیں۔ ہاں اگر ایسی جگہ ہو کہ گرم پانی نہ مل سکے تو تیمم کرے۔ یونہیں اگر ٹھنڈے وقت میں وضو یا غسل نقصان کرتا ہے اور گرم وقت میں نقصان نہیں کرتا تو ٹھنڈے وقت تیمم کرے پھر جب گرم وقت آئے تو آئندہ کے لئے وضو کر لینا چاہیے۔ جو نماز اس تیمم سے پڑھ لی اس کے اعادہ کی حاجت نہیں۔ مسئلہ: اگر سر پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو گلے سے نہائے اور پورے سر کا مسح کرے۔ مسئلہ: اگر کسی خاص عضو میں پانی نقصان کرتا ہے اور باقی میں نہیں تو جس میں نقصان کرتا ہے اس پر مسح کرے اور باقی کو دھوئے۔ مسئلہ: اگر کسی عضو پر مسح بھی نقصان کرتا ہو تو اس عضو پر کپڑا ڈال کر اس پر مسح کرے۔ مسئلہ: زخم کے کنارے کنارے جہاں تک پانی نقصان نہ کرے پٹی وغیرہ کھول کر دھونا فرض ہے ہاں اگر پٹی کھولنے میں نقصان ہو تو پٹی پر مسح کرے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ وہاں چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی کا پتا نہیں تو تیمم جائز ہے۔ مسئلہ: اگر یہ گمان ہو کہ ایک میل کے اندر پانی ہوگا تو تلاش کر لینا ضروری ہے۔ بلا تلاش کے تیمم جائز نہیں۔ بلا تلاش کیے تیمم کرکے نماز پڑھ لی اور تلاش کرنے پر پانی مل گیا تو وضو کرکے نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر نہ ملا تو ہوگئی۔ مسئلہ: نماز پڑھتے میں کسی کے پاس پانی دیکھا اور گمان غالب ہے کہ مانگنے سے دے دے گا تو نماز توڑ کے پانی مانگے۔

تیسری صورت یہ کہ اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مرجانے یا بیمار ہونے کا قوی اندیشہ ہو اور نہانے کے بعد سردی کے نقصان سے بچنے کا کوئی سامان بھی نہ ہو تو تیمم جائز ہے۔

چوتھی صورت یہ کہ دشمن کا خوف ہو کہ اگر دیکھ لے گا تو مار ڈالے گا یا مال چھین لے گا یا اس غریب نادار کا قرض خواہ ہے کہ اسے قید کرادے گا یا اس طرف سانپ ہے وہ کاٹ کھائے گا۔ یا

شیر ہے کہ پھاڑ کھائے گا یا کوئی بدکار شخص ہے جو بے آبروئی کرے گا۔ تو تیمم جائز ہے۔

پانچویں صورت یہ کہ جنگل میں ڈول رسی نہیں کہ پانی بھرے تو تیمم جائز ہے۔

چھٹی صورت یہ کہ پیاس کا خوف ہو یعنی پانی تو ہے لیکن اگر اس پانی کو وضو یا غسل میں خرچ کر دے گا تو یہ خود یا دوسرا مسلمان یا اس کا یا دوسرے مسلمان کا جانور (چاہے جانور ایسا کتا ہی کیوں نہ ہو جس کا پالنا جائز ہے) پیاسا رہ جائے گا اور یہ پیاس خواہ ابھی موجود ہو یا آگے چل کر ہوگی کہ راہ ایسی ہے کہ دور تک پانی کا پتا نہیں تو تیمم جائز ہے۔ مسئلہ: پانی موجود ہے مگر آٹا گوندھنے کی ضرورت ہے جب بھی تیمم جائز ہے شوربے کی ضرورت کے لئے تیمم جائز نہیں۔ مسئلہ: بدن یا کپڑے پر اتنی نجاست ہے کہ جتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز جائز نہیں اور پانی صرف اتنا ہے کہ چاہے وضو کرے یا نجاست دور کرے تو پانی سے نجاست دھوئے اور پھر دھونے کے بعد تیمم کرے۔ پاک کرنے سے پہلے تیمم نہ ہوگا۔ اگر پہلے کرلیا ہے تو پھر کرے۔

ساتویں صورت یہ کہ پانی مہنگا ہو یعنی وہاں جس بھاؤ بکتا ہے اس سے دوگنا دام مانگتا ہے تو تیمم جائز ہے اور اگر دام میں اتنا فرق نہ ہو یعنی دونے سے کم میں ملے تو تیمم جائز نہیں مسئلہ: پانی مول ملتا ہے اور اس کے پاس حاجت ضروریہ سے زیادہ دام نہیں تو بھی تیمم جائز ہے۔

آٹھویں صورت یہ کہ پانی تلاش کرنے میں قافلہ نظر سے غائب ہو جائے گا یا ریل چھوٹ جائے گی تو تیمم جائز ہے۔

نویں صورت یہ گمان کہ وضو یا غسل کرنے میں عیدین کی نماز جاتی رہے گی تو تیمم جائز ہے خواہ یوں کہ امام پڑھ کے فارغ ہو جائے گا یا زوال کا وقت آ جائے گا دونوں صورتوں میں تیمم جائز ہے۔ مسئلہ: اگر یہ سمجھے کہ وضو کرنے میں ظہر یا مغرب یا عشا یا جمعہ کی پچھلی سنتوں کا یا چاشت کی نماز کا وقت جاتا رہے گا تو تیمم کر کے پڑھ لے۔

دسویں صورت یہ کہ آدمی میت کا ولی نہ ہو اور ڈر ہو کہ وضو کرنے میں نماز جنازہ نہ ملے گی تو تیمم جائز ہے۔ مسئلہ: مسجد میں سو گیا اور نہانے کی ضرورت ہو گئی تو آنکھ کھلتے ہی جہاں تھا وہیں فوراً تیمم کر کے نکل آئے دیر کرنا حرام ہے۔ مسئلہ: قرآن مجید چھونے کے لئے یا سجدہ تلاوت یا سجدہ شکر کے لئے تیمم جائز نہیں جب کہ پانی پر قدرت ہو۔ مسئلہ: وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ وضو یا غسل کرے تو نماز قضا[1] ہو جائے گی تو چاہیے کہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور پھر وضو یا

[1] یعنی فرض کے تکبیر تحریمہ کا بھی وقت نہ ملے گا۔۱۲

غسل کر کے اعادہ کرنا لازم ہے۔ مسئلہ: عورت حیض یا نفاس سے پاک ہوئی اور پانی پر قادر نہیں تو تیمم کرے۔ مسئلہ: اتنا پانی ملا جس سے وضو ہو سکتا ہے اور نہانے کی ضرورت ہے تو اس پانی سے وضو کر لینا چاہیے اور غسل کے لئے تیمم کرے۔

تیمم کا طریقہ: تیمم کی نیت سے بسم اللہ کہہ کر کسی ایسی پاک چیز پر جو زمین کی قسم سے ہو دونوں ہاتھ مار کر الٹ لے اگر زیادہ گرد لگ گئی ہو تو ہاتھ جھاڑے اور اس سے سارے منہ کا مسح کرے پھر دوسری مرتبہ یوں ہی ہاتھ مارے اور ناخن سے لے کر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا مسح کرے تیمم ہو گیا تیمم میں سر اور پیر پر مسح نہیں کیا جاتا تیمم میں صرف تین باتیں فرض ہیں باقی سنت۔

تیمم میں کتنی باتیں فرض ہیں؟: پہلا فرض: نیت، یعنی غسل یا وضو یا دونوں کی پاکی حاصل کرنے کا ارادہ۔ اگر تیمم کی نیت ہاتھ مارنے کے بعد کی تو تیمم نہ ہوگا۔ دل میں تیمم کا ارادہ فرض ہے اور ساتھ ہی زبان سے بھی کہہ لینا بہتر ہے مثلاً یوں کہے کہ تیمم کرتا ہوں بے غسلی یا بے وضوئی ناپاکی دور ہونے اور نماز جائز ہونے کے لئے اور بسم اللہ کہہ کر مٹی پر ہاتھ مارے دوسرا فرض: سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا کہ بال برابر کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے نہیں تو تیمم نہ ہوگا۔ تیسرا فرض: دونوں ہاتھ کا کہنیوں تک کہنیوں سمیت مسح کرنا اگر ذرہ برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ گئی تو تیمم نہ ہوگا۔ مسئلہ: داڑھی مونچھ اور بھوں کے بالوں پر ہاتھ پھیرنا ضروری ہے۔ مسئلہ: منہ کی یہاں بھی وہی حد ہے جو وضو میں ہے لیکن منہ کے اندر تیمم نہیں کیا جاتا۔ البتہ دونوں ہونٹ پر جتنا منہ بند کرنے کے بعد کھلا رہتا ہے۔ مسح ضروری ہے۔ مسئلہ: ہاتھ جھاڑنے میں تالی نہ بجے بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ انگوٹھے سے انگوٹھا ٹکرائے زائد گرد جھڑ جائے گی۔ مسئلہ: اگر انگلیوں میں گرد نہ پہنچی ہو تو خلال کرنا فرض ہے نہیں تو سنت اور اسی طرح داڑھی میں بھی مسئلہ: اگر ایک ہی تیمم میں وضو اور غسل دونوں کی نیت کر لی جب بھی کافی ہے دونوں کا ہو جائے گا۔ مسئلہ: غسل اور وضو دونوں کا تیمم ایک ہی طرح ہوتا ہے۔

کس چیز سے تیمم جائز ہے اور کس سے نہیں؟: تیمم اسی چیز سے ہو سکتا ہے جو جنس زمین سے ہو اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں اس سے تیمم نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ: جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نرم ہوتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے اس سے تیمم جائز ہے لہٰذا مٹی گرد ریتا، بالو، چونا، سرمہ، ہڑتال، گندھک، مردہ سنگ، گیرو، پتھر، زبرجد، فیروزہ، عقیق،

زمرد وغیرہ جواہر سے تیمّم جائز ہے۔ اگرچہ ان پر غبار نہ ہو۔ مسئلہ: جس مٹی سے تیمّم کیا جائے اس کا پاک ہونا ضروری ہے یعنی نہ اس پر کسی نجاست کا اثر ہو نہ یہ ہو کہ محض خشک ہونے سے اثر نجاست جاتا رہا ہو۔ مسئلہ: جس چیز پر نجاست گری اور سوکھ گئی اس سے تیمّم نہیں ہوگا اگرچہ نجاست کا اثر باقی نہ ہو البتہ نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔ مسئلہ: یہ وہم کہ کبھی نجس ہوئی ہوگی فضول ہے اس کا اعتبار نہیں۔ مسئلہ: راکھ سے تیمّم جائز نہیں۔ مسئلہ: اگر خاک میں راکھ مل جائے اور خاک زیادہ ہو تو تیمّم جائز ہے نہیں تو نہیں۔ مسئلہ: بھیگی مٹی سے تیمّم جائز ہے جب کہ مٹی غالب ہو۔ مسئلہ: اگر کسی لکڑی یا کپڑے وغیرہ پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے انگلیوں کا نشان بن جائے تو اس سے تیمّم جائز ہے۔ مسئلہ: گچ کی دیوار پر تیمّم جائز ہے۔ (بہارِ شریعت) مسئلہ: پکی اینٹ سے تیمّم جائز ہے۔ (بہارِ شریعت وغیرہ) مسئلہ: زمین یا پتھر جل کر سیاہ ہو جائے اس سے تیمّم جائز ہے یوں ہی اگر پتھر جل کر راکھ ہو جائے اس سے بھی جائز ہے۔

تیمّم توڑنے والی چیزیں: جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمّم بھی جاتا رہے گا اور علاوہ ان کے پانی پر قدرت ہونے سے بھی تیمّم ٹوٹ جائے گا۔ مسئلہ: کسی ایسے مقام پر گزرا کہ پانی ایک میل کے اندر تھا تیمّم ٹوٹ گیا پانی تک پہنچنا ضروری نہیں البتہ سونے کی حالت میں پانی پر گزرنے سے نہ ٹوٹے گا۔ مسئلہ: مریض نے غسل کا تیمّم کیا تھا اور اب اتنا تندرست ہو گیا کہ نہانا نقصان نہ کرے گا۔ تو تیمّم جاتا رہا۔ مسئلہ: اتنا پانی ملا کہ اعضاء وضو صرف ایک ایک بار دھو سکتا ہے تو تیمّم جاتا رہا اور اس سے کم تو نہیں۔ یوں ہی غسل کے تیمّم کرنے والے کو اتنا پانی ملا کہ غسل کے فرائض کو بھی کافی نہیں تو تیمّم نہ گیا ورنہ تیمّم جاتا رہا۔ مسئلہ: کسی نے غسل اور وضو دونوں کے لئے ایک ہی تیمّم کیا تھا پھر وضو توڑنے والی کوئی چیز پائی گئی یا اتنا پانی پایا جس سے صرف وضو کر سکتا ہے یا بیمار تھا اور اب تندرست ہو گیا کہ وضو نقصان نہ کرے گا اور غسل سے ضرر ہوگا تو صرف وضو کے حق میں تیمّم جاتا رہا غسل کے حق میں باقی ہے۔

خف یعنی موزے پر مسح کا بیان: جو شخص موزہ پہنے ہوئے ہو وہ اگر وضو میں بجائے پاؤں دھونے کے موزوں پر مسح کرے تو جائز ہے۔ مسئلہ: جس پر غسل فرض ہے وہ موزوں پر مسح نہیں کر سکتا۔ مسئلہ: مسح کرنے کے لئے چند شرطیں ہیں ۱- موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں اس سے زیادہ ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر دو ایک انگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے ایڑی نہ کھلی ہو۔ ۲- پاؤں سے چپٹا ہو کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل پھر سکیں۔ ۳-

چمڑے کا ہو یا صرف تلا چمڑے کا ہو اور باقی حصہ کسی اور دبیز چیز کا جیسے کرچ وغیرہ۔ مسئلہ: ہندوستان میں جو عموماً سوتی یا اونی موزے پہنے جاتے ہیں ان پر مسح جائز نہیں ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔ ۴- وضو کر کے پہنا ہو یعنی اگر موزہ بے وضو پہنا تھا تو مسح نہیں کر سکتا۔ مسئلہ: تیمم کر کے موزے پہنے گئے تو مسح جائز نہیں۔ ۵- نہ حالت جنابت میں پہنا ہو نہ بعد پہننے کے جنب ہوا ہو۔ ۶- مدت کے اندر ہو اور اس کی مدت مقیم کے لئے ایک دن رات ہے اور مسافر کے واسطے تین دن تین رات۔ مسئلہ: موزہ پہننے کے بعد پہلی مرتبہ جو حدث[1] ہوا اس وقت سے اس مدت کا شمار ہوگا مثلاً صبح کے وقت موزہ پہنا اور ظہر کے وقت پہلی بار حدث ہوا تو مقیم دوسرے دن کی ظہر تک مسح کرے اور مسافر چوتھے دن کی ظہر تک۔ ۷- کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا نہ ہو یعنی چلنے میں تین انگل بدن ظاہر نہ ہوتا ہو۔ مسئلہ: موزہ پھٹ گیا یا سیون کھل گئی اور ویسے پہنے رہنے کے حالت میں تین انگل پاؤں ظاہر نہیں ہوتا مگر چلنے میں تین انگل دکھائی دیتا ہے تو مسح جائز نہیں یعنی پھٹے موزہ میں تین انگل سے کم پاؤں کھلے تو مسح جائز ہے اور تین انگل یا اس سے زیادہ کھلے تو جائز نہیں۔ مسئلہ: ٹخنے کے اوپر موزہ چاہے کتنا ہی پھٹا ہو کچھ حرج نہیں مسح ہو سکتا ہے۔ پھٹنے کا اعتبار ٹخنے سے نیچے کے حصوں میں ہے۔

مسح موزہ کا طریقہ: مسح کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ تر کر کے داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں داہنے پاؤں کے موزہ کی پیٹھ کے سرے پر رکھ کر پنڈلی کی طرف کھینچ کم سے کم تین انگل کھینچے اور سنت یہ ہے کہ پنڈلی تک پہنچائے اور بائیں ہاتھ سے بائیں پیر پر اسی طرح کرے۔ مسئلہ: مسح میں فرض دو ہیں۔ ۱- ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہونا۔ ۲- مسح موزے کی پیٹھ پر ہونا۔ مسئلہ: مسح میں سنت تین باتیں ہیں۔ ۱- ہاتھ کی پوری تین انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرنا۔ ۲- انگلیوں کو کھینچ کر پنڈلی تک لے جانا۔ ۳- مسح کرتے وقت انگلیوں کو کھلی رکھنا۔ مسئلہ: انگریزی بوٹ جوتے پر مسح جائز ہے اگر ٹخنے اس سے چھپے ہوں (بہارِ شریعت) مسئلہ: عمامہ، برقع، نقاب، اور دستانہ پر مسح جائز نہیں۔

مسح موزہ کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے: مسح جن چیزوں سے ٹوٹتا ہے وہ یہ ہیں ۱- جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے مسح بھی جاتا رہتا ہے۔ ۲- مسح کی مدت پوری ہو جانے سے مسح جاتا رہتا ہے اور اس صورت میں صرف پاؤں دھو لینا کافی ہے پھر سے پورا وضو کرنے کی ضرورت نہیں اور بہتر یہ ہے کہ پورا وضو کر لے ۳- موزہ اتار دینے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے چاہے

[1] حدث بے وضو ہونا ۱۲

ایک ہی اتارا ہو۔ مسئلہ: وضو کی جگہوں میں پھٹن ہو یا پھوڑا یا اور کوئی بیماری ہو اور پانی بہانا نقصان کرتا ہو یا سخت تکلیف ہوتی ہو تو بھیگا ہاتھ پھیر لینا کافی ہے اور اگر یہ بھی نقصان کرتا ہو تو اس پر کپڑا ڈال کر کپڑے پر مسح کرے اور جو یہ بھی مضر ہو تو معاف ہے اور اگر اس میں کوئی دوا بھر لی تو اس کا نکالنا ضرور نہیں اس پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔

حیض کا بیان

مسئلہ: حیض کی تعریف: بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادی طور پر نکلتا ہے اور بیماری یا بچہ ہونے کی وجہ سے نہ ہو اسے حیض کہتے ہیں اور بیماری سے ہو تو استحاضہ اور بچہ ہونے کے بعد ہو تو نفاس کہتے ہیں۔ مسئلہ: حیض کی مدت کم سے کم تین دن تین راتیں ہیں۔ یعنی پورے بہتر گھنٹے ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حیض نہیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس راتیں ہیں۔ مسئلہ: بہتر گھنٹے سے ذرا بھی پہلے ختم ہو جائے۔ تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ ہاں اگر صبح کو کرن چمکتے ہی شروع ہوا اور تین دن تین راتیں پوری ہو کر کرن چمکنے ہی کے وقت ختم ہوا تو حیض ہے اور اس صورت میں بہتر گھنٹہ پورا ہونا ضروری نہیں البتہ کسی اور وقت شروع ہو تو گھنٹوں ہی سے شمار ہوگا اور چوبیس گھنٹہ کا ایک دن رات لیا جائے گا۔ (بہار شریعت) مسئلہ: دس رات دن سے کچھ بھی زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ اسے آیا ہے تو دس دن تک حیض ہے بعد کا استحاضہ اور اگر پہلے اسے حیض آ چکے ہیں اور عادت دس دن سے کم کی تھی تو عادت سے جتنا زیادہ ہوا استحاضہ ہے اسے یوں سمجھو کہ پانچ دن کی عادت تھی اب آیا دس دن تو کل حیض ہے اور بارہ دن آیا تو پانچ دن حیض کے باقی سات دن استحاضہ کے اور اگر ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن آیا کبھی پانچ دن آیا تو پچھلی بار جتنے دن آیا اتنے ہی دن حیض کے سمجھے جائیں باقی استحاضہ ہے۔ مسئلہ: یہ ضروری نہیں کہ مدت میں ہر وقت خون جاری رہے جبھی حیض ہو بلکہ اگر بعض وقت آئے جب بھی حیض ہے۔

مسئلہ: حیض آنے کی عمر: کم سے کم نو برس کی عمر سے حیض شروع ہوگا اور انتہائی عمر حیض آنے کی پچپن سال کی عمر ہے۔ اس عمر والی کو آئسہ اور اس عمر کو سن ایاس کہتے ہیں (عالمگیری) مسئلہ: نو برس کی عمر سے پہلے جو خون آیا وہ استحاضہ ہے۔ یوں ہی پچپن سال کی عمر کے بعد جو خون آئے وہ استحاضہ ہے۔ البتہ اگر پچپن برس کی عمر کے بعد خالص خون آئے یا جیسا پہلے آتا تھا اسی رنگ کا آیا تو حیض ہے۔ (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: حمل والی کو جو خون آیا استحاضہ ہے۔ یو

ہیں بچہ ہوتے وقت جو خون آیا اور ابھی بچہ آدھے سے زیادہ باہر نہیں نکلا تو وہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ: دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے یو ہیں نفاس و حیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آیا تو یہ استحاضہ ہے مسئلہ: حیض اس وقت شمار کیا جائے گا جب کہ خون فرج خارج میں آ گیا تو اگر کوئی کپڑا رکھ لیا ہے جس کی وجہ سے خون فرج خارج میں نہیں آیا داخل ہی میں رکا رہا تو جب تک کپڑا نہ نکالے گی حیض والی نہ ہوگی نمازیں پڑھے گی۔ روزہ رکھے گی۔

حیض کے رنگ: مسئلہ: حیض کے چھ رنگ ہیں، سیاہ، سرخ، سبز، زرد، گدلا، مٹیلا، سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں، مسئلہ: دس دن کے اندر رطوبت میں ذرا بھی میلا پن ہے تو وہ حیض ہے اور اگر دس دن رات کے بعد بھی میلا پن باقی ہے تو عادت والی کے لئے جو دن عادت کے ہیں اتنے دن حیض کے اور عادت کے بعد والے استحاضہ اور اگر کچھ عادت نہیں تو دس دن رات تک حیض باقی استحاضہ ہے۔ مسئلہ: جس عورت کو عمر بھر خون آیا ہی نہیں یا آیا مگر تین دن سے کم آیا تو عمر بھر وہ پاک ہی رہی اور اگر ایک بار تین دن رات خون آیا پھر کبھی نہ آیا تو وہ فقط تین دن رات حیض کے ہیں۔ باقی ہمیشہ کے لئے پاک۔

نفاس کا بیان

نفاس کی تعریف اور مدت: نفاس یعنی وہ خون جو بچہ جننے کے بعد آتا ہے (متون) اس کی کمی کی جانب کوئی مدت مقرر نہیں آدھے سے زیادہ بچہ نکلنے کے بعد ایک آن بھی خون آیا تو نفاس ہے اور زیادہ سے زیادہ نفاس کا زمانہ چالیس دن رات ہے۔ مسئلہ: نفاس کا شمار اس وقت سے ہوگا جب کہ آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا۔ تنبیہ: اس بیان میں جہاں بچہ ہونے کا لفظ آئے گا اس کا مطلب آدھے سے زیادہ بچہ باہر آ جانا ہے۔ مسئلہ کسی کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا تو اگر اس کے پہلی بار بچہ پیدا ہوا ہے یا یہ یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا تو ان دونوں صورتوں میں چالیس دن رات نفاس ہے باقی استحاضہ اور جو پہلی عادت معلوم ہے تو عادت کے دنوں تک نفاس ہے اور جتنا دن زیادہ آیا وہ استحاضہ ہے جیسے عادت تیس دن کی تھی۔ اس بار پینتالیس دن آیا تو تیس دن نفاس کے اور پندرہ استحاضہ کے ہیں۔ مسئلہ: بچہ پیدا ہونے سے پہلے جو خون آیا وہ نفاس نہیں بلکہ استحاضہ ہے اگرچہ بچہ آدھا

باہر آ گیا ہو۔ مسئلہ: حمل ساقط ہونے سے پہلے کچھ خون آیا کچھ بعد کو تو پہلے والا استحاضہ ہے بعد والا نفاس ہے لیکن یہ اس صورت میں ہے جب کوئی عضو بن چکا ہو ورنہ پہلے والا اگر حیض ہو سکتا ہے تو حیض ہے نہیں تو استحاضہ۔ مسئلہ: چالیس دن کے اندر کبھی خون آیا کبھی نہیں تو سب نفاس ہی ہے۔ اگرچہ پندرہ دن کا فاصلہ ہو جائے۔ مسئلہ: اس کے رنگ کے بارے میں وہی احکام ہیں جو حیض میں بیان ہوئے۔

حیض و نفاس کے احکام: مسئلہ: حیض و نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا روزہ رکھنا حرام ہے۔ مسئلہ: ان دنوں میں نمازیں معاف ہیں۔ ان کی قضا بھی نہیں البتہ روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔ مسئلہ: نماز کے وقت میں وضو کر کے اتنی دیر تک ذکرِ الٰہی درود شریف اور دوسرے وظیفے پڑھ لیا کرے جتنی دیر نماز پڑھا کرتی تھی تا کہ عادت رہے۔ مسئلہ: حیض و نفاس والی کو قرآن مجید پڑھنا دیکھ کر ہو یا زبانی اور اس کا چھونا اگرچہ جلد یا چولی یا حاشیہ کو انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے یہ سب حرام ہیں۔ (ہندیہ وغیرہ) مسئلہ: کاغذ کے پرچہ پر کوئی آیت لکھی ہو اس کا چھونا بھی حرام ہے۔ مسئلہ: قرآن مجید جزدان میں ہو تو اس جزدان کے چھونے میں حرج نہیں (ہندیہ) مسئلہ: اس حالت میں قرآن مجید اور دینی کتابوں کے چھونے کے سب احکام وہی ہیں جو بے غسل والے کے ہیں جس کا بیان غسل میں گزرا۔ مسئلہ: معلّمہ کو حیض و نفاس ہو تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھا دے اور ہجے کرانے میں کوئی حرج نہیں۔ مسئلہ: اس حالت میں دعائے قنوت پڑھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ: قرآن مجید کے علاوہ اور تمام اذکار، کلمہ شریف، درود شریف وغیرہ پڑھنا بلا کراہت جائز ہے بلکہ مستحب ہے وضو یا کلی کر کے پڑھنا بہتر ہے اور ویسے بھی حرج نہیں اور ان کے چھونے میں بھی حرج نہیں۔ مسئلہ: جماع اس حالت میں حرام ہے البتہ لیٹنے بیٹھنے ساتھ کھانے پینے اور بوسہ لینے میں حرج نہیں۔

استحاضہ کا بیان

استحاضہ کی تعریف اور حکم: وہ خون جو عورت کے آگے کے مقام سے نکلے اور حیض و نفاس کا نہ ہو وہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ: استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ معاف ہے نہ ایسی عورت سے جماع حرام ہے مسئلہ: استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو معذور کہا جائے گا۔ ایک وضو سے اس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے خون

آنے سے اس ایک پورے وقت کے اندر تک وضو نہ جائے گا۔ مسئلہ: اگر کپڑا وغیرہ رکھ کر اتنی دیر تک خون روک سکتی ہے کہ وضو کر کے نماز پڑھ لے تو معذور نہیں۔

معذور کا بیان

معذور کی تعریف: مسئلہ: ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا وہ معذور ہے یعنی پورے وقت میں اتنی دیر بھی بیماری نہیں رکی کہ وضو کے ساتھ فرض نماز ادا کر سکے۔ معذور کا حکم یہ ہے کہ وقت میں وضو کر لے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھے اس بیماری سے اس کا وضو نہیں جاتا، جیسے قطرے کی بیماری یا دست یا ہوا خارج ہونا یا دکھتی آنکھ سے پانی گرنا یا پھوڑے یا ناسور سے ہر وقت رطوبت بہنا یا کان، ناف پستان سے پانی نکلنا کہ یہ سب بیماریاں وضو توڑنے والی ہیں ان میں جب پورا ایک وقت ایسا گزر گیا کہ ہر چند کوشش کی مگر طہارت کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکا تو عذر ثابت ہو گیا۔ جب عذر ثابت ہو گیا تو جب تک ہر نماز کے وقت میں ایک ایک بار میں بھی وہ چیز پائی جائے گی معذور ہی رہے گا۔ مثلاً عورت کو نماز کا ایک پورا وقت ایسا گزر گیا جس میں استحاضہ نے اتنی مہلت نہیں دی کہ طہارت کر کے فرض پڑھ لیتی اور دوسرے وقت میں اتنی مہلت ملتی ہے کہ وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ مگر اب اس دوسری نماز کے وقت میں بھی ایک آدھ دفعہ خون آ جاتا ہے تو اب بھی معذور ہے یعنی عذر ثابت ہونے کے بعد یہ ضروری نہیں ہے کہ آئندہ ہر وقت میں کثرت سے بار بار وضو توڑنے والی چیز پائی جائے عذر ثابت ہونے کے لئے کثرت و تکرار درکار ہے لیکن اتنی کثرت کہ ایک فرض بھی وضو کے ساتھ ادا نہ ہو سکے۔ بعد کی ہر نماز کے وقت میں اتنی کثرت ضروری نہیں بلکہ ایک بار بھی کافی ہے۔ مسئلہ: فرض نماز کا وقت گزر جانے سے معذور کا وضو جاتا رہتا ہے؛ جیسے کسی معذور نے عصر کے وقت وضو کیا تھا تو سورج ڈوبتے ہی وضو جاتا رہا اور کسی نے سورج نکلنے کے بعد وضو کیا تو جب تک ظہر کا وقت ختم نہ ہو وضو نہ جائے گا کہ ابھی تک کسی فرض نماز کا وقت نہیں گیا۔ مسئلہ معذور کا وضو اس چیز سے نہیں جاتا کہ جس کے سبب سے معذور ہے۔ ہاں اگر کوئی دوسری چیز وضو توڑنے والی پائی گئی تو وضو جاتا رہا۔ مثلاً جس کو قطرے کا مرض ہے ہوا نکلنے سے اس کا وضو جاتا رہے گا اور جس کو ہوا نکلنے کا مرض ہے اس کا قطرہ نکلنے سے وضو جاتا رہے گا۔ مسئلہ: اگر کسی ترکیب سے عذر جاتا رہے یا اس میں کمی ہو جائے تو اس ترکیب کا کرنا فرض ہے

مثلاً کھڑے ہوکر پڑھنے سے خون بہتا ہے اور بیٹھ کر پڑھے تو نہ بہے گا۔ تو بیٹھ کر پڑھنا فرض ہے۔ مسئلہ: معذور کو ایسا عذر ہے جس کے سبب سے کپڑے نجس ہو جاتے ہیں تو اگر ایک درہم سے زیادہ نجس ہو گیا اور جانتا ہے کہ اتنا موقع ہے کہ اسے دھو کر پاک کپڑوں سے نماز پڑھ لوں گا تو دھو کر نماز پڑھنا فرض ہے اور اگر جانتا ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے پھر اتنا ہی نجس ہو جائے گا تو دھونا ضروری نہیں اسی سے پڑھے اگرچہ جانماز بھی آلودہ ہو جائے کچھ حرج نہیں اور اگر درہم کے برابر ہے اور دھو کر پڑھنے کا موقع ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے پھر اتنا ہی نجس نہ ہو جائے گا تو دھونا واجب ہے اور درہم سے کم ہے اور موقع ہے تو دھونا سنت اور اگر موقع نہیں تو ہر صورت میں معاف ہے۔ مسئلہ: کسی زخم سے ایسی رطوبت نکلے کہ بہے نہیں تو نہ اس کی وجہ سے وضو ٹوٹے نہ معذور ہو نہ وہ رطوبت ناپاک ہے۔

نجس چیزوں کو پاک کرنے کا طریقہ: نجس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم ایسی چیزیں ہیں کہ وہ خود نجس ہیں جن کو ناپاکی اور نجاست کہتے ہیں جیسے شراب پاخانہ گوبر ایسی چیزیں جب تک اپنی اصل حالت کو چھوڑ کر کچھ اور نہ ہو جائیں پاک نہیں ہو سکتیں۔ شراب جب تک شراب ہے نجس ہی رہے گی اور اگر سرکہ ہو جائے تو اب پاک ہے۔ یا اپلا جب تک راکھ نہ ہو جائے ناپاک ہے۔ جب راکھ ہو گیا تو یہ راکھ پاک ہے (منیہ وغیرہ)

دوسری قسم ایسی چیزیں ہیں جو خود تو نجس نہیں لیکن نجاست کے لگنے سے ناپاک ہو گئیں، جیسے کپڑے پر شراب لگ گئی تو اب کپڑا نجس ہو گیا۔ ایسی چیزوں کے پاک کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ بعض چیزیں دھونے سے پاک ہوں گی بعض سوکھنے سے بعض رگڑنے پونچھنے سے بعض جلنے سے پاک ہوں گی بعض دباغت وذبح سے پاک ہوں گی۔

پانی کے سوا دوسری پاک کرنے والی چیزیں: مسئلہ: پاک پانی اور ہر پاک پتلی بہنے والی چیز جس سے نجاست دور ہو سکے اس سے ناپاک چیزوں کو پاک کر سکتے ہیں جیسے سرکہ، گلاب، چائے، کیلے کا پانی وغیرہ، مسئلہ: ماءِ مستعمل یعنی وضو وغسل کے پاک دھون سے بھی دھو کر پاک کر سکتے ہیں۔

موٹی نجاست پاک کرنے کا طریقہ: مسئلہ: تھوک سے اگر نجاست دور ہو جائے تو اس سے بھی چیز پاک ہو جائے گی، جیسے بچے نے دودھ پی کر پستان پر قے کی پھر کئی بار دودھ پیا یہاں تک کہ قے کا اثر جاتا رہا۔ تو پستان پاک ہو گیا۔ (قاضی خاں وغیرہ) مسئلہ: شوربا، دودھ، تیل سے دھونے سے پاک نہ ہوگا، اس لئے کہ ان سب سے نجاست دور نہ ہوگی۔

مسئلہ: نجاست اگر دلدار ہے جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ تو دھونے میں کوئی گنتی کی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے۔ اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی بار دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا۔ ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب ہے۔

نجاست دور ہونے کے بعد جو رنگ یا بو رہ جائے اس کا حکم: مسئلہ: اگر نجاست دور ہو گئی مگر اس کا کچھ حصہ اثر یا رنگ یا بو باقی ہے تو اسے بھی دور کرنا لازم ہے ہاں اگر اس کا اثر مشکل سے جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں تین مرتبہ دھو لیا پاک ہو گیا۔ صابن یا کھٹائی یا گرم پانی سے دھونے کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری ومنیہ وغیرہ) مسئلہ: کپڑے یا ہاتھ پر نجس رنگ لگا یا ناپاک مہندی لگائی تو اتنی مرتبہ دھوئے کہ صاف پانی گرنے لگے پاک ہو جائے گا اگرچہ کپڑے یا ہاتھ پر رنگ باقی ہو۔ (عالمگیری ومنیہ وغیرہ)

پتلی نجاست پاک کرنے کا طریقہ: مسئلہ: زعفران یا کوئی رنگ کپڑا رنگنے کے لئے گھولا گیا تھا۔ اس میں کسی بچے نے پیشاب کر دیا یا اور کوئی نجاست پڑ گئی تو اس سے اگر کپڑا رنگ لیا تو تین بار دھو ڈالیں پاک ہو جائے گا۔ مسئلہ: کپڑے یا بدن پر ناپاک تیل لگا تھا تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ اگرچہ تیل کی چکنائی موجود ہو اس تکلف کی ضرورت نہیں کہ صابن یا گرم پانی سے دھوئے لیکن اگر مردار کی چربی لگی تھی تو جب تک اس کی چکنائی نہ جائے پاک نہ ہوگا۔ (منیہ وبہار شریعت) مسئلہ: اگر چھری میں خون لگ گیا یا سری میں خون بھر گیا اور اسے آگ میں ڈال دیا یہاں تک کہ خوں جل گیا تو چھری اور سری پاک ہو گئی۔

(منیہ وبزازیہ)

نچوڑ کی حد: مسئلہ: نجاست اگر پتلی ہے تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ اچھی طرح نچوڑنے سے پاک ہوگا۔ اچھی طرح نچوڑنے کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص اپنی طاقت بھر اس طرح نچوڑے۔ کہ اگر پھر نچوڑے تو اس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے۔ اگر کپڑے کا خیال کر کے اچھی طرح نہیں نچوڑا تو پاک نہ ہوگا۔ (عالمگیری وقاضی خاں) مسئلہ: اگر دھونے والے نے اچھی طرح نچوڑ لیا مگر ابھی ایسا ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص جو طاقت میں اس سے زیادہ ہے وہ نچوڑے تو دو ایک بوند ٹپک سکتی ہے تو اس کے حق میں پاک اور اس دوسرے کے حق میں ناپاک ہے اس دوسرے کی طاقت کا اعتبار نہیں۔ ہاں اگر یہ دھوتا اور اتنا ہی نچوڑتا تو پاک نہ ہوتا۔ مسئلہ: پہلی اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ پاک کر لینا بہتر ہے اور تیسری بار

نچوڑنے سے کپڑا بھی پاک ہوگیا اور ہاتھ بھی اور جو کپڑے میں اتنی تری رہ گئی ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ بوند ٹپکے تو کپڑا اور ہاتھ دونوں ناپاک ہیں۔ مسئلہ: پہلی یا دوسری بار ہاتھ پاک نہیں کیا اور اس کی تری سے کپڑے کا پاک حصہ بھیگ گیا تو یہ بھی ناپاک ہوگیا۔ پھر اگر پہلی بار نچوڑنے کے بعد بھیگا ہے تو اسے دو مرتبہ دھونا چاہیے اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ کی تری سے بھیگا ہے تو ایک مرتبہ دھویا جائے یو ہیں اگر کپڑے سے جو ایک مرتبہ دھو کر نچوڑ لیا گیا ہے کوئی پاک کپڑا بھیگ جائے تو یہ دوبارہ دھویا جائے اور اگر دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد اس سے وہ پاک کپڑا بھیگا تو ایک بار دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ مسئلہ: کپڑے کو تین مرتبہ دھو کر ہر مرتبہ خوب نچوڑ لیا ہے کہ اب نچوڑنے سے نہ ٹپکے گا پھر اس کو لٹکا دیا اور اس سے پانی ٹپکا تو یہ پانی پاک ہے اور اگر خوب نہیں نچوڑا تھا تو یہ پانی ناپاک ہے مسئلہ: دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا ایک ہی حکم ہے یعنی ان کا پیشاب کپڑے یا بدن پر لگا تو تین بار دھونا اور نچوڑنا پڑے گا تب پاک ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں اس کے پاک کرنے کا طریقہ: مسئلہ: جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں جیسے چٹائی، جوتا، برتن، وغیرہ اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے یو ہیں دوبار اور دھوئیں تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہوگیا وہ چیز پاک ہوگئی۔ اسی طرح جو کپڑا اپنی نازکی کے سبب سے نچوڑنے کے قابل نہیں اسے بھی یو ہیں پاک کیا جائے۔

لوہے تانبے چینی وغیرہ کے برتن اور سامان پاک کرنے کا طریقہ: مسئلہ: اگر ایسی چیز ہو کہ اس میں نجاست جذب نہ ہو جیسے چینی کے برتن یا مٹی کا پرانا استعمالی چکنا برتن یا لوہے تانبے پیتل وغیرہ دھاتوں کی چیزیں، تو اسے فقط تین بار دھو لینا کافی ہے اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر تک چھوڑیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔ مسئلہ ناپاک برتن کو مٹی سے مانجھ لینا بہتر ہے۔ مسئلہ: پکایا ہوا چمڑا ناپاک ہوگیا تو اگر اسے نچوڑ سکتے ہیں تو نچوڑیں ورنہ تین مرتبہ دھوئیں اور ہر مرتبہ اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ (عالمگیری وقاضی خاں) مسئلہ: لوہے کی چیز جیسے چھری، چاقو، تلوار وغیرہ جس میں نہ زنگ ہو نہ نقش و نگار ہو۔ اگر وہ نجس ہو جائے تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہو جائے گی اور اس صورت میں نجاست کے دلدار یا پتلی ہونے میں کچھ فرق نہیں یو ہیں چاندی، سونے پیتل، گلٹ اور ہر قسم کی دھات کی چیزیں پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ بشرطیکہ نقشی نہ ہوں اور اگر نقشی ہوں یا لوہے میں زنگ ہو تو دھونا ضروری ہے۔ پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی۔

آئینہ وغیرہ پاک کرنے کا طریقہ: مسئلہ: آئینہ اور شیشے کی تمام چیزیں اور چینی کے برتن یا مٹی کے روغنی برتن یا پالش کی ہوئی لکڑی غرض وہ تمام چیزیں جن میں مسام نہ ہوں کپڑے یا پتی سے اس قدر پونچھ لئے جائیں کہ اثر بالکل جاتا رہے تو پاک ہو جاتی ہیں۔ مسئلہ: ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے تو پاک ہوگئی مگر اس سے تیمم کرنا جائز نہیں نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔ (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: جو چیز سوکھنے یا رگڑنے وغیرہ سے پاک ہوگئی اس کے بعد بھیگ گئی تو ناپاک نہ ہوگی۔ (بزازیہ)

کھال پاک کرنے کا طریقہ: مسئلہ: سور کے سوا ہر مردار جانور کی کھال سکھانے سے پاک ہو جاتی ہے چاہے اس کو کھاری نمک وغیرہ کسی دوا سے پکایا ہو یا فقط دھوپ یا ہوا یا دھول میں سکھا لیا ہو۔ کہ اس کی تمام تری مٹ کر بدبو جاتی رہی ہو تو دونوں صورتوں میں پاک ہو جائے گی اس پر نماز درست ہے (ہدایہ شرح وقایہ عالمگیریہ وغیرہ) مسئلہ: سور کے سوا ہر جانور، حلال ہو یا حرام، جب کہ ذبح کے قابل ہو اور بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا گیا تو اس کا گوشت اور کھال پاک ہے کہ نمازی کے پاس اگر وہ گوشت ہے یا اس کی کھال پر نماز پڑھی تو نماز ہو جائے گی مگر حرام جانور ذبح سے حلال نہ ہو جائے گا بلکہ حرام ہی رہے گا پاک ہونا اور بات ہے۔ حرام ہونا اور بات ہے دیکھو مٹی پاک ہے بلکہ پاک کرنے والی ہے لیکن حد ضرر تک مٹی کھانا حرام ہے (منیہ وہدایہ وغیرہ) مسئلہ: رانگ، سیسہ، پگھلانے سے پاک ہو جاتا ہے (عالمگیری)

شہد پاک کرنے کا طریقہ: مسئلہ: شہد ناپاک ہو جائے تو اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ پانی اس میں ڈال کر اتنا پکائیں کہ سب پانی جل جائے اور جتنا شہد تھا اتنا رہ جائے تین مرتبہ اسی طرح پکائیں تو شہد پاک ہو جائے گا۔

تیل گھی پاک کرنے کا طریقہ: اسی ترکیب سے نجس تیل بھی پاک کر لیں تیل پاک کرنے کا ایک اور طریقہ یہ بھی ہے کہ جتنا تیل ہو اتنا ہی اس میں پانی ڈال کر خوب ہلائیں پھر اوپر سے تیل نکال لیں اور پانی پھینک دیں اس طرح تین بار کریں تیل پاک ہو جائے گا۔ (منیہ وعالمگیری) اگر گھی نجس ہو جائے تو پگھلا کر انہیں طریقوں میں سے کسی طریقہ سے پاک کر لیں۔ مسئلہ: جو کپڑا دوتہ کا ہو۔ اگر ایک تہ اس کی نجس ہو جائے تو اگر دونوں ملا کر سی لئے گئے ہوں تو دوسری تہ پر نماز جائز نہیں اگر سلے نہ ہوں تو جائز ہے۔ مسئلہ: لکڑی کا تختہ ایک رخ سے نجس ہو گیا تو اگر اتنا موٹا ہے کہ موٹائی میں چر سکے تو الٹ کر اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں

(منیہ) مسئلہ: جو زمین گوبر سے لیپی گئی اگرچہ سوکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں۔ ہاں اگر سوکھ گئی اور اس پر کوئی موٹا کپڑا اچھالیا تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

درخت اور دیوار اور جڑی اینٹ کیسے پاک ہوتی ہے: مسئلہ: درخت اور گھاس اور دیوار ایسی اینٹ جو زمین میں جڑی ہے یہ سب خشک ہو جانے سے پاک ہو گئے اور اگر اینٹ جڑی ہوئی نہ ہو تو خشک ہونے سے پاک نہ ہوگی بلکہ دھونا ضروری ہے یوہیں درخت یا گھاس سوکھنے سے پہلے کاٹ لیں تو طہارت کے لئے دھونا ضروری ہے۔ (عالمگیری منیہ وغیرہ)

استنجے کا بیان

استنجے کے آداب: مسئلہ: پاخانہ، یا پیشاب، پھرتے وقت یا طہارت کرنے میں نہ قبلہ کی طرف منہ ہو نہ پیٹھ، چاہے گھر میں ہو یا میدان میں اور اگر بھول کر قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھ گیا تو یاد آتے ہی فوراً رخ بدل دے اس میں امید ہے کہ فوراً اس کے لئے مغفرت فرما دی جائے (فتح القدیر) مسئلہ: بچے کو پاخانہ پیشاب پھرانے والے کو مکروہ ہے کہ اس بچے کا منہ قبلہ کو ہو یہ پھرانے والا گنہگار ہوگا۔ (عالمگیری) مسئلہ پاخانہ پیشاب کرتے وقت سورج چاند کی طرف نہ منہ ہو نہ پیٹھ یوہیں ہوا کے رخ پیشاب کرنا منع ہے اور ہر ایسی جگہ پیشاب کرنا منع ہے جس سے چھینٹیں اوپر آئیں۔ مسئلہ: ننگے سر پیشاب پاخانہ کو جانا منع ہے اور یوہیں اپنے ساتھ ایسی چیز لے جانا جس پر کوئی دعا یا اللہ و رسول یا کسی بزرگ کا نام لکھا ہو منع ہے (عالمگیری وغیرہ)

استنجے کا طریقہ اور استنجے سے پہلے کی دعا: جب پیشاب پاخانہ کو جائے تو مستحب ہے کہ پاخانہ سے باہر یہ پڑھ لے۔ **بسم اللہ اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث** پھر بایاں پاؤں پہلے اندر رکھیں جب بیٹھنے کے قریب ہو تو کپڑا بدن سے ہٹائے اور ضرورت سے زیادہ بدن نہ کھولے پھر پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور خاموشی سے سر جھکائے فراغت حاصل کرے۔ جب فارغ ہو جائے تو مرد بائیں ہاتھ سے اپنے آلہ کو جڑ کی طرف سے سرے کی طرف سونتے تاکہ جو قطرے رکے ہوں۔ وہ نکل آئیں پھر ڈھیلوں سے صاف کر کے کھڑا ہو جائے اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے بدن چھپا لے اور باہر آ جائے نکلتے وقت پہلے داہنا پیر باہر نکالے اور نکل کر یہ کہے:

استنجے کے بعد کی دعا: **غفرانک الحمد للہ الذی اذھب عنی مایوذینی وامسک علی ماینفعنی**

طہارت خانہ میں داخل ہونے کے لئے دعا: پھر طہارت خانے میں یہ دعا پڑھ کر جائے۔ **بسم اللہ العظیم وبحمدہ والحمد للہ علی دین الاسلام اللھم اجعلنی من التوابین وجعلنی من المتطھرین الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون** پہلے تین بار ہاتھ دھوئے پھر بیٹھ کر داہنے ہاتھ سے پانی بہائے اور بائیں ہاتھ سے دھوئے اور پانی کا لوٹا اونچا رکھے تاکہ چھینٹیں نہ پڑیں۔ پہلے پیشاب کا مقام دھوئے پھر پاخانہ کا مقام دھوئے دھوتے وقت پاخانہ کا مقام سانس کا زور نیچے کو دے کر ڈھیلا رکھے اور خوب اچھی طرح دھوئے یہاں تک کہ دھونے کے بعد ہاتھ میں بو باقی نہ رہ جائے پھر کسی پاک کپڑے سے پونچھ ڈالے اور اگر کپڑا نہ ہو تو بار بار ہاتھ سے پونچھے کہ برائے نام تری رہ جائے اور اگر وسوسہ کا غلبہ ہو تو رومالی پر پانی چھڑک لے پھر اس جگہ سے باہر آ کر یہ دعا پڑھے۔

طہارت خانہ سے باہر آنے کی دعا: **الحمد للہ الذی جعل الماء طھوراً والاسلام نوراً وقائداً ودلیلاً الی اللہ تعالیٰ والی جنات النعیم اللھم حصن فرجی وطھر قلبی ومحص ذنوبی** مسئلہ: آگے یا پیچھے سے جب نجاست نکلے تو ڈھیلوں سے استنجا کرنا سنت ہے اور اگر صرف پانی ہی سے طہارت کر لی تو بھی جائز ہے مگر مستحب یہ ہے کہ ڈھیلے لینے کے بعد پانی سے طہارت کرے۔ ڈھیلوں سے طہارت اس وقت کافی ہوگی جب کہ نجاست سے مخرج کے آس پاس کی جگہ ایک درہم سے زیادہ آلودہ نہ ہو۔ اگر درہم سے زیادہ جگہ میں لگ جائے تو دھونا فرض ہے مگر پہلے ڈھیلا لینا اب بھی سنت رہے گا۔

گرمی جاڑے کے استنجے کا فرق: پاخانہ کے بعد مرد کے لئے ڈھیلوں کے استعمال کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ گرمی کے موسم میں پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو لے جائے اور دوسرا ڈھیلا پیچھے سے آگے کی طرف لائے اور تیسرا پھر آگے سے پیچھے کو لے جائے اور جاڑے کے موسم میں پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے کی طرف لائے اور دوسرا آگے سے پیچھے اور تیسرا پیچھے سے آگے لائے۔ مسئلہ: عورت ہر موسم میں پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے لے جائے اور دوسرا پیچھے سے آگے لائے اور تیسرا پھر آگے سے پیچھے لے جائے۔ (قاضی خان عالمگیری) اگر تین ڈھیلوں سے پوری صفائی نہ ہو تو اور ڈھیلے یوں ہی لے۔ پانچ سات نو وغیرہ، طاق عدد۔

استبراء کا حکم: مسئلہ: پیشاب کے بعد جس کو یہ خیال ہو کہ کوئی قطرہ باقی رہ گیا تو پھر آئے گا اس پر استبرا واجب ہے یعنی پیشاب کے بعد ایسا کام کرنا کہ اگر قطرہ رکا ہو تو گر جائے۔

استبراء کی تعریف: استبراء ٹہلنے سے ہوتا ہے یا زمین پر زور سے پاؤں مارنے سے ہوتا ہے یا اونچی جگہ سے نیچے اترنے یا نیچی جگہ سے اوپر چڑھنے سے ہوتا ہے یا داہنے پاؤں کو بائیں اور بائیں کو داہنے پر رکھ کر زور دینے سے ہوتا ہے یا کھکھارنے یا بائیں کروٹ پر لیٹنے سے ہوتا ہے۔ استبراء اتنی دیر تک کرنا چاہیے کہ اطمینان ہو جائے کہ اب قطرہ نہ آئے گا۔ استبراء کا حکم مردوں کے لئے ہے عورت بعد فارغ ہونے کے تھوڑی دیر رکی رہے پھر طہارت کرلے۔ مسئلہ: کنکر، پتھر، پھٹا ہوا کپڑا یہ سب ڈھیلے کے حکم میں ہیں۔ ان سے بھی صاف کرلینا بلا کراہت جائز ہے۔ مسئلہ: کاغذ سے استنجا منع ہے چاہے اس پر کچھ لکھا ہو یا سادہ ہو۔ مسئلہ: مرد کا ہاتھ بیکار ہو تو اس کی بی بی استنجا کرائے اور اگر عورت کا ہاتھ بیکار ہو تو شوہر کرائے۔ کوئی اور رشتہ دار بیٹا، بیٹی بھائی، بہن استنجا نہیں کرا سکتے بلکہ ایسی صورت میں معاف ہے۔

وضو کے بچے پانی کا حکم: مسئلہ: وضو کے بچے ہوئے پانی سے طہارت نہ کرنا چاہیے۔

طہارت کے بچے ہوئے پانی کا حکم: مسئلہ: طہارت کے بچے ہوئے پانی کو پھینکنا نہ چاہیے کہ یہ اسراف ہے بلکہ کسی اور کام میں لائے اور وضو بھی کرسکتا ہے۔

نماز کی دوسری شرط: سترِ عورت کا بیان

ستر کتنا فرض ہے: یعنی نمازی کے لئے کم سے کم کتنا بدن ڈھکا رہنا ضروری ہے۔ مسئلہ: مرد کے لئے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک عورت (چھپانے کی چیز) ہے۔ یعنی اتنے بدن کا چھپانا فرض ہے ناف کا چھپانا فرض نہیں لیکن گھٹنا ڈھکنا فرض ہے۔ مسئلہ: آزاد[1] عورتوں اور خنثیٰ مشکل کے لئے سارا بدن عورت ہے۔ سوائے منہ اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کے سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں ان کا چھپانا بھی فرض ہے۔ مسئلہ: اگر عورت نے اتنا باریک دوپٹا جس سے بال کی سیاہی چمکے اوڑھ کر نماز پڑھی تو نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ: باندی کے لئے سارا پیٹ اور پیٹھ اور دونوں پہلو اور ناف سے گھٹنوں تک عورت ہے۔ مسئلہ: جن اعضا کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کوئی عضو اگر چوتھائی سے کم کھل گیا تو نماز ہو جائے گی اور اگر چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپا لیا جب بھی نماز ہو گئی اور اگر بقدر ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر کھلا رہا یا قصداً کھولا اگرچہ فوراً چھپا لیا نماز جاتی رہی۔

مرد میں اعضائے عورت نو ہیں: مسئلہ: مرد میں اعضائے عورت نو ہیں: ۱- ذکر، انثیین دونوں مل کر ایک۔ ۲- دبر۔ ۳- ہر ایک سرین۔ ایک ایک مستقل عورت ہے۔ ۴- ہر ران علیحدہ علیحدہ ایک عورت ہے ۸- ناف کے نیچے سے لے کر عضو تناسل کی جڑ تک اور اس کے سیدھ میں پیٹھ اور دونوں کروٹوں کی جانب سے مل کر ایک عورت ہے۔ ۹- دبر و انثیین کے درمیان کی جگہ ایک مستقل عورت ہے۔ یہ جو نو اعضائے عورت گنائے گئے ہیں ان میں سے ہر ایک ایک عضو ہے یعنی ایک چوتھائی سے کم کھل گیا تو نماز ہو جائے گا۔ مسئلہ: اگر چند اعضا میں کچھ کچھ کھلا رہا کہ ہر ایک اس عضو کی چوتھائی سے کم ہے۔ مگر مجموعہ ان کا ان کھلے ہوئے اعضاء میں جو سب سے چھوٹا ہے اس کی چوتھائی کے برابر ہے تو نماز نہ ہوئی مثلاً عورت کے کان کا نواں حصہ اور پنڈلی کا نواں حصہ کھلا رہا تو مجموعہ ان دونوں کا کان کی چوتھائی کے برابر ضرور ہے۔ لہٰذا نماز اس صورت میں نہ ہوگی (عالمگیری وردّ المحتار) مسئلہ: نماز شروع کرتے وقت اگر کسی عضو کی چوتھائی کھلی رہی یعنی اسی حالت پر اللہ اکبر کہا تو نماز شروع نہ ہوئی۔

عورت کے اعضائے عورت کا شمار: مسئلہ: آزاد[1] عورتوں کے لئے علاوہ ان پانچ عضو کے جن کا بیان اوپر گزرا سارا بدن عورت ہے۔ جس میں تیس اعضا شامل ہیں۔ ان میں سے جس عضو کی چوتھائی کھل جائے نماز کا وہی حکم ہے جو اوپر بیان ہوا۔ ۱- سر یعنی ماتھے کے اوپر سے گردن کے شروع تک ۲- بال جو لٹکتے ہوں۔ ۳-۴- دونوں کان۔ ۵- گردن۔ ۶-۷- دونوں شانہ۔ ۸-۹- دونوں بازو کہنیوں سمیت ۱۰-۱۱- دونوں کلائیاں یعنی کہنی کے بعد سے گٹوں کے نیچے تک ۱۲- سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کے نیچے تک۔ ۱۳-۱۴- دونوں ہاتھ کی پیٹھ۔ ۱۵-۱۶- دونوں پستان۔ ۱۷- پیٹ یعنی سینہ کی حد جو اوپر ذکر ہوئی۔ اس حد سے لے کر ناف کے نچلے کنارے تک یعنی ناف کا بھی پیٹ میں ہی شمار ہے۔ ۱۸- پیٹھ یعنی پیچھے کی جانب سینہ کے مقابل سے کمر تک۔ ۱۹- دونوں شانوں کے بیچ میں جو جگہ ہے بغل کے نیچے سینہ کی نچلی حد تک۔ ۲۰-۲۱- دونوں سرین۔ ۲۲- فرج۔ ۲۳- دبر ۲۴- ۲۵- دونوں رانیں یعنی ہر ران چڈھے سے گھٹنے تک یعنی گھٹنوں سمیت ایک عضو ہے گھٹنا ایک عضو نہیں۔ ۲۶- ناف کے نیچے پیڑو اور اس سے ملی جو جگہ ہے اور ان کے مقابل پیٹھ کی طرف سب مل کر ایک عورت ہے۔ ۲۷-۲۸- دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت۔ ۲۹-۳۰- دونوں تلوے بعض علماء نے ہاتھ کی پیٹھ اور تلوؤں کو عورت میں داخل نہیں کیا۔ مسئلہ: عورت کا چہرہ

---

[1] آزاد سے مراد جو غلام یا باندی نہ ہو اس کتاب میں جہاں جہاں آزاد کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد یہی ہے کہ شرعی طور پر غلام نہ ہو۔ ۱۲

اگر چہ عورت نہیں لیکن غیر محرم[1] کے سامنے منہ کھولنا منع ہے یوہیں غیر محرم کو اس کا دیکھنا جائز نہیں۔ مسئلہ اگر کسی مرد کے پاس ستر کے لئے جائز کپڑا نہیں اور ریشمی ہے تو فرض ہے کہ اس سے ستر کرے اور اسی میں نماز پڑھے البتہ اور کپڑے ہوتے ہوئے مرد کو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور ریشمی کپڑے میں نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ مسئلہ: اگر ننگے شخص کو چٹائی یا بچھونا مل جائے تو اسی سے ستر کرے ننگا نہ پڑھے یوہیں اگر گھاس یا پتوں سے ستر کر سکتا ہے تو یہی کرے۔ (عالمگیری) مسئلہ: کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع وسجدہ اشارہ سے کرے چاہے دن ہو یا رات گھر میں ہو یا میدان میں (ہدایہ دُرِّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: اگر دوسرے کے پاس کپڑا ہے اور غالب گمان ہے کہ مانگنے سے دے دے گا تو مانگنا واجب ہے۔ (ردّ المحتار) مسئلہ: اگر ناپاک کپڑے کے سوا کوئی اور کپڑا نہیں اور پاک کرنے کی کوئی صورت بھی نہیں تو ناپاک ہی کپڑے سے ستر کرے اور ننگا نہ پڑھے۔ (ہدایہ) مسئلہ: اگر پورے ستر کے لئے کپڑا نہیں اور اتنا ہے کہ بعض اعضا کا ستر ہو جائے گا تو اس سے ستر واجب ہے اور اس کپڑے سے عورت غلیظہ یعنی آگا پیچھا چھپائے اور اتنا ہو کہ ایک ہی چھپا سکتا ہے تو ایک ہی کو چھپائے۔ مسئلہ: اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے چوتھائی ستر کھلتا ہے تو بیٹھ کر پڑھے۔ (دُرِّ مختار، ردّ المحتار)

نماز کی تیسری شرط یعنی وقت کا بیان

فجر کا وقت: صبح صادق سے لے کر سورج کی کرن چمکنے تک ہے۔

صبح صادق کس کو کہتے ہیں: صبح صادق ایک روشنی ہے جو سورج نکلنے سے پہلے سورج کے اوپر آسمان کے پوربی (مشرقی) کناروں میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور اجالا ہو جاتا ہے اس روشنی کے ظاہر ہوتے ہی سحری کا وقت ختم اور نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس روشنی کے پہلے بیچ آسمان میں ایک لمبی

[1] محرم وغیر محرم کی تعریف کون لوگ محرم ہیں اور کون غیر محرم
عورت کا محرم وہ مرد ہے جس سے اس کا نکاح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ کبھی کسی صورت سے جائز نہیں اور یہ حرام ہونا تین قسم کے رشتوں کی وجہ سے ہے۔ جزیت' رضاعت' مصاہرت' جزیت' یہ کہ عورت و مرد میں یہ رشتہ ہو کہ مرد عورت کا جز ہو جیسے عورت کا بیٹا' پوتا' نواسہ' بھانجہ' بھتیجا ہو' یا عورت مرد کا جز ہو۔ جیسے عورت کا باپ دادا' نانا' چچا' ماموں' رضاعت' یہ کہ مثلاً دودھ شریکی بھائی باپ ہو' مصاہرت یہ کہ سسر داماد ہو اور غیر محرم وہ لوگ ہیں جن سے دادا' نانا' چچا' ماموں رضاعت' یہ کہ مثلاً دودھ شریکی بھائی باپ ہو' مطاہرت یہ کہ سسر داماد ہو اور غیر محرم وہ لوگ ہیں جن سے ان تینوں رشتوں میں سے کوئی رشتہ نہ ہو جیسے دیور' جیٹھ' بہنوئی' نندوئی' خالو' پھوپھا' اور چچا' ماموں' خالہ' پھوپھی کے بیٹے وغیرہ' غیر محرم سے پردہ واجب ہے۔

سفیدی پورب سے پچھّم (مغرب) کی طرف اٹھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے صبح صادق اس کے نیچے سے پھوٹ کر اتر دکھن (شمال' جنوب) دونوں پہلوؤں پر پھیل کر اوپر بڑھتی ہے۔ یہ لمبی سفیدی صبح صادق کی سفیدی میں غائب ہو جاتی ہے اس لمبی سفیدی کو صبح کاذب کہتے ہیں اس سے فجر کا وقت نہیں ہوتا (قاضی خاں و بہار شریعت)

فائدہ: صبح صادق کی روشنی میں ان شہروں میں جو ۲۷ - ۲۸ درجہ یا اس کے قریب عرض البلد پر واقع ہیں (جیسے بریلی' لکھنو' کانپور وغیرہ) چھوٹے دنوں میں تقریباً سوا گھنٹہ اور گرمی میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ (کچھ کم وبیش) سورج نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔ مسئلہ: فجر کی نماز کے لئے تو صبح صادق کی سفیدی جب چمک کر ذرا پھیلنی شروع ہو اس کا اعتبار کیا جائے اور عشاء پڑھنے اور سحری کھانے میں ابتدائے طلوع صبح صادق کا اعتبار کریں یعنی فجر اس وقت پڑھیں جب اچھی طرح روشن ہو جائے اور عشا اور سحری کا وقت اسی دم ختم سمجھیں جب کہ صبح صادق کی سفیدی ذرا سی بھی شروع ہو۔ (عالمگیری وغیرہ)

ظہر کا وقت: زوال یعنی سورج ڈھلنے سے لے کر اس وقت تک ہے کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دونا ہو جائے۔ مثلاً ٹھیک دوپہر کو کسی چیز کا سایہ چار انگل تھا اور وہ چیز آٹھ انگل کی ہے تو جب اس چیز کا سایہ کل بیس انگل کا ہو جائے تب ظہر کا وقت ختم ہوگا۔

فائدہ- **سایہ اصلی کی تعریف:** سایہ اصلی وہ سایہ ہے جو ٹھیک دوپہر کے وقت ہوتا ہے جب آفتاب خط نصف النہار پر پہنچتا ہے یعنی ٹھیک بیچوں بیچ آسمان پر کہ پورب پچھّم کا فاصلہ برابر ہوتا ہے تو یہ ٹھیک دوپہر ہوتی ہے اس جگہ سے ذرا پچھّم کو جھکا اور ظہر کا وقت شروع ہوا۔

فائدہ: سورج ڈھلنے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین پر ایک برابر لکڑی سیدھی اس طرح گاڑیں کہ پورب پچھّم بالکل جھکی نہ ہو جتنا سورج اونچا ہوتا جائے گا اس لکڑی کا سایہ کم ہوتا جائے گا۔ جب کم ہونا رک جائے تو یہ ٹھیک دوپہر ہے اور یہ سایہ سایہ اصلی ہے اس کے بعد سایہ بڑھنا شروع ہوگا اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سورج خط نصف النہار سے جھکا اور یہ ظہر کا وقت ہوا' جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے۔

عصر کا وقت: ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج ڈوبنے تک رہتا ہے۔ (فائدہ) ان شہروں میں عصر کا وقت کم سے کم تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹہ (کچھ منٹ کم وبیش) جاڑوں میں یعنی نومبر سے فروری کے تیسرے ہفتہ

تک تقریباً پونے چار مہینہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ رہتا ہے اور یہ قریب قریب سب سے چھوٹا وقت عصر ہے اور اپریل مئی میں تقریباً پونے دو گھنٹہ (کچھ کم و بیش مختلف تاریخوں میں) اور آخر مئی و جون میں تقریباً دو گھنٹہ کچھ کم و بیش مختلف تاریخوں میں) پھر اگست ستمبر میں تقریباً پونے دو گھنٹہ اور آخر اکتوبر تک ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب آ جاتا ہے (تنبیہ) یہ جو وقت لکھا گیا ہے وہ مختلف شہروں اور مختلف تاریخوں کے لحاظ سے دو چار چھ منٹ کم و بیش بھی ہوگا یہ ایک موٹا اندازہ کرنے کے لئے لکھ دیا ہے۔ جن صاحبوں کو ہر مقام اور ہر تاریخ کا صحیح صحیح وقت معلوم کرنا ہو وہ ہماری کتاب الاوقات ملاحظہ فرمائیں۔

مغرب کا وقت

سورج ڈوبنے کے بعد سے شفق جانے تک ہے۔

شفق کس کو کہتے ہیں: شفق سے مراد وہ سپیدی ہے جو سرخی جانے کے بعد پچھم میں صبح صادق کی سپیدی کی طرح اتر کر دکھن پھیلی رہتی ہے (ہدایہ عالمگیری خانیہ) یہ وقت ان شہروں میں کم سے کم سوا گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ ہوتا ہے تقریباً۔ (فائدہ) ہر روز جتنا وقت فجر کا ہوتا ہے اتنا ہی مغرب کا بھی ہوتا ہے۔

عشاء کا وقت: شفق کی سپیدی غائب ہونے کے بعد سے لے کر صبح صادق شروع ہونے تک ہے شفق کی سپیدی غائب ہونے کے بعد ایک لمبی پورب پچھم پھیلی ہوئی سپیدی بھی ہوتی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں وہ مثل صبح کاذب کے ہے۔ اس سے پہلے مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور اس کے ہوتے ہوئے بھی عشاء کا وقت ہو جاتا ہے۔

وتر کا وقت: وہی ہے جو عشاء کا وقت ہے البتہ عشاء کی نماز سے پہلے نہیں پڑھی جا سکتی کہ ان میں ترتیب فرض ہے اگر قصداً عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے وتر پڑھ لی تو وتر نہ ہوگی عشاء کے بعد پھر پڑھنا ہوگا۔ ہاں اگر بھول کر وتر پڑھ لی یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز بے وضو پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ تو وتر ہوگئی (دُرِّ مختار عالمگیری) مسئلہ: جس خطہ زمین میں جن دنوں میں عشاء کا وقت آتا ہی نہیں تو وہاں ان دنوں میں عشاء اور وتر کی قضا پڑھی جائے۔ (بہار شریعت)

مستحب اوقات

فجر میں تاخیر مستحب ہے یعنی جب خوب اجالا ہو جائے تب شروع کرے مگر ایسا وقت ہونا مستحب ہے کہ چالیس سے ساٹھ آیت ترتیل کے ساتھ پڑھ سکے اور سلام پھیرنے کے

بعد پھر اتنا وقت باقی رہے کہ اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو طہارت کر کے ترتیل سے چالیس سے ساٹھ آیت دوبارہ پڑھ سکے اور اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ آفتاب نکلنے کا شک ہو جائے (قاضی خاں وغیرہ) مسئلہ: عورتوں کے لئے ہمیشہ فجر کی نماز اول وقت میں مستحب ہے اور باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتظار کریں۔ جب جماعت ہو چکے تب پڑھیں۔ مسئلہ: جاڑے کی ظہر میں جلدی مستحب ہے گرمی کے دنوں میں دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے خواہ تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ۔ البتہ اگر گرمیوں میں ظہر کی نماز جماعت اول وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لئے جماعت چھوڑنا جائز نہیں۔ موسم ربیع جاڑوں کے حکم میں ہے اور خریف گرمیوں کے حکم میں۔ (ردّ المحتار، عالمگیری) مسئلہ: جمعہ کا مستحب وقت وہی ہے جو ظہر کے لئے مستحب ہے۔ (بحر) مسئلہ: عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر مستحب ہے مگر نہ اتنی تاخیر کہ خود آفتاب کے گولہ میں زردی آ جائے کہ اس پر بے تکلف بے غبار و بخار نگاہ جمنے لگے۔ دھوپ کی زردی کا اعتبار نہیں (عالمگیری و ردّ المحتار وغیرہ) مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ ظہر مثل اول میں پڑھے اور عصر مثل ثانی کے بعد (غنیۃ) مسئلہ: تجربہ سے ثابت ہوا کہ قرص آفتاب میں یہ زردی اس وقت آ جاتی ہے جب غروب میں بیس منٹ باقی رہ جاتے ہیں تو اسی قدر وقت کراہت ہے یو ہیں بعد طلوع بیس منٹ کے بعد جواز نماز کا وقت ہو جاتا ہے (فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت) مسئلہ: تاخیر سے مراد یہ ہے کہ وقت مستحب کے دو حصے کئے جائیں اور پچھلے حصہ میں نماز ادا کی جائے۔ مسئلہ: بدلی کے دن کے سوا مغرب میں ہمیشہ تعجیل[1] مستحب ہے اور دو رکعت سے زائد کی تاخیر مکروہ تنزیہی اور اگر بغیر عذر سفر و مرض وغیرہ اتنی تاخیر کی کہ ستارے گتھ گئے تو مکروہ تحریمی (دُرِّ مختار عالمگیری فتاویٰ رضویہ) مسئلہ: عشاء میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک تاخیر مباح۔ یعنی جب کہ آدھی رات ہونے سے پہلے فرض پڑھ لئے اور اتنی تاخیر کہ رات ڈھل گئی مکروہ ہے کہ باعث تقلیل جماعت ہے۔ (بحر دُرِّ مختار خانیہ) مسئلہ: عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سونا مکروہ ہے۔ مسئلہ: عشاء کی نماز کے بعد دنیا کی باتیں کرنا۔ قصے کہانی کہنا سننا مکروہ ہے ضروری باتیں تلاوت قرآن شریف اور ذکر اور دینی مسائل اور بزرگوں کے قصے اور مہمان سے بات چیت کرنے میں حرج نہیں۔ یو ہیں صبح صادق سے آفتاب نکلنے تک ذکر الٰہی کے سوا ہر بات مکروہ ہے۔ (دُرِّ مختار، ردّ المحتار) مسئلہ: جو شخص اپنے جاگنے پر بھروسا رکھتا ہو اس کو آخر رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے وہ سونے

---

[1] تعجیل: جلدی کرنا، تاخیر: دیر کرنا۔

سے پہلے پڑھ لے۔ پھر اگر آخر رات میں آنکھ کھلی تو تہجد پڑھے۔ وتر دوبارہ پڑھنا جائز نہیں (قاضی خاں) مسئلہ: بدلی کے دن عصر اور عشاء میں تعجیل مستحب ہے اور باقی نمازوں میں تاخیر مستحب ہے۔

مکروہ اوقات

طلوع و غروب و نصف النہار[1] ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں۔ نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا نہ سجدہ تلاوت نہ سجدہ سہو۔ البتہ اس روز کی عصر کی نماز اگر نہیں پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے مگر اتنی دیر کرنا حرام ہے۔

طلوع سے کیا مراد ہے؟: مسئلہ: طلوع سے مراد سورج کا کنارہ نکلنے سے لے کر پورا نکل آنے کے بعد اس وقت تک ہے کہ اس پر آنکھ چندھیانے لگے اور اتنا کل وقت بیس منٹ ہے۔

نصف النہار اور ضحوۂ کبریٰ کا بیان: مسئلہ: نصف النہار سے مراد نصف النہار شرعی سے لے کر نصف النہار حقیقی یعنی سورج ڈھلنے تک ہے جس کو ضحوہ کبریٰ کہتے ہیں۔ مسئلہ: نصف النہار شرعی معلوم کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ آج جس وقت سے صبح صادق شروع ہوئی اس وقت سے لے کر سورج ڈوبنے تک جتنے گھنٹے ہوں ان کے دو حصے کرو پہلے حصہ کے ختم پر نصف النہار شرعی شروع ہو جائے گی اور سورج ڈھلتے ہی ختم ہو جائے گی۔ مثلاً آج ۲۰ مارچ کو چھ بجے شام کو سورج ڈوبا اور تقریباً چھ ہی بجے نکلا۔ ۱۲ بجے دن کو ٹھیک دوپہر ہوئی اور ساڑھے چار بجے صبح کو صبح صادق ہوئی تو کل صبح صادق سے سورج ڈوبنے تک ساڑھے تیرہ گھنٹے ہوئے جس کا آدھا پونے سات گھنٹہ ہوا۔ اب صبح صادق کے شروع یعنی ساڑھے چار بجے سے یہ پونے سات گھنٹہ وقت گزرنے دو تو سوا گیارہ بج جائیں گے۔ اب سوا گیارہ بجے نصف النہار شرعی یعنی ضحوۂ کبریٰ شروع ہوا اور ٹھیک بارہ بجتے ہی جب سورج پچھم کو ڈھلا ضحوۂ کبریٰ ختم ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آج پون گھنٹہ یعنی سوا گیارہ بجے دن سے بارہ بجے تک نصف النہار شرعی رہا یہ اتنا پون گھنٹہ کا وقت ناجائز وقت ہے۔ تنبیہ: ان شہروں کے لحاظ سے یہ ایک تقریبی مثال ہے مختلف مقامات و مختلف زمانوں میں کم و بیش بھی ہوگا۔ ہر جگہ اور ہر دن کا اسی قاعدے سے ٹھیک ٹھیک ضحوہ کبریٰ نکالیں۔ مسئلہ: جنازہ اگر اوقات ممنوعہ میں لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں کراہت اس صورت میں ہے کہ پیشتر سے تیار موجود ہے اور دیر کی یہاں تک کہ وقت کراہت آ گیا۔ (عالمگیری ردّالمحتار) مسئلہ: ان تینوں وقتوں میں

تلاوت قرآن مجید بہتر نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ذکر و درود شریف میں مشغول رہے۔ (عالمگیری)

کن بارہ وقتوں میں نفل پڑھنا منع ہے: مسئلہ: بارہ وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے۔ ۱- صبح صادق سے سورج نکلنے تک کوئی نفل جائز نہیں سوا فجر کی دو رکعت سنت کے۔ ۲- اپنے مذہب کی جماعت کے لئے اقامت ہوئی تو اقامت سے ختم جماعت تک نفل و سنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر نماز فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھے گا جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ میں شرکت ہوگی تو حکم ہے کہ جماعت سے دور الگ فجر کی سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر یہ جانتا ہے کہ سنت پڑھوں گا تو جماعت نہ ملے گی اور سنت کے خیال سے جماعت چھوڑی تو یہ ناجائز اور گناہ ہے اور فجر کے سوا باقی نمازوں میں اگرچہ یہ جانے کہ سنت پڑھ کے جماعت مل جائے گی سنت پڑھنا جائز نہیں جب کہ جماعت کے لئے اقامت ہوئی۔ ۳- نماز عصر پڑھنے کے بعد سے آفتاب زرد ہونے تک نفل پڑھنا منع ہے۔ ۴- سورج ڈوبنے سے لے کر مغرب کی فرض پڑھنے تک نفل جائز نہیں۔ عالمگیری' دُرِّمختار) ۵- جس وقت امام اپنی جگہ سے جمعہ کے خطبہ کے لئے کھڑا ہوا اس وقت سے لے کر فرض جمعہ ختم ہونے تک نفل منع ہے۔ ۶- عین خطبہ کے وقت اگرچہ پہلا ہو یا دوسرا اور جمعہ کا ہو یا عیدین کا خطبہ ہو یا کسوف و استسقاء و حج و نکاح کا ہو۔ ہر نماز حتیٰ کہ قضا بھی جائز نہیں مگر صاحب ترتیب کے لئے جمعہ کے خطبہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔ (درمختار) مسئلہ: جمعہ کی سنتیں شروع کر دی تھیں کہ امام خطبہ کے لئے اپنی جگہ سے اٹھا تو چاروں رکعتیں پوری کر لیں۔ (عالمگیری) ۷- عیدین کی نماز سے پہلے نفل مکروہ ہے چاہے گھر میں پڑھے یا عیدگاہ یا مسجد میں (عالمگیری دُرِّمختار) ۸- عیدین کی نماز کے بعد نفل مکروہ ہے جب کہ عیدگاہ یا مسجد میں پڑھے گھر پر پڑھنا مکروہ نہیں۔ عالمگیری' دُرِّمختار) ۹- عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں ان کے بیچ میں اور بعد میں بھی نفل و سنت مکروہ ہے۔ ۱۰- مزدلفہ میں جو مغرب و عشاء جمع کئے جاتے ہیں۔ فقط ان کے بیچ میں نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے۔ بعد میں مکروہ نہیں (عالمگیری دُرِّمختار) ۱۱- فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر و ظہر مکروہ ہے۔ ۱۲- جس بات سے دل بٹے اور اس کو دور کر سکتا ہو تو اسے بلا دور کئے ہر نماز مکروہ ہے جیسے پیشاب یا پاخانہ یا ریاح کا غلبہ ہو تو ایسی حالت میں نماز مکروہ ہے۔ البتہ اگر وقت جاتا ہو تو پڑھ لے اور ایسی نماز پھر دہرائے۔ یوہیں کھانا سامنے آ گیا اور اس کی خواہش ہو یا اور کوئی ایسی بات

---

[1] نصف النہار: دوپہر' طلوع: نکلنا' غروب: ڈوبنا۔

ہو جس سے دل کو اطمینان نہ ہو اور خشوع میں فرق آئے تو ایسی صورت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے (دُرِّمختار وغیرہ) مسئلہ: فجر اور ظہر کے پورے وقت اول سے آخر تک بلا کراہت ہیں یعنی یہ نمازیں اپنے وقت کے جس حصہ میں پڑھی جائیں بالکل مکروہ نہیں۔ (بحرالرائق و بہارِ شریعت)

اذان کا بیان

اذان کا ثواب: اذان کا ثواب حدیثوں میں بہت آیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان کہنے میں کتنا ثواب ہے تو اس پر آپس میں تلوار چلتی۔ (رواہ احمد) مسئلہ: اذان شعائر اسلام سے ہے کہ اگر کسی شہر یا گاؤں یا محلہ کے لوگ اذان دینا چھوڑ دیں تو بادشاہ اسلام ان پر جبر کرے اور نہ مانیں تو قتال کرے۔

(قاضی خاں)

اذان کا طریقہ اور اس کے الفاظ' اذان کی جگہ: اذان کا طریقہ اور اس کے الفاظ' خارج مسجد اونچی جگہ قبلہ رخ کھڑے ہو کر کانوں کے سوراخوں میں انگلیاں ڈال کر یا کانوں پر ہاتھ رکھ کر اللہ اکبر اللہ اکبر یہ دونوں مل کر ایک کلمہ ہوا۔ پھر ذرا ٹھہر کر پھر اللہ اکبر اللہ اکبر کہے یہ دونوں مل کر ایک کلمہ ہوا۔ پھر دو دفعہ اشھد ان لا الہ الا اللہ کہے پھر دو دفعہ اشھد ان محمداً رسول اللہ کہے پھر داہنے طرف منہ پھیر کر دوبار حی علی الصلوۃ کہے پھر بائیں طرف منہ کرے حی علی الفلاح دوبار کہے پھر قبلہ کو منہ کر لے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہے یہ بھی ایک کلمہ ہوا۔ پھر ایک بار لا الہ الا اللہ کہے:

اذان کے بعد کی دعا: اذان ختم ہوئی۔ اب پہلے درود شریف پھر یہ دعا پڑھے:

اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ ات سیدنا و مولانا محمد ن الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاماً محمود ن الذی وعدتہ وارزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ انک لاتخلف المیعاد مسئلہ: فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دوبار الصلوۃ خیر من النوم بھی کہے کہ مستحب ہے اگر نہ کہا جب بھی اذان ہو جائے گی۔

کن نمازوں کے لئے اذان کہی جائے: مسئلہ: پانچوں وقت کی فرض نماز اور انہیں میں جمعہ بھی ہے جب جماعت مستحبہ کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کی جائیں تو ان کے لئے اذان سنت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب کے ہے اگر اذان نہ کہی گئی تو وہاں کے سب

لوگ گنہگار ہوں گے۔ (خانیہ' ہندیہ' دُرِّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: مسجد میں بلا اذان و اقامت کے جماعت پڑھنا مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

اذان کا حکم: مسئلہ: اگر کوئی شخص گھر میں نماز پڑھے اور اذان نہ کہے تو کراہت نہیں' اس لئے کہ وہاں کی مسجد کی اذان اس کے لئے کافی ہے لیکن کہہ لینا مستحب ہے۔

اذان کب کہی جائے: مسئلہ: وقت ہونے کے بعد اذان کہی جائے اگر وقت سے پہلے کہی گئی تو وقت ہونے پر پھر کہی جائے۔ (قاضی خاں شرح وقایہ عالمگیری وغیرہ)

اذان کا وقت: مسئلہ: اذان کا وقت وہی ہے جو نماز کا ہے۔ مسئلہ: اذان کا مستحب وقت وہی ہے جو نماز کا مستحب وقت ہے۔ مسئلہ: اگر اول وقت اذان ہوئی اور آخر وقت میں نماز تو بھی سنت اذان ادا ہو گئی۔ (دُرِّمختار و ردّالمحتار)

کن نمازوں میں اذان نہیں: مسئلہ: فرض نمازوں کے سوا کسی نماز کے لئے اذان نہیں نہ وتر میں' نہ جنازہ میں' نہ عیدین میں نہ نذر میں' نہ سنن و واجب میں' نہ تراویح میں نہ استسقاء میں نہ چاشت میں نہ کسوف و خسوف میں نہ نفل نمازوں میں (عالمگیری وغیرہ)

عورت کی اذان کا حکم: مسئلہ: عورتوں کو اذان و اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے اگر کہیں گی گنہگار ہوں گی اور ان کی اذان پھر سے کہی جائے مسئلہ: عورتیں اپنی نماز ادا پڑھیں یا قضا اس کے لئے اذان و اقامت مکروہ ہے۔ اگرچہ جماعت سے پڑھیں حالانکہ ان کی جماعت خود مکروہ ہے۔ (دُرِّمختار وغیرہ)

بچے' اندھے' بے وضو کی اذان کا حکم: مسئلہ: سمجھدار بچہ اور اندھے اور بے وضو کی اذان صحیح ہے۔ (دُرِّمختار) مگر بے وضو اذان کہنا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح) مسئلہ: جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز کے لئے اذان ناجائز ہے۔ اگرچہ ظہر پڑھنے والے معذور ہوں جن پر جمعہ فرض نہ ہو۔ (دُرِّمختار و ردّالمحتار)

اذان کون کہے: مسئلہ: اذان وہ کہے جو نماز کے وقتوں کو پہچانتا ہو اور وقت نہ پہچانتا ہو تو اس ثواب کے لائق نہیں جو مؤذن کے لئے ہے۔ (بزازیہ' عالمگیری' غنیۃ و قاضی خاں) مسئلہ: اگر مؤذن ہی امام بھی ہو تو بہتر ہے۔ (عالمگیری)

اذان کے درمیان بات کرنے کا حکم: مسئلہ: اذان کے بیچ میں بات چیت کرنا منع ہے اگر کچھ بات کی تو پھر سے اذان کہے۔ (صغیری)

اذان میں لحن کا حکم: مسئلہ: اذان میں لحن حرام ہے یعنی گانے کے طور پر اذان دینا یا اللہ کے الف کو مد کے ساتھ کہنا یا اکبر کے الف کو کھینچ کر آکبر کہنا یا اکبر کی ب کو کھینچ کر اکبار کر دینا۔ یہ سب حرام ہے البتہ اچھی اور اونچی آواز سے اذان کہنا بہتر ہے۔ (ہندیہ و دُرّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: اگر اذان آہستہ ہوئی تو پھر اذان کہی جائے اور پہلی جماعت جماعت اولیٰ نہیں (قاضی خاں) مسئلہ: اذان مندنہ پر کہی جائے یا خارج مسجد کہی جائے۔ مسجد میں اذان نہ کہے۔ (خلاصہ و عالمگیری و قاضی خان)

اذان کا جواب: جب اذان سنے تو جواب دینے کا حکم ہے یعنی مؤذن جو کلمہ کہے اس کے بعد سننے والا بھی وہی کلمہ کہے مگر حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے بلکہ اتنا اور بڑھائے ماشاء اللہ کان وما لم یشا لم یکن (ردّالمحتار و عالمگیری) مسئلہ: الصلوۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت و بررت و بالحق نطقت کہے (دُرّمختار و ردّالمحتار)

اذان ہوتے وقت تمام مشاغل بند کر دیئے جائیں: مسئلہ: جب بھی اذان کا جواب دے حیض و نفاس والی عورت پر اور خطبہ سننے والے اور نماز جنازہ پڑھنے والے اور جو جماع میں مشغول ہے یا قضائے حاجت میں ہو ان پر واجب نہیں۔ مسئلہ: جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لئے سلام کلام اور سلام کا جواب تمام اشغال موقوف کر دے یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت روک دے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے اور یہی اقامت میں بھی کرے۔ (دُرّمختار عالمگیری) جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ رضی اللہ عن صاحبہا) مسئلہ: راستہ چل رہا تھا کہ اذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے سنے اور جواب دے۔ (عالمگیری، بزازیہ)

مسئلہ: اقامت کا بیان: اقامت مثل اذان کے ہے یعنی جو احکام اذان کے بیان کئے گئے وہی سب اقامت کے بھی ہیں البتہ چند باتوں میں فرق ہے اقامت میں حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوۃ دو بار کہیں اور اس میں بھی آواز اونچی ہو مگر اتنی نہیں کہ جتنی کہ اذان میں ہوتی ہے بلکہ اتنی ہو کہ سب حاضرین تک آواز پہنچ جائے۔ اقامت کے کلمات جلد جلد کہیں درمیان میں سکتہ نہ کریں نہ کانوں پر ہاتھ رکھیں نہ کانوں میں انگلیاں

ڈالیں اور صبح کی اقامت میں الصلوٰۃ خیر من النوم نہ کہے اقامت مسجد کے اندر کہی جائے۔ مسئلہ: اگر امام نے اقامت کہی تو قد قامت الصلوۃ کے وقت آگے بڑھ کر مصلیٰ پر چلا جائے۔ (دُرّمختار و ردّالمحتار غنیۃ عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: اقامت میں بھی حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے وقت داہنے بائیں منہ پھیرے (دُرّمختار) مسئلہ: اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب حی علی الفلاح کہی جائے اس وقت کھڑا ہو یو ہیں جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بھی بیٹھے رہیں جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے اس وقت اٹھیں یہی حکم امام کے لئے بھی ہے (عالمگیری) آج کل اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے کہ جب تک امام مصلی پر کھڑا نہ ہو جائے اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلاف سنت ہے مسئلہ: اذان کے بیچ میں اور اسی طرح اقامت کے بیچ میں بولنا ناجائز ہے مگر مؤذن و مکبر کو کوئی سلام کرے تو اس کا جواب نہ دے اور ختم کے بعد بھی جواب دینا واجب نہیں۔ (عالمگیری) **اقامت کا جواب:** مسئلہ: اقامت کا جواب مستحب ہے اس کا جواب بھی اذان کے جواب کی طرح ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قد قامت الصلوۃ کے جواب میں اقامہا اللہ و ادامہا ما دامت السموات والارض کہے۔ (عالمگیری) یا یہ کہے اقامہا اللہ و ادامہا وجعلنا من صالحی اہلہا احیاء و امواتا (بہار شریعت) مسئلہ: اگر اذان کے وقت جواب نہ دیا تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو اب دے لے (دُرّمختار) مسئلہ: خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا مقتدیوں کو جائز نہیں (درمختار) مسئلہ: اذان و اقامت کے درمیان وقفہ کرنا سنت ہے۔ اذان کہتے ہی اقامت کہہ دینا مکروہ ہے۔ مغرب میں وقفہ تین چھوٹی یا ایک بڑی آیت پڑھنے کے برابر ہو۔ باقی نمازوں میں اذان و اقامت کے درمیان اتنی دیر تک ٹھہرے کہ جو لوگ جماعت کے پابند ہیں۔ وہ آ جائیں مگر اتنا انتظار نہ کیا جائے کہ وقت کراہت آ جائے۔

نماز کی چوتھی شرط کا بیان

استقبال قبلہ کا بیان: نماز کی چوتھی شرط استقبال قبلہ ہے۔ یعنی کعبہ شریف کی طرف منہ کرنا۔ مسئلہ: نماز اللہ ہی کے لئے پڑھی جائے اور اسی کے لئے سجدہ کیا جائے نہ کہ کعبہ کو۔ اگر معاذ اللہ کسی نے کعبہ کے لئے سجدہ کیا تو حرام و گناہ کبیرہ کیا اور اگر کعبہ کی عبادت کی نیت کی جب تو کھلا کافر ہے اس لئے کہ خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کفر ہے۔ (دُرّمختار و افادات رضویہ)

کن صورتوں میں نماز غیر قبلہ کی طرف ہو سکتی ہے: مسئلہ: جو شخص قبلہ کی طرف منہ کرنے سے مجبور ہو تو وہ جس رخ نماز پڑھ سکے پڑھ لے اور بعد میں نماز دہرانے کی ضرورت نہیں (منیہ) مسئلہ: بیمار میں اتنی طاقت نہیں کہ منہ کعبہ شریف کی طرف کر سکے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جو اس کا منہ کعبہ کی طرف کرا دے تو جس رخ پڑھے نماز ہو جائے گی۔ مسئلہ: کسی کے پاس اپنا یا امانت کا مال ہے اور جانتا ہے کہ قبلہ رو ہونے میں چوری ہو جائے گی تو جس طرف چاہے پڑھے۔ مسئلہ: شریر جانور پر سوار ہے کہ اترنے نہیں دیتا یا اتر تو جائے گا مگر بے مددگار کے سوار نہ ہونے دے گا یا یہ بوڑھا ہے کہ پھر خود سوار نہ ہو سکے گا اور کوئی ایسا نہیں جو سوار کرا دے تو جس رخ بھی نماز پڑھے ہو جائے گی۔ مسئلہ: اگر سواری روکنے پر قادر ہے تو روک کر پڑھے اور ممکن ہو تو قبلہ کو منہ کرے ورنہ جیسے بھی ہو سکے پڑھے۔ اگر سواری روکنے میں قافلہ نظر سے چھپ جائے گا تو سواری ٹھہرانا بھی ضروری نہیں چلتے ہی پڑھے (ردّالمحتار) مسئلہ: چلتی کشتی میں نماز پڑھے تو تحریمہ کے وقت قبلہ کو منہ کرے اور جیسے کشتی گھومتی جائے خود بھی قبلہ کو منہ پھیرتا رہے چاہے فرض ہو نماز یا نفل (غنیّہ)

اگر قبلہ نہ معلوم ہو: مسئلہ: اگر قبلہ نہ معلوم ہوا اور کوئی بتانے والا بھی نہ ہو تو سوچے جدھر قبلہ ہونے پر دل جمے اسی طرف نماز پڑھے اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔ (منیہ) مسئلہ: تحری کر کے یعنی سوچ کر نماز پڑھی بعد میں معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی۔ تو دہرانے کی ضرورت نہیں یہ نماز ہو گئی (منیہ) مسئلہ: تحری کر کے نماز پڑھ رہا تھا اور درمیان میں اگرچہ سجدہ سہو میں ہو رائے بدل گئی یا غلطی معلوم ہوئی تو فرض ہے کہ فوراً گھوم جائے اور پہلے جتنی پڑھ چکا ہے اس میں خرابی نہ آئے گی اسی طرح اگر چار رکعتیں چار طرف میں پڑھی جائز ہے اور اگر فوراً نہ گھوما اور تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر دیر کی تو نماز نہ ہوئی۔ (دُرّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: نمازی نے قبلہ سے بلا عذر قصداً سینہ پھیر دیا اگرچہ فوراً ہی قبلہ کی طرف ہو گیا نماز جاتی رہی اور اگر بلا قصد پھر گیا اور تین تسبیح کا وقفہ نہ ہوا تو نماز ہو گئی۔ (منیہ و بحر) مسئلہ: اگر صرف منہ قبلہ سے پھرا تو واجب ہے کہ فوراً قبلہ کی طرف کرے نماز نہ جائے گی۔ مگر بلا عذر پھیرنا مکروہ ہے۔ (منیہ)

پانچویں شرط نیت کا بیان

نماز کی نیت: نیت سے مراد دل کا پکا ارادہ ہے محض تصور و خیال کافی نہیں جب تک ارادہ نہ

ہو۔ مسئلہ: اگر زبان سے بھی کہہ لے تو اچھا ہے مثلاً یوں کہ نیت کی میں نے دو رکعت فرض فجر کی اللہ تعالیٰ کے لئے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف اللہ اکبر۔ مسئلہ: مقتدی کو اقتدا کی نیت بھی ضروری ہے۔ مسئلہ: امام نے امام ہونے کی نیت نہ کی جب بھی مقتدیوں کی نماز اس کے پیچھے صحیح ہے لیکن ثواب جماعت نہ پائے گا۔ مسئلہ: نماز جنازہ کی نیت یہ ہے نیت کی میں نے نماز کی اللہ کے لئے اور دعا کی اس میت کے لئے' اللہ اکبر۔

نماز کی چھٹی شرط کا بیان

تکبیر تحریمہ کس کو کہتے ہیں؟: نماز کی چھٹی شرط تکبیر تحریمہ ہے یعنی نیت کے وقت جو اللہ اکبر کہی جاتی ہے اس کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔ اس تکبیر کے کہتے ہی نماز شروع ہو گئی ہے یہ فرض ہے بغیر اس کے نماز شروع نہیں ہوتی۔ مسئلہ: مقتدی نے امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہہ لی تو جماعت میں شامل نہ ہوا۔ اب جب کہ نماز کے چھیوں شرائط یعنی طہارت' ستر عورت' وقت استقبال قبلہ' نیت اور تکبیر تحریمہ کے مسائل بیان ہو چکے تو نماز پڑھنے کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے۔

نماز کا طریقہ

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑا ہو کہ دونوں پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ رہے اور دونوں ہاتھ کانوں تک لے جائے کہ انگوٹھے کانوں کی لو سے چھو جائیں۔ باقی انگلیاں اپنے حال پر رہیں نہ بالکل ملی نہ بہت پھیلی اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں اور نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہو اور جس وقت کی جو نماز پڑھتا ہو دل میں اس کا پکا ارادہ کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لا کر ناف کے نیچے باندھ لے اس طرح کہ داہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تینوں انگلیوں بائیں کلائی کی پیٹھ پر اور انگوٹھا اور چھوٹی انگلی کلائی کے اغل بغل ہو اور ثناء پڑھے یعنی۔ سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك پھر تعوذ پڑھے یعنی اعوذ بالله من الشيطان الرجيم پھر تسمیہ پڑھے یعنی بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پھر الحمد پوری پڑھے اور ختم پر آہستہ سے آمین کہے۔ اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایسی ایک آیت پڑھے جو تین آیتوں کے برابر ہو اب اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے اس طرح پر کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوں اور پیٹھ بچھی ہو اور سر پیٹھ کے

برابر ہو۔ اونچا نیچا نہ ہو اور نظر پیر کی طرف ہو اور کم سے کم تین بار سبحان ربی العظیم کہے
پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور جو منفرد یعنی اکیلا ہو تو اس کے
بعد اللھم ربنا ولك الحمد کہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اس طرح کہ پہلے گھٹنا
زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے اس طور پر کہ پہلے ناک تب ماتھا
اور ناک کی ہڈی زمین پر جم جائے اور نظر ناک کی طرف رہے اور بازوؤں کو کروٹوں سے اور
پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور ان دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کو
قبلہ کی طرف رکھے اس طرح کہ انگلیوں کا سارا پیٹ زمین پر جما رہے اور ہتھیلیاں بچھی ہوں
اور انگلیاں قبلہ کی طرف ہوں اور کم سے کم تین بار سبحان ربی الاعلی کہے پھر سر اٹھائے
اس طرح کے پہلے ماتھا پھر ناک پھر منہ پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ
رخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر
گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں اور انگلیوں کا سرا گھٹنا کے پاس ہو
پھر ذرا ٹھہر کر اللہ اکبر کہتا ہوا دوسرا سجدہ کرے یہ سجدہ بھی پہلے کی طرح کرے۔ پھر سر اٹھائے
اور ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے۔ اٹھتے وقت بلا عذر ہاتھ زمین پر نہ ٹیکے۔
یہ ایک رکعت پوری ہوگی۔ اب پھر صرف بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر الحمد اور
سورۃ پڑھے اور پہلے کی طرح رکوع اور سجدہ کرے۔ پھر جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے تو
داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور التحیات للہ والصلوۃ والطیبات
السلام[1] علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ
الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ پڑھے اس
کو تشہد کہتے ہیں جب کلمہ لا کے قریب پہنچے تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ
بنائے اور چھوٹی انگلی اور اس کے پاس والی ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر
ادھر ادھر نہ ہلائے اور الا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لے۔ اب اگر دو سے
زیادہ رکعتیں پڑھنی ہوں تو اٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے مگر فرض کی ان رکعتوں میں الحمد کے
ساتھ سورہ ملانا ضروری نہیں۔ اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا اس میں تشہد کے
بعد درود شریف: اللھم صل علٰی سیّدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما

---

[1] فائدہ: حضرت امام غزالی نے فرمایا کہ جب التحیات پڑھنے بیٹھے تو اپنے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک صورت کو حاضر کرے اور حضور کا خیال دل میں جما کر کہے السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور یقین جانے کہ یہ سلام حضور کو پہنچتا ہے اور حضور اس کا جواب اس سے بڑھ کر دیتے ہیں۔ (احیاء العلوم جلد اول) منہ ۱۲

صلیت علٰی سیّدنا ابراھیم وعلٰی آل سیّدنا ابراھیم انك حمید مجید۔
اللھم بارك علٰی سیّدنا محمد وعلٰی آل سیّدنا محمد کما بارکت علٰی
سیدنا ابراھیم وعلٰی آل سیّدنا ابراھیم انك حمید مجید پڑھے پھر اللھم
اغفرلی ولوالدی ولمن توالد ولجمیع المومنین والمومنات والمسلمین
والمسلمات الاحیاء منھم والاموات انك مجیب الدعوات برحمتك یا
ارحم الراحمین پڑھے یا اور کوئی دعائے ماثور پڑھے یا یہ پڑھے اللھم ربنا اتنا فی
الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اور اس کو بغیر اللھم کے نہ
پڑھے پھر داہنے شانہ کی طرف منہ کر کے السلام علیکم ورحمۃ اللہ[1] کہے اور اسی طرح
بائیں طرف اب نماز ختم ہوگئی اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر کوئی دعا مثلاً اللھم ربنا اتنا
فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار پڑھے اور منہ پر ہاتھ
پھیرے یہ طریقہ امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے لیکن اگر نمازی مقتدی ہو یعنی جماعت کے
ساتھ امام کے پیچھے پڑھتا ہو تو قرأت نہ کرے یعنی الحمد اور سورۃ نہ پڑھے چاہے امام زور سے
قرأت کرتا ہو یا آہستہ امام کے پیچھے کسی نماز میں قرأت جائز نہیں اگر نمازی عورت ہو تو تکبیر
تحریمہ کے وقت مونڈھے تک ہاتھ اٹھائے اور بائیں ہتھیلی سینہ پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس
کے اوپر داہنی ہتھیلی رکھے اور رکوع میں تھوڑا جھکے یعنی صرف اتنا کہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دے زور
نہ دے اور ہاتھ کی انگلیاں ملی رہیں اور پیٹھ اور پاؤں جھکے رہیں مردوں کی طرح خوب سیدھی
نہ کر دے اور سجدہ میں سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کروٹوں سے ملا دے اور پیٹ ران سے اور
ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمیں سے ملا دے اور دونوں پاؤں پیچھے نکال دے اور قعدہ
میں دونوں پاؤں داہنی جانب نکال دے اور بائیں سرین پر بیٹھے اور ہاتھ بیچ ران پر رکھے۔

فرض واجب سنت مستحب کا حکم: اس طریقہ میں بعض چیزیں فرض ہیں کہ اس کے بغیر
نماز ہوگی ہی نہیں بعض واجب ہیں کہ اس کو قصداً چھوڑنا گناہ اور نماز کا پھر سے پڑھنا واجب
اور بھول کر چھوٹنے سے سجدہ سہو واجب اور بعض سنت ہو کدہ ہیں کہ جس کو چھوڑنے کی عادت
گناہ ہے اور بعض مستحب ہیں کہ جس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا گناہ نہیں۔

---

[1] سلام میں اکیلا نمازی اپنے داہنے سلام میں ان فرشتوں پر سلام کی نیت رکھے جو داہنی طرف اور بائیں سلام میں بائیں طرف کے فرشتوں کی نیت کرے اور اگر نمازی امام ہو تو ان سب کے ساتھ داہنے طرف کے مرد مقتدیوں کی بھی نیت کرے اور اسی طرح بائیں سلام میں بائیں طرف کے انہیں سب کی نیت کرے اور اگر مقتدی ہو تو ان سب کے ساتھ امام کو بھی شامل
[illegible]

فرائض نماز: سات چیزیں نماز میں فرض ہیں۔ ۱-تکبیر تحریمہ[1]۔ یعنی پہلی اللہ اکبر جس سے نماز شروع ہوتی ہے۔ ۲-قیام یعنی اتنی دیر کھڑا رہنا جتنی دیر میں فرض قرأت[2] ادا ہو۔ ۳-قرأت یعنی کم سے کم ایک آیت پڑھنا۔ ۴-رکوع یعنی اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائیں۔ ۵-سجود یعنی ماتھے کا زمین پر جمنا اس طرح کہ کم سے کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگا ہو[3]۔ ۶-قعدہ اخیرہ یعنی نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر بیٹھنا کہ پوری التحیات رسولہٗ تک پڑھی جا سکے۔ ۷-خروج بصنعہ یعنی قعدہ اخیرہ کے بعد اپنے ارادہ و عمل سے نماز ختم کر دینا خواہ سلام وکلام سے ہو یا کسی دوسرے عمل سے۔

واجبات نماز: تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا پوری الحمد للہ پڑھنا۔ کوئی سورۃ یا تین چھوٹی آیات ملانا فرض نماز میں دو پہلی رکعتوں میں قرأت واجب ہے۔ الحمد اور اس کے ساتھ سورۃ یا آیت ملانا فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور نفل اور وتر اور سنت کی ہر رکعت میں سورۃ یا آیت سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا۔ الحمد اور سورت کے درمیان آمین اور بسم اللہ کے سوا کچھ اور نہ پڑھنا۔ قرأت ختم کر کے فوراً رکوع کرنا' ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ ہونا کہ دونوں سجدوں کے بیچ کوئی رکن نہ آنے پائے۔ تعدیل ارکان یعنی رکوع' سجود' قومہ' جلسہ میں کم سے کم ایک بار سبحان اللہ کے برابر ٹھہرنا قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہو جانا۔ سجدہ میں ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا قعدہ اولیٰ اگرچہ نماز نفل ہو۔ فرض اور وتر اور سنن رواتب میں قعدہ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ بڑھانا۔ دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا یوں ہی جتنے قعدے کرنے پڑیں سب میں پورا تشہد واجب ہے۔ ایک لفظ بھی اگر چھوڑے گا تو ترک واجب ہوگا۔ دونوں سلام میں فقط لفظ السلام واجب ہے علیکم ورحمۃ اللہ واجب نہیں۔ وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔ تکبیر قنوت' عیدین کی چھوں تکبیریں' عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور اس تکبیر کے لئے لفظ اللہ اکبر ہونا ہر جہری نماز میں امام کو جہر سے قرأت کرنا اور غیر جہری میں آہستہ ہر فرض و واجب کا اس کی جگہ پر ادا ہونا[4] رکوع کا ہر رکعت میں ایک ہی بار ہونا اور سجود کا دو ہی بار ہونا۔ دوسری

---

۱ تکبیر تحریمہ میں خاص لفظ اللہ اکبر فرض نہیں فرض تو اتنا ہے کہ خاص تعظیم الٰہی کے الفاظ ہوں مثلاً اللہ اعظم' اللہ الکبیر الرحمان اکبر کہا جب بھی فرض ادا ہو گیا مگر یہ تبدیلی مکروہ تحریمی ہے۔ ۲ قرأت سے مراد قرآن شریف پڑھنا ۱۲-

۳ لہٰذا اگر اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے یا صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی تو نماز نہ ہوگی۔
(درمختار' فتاویٰ رضویہ' بہار شریعت)

۴ جگہ پر ادا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو پہلے ہو وہ پہلے اور جو پیچھے ہو وہ پیچھے ہو ۱۲-منہ

رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا آیت سجدہ پڑھی ہو تو سجدہ تلاوت کرنا۔ سہو ہوا ہو تو سجدہ سہو کرنا۔ دو فرض یا دو واجب یا واجب و فرض کے درمیان تین بار سبحان اللہ کہنا کے برابر دیر نہ ہونا۔ امام جب قرأت کرے بلند آواز سے ہو یا آہستہ اس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔ سوا قرأت کے تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا۔ فرائض و واجبات کے علاوہ جو باتیں طریقہ نماز میں بیان ہوئیں وہ یا سنت ہیں یا مستحب ہیں۔ ان کو قصداً نہ چھوڑا جائے اور اگر غلطی سے چھوٹ جائیں تو نہ سجدہ سہو کرنے کی ضرورت ہے نہ نماز دہرانے کی اگر دہرا لے تو اچھا ہے اگر سنن و مستحبات کی پوری تفصیل معلوم کرنا چاہیں تو بہار شریعت و فتاویٰ رضویہ ملاحظہ کریں ہم نے بلحاظ اختصار و سہولت حفظ یہاں ذکر نہیں کیا۔

سجدۂ سہو کا بیان

سجدۂ سہو کب واجب ہے: جو چیزیں نماز میں واجب ہیں ان میں سے اگر کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے تو اس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے سجدہ سہو واجب ہے۔

سجدۂ سہو کا طریقہ: اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخر میں التحیات پڑھنے کے بعد داہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے اور پھر شروع سے التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیر دے۔ مسئلہ: اگر کوئی واجب چھوٹ گیا اور اس کے لئے سجدہ سہو نہ کیا اور نماز ختم کر دی تو نماز دہرانا واجب ہے۔ مسئلہ: اگر قصداً کوئی واجب چھوڑ دیا تو سجدہ سہو کافی نہیں بلکہ نماز دہرانا واجب ہے۔ مسئلہ: جو باتیں نماز میں فرض ہیں اگر ان میں سے کوئی بات چھوٹ گئی تو نماز نہ ہوئی اور سجدہ سہو سے بھی یہ کمی پوری نہیں کی جا سکتی بلکہ پھر سے پڑھنا فرض ہے۔

کن باتوں کے چھوٹنے سے سجدہ سہو نہیں: مسئلہ: وہ باتیں جو نماز میں سنت ہیں یا مستحب ہیں جیسے تعوذ' تسمیہ' آمین و تکبیرات انتقال' تسبیحات ان کے ترک سے بھی سجدہ سہو نہیں بلکہ نماز ہو گئی۔ (ردّ المحتار' غنیۃ) مگر نماز دہرا لینا بہتر ہے۔ مسئلہ: ایک نماز میں کئی واجب چھوٹ گئے تو ایک بار وہی دو سجدے سہو کے سب کے لئے کافی ہیں۔ چند بار سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں (ردّ المحتار وغیرہ) وغیرہ مسئلہ: قعدہ اولیٰ میں پوری التحیات پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے میں اتنی دیر کی کہ جتنی دیر میں **اللھم صل علی محمد** پڑھ سکے تو سجدہ سہو واجب ہے چاہے کچھ پڑھے یا خاموش رہے دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے (دُرّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: قرأت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا اور اتنی دیر ہوئی کہ

تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو سجدہ سہو واجب ہے (ردّالمحتار) مسئلہ: دوسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو نماز پوری کر کے سجدہ سہو کرے (عالمگیری) مسئلہ: تعدیل ارکان بھول گیا سجدہ سہو واجب ہے (ہندیہ) مسئلہ: مقتدی التحیات نہ ختم کرنے پایا تھا کہ امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو مقتدی پر واجب ہے کہ اپنی التحیات پوری کر کے کھڑا ہو اگرچہ دیر ہو جائے۔ مسئلہ: مقتدی نے رکوع یا سجدے میں تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے سر اٹھا لیا تو مقتدی بھی سر اٹھا لے اور باقی تسبیح چھوڑ دے۔ مسئلہ: جس شخص نے بھول کر قعدہ اولیٰ نہ کیا اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے لگا تو اگر ابھی اتنا کھڑا ہوا کہ قعدہ کے قریب ہے۔ تو بیٹھ جائے اور قعدہ کرے نماز صحیح ہے سجدہ سہو بھی لازم نہ آیا اور اگر اتنا اٹھا کہ کھڑے ہونے کے قریب ہو گیا تو پھر کھڑا ہی ہو جائے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے (شرح وقایہ ہدایہ وغیرہا) مسئلہ: اگر قعدہ اخیرہ کرنا بھول گیا اور کھڑا ہو گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اسے چھوڑ دے اور بیٹھ جائے اور نماز پوری کرے اور سجدہ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو فرض نماز جاتی رہی اگر چاہے تو ایک رکعت اور ملائے سوا مغرب کے اور یہ کل نفل ہو جائے گی فرض پھر پڑھے (ہدایہ شرح وقایہ وغیرہا) مسئلہ: اگر قعدہ اخیرہ بقدر تشہد کر کے بھولے سے کھڑا ہو گیا تو بیٹھ جائے جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور بیٹھ کر سلام پھیرے اور سجدہ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض جب بھی پورے ہو گئے لیکن ایک رکعت اور ملائے اور سجدہ سہو کرے یہ دونوں رکعتیں نفل ہو جائیں گی لیکن مغرب میں نہ ملائے (ہدایہ شرح وقایہ وغیرہ) مسئلہ: ایک رکعت میں تین سجدے کئے یا دو رکوع کئے یا قعدہ اولیٰ بھول گیا تو سہو کا سجدہ کرے۔ مسئلہ: قیام و رکوع و سجود و قعدہ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے لہٰذا اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو یہ رکوع جاتا رہا اگر قیام کے بعد پھر رکوع کرے گا تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں اسی طرح رکوع سے پہلے سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع پھر سجدہ کر لیا تو نماز ہو جائے گی۔ مسئلہ: قیام و رکوع و سجود و قعدہ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے یعنی جس کو پہلے ہونا چاہیے۔ وہ پہلے ہو اور جس کو پیچھے ہونا چاہیے وہ پیچھے ہو اگر پہلے کا پیچھے اور پیچھے کا پہلے کر لیا تو نماز نہ ہو گی جیسے کسی نے رکوع سے پہلے سجدہ کر لیا تو نماز نہ ہوئی ہاں اگر سجدہ کے بعد دوبارہ رکوع اور پھر سجدہ کرے یعنی ترتیب وار کر لے تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں اسی طرح اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا تو نماز نہ ہوئی البتہ قیام کے بعد پھر رکوع کرے تو ہو جائے گی۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: نفل کا ہر قعدہ قعدہ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہو

گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے اور واجب نماز مثلاً وتر فرض کے حکم میں ہے لہٰذا اگر وتر کا قعدہ اولیٰ بھول جائے تو وہی حکم ہے جو فرض کے قعدہ اولیٰ بھولنے کا ہے (دُرّمختار) مسئلہ: دعائے قنوت یا تکبیر قنوت بھول گیا تو سجدہ سہو کرے۔ تکبیر قنوت سے مراد وہ تکبیر ہے جو قرأت کے بعد دعائے قنوت پڑھنے کے لئے کہی جاتی ہے (عالمگیری) مسئلہ: عیدین کی سب تکبیریں یا بعض بھول گیا یا زائد کہیں یا غیر محل میں کہیں ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے۔

سجدہ تلاوت کیا ہے؟: یہ وہ سجدہ ہے جو آیت سجدہ پڑھے یا سننے سے واجب ہو جاتا ہے اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔

سجدہ تلاوت کا مسنون طریقہ: مسئلہ: سجدہ تلاوت میں پہلے پیچھے دونوں بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور پہلے کھڑے ہو کر پھر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہو جانا۔ یہ دونوں قیام مستحب ہیں (عالمگیری' دُرّمختار وغیرہ) مسئلہ: اگر سجدہ تلاوت سے پہلے یا بعد میں کھڑا نہ ہو یا اللہ اکبر نہ کہا یا سبحان ربی الاعلیٰ نہ پڑھا تو بھی سجدہ ادا ہو جائے گا۔ مگر تکبیر چھوڑنا نہ چاہیے کہ سلف کے خلاف ہے۔ (عالمگیری ردّالمحتار) مسئلہ: سجدہ تلاوت کے لئے اللہ اکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے نہ اس میں تشہد میں ہے' نہ سلام (تنویر و بہار شریعت) مسئلہ: کل قرآن شریف میں چودہ آیتیں سجدہ تلاوت کی ہیں۔ ان میں سے جو آیت بھی پڑھی جائے گی پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہو جائے گا چاہے سننے والے نے سننے کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

سجدہ تلاوت کے شرائط: مسئلہ: سجدہ تلاوت کے لئے تحریمہ کے سوا تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کے لئے ہیں مثلاً طہارت استقبال قبلہ' نیت' وقت' ستر عورت' لہٰذا اگر پانی پر قادر ہے تو تیمّم کر کے سجدہ جائز نہیں (دُرّمختار وغیرہ) مسئلہ: اگر آیت سجدہ نماز میں پڑھے تو سجدہ تلاوت فوراً کرنا نماز ہی میں واجب ہے اگر دیر کرے گا گنہگار ہو گا۔ دیر کرنے سے مراد تین آیت سے زیادہ پڑھ لینا ہے لیکن اگر سورۃ کے آخر میں سجدہ واقع ہے تو سورت پوری کر کے سجدہ کرے گا جب بھی حرج نہیں مثلاً سورہ انشقاق میں سورہ ختم کر کے سجدہ کرے جب بھی کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ: سجدہ کی آیت نماز میں پڑھی اور سجدہ کرنا بھول گیا تو جب تک حرمت[1] نماز میں ہے سجدہ

[1] حرمت نماز میں ہونے سے مراد یہ ہے کہ کوئی کام ایسا نہ کیا ہو جو منافی نماز ہے مثلاً وضو نہ توڑا ہو کچھ نہ کھایا پیا یا ہو کچھ بات نہ کی ہو تو باوجود سلام پھیر لینے کے ابھی حرمت نماز میں ہے

کرے (اگرچہ سلام پھیر چکا ہو) اور سجدہ سہو بھی کرے (دُرّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے نماز کے باہر نہیں ہو سکتا اگر قصداً نہ کیا تھا تو گنہگار ہوا توبہ لازم ہے جب کہ آیت سجدہ کے بعد فوراً رکوع اور سجود نہ کیا ہو۔ مسئلہ: سجدہ تلاوت کی نیت میں یہ شرط نہیں کہ فلاں آیت کا سجدہ ہے بلکہ مطلقاً تلاوت کی نیت کافی ہے
مسئلہ: جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدہ تلاوت بھی فاسد ہو جائے گا جیسے حدث عمد و کلام قہقہہ (دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: آیت سجدہ لکھنے یا اس کی شرط دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں (قاضی خاں، عالمگیری، غنیتہ) مسئلہ: سجدہ واجب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہو وہ اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے (دُرّ مختار) مسئلہ: آیہ سجدہ کی ہجے کرنے یا ہجے سننے سے سجدہ واجب نہ ہوگا (عالمگیری، دُرّ مختار، قاضی خاں) مسئلہ: آیہ سجدہ کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو گیا چاہے سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہ سمجھا ہو کہ یہ آیہ سجدہ کا ترجمہ تھا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اسے نہ معلوم ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیہ سجدہ کا ترجمہ تھا اور اگر آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیہ سجدہ ہونا بتایا گیا ہو (قاضی خاں عالمگیری، بہار شریعت) مسئلہ حیض و نفاس والی عورت نے آیہ سجدہ پڑھی تو خود اس پر سجدہ واجب نہ ہوگا۔ البتہ اور سننے والوں پر واجب ہو جائے گا (بہار شریعت) مسئلہ: حیض و نفاس والی عورت پر آیہ سجدہ سننے سے بھی سجدہ واجب نہیں ہوتا جیسا کہ پڑھنے سے نہیں ہوتا۔ مسئلہ: جب نے یا بے وضو نے آیہ سجدہ پڑھی یا سنی تو سجدہ واجب ہے۔ مسئلہ: نابالغ نے آیہ سجدہ پڑھی تو سننے والے پر سجدہ واجب ہے نابالغ پر نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: امام نے آیہ سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا تو مقتدی بھی اس کی پیروی میں سجدہ نہ کرے گا۔ اگرچہ آیہ سنی ہو۔ (غنیتہ) جس وقت آیت سجدہ پڑھی گئی اگر اس وقت کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو پڑھنے والے اور سننے والے کو یہ کہہ لینا مستحب ہے۔ سمعنا واطعنا غفرانك ربنا واليك المصير (ردّ المحتار) مسئلہ: پوری سورت پڑھنا اور سجدے کی آیت چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے (قاضی خان دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: ایک مسجد میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار پڑھا یا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اگرچہ چند آدمیوں سے سنا ہو یوہیں اگر ایک آیت پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے بھی سنی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ (دُرّ مختار، ردّ المحتار)

مجلس بدلنے کی صورتیں: مسئلہ: دو ایک لقمہ کھانے سے دو ایک گھونٹ پینے سے کھڑے

ہو جانے سے دو ایک قدم چلنے سے سلام کا جواب دینے سے۔ دو ایک بات کرنے سے گھر کے ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف چلنے سے مجلس نہ بدلے گی ہاں اگر مکان بڑا ہے جیسے شاہی محل تو ایسے مکان کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں جانے سے مجلس بدل جائے گی۔ کشتی میں ہے اور کشتی چل رہی ہے تو مجلس نہ بدلے گی۔ ریل کا بھی یہی حکم ہونا چاہیے جانور پر سوار ہے اور جانور چل رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے ہاں اگر سواری پر نماز پڑھ رہا ہے تو نہ بدلے گی تین لقمہ کھانے تین گھونٹ پینے تین لفظ بولنے تین قدم میدان میں چلنے سے نکاح کرنے خرید و فروخت کرنے لیٹ کر سو جانے سے مجلس بدل جائے گی۔ (عالمگیری دُرّ مختار غنیتہ و بہار شریعت) مسئلہ: کسی مجلس میں دیر تک بیٹھنا، قرأت، تسبیح، تہلیل، درس، وعظ میں مشغول ہونا مجلس کو نہیں بدلے گا اگر دونوں بار آیہ سجدہ پڑھنے کے درمیان کوئی دنیا کا کام کیا مثلاً کپڑا سینا وغیرہ تو مجلس بدل گئی (ردّ المحتار) مسئلہ: اگر سننے والے سجدے کے لئے آمادہ ہوں اور سجدہ ان پر بار نہ ہو تو آیت سجدہ زور سے پڑھنا بہتر ہے ورنہ آہستہ پڑھے اور اگر سننے والوں کا حال معلوم نہیں کہ آمادہ ہیں یا نہیں جب بھی آہستہ پڑھنا بہتر ہونا چاہیے۔ (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: مرض کی حالت میں اشارہ سے بھی سجدہ ادا ہو جائے گا۔ یوہیں سفر میں سواری پر اشارہ سے سجدہ ہو جائے گا۔ (عالمگیری وغیرہ)
سجدہ شکر: اس کا طریقہ وہی ہے جو سجدہ تلاوت کا ہے۔ مسئلہ: اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا یا کوئی کھوئی ہوئی چیز مل گئی یا بیمار نے تندرستی پائی یا مسافر واپس آیا یا اور کوئی نعمت ملی تو سجدہ شکر کرنا مستحب ہے۔

قرأت یعنی قرآن شریف پڑھنے کا بیان

قرأت میں کتنی آواز ہونی چاہیے: مسئلہ: قرأت میں اتنی آواز ہونی چاہیے کہ اگر بہرا نہ ہو اور شور و غل نہ ہو تو خود سن سکے اگر اتنی آواز بھی نہ ہوئی تو نماز نہ ہوگی اسی طرح جن معاملات میں بولنے کو دخل ہے سب میں اتنی آواز ضروری ہے مثلاً جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنے میں طلاق دینے میں آیت سجدہ پڑھنے پر سجدہ تلاوت واجب ہونے میں اتنی آواز ضروری ہے کہ خود سن سکے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ) مسئلہ: فجر و مغرب و عشاء کی دو پہلی رکعتوں میں اور جمعہ و عیدین وتراویح اور رمضان کے وتر میں امام پر جہر واجب ہے اور مغرب کی تیسری رکعت میں اور عشاء کی تیسری اور چوتھی رکعت میں ظہر و عصر کی سب رکعتوں میں

آہستہ پڑھنا واجب ہے۔ مسئلہ: جہر کے یہ معنیٰ ہیں کہ اتنی زور سے پڑھے کہ کم از کم پہلی صف کے لوگ سن سکیں اور آہستہ یہ کہ خود سن سکے۔ مسئلہ: اس طرح پڑھنا کہ قریب کے دو ایک آدمی سن سکیں جہر نہیں بلکہ آہستہ ہے۔ (دُرِّمختار) مسئلہ: جہری نمازوں میں اکیلے کو اختیار ہے چاہے زور سے پڑھے چاہے آہستہ اور افضل جہر ہے۔ مسئلہ: اگر منفرد قضا پڑھے تو ہر نماز میں پڑھنا آہستہ واجب ہے (دُرِّمختار) مسئلہ: آہستہ پڑھ رہا تھا کہ دوسرا شخص شامل ہو گیا تو جو باقی ہے اسے جہر سے پڑھے اور جو پڑھ چکا ہے اس کا اعادہ نہیں مسئلہ: سورت ملانا بھول گیا رکوع میں یاد آیا تو کھڑا ہو جائے اور سورہ ملائے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے اگر دوبارہ رکوع نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی۔ (دُرِّمختار) مسئلہ: حضر میں جب کہ وقت تنگ نہ ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر وظہر میں طوال مفصل پڑھے اور عصر وعشاء میں اوساط مفصل پڑھے اور مغرب میں قصار مفصل چاہے امام ہو یا منفرد (دُرِّمختار وغیرہ)

کون کون سی سورتیں طوال مفصل میں اور کون سی قصار مفصل: فائدہ: سورہ حجرات سے سورہ بروج تک کی سورتیں طوال مفصل کہلاتی ہیں اور سورہ بروج سے سورہ لم یکن الذین تک اوساط مفصل اور لم یکن سے آخر تک قصار مفصل کہی جاتی ہیں۔ مسئلہ: سفر میں اگر امن وقرار ہو تو سنت یہ ہے کہ فجر وظہر میں سورہ بروج یا اس کے مثل سورتیں پڑھے اور عصر عشاء میں اس سے چھوٹی اور مغرب میں قصار مفصل کی چھوٹی سورتیں پڑھے اور جلدی ہو تو ہر نماز میں جو چاہے پڑھے۔ (عالمگیری) مسئلہ: اضطراری حالت میں مثلاً وقت جاتے رہنے کا ڈر ہو یا چور یا دشمن کا خوف ہو تو جو چاہے پڑھے چاہے سفر ہو یا حضر یہاں تک کہ اگر واجبات کی مراعات نہیں کر سکتا تو اس کی بھی اجازت ہے مثلاً فجر کا وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ صرف ایک ایک آیت پڑھ سکتا ہے تو یہی کرے (دُرِّمختار وردّالمحتار) لیکن آفتاب بلند ہونے کے بعد ایسی نماز کا اعادہ کرے (بہارِ شریعت) مسئلہ: فجر کی سنت پڑھنے میں جماعت جانے کا ڈر ہو تو صرف واجبات پر اقتصار کرے ثناء وتعوذ کو چھوڑ دے اور رکوع وسجود میں ایک ایک بار تسبیح پر اکتفا کرے۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: وتر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ پڑھی اور دوسری میں قل یا ایھا الکفرون اور تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھی لہٰذا کبھی تبرکاً انہیں پڑھے اور کبھی پہلی رکعت میں سبح اسم کے بجائے انا انزلنا پڑھے۔ مسئلہ: قرآن شریف الٹا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً یہ کہ پہلی رکعت میں قل یا ایھا الکفرون پڑھے اور دوسری میں الم تر کیف پڑھے یہ ناجائز ہے لیکن

اگر بھول کر پڑھ دی تو کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ: بچوں کو آسانی کے لئے پارہ عم خلاف ترتیب پڑھانے میں حرج نہیں۔ (ردّالمحتار) مسئلہ اگر بھول کر دوسری رکعت میں پہلے والی سورۃ شروع کر دی تو چاہے ابھی تک ہی لفظ پڑھا ہو اسی کو پورا کرے دوسری پڑھنے کی اجازت نہیں مثلاً پہلی رکعت میں قل یایھا الکافرون پڑھی اور دوسری میں بھولے سے الم تر کیف شروع کر دی تو اسی کو پڑھے۔

درمیان سے سورت چھوڑنے کا حکم: مسئلہ: درمیان سے ایک سورت چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر درمیان کی سورۃ پہلی سے بڑی ہو تو چھوڑ سکتا ہے۔ مثلاً والتین کے بعد انا انزلنا پڑھنے میں حرج نہیں اور اذا جاء کے بعد قل ھو اللہ پڑھنا نہ چاہیے۔ (دُرِّمختار وغیرہ) مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ فرض نمازوں میں پہلی رکعت کی قرأت دوسری رکعت سے کچھ زیادہ ہو اور فجر میں تو پہلی رکعت میں دو تہائی اور دوسری میں ایک تہائی ہو (عالمگیری) مسئلہ: جمعہ وعیدین کی پہلی رکعت میں سبح اسم دوسری میں ھل اتك پڑھنا سنت ہے (دُرِّمختار ردّالمحتار) مسئلہ: سنتوں اور نفلوں کی دونوں رکعتوں میں برابر کی سورتیں پڑھے (منیہ) مسئلہ: نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورہ کو بار بار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔ (غنیّۃ)

قرأت میں غلطی ہو جانے کا بیان: اس میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنیٰ بگڑ جائیں تو نماز فاسد ہو گئی ورنہ نہیں۔ مسئلہ: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا اگر اس وجہ سے ہے۔ کہ اس کی زبان سے وہ حرف ادا نہیں ہوتا تو مجبور ہے اس پر کوشش کرنا ضروری ہے اور اگر لاپروائی سے ہے جیسے آج کل کے اکثر حفاظ وعلماء کہ ادا کرنے پر قادر ہیں مگر بے خیالی میں تبدل حرف کر دیتے ہیں تو اگر معنیٰ فاسد ہوں نماز نہ ہوئی اس قسم کی جتنی نمازیں پڑھی ہوں ان کی قضا لازم ہے۔ مسئلہ: ط ت، س ث ص، ذ ز ظ، ا ء ع، ہ ح، ض ظ ذ ان حرفوں میں صحیح طور پر امتیاز رکھیں ورنہ معنیٰ فاسد ہونے کی صورت میں نماز نہ ہو گی اور بعض تو س، ش زج، ق ک، میں بھی فرق نہیں کرتے۔ (بہارِ شریعت)

جس سے حروف صحیح ادا نہ ہوتے ہوں وہ کیا کرے: جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے اس پر واجب ہے کہ حروف صحیح کرنے میں رات دن پوری کوشش کرے اور اگر صحیح پڑھنے والوں کے پیچھے پڑھ سکتا ہو تو جہاں تک ہو سکے ان کے پیچھے پڑھے یا وہ آیتیں پڑھے جن کے حروف صحیح ادا کر سکتا ہو اور یہ دونوں باتیں ممکن نہ ہوں تو کوشش کے زمانے میں اس کی

اپنی نماز ہو جائے گی اور اس کے پیچھے اس جیسوں کی بھی (دُرِّ مختار، ردّ المحتار، بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: جس نے **سبحان ربی العظیم** میں عظیم کو عزیم ظ کے بجائے ز پڑھ دیا تو نماز جاتی رہی لہٰذا جس سے عظیم صحیح ادا نہ ہو وہ **سبحان ربی الکریم** پڑھے۔

نماز کے باہر قرآن شریف پڑھنے کا بیان: مسئلہ: قرآن شریف نہایت اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے لیکن گانے کی طرح نہیں کہ یہ ناجائز ہے بلکہ قوائد تجوید کی رعایت کرے (درورد) مسئلہ: قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے۔ (عالمگیری) مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور تلاوت کے شروع میں اعوذ باللہ پڑھنا واجب ہے اور سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے ورنہ مستحب اگر آیت پڑھنا چاہتا ہے اور اس آیت کے شروع میں ایسی ضمیر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے جیسے **ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو** تو اس صورت میں اعوذ باللہ کے بعد بسم اللہ پڑھنے کا استحباب موکد ہے۔ بیچ میں کوئی دنیوی کام کرے تو بسم اللہ پھر پڑھ لے اور دینی کام کیا جیسے سلام کا جواب دیا۔ یا اذان کا جواب دیا۔ یا سبحان اللہ کہا یا کلمہ وغیرہ اذکار پڑھے تو اعوذ باللہ پڑھنا اس کے ذمہ نہیں (غنیۃ وغیرہ) مسئلہ: سورہ برأت سے اگر تلاوت شروع کی تو اعوذ باللہ بسم اللہ کہہ لے۔ ہاں اگر سورہ برأت تلاوت کے بیچ میں آئی تو بسم اللہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اور جو یہ مشہور ہے کہ اگر تلاوت کی ابتداء سورہ برأت سے کرے تب بھی بسم اللہ نہ پڑھے یہ بالکل غلط ہے اسی طرح یہ بھی بے اصل ہے کہ اس کے ابتداء میں تعوذ پڑھے درمیان تلاوت میں (بہار شریعت) مسئلہ: تین دن سے کم میں ایک ختم بہتر نہیں (عالمگیری) مسئلہ: جب ختم ہو تو تین بار قل ھو اللہ احد پڑھنا بہتر ہے۔ مسئلہ: لیٹ کر قرآن پڑھنے میں حرج نہیں جب کہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو یوہیں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جب کہ دل نہ بٹے ورنہ مکروہ ہے۔ (غنیۃ) مسئلہ: غسل خانہ اور نجاست کی جگہوں میں قرآن مجید پڑھنا ناجائز ہے۔ (غنیۃ و بہار شریعت) مسئلہ: جب بلند آواز سے قرآن شریف پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جب کہ وہ مجمع سننے کی غرض سے حاضر ہو۔ ورنہ ایک کا سننا کافی ہے۔ اگرچہ اور اپنے کام میں ہوں (غنیۃ و فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت) مسئلہ: سب لوگ مجمع میں زور سے پڑھیں یہ حرام ہے اکثر عرس و فاتحہ کے موقع پر سب لوگ زور سے پڑھتے ہیں یہ حرام ہے۔ اگر چند آدمی پڑھنے والے ہوں تو حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں (دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں لگے ہوں زور سے پڑھنا

ناجائز ہے۔ لوگ اگر نہ سنیں گے تو گناہ پڑھنے والے پر ہے۔ مسئلہ: تلاوت کرنے میں کوئی معظم دینی بادشاہ اسلام یا عالم دین یا پیر یا استاد یا باپ آ جائے تو تلاوت کرنے والا اس کی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے۔ (غنیۃ و بہار شریعت) مسئلہ: جو شخص غلط پڑھتا ہو تو سننے والے پر واجب ہے کہ بتا دے بشرطیکہ بتانے کی وجہ سے کینہ و حسد پیدا نہ ہو۔ (غنیۃ و بہار شریعت)

قرآن شریف کے آداب: مسئلہ: قرآن شریف زور سے پڑھنا افضل ہے جب کہ کسی نمازی یا بیمار یا سونے والے کو تکلیف نہ پہنچے۔ مسئلہ: دیواروں اور محرابوں پر قرآن مجید لکھنا اچھا نہیں۔ مسئلہ: قرآن شریف پڑھ کر بھلا دینا گناہ ہے۔ قیامت کے دن اندھا کوڑھی ہو کر اٹھے گا۔ مسئلہ: قرآن مجید کی طرف پیٹھ نہ کی جائے نہ پاؤں پھیلایا جائے نہ پاؤں اس سے اونچا کریں نہ یہ کرے کہ خود اونچی جگہ پر ہو اور قرآن شریف نیچے ہو۔ مسئلہ: قرآن شریف پرانا بوسیدہ ہو گیا کہ پڑھنے کے قابل نہ رہا تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے اور دفن کرنے میں اس کے لئے لحد بنائی جائے تا کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔ مسئلہ: پرانے قرآن شریف کو جو پڑھنے کے قابل نہ رہا جلایا نہ جائے بلکہ دفن کیا جائے۔ مسئلہ: قرآن مجید جس صندوق میں ہو اس پر کپڑا وغیرہ نہ رکھا جائے۔ مسئلہ: کسی نے محض خیر و برکت کے لئے قرآن مجید اپنے گھر میں رکھ چھوڑا ہے اور تلاوت نہیں کرتا تو گناہ نہیں بلکہ اس کی یہ نیت باعث ثواب ہے۔ (قاضی خاں)

جماعت کا بیان: جماعت کی بہت تاکید ہے اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ بے جماعت کی نماز سے جماعت والی نماز کا ثواب ستائیس گنا ہے۔ مسئلہ: مردوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار اور سزا کے لائق ہے اور کئی بار ترک کرنے والا فاسق مردود الشہادت[1] ہے اور اس کو سخت سزا دی جائے گی اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔

کن نمازوں کے لئے جماعت شرط ہے: مسئلہ: جمعہ عیدین میں جماعت شرط ہے یعنی بغیر جماعت یہ نمازیں ہوں گی ہی نہیں۔ مسئلہ: تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے یعنی محلّہ کے کچھ لوگوں نے جماعت سے پڑھی تو سب کے ذمہ سے جماعت چھوڑنے کی برائی جاتی رہی اور اگر سب نے جماعت چھوڑی تو سب نے برا کیا۔ مسئلہ: رمضان شریف کے وتر میں جماعت مستحب ہے۔ مسئلہ: سنتوں اور نفلوں میں جماعت مکروہ ہے اور رمضان کے علاوہ وتر میں بھی مکروہ

[1] مردود الشہادت: جس کی گواہی قبول نہ ہو فاسق، بدکار، گنہگار

ہے۔ مسئلہ: اگر جانتا ہے کہ اعضائے وضو تین تین بار دھونے میں رکعت چھوٹ جائے گی تو بہتر یہ ہے کہ تین بار نہ دھوئے اور رکعت نہ جانے دے اور اگر سمجھتا ہے کہ تین تین بار دھونے میں رکعت تو مل جائے گی مگر تکبیر اولیٰ نہ پائے گا تو تین تین بار دھوئے۔ (صغیری و بہار شریعت)

جماعت ثانیہ کا حکم: مسئلہ: محلّہ کی مسجد میں جس کے لئے امام مقرر ہے محلّہ کے امام نے اذان و اقامت کے ساتھ سنت کے مطابق جماعت پڑھ لی ہے تو اب پھر دوبارہ اذان و اقامت کے ساتھ پہلے ہی کی طرح جماعت کرنا مکروہ ہے اور اگر بے اذان جماعت دوبارہ کی تو حرج نہیں جب کہ محراب سے ہٹ کر ہو اور اگر پہلی جماعت بے اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت جماعت ثانیہ نہ ہوگی (دُرّ مختار و ردّ المحتار وغیرہ) مسئلہ: جس کی جماعت جاتی رہی اس پر یہ واجب نہیں کہ دوسری مسجد میں جماعت تلاش کر کے پڑھے البتہ اگر ایسا کرے تو مستحب ہے۔

کن عذروں سے جماعت چھوڑ سکتا ہے: ان عذروں سے جماعت چھوڑ سکتا ہے ایسی بیماری کہ مسجد تک جانے میں مشقت ہو۔ سخت بارش، بہت کیچڑ، سخت سردی، سخت اندھیری، آندھی، پاخانہ، پیشاب، ریاح کا بہت زور ہونا، ظالم کا خوف، قافلہ چھوٹ جانے کا ڈر، اندھا ہونا، اپاہج ہونا، اتنا بوڑھا ہونا کہ مسجد تک جانے سے مجبور ہو، مال یا کھانے کے ہلاک ہو جانے کا ڈر، مفلس کو قرض خواہ کا ڈر، بیمار کی دیکھ بھال کہ یہ اگر چھوڑ کر چلا جائے گا تو اس کو تکلیف ہوگی یا گھبرائے گا۔ یہ سب جماعت چھوڑنے کے عذر ہیں۔ مسئلہ: عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں۔ دن کی نماز ہو یا رات کی جمعہ کی ہو یا عیدین کی چاہے جوان ہوں یا بڑھیا یوہیں وعظ کی مجلس میں بھی جانا ناجائز ہے۔ (دُرّ مختار بہار شریعت)

ایک مقتدی کہاں کھڑا ہو: مسئلہ: اکیلا مقتدی مرد اگرچہ لڑکا ہو امام کے برابر داہنی طرف کھڑا ہو بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے دو سے زیادہ کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: ایک آدمی امام کے برابر کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور یہ آنے والا اس مقتدی کے برابر کھڑا ہو جائے اور اگر امام آگے نہ بڑھے تو یہ مقتدی پیچھے ہٹ آئے۔ یا خود ہٹ آئے یا آنے والا اس کو پیچھے کھینچ لے لیکن جب مقتدی ایک ہو تو اس کا پیچھے آجانا افضل ہے اور اگر دو ہوں تو امام کا آگے بڑھ جانا افضل ہے۔

صف کے مسائل: مسئلہ: صفیں سیدھی ہوں اور لوگ مل کر کھڑے ہوں۔ بیچ میں جگہ نہ رہے اور سب کے مونڈھے برابر ہوں اور امام آگے بیچ میں ہو۔ مسئلہ: پہلی صف میں اور امام کے قریب کھڑا ہونا افضل ہے لیکن جنازہ میں پچھلی صف میں ہونا افضل ہے۔ (دُرّ مختار) مسئلہ: مقتدی کو تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ یا بعد کہنا چاہیے۔ یہاں تک کہ اگر لفظ اللہ تو امام کے ساتھ کہا اور اکبر امام سے پہلے تو نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ: مقتدی کو کسی نماز میں قرأت جائز نہیں نہ الحمد نہ سورۃ خواہ امام زور سے پڑھے یا آہستہ امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: صفوں کی ترتیب یوں ہونی چاہے کہ اگلی صفوں میں مرد ہوں اور اس کے بعد لڑکے اور سب سے پیچھے عورتیں۔ (ہدایہ)

امام کون ہوسکتا ہے: مسئلہ: امام کو مسلمان مرد عاقل بالغ نماز کے مسائل کا جاننے والا غیر معذور ہونا چاہیے کہ اگر امام میں ان چھیوں باتوں میں سے کوئی بات نہ پائی گئی تو اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ: معذور اپنے مثل معذور کا یا اپنے سے زائد عذر والے کا امام ہوسکتا ہے اور اگر امام و مقتدی دونوں کو دو قسم کے عذر ہوں مثلاً ایک کو ریاح کا مرض ہے۔ دوسرے کو قطرے کا تو ایک دوسرے کی امامت نہیں کرسکتا (عالمگیری ردّ المحتار) مسئلہ: تیمم کرنے والا وضو کرنے والوں کا امام ہوسکتا ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: موزوں پر مسح کرنے والا پیر دھونے والوں کی امامت کرسکتا ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والا بیٹھ کر پڑھنے والے کی اقتدا کرسکتا ہے (ہدایہ شرح وقایہ) مسئلہ: وہ شخص جو رکوع و سجود کرتا ہے وہ اس کے پیچھے نہیں پڑھ سکتا جو اشارے سے پڑھتا ہے لیکن اگر امام و مقتدی دونوں اشارے سے پڑھتے ہوں تو اقتداء جائز ہے۔ (ہدایہ شرح وقایہ) مسئلہ: ننگا ستر چھپانے والے کا امام نہیں ہوسکتا۔ (ہدایہ شرح وقایہ)

بدمذہب کے پیچھے نماز کا حکم: مسئلہ: بدمذہب جس کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ اس کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب اعادہ ہے (دُرّ مختار ردّ المحتار عالمگیری) مسئلہ: فاسق معلن جیسے شرابی، جواری، زانی، سود خور، چغل خور، وغیرہ جو کبیرہ گناہ علانیہ کرتے ہیں۔ ان کو امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب اعادہ ہے۔ (ردّ المحتار دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: وہ بدمذہب جس کی بدمذہبی حد کفر کو پہنچ گئی ہو جیسے

رافضی اگرچہ صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت یا صحابیت سے انکار کرتا ہو یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ اقدس میں تبرا کہتا ہو۔ (جہمی، مشبہ، قدری[1]) اور وہ جو قرآن کو مخلوق بتاتا ہے اور وہ جو شفاعت یا دیدارِ الٰہی یا عذابِ قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی (عالمگیری وغنیۃ) اس سے سخت تر حکم ان لوگوں کا ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں بلکہ متبع سنت بنتے ہیں اور اس کے باوجود بعض ضروریاتِ دین کو نہیں مانتے اللہ و رسول کی توہین کرتے یا کم از کم توہین کرنے والوں کو مسلمان جانتے ہیں ان کے پیچھے بھی بالکل نماز جائز نہیں۔

فاسق کی اقتداء کا حکم: مسئلہ: فاسق کی اقتداء نہ کی جائے مگر صرف جمعہ میں کہ اس میں مجبوری ہے باقی نمازوں میں دوسری مسجد میں چلا جائے اور جمعہ اگر شہر میں چند جگہ ہوتا ہو تو اس میں بھی اقتداء نہ کی جائے۔ دوسری مسجد میں جا کر پڑھیں (غنیۃ، ردّ المحتار، فتح القدیر) مسئلہ: امام کا تنہا اونچی جگہ کھڑا ہونا مکروہ ہے اگر بلندی تھوڑی ہو تو مکروہ تنزیہی اور اگر بلندی زیادہ ہو تو مکروہ تحریمی (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: امام نیچے ہو اور مقتدی اونچی جگہ پر یہ بھی مکروہ اور خلافِ سنت ہے (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: مسبوق، اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد ہے۔

مسبوق کی تعریف: مسبوق وہ ہے جو جماعت میں اس وقت شامل ہوا جب کہ کچھ رکعتیں امام پڑھ چکا تھا اور آخر تک امام کے ساتھ رہا۔ منفرد کے معنی اکیلا پڑھنے والا جو جماعت کے ساتھ نہ پڑھے۔ مسئلہ: مسبوق نے امام کو قعدے میں پایا تو اس طرح شامل ہو کہ پہلے نیت کر کے کھڑا ہو اور سیدھے کھڑے رہنے کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا قعدے میں جائے۔ اگر رکوع یا سجدہ میں پائے تب بھی یوں ہی کرے اگر پہلی تکبیر کہنے میں رکوع کی حد تک جھک گیا تو نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ: مسبوق چار رکعتوں والی نماز میں چوتھی رکعت میں جماعت میں شامل ہوا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے اور ایک رکعت الحمد اور سورۃ کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرلے اور پھر کھڑا ہو جائے اور اس میں بھی الحمد اور سورۃ پڑھے اور اس رکعت پر قعدہ نہ کرے بلکہ ایک رکعت اور پڑھے صرف الحمد کے ساتھ اور اس

[1] قدری، جو تقدیر کا منکر ہو مشبہ، جو خدا کی ذات وصفات کو آدمی کی ذات وصفات کی طرح مانتا ہو جہمی، جہم بن صفوان کے ماننے والوں کو کہتے ہیں ان کا قول ہے کہ بندے کو بالکل کسی طرح کی قدرت نہیں نہ موثرہ نہ کاسبہ بلکہ مثل جمادات کے ہے اور جنت ودوزخ لوگوں کے داخل ہونے کے بعد فنا ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ کچھ باقی نہ رہے گا سوا اللہ تعالیٰ کے۔۱۲

آخری رکعت پر قعدہ وغیرہ کر کے نماز ختم کرے یعنی علاوہ امام کے ساتھ والے قعدہ کے اس کو دو قعدے اور ادا کرنے ہوں گے۔ ایک قعدہ ایک رکعت کے بعد اور دوسرا قعدہ اس قعدہ کے کے بعد دو رکعت اور پڑھ کر۔ مسئلہ: مسبوق مغرب کی تیسری رکعت میں شریک ہوا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے الحمد و سورۃ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر قعدہ کر کے پھر کھڑا ہو جائے اور الحمد و سورۃ پڑھ کر رکعت پوری کرے اور قعدہ اخیرہ کر کے نماز ختم کرے یعنی اپنی دونوں رکعتوں میں ہر رکعت پر قعدہ کرے اور دونوں رکعتوں میں الحمد اور سورۃ پڑھے۔ اس میں بھی دو قعدے ہوئے علاوہ امام کے قعدہ کے۔ مسئلہ: چار رکعت والی نماز کی تیسری رکعت میں شامل ہوا تو امام کے بعد دو رکعت اور پڑھے اور ان دونوں میں الحمد اور سورۃ ضرور پڑھے۔ مسئلہ: پہلی رکعت چھوٹ گئی تو امام کے بعد ایک رکعت پڑھے الحمد اور سورت کے ساتھ۔ مسئلہ: مسبوق نے بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز نہ گئی پوری کرے اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا ہے تو سجدہ سہو بھی نہیں اور اگر امام کے ذرا بعد پھیرا تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر قصداً سلام پھیرا یہ سمجھ کر کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے تو نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے۔ (دُرِّ مختار ردّ المحتار)

کب فرض توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے: مسئلہ: کسی نے چار رکعت والی فرض نماز اکیلے شروع کی اور ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کرنے پایا تھا کہ وہیں جماعت شروع ہوئی تو اپنی نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے اور فجر اور مغرب میں تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ بھی کرلیا ہو تو بھی توڑ کر شریک جماعت ہو جائے مسئلہ: چار رکعت والی نماز میں اگر پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا تو نہ توڑے بلکہ ایک رکعت اور پڑھ کر دو پر قعدہ کر کے سلام پھیر کے جماعت میں شامل ہو جائے۔ مسئلہ: اگر تین رکعتیں پوری پڑھ لیں اور جماعت قائم ہوئی تو جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا اپنی ہی چاروں پوری کرے اور بعد میں نفل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جائے مگر عصر میں شامل نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔ مسئلہ: چار رکعت والی نماز میں تیسری رکعت کا ابھی سجدہ نہ کیا تھا کہ جماعت ہوئی تو نماز توڑ دے اور جماعت میں شریک ہو جائے۔ مسئلہ: نماز توڑنے کے لئے بیٹھنے کی ضرورت نہیں کھڑے کھڑے توڑنے کی نیت سے ایک طرف سلام پھیر دے۔ مسئلہ: نفل یا سنت یا قضا شروع کی اور جماعت قائم ہوئی تو نماز نہ توڑے پوری کر کے شامل ہو۔ البتہ اگر نفل چار رکعت کی نیت سے شروع کی تو دو رکعت پر توڑ دے تیسری اور چوتھی رکعت میں ہو تو پوری

کرے۔ مسئلہ: جماعت میں ملنے کے لئے نماز توڑنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ جماعت اس جگہ قائم ہو جہاں یہ پڑھ رہا ہے۔ اگر یہ گھر میں پڑھ رہا ہے اور مسجد میں جماعت قائم ہوئی تو توڑنے کا حکم نہیں یا یہ کہ ایک مسجد میں پڑھ رہا ہے اور جماعت دوسری مسجد میں شروع ہوئی تو نہیں توڑ سکتا۔ اگرچہ ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب بھی نہیں توڑ سکتا۔ (ردّالمحتار)
مسئلہ: قیام و رکوع و سجود و قعدہ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے۔ اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں یوں ہی رکوع سے پہلے سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع پھر سجدہ کر لیا تو ہو جائے گی۔ ورنہ نہیں۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: جو چیزیں فرض ہیں ان میں امام کی پیروی مقتدی پر فرض ہے یعنی اگر فرض چیزوں سے کوئی چیز امام سے پہلے ادا کیا اور امام کے ساتھ یا امام کے ادا کرنے کے بعد ادا نہ کیا تو نماز نہ ہوگی، جیسے امام سے پہلے سجدہ کر لیا اور امام ابھی سجدہ میں نہ آیا تھا کہ اس نے سر اٹھا لیا تو اگر امام کے ساتھ یا بعد کو ادا کر لیا تو نماز ہو گئی ورنہ نہیں۔ (دُرّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: مقتدی نے امام سے پہلے سجدہ کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام بھی سجدہ میں پہنچ گیا تو سجدہ ہو گیا مگر مقتدی کو ایسا کرنا حرام ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: مقتدی کو صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ جب کہ صف میں جگہ موجود ہو اور اگر صف میں جگہ نہ ہو تو حرج نہیں اور اگر کسی کو صف میں سے کھینچ لے اور اس کے ساتھ کھڑا ہو تو یہ اچھا ہے مگر یہ خیال رہے کہ جس کو کھینچے وہ اس مسئلہ کو جانتا ہو کہیں اس کے کھینچنے سے اپنی نماز نہ توڑ دے (عالمگیری) اور چاہیے کہ یہ کسی کو اشارہ کرے اور اسے یہ چاہیے کہ پیچھے نہ ہٹے اس پر سے کراہت دور ہو جائے گی۔
(فتح القدیر و بہار شریعت)

جماعت قائم کرنے کا طریقہ: جماعت اس طرح قائم کی جائے کہ نماز کا جب مستحب وقت شروع ہو جائے تو اذان کہی جائے اس کے بعد سب لوگ باوضو مسجد میں یا جہاں جماعت کرنی ہو جمع ہوں اور سنت گھر سے پڑھ کر نہ آئے ہوں تو اس سے فارغ ہو کر صف بہ صف بیٹھ جائیں اور امام اپنی جگہ پر بیٹھ جائے اب مؤذن تکبیر کہے جب حی علی الفلاح پر پہنچے تب امام اور مقتدی سب لوگ کھڑے ہو جائیں امام نماز اور امامت کی نیت کر کے قد قامت الصلوٰۃ سے ذرا پہلے اللہ اکبر کہہ کے ہاتھ باندھ لے اور پڑھنا شروع کر دے اور مقتدی بھی اس نماز اور اقتدا کی نیت کر کے اللہ اکبر کہہ کے ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھ کر خاموش کھڑے رہیں۔ جب امام رکوع میں جائے تو مقتدی بھی رکوع کریں اور امام کے

ساتھ ساتھ پوری نماز ختم کریں الحمد اور سورت کے سوا سب کچھ جو نمازوں میں پڑھا جاتا ہے پڑھیں اگر کوئی شخص امام کے شروع کر دینے یا کچھ رکعتوں کے پڑھ لینے کے بعد آیا تو وہ بھی اس نماز اور اس امام کے پیچھے پڑھنے کی نیت سے شریک ہو جائے۔ اخیر میں جب امام سلام پھیرے سب سلام پھیریں لیکن جس کی نماز کچھ چھوٹ گئی ہے وہ سلام نہ پھیرے بلکہ کھڑا ہو جائے اور اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پوری کر کے سلام پھیرے سلام کے بعد امام اپنے داہنے یا بائیں یا مقتدیوں کی طرف گھوم جائے اور دونوں ہاتھ سینے کے سامنے پھیلا کر دعا مانگے اور مقتدی بھی دعا مانگیں دعا کے بعد اپنی اپنی جگہ سے ہٹ کر سنت نمازیں پڑھیں۔ مسئلہ: امام تکبیر تحریمہ قد قامت الصلوٰۃ سے ذرا پہلے کہے اور مقتدی امام کے تکبیر کے بعد تکبیر کہیں۔ (عالمگیری)

نماز فاسد کرنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ: کلام مفسد نماز ہے یعنی نماز میں بولنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے چاہے جان بوجھ کر بولے یا بھولے سے ایک آدھ بات بولے یا زیادہ۔ مسئلہ: کلام وہی مفسد ہے جس میں اتنی آواز ہو کہ کم سے کم خود سن سکے اگر کوئی مانع نہ ہو۔ مسئلہ: کسی کو بھولے سے بھی سلام کیا تو نماز جاتی رہی چاہے خالی السلام ہی کہا ہو۔ علیکم نہ کہہ پایا ہو۔ مسئلہ: زبان سے سلام کا جواب دیا تو نماز جاتی رہی اور ہاتھ یا سر کے اشارے سے دیا تو مکروہ ہوئی۔ (دُرّمختار عالمگیری) مسئلہ: نماز میں چھینک آئے تو الحمد للہ نہ کہے۔ اگر کہہ دیا تو نماز نہ گئی (عالمگیری) مسئلہ: خوشی کی خبر کے جواب میں الحمد للہ کہا یا بری خبر پر ان للہ وانا الیہ راجعون پڑھا یا تعجب کی خبر پر سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہا تو نماز جاتی رہی اگر خبر کے جواب کا ارادہ نہ کیا تو نہ گئی۔ مسئلہ: کھکھارنے میں جب دو حرف نکلے جیسے اخ تو یہ مفسد نماز ہے جب کہ نہ عذر ہو نہ صحیح غرض ہو اگر عذر سے ہو جیسے طبیعت نے مجبور کیا یا صحیح غرض کے لئے ہو جیسے قرأت میں آواز صاف کرنے کے لئے یا امام کو غلطی پر اطلاع دینے کے لئے یا دوسرے کو اپنے نماز میں ہونے کی اطلاع دینے کے لئے ہو تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ مسئلہ: مقتدی نے اپنے امام کے سوا کسی اور کو لقمہ دیا نماز جاتی رہی مسئلہ: امام نے اپنے مقتدی کے سوا کسی اور کا لقمہ لیا نماز فاسد ہو گئی۔ مسئلہ: آہ' اوہ' اف' تف' یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا اور حروف پیدا ہوئے ان سب صورتوں میں نماز ٹوٹ گئی اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز اور حروف نہیں تو حرج نہیں۔ (عالمگیری ردّالمحتار) مسئلہ: مریض کی زبان سے بے اختیار آہ' اوہ نکلی تو نماز فاسد نہ ہوئی یوہیں چھینک

کھانسی جمائی ڈکار میں جتنے حرف مجبوراً (بے اختیار) نکلتے ہیں وہ معاف ہیں (دُرِّمختار) مسئلہ: پھونکنے میں اگر آواز پیدا نہ ہو تو وہ مثل سانس کے ہے کہ مفسد نہیں مگر قصداً کرنا مکروہ ہے اور اگر پھونکنے میں دو حرف پیدا ہوں جیسے اف' تف تو مفسد نماز ہے۔ غنیّہ) مسئلہ: نماز میں قرآن' قرآن شریف سے یا محراب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ہاں اگر پڑھتا تو ہے یاد سے اور نظر پڑتی ہے لکھے ہوئے پر تو حرج نہیں (ردّالمحتار) مسئلہ: عمل کثیر کہ نہ اعمال نماز سے ہو نہ نماز کی اصلاح کے لئے کیا گیا ہو مفسد نماز ہے۔ عمل قلیل مفسد نہیں۔ جس کام کے کرنے والے کو دور سے دیکھ کر اس کے نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عمل کثیر ہے اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شبہ و شک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں تو یہ عمل قلیل ہے۔ مسئلہ: کرتہ یا پاجامہ پہنا یا تہبند باندھا تو نماز جاتی رہی۔ مسئلہ: نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے جان کر ہو یا بھول کر ہو تھوڑا ہو یا زیادہ ہو یہاں تک کہ اگر تل بلا چبائے نگل لیا یا کوئی بوند منہ میں گری اور نگل لیا نماز جاتی رہی۔ مسئلہ: موت' جنون' بے ہوشی سے نماز جاتی رہتی ہے اگر وقت میں آرام ہو جائے تو ادا پڑھے اور اگر وقت کے بعد آرام ہو تو قضا پڑھے جب کہ جنون و بے ہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہو یعنی نماز کے چھ وقت کامل تک برابر نہ رہا ہو۔ کہ اگر چھ وقت کامل تک برابر رہے قضا واجب نہیں۔ (عالمگیری' دُرِّمختار وردّالمحتار) مسئلہ: قصداً وضو توڑا یا کوئی سبب غسل کا پایا گیا نماز جاتی رہی۔ مسئلہ: کسی رکن کو ترک کیا جب کہ اس کو اسی نماز میں ادا نہ کر لیا ہو نماز جاتی رہی۔ مسئلہ: بلا عذر نماز کی کسی شرط کو ترک کیا تو نماز ٹوٹ گئی مسئلہ: قعدہ اخیرہ کے بعد سجدہ نماز یا سجدہ تلاوت یاد آیا اور اس کو ادا کیا اور ادا کرنے کے بعد پھر قعدہ نہ کیا تو نماز نہ ہوئی۔ مسئلہ: کسی رکن کو سوتے میں ادا کیا تھا اس کا اعادہ نہ کیا نماز نہ ہوئی۔

نماز میں سانپ بچھو مارنے کی صورت: مسئلہ: سانپ' بچھو مارنے سے نماز نہیں ٹوٹتی جب کہ نہ تین قدم چلنا پڑے نہ تین ضرب کی ضرورت ہو اگر مارنے میں تین قدم یا زیادہ چلنا پڑا یا تین ضرب یا زیادہ لگانا پڑی تو نماز ٹوٹ گئی۔ مسئلہ: نماز میں سانپ بچھو مارنے کی اجازت ہے اگرچہ نماز ٹوٹ جائے۔ مسئلہ: سانپ بچھو کو نماز میں مارنا اس وقت مباح ہے[1] جب سامنے گزرے اور تکلیف دینے کا ڈر ہو اور اگر کاٹنے کا ڈر نہ ہو تو مکروہ ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یعنی یوں کہ کھجا کر

---

[1] مباح کے معنی جائز حلال جس پر شریعت کی طرف سے کوئی روک نہیں۔

ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹا لیا اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر کئی مرتبہ کھجایا تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا اور اس سے نماز نہ جائے گی۔ (عالمگیری غنیّہ) مسئلہ: تکبیرات انتقال میں اللہ کے الف کو یا اکبر کے الف کو کھینچا اور آللہ یا آکبر کہا یا ب کے بعد الف بڑھا دیا کہ اکبار ہو گیا تو ان سب صورتوں میں نماز ٹوٹ گئی اور اگر تکبیر تحریمہ میں ایسا کیا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی (دُرِّمختار وغیرہ) مسئلہ: قرأت یا اذکار نماز میں ایسی غلطی جس سے معنیٰ فاسد ہو جائیں نماز توڑ دیتی ہے۔ مسئلہ: نمازی کے آگے سے چاہے آدمی گزرے یا جانور نماز نہیں ٹوٹتی البتہ گزرنے والا بہت گنہگار ہوتا ہے۔ اگر نمازی کے سامنے سے جانے والا جانتا کہ اس میں کیا گناہ ہے تو سو برس کھڑا رہنے بلکہ زمین میں دھنس جانے کو اچھا سمجھتا کہ نمازی کے آگے سے نہ گزرتا۔ مسئلہ: اگر میدان میں نمازی کے سامنے سے تین گز[1] چھوڑ کر آگے سے گزرتے تو حرج نہیں لیکن گھر اور مسجد میں ایسا نہیں کر سکتا۔ مسئلہ: نمازی کے آگے اگر سترہ ہو تو سترہ کے پیچھے سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں۔

سترہ کے معنیٰ: ایسی کوئی چیز جس سے آڑ آ جائے۔ مسئلہ: سترہ ایک ہاتھ اونچا اور ایک انگل موٹا ہو کافی ہے اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو (دُرِّمختار وردّالمحتار) مسئلہ: سترہ داہنی بھوں کے سامنے گاڑنا افضل ہے۔

سترہ کس چیز کا ہو سکتا ہے: مسئلہ: درخت جانور آدمی وغیرہ کا بھی سترہ ہو سکتا ہے (غنیّہ) مسئلہ: امام کا سترہ مقتدی کے لئے بھی سترہ ہے مقتدیوں کے لئے علیحدہ سترے کی ضرورت نہیں لہٰذا اگر مسجد میں بھی مقتدی کے آگے سے گزر جائے جب کہ امام کے آگے سے نہ ہو تو حرج نہیں (ردّالمحتار) مسئلہ: نمازی اپنے آگے سے گزرنے والے کو اگر روکنا چاہے تو سبحان اللہ کہے یا زور سے قرأت کرنے لگے یا ہاتھ سے اشارہ کر دے لیکن بار بار ایسا نہ کرے کہ عمل کثیر ہونے کی صورت میں نماز جاتی رہے گی۔ (دُرِّمختار وردّالمحتار)

---

[1] تین گز جگہ یہ اصل میں اندازہ ہے موضع قدم مصلی سے لے کر اس کے موضع سجود تک کا اور موضع سجود سے یہاں مراد وہاں تک کی جگہ ہے جہاں تک حالت قیام میں سجدہ کی جگہ پر نظر کرنے سے نگاہ پھیلتی ہے۔ اتنی جگہ میدان میں چھوڑ کر اس کے بعد سے گزر سکتا ہے۔ جیسا کہ عالمگیری کی اس عبارت سے ظاہر ہے۔

والاصح انه موضع صلاته من قدمه الى موضع سجوده قال مشائخنا اذا صلى راميا بصره عليه لم يكره وهو الصحيح ۱۲۔

نماز کے مکروہات کا بیان

مسئلہ: کپڑے یا بدن یا داڑھی کے ساتھ کھیلنا مکروہ تحریمی ہے[1]۔ کپڑا سمیٹنا جیسے سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھالینا اگرچہ گرد سے بچانے کے لئے ہو مکروہ تحریمی ہے اور بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ ہے۔ کپڑا لٹکانا جیسے سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ: اگر کرتے وغیرہ کی آستین میں ہاتھ نہ ڈالے بلکہ پیٹھ کی طرف پھینک دے تو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے۔ (دُرّمختار)

نماز میں کپڑا لٹکانے کا حکم: مسئلہ: کاندھے پر اس طرح رومال ڈالنا کہ ایک کنارہ پیٹ پر لٹکتا ہو اور دوسرا پیٹھ پر یہ مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ: رضائی یا چادر یا شال کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں۔ یہ ممنوع و مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ہو اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں۔ (دُرّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی یا دامن سمیٹے نماز پڑھے مکروہ تحریمی ہے چاہے پہلے سے چڑھی ہو یا نماز میں چڑھائی (دُرّمختار) مسئلہ مرد کو جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر نماز میں جوڑا باندھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ مسئلہ: کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر سنت کے طور پر سجدہ نہ ادا ہوتا ہو تو ایک بار ہٹا سکتا ہے اور اگر بغیر ہٹائے واجب نہ ادا ہوتا ہو تو ہٹانا واجب ہے چاہے کئی بار ہٹانا پڑے۔ (دُرّمختار و ردّالمحتار)

نماز میں انگلی چٹکانے کا حکم: انگلیاں چٹکانا انگلیوں کی قینچی باندھنا یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔ (دُرّمختار وغیرہ) مسئلہ: نماز کے لئے جاتے وقت اور نماز کے انتظار میں بھی یہ دونوں چیزیں مکروہ ہیں۔

کمر پر ہاتھ رکھنے کا حکم: مسئلہ: کمر پر ہاتھ رکھنا مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ رکھنا نہ چاہیے (دُرّمختار) مسئلہ: ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے چاہے تھوڑا ہی منہ پھرا ہو اگر منہ نہ پھیرے صرف کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بلا حاجت دیکھے تو کراہت تنزیہی ہے اور نادراً کسی غرض صحیح سے ہو تو اصلا حرج نہیں۔ آسمان کی طرف نگاہ اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ: تشہد یا سجدوں کے درمیان کتے کی طرح بیٹھنا (یعنی گھٹنوں کو سینہ سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر چوتڑ کے بل بیٹھنا) مرد کا سجدے میں کلائیوں کو بچھانا کسی شخص

[1] مکروہ تحریمی وہ ہے جس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے لیکن حرام سے کم۔

کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ: کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے یوں بھی بے ضرورت اس طرح لپٹنا نہ چاہیے اور خطرہ کی جگہ تو سخت ممنوع ہے یوں ہی ناک منہ چھپانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

مکروہ تحریمی کس کو کہتے ہیں؟: مسئلہ: بے ضرورت کھکھار نکالنا قصداً جمائی لینا مکروہ تحریمی ہے اگر جمائی خود آئے تو حرج نہیں مگر روکنا مستحب ہے اگر روکے سے نہ رکے تو ہونٹ دانتوں سے دبائے اور اس پر بھی نہ رکے تو ہاتھ منہ پر رکھ لے قیام میں داہنا ہاتھ رکھے اور باقی حالتوں میں بایاں۔ مسئلہ: صرف پائجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھی اور کرتہ یا چادر موجود ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہے اور جو دوسرا کپڑا نہیں تو معاف ہے۔ مسئلہ: کسی آنے والے کی خاطر نماز کو طول دینا مکروہ تحریمی ہے اور اگر جماعت پا جانے کے خیال سے ایک دو تسبیح کے برابر طول دیا تو کراہت نہیں (عالمگیری) مسئلہ: قبر کا سامنے ہونا جب کہ کوئی چیز بیچ میں حائل نہ ہو تو وہ مکروہ تحریمی ہے۔ (دُرّمختار عالمگیری)

غیر کی زمین میں نماز پڑھنے کا حکم: مسئلہ: زمین مغصوب یا پرائے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جتے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (دُرّمختار، عالمگیری) مسئلہ: مقبرہ میں جو جگہ نماز کے لئے مقرر ہو اور اس جگہ میں قبر نہ ہو تو وہاں نماز پڑھنے میں حرج نہیں۔ کراہت اس وقت ہے کہ قبر سامنے ہو اور نمازی اور قبر کے درمیان کوئی چیز بقدر سترہ حائل نہ ہو۔ ورنہ اگر قبر داہنے یا بائیں یا پیچھے ہو یا سترہ کے برابر کوئی چیز حائل ہو تو کچھ بھی کراہت نہیں۔ (عالمگیری، غنیہ، قاضی خاں)

کفار کے عبادت خانوں میں جانے کا حکم: مسئلہ: کفار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کہ وہ شیاطین کی جگہ ہے بلکہ ان میں جانا بھی منع ہے۔

الٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنے کا حکم: مسئلہ: الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یوں ہی انگرکھے کے بند نہ باندھنا اور اچکن شیروانی وغیرہ کے بٹن نہ لگانا اگر اس کے نیچے کرتہ وغیرہ نہیں اور سینہ کھلا رہا تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر نیچے کرتہ وغیرہ ہے تو مکروہ تنزیہی۔ (بہار شریعت)

تصویر کے احکام: مسئلہ: جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔ مسئلہ: اگر تصویر نمازی کے سر پر ہو یعنی

چھت میں بنی ہو یا لٹکی ہو یا سجدہ کی جگہ میں ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہوتا ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہو گی یونہی نمازی کے آگے یا داہنے یا بائیں تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے اور پیچھے ہونا بھی مکروہ ہے اگرچہ آگے اور دائیں بائیں ہونے سے کم۔ مسئلہ: اگر تصویر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں تو کراہت نہیں (ہدایہ، فتح القدیر) مسئلہ: اگر تصویر غیر جاندار کی ہے جیسے پہاڑ، دریا، درخت، پھول پتی وغیرہ تو کچھ حرج نہیں، (فتح القدیر) مسئلہ: ہتھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں (دُرِّ مختار) مسئلہ: تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے اور اس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا کہ تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہیں ہوگی۔ (ردّ المحتار) مسئلہ: اگر تصویر ذلت کی جگہ میں ہو، جیسے جوتا اتارنے کی جگہ میں ہو یا ایسے فرش میں ہو جس کو پاؤں سے روندتے ہوں تو نماز میں کراہت نہیں جب کہ اس پر سجدہ نہ ہو اور گھر میں ہونے میں بھی کراہت نہیں۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: اگر تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ کھڑے ہو کر دیکھنے میں اس کے بدن کے حصہ الگ الگ نہ دکھائی دیں تو ایسی تصویر نمازی کے آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہونے میں نماز مکروہ نہ ہوگی۔ مسئلہ: اگر تصویر کا پورا چہرہ مٹا دیا تو کراہت جاتی رہی۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: تصویر کے یہ احکام تو نماز کے ہیں۔ رہا تصویر کا رکھنا تو اس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے یعنی جب کہ توہین کے ساتھ نہ ہوں اور نہ اتنی چھوٹی ہوں کہ کھڑے ہو کر دیکھنے میں بدن کے حصے الگ الگ نہ دکھائی دیں[1]۔ (فتح القدیر وغیرہ) مسئلہ: تصویر کا بنانا بنوانا دونوں حرام ہیں چاہے دستی ہو یا عکسی دونوں کا ایک حکم ہے۔

مکروہ تنزیہی[2]: مسئلہ: سجدہ یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر وقت تنگ ہو یا ریل چلے جانے کے خوف سے ہو تو حرج نہیں۔ مسئلہ: کام کاج کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے جب کہ اور کپڑے ہوں ورنہ کراہت نہیں۔

ننگے سر نماز پڑھنے کے احکام: مسئلہ: سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی سے بوجھ معلوم ہوتا ہے یا گرمی معلوم ہوتی ہے اس وجہ سے ننگے سر پڑھتا ہے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اور اگر نماز کو حقیر خیال کر کے ننگے سر پڑھے مثلاً نماز کوئی مہتم بالشان چیز نہیں جس کے لئے ٹوپی عمامہ پہنا جائے تو یہ کفر ہے اور اگر خشوع و خضوع کے لئے ننگے سر پڑھے تو مستحب ہے

۱ یعنی جب کہ تصویر ذلت کی جگہ میں ہو یا بہت چھوٹی ہو کہ دیکھنے میں بدن کے حصے الگ الگ نہ دکھائی دیتے ہوں تو ایسی تصویر کے گھر میں ہونے سے حرج نہیں۔ ۱۲ منہ

۲ مکروہ تنزیہی جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں لیکن کرنے پر سزا و عذاب بھی نہیں۔ ۱۲

(دُرِّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: نماز میں ٹوپی گر پڑی ٹوپی اٹھا لینا افضل ہے جب کہ عمل کثیر سے نہ ہو ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی اور بار بار اٹھانی پڑے تو چھوڑ دے اور نہ اٹھا لینے سے خضوع مقصود ہو تو نہ اٹھانا افضل ہے (دُرِّ مختار ردّ المحتار) مسئلہ: ماتھے سے خاک یا گھاس چھڑانا مکروہ ہے جب کہ نماز میں تشویش نہ ہو اور تکبر کی وجہ سے چھڑا رہا ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر تکلیف دہ ہوں یا خیال بٹتا ہو تو حرج نہیں اور نماز کے بعد چھڑانے میں تو مطلقاً مضائقہ نہیں بلکہ چھڑا دینا چاہیے تا کہ ریا نہ آنے[1] پائے (عالمگیری) مسئلہ: یونہیں حاجت کے وقت پیشانی سے پسینہ پونچھنا بلکہ ہر وہ عمل قلیل کہ نمازی کے لئے مفید ہو جائز ہے اور جو مفید نہ ہو وہ مکروہ ہے (عالمگیری) مسئلہ: نماز میں ناک سے پانی بہا تو اس کو پونچھ لینا زمین پر گرنے سے اچھا ہے اور اگر مسجد میں ہو تو پونچھنا ضروری ہے مسجد میں نہ گرنے دے (عالمگیری) مسئلہ: نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے اور عذر ہو تو حرج نہیں اور علاوہ نماز کے اس طرح بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں (دُرِّ مختار) مسئلہ: سجدہ کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا اور اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا بلا عذر مکروہ ہے۔ (غنیۃ) مسئلہ: رکوع میں سر کو پیٹھ سے اونچا یا نیچا رکھنا مکروہ ہے۔ (منیہ) مسئلہ: اٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اٹھانا مکروہ ہے۔ مسئلہ: جوں یا مچھر جب ایذا پہنچاتے ہوں تو پکڑ کر مار ڈالنے میں حرج نہیں جب کہ عمل کثیر سے نہ ہو۔ (غنیۃ و بہار شریعت)

مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے: مسئلہ: مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے (عالمگیری) مسئلہ: کوئی شخص کھڑا یا بیٹھا باتیں کر رہا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کراہت نہیں جب کہ باتوں سے دل بٹنے کا خوف نہ ہو۔ مصحف شریف اور تلوار کے پیچھے اور سونے والے کے پیچھے نماز مکروہ نہیں۔ (دُرِّ مختار۔ ردّ المحتار)

نمازی کے آگے آگ کا حکم: مسئلہ: جلتی آگ نمازی کے آگے ہونا باعث کراہت ہے۔ شمع یا چراغ میں کراہت نہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ: بغیر عذر ہاتھ سے مکھی مچھر اڑانا مکروہ ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: ایسی چیز کے سامنے جو دل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے مثلاً زینت لہو و لعب وغیرہ۔

۱ ریا، معنی نمائش، دکھاوا، جو کام دوسروں کو دکھاوے کے لئے کیا جائے اسکو ریا کہتے ہیں، ریا حرام و گناہ ہے، حدیث شریف میں ریا کو شرک اصغر فرمایا گیا، جو عمل ریا سے کیا جائے اس پر ثواب کے بدلے عذاب ہوگا۔ منہ

عکسی، فوٹو، مہتم بالشان، اہم، خشوع و خضوع، عاجزی و انکساری، عمل کثیر، زیادہ کام، تشویش، بے اطمینانی پریشانی، مطلقاً مضائقہ نہیں، کچھ حرج نہیں، پیشانی، ماتھا، عمل قلیل، تھوڑا کام۔

نماز کے لئے دوڑنے کا حکم: مسئلہ: نماز کے لئے دوڑنا مکروہ ہے۔ (ردّالمحتار)

مصیبت زدہ کے لئے نماز توڑنا: نماز توڑنے کا عذر یعنی کن کن صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے۔ مسئلہ: کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو اسی نمازی کو پکارتا ہو یا مطلقاً کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہ گیر کنوئیں میں گرا چاہتا ہے ان سب صورتوں میں نماز توڑ دینا واجب ہے جب کہ یہ نمازی اس کے بچانے کی قدرت رکھتا ہو (دُرّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: پیشاب پاخانہ معلوم ہوا یا کپڑے یا بدن پر اتنی نجاست دیکھی کہ جتنی نجاست کے ہوتے نماز ناجائز ہے یا نمازی کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا تو ان تینوں صورتوں میں نماز توڑ دینا مستحب ہے جب کہ جماعت کا وقت نہ جاتا رہا اور پیشاب پاخانہ جب بہت زور کئے ہو تو جماعت چھوٹ جانے کا بھی خیال نہ کرے۔ ہاں وقت جانے کا خیال کیا جائے (ردّالمحتار)

سانپ وغیرہ مارنے کے لئے نماز توڑنا: مسئلہ: سانپ وغیرہ مارنے کے لئے جبکہ کاٹنے کا صحیح ڈر ہو تو نماز توڑ دینا جائز ہے۔ مسئلہ: کوئی جانور بھاگ گیا اس کے پکڑنے کے لئے یا بکریوں پر بھیڑیئے کے حملہ کرنے کے ڈر سے نماز توڑ دینا جائز ہے۔

نقصان سے بچنے کے لئے نماز توڑنا: مسئلہ: اپنے یا پرائے ایک درہم کے نقصان کا ڈر ہو۔ مثلاً دودھ ابل جائے گا یا گوشت ترکاری روٹی وغیرہ جل جانے کا ڈر ہو یا ایک درہم کی کوئی چیز چور اچکا لے بھاگا۔ ان صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔ (دُرّمختار عالمگیری) مسئلہ: اگر نفل نماز میں ہو اور ماں باپ دادا دادی وغیرہ اصول پکاریں اور ان کو اس کا نماز میں ہونا معلوم نہ ہو تو نماز توڑ دے اور جواب دے۔ (دُرّمختار و ردّالمحتار)

احکام مسجد کا بیان

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے اچھی جگہ مسجد ہے اور سب سے بری جگہ بازار ہے۔

مسجد میں جاتے وقت کی دعا: جب مسجد میں جائے تو درود شریف پڑھے اور یہ کہے رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك اور جب نکلے تو درود شریف پڑھ کے یہ کہے رب اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلك

قبلہ کی طرف پاؤں کرنے کا حکم: مسئلہ: قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ ہے سوتے میں ہو یا جاگتے میں۔ یونہی چھوٹے بچوں کا پاؤں قبلہ کی طرف کر کے لٹا دینا مکروہ ہے اور اس

کی برائی لٹانے والے پر ہے۔ (دُرّمختار)

مسجد کی چھت کے آداب: مسئلہ: مسجد کی چھت پر بھی گندگی کرنی حرام ہے مسجد کی چھت کا بھی مسجد کی طرح ادب ہے۔ (غنیۃ) مسئلہ: مسجد کی چھت پر بلاضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔ (دُرّمختار، ردّالمحتار)

مسجد کو راستہ بنانے کے احکام: مسجد کو راستہ بنانا یعنی اس میں سے ہو کر گزرنا جائز ہے اگر اس کی عادت کرے تو فاسق ہے۔ اگر کوئی اس نیت سے مسجد میں گیا اور بیچ میں پہنچا تھا کہ پچھتایا تو جس دروازہ سے اس کو نکلنا ہے اس کے سوا دوسرے دروازے سے نکلے یا وہیں نماز پڑھے پھر نکلے اور وضو نہ ہو تو جس طرف سے آیا تھا واپس جائے۔ (دُرّمختار، ردّالمحتار) مسئلہ: مسجد کے اندر کسی برتن میں پیشاب کرنا یا فصد کا خون لینا بھی جائز نہیں۔

مسجد میں بچے اور پاگل کے جانے کے احکام: مسئلہ: بچے کو اور پاگل کو جن سے گندگی کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے اور اگر نجاست کا ڈر نہ ہو تو مکروہ ہے۔

مسجد یا بستر وغیرہ پر کچھ آیت وغیرہ لکھنے کے احکام: مسئلہ: مسجد کی دیواروں اور محرابوں پر قرآن لکھنا اچھا نہیں اس لئے کہ ڈر ہے کہ وہاں سے گرے اور پاؤں کے نیچے پڑے اور اسی بے ادبی کی وجہ سے تکیہ، فرش، بستر، دوسترخوان، جانماز پر بھی آیت یا حدیث یا شعر وغیرہ کچھ لکھنا منع ہے۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

مسجد میں کوئی گندی میل وغیرہ ڈالنے کے احکام: مسئلہ: مسجد میں وضو کرنا یا مسجد کی دیواروں پر یا چٹائی پر یا چٹائی کے نیچے ناک تھوک میل وغیرہ ڈالنا منع ہے۔ اگر ناک سنکنے یا تھوکنے کی ضرورت ہی پڑ جائے تو کپڑے میں لے لے۔ (عالمگیری) مسئلہ: مسجد میں نجاست لے کر جانا منع ہے۔ اگرچہ وہ نجاست مسجد میں نہ لگے اسی طرح جس کے بدن پر نجاست لگی ہو۔ اس کو بھی مسجد میں جانا جائز نہیں۔ (ردّالمحتار)

مسجد میں ناپاک گارا لگانا منع ہے: مسئلہ: ناپاک تیل مسجد میں جلانا یا نجس گارا مسجد میں لگانا منع ہے۔

مسجد میں وضو کب کر سکتا ہے: مسئلہ: مسجد میں کوئی جگہ وضو کے لئے شروع ہی سے مسجد بنوانے والے نے قبل تمام مسجدیت بنا لی ہے، جس میں نماز نہیں ہوتی تو وہاں وضو کر سکتا ہے یوہیں طشت وغیرہ کسی برتن میں وضو کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ پوری احتیاط سے ہو کہ کوئی چھینٹ مسجد

میں نہ پڑے۔ (عالمگیری) مسئلہ: وضو کے بعد منہ اور ہاتھ سے پانی پونچھ کر مسجد میں جھاڑتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ (بہارشریعت)

مسجد میں جو کوڑا وغیرہ نکلے اسے کیا کرے: مسئلہ: مسجد کا کوڑا جھاڑ کر کسی ایسی جگہ نہ ڈالے جہاں بے ادبی ہو۔ (دُرّمختار)

مسجد میں کب پیڑ لگانے کی اجازت ہے: مسئلہ: مسجد میں پیڑ لگانے کی اجازت نہیں ہاں مسجد کو اس کی حاجت ہے کہ زمین میں تری ہے ستون قائم نہیں رہتے تو اس تری کے جذب کرنے کے لئے پیڑ لگا سکتے ہیں۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسجد میں حجرہ کب اور کس لئے بنوایا جا سکتا ہے: مسئلہ: قبل تمام مسجدیت مسجد کے اسباب رکھنے کے لئے مسجد میں حجرہ بنوا سکتے ہیں۔ (عالمگیری)

مسجد میں سوال کرنے اور سائل کو دینے کے احکام

مسئلہ: مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے۔ مسئلہ: مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے۔ (مسلم وغیرہ) بدبودار چیز کھا کر یا لگا کر مسجد میں جانا منع ہے۔ مسئلہ: کچا لہسن پیاز کھا کر مسجد میں جانا جائز نہیں جب تک کہ بو باقی ہو۔ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہے اس سے مسجد کو بچایا جائے اور اس کے بغیر دور کئے ہوئے مسجد میں نہ جائے حتیٰ کہ جو مریض کوئی بدبودار دوا مثل گندھک وغیرہ کے لگائے ہو تو وہ مسجد میں نہ جائے بلکہ کوڑھی یا کسی اور گندے مرض والے بلکہ اس بدزبان کو بھی جو لوگوں کو زبان سے ایذا دیتا ہے مسجد سے روکا جائے گا۔ (دُرّمختار، ردّالمحتار و بہارشریعت وغیرہ)

مسجد میں بات کرنا منع ہے: مسئلہ: مباح باتیں بھی کرنے کی مسجد میں اجازت نہیں نہ آواز بلند کرنا جائز۔ (دُرّمختار صغیری) مسئلہ: مسجد کی صفائی کے لئے چمگادڑ اور کبوتر وغیرہ کے گھونسلے نوچنے میں حرج نہیں۔ (دُرّمختار و بہارشریعت)

مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت: مسئلہ: محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا اگرچہ جماعت تھوڑی ہو جامع مسجد سے افضل ہے بلکہ اگر محلّہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہہ کے نماز پڑھ لے یہ جامع مسجد کی جماعت سے افضل ہے۔

(صغیری وغیرہ)

وتر کی نماز

وتر کی نماز واجب ہے اگر کسی وجہ سے وقت میں وتر نہیں پڑھا تو قضا واجب ہے۔ (عالمگیری ہدایہ) وتر کی نماز کی تین رکعتیں ہیں ایک سلام سے مثل مغرب کے۔ اس میں پہلا قعدہ واجب ہے یعنی دو رکعت پر بیٹھے اور صرف التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت میں بھی الحمد اور سورۃ پڑھے اور اس تیسری رکعت میں سورۃ پڑھے کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر کانوں کی لو تک لے جائے اور اللہ اکبر کہہ کر پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے جب دعائے قنوت پڑھ چکے تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے اور باقی نماز پوری کرے۔ مسئلہ: دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا واجب نہیں البتہ بہتر وہ دعائیں ہیں جو حدیثوں میں آئیں سب سے زیادہ مشہور دعائے قنوت یہ ہے۔

دعائے قنوت اور اس کا حکم: اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونومن بك ونتوكل عليك ونثنى عليك الخير ونشكرك ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك اللهم اياك نعبد ولك نصلى ونسجد واليك نسعى ونحفد ونرجوا رحمتك ونخشى عذابك ان عذابك بالكفار ملحق مسئلہ: جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے وہ یہ پڑھے ربنا اتنا فی الدنیا حسنةً وفی الاخرة حسنةً وقنا عذاب النار اور جس سے یہ بھی نہ بن پڑے وہ تین بار اللهم اغفرلی کہے (عالمگیری) مسئلہ: دعائے قنوت ہمیشہ ہر شخص آہستہ پڑھے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا اور دنوں میں (ردّالمحتار)

مسئلہ: وتر کے سوا اور کسی نماز میں قنوت نہ پڑھے۔ ہاں اگر حادثہ عظیمہ واقع ہو تو فجر میں بھی پڑھ سکتا ہے اور اس میں بھی ظاہر یہ ہے کہ رکوع سے پہلے پڑھے جیسا کہ وتر میں (دُرّمختار و بہارشریعت وغیرہ) مسئلہ: اگر قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا تو پھر بیٹھنے کی اجازت نہیں بلکہ آخر میں سجدہ سہو کرے۔ (دُرّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: اگر قنوت بھول جائے اور رکوع میں یاد آئے تو نہ رکوع میں پڑھے نہ قیام کی طرف لوٹ کر کھڑے ہو کر پڑھے بلکہ چھوڑ دے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے نماز ہو جائے گی۔ مسئلہ: وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قرأت فرض ہے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ ملانا واجب ہے۔ مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ یا انا انزلنا پڑھے اور دوسری میں قل یایها الکفرون اور

تیسری میں قل ھو اللہ احد پڑھے اور کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لے۔ مسئلہ: وتر کی نماز بیٹھ کر یا سواری پر بغیر عذر نہیں ہوسکتی۔ (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: صاحب ترتیب کے لئے اگر یہ یاد ہے کہ نماز وتر نہیں پڑھی اور وقت میں گنجائش بھی ہے تو فجر کی نماز فاسد ہے خواہ شروع سے پہلے یاد آئے یا بیچ میں۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت)

وتر کی نماز کب جماعت سے ہوسکتی ہے: مسئلہ: وتر کی نماز جماعت سے صرف رمضان شریف میں پڑھی جائے۔ علاوہ رمضان کے مکروہ ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) بلکہ اس مبارک مہینہ میں جماعت ہی سے پڑھنا مستحب ہے۔ مسئلہ: جس نے عشاء کی فرض جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی وہ وتر تنہا پڑھے اگرچہ تراویح جماعت سے پڑھی۔

سنتوں اور نفلوں کا بیان

سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کی تعریف اور احکام: سنتیں بعض مؤکدہ ہیں کہ شریعت میں اس پر تاکید آئی بلا عذر ایک بار بھی ترک کرے تو ملامت کے لائق ہے اور ترک کی عادت کرے تو فاسق مردود الشہادۃ جہنم کے لائق۔ اس کا ترک قریب حرام کے ہے اس کے چھوڑنے والے کے لئے شفاعت سے محروم ہو جانے کا ڈر ہے۔ سنت مؤکدہ کو سنن الہدیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ بعض سنتیں غیر مؤکدہ ہیں جن کو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں اس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی۔ کبھی اس کو مستحب اور مندوب بھی کہتے ہیں اور نفل وہ کہ جس کا کرنا ثواب ہے اور نہ کرنے میں بھی حرج نہیں۔

کون کون سی نمازیں سنت مؤکدہ ہیں: مسئلہ: سنت مؤکدہ یہ ہیں دو رکعت فجر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت ظہر کی فرض سے پہلے اور دو رکعت بعد میں، مغرب کے بعد دو رکعت عشاء کے بعد دو رکعت اور جمعہ سے پہلے چار رکعت اور چار رکعت جمعہ کے بعد اور بہتر یہ ہے کہ دو اور پڑھ لے یعنی جمعہ کے بعد چھ رکعت پڑھے۔ (غنیۃ بہار شریعت) مسئلہ: سنت فجر سب سے زیادہ مؤکدہ ہے۔ یہاں تک کہ بعض علماء اس کو واجب کہتے ہیں۔ لہٰذا یہ بلا عذر نہ بیٹھ کر ہوسکتی ہے۔ نہ سواری پر نہ چلتی گاڑی پر۔ (فتح القدیر وغیرہ)

سنتوں کے چھوٹ جانے کے مسائل: مسئلہ: فجر کی نماز قضا ہوگئی اور زوال سے پہلے قضا پڑھی تو اس کی سنت کی بھی قضا پڑھے ورنہ نہیں۔ علاوہ فجر کے اور سنتیں قضا ہوگئیں تو ان کی قضا نہیں۔ مسئلہ: ظہر یا جمعہ کے پہلے کی سنت چھوٹ گئی اور فرض پڑھ لی تو اگر وقت باقی ہے تو بعد

فرض کے پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پچھلی سنتیں پڑھ کے ان کو پڑھے (فتح القدیر و بہار شریعت) مسئلہ: فجر کی سنت قضا ہوگئی اور فرض پڑھ لئے تو اب سنت کی قضا نہیں البتہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے اور طلوع سے پہلے تو ممنوع ہے۔ (ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: فجر کی سنت کے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یایھا الکفرون اور دوسری میں الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد پڑھنا سنت ہے۔

کب نفل جائز ہے: مسئلہ: جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل یا سنت کا شروع کرنا جائز نہیں۔ سوا فجر کی سنت کے جب کہ یہ جانے کہ سنت ختم کر کے جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ ہی پا جائے گا تو سنت پڑھ لے لیکن دور کنارے آڑ میں۔ صف کے قریب پڑھنا منع ہے۔ مسئلہ: اگر یہ جانے کہ نفل پڑھنے میں نماز فرض یا جماعت جاتی رہے گی تو نوافل پڑھنا ایسے وقت میں ناجائز ہے۔

کون کون سی نمازیں مستحب ہیں: مسئلہ: عشاء اور عصر کے پہلے اور عشاء کے بعد بھی چار چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ عشاء کے بعد دو ہی پڑھے مستحب ادا ہو جائے گا۔ یوہیں ظہر کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب[1] ہے حدیث میں اس کے پڑھنے والے پر آگ کے حرام ہونے کی خبر دی گئی ہے۔

صلوٰۃ الاوابین: مسئلہ: بعد مغرب چھ رکعتیں مستحب ہیں اور ان کو صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں۔ دو دو رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے۔ (دُرِّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: ظہر و مغرب و عشاء کے بعد جو مستحب ہے اس میں سنت مؤکدہ داخل ہے۔ مثلاً ظہر کے بعد چار رکعتیں پڑھیں تو سنت مؤکدہ و مستحب دونوں ادا ہو گئے اور یوں بھی ہوسکتا ہے کہ مؤکدہ و مستحب دونوں کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرے یعنی چار رکعت پر سلام پھیرے اور اس میں مطلق سنت کی نیت کافی ہے۔ مؤکدہ یا مستحب کی تصریح نہ کرے۔ دونوں ادا ہو جائیں گی۔[2] (فتح القدیر و بہار شریعت) مسئلہ: نفل و سنت کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔ مسئلہ: سنت و نفل قصداً شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے کہ اگر توڑ دے گا تو قضا پڑھنی پڑے گی۔ مسئلہ: نفل بلا

---

[1] قال صاحب فتح القدیر صرح جماعۃ من المشائخ انہ یستحب اربع بعد الظہر الحدیث رواہ وھو انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی اربعا قبل الظہر و اربعا بعدھا حرمہ اللہ علی النار رواہ ابو داؤد والترمذی و النسائی ۱۲

[2] قال ابن الھمام وحینئذ تقع الاولیان سنہ لوجود تمام علتھا والاخریان نفلا مند وبا فھذ القسم من النیۃ مما یحصل بہ کلا الامرین ۔۱۲

عذر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دونا ثواب ہے۔ (ہدایہ) مسئلہ: نفل بیٹھ کر پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے قعدہ میں بیٹھتے ہیں۔ مگر قرأت کی حالت میں ہاتھ باندھے رہے جیسے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں باندھا جاتا ہے۔ (دُرّ مختار ردّ المحتار) مسئلہ: وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہے اس میں الحمد کے بعد پہلی رکعت میں **اذا زلزلت الارض** اور دوسری میں **قل یایھا الکفرون** پڑھنا بہتر ہے۔

سنت و نفل کہاں پڑھنا بہتر ہے: مسئلہ: سنت و نفل گھر میں پڑھنا بہتر ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: سنت و فرض کے درمیان بات نہ کرے کہ ثواب کم ہو جاتا ہے۔ (فتح القدیر) یہی حکم ہر اس کام کا ہے جو منافی تحریمہ ہے۔ (تنویر و بہار شریعت)

تہجد کی نماز: عشاء پڑھ کر سو رہنے کے بعد جس وقت جاگے وہ تہجد کا وقت ہے مگر رات کے پچھلے تہائی حصہ میں پڑھنا افضل ہے تہجد سنت ہے اور بہ نیت سنت پڑھی جاتی ہے کم سے کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں (فتح القدیر و عالمگیری) مسئلہ: دن کے نفل میں ایک سلام سے چار رکعت سے زیادہ اور رات کے نفل میں ایک سلام سے آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ دن ہو یا رات ہو چار رکعت پر سلام پھیر دے۔ (دُرّ مختار) مسئلہ: جب دو رکعت سے زیادہ نفل کی نیت ہو تو ہر دو رکعت پر قعدہ کرنا ہوگا۔ تنبیہ۔ ایک ساتھ دو رکعت سے زائد نفل میں شرائط دشوار ہیں اس لئے آسانی دو دو رکعت کر کے پڑھنے میں ہے۔

اشراق کی نماز: یہ بھی سنت ہے فجر پڑھ کر درود شریف وغیرہ پڑھتا رہے جب سورج ذرا اونچا ہو جائے یعنی کم از کم نکلنے کے بعد بیس منٹ گزر جائیں تو دو رکعت پڑھے۔

چاشت کی نماز: بھی سنت ہے کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں اور بارہ ہی افضل ہیں اس کا وقت سورج کے اچھی طرح اونچے ہونے کے بعد سے ضحوہ کبریٰ کے شروع ہونے تک ہے لیکن بہتر وقت چوتھائی دن چڑھے ہے۔

نماز استخارہ: حدیثوں میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل پڑھے جس کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ پڑھے پھر یہ دعا پڑھ کر باوضو قبلہ رو سو رہے۔ دعا کے اول و آخر سورۃ فاتحہ اور درود شریف بھی پڑھے دعا یہ ہے:

استخارہ کی دعا: **اللھم انی استخیرك بعلمك و استقدرك بقدرتك و اسئلك من**

فضلك العظیم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیرلی فی دینی و معاشی وعاقبة امری وعاجل امری واجله فاقدره لی ویسره لی ثم بارك لی فیه وان کنت تعلم ان ھذا الامر شرلی فی دینی و معاشی وعاقبة امری و عاجل امری واجله فاصرفه عنی واصرفنی عنه واقدر لی الخیر حیث کان ثم رضنی به۔ دونوں الامر کی جگہ اپنی ضرورت کا نام لے، جیسے پہلے میں کہے **ھذا السفر خیرلی** اور دوسرے میں کہے **ھذا السفر شرلی** (غنیۃ)

کب استخارہ کیا جائے: مسئلہ: نیک کاموں جیسے حج جہاد وغیرہ کے لئے استخارہ نہیں۔ ہاں ان کا وقت مقرر کرنے کے لئے ہو سکتا ہے (غنیۃ) مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ کم سے کم سات بار استخارہ کرے اور پھر دیکھے جس بات پر دل جمے اسی میں خیر ہے۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اگر خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو اچھا ہے اور اگر سیاہی سرخی دیکھے تو برا ہے۔ اس سے بچے۔ (ردّ المحتار)

نماز حاجت: جب کسی کو کوئی حاجت اللہ تعالیٰ سے ہو یا کوئی کام کسی بندے سے ہو یا مشکل پیش آئے تو خوب احتیاط سے اچھی طرح وضو کر کے چار رکعت نفل پڑھے۔ اس کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد تین بار آیت الکرسی پڑھے۔ دوسری میں الحمد کے بعد ایک بار قل ہو اللہ تیسری میں الحمد کے بعد ایک بار **قل اعوذ برب الفلق** اور چوتھی میں الحمد کے بعد ایک بار **قل اعوذ برب الناس** پڑھے۔ سلام کے بعد تین بار **ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشھادة ھو الرحمٰن الرحیم** پھر تین بار **سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوة الا باللہ** پھر تین بار کوئی درود شریف پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔ **لا الہ الا اللہ الحکیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم الحمد للہ رب العالمین اسئلك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والغنیمة من كل**

ترجمہ دعا: اے اللہ میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت چاہتا ہوں اور تجھ سے تیرے بڑے فضل کو مانگتا ہوں اس لئے کہ تو قدرت والا ہے اور مجھ میں قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے اے اللہ اگر تیرے علم میں ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں اس وقت اور آئندہ تو اس کو میرے لئے مقدر فرما دے اور آسانی کو پھر میرے لئے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے لئے یہ کام برا ہے میرے دین و معیشت و انجام کار میں اس وقت اور آئندہ تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر اور میرے لئے خیر کو جہاں بھی ہو مقدر فرما پھر مجھے اس سے راضی کر۔ ۱۲ منہ

بر والسلامة من كل اثم لا تدع لی ذنباً الا غفرته ولا هما الا فرجته ولا
حاجةً هی لك رضا الا قضيتها يا ارحم الرحمين

تراویح کی نماز کا بیان

تراویح وہ بیس رکعت سنت مؤکدہ نماز ہیں جو رمضان شریف میں پڑھی جاتی ہیں۔
عشاء کی فرض کے بعد ہر رات میں۔ مسئلہ: تراویح کا وقت عشاء کے فرض پڑھنے کے بعد سے
لے کر صبح صادق کے نکلنے تک ہے۔ (ہدایہ) مسئلہ: تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے کہ اگر
مسجد کے سب لوگوں نے چھوڑ دی تو سب گنہگار ہوئے اور اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی
تو گنہگار نہیں۔ (ہدایہ وقاضی خاں) مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ تہائی رات تک تاخیر کریں اور اگر
آدھی رات کے بعد پڑھیں تو بھی کراہت نہیں۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: تراویح
جس طرح مردوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی سنت مؤکدہ ہے
اس کا چھوڑنا جائز نہیں (قاضی خاں) مسئلہ: تراویح کی بیس رکعتیں دو دو رکعت کر کے دس
سلام پھیرے۔ اس میں ہر چار رکعت پڑھ لینے کے بعد اتنی دیر تک آرام لینے کے لئے بیٹھنا
مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی ہیں۔ اس آرام کرنے کے لئے بیٹھنے کو ترویحہ کہتے
ہیں۔ (عالمگیری وقاضی خاں) مسئلہ: تراویح کے ختم پر پانچواں ترویحہ بھی مستحب ہے۔ اگر
لوگوں پر پانچواں ترویحہ گراں ہو تو نہ کیا جائے۔ (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: ترویحہ میں اختیار
ہے کہ چپ بیٹھا رہے یا کچھ کلمہ وتسبیح وقرآن شریف ودرود شریف پڑھتا رہے اور تنہا تنہا نفل
بھی پڑھ سکتا ہے جماعت سے مکروہ ہے (قاضی خاں) مسئلہ: جس نے عشاء کی فرض نماز نہیں
پڑھی وہ نہ تراویح پڑھ سکتا ہے نہ وتر جب تک فرض ادا نہ کرلے۔ مسئلہ: جس نے عشاء کی فرض
نماز تنہا پڑھی اور تراویح جماعت سے تو وہ وتر تنہا پڑھے۔ (دُرّ مختار ردّالمحتار) مسئلہ: اگر عشاء
کی فرض نماز جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا پڑھی تو وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔
(دُرّ مختار ردمحتار) مسئلہ: جس کی کچھ رکعتیں تراویح کی باقی رہ گئیں کہ امام وتر کے لئے کھڑا ہو
گیا تو امام کے ساتھ وتر پڑھ لے پھر باقی ادا کرے جب کہ فرض جماعت سے پڑھ چکا ہو تب
اور یہ افضل ہے اور اگر تراویح پوری کر کے وتر تنہا پڑھے تو بھی جائز ہے۔ (عالمگیری و
ردّالمحتار) مسئلہ: لوگوں نے تراویح پڑھ لی اب دوبارہ پڑھنا چاہتے ہیں تو تنہا تنہا پڑھ سکتے
ہیں۔ جماعت کی اجازت نہیں (عالمگیری) ایک امام دو مسجدوں میں تراویح پڑھاتا ہے اگر

دونوں میں پوری پوری پڑھائے تو ناجائز ہے اور اگر مقتدی نے دونوں مسجدوں میں پوری
پڑھیں تو حرج نہیں مگر دوسری میں وتر پڑھنا جائز نہیں جب کہ پہلی میں پڑھ چکا ہو
(عالمگیری) مسئلہ: تراویح مسجد میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے اگر گھر میں جماعت سے
پڑھی تو جماعت چھوڑنے کا گناہ نہ ہوا مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔
(عالمگیری) مسئلہ: نابالغ کے پیچھے بالغوں کی تراویح نہ ہوگی۔ صاحب ہدایہ نے اسی کو مختار
بنایا فتح القدیر نے اسے ہی هو المختار کہا۔ عالمگیری میں اسی کی صحت پر زور دیا کہ
المختار انه لا يجوز وهو الاصح وهو قول العامة هو ظاهر الرواية کہا
اور ہدایہ محیط بحر سے اپنی تائید لائے ومشی علیه استاذی صدر الشريعة في بهار
شریعت وقال یہی صحیح ہے۔ مسئلہ: مہینہ بھر کی کل تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا
سنت مؤکدہ ہے اور دو مرتبہ فضیلت اور تین ختم افضل۔ لوگوں کی سستی کی وجہ سے ختم کو نہ
چھوڑے (دُرّ مختار) مسئلہ: حافظ کو اجرت دے کر تراویح پڑھوانا ناجائز ہے دینے والا اور
لینے والا دونوں گنہگار ہیں۔ اجرت صرف یہی نہیں ہے کہ پیشتر سے مقرر کرلیں کہ یہ لیں گے
یہ دیں گے بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے اگرچہ اس سے طے نہ ہوا یہ بھی ناجائز ہے کہ
المعروف كالمشروط ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا یا نہیں لوں گا پھر پڑھے اور
لوگ حافظ کو کچھ بطور خدمت ومدد کے دیں تو اس میں کچھ حرج نہیں کہ الصريح يفوق
الدلالة (بہار شریعت) شبینہ یعنی ایک رات میں پورا قرآن مجید تراویح میں ختم کرنا۔ جیسا
کہ ہمارے زمانہ میں رواج ہے کہ حافظ اس قدر جلد پڑھتے ہیں کہ الفاظ تک سمجھ میں نہیں
آتے حروف کو مخارج سے ادا کرنے کا تو ذکر ہی کیا سننے والوں کی بھی یہ حالت کہ کوئی بیٹھا ہے
تو کوئی لیٹا کوئی سوتا ہے تو کوئی اونگھتا جہاں امام نے رکوع کی تکبیر کہی جھٹ نیت باندھ رکوع
میں جا ملے ایسا شبینہ ناجائز ہے۔ اگر حافظ اپنی تیزی وروانی کی نام آوری کے لئے ایسا کرے
تو ریا کا گناہ الگ۔

بیمار کی نماز

جو شخص بیماری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکتا ہو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ بیٹھے بیٹھے رکوع کرے
یعنی آگے کو خوب جھک کر سبحان ربی العظیم کہے اور پھر سیدھا ہو جائے اور پھر جیسے سجدہ
کیا جاتا ہے ویسے سجدہ کرے اور اگر بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو چت لیٹ کر پڑھے اس

طرح لیٹے کہ پاؤں قبلہ کی طرف ہوں اور گھٹنے کھڑے رہیں اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ کچھ رکھ لے تا کہ سر اونچا ہو کہ منہ قبلہ کے سامنے ہو جائے اور رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے یعنی سر کو جتنا جھکا سکتا ہے اتنا تو سجدہ کے لئے جھکائے اور اس سے کچھ کم رکوع کے لئے جھکائے۔ اسی طرح داہنی یا بائیں کروٹ پر بھی قبلہ کو منہ کر کے پڑھ سکتا ہے۔

بیمار کب نماز چھوڑ سکتا ہے: مسئلہ: بیمار جب سر سے بھی اشارہ نہ کر سکے تو نماز ساقط ہے اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھ یا بھوں یا دل کے اشارے سے پڑھے پھر اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو ان کی قضا بھی ساقط ہے فدیہ کی بھی حاجت نہیں اور اگر ایسی حالت کے چھ وقت سے کم گزرے تو صحت کے بعد قضا فرض ہے چاہے اتنی ہی صحت ہوئی کہ سر کے اشارے سے پڑھ سکے۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: جس بیمار کا یہ حال ہو گیا کہ رکعتوں اور سجدوں کی گنتی یاد نہیں رکھ سکتا تو اس پر نماز کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ (دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: سب فرض نمازوں میں اور وتر اور دونوں عید کی نمازیں اور فجر کی سنت میں قیام فرض ہے۔ اگر بلا صحیح عذر کے یہ نمازیں بیٹھ کر پڑھے گا تو نہ ہوں گی۔ (دُرّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: قیام چونکہ فرض ہے اس لئے بلا صحیح شرعی عذر کے ترک نہ کیا جائے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ اسی طرح کھڑا ہو کر پڑھے بلکہ اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ نماز کھڑے ہو کر شروع کرے پھر بیٹھ کر پوری کرے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ ذرا سا بخار درد سر۔ زکام یا اس طرح کی معمولی خفیف تکلیفیں جن میں لوگ چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ ہرگز عذر نہیں ایسی معمولی تکلیفوں میں جو نمازیں بیٹھ کر پڑھی گئیں وہ نہ ہوئیں ان کی قضا لازم ہے۔ (غنیۃ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اسے فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے جب کہ اور طریقہ سے اس کی روک نہ کر سکے۔ مسئلہ: اتنا کمزور ہے کہ مسجد میں جماعت کے لئے جانے کے بعد کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے گا اور گھر میں پڑھے تو کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے تو گھر ہی میں پڑھے جماعت گھر میں کر سکے تو جماعت سے ورنہ تنہا (دُرّ مختار ردّالمحتار) مسئلہ: بیمار اگر کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو قرأت بالکل نہ کر سکے تو بیٹھ کر پڑھے لیکن اگر کھڑے ہو کر کچھ بھی پڑھ سکتا ہے تو فرض ہے کہ جتنی دیر کھڑے پڑھ سکتا ہے اتنی کھڑے پڑھے باقی بیٹھ کر (دُرّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: مریض کے نیچے نجس بچھونا بچھا ہے اور حالت یہ ہے کہ بدلا بھی جائے تو پڑھتے پڑھتے بقدر مانع ناپاک ہو

جائے گا تو اسی پر نماز پڑھے یونہی اگر بدلا جائے تو اس قدر جلدی نجس تو نہ ہوگا مگر بدلنے میں مریض کو سخت تکلیف ہوگی تو اسی نجس ہی پر پڑھ لے (عالمگیری دُرّ مختار و ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: پانی میں ڈوب رہا ہے اگر اس وقت بھی بغیر عمل کثیر اشارہ سے پڑھ سکتا ہے مثلاً تیراک ہے یا لکڑی وغیرہ کا سہارا پا جائے تو پڑھنا فرض ہے ورنہ معذور ہے بچ جائے تو قضا پڑھے۔ (دُرّ مختار و ردّالمحتار و بہار شریعت)

قضا نماز کا بیان

بلا عذر شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے اس پر فرض ہے کہ اس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے۔ توبہ یا حج مقبول سے تاخیر کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ (دُرّ مختار)
مسئلہ: توبہ جب ہی صحیح ہے کہ قضا پڑھ لے جو ذمہ میں باقی ہے اس کو تو ادا نہ کرے توبہ کئے جائے یہ توبہ نہیں اس لئے کہ جو اس کے ذمہ تھی اس کا پڑھنا ثواب بھی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا تو توبہ کہاں ہوئی۔ (ردّالمحتار) حدیث میں فرمایا کہ گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنے والا اس کے مثل ہے جو اپنے رب سے ٹھٹھا کرتا ہے۔

قضا کی تعریف: مسئلہ: جس بات کا بندے کو حکم ہے اسے وقت میں کرنے کو ادا کہتے ہیں اور وقت نکل جانے کے بعد کرنے کو قضا کہتے ہیں۔ مسئلہ: وقت میں تحریمہ باندھ لیا تو نماز قضا نہ ہوئی بلکہ ادا ہے مگر فجر اور جمعہ وعیدین کی نماز میں سلام سے پہلے اگر وقت نکل گیا تو نماز جاتی رہی۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: سوتے میں یا بھولے سے نماز قضا ہو گئی تو اس کی قضا پڑھنی فرض ہے۔ البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں لیکن جاگتے ہی اور یاد آنے پر اگر مکروہ وقت نہ ہو تو اسی وقت پڑھ لے دیر کرنا مکروہ ہے (عالمگیری) مسئلہ: فرض کی قضا فرض ہے اور واجب کی قضا واجب ہے اور سنت کی قضا سنت یعنی وہ سنتیں جن کی قضا ہے جیسے فجر کی سنت جب کہ فرض بھی فوت ہو گیا ہو اور جیسے ظہر کی پہلی سنت جب کہ ظہر کا وقت باقی ہو۔
(عالمگیری، دُرّ مختار ردّالمحتار)

قضا کا وقت: مسئلہ: قضا کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ عمر میں جب پڑھے گا۔ بری الذمہ[1] ہو جائے گا لیکن اگر طلوع و غروب و زوال کے وقت پڑھی تو نہیں اس لئے کہ ان وقتوں میں نماز جائز نہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ: جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی

[1] بری الذمہ ہو جائے گا یعنی سر سے بوجھ اتر جائے گا، اس کے سر اس کا پڑھنا باقی نہ رہے گا۔

مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور جو اقامت کی حالت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے البتہ قضا پڑھنے کے وقت کوئی عذر ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ مثلاً جس وقت فوت ہوئی تھی اس وقت کھڑا ہو کر پڑھ سکتا تھا اور اب کھڑا نہیں ہو سکتا تو بیٹھ کر پڑھے یا اس وقت اشارہ ہی سے پڑھ سکتا ہے تو اشارے سے پڑھے اور صحت کے بعد اس کا اعادہ[1] نہیں (عالمگیری دُرّ مختار)

کس نماز کی قضا معاف ہے: مسئلہ: ایسا مریض[2] کہ اشارے سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا اگر یہ حالت پورے چھ وقت تک رہی تو اس حالت میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ: مجنون کی حالت جنون میں جو نمازیں فوت ہوئیں اچھے ہونے کے بعد ان کی قضا واجب نہیں جب کہ جنون نماز کے چھ وقت کامل تک برابر رہا ہو۔ (عالمگیری) مسئلہ: اگر وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ مختصر طور پر پڑھے تو دونوں پڑھ سکتا ہے اور عمدہ طریقے سے پڑھے تو دونوں نمازوں کی گنجائش نہیں تو اس صورت میں بھی ترتیب فرض ہے اور بمقدار جواز جہاں تک اختصار کر سکتا ہے کرلے۔ (عالمگیری)

قضا نمازوں میں ترتیب واجب ہونے کا بیان

مسئلہ: صاحب ترتیب یعنی جس کے ذمہ قضا نمازیں چھ سے کم ہیں اگر وہ قضا نماز کے یاد ہوتے ہوئے اور وقت میں گنجائش ہوتے ہوئے وقتی نماز پڑھے گا تو اس کی وقتی نماز نہ ہو گی۔ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز موقوف رہے گی۔ اگر وقتی پڑھتا گیا اور قضا رہنے دی تو جب دونوں مل کر چھ ہو جائیں گی یعنی چھٹی کا وقت ختم ہو جائے گا تو سب صحیح ہو جائے گی اور اگر اس درمیان میں قضا پڑھ لی تو سب گئیں سب کو پھر سے پڑھے۔ مسئلہ: فوت نمازوں اور وقتی نماز میں ترتیب ضروری ہے جب کہ فوت نمازیں چھ سے کم ہوں یعنی پہلے قضا نمازیں پڑھ لے پھر وقتی پڑھے جیسے آج کسی کی فجر و ظہر و عصر و مغرب قضا ہو گئیں تو وہ عشاء کی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ جب تک کہ ترتیب وار ان چاروں کی قضا نہ پڑھ لے۔ مسئلہ: اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور سب قضائیں پڑھ لے تو وقتی نماز اور قضا نمازوں میں جس کی گنجائش

---

[1] اعادہ: پھر سے ٹھیک ٹھیک پڑھنا جیسا کہ ہونا چاہیے۔

[2] مریض: بیمار

ہو پڑھے۔ باقی میں ترتیب ساقط ہے، جیسے نماز عشاء اور وتر دونوں قضا ہو گئیں اور فجر کے وقت میں پانچ رکعت کی گنجائش ہے تو وتر کی قضا پڑھ کے فجر کی پڑھ لے اور اگر چھ رکعت کی گنجائش ہے تو عشاء کی قضا پڑھ کر فجر پڑھے۔ (شرح وقایہ) مسئلہ: چھ نمازیں جس کی قضا ہو گئیں کہ چھٹی کا وقت ختم ہو گیا اس پر ترتیب فرض نہیں اب اگرچہ باوجود وقت کی گنجائش اور قضا کی یاد کے وقتی پڑھے گا وقتی ہو جائے گی چاہے قضا نمازیں جو اس کے ذمہ ہیں سب ایک ساتھ قضا ہوئیں، جیسے ایک دم سے چھ وقتوں کی نہ پڑھی یا سب ایک دم سے نہ ہوں بلکہ متفرق طور پر قضا ہوئیں جیسے چھ دن فجر نہ پڑھی اور باقی نمازیں پڑھتا رہا لیکن ان کے پڑھتے وقت وہ فجر کی قضائیں بھولا رہا (ردّ المحتار) مسئلہ: جب چھ نمازیں قضا ہو گئیں کہ چھٹی کا وقت بھی جاتا رہا تو ترتیب فرض نہ رہی چاہے وہ سب پرانی ہوں یا بعض نئی بعض پرانی جیسے ایک مہینہ کی نماز نہ پڑھی پھر پڑھنی شروع کی پھر ایک وقت کی قضا ہو گئی تو اس کے بعد کی نماز ہو جائے گی، اس لئے کہ اس کے ذمہ چھ نمازوں سے زیادہ ہیں جن کی وجہ سے ترتیب جاتی رہتی ہے۔ (ردّ المحتار) مسئلہ: جب چھ نمازوں کے قضا ہونے کی وجہ سے ترتیب ساقط ہو گئی تو اب اگر ان قضاؤں میں سے بعض پڑھ لیں کہ قضا چھ سے کم رہ گئیں تو ابھی ترتیب والا نہ ہو گا جب تک چھیوں کی قضا نہ پڑھ لے جب سب کی قضا پڑھ لے گا تب پھر صاحب ترتیب ہو جائے گا۔ (شرح وقایہ عالمگیری دُرّ مختار ردّ المحتار) مسئلہ: چھ یا اس سے زیادہ قضا نمازیں جس طرح اس قضا و ادا میں ترتیب کو ساقط کر دیتی ہیں۔ اسی طرح قضاؤں میں بھی ترتیب کو ساقط کر دیتی ہیں۔ قضاؤں میں بھی آپس میں ترتیب نہیں رہتی آگے پیچھے پڑھی جا سکتی ہیں، جیسے کسی نے ایک مہینہ تک نماز نہ پڑھی پھر اس مہینہ کی نمازوں کی قضا اس طرح پر پڑھی کہ پہلے تیس فجر کی قضا پڑھی پھر اس کے بعد تیس ظہر کی قضا پڑھی اسی طرح پانچوں وقت کی قضا پڑھی تو اس طرح قضا پڑھنا بھی صحیح ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اگرچہ ان کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کے حقوق اور اپنی ضروریات کی وجہ سے تاخیر کر سکتا ہے۔ لہٰذا کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضا پڑھتا رہے یہاں تک کہ سب پوری ہو جائیں۔ (دُرّ مختار) مسئلہ: قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انہیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے تاکہ بری الذمہ ہو جائے البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔ مسئلہ: جس کے ذمہ برسوں کی نمازیں قضا ہوں اور ٹھیک یاد نہ ہو کہ کتنے دن سے کون کون قضا ہوئی تو وہ یوں نیت کر کے پڑھے کہ سب سے

پہلی فجر جو مجھ سے قضا ہوئی اس کو ادا کرتا ہوں یا سب میں پہلی ظہر عصر جس کی قضا پڑھنا چاہے اس کی نیت کرے اور اسی طرح سب نمازوں کی قضا پڑھ ڈالے۔ یہاں تک کہ یقین ہو جائے کہ سب ادا ہو گئیں۔

بالغ ہونے کی عمر: مسئلہ: آدمی چاہے عورت ہو یا مرد جب سے بالغ ہوتا ہے اسی وقت سے اس پر نماز روزہ وغیرہ فرض ہو جاتا ہے عورت کم سے کم نو برس میں اور زیادہ سے زیادہ پندرہ برس میں بالغ ہو جاتی ہے اور مرد کم سے کم بارہ برس میں اور زیادہ سے زیادہ پندرہ برس میں بالغ ہو جاتا ہے۔ پندرہ برس کی عمر والے کو چاہے مرد ہو یا عورت شرع میں بالغ مانا جاتا ہے چاہے بالغ ہونے کی نشانیاں پائی جاتی ہوں یا نہ پائی جاتی ہوں۔

جاہل گنوار ہونا عذر نہیں: مسئلہ: ان پڑھ یا گنوار ہونا یا عورت ہونا کوئی عذر نہیں سب پر شرع کی ضروری باتیں سیکھنا فرض ہیں۔ اگر اپنے فرائض وواجبات کو نہ جانے گا تو گنہگار اور عذاب میں گرفتار ہوگا۔

نماز کا فدیہ: مسئلہ: جس کی نمازیں قضا ہو گئیں اور وہ مر گیا تو اگر فدیہ دینے کی وصیت کر گیا اور مال بھی چھوڑا تو تہائی مال سے ہر فرض اور وتر کے بدلے آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع جو صدقہ کریں اور اگر مال نہ چھوڑا اور وارث فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر مسکین کو صدقہ دے دیں۔ جب مسکین مال پر قبضہ کر لے تو اپنی طرف سے وارث کو ہبہ کر دے اور وارث بھی اس پر قبضہ کر لے پھر یہ وارث مسکین کو دے دے۔ یوہیں لوٹ پھیر کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ سب نمازوں کا فدیہ ادا ہو جائے اور اگر مال چھوڑا لیکن کافی نہیں ہے جب بھی یہی کریں اور اگر مرنے والے نے فدیہ دینے کی وصیت نہ کی اور ولی اپنی طرف سے بطور احسان فدیہ دینا چاہیے تو دے۔ مسئلہ: جس کی نمازوں میں نقصان و کراہت ہو وہ تمام عمر کی نمازیں پھیرے تو اچھی ہے اور کوئی خرابی نہ ہو تو نہ چاہیے اور کرے تو فجر وعصر کے بعد نہ پڑھے اور تمام رکعتیں بھری پڑھے اور وتر میں قنوت پڑھ کر تیسری رکعت کے بعد قعدہ کرے اور ایک رکعت اور ملائے کہ چار ہو جائیں۔ (عالمگیری)

قضائے عمری کچھ نہیں: مسئلہ: بعض لوگ شب قدر یا آخر رمضان میں جو نماز قضائے عمری کے نام سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضاؤں کے لئے یہ کافی ہے یہ بالکل غلط اور باطل محض ہے۔

مسافر کی نماز کا بیان: شرع میں مسافر وہ ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔ مسئلہ: دن سے مراد سال کا سب سے چھوٹا دن ہے اور تین دن کی راہ سے یہ مطلب نہیں کہ صبح سے شام تک چلے بلکہ دن کا اکثر حصہ مراد ہے مثلاً شروع صبح صادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلا پھر ٹھہر گیا پھر دوسرے اور تیسرے دن یوہیں کیا تو اتنی دور تک کی راہ کو مسافت سفر کہیں گے۔ دوپہر کے بعد تک چلنے میں بھی برابر چلنا مراد نہیں بلکہ عادۃً جتنا آرام لینا چاہیے اتنا درمیان میں ٹھہرتا بھی جائے اور چلنے سے مراد درمیانی چال ہے نہ تیز نہ ست۔ خشکی میں آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کے لئے مناسب ہو اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی جب کہ ہوا نہ بالکل رکی ہو نہ تیز ہو۔ (دُرِّ مختار عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: کوس کا اعتبار نہیں کہ کوس کہیں چھوٹے ہوتے ہیں۔ کہیں بڑے بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے اور خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار ستاون میل تین فرلانگ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت)

قصر کی مسافت: مسئلہ: تین دن کی راہ کو تیز سواری پر دو دن یا کم میں طے کرے تو مسافر ہے اور تین دن سے کم کے راستہ کو زیادہ دنوں میں طے کیا تو مسافر نہیں (دُرِّ مختار عالمگیری) مسئلہ: خشکی کے صاف راستہ میں ساڑھے ستاون میل کی راہ ریل یا موٹر وغیرہ سے ایک گھنٹہ میں طے ہو جاتی ہے تو اس ریل یا موٹر وغیرہ کا سوار ایک ہی گھنٹے کے سفر میں شرعی مسافر ہو جائے گا اور قصر وغیرہ سفر کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔ (کما هو القیاس والظاهر المتبادر من کلام الفتح و ردّالمحتار) مسئلہ: خالی سفر کی نیت سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے یعنی شہر میں ہو تو شہر سے باہر ہو جائے۔ گاؤں میں ہو تو گاؤں سے باہر ہو جائے اور شہر والے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے ملی ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔ (دُرِّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہوں تو اسٹیشن پر پہنچنے سے مسافر ہو جائے گا جب کہ مسافت[1] سفر تک جانے کا ارادہ ہو۔ مسئلہ: سفر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو اور اگر دو دن کی راہ کے ارادے سے نکلا اور وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ کر لیا اور یہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے تو اس طرح مسافر نہ ہوگا چاہے ساری دنیا گھوم آئے مسافر نہ ہوگا۔ جب تک ایک جگہ سے پورے تین دن کی راہ کا

[1] مسافت: دوری

ارادہ نہ کرے۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: سفر کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو لہٰذا اگر یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو دن کی راہ پر پہنچ کر کچھ کام کرنا ہے وہ کر کے پھر ایک دن کی راہ جاؤں گا تو یہ تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہوا تو مسافر نہ ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت)

مسافر کے احکام

قصر کے معنیٰ: مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے۔ مسئلہ: مغرب اور فجر میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں۔ صرف ظہر، عصر، عشاء کے فرض میں قصر ہے۔ مسئلہ: اگر مسافر قصر نہ کرے تو گنہگار ہوگا۔

سنتوں کی قصر نہیں: مسئلہ: سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی۔ البتہ خوف اور روا داری کی حالت میں سنتیں چھوڑ سکتا ہے معاف ہیں لیکن سنت کی قصر نہیں کر سکتا (عالمگیری) مسئلہ: مسافر نے بجائے قصر چار رکعت پڑھی تو اگر دو رکعت پر قعدہ کیا تو نماز ہوگئی اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو نماز باطل ہے۔ مسئلہ: مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا کسی آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرلے۔ یہ اس وقت ہے جب تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین منزل پہنچنے سے پیشتر واپسی کا ارادہ کرلیا تو مسافر نہ رہا اگرچہ جنگل میں ہو۔ (عالمگیری دُرِّ مختار)

نیت اقامت کی شرطیں: مسئلہ: نیت اقامت صحیح ہونے کے لئے چھ شرطیں ہیں۔ یعنی جب چھیوں باتیں ہوں گی تب مقیم ہوگا ورنہ نہیں۔ چلنا ترک کرے اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں۔ ۲- جہاں ٹھہرے وہ جگہ ٹھہرنے کے لائق ہو جنگل یا دریا یا غیر آباد ٹاپو میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں ہوا۔ ۳- پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو اس سے کم ٹھہرنے کی نیت سے مقیم نہ ہوگا۔ ۴- یہ نیت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو اگر دو موضعوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو مثلاً ایک میں دس دن دوسرے میں پانچ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو مقیم نہ ہوگا۔ اپنا ارادہ مستقل رکھتا ہو کسی کا تابع نہ ہو اس کی حالت اس کے ارادہ کے منافی نہ ہو۔ مسئلہ: مسافر جا رہا ہے اور ابھی شہر یا گاؤں میں پہنچا نہیں اور نیت اقامت کرلی تو مقیم نہ ہوا اور پہنچنے کے بعد نیت کی تو ہوگیا اگرچہ ابھی مکان وغیرہ کی تلاش میں پھر رہا ہو (عالمگیری و ردّ المحتار) مسئلہ: جو شخص کسی کا تابع ہو اس کی نیت کا اعتبار نہیں بلکہ جس کے تابع ہے اس کی نیت کا اعتبار ہے، جیسے شوہر کی نیت کا اعتبار ہے عورت کی نیت کا اعتبار نہیں۔ آقا کی نیت کا

اعتبار ہے غلام کی نیت کا نہیں۔ فوج کے افسر کی نیت کا اعتبار ہے اور سپاہی کی نیت کا نہیں تو اگر مثلاً شوہر نے اقامت کی نیت کی تو اس کی عورت بھی مقیم ہے اور اگر عورت نے اقامت کی نیت کی اور شوہر نے نہ کی تو عورت مقیم نہ ہوئی اسی طرح دوسرے تابعوں کا حکم ہے۔

مسافر و مقیم کب ایک دوسرے کی اقتداء کر سکتے ہیں: مسئلہ: مقیم مسافر کی اقتداء کر سکتا ہے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قرأت بالکل نہ کرے بلکہ اتنی دیر چپ کھڑا رہے جتنی دیر میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: اگر مسافر ہو تو اس کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے کہہ دے کہ میں مسافر ہوں اور بعد میں سلام پھیرتے ہی یہ کہہ دے کہ تم لوگ اپنی نماز پوری کرلو میں مسافر ہوں۔ مسئلہ: مسافر نے مقیم کی اقتداء کی تو اس مسافر مقتدی پر بھی قعدہ اولیٰ واجب ہو گیا فرض نہ رہا تو اگر امام نے قعدہ نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور مقیم نے مسافر کی اقتداء کی تو اس مقیم مقتدی پر بھی قعدہ اولیٰ فرض ہوگیا۔ (دُرِّ مختار ردّ المحتار) مسئلہ: مسافر جب اپنے وطن اصلی میں پہنچ گیا تو سفر ختم ہوگیا اگرچہ اقامت کی نیت نہ کی ہو۔

وطن اصلی کی تعریف: مسئلہ: وطن اصلی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں وہاں سکونت کرلی ہے اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔ وطن اقامت وہ جگہ ہے جہاں مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: وطن اقامت دوسرے وطن اقامت کو باطل کر دیتا ہے یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادہ سے ٹھہرا پھر دوسری جگہ اتنے ہی دن کے ارادہ سے ٹھہرا تو پہلی جگہ اب وطن نہ رہی دونوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: اگر وطن اقامت سے وطن اصلی میں پہنچ گیا یا وطن اقامت سے سفر کر گیا تو اب یہ وطن اقامت وطن اقامت نہ رہا۔ یعنی اگر اس میں پھر آیا اور پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو مسافر ہی ہے (عالمگیری) مسئلہ: مسافر نے کہیں شادی کرلی اگرچہ وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو مقیم ہوگیا اور دو شہروں میں اس کی دو عورتیں رہتی ہیں تو دونوں جگہ پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا۔ مسئلہ: عورت بیاہ کر سسرال گئی اور یہیں رہنے سہنے لگی تو میکا اس کے لئے وطن اصلی نہ رہا یعنی اگر سسرال تین منزل پر ہے اور سسرال سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہوگیا نماز پوری پڑھے۔ (بہار شریعت)

عورت کو بغیر محرم کے سفر کی اجازت نہیں: مسئلہ: عورت کو بغیر محرم[1] کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی۔ نابالغ بچہ یا معتوہ کے ساتھ بھی سفر نہیں کر سکتی ساتھ میں بالغ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے۔ (عالمگیری و بہار شریعت وغیرہ) محرم کے لئے ضروری ہے کہ سخت فاسق بے باک غیر مامون نہ ہو۔ (بہار شریعت)

سواریوں پر نماز پڑھنے کا بیان

چاہے شرعی مسافر ہو یا نہ ہو جب سواری پر کہیں جا رہا ہو تو شہر کی حدوں سے نکل کر سواری پر بھی نفل پڑھ سکتا ہے کہ سواری پر بیٹھے بیٹھے اشارے سے پڑھے یعنی سجدے کے لئے رکوع سے زیادہ جھکے سر زین پر نہ رکھے اگر زین پر سجدہ کیا یا کوئی چیز آگے رکھ کر اس پر سجدہ کیا تو جائز نہیں اور جس طرف سواری جاتی ہو اسی طرف منہ کر کے پڑھے۔ دوسری طرف منہ کر کے پڑھنا جائز نہیں یہاں تک کہ تکبیر تحریمہ کے وقت بھی قبلہ کو منہ ہونا ضروری نہیں (دُرّ مختار و رَدّ المحتار) مسئلہ: سواری پر نفل پڑھنے کی حالت میں اگر عمل قلیل سے سواری کو ہانکا مثلاً ایک پاؤں سے ایڑ لگائی یا ہاتھ میں کوڑا ہے اس سے ڈرایا تو حرج نہیں اور بلا ضرورت جائز نہیں (رَدّ المحتار) مسئلہ: فرض اور واجب نمازیں اور فجر کی سنت اور جنازے کی نماز اور منت کی نماز اور وہ سجدہ تلاوت جس کی آیت زمین پر پڑھی اور وہ نفل جس کو زمین پر شروع کر کے توڑ دیا۔ یہ سب نمازیں سواری پر بلا عذر جائز نہیں اور عذر کی صورت میں بھی ان سب کی ادا کے لئے یہ شرط ہے کہ اگر ہو سکے تو سواری کو قبلہ رخ کھڑا کر کے پڑھے ورنہ جیسے بن پڑے ادا کرے۔ (دُرِّ مختار)

کن عذروں سے سواری پر نماز ہو سکتی ہے: سواری پر جن عذروں سے ان سب مذکورہ بالا نمازوں کا پڑھنا جائز ہو جاتا ہے وہ عذر یہ ہیں۔ ۱- پانی برس رہا ہو۔ ۲- اتنی کیچڑ ہے کہ اتر کر پڑھے گا تو منہ دھنس جائے گا یا کیچڑ میں بھر جائے گا یا جو کپڑا بچھائے گا وہ بالکل لتھڑ جائے گا اور اس صورت میں اگر سواری نہ ہو تو کھڑے کھڑے اشارے سے پڑھے۔ ۳- ساتھی چلے جائیں گے۔ ۴- یا سواری کا جانور شریر ہے سوار ہونے میں دشواری ہوگی مدد گار کی ضرورت ہوگی اور مدد گار موجود نہیں۔ ۵- مرض میں زیادہ ہوگی۔ ۶- جان۔ ۷- مال یا عورت کو آبرو کا ڈر ہو۔ (دُرِّ مختار و رَدّ المحتار)

[1] عورت کا محرم وہ مرد ہے جس سے اس عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو چاہے نسب کی وجہ سے حرام ہو جیسے باپ، بھائی، بیٹا، پوتا، نواسا، بھتیجا، بھانجا وغیرہ، چاہے دودھ کی وجہ سے حرام ہو جیسے دودھ شریکی بھائی، بیٹا وغیرہ چاہے نکاح کے رشتہ کی وجہ سے حرام ہو۔ جیسے سسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ، معتوہ، کم عقل، بوکھل بورہا، مذکورہ بالا، اوپر بیان کیا ہوا۔

چلتی گاڑی پر نماز کا حکم: مسئلہ: چلتی ریل پر بھی فرض اور واجب اور فجر کی سنت نہیں ہو سکتی، اس لئے جب اسٹیشن پر گاڑی رکے اس وقت یہ نمازیں پڑھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے تو اعادہ کرے کہ جہاں من جہت العباد کوئی شرط یا رکن مفقود ہو گا یہی حکم ہے (بہار شریعت) تحقیق و تنبیہ: چلتی ریل کو چلتی کشتی اور جہاز کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے اس لئے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی اور ریل گاڑی ایسی نہیں اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا میں ہو اگر کنارے پر ہو اور خشکی پر آ سکتا ہو تو اس پر بھی جائز نہیں۔

(کما قال شیخنا الفقیہ الا وحد والفاضل الامجد)

کشتی یا جہاز پر نماز کے احکام: مسئلہ: چلتی ہوئی کشتی یا جہاز میں بلا عذر بیٹھ کر نماز صحیح نہیں جب کہ اتر کر خشکی میں پڑھ سکے۔ مسئلہ: اگر کشتی زمین پر بیٹھ گئی ہو تو اترنے کی ضرورت نہیں اسی پر پڑھ سکتا ہے۔ مسئلہ: کشتی کنارے پر بندھی ہے اور اتر سکتا ہے تو اتر کر خشکی میں پڑھے اور اگر نہ اتر سکے تو کشتی ہی میں کھڑے ہو کر پڑھے مسئلہ: اگر کشتی بیچ دریا میں لنگر ڈالے ہوئے ہے تو بیٹھ کر اس وقت پڑھ سکتے ہیں جب کہ ہوا کے تیز جھونکے لگتے ہوں کہ کھڑے ہونے میں چکر آنے کا ڈر ہو اور اگر ہوا سے زیادہ حرکت نہ ہو تو بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے۔ مسئلہ: اور کشتی پر نماز پڑھنے میں قبلہ رو ہونا لازم ہے جب کشتی گھوم جائے تو نمازی بھی گھوم جائے کہ قبلہ کو منہ رہے اور اگر اتنی تیز گردش ہے کہ قبلہ کو منہ کرنے سے عاجز ہے تو اس وقت ملتوی رکھے ہاں اگر وقت جاتا دیکھے تو پڑھ لے۔ (غنیۃ دُرّ مختار ردّ المحتار و بہار شریعت)

جمعہ کا بیان

جمعہ فرض عین ہے اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ موکد ہے اس کا منکر کافر ہے (دُرّ مختار وغیرہ) حدیث میں ہے: جس نے تین جمعے برابر چھوڑے اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا وہ منافق ہے وہ اللہ سے بے علاقہ ہے (ابن خزیمہ و حبان و رزین و امام شافعی) مسئلہ: جمعہ پڑھنے کے لئے چھ شرطیں ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو جمعہ ہوگا ہی نہیں۔

شرائط جمعہ: ۱- مصر یا فنائے مصر۔ ۲- بادشاہ۔ ۳- وقت ظہر۔ ۴- خطبہ۔ ۵- جماعت۔ ۶- اذن عام۔[1]

[1] اذن عام، عام اجازت۔

پہلی شرط مصر وفنائے مصر کا بیان: مصر سے وہ جگہ مراد ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ اپنے دبدبہ وسطوت کے سبب سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر پوری قوت وقدرت ہو اگرچہ ناانصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو۔ فنائے مصر سے وہ جگہ مراد ہے جو مصر کے آس پاس مصر کی مصلحتوں کے لئے ہو جیسے قبرستان گھڑ دوڑ کا میدان۔ فوج کے رہنے کی جگہ کچہری اسٹیشن کہ یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فنائے مصر میں ان کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز ہے لہٰذا جمعہ یا شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں یا ان کی فنا میں اور گاؤں میں جائز نہیں۔ (غنیۃ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: مصر کے لئے وہاں کا حاکم رہنا ضرور ہے اگر بطور دورہ وہاں آ گیا تو وہ جگہ مصر نہ ہوگی نہ وہاں جمعہ قائم کیا جائے گا (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: گاؤں کا رہنے والا شہر میں آیا اور جمعہ کے دن یہیں رہنے کا ارادہ ہے تو جمعہ فرض ہے۔

کیا شہر میں کئی جگہ جمعہ ہوسکتا ہے: مسئلہ: شہر میں کئی جگہ جمعہ ہوسکتا ہے چاہے شہر چھوٹا ہو یا بڑا اور جمعہ دو مسجدوں میں ہو یا زیادہ میں (دُرّ مختار وغیرہ) مگر بلا ضرورت بہت سی جگہ جمعہ قائم نہ کیا جائے کہ جمعہ شعائرِ اسلام سے ہے اور جامع جماعات ہے اور بہت سی مسجدوں میں ہونے سے وہ شوکت اسلامی باقی نہیں رہتی جو اجتماع میں ہوتی ہے نیز دفع حرج کے لئے تعدد جائز رکھا گیا ہے تو خواہ مخواہ جماعت پراگندہ کرنا اور محلہ محلہ جمعہ قائم کرنا نہ چاہیے۔

جمعہ کون قائم کرسکتا ہے: اور ایک بہت ضروری بات جس کی طرف لوگوں کو بالکل توجہ نہیں یہ ہے کہ جمعہ کو اور نمازوں کی طرح سمجھ رکھا ہے کہ جس نے چاہا نیا جمعہ قائم کرلیا اور جس نے چاہا پڑھا دیا یہ ناجائز ہے اس لئے کہ جمعہ قائم کرنا بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے اور جہاں سلطنت اسلامی نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا عالم فقیہ سنی صحیح العقیدہ ہو وہ احکام شرعیہ جاری کرنے میں سلطان اسلام کے قائم مقام ہے۔ لہٰذا وہی جمعہ قائم کرے۔ بغیر اس کی اجازت کے نہیں ہوسکتا اور اگر یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں لیکن عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ یہ ہوسکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کر لیں۔ ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔ (بہار شریعت)

دوسری شرط بادشاہ کا بیان: بادشاہ اس سے مراد سلطان اسلام یا اس کا نائب ہے جس کو سلطان نے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا سلطان عادل ہو یا ظالم جمعہ قائم کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر زبردستی بادشاہ بن بیٹھا یعنی شرعاً اس کو حق امامت نہ ہو۔ مثلاً قریشی نہ ہو یا اور کوئی شرط نہ ہو تو یہ بھی جمعہ قائم کرسکتا ہے۔ (دُرّ مختار وردّ المحتار وغیرہ)

تیسری شرط وقت کا بیان: جمعہ کا وقت، وقت ظہر ہے یعنی جو وقت ظہر کا ہے اس وقت کے اندر جمعہ ہونا چاہیے تو اگر جمعہ کی نماز میں اگرچہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آ گیا تو جمعہ باطل ہوگیا ظہر کی قضا پڑھیں (عامہ کتب)

چوتھی شرط خطبہ کا بیان: مسئلہ: جمعہ کے خطبہ میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے ہو اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لئے ضروری ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد ہوں اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو۔ تو اگر زوال سے پہلے خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا یا تنہا پڑھا یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا۔ مسئلہ: خطبہ اور نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت)

خطبہ کس کو کہتے ہیں: مسئلہ: خطبہ ذکر الٰہی کا نام ہے لہٰذا اگر صرف ایک بار الحمد للہ یا سبحان اللہ یا لا الٰہ الا اللہ کہا تو فرض ادا ہوگیا لیکن خطبہ کو اتنا مختصر کرنا مکروہ ہے (دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں اگر دونوں مل کر طوال مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے۔ خصوصاً جاڑے میں۔ (غنیۃ و دُرّ مختار و بہار شریعت)

خطبہ میں کیا چیزیں سنت ہیں: مسئلہ: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں خطیب کا پاک ہونا کھڑا ہونا۔ خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا۔ خطیب کا منبر پر ہونا اور سامعین کی طرف منہ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کئے رہنا حاضرین کا امام کی طرف متوجہ رہنا خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا۔ اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں الحمد سے شروع کرنا۔ اللہ عزوجل کی ثنا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی واحدنیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا حضور پر درود بھیجنا کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا پہلے خطبہ میں وعظ ونصیحت ہونا دوسرے میں حمد وثنا و شہادت و درود کا اعادہ کرنا اور دوسرے مسلمانوں کے لئے دعا کرنا دونوں خطبے ہلکے ہونا۔ دونوں خطبوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین وعمین مکرمین حضرت حمزہ وعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو۔ بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں۔ الحمد للہ نحمدہ

ونستعینه ونستغفره ونومن به ونتوکل علیه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یهدی الله فلا مضل له ومن یضللہ فلا هادی له ونشهد ان لا الٰه الاالله وحده لا شریك لـه ونشهد ان سیدنا ومولانا محمداً عبده ورسوله مرد اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف منہ کرے اور داہنے بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے اور امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لئے لوگوں کی گردنیں پھلانگے۔ البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جاسکتا ہے اور اگر خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔ خطبہ سننے کی حالت میں دوزانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔ (عالمگیری، دُرِّمختار غنیۃ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: بادشاہ اسلام کی ایسی تعریف جو اس میں نہ ہو حرام ہے۔ مثلاً مالک رقاب الامم' کہ یہ محض جھوٹ اور حرام ہے (دُرِّمختار) مسئلہ: خطبہ میں آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا یا خطبہ پڑھنے میں بات کرنا مکروہ ہے البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم دیا یا بری بات سے منع کیا تو اس میں حرج نہیں۔ (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں ملانا خلاف سنت متوارثہ ہے۔ یوہیں خطبہ میں اشعار پڑھنا بھی نہ چاہیے اگرچہ عربی زبان ہی کے ہوں ہاں دو ایک شعر پند و نصائح کے اگر کبھی پڑھ لے تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت)

پانچویں شرط جماعت ہے: یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد ہونے چاہئیں۔ ورنہ جمعہ نہ ہوگا۔ (ہدایہ شرح وقایہ عالمگیری قاضی خاں) مسئلہ: اگر تین غلام یا مسافر یا بیمار یا گونگے یا ان پڑھ مقتدی ہوں تو جمعہ ہو جائے گا اور اگر صرف عورتیں یا بچے ہوں تو نہیں۔ (عالمگیری، ردّالمحتار)

چھٹی شرط اذن عام: اس کا یہ مطلب ہے کہ مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے تاکہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی کی روک ٹوک نہ ہو۔ اگر جامع مسجد میں جب لوگ جمع ہو گئے دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا جمعہ نہ ہوا (عالمگیری) مسئلہ: عورتوں کو اگر جامع مسجد سے روکا جائے تو اذن عام کے خلاف ہوگا۔ کہ ان کے آنے میں خوف فتنہ ہے۔ (ردّالمحتار) جمعہ واجب ہونے کے لئے گیارہ شرطیں ہیں ان میں سے اگر ایک بھی نہ پائی گئی تو فرض نہیں پھر بھی اگر پڑھے گا تو ہو جائے گا بلکہ مرد عاقل بالغ کے لئے جمعہ پڑھنا افضل ہے اور عورت کے لئے ظہر افضل۔ (پہلی شرط) شہر میں مقیم ہونا۔ (دوسری شرط) صحت یعنی مریض پر جمعہ فرض

نہیں۔ مریض سے مراد وہ ہے کہ مسجد جمعہ تک نہ جاسکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا۔ یا دیر میں اچھا ہوگا (غنیۃ) شیخ فانی مریض کے حکم میں ہے۔ (قاضی خاں دُرِّمختار و فتح القدیر) مسئلہ: جو شخص بیمار کا تیماردار ہو اور جانتا ہے کہ جمعہ کو جائے گا تو مریض دقتوں میں پڑ جائے گا اور اس کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا تو اس تیماردار پر جمعہ فرض نہیں۔ (دُرِّمختار و بہار شریعت) (تیسری شرط) آزاد ہونا غلام پر فرض نہیں اور اس کا آقا منع کرسکتا ہے۔ (عالمگیری و قاضی خاں) مسئلہ: نوکر اور مزدور کو جمعہ پڑھنے سے نہیں روک سکتا البتہ اگر جامع مسجد دور ہے تو جتنا حرج ہوا ہے اس کی مزدوری میں کمی کرسکتا ہے اور مزدور اس کا مطالبہ بھی نہیں کرسکتا (عالمگیری) (چوتھی شرط) مرد ہونا عورت پر جمعہ فرض نہیں۔ (پانچویں شرط) بالغ ہونا۔ (چھٹی شرط) عاقل ہونا یہ دونوں شرطیں خاص جمعہ کے لئے نہیں بلکہ ہر عبادت کے واجب ہونے کے لئے عقل و بلوغ شرط ہے (ساتویں شرط) انکھیارا ہونا اندھے پر جمعہ فرض نہیں مگر اس اندھے پر فرض ہے جو شہر کی تمام گلی کوچوں میں بلا تکلف پھرتا ہے اور بلا پوچھے اور بلا مددگار کے جس مسجد میں چاہے پہنچ جاتا ہے (دُرِّمختار و بہار شریعت) (آٹھویں شرط) چلنے پر قادر ہونا یعنی اپاہج پر جمعہ فرض نہیں لیکن ایسا لنگڑا جو مسجد تک جاسکتا ہے اس پر جمعہ فرض ہے (دُرِّمختار وغیرہ) (نویں شرط) قید میں نہ ہونا یعنی قیدی پر جمعہ فرض نہیں لیکن اگر کسی دین کی وجہ سے قید کیا گیا اور مالدار ہے یعنی ادا کرسکتا ہے تو اس پر فرض ہے۔ (دسویں شرط) خوف نہ ہونا اگر بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا ڈر ہے یا مفلس قرضدار کو قید ہونے کا ڈر ہے تو اس پر فرض نہیں (ردّالمحتار) (گیارھویں شرط) آندھی یا پانی یا اولے یا سردی کا نہ ہونا یعنی یہ چیز اگر اتنی سخت ہیں کہ ان سے نقصان کا خوف ہو تو جمعہ فرض نہیں۔ مسئلہ: جمعہ کی امامت ہر وہ مرد کرسکتا ہے جو اور نمازوں میں امام ہوسکتا ہے اگرچہ اس پر جمعہ فرض نہ ہو' جیسے مریض مسافر غلام (دُرِّمختار ہدایہ قاضی خاں، فتح القدیر) یعنی جب کہ سلطان اسلام یا اس کا نائب یا جس کو اس نے اجازت دی بیمار ہو یا مسافر تو یہ سب نماز جمعہ پڑھا سکتے ہیں۔ یا انہیں تینوں نے کسی مریض یا مسافر یا غلام یا کسی لائق امامت کو اجازت دی ہو۔ یا بضرورت عام لوگوں نے کسی ایسے کو امام مقرر کیا ہو جو امامت کرسکتا ہو تو وہ پڑھا سکتا ہے چاہے مریض و مسافر و غلام ہی کیوں نہ ہو یہ نہیں کہ بطور خود جس کا جی چاہے جمعہ پڑھا دے کہ یوں جمعہ نہ ہوگا۔ مسئلہ: جس پر جمعہ فرض ہے اسے شہر میں جمعہ ہو جانے سے پہلے ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ: مریض یا مسافر یا قیدی یا کوئی اور جس پر جمعہ فرض نہیں ان لوگوں کو بھی جمعہ کے دن شہر میں جماعت

کے ساتھ ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے خواہ جمعہ ہونے سے پہلے جماعت کریں یا بعد میں یوں ہی جنہیں جمعہ نہ ملا وہ بھی بغیر اذان واقامت ظہر کی نماز تنہا تنہا پڑھیں جماعت ان کے لئے بھی منع ہے۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ علماء فرماتے ہیں جن مسجدوں میں جمعہ نہیں ہوتا انہیں جمعہ کے دن ظہر کے وقت بند رکھیں (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان واقامت کے ساتھ باجماعت پڑھیں (عالمگیری و بہار شریعت) نماز جمعہ کے لئے پہلے سے جانا اور مسواک کرنا اور اچھے اور سفید کپڑے پہننا اور تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل سنت ہے (عالمگیری، غنیۃ وغیرہ)

خطبے کے کچھ اور مسائل: جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہوا اس وقت سے ختم نماز تک نماز و اذکار اور ہر قسم کا کلام منع ہے۔ البتہ صاحب ترتیب اپنی قضا نماز پڑھ لے یوہیں جو شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے جلدی جلدی پوری کرے (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: جو چیزیں نماز میں حرام ہیں، جیسے کھانا پینا سلام و جواب سلام وغیرہ یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں یہاں تک کہ امر بالمعروف، ہاں خطیب امر بالمعروف کرسکتا ہے۔ جب خطبہ پڑھے تو تمام حاضرین پر سننا اور چپ رہنا فرض ہے جو لوگ امام سے دور ہوں کہ خطبہ کی آواز ان تک نہیں پہنچتی انہیں بھی چپ رہنا واجب ہے۔ اگر کسی کو بری بات کرتے دیکھیں تو ہاتھ یا سر کے اشارہ سے منع کرسکتے ہیں۔ زبان سے ناجائز ہے۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: خطبہ سننے کی حالت میں دیکھا کہ اندھا کنوئیں میں گرا چاہتا ہے یا کسی کو بچھو وغیرہ کاٹنا چاہتا ہے تو زبان سے کہہ سکتے ہیں اگر اشارہ یا دبانے سے بتا سکیں تو اس صورت میں بھی زبان سے کہنے کی اجازت نہیں۔ (دُرِّ مختار و ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: خطیب نے مسلمانوں کے لئے دعا کی تو سامعین کو ہاتھ اٹھانا یا آمین کہنا منع ہے۔ اگر ایسا کریں گے تو گنہگار ہوں گے خطبہ میں درود شریف پڑھتے وقت خطیب کا دائیں بائیں منہ کرنا بدعت ہے۔ مسئلہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک خطیب نے لیا تو حاضرین دل میں درود شریف پڑھیں زبان سے پڑھنے کی اس وقت اجازت نہیں یوہیں صحابہ کرام کے ذکر پر اس وقت رضی اللہ عنہم زبان سے کہنے کی اجازت نہیں (دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ)

جمعہ کے علاوہ دیگر خطبوں کا حکم: مسئلہ: خطبہ کے علاوہ اور خطبوں کا سننا بھی واجب ہے جیسے عیدین و نکاح وغیرہ کا خطبہ۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت)

سعی کب واجب ہے: مسئلہ: پہلی اذان کے ہوتے ہی سعی واجب ہے اور بیع وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب ہے یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید و فروخت کی تو یہ بھی ناجائز ہے اور مسجد میں خرید و فروخت تو سخت گناہ ہے کھانا کھا رہا تھا کہ اذان جمعہ کی آواز آئی اگر یہ ڈر ہو کہ کھائے گا تو جمعہ جاتا رہے گا تو کھانا چھوڑ دے اور جمعہ کو جائے۔ جمعہ کے لئے اطمینان و وقار کے ساتھ جائے۔ (عالمگیری، دُرِّ مختار) مسئلہ: خطیب جب منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے دوبارہ اذان دی جائے سامنے سے یہ مراد نہیں کہ مسجد کے اندر منبر کے پاس ہو اس لئے کہ مسجد کے اندر اذان کہنے کو فقہائے کرام مکروہ فرماتے ہیں۔ (خلاصہ و عالمگیری و قاضی خاں) مسئلہ: اذان ثانی بھی بلند آواز سے کہیں کہ اس سے بھی اعلان مقصود ہے اور جس نے پہلی نہ سنی اسے سن کر حاضر ہو (بحر وغیرہ) مسئلہ: خطبہ ختم ہو جائے تو فوراً اقامت کہی جائے خطبہ واقامت کے درمیان دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: جس نے خطبہ پڑھا وہی نماز پڑھائے دوسرا نہ پڑھائے اور اگر دوسرے نے پڑھا دی جب بھی ہو جائے گی جب کہ وہ ماذون[1] ہو۔ مسئلہ: نماز جمعہ میں بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون یا پہلی میں سبح اسم اور دوسری میں ھل اتٰک پڑھے مگر ہمیشہ اسی کو نہ پڑھے کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھے۔ مسئلہ: جمعہ کے دن اگر سفر کیا اور زوال سے پہلے آبادی شہر سے باہر ہو گیا تو حرج نہیں ورنہ ممنوع ہے۔
(دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ)

فائدہ: جمعہ کے دن روحیں جمع ہوتی ہیں لہٰذا زیارت قبور کرنی چاہیے۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت)

عیدین کا بیان

عیدین (یعنی عید و بقر عید) کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انہیں پر جن پر جمعہ واجب ہے اور اس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت ہے اگر جمعہ میں خطبہ نہ پڑھا تو جمعہ نہ ہوا اور عیدین میں نہ پڑھا تو نماز ہو گئی مگر برا کیا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہے اور عیدین کا نماز کے بعد۔ اگر عیدین کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھ لیا تو برا کیا مگر نماز ہو گئی لوٹائی نہیں جائے گی اور خطبہ کا بھی اعادہ نہیں اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت صرف دوبار اتنا کہنے کی

[1] ماذون: جس کو اجازت دی گئی۔ ۱۲

اجازت ہے۔ الصلاۃ جامعۃ (قاضی عالمگیری دُرّمختار وغیرہ) مسئلہ: بلاوجہ عید کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے۔ (جوہرہ نیرہ و بہارِ شریعت) مسئلہ: گاؤں میں عید کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (دُرّمختار و بہارِ شریعت) مسئلہ: عید کے دن یہ باتیں مستحب ہیں۔ ۱- حجامت بنوانا۔ ۲- ناخن کٹوانا۔ ۳- غسل کرنا۔ ۴- مسواک کرنا۔ ۵- اچھے کپڑے پہننا نیا ہو تو نیا ورنہ دھلا۔ انگوٹھی[1] پہننا۔ ۶- خوشبو لگانا۔ ۷- صبح کی نماز محلہ کی مسجد میں پڑھنا۔ ۸- عیدگاہ جلد چلا جانا۔ ۹- نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا۔ ۱۰- عیدگاہ کو پیدل جانا۔ ۱۱- دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ ۱۲- نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا۔ ۱۳- تین پانچ سات یا کم و بیش مگر طاق ہوں۔ کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوا لیکن اگر عشاء تک نہ کھایا تو عتاب کیا جائے گا۔ (ردّالمحتار وغیرہ) خوشی ظاہر کرنا۔ ۱۴- کثرت سے صدقہ دینا۔ ۱۵- عیدگاہ کو اطمینان و وقار سے اور نیچی نگاہ کئے جانا۔ ۱۶- آپس میں مبارکباد دینا یہ سب باتیں مستحب ہیں۔ مسئلہ: راستہ میں بلند آواز سے تکبیر نہ کہے (دُرّمختار ردّالمحتار و بہارِ شریعت) مسئلہ: عیدگاہ سواری پر جانے میں حرج نہیں مگر جس کو پیدل جانے پر قدرت ہو اس کے لئے پیدل جانا افضل ہے اور واپسی میں سواری پر آنے میں حرج نہیں۔ (جوہرہ عالمگیری بہارِ شریعت) مسئلہ: عیدین کی نماز کا وقت اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب کہ سورج ایک نیزہ کے برابر اونچا ہو جائے اور ضحوہ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک رہتا ہے لیکن عیدالفطر میں دیر کرنا اور عیدالاضحیٰ میں جلد پڑھ لینا مستحب ہے اور سلام پھیرنے کے پہلے زوال ہو گیا تو نماز جاتی رہی (ہدایہ قاضی خاں دُرّمختار) زوال سے مراد نصف النہار شرعی ہے جس کا بیان وقت کے بیان میں گزرا۔ (بہارِ شریعت)

نمازِ عید کا طریقہ: یہ ہے کہ دو رکعت واجب عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کے ہاتھ باندھ لے پھر ثنا پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر چھوڑ دے۔ پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے پھر چوتھی تکبیر میں ہاتھ باندھ لے اس کو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لئے جائیں اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ

[1] کس چیز کی اور کیسی انگوٹھی جائز ہے مسئلہ: مرد کے لئے صرف چاندی کی وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ایک نگ کی ایک انگوٹھی پہننی جائز ہے۔ اس کے سوا کسی قسم کی کوئی انگوٹھی جائز نہیں۔ لوہا، پیتل اور دھاتوں کی انگوٹھی مردوں اور عورتوں سب کو ناجائز ہے بلکہ عورتوں کو سونے چاندی کے سوا لوہے تانبے پیتل وغیرہ کا ہر زیور ناجائز ہے۔ ۱۲- منہ

دیئے جائیں۔ جب چوتھی تکبیر پر ہاتھ باندھ لئے تو امام اعوذ باللہ بسم اللہ آہستہ پڑھ کر زور سے الحمد اور سورۃ پڑھے پھر رکوع کر کے ایک رکعت پوری کرے جب دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو پہلے الحمد اور سورۃ پڑھے پھر تین بار کان تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ عیدین میں زائد تکبیریں چھ ہوئیں تین تکبیریں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع کی تکبیر سے پہلے اور ان چھیوں تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیح پڑھنے کے برابر سکتہ کرے اور عیدین میں مستحب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۃ جمعہ پڑھے اور دوسری میں سورۃ منافقون یا پہلی میں سبح اسم اور دوسری میں ھل اتلک (دُرّمختار و بہارِ شریعت) نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے اور جمعہ کے خطبے میں جو چیزیں سنت ہیں وہ عیدین کے خطبے میں بھی سنت ہیں اور جو باتیں جمعہ کے خطبہ میں مکروہ ہیں وہ عیدین کے خطبے میں بھی مکروہ ہیں۔ صرف دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ جمعہ کے پہلے خطبہ سے قبل خطیب کا بیٹھنا سنت تھا اور اس میں نہ بیٹھنا سنت ہے دوسرے یہ کہ اس میں پہلے خطبہ سے قبل نو بار اور دوسرے خطبہ سے قبل سات بار اور منبر سے اترنے کے پہلے چودہ بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور جمعہ میں نہیں۔ (عالمگیری دُرّمختار و بہارِ شریعت) مسئلہ: پہلی رکعت میں امام کے تکبیر کہنے کے بعد کوئی شامل ہوا تو اسی وقت تین تکبیریں کہہ لے۔ اگرچہ امام نے قرأت شروع کر دی ہو (عالمگیری دُرّمختار) مسئلہ: امام کو رکوع میں پایا تو پہلے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہے پھر دیکھے کہ اگر عید کی تکبیریں کہہ کر امام کو رکوع میں پالے گا تو عید کی تکبیریں بھی کہے اور تب رکوع میں شامل ہو اور اگر یہ سمجھے کہ عید کی تکبیریں کہتے کہتے امام رکوع سے سر اٹھا لے گا تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں شریک ہو جائے اور رکوع میں بلا ہاتھ اٹھائے عید کی تکبیریں کہے پھر اگر اس نے رکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سر اٹھا لیا تو امام کے ساتھ سر اٹھائے اور باقی تکبیریں چھوڑ دے کہ یہ ساقط ہو گئیں۔ اب ان کو نہ کہے گا۔ (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: دوسری رکعت میں شامل ہوا تو پہلی رکعت کی تکبیریں اس وقت کہے جب اپنی چھٹی ہوئی رکعت پورا کرنے کھڑا ہو۔ (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ جب اپنی چھٹی ہوئی رکعت پڑھے اس وقت کہے۔ (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: آخر رکعت میں سلام پھیرنے سے پہلے شریک ہوا تو اپنی دونوں رکعتیں تکبیروں کے ساتھ پوری کرے۔ (عالمگیری وغیرہ)

عید بقرعید کی نماز کا وقت اور مدت: مسئلہ: کسی عذر کی وجہ سے عید کے دن نماز نہ ہو

سکی۔ مثلاً سخت بارش ہوئی یا ابر کے سبب سے چاند نہیں دیکھا گیا اور گواہی ایسے وقت گزری کہ نماز نہ ہو سکی یا ابر تھا اور نماز ایسے وقت ختم ہوئی کہ زوال ہو چکا تھا تو دوسرے دن پڑھی جائے اور دوسرے دن بھی نہ ہوئی تو عیدالفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہو سکتی اور دوسرے دن بھی نماز کا وہی وقت ہے جو پہلے دن تھا یعنی ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے نصف النہار شرعی تک اور اگر بلا عذر عیدالفطر کی نماز پہلے دن نہ پڑھی تو دوسرے دن نہیں پڑھ سکتے (قاضی خاں، عالمگیری دُرّمختار و بہارشریعت) مسئلہ: عیدالاضحیٰ تمام احکام میں عیدالفطر کی طرح ہے صرف بعض باتوں میں فرق ہے اس میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اگرچہ قربانی نہ کرے اور کھا لیا تو کراہت نہیں اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا جائے اور عیدالاضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے بارھویں تک بلا کراہت موخر کر سکتے ہیں۔ بارھویں کے بعد پھر نہیں ہو سکتی اور بلا عذر دسویں کے بعد مکروہ ہے۔ (قاضی خان عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن کتْوائے (ردّالمحتار و بہارشریعت) مسئلہ: بعد نماز عید مصافحہ معانقہ[1] کرنا جیسا کہ عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے۔ (وشاخ الجید و بہارشریعت)

تکبیر تشریق کیا ہے: تکبیر تشریق نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک پانچوں وقت کی ہر فرض نماز کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے اور تین بار کہنا افضل ہے اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں اور وہ یہ ہے: **اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد** ۔ (تنویر الابصار و بہارشریعت وغیرہ) مسئلہ: تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے بعد فوراً واجب ہے یعنی جب تک کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو کہ اس نماز پر بنا نہ کر سکے۔ اگر مسجد سے باہر ہو گیا یا قصداً وضو توڑ دیا یا کلام کیا اگرچہ سہواً تو تکبیر ساقط ہو گئی اور بلا قصد وضو ٹوٹ گیا کہہ لے۔ (ردّالمحتار و دُرّمختار و بہارشریعت)

تکبیر تشریق کس پر واجب ہے اور کب واجب ہے: مسئلہ: تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے مقیم کی اقتداء کی اگرچہ وہ اقتداء کرنے والا عورت یا مسافر گاؤں کا رہنے والا ہو اور یہ لوگ اگر مقیم کی اقتداء نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔ (دُرّمختار و بہارشریعت) مسئلہ: تکبیر تشریق ان ایام میں جمعہ کے بعد بھی واجب ہے اور نفل و سنت و وتر کے بعد نہیں۔ البتہ نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔ (دُرّمختار)

---

[1] مصافحہ: ہاتھ ملانا، معانقہ: گلے ملنا

گہن کی نماز

سورج گہن: سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور چاند گہن کی نماز مستحب ہے سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے اگر جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا جمعہ کی تمام شرطیں اس کے لئے شرط ہیں۔ وہ شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جمعہ کی کر سکتا ہے۔ وہ نہ ہو تو تنہا تنہا پڑھیں گھر میں یا مسجد میں (دُرّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: گہن کی نماز اس وقت پڑھیں جب سورج میں گہن لگا ہو۔ گہن چھوٹنے کے بعد نہیں اور گہن چھوٹنا شروع ہو گیا مگر ابھی باقی ہے اس وقت بھی شروع کر سکتے ہیں اور گہن کی حالت میں اس پر ابر آ جائے جب بھی نماز پڑھیں۔ (جوہرہ نیرہ) مسئلہ: ایسے وقت گہن لگا کہ اس وقت ممنوع ہے تو نماز نہ پڑھیں بلکہ دعا میں مشغول رہیں اور اسی حالت میں ڈوب جائے تو دعا ختم کر دیں اور مغرب کی نماز پڑھیں (جوہرہ و ردّالمحتار) مسئلہ: گہن کی نماز نفل کی طرح دو رکعت پڑھیں یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کریں جیسے اور نمازوں میں کرتے ہیں مسئلہ: گہن کی نماز میں نہ اذان ہے نہ اقامت نہ بلند آواز سے قرأت اور نماز کے بعد دعا کریں۔ یہاں تک کہ آفتاب کھل جائے اور دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ خواہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں یا چار رکعت پر (ردّالمحتار و دُرّمختار و فتح القدیر) مسئلہ: اگر لوگ جمع نہ ہوئے تو ان لفظوں سے پکاریں۔ **الصلوۃ جامعۃ** (دُرّمختار و فتح القدیر) مسئلہ: افضل یہ ہے کہ عیدگاہ یا جامع مسجد میں اس کی جماعت قائم کی جائے اور اگر دوسری جگہ قائم کرے جب بھی حرج نہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ: اگر یاد ہو تو سورہ بقر اور آل عمران کی برابر بڑی سورتیں پڑھیں اور رکوع و سجود میں بھی طول دیں اور بعد نماز دعا میں مشغول رہیں یہاں تک کہ پورا آفتاب کھل جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ نماز میں تخفیف کریں اور دعا میں طول دیں خواہ امام قبلہ رو دعا کرے یا مقتدیوں کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور یہ بہتر ہے اور سب مقتدی آمین کہیں۔ اگر دعا کے وقت عصا یا کمان پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو تو یہ بھی اچھا ہے دعا کے لئے منبر پر نہ جائے (دُرّمختار و بہار و فتح القدیر) مسئلہ: سورج گہن اور جنازہ دونوں کا اجتماع ہو تو پہلے جنازہ پڑھے (جوہرہ و بہارشریعت) مسئلہ: چاند گہن کی نماز میں جماعت نہیں، امام موجود ہو یا نہ ہو بہر حال تنہا تنہا پڑھیں (دُرّمختار ہدایہ عالمگیری فتح القدیر) امام کے علاوہ دو تین آدمی جماعت کر سکتے ہیں۔ (بہارشریعت)

خوف و مصیبت کے وقت نماز مستحب ہے: مسئلہ: تیز آندھی آئے یا دن میں سخت اندھیری چھا جائے یا رات میں خوفناک روشنی ہو یا لگاتار کثرت سے مینہ برسے یا اولے پڑیں یا آسمان سرخ ہو جائے یا بجلیاں گریں یا بکثرت تارے ٹوٹیں یا طاعون وغیرہ وبا پھیلے یا زلزلے آئیں یا دشمن کا خوف ہو یا اور کوئی دہشت ناک بات پائی جائے ان سب کے لئے دو رکعت نماز مستحب ہے۔ (عالمگیری ودُرِّ مختار وغیرہ)

کتاب الجنائز

بیماری نعمت ہے: بیماری کا بیان، بیماری بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کے فائدے بے شمار ہیں اگرچہ آدمی کو دیکھنے میں اس سے تکلیف پہنچتی ہے مگر دراصل راحت و آرام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے یہ ظاہری بدنی بیماری جس کو آدمی بیماری اور مصیبت سمجھتا ہے حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک زبردست علاج ہے۔

اصلی بیماری کیا ہے: حقیقی اصلی بیماری تو روحانی بیماریاں ہیں کہ یہ البتہ بہت خوف کی چیز ہے اور اس کو مہلک سمجھنا چاہیے۔ چاہیے تو یہ کہ بیماری اور مصیبت کو بھی آدمی نعمت کی طرح خوشی خوشی قبول کرے نہیں تو کم سے کم اتنا تو ضروری ہے کہ صبر و استقلال سے کام لے اور گھبراہٹ اور بے صبری کر کے ملتے ہوئے ثواب کو ہاتھ سے نہ کھوئے کہ بے صبری سے آئی ہوئی مصیبت جاتی نہ رہے گی۔ پھر اس بڑے ثواب سے محرومی دوسری مصیبت ہے بہت سے نادان بیماری میں نہایت بے جا کلمہ بول اٹھتے ہیں بلکہ بعض کفر تک پہنچ جاتے ہیں معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کر دیتے ہیں۔[1]

بیماری اور مصیبت سے گناہ مٹتا اور ثواب ملتا ہے: یہ بالکل وہی دنیا و آخرت کے نقصان والے بن جاتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان کو جو تکلیف وہم وحزن، اذیت وغم پہنچے یہاں تک کہ کانٹا جو اس کے چبھے اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے اس کے گناہ مٹا دیتا ہے (بخاری و مسلم وغیرہما) اور فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کہ مسلمان کو جو تکلیف پہنچی ہے بیماری ہو یا اس کے سوا کچھ اور تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو گرا دیتا ہے، جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی مرتبہ مقرر ہوتا ہے اور بندہ اعمال کے سبب سے

[1] نسبة الجور الی اللہ تعالی کفر یعنی خدا کی طرف ظلم کی نسبت کرنا کفر ہے۔۱۲- (عالمگیری وغیرہ)

اس رتبہ کو نہ پہنچا تو بدن یا مال یا اولاد میں اس کو آزماتا ہے پھر اسے صبر دیتا ہے یہاں تک کہ اسے اس رتبہ کو پہنچا دیتا ہے جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ (احمد و ابوداؤد وغیرہ) اور فرمایا کہ جب قیامت کے دن بلا والوں کو ثواب دیا جائے گا تو عافیت (آرام) والے تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں قینچیوں سے ان کی کھالیں کاٹی جاتیں۔ (ترمذی)

عیادت یعنی بیمار پرسی: عیادت یعنی بیمار کو دیکھنے کے لئے جانا۔ (مریض کی عیادت کو جانا) سنت ہے حدیثوں میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو گیا تو واپس آنے تک برابر جنت کے پھول چننے میں رہا۔ (بخاری و مسلم) حضور علیہ السلام کی عادت شریفہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کو جاتے تو یہ فرماتے لا باس طھور ان شاء اللہ تعالیٰ یعنی کوئی حرج کی بات نہیں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے (بخاری و مسلم) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تو بیمار کے پاس جائے تو اس سے کہہ کہ تیرے لئے دعا کرے کہ بیمار کی دعا فرشتوں کی دعا کے مثل ہے۔ (ابن ماجہ) اور فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دعا پڑھے اسئال اللہ العظیم رب العرش الکریم ان یشفیک اگر موت نہیں آئی تو شفا ہو جائے گی۔ مسئلہ: اگر معلوم ہے کہ عیادت کو جاؤں گا تو مریض کو پسند نہ ہو گا تو ایسی حالت میں عیادت نہ کرے۔ (درورد) مسئلہ: اگر عیادت کو گیا اور مرض کی سختی دیکھی تو مریض کے سامنے یہ ظاہر نہ کرے کہ تمہاری حالت خراب ہے اور نہ سر ہلائے جس سے حالت کا خراب ہونا سمجھا جاتا ہے مریض کے سامنے ایسی باتیں کرنی چاہئیں جو اس کے دل کو بھلی معلوم ہوں اس کی مزاج پرسی کرے اس کے سر پر ہاتھ نہ رکھے مگر جب کہ وہ خود اس کی خواہش کرے (درورد) مسئلہ: فاسق کی عیادت بھی جائز ہے کیونکہ عیادت حقوق اسلام سے ہے اور فاسق بھی مسلم ہے۔ یہودی یا نصرانی اگر ذمی ہو تو اس کی عیادت بھی جائز ہے (درورد) مجوسی کی عیادت کو جائے یا نہ جائے اس میں علماء کو اختلاف ہے یعنی جب کہ ذمی ہو (عنایہ) ہنود مجوسی کے حکم میں ہیں ان کے احکام وہی ہیں جو مجوسیوں کے لئے ہیں اہل کتاب جیسے ان کے احکام نہیں۔ ہندوستان کے یہودی نصرانی مجوسی بت پرست ان میں کوئی بھی ذمی نہیں۔ (بہار شریعت)

موت آنے کا بیان: آخر ایک دن دنیا چھوٹنی ہے موت آنی ہے جب یہاں سے جانا ہے تو وہاں کی تیاری کرنی چاہیے جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور اس وقت کو ہمیشہ دھیان میں رکھنا چاہیے۔

دنیا میں کس طرح رہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر بلکہ راہ چلتا یعنی مسافر جس طرح ایک اجنبی شخص ہوتا ہے اور راہ گیر راستہ کے کھیل تماشوں میں نہیں لگتا کہ راہ کھوٹی ہوگی اور منزل مقصود تک نہ پہنچا جائے گا اسی طرح مسلمان کو چاہیے کہ دنیا میں نہ پھنسے اور نہ ایسے تعلقات پیدا کرے کہ اصلی مقصد کے حاصل کرنے میں آڑے آئیں اور موت کو کثرت سے یاد کرے کہ موت کی یاد دنیوی تعلقات کی جڑ کاٹتی ہے۔

کب موت کی آرزو کرسکتا ہے: حدیث شریف میں ہے کہ **اکثروا ذکرھا ذم اللذات الموت** یعنی لذتوں کی کاٹنے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔ مگر کسی مصیبت پر موت کی آرزو نہ کرے کہ اس کی ممانعت ہے اور ناچار کرنی ہی ہے تو یوں کہے کہ الٰہی مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے خیر ہو اور موت دے جب موت میرے لئے بہتر ہو۔ (بخاری و مسلم) اور مسلمان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھے اس کی رحمت کا امیدوار رہے حدیث میں فرمایا کوئی نہ مرے مگر اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھتا ہو کہ ارشاد الٰہی ہے **انا عند ظن عبدی بی** میرا بندہ مجھ سے جیسا گمان رکھتا ہے، میں اسی طرح اس کے ساتھ پیش آتا ہوں۔ حضور علیہ السلام ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے اور وہ جوان مرنے کے قریب تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے کو کس حال میں پاتے ہو۔ عرض کی یارسول اللہ! اللہ سے امید ہے اور اپنے گناہوں سے ڈر۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں یعنی امید اور ڈر اس موقع پر جس بندے کے دل میں ہوں گے اللہ اسے وہ دے گا جس کی امید رکھتا ہے اور اس سے امن میں رکھے گا جس سے ڈرتا ہے۔ روح قبض ہونے کا وقت بہت سخت وقت ہے اسی پر سارے عمل کا مدار ہے بلکہ ایمان کے تمام اخروی نتائج اسی پر مرتب کہ اعتبار خاتمہ ہی کا ہے اور شیطان لعین ایمان لینے کی فکر میں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اس کے مکر سے بچائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے وہ مراد کو پہنچا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس کا آخر کلام لا الٰہ الا اللہ ہو یعنی کلمہ طیبہ وہ جنت میں داخل ہوا۔

جب موت قریب آئے تو کیا کرے: مسئلہ: جب موت کا وقت قریب آئے اور نشانیاں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ داہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کریں اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کو منہ ہو جائے گا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں اور قبلہ کو منہ کرنا دشوار ہو کہ اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔ (ہدایہ عالمگیری دُرِّ مختار)

کلمہ کی تلقین کی صورت: مسئلہ: جانکنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے پڑھیں **اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھدان محمد رسول اللہ** مگر اسے اس کے کہنے کا حکم نہ دیں (عالمگیری و فتح القدیر و جوہرہ نیرہ وغیرہ) مسئلہ: جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کردیں ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخری کلام **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہو (عالمگیری و جوہرہ) مسئلہ: تلقین کرنے والا کوئی نیک شخص ہو ایسا نہ ہو جس کو اس کے مرنے کی خوشی ہو اور اس کے پاس اس وقت نیک اور پرہیزگار لوگوں کا ہونا بہت اچھی بات ہے اور اس وقت وہاں سورۃ یٰسین شریف کی تلاوت اور خوشبو ہونا مستحب ہے، جیسے لوبان اگربتیاں سلگا دیں۔ (عالمگیری) مسئلہ: موت کے وقت حیض و نفاس والی عورتیں اس کے پاس حاضر ہوسکتی ہیں (قاضی خاں فتح القدیر، عالمگیری) مگر جس کا حیض و نفاس منقطع ہوگیا اور ابھی غسل نہیں کیا اسے اور جنب کو آنا نہ چاہیے اور کوشش کرے کہ مکان میں کوئی تصویر یا کتا نہ ہو اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکال دی جائیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اس کی نزع کے وقت اپنے اور اس کے لئے دعائے خیر کرتے رہیں۔ کوئی برا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کہ اس وقت جو کچھ کہا جاتا ہے فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں نزع میں سختی دیکھیں تو سورۃ یٰسین و سورۃ رعد پڑھیں (بہار شریعت) مسئلہ: مرتے وقت معاذ اللہ اس کی زبان سے کلمہ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے کہ ہوسکتا ہے کہ موت کی تکلیف کی وجہ سے عقل جاتی رہی ہو اور بے ہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا۔ (دُرِّ مختار فتح القدیر عالمگیری) اور بہت ممکن ہے کہ اس کی پوری بات سمجھ میں نہ آئی کہ ایسی سختی کی حالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کرے مشکل ہوتا ہے۔ (بہار شریعت)

روح نکلنے کے بعد کیا کیا کرے: مسئلہ: جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جاکر گرہ دے دیں کہ منہ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کردی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کردیئے جائیں یہ کام اس کے گھر والوں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کرسکتا ہو باپ یا بیٹا وہ کرے۔ (عالمگیری و جوہرہ نیرہ)

آنکھیں بند کرتے وقت کی دعا: مسئلہ: آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھے **بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اللھم یسر علیہ امرہ وسھل علیہ مابعدہ واسعدہ بلقائك واجعل ماخرج الیہ خیراً مما خرج عنہ** (دُرِّ مختار عالمگیری و فتح القدیر)

مسئلہ: مردہ کے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا کوئی اور بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے

(عالمگیری) مگر ضرورت سے زیادہ بھاری نہ ہو کہ تکلیف کا باعث بنے۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپالیں اور اس کو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہنچے (عالمگیری) مسئلہ: غسل وکفن دفن میں جلدی چاہیے کہ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے (جوہرہ وفتح القدیر)

مردہ کا قرض: مسئلہ: میت کے ذمہ قرض یا جس قسم کے دین ہوں جلد سے جلد ادا کردیں کہ حدیث میں ہے کہ میت اپنے دین میں مقید ہے۔ ایک روایت میں ہے اس کی روح معلق رہتی ہے جب تک دین نہ ادا کیا جائے۔ مسئلہ: عورت مرگئی اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کرکے بچہ نکالا جائے۔ مسئلہ: عورت زندہ ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ مرگیا اور عورت کی جان پر بنی ہے تو بچہ کاٹ کر نکالا جائے اور بچہ بھی زندہ ہو تو کیسی ہی تکلیف ہو بچہ کاٹ کر نکالنا جائز نہیں۔ (عالمگیری دُرِّ مختار و بہار شریعت)

مردہ کو نہلانے کا طریقہ: میت کو نہلانے کا بیان: میت کو نہلانا فرض کفایہ ہے بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہوگیا (عالمگیری) نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چارپائی یا تخت یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اسے اتنی بار چارپائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اس پر میت کو لٹاکر ناف سے گھٹنے تک کسی کپڑے سے چھپادیں۔ پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کے ایسا وضو کرائے یعنی منہ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں اور ہونٹوں نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابن اسلامی کارخانے کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے دھوئیں نہیں تو خالی پانی سے بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کے پتوں کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتے کا جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے تو دھوڈالیں۔ وضو غسل دوبارہ نہ کرائیں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں۔ پھر اس کے بدن کو کسی کپڑے سے دھیرے دھیرے پونچھ دیں۔ مسئلہ: ایک بار سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت جہاں غسل دیں مستحب یہ ہے کہ پردہ کرلیں کہ سوا

نہلانے والوں اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے۔ نہلاتے وقت چاہے اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کی طرف پاؤں کرکے یا جو آسان ہو کریں۔ (عالمگیری) مسئلہ: مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت مردہ اگر چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی نہلا سکتا ہے۔ چھوٹے سے مراد یہ کہ حد شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔[1] (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: عورت مرجائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں (دُرِّ مختار) شوہر عورت کے جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے قبر میں اتار سکتا ہے۔ منہ بھی دیکھ سکتا ہے البتہ نہلانا اور بلا حائل کپڑا بدن کو ہاتھ لگانا منع ہے۔ (بہار شریعت) مسئلہ: مرد کا انتقال ہوا اور وہاں نہ کوئی مرد ہے نہ اس کی بی بی تو جو عورت وہاں موجود ہے اسے تیمم کرائے پھر اگر عورت محرم ہے یا اس کی باندی تو تیمم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہیں اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے (عالمگیری) مسئلہ: ایسی جگہ مرا کہ وہاں پانی نہیں ملتا تو تیمم کرائیں اور نماز جنازہ پڑھیں اور نماز کے بعد اگر دفن سے پہلے پانی مل جائے تو نہلا کر نماز پھر سے پڑھیں۔ (عالمگیری دُرِّ مختار)

کافر مردہ کا حکم: مسئلہ: کافر مردے کے لئے غسل و دفن نہیں بلکہ ایک چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں داب دیں یہ بھی جب کریں کہ اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا اسے لے نہ جائے ورنہ مسلمان ہاتھ نہ لگائے نہ اس کے جنازے میں جائے۔ (دُرِّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر رکھنا کافروں کا طریقہ ہے (دُرِّ مختار) بعض جگہ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں۔ یہ بھی نہ کریں۔ (بہار شریعت) مسئلہ: میت کے غسل کے لئے کورے گھڑے بدھنے کی ضرورت نہیں گھر کے استعمال کے برتن سے بھی غسل دے سکتے ہیں اور بعض لوگ جو یہ جہالت کرتے ہیں کہ غسل کے بعد ان گھڑوں بدھنوں کو توڑ ڈالتے ہیں یہ ناجائز و حرام ہے کہ مال برباد کرنا ہے غریبوں کو دے دیں یا اپنے کام میں لائیں۔ اگر نجس ہوگئے ہوں تو پاک کرلیں اور اگر یہ خیال کریں کہ گھر میں رکھنا نحوست ہے تو یہ نری نادانی اور جہالت ہے بعض لوگ گھڑے کا پانی پھینک دیتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔ (بہار شریعت)

کفن کے تین درجے: کفن کا بیان، میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ (فتح القدیر) کفن

[1] حد شہوت لڑکوں میں یہ ہے کہ اس کا دل عورتوں کی طرف رغبت کرے اور لڑکی میں حد شہوت یہ ہے کہ اسے دیکھ کر مرد کو اس کی طرف میلان پیدا ہو اور اس کا اندازہ لڑکے میں بارہ سال اور لڑکی میں نو برس ہے (بہار)

کے تین درجے ہیں۔ ۱-ضرورت ۲-کفایت ۳-سنت۔ مرد کے لئے کفن سنت تین کپڑے ہیں' لفافہ' ازار' قمیص اور عورت کے لئے کفن سنت پانچ کپڑے ہیں۔ ۱-لفافہ ۲-ازار ۳-قمیص ۴-اوڑھنی ۵-سینہ بند۔

مرد اور عورت کے لئے کفن کفایت کیا ہے: کفن کفایت مرد کے لئے دو کپڑے ہیں لفافہ و ازار' عورت کے لئے کفن کفایت تین کپڑے ہیں۔ لفافہ' ازار' اوڑھنی یا لفافہ قمیص اوڑھنی۔ کفن ضرورت مرد و عورت دونوں کے لئے جو میسر آئے اور کم سے کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے (ہدایہ دُرّ مختار عالمگیری قاضی خاں وکنز) مسئلہ: لفافہ یعنی چادر ایسی ہونی چاہیے کہ میت کے قد سے اتنی زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں اور ازار یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک ہو یعنی لفافہ سے اتنا چھوٹا جو باندھنے کے لئے لفافہ میں زیادہ تھا اور قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں۔ گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک کی ہو اور کفنی آگے پیچھے دونوں طرف برابر ہو اور جاہلوں میں جو رواج ہے کہ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ غلطی ہے۔ چاک اور آستین کفنی میں نہ ہوں۔ مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور عورت کے لئے سینہ کی طرف اوڑھنی تین ہاتھ کی ہونی چاہیے یعنی ڈیڑھ گز کی۔ سینہ بند پستان سے ناف تک ہو اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔ (عالمگیری وردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: بلا ضرورت کفن کفایت سے کم کرنا ناجائز و مکروہ ہے۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت)

کب کفن کے لئے سوال جائز ہے: مسئلہ: کفن ضرورت کے ہوتے ہوئے کفن مسنون کے لئے سوال کرنا جائز نہیں کہ بلا ضرورت سوال ناجائز ہے اور یہاں ضرورت نہیں البتہ اگر کفن ضرورت میسر نہ ہو تو ضرورت بھر کے لئے سوال کریں زیادہ کے لئے نہیں اگر بغیر مانگے مسلمان خود کفن پورا کر دیں تو ان شاء اللہ پورا ثواب پائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ)

کفن کا کپڑا کیسا ہونا چاہیے: مسئلہ: کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عید و جمعہ کے لئے جیسا کپڑا پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اس قیمت کا ہونا چاہیے۔ حدیث میں شریف میں ہے مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے ہیں یعنی خوش ہوتے ہیں۔ سفید کفن بہتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔ (عالمگیری غنیۃ ردّالمحتار) مسئلہ: کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کے لئے منع ہے اور عورت کے لئے جائز ہے یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اس کا کفن دیا جا سکتا ہے اور جس کا پہننا زندگی میں ناجائز اس کا کفن بھی ناجائز ہے۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

پرانے کپڑے کا کفن: مسئلہ: کفن پرانے کپڑے کا بھی دے سکتے ہیں۔ (عالمگیری جوہرہ)

بچوں کا کفن: نو برس یا اس سے زیادہ عمر کی لڑکی کو عورت کے برابر پورا کفن دیا جائے اور بارہ برس یا اس سے زیادہ عمر کے لڑکے کو مرد کے برابر کفن دیں اور نو برس سے چھوٹی لڑکی کو دو کپڑا اور بارہ برس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا دے سکتے ہیں اور لڑکے کو بھی دو کپڑے دیئے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں چاہے ایک ہی دن کا بچہ ہو۔
(قاضی خاں ردّالمحتار و بہار شریعت وغیرہ)

کفن کس کے مال سے ہونا چاہیے: مسئلہ: میت نے اگر کچھ مال چھوڑا کفن اسی کے مال سے ہونا چاہیے (ردّالمحتار) مسئلہ: دین' وصیت' میراث ان سب پر کفن مقدم ہے یعنی میت کے مال سے پہلے کفن دیا جائے گا۔ پھر باقی سے قرض ادا کیا جائے گا پھر جو باقی بچے گا اس کے تہائی سے وصیت پوری کی جائے گی۔ پھر باقی سے وارثوں کو ملے گا۔ (جوہرہ) مسئلہ: میت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا نہیں جس پر نفقہ واجب ہوتا ہے یا ہے مگر نادار ہے تو بیت المال سے دیا جائے گا اور بیت المال بھی وہاں نہ ہو جیسے یہاں ہندوستان میں تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے اگر معلوم تھا اور نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے اگر ان لوگوں کے پاس بھی نہیں تو ایک کپڑے کے برابر اور لوگوں سے سوال کر لیں (دُرّ مختار جوہرہ نیرہ بہار شریعت) مسئلہ: عورت نے اگر مال چھوڑا لیکن اس کا کفن شوہر کے ذمہ ہے۔ بشرطیکہ موت کے وقت کوئی ایسی بات نہ پائی گئی ہو جس سے عورت کا نفقہ شوہر پر سے ساقط ہو جاتا ہے اور اگر شوہر مرا اور اس کی عورت مالدار ہے جب بھی عورت پر کفن واجب نہیں (عالمگیری دُرّ مختار) مسئلہ: یہ جو کہا گیا کہ فلاں پر کفن واجب ہے اس سے مراد کفن شرعی ہے یو ہیں باقی سب سامان تجہیز جیسے خوشبو اور غسال اور لے جانے والوں کی اجرت اور دفن کے مصارف سب میں شرعی مقدار مراد ہے باقی اور باتیں جو میت کے مال سے کی گئیں اگر وارث بالغ ہوں اور سب وارثوں نے اجازت بھی دے دی ہو تو جائز ہے ورنہ خرچ کرنے والے کے ذمہ ہے۔ (ردّالمحتار و بہار شریعت)

کفن پہنانے کا طریقہ: یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں تا کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں۔ اس سے زیادہ نہیں پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے۔ ناک' ہاتھ'

گھٹنے قدم پر کافور لگائیں۔ پھر ازار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے تا کہ داہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں۔ کہ اڑنے کا ڈر نہ رہے۔ عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی آدھی پیٹھ کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب کے ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اس کی لمبائی آدھی پیٹھ سے سینہ تک ہے اور چوڑائی ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے اور یہ جو لوگ کیا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اوڑھاتے ہیں یہ محض بے جا و خلاف سنت ہے پھر بدستور ازار و لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اوپر سینہ بند پستان کے اوپر سے ران تک لا کر باندھیں۔ (عالمگیری دُرّ مختار و بہار شریعت)

جنازہ لے چلنے کا طریقہ: جنازہ لے چلنے کا بیان مسئلہ: جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے ہر شخص کو چاہیے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے۔ حضور علیہ السلام نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔ (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کو کندھا دے پھر داہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے۔ حدیث میں ہے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرما دے گا (جوہرہ عالمگیری دُرّ مختار) مسئلہ: جنازہ لے کر چلنے میں چارپائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھے اسباب کی طرح گردن یا پیٹھ پر لادنا مکروہ ہے چوپایہ پر بھی جنازہ لادنا مکروہ ہے۔ مسئلہ: چھوٹے بچے کو اگر ایک آدمی ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں لوگ ہاتھوں ہاتھ ایک کے بعد دوسرا لیتا رہے۔ مسئلہ: جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میت کو جھٹکا لگے۔ (مجمع الانہار دُرّ مختار و ردّالمحتار قاضی خاں ہدایہ وقایہ فتح القدیر عالمگیری) مسئلہ: ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلیں داہنے بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی چلے تو اسے چاہیے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ گنا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے (عالمگیری ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔ (عالمگیری صغیری) مسئلہ: جنازہ لے کر چلنے میں سرہانہ آگے ہونا چاہیے (عالمگیری و بحر وغیرہ) مسئلہ: جنازہ کے ساتھ آگ لے جانا منع ہے۔ (عالمگیری و بحر)

جنازہ کے ساتھ جانے کا ثواب: مسئلہ: میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار ہو یا کوئی نیک شخص ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل پڑھنے سے افضل ہے (عالمگیری و بحر) مسئلہ: جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو اسے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہیے اور نماز کے بعد اولیاء میت سے اجازت لے کر واپس ہو سکتا ہے اور دفن کے بعد اجازت کی ضرورت نہیں (عالمگیری) مسئلہ: جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو دنیا کی باتیں کرنا ہنسنا منع ہے۔ (دُرّ مختار)

جنازہ کی نماز کا بیان

جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی گنہگار ہوا، اس کی فرضیت کا جو انکار کرے کافر ہے۔ مسئلہ: اس کے لئے جماعت شرط نہیں ایک شخص بھی پڑھ لے فرض ادا ہو گیا۔ (عالمگیری) نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ نماز جنازہ[1] کی نیت کر کے کان تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثناء پڑھے یعنی سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك وجل ثناءُك ولا اله غيرك پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود شریف پڑھے بہتر وہی درود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اگر کوئی دوسرا درود پڑھا جب بھی حرج نہیں پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت کے لئے اور تمام مومنین و مومنات کے لئے یہ دعا پڑھے۔

نماز جنازہ کی دعا: اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا وذكرنا وانثانا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ط ومن توفيته منا فتوفه على الايمان پھر اللہ اکبر کہہ کے سلام پھیر دے مسئلہ: جس کو یہ دعا یاد نہ ہو وہ اور کوئی دعائے ماثورہ پڑھ لے جیسے اللهم اغفر لي ولوالدي ولمن توالد ولجميع المومنين والمومنات والمسلمين والمسلمات الاحياء منهم والاموات انك مجيب الدعوات برحمتك يا ارحم الراحمين مسئلہ: نماز جنازہ کی چاروں تکبیروں میں سے صرف پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھائیں اور باقی میں نہیں اور چوتھی تکبیر کہتے ہی بلا کچھ پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیریں مسئلہ: میت اگر پاگل یا نابالغ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں: اللهم اجعله لنا فرطا واجعله لنا اجرا وذخرا

[1] نماز جنازہ کی نیت: نماز جنازہ کی یوں نیت کرے نیت کی میں نے نماز کی اللہ کیلئے اور دعا کی اس میت کیلئے اللہ اکبر۔ منہ

وجعله لنا شافعاً و مشفعاً ط اور لڑکی ہو تو اجعلها اور شافعة و مشفعة کہیں مجنون سے ایسا
پاگل مراد ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے ہی پاگل ہوگیا (غنیۃ بہار شریعت) مسئلہ: سلام میں میت
اور فرشتوں اور حاضرین نماز کی نیت رہے (دُرّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: تکبیر و سلام کو امام جہر کے
ساتھ کہے باقی تمام چیزیں آہستہ پڑھے۔ مسئلہ: نماز جنازہ میں رکن یعنی فرض دو ہیں۔
چاروں تکبیریں اور قیام اور سنت مؤکدہ تین چیزیں ہیں۔ ۱- اللہ تعالیٰ کی ثناء۔ ۲- درود شریف
اور ۳- میت کے لئے دعا۔ مسئلہ: چونکہ قیام فرض ہے لہٰذا بغیر عذر بیٹھ کر یا سواری پر نماز جنازہ
پڑھی تو نہ ہوئی اور اگر ولی میت یا امام بیمار تھا اس نے بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو
کر پڑھی تو نماز ہوگئی (دُرّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: جس کی بعض تکبیریں چھوٹ گئیں وہ اپنی
چھوٹی ہوئی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور اگر یہ ڈر ہو کہ دعائیں پڑھے گا تو
پوری کرنے سے پہلے لوگ میت کو کندھے تک اٹھالیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے دعائیں
چھوڑ دے۔ (دُرّ مختار) مسئلہ: جو شخص چوتھی تکبیر کے بعد آیا تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا
شامل ہوجائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار اللہ اکبر کہہ لے (دُرّ مختار) مسئلہ: جن چیزوں
سے تمام نمازیں فاسد ہوتی ہیں نماز جنازہ بھی ان سے فاسد ہوجاتی ہے۔ سوائے ایک بات
کے کہ عورت مرد کے محاذی ہوجائے تو نماز جنازہ فاسد نہ ہوگی (عالمگیری) مسئلہ: جنازہ کی نماز
کی بھی وہی شرطیں ہیں جو اور نمازوں کی ہیں۔ یعنی ۱- طہارت (نمازی کے بدن کے کپڑے
اور نماز کی جگہ کا پاک ہونا نمازی کا باغسل و باوضو ہونا۔ ۲- ستر عورت۔ ۳- قبلہ کو منہ ہونا۔ ۴-
نیت البتہ کوئی وقت خاص اس کے لئے معین نہیں اور تکبیر تحریمہ اس کا رکن ہے شرط نہیں۔
(ردّالمحتار) اور میت کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کو غسل دیا گیا ہو اور غسل ناممکن ہونے کی
صورت میں تیمم کرایا گیا ہو اور پاک کفن پہنایا گیا ہو اگرچہ بعد میں آلودہ ہوگیا ہو اور جنازہ
سامنے ہو اور جنازہ زمین پر رکھا ہو اگر جانور وغیرہ پر لدا ہو نماز نہ ہوگی۔

کن لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے: مسئلہ: ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے
اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کبائر ہو سوائے چند قسم کے گنہگاروں کے کہ ان کی نماز نہیں۔
۱- باغی جو امام برحق کے خلاف لڑنے کو نکلے اور اسی بغاوت کی حالت میں مارا جائے۔
۲- ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ ان کو غسل دیا جائے گا۔ نہ ان کی نماز پڑھی جائے۔ ۳- جس
نے کئی آدمیوں کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا۔ ۴- جس نے اپنے ماں یا باپ کو مار ڈالا اس کی بھی نماز
نہیں۔ (عالمگیری دُرّ مختار و بہار شریعت)

مسئلہ نماز جنازہ میں امامت کا حق: بادشاہ اسلام کو ہے پھر قاضی کو پھر امام جمعہ کو پھر
امام محلہ کو پھر ولی کو۔ امام محلہ کا ولی پر مقدم ہونا مستحب ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ امام محلہ ولی
میت سے افضل ہو نہیں تو ولی افضل ہے۔ (غنیۃ و دُرّ مختار) مسئلہ: ولی سے مراد میت کے عصبہ
ہیں اور نماز پڑھانے میں ولیوں کی وہی ترتیب ہے جو نکاح میں ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ
نماز جنازہ میں میت کے باپ کو بیٹے پر تقدم ہے اور نکاح میں بیٹے کو باپ پر البتہ اگر باپ
عالم نہیں اور بیٹا عالم ہے تو نماز جنازہ میں بھی بیٹا مقدم ہے۔ اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الارحام
غیروں پر مقدم ہیں (دُرّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: میت کا ولی اقرب (یعنی سب سے نزدیک کا
رشتہ دار) غائب ہے اور ولی ابعد (دور کا رشتہ دار) حاضر ہے تو یہی ابعد نماز پڑھائے۔
غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اتنی دور ہو کہ اس کے آنے کے انتظار میں حرج ہو (ردّالمحتار)
مسئلہ: عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو شوہر نماز پڑھائے وہ بھی نہ ہو تو پڑوسی یوہیں مرد کا ولی نہ ہو تو
پڑوسی اوروں پر مقدم ہے (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: عورتوں اور بچوں کو نماز جنازہ کی
ولایت نہیں۔

نماز جنازہ کی صف: مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ میں تین صف کریں کہ حدیث میں
ہے کہ جس کی نماز تین صفوں نے پڑھی اس کی مغفرت ہوجائے گی اور اگر کل سات ہی آدمی
ہوں تو ایک امام ہو اور تین پہلی صف میں اور دو دوسری صف میں اور ایک تیسری میں (غنیۃ و
بہار شریعت) مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ میت کے سینے کے سامنے امام کھڑا ہو اور میت سے دور نہ
ہو۔

مسجد میں نماز جنازہ جائز نہیں: مسئلہ: مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے چاہے
میت مسجد کے اندر ہو یا باہر یا سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض (دُرّ مختار) مسئلہ: جمعہ کے دن
کوئی مرا تو اگر جمعہ سے پہلے تجہیز و تکفین ہوسکے تو پہلے ہی کرلیں اس خیال سے روک رکھنا کہ
جمعہ کے بعد مجمع زیادہ ہوگا مکروہ ہے (ردّالمحتار) مسئلہ: میت کو بغیر نماز پڑھے دفن کردیا اور مٹی
بھی دے دی گئی تو اب اس کی قبر پر نماز پڑھیں جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور اگر مٹی نہ دی گئی
ہو تو نکالیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں (ردّالمحتار و دُرّ مختار)

مردہ بچے کا کفن و دفن: مسئلہ: مسلمان مرد کا بچہ یا مسلمان عورت کا بچہ زندہ پیدا ہوا پھر مر
گیا تو اس کو غسل و کفن دیں گے اور اس کی نماز پڑھیں گے اور اگر مرا ہوا پیدا ہوا تو ویسے ہی
نہلا کر ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردیں گے اس کے لئے نہ نماز ہے نہ سنت طریقہ پر

غسل وکفن۔ مسئلہ: جو بچہ سر کی جانب سے پیدا ہوا اور سینہ نکلنے تک زندہ رہا پھر مر گیا تو زندہ مانا جائے گا اور جو پاؤں کی طرف سے پیدا ہوا اور کمر نکلنے تک زندہ رہا پھر مرا تو زندہ مانا جائے اور اگر اتنا اتنا نکلنے سے پہلے مر جائے اگرچہ آواز دی ہو مرا سمجھا جائے (دُرِّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: بچہ چاہے زندہ پیدا ہو یا مرا پورا بنا ہو یا ادھورا ہر صورت میں اس کا نام رکھا جائے اور قیامت کے دن اس کا حشر ہوگا۔ (دُرِّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: مسلمان کا بچہ کافرہ سے پیدا ہو اور وہ اس کی منکوحہ نہ تھی یعنی وہ بچہ زنا کا ہے تو اس کی نماز پڑھی جائے۔ (ردّ المحتار)

قبر و دفن کا بیان: میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔

قبر کی لمبائی چوڑائی: مسئلہ قبر کی لمبائی میت کے قد کے برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم آدھے قد کی اور بہتر یہ ہے کہ گہرائی بھی قد کے برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو (ردّ المحتار) اس گہرائی سے مراد یہ ہے کہ لحد یا صندوق اتنا گہرا ہو یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنی شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو۔

لحد اور صندوق کا مطلب: مسئلہ: قبر دو طرح کی ہوتی ہے ایک لحد یعنی بغلی جو قبلہ کی طرف اندر قبر میں جگہ کھودتے ہیں میت کو رکھنے کے لئے، دوسری صندوق جو حوض کی طرح بنا کر اس میں میت کو رکھ کر تختے لگاتے ہیں۔ لحد سنت ہے اور یہ نہ بن سکے تو صندوق میں بھی حرج نہیں۔ (عالمگیری بحر قاضی خاں جوہرہ نیرہ) مسئلہ: قبر کے اس حصہ میں جو میت کے جسم کے قریب ہے پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے (عالمگیری قاضی خاں) مسئلہ: قبر میں چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: قبر میں اترنے والے دو تین یا جتنے آدمیوں کی ضرورت ہو اتریں یہ لوگ نیک اور امین ہوں کہ کوئی بات نا مناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں اور اچھی دیکھیں تو چرچا کریں۔ (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارا جائے یوں نہیں کہ قبر کی پائنتی رکھیں اور سر کی طرف سے قبر میں لائیں (دُرِّ مختار عالمگیری فتح القدیر وغیرہ)

عورت کا جنازہ کون لوگ اتاریں: مسئلہ: عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں (شرعاً جن سے پردہ نہیں) یہ نہ ہوں تو دوسرے رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار غیر کے اتارنے میں حرج نہیں (عالمگیری) مسئلہ: میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں بسم اللہ و باللہ و علی ملۃ رسول اللہ (ردّ المحتار و عالمگیری)

میت کی کروٹ اور رخ: مسئلہ: میت کو داہنی کروٹ پر لٹائیں اور اس کا منہ قبلہ کو کریں

اگر قبلہ کی طرف منہ کرنا بھول گئے اور تختہ لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ ہٹا کر قبلہ رو کر دیں اور اگر مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہیں یونہی اگر بائیں کروٹ پر رکھا یا۔ جدھر سرہانہ ہونا چاہیے ادھر پاؤں کئے تو اگر مٹی دینے کے پہلے یاد آیا تو ٹھیک کر دیں ورنہ نہیں۔ (عالمگیری دُرِّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولی تو حرج نہیں (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: میت کو لحد میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کر دیں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے۔ تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں صندوق کا بھی یہی حکم ہے (دُرِّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں۔ مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ اگر مینہ وغیرہ کوئی عذر ہو تو چھپانا جائز ہے۔ عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔ (جوہرہ دُرِّ مختار و بہار شریعت)

مٹی کب اور کس طرح دی جائے اور مٹی دیتے وقت کیا پڑھے: مسئلہ: تختہ لگانے کے بعد مٹی دی جائے مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔ پہلی بار کہیں منها خلقنکم دوسری بار وفیها نعیدکم تیسری بار ومنها نخرجکم تارۃً اخری پھر باقی مٹی کھرپی پھاوڑے وغیرہ جس چیز سے ہو سکے قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے (عالمگیری جوہرہ و عینی شرح کنز) مسئلہ: ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے اسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے (بہار شریعت) مسئلہ: قبر چوکھٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان قبر پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ تھوڑی سی زیادہ (عالمگیری ردّ المحتار) مسئلہ: جہاز پر انتقال ہوا اور کنارہ قریب نہ ہو تو غسل وکفن دے کر نماز پڑھ کر سمندر میں ڈبو دیں۔
(غنیۃ و ردّ المحتار)

قبر پر قبہ بنانا، پختہ کرنا، کتبہ لگانا: مسئلہ: علماء و سادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے (دُرِّ مختار و ردّ المحتار) یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر کچی ہو اور اوپر سے پختہ تو حرج نہیں (بہار شریعت) مسئلہ: اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لئے کچھ لکھ سکتے ہیں مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو (جواہرہ و دُرِّ مختار) مسئلہ: ایسے قبرستان میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔ مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۃ بقر کا اول و آخر پڑھیں۔ سرہانے الم سے مفلحون تک اور پائنتی امن الرسول

سے ختم سورۃ تک پڑھیں۔ (جوہرہ و بہار شریعت)

قبر کا ادب: مسئلہ: قبر پر بیٹھنا' سونا' چلنا' پاخانہ' پیشاب کرنا حرام ہے قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس پر چلنا ناجائز ہے چاہے نیا ہونا معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔ (عالمگیری دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبروں پر چلنا پڑے گا تو وہاں تک جانا منع ہے دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتے پہنے دیکھا تو فرمایا جوتے اتار دے نہ قبر والے کو تو تکلیف دے نہ وہ تجھے۔ (بہار شریعت)

زیارت کا دن اور وقت: زیارت قبور' قبروں کی زیارت کو جانا سنت ہے ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے جمعہ یا جمعرات یا سنیچر یا دوشنبہ کے دن مناسب ہے۔ سب سے افضل جمعہ کا دن صبح کا وقت ہے اولیائے کرام کے مزارات پر سفر کر کے جانا جائز ہے اولیا اپنے زیارت کرنے والوں کو نفع پہنچاتے ہیں اور اگر وہاں کوئی خلاف شرع بات ہو جیسے عورتوں کا سامنا۔ باجہ وغیرہ تو اس کی وجہ سے زیارت نہ چھوڑی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام چھوڑا نہیں جاتا بلکہ اسے برا جانے اور ہو سکے تو بری بات کو دور کرے (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: سلامتی اسی میں ہے کہ عورتوں کو زیارت قبور سے روکا جائے۔ (ردّ المحتار و فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت)

زیارت قبر کا طریقہ: یہ ہے کہ پائینتی کی طرف سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو اور یہ کہے: السلام علیکم اهل دار قوم مومنین انتم لنا سلف وان شاء الله بکم لاحقون نسئل الله لنا ولکم العفو والعافية يرحم الله المستقد مين منا والمستاخرين اللهم رب الارواح الفانية والاجساد البالية والعظام النخرة ادخل هذه القبور منك روحاً وريحاناً ومنا تحية وسلاماً پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلے پر بیٹھے کہ جتنی دور پر زندگی میں اس کے پاس بیٹھتا تھا (ردّ المحتار) مسئلہ: میت کے سرہانے سے نہ آئے کہ میت کے لئے تکلیف کا سبب ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا (ردّ المحتار و بہار شریعت)

مردوں کو ثواب پہنچانے کا بیان: مسئلہ: قبرستان میں جائے تو الحمد شریف اور الم سے مفلحون تک اور آیت الکرسی اور امن الرسول آخر سورۃ تک اور سورۃ یٰسین اور تبارك الذی

اور الهکم التکاثر ایک ایک بار قل هو الله بارہ یا گیارہ یا سات یا تین بار پڑھے اور ان سب کا ثواب مردوں کو پہنچائے حدیث میں ہے جو گیارہ بار قل ہو اللہ شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی کے برابر اسے ثواب ملے گا۔

(دُرّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت)

ایصال ثواب: نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' صدقہ' خیرات اور ہر قسم کی عبادت اور عمل نیک فرض و نفل کا ثواب مردوں کو پہنچا سکتا[1] ہے۔ ان سب کو پہنچے گا اور اس پہنچانے والے کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے یہ نہیں کہ اسی ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے (شرح عقائد' ہدایہ' عالمگیری ردّ المحتار) بلکہ یہ امید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کے لئے ان سب کے مجموعہ کے برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا جس کا ثواب کم سے کم دس ملے گا اس نے دس مردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے اور اس کو ایک سو دس اور ہزار کو پہنچایا تو اسے دس ہزار علیٰ ہذا القیاس (فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت) مسئلہ: قبر کو بوسہ دینا اور اس کا طواف منع ہے۔ (بہار شریعت) و (اشعۃ اللمعات) مسئلہ: قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک رہیں گے تسبیح کریں گے اور میت کا دل بہلے گا (ردّ المحتار و بہار شریعت) یوہیں جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں (بہار شریعت) مسئلہ: قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہیے اس لئے کہ گھاس کی تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور میت کو انس ہوتا ہے اور گھاس نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔ (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: اولیاء اور علماء کے مزاروں پر غلاف ڈالنا جائز ہے جب کہ یہ مقصود ہو کہ مزار والے کی وقعت عام لوگوں کی نظر میں ہو لوگ ادب کریں اور برکت حاصل کریں۔ (ردّ المحتار)

ماتم پرسی' تعزیت کا ثواب: تعزیت' یعنی ماتم پرسی کرنا سنت ہے۔ حدیث میں ہے جو اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت میں تعزیت کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا (ابن ماجہ) ایک اور حدیث میں ہے جو کسی مصیبت والے کی تعزیت کرے گا

---

[1] عقائد نسفیہ میں ہے وفی دعاء الاحیاء الاموات وصدقتهم عنهم نفع لهم یعنی مردوں کے لئے ہمارے دعا کرنے سے اور ان کیلئے صدقہ دینے سے مردوں کو نفع پہنچتا ہے مخالف اس کا معتزلی فرقہ ہے (شرح عقائد) اور ہدایہ میں ہے ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله' لغیره صلٰوة اوصوما اوصدقة اوغیرها عنداهل السنة والجماعة یعنی اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ آدمی اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے چاہے نماز کا ہو یا روزہ کا یا صدقہ یا ان کے علاوہ کوئی اور عمل خیر ہو جیسے تلاوت قرآن و اذکار وغیرہ۔ شرح فقہ اکبر میں ہے: مذهب ابی حنیفة واحمد وجمهور السلف الی وصولها یعنی امام ابوحنیفہ و امام احمد بن حنبل وغیرہ سب بزرگوں کا مذہب ہے کہ عبادت بدنی و مالی کا ثواب مُردے کو پہنچتا ہے۔ منہ

اسے اسی کے برابر ثواب ملے گا۔ (ترمذی وابن ماجہ)

تعزیت میں کیا کہے: تعزیت میں یہ کہے اللہ تعالیٰ مرنے والے کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر روزی کرے اور اس مصیبت پر ثواب دے حضور علیہ السلام نے ان لفظوں میں تعزیت فرمائی للہ مااخذ واعطی وکل شیء عندہ باجل مسمی خدا ہی کا ہے جو اس نے لیا اور دیا ہر چیز اس کے یہاں ایک مقرر معیاد کے ساتھ ہے۔ (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ میت کے تمام اقارب کو تعزیت کریں چھوٹے بڑے مرد عورت سب کو مگر عورت کو اس کے محارم ہی تعزیت کریں۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

تعزیت کا وقت: تعزیت کا وقت موت سے لے کر تین دن تک ہے اس کے بعد مکروہ ہے کہ غم تازہ ہوگا لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے وہاں موجود نہیں یا اسے علم نہیں تو بعد میں حرج نہیں (جوہرہ ردّالمحتار) مسئلہ: قبرستان میں تعزیت کرنا بدعت ہے (ردّالمحتار) مسئلہ: دفن سے پہلے بھی تعزیت جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ دفن کے بعد ہو لیکن اگر میت کے گھر والے بے صبری کے ساتھ رونا پیٹنا کرتے ہوں تو ان کی تسلی دفن سے پہلے ہی کرے (جوہرہ) مسئلہ: جو ایک بار تعزیت کر آیا اسے دوبارہ تعزیت کے لئے جانا مکروہ ہے۔ (دُرِّمختار)

میت کا کھانا: مسئلہ: میت کے گھر والے تیجہ چالیسواں وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز اور بری بدعت ہے شرع میں دعوت خوشی کے وقت ہے نہ کہ غم کے وقت لیکن اگر فقیروں محتاجوں کو کھلائیں تو بہتر ہے (فتح القدیر) مسئلہ: تیجے وغیرہ کا کھانا کرنا میت کے چھوڑے ہوئے مال سے جائز نہیں۔ البتہ جب وہ مال بٹ جائے تو جو چاہے اپنے حصے سے کرے (خانیہ وغیرہ) مسئلہ: میت کے پڑوسی یا دور کے رشتہ دار اگر میت کے گھر والوں کے لئے اس دن اور رات کے لئے کھانا لائیں تو بہتر ہے اور انہیں اصرار کر کے کھلائیں۔ (ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: میت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور انہیں کے لائق بھیجا جائے زیادہ نہیں اوروں کو وہ کھانا کھانا منع ہے (کشف الغطاء و بہار شریعت) اور صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے اس کے بعد مکروہ۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

نوحہ اور بین: نوحہ یعنی میت کی خوبیاں مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بین کہتے ہیں یہ بالا جماع حرام ہے یو ہیں واویلا و مصیبتاہ کہہ کے چلانا (جوہرہ نیرہ) مسئلہ: کپڑے پھاڑنا منہ نوچنا' بال کھولنا سر پر دھول ڈالنا چھاتی پیٹنا ران پر ہاتھ مارنا یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام ہیں۔ (عالمگیری) حدیث میں ہے جو منہ پیٹے گریبان پھاڑے

اور جاہلیت کا پکارنا پکارے۔ (یعنی نوحہ کرے) وہ ہم سے نہیں (بخاری و مسلم) دوسری حدیث میں ہے جو سر منڈائے[1] اور نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے میں اس سے بری ہوں۔

مسئلہ: آواز سے رونا منع ہے اور آواز نہ نکلے تو اس میں حرج نہیں ایسا رونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ صاحبزادہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضور کے آنسو نکلے اور فرمایا کہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دے گا۔ البتہ زبان کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے اور رونے والوں کی وجہ سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے مردہ بھی روتا ہے (ملخص جوہرہ و بہار و بخاری و مسلم وغیرہ) سوگ: تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں مگر عورت شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرے (بخاری و مسلم) مسئلہ: مصیبت پر صبر کرے تو اسے دو ثواب ملتے ہیں ایک مصیبت کا اور دوسرا صبر کا اور جزع[2] فزع سے دونوں جاتے رہتے ہیں (ردّالمحتار) حدیث میں ہے جس مسلمان مرد یا عورت پر کوئی مصیبت آئی اسے یاد کر کے انا للہ وانا الیہ راجعون کہے اگرچہ مصیبت کو زمانہ گزر گیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر نیا ثواب عطا فرماتا ہے اور ویسا ہی ثواب دیتا ہے جیسا اس دن کہ جس دن مصیبت آئی تھی۔ (احمد و بیہقی)

شہید کا بیان

شہید زندہ ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تقولو المن الایہ یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں خبر نہیں اور فرماتا ہے ولا تحسبن الذین قتلوا —— الی اجرا المومنین یعنی جو لوگ راہ خدا میں قتل کئے گئے انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں انہیں روزی ملتی ہے اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے اس پر خوش ہیں اور جو لوگ بعد والے ابھی ان سے نہ ملے ان کے لئے خوشخبری کے طالب کہ ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے اللہ کی نعمت اور فضل کی خوشخبری چاہتے ہیں اور یہ کہ ایمان والوں کا اجر اللہ ضائع نہیں فرماتا۔ حدیثیں تو شہدا کی فضیلت میں بہت آئی ہیں۔

شہید کو غسل و کفن نہ دیا جائے: مسئلہ: شہید کو نہ غسل دیا جائے نہ اس کا خون دھویا جائے

۱۔ یعنی کسی کے مرنے پر جیسے ہندو سدھ بھدرا کرتے ہیں۔
۲۔ جزع' بے صبری فزع' گھبراہٹ' ڈر

نہ کفن دیا جائے بلکہ اسی طرح اس پر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے البتہ کفن مسنون میں کچھ کمی ہو تو اتنا بڑھا دیا جائے اور پاجامہ نہ اتارا جائے اور زائد کپڑے جو کفن کی قسم کے نہ ہوں جیسے روئی دار کپڑا پوستین خف اور ہتھیار ڈھال وغیرہ بھی اتار لئے جائیں۔ (ہدایہ وغیرہ)

شہید کو غسل نہ دینے کی شرطیں: مسئلہ: شہید کو غسل نہ دیئے جانے کی سات شرطیں ہیں اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو غسل دیا جائے گا شہید مسلمان عاقل بالغ ظاہر ہو اور بطور ظلم[1] آلہ جارحہ[2] سے قتل کیا گیا ہو اور نفس قتل سے مال نہ واجب ہوا ہو اور زخمی ہونے کے بعد دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔ نکتہ: یہ دنیا میں شہید کا اعزاز و اکرام ہے کہ اس کا خون پاک ہے اور اس کا بدن پاک ہے اور اس کے تن کا کپڑا کفن ہے اور آخرت میں تو اس کے اکرام و انعام کا پوچھنا ہی کیا ہے۔ مسئلہ: چور یا ڈاکو یا حربی یا باغی نے کسی کو قتل کر دیا چاہے ہتھیار سے قتل کریں یا کسی اور چیز سے تو وہ شہید ہے غسل نہ دیا جائے (ہدایہ ردّالمحتار وغیرہ) دنیا سے نفع اٹھانا یہ کہ گھائل ہونے کے بعد کچھ کھایا یا پیا یا سویا یا علاج کیا یا خیمہ میں ٹھہرایا نماز کا ایک وقت پورا ہوش میں گزرا (بشرطیکہ نماز ادا کرنے پر قادر ہو) یا وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ کو چلا یا لوگ اسے معرکہ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے گئے۔ خواہ زندہ پہنچا ہو یا راستہ ہی میں انتقال ہوا یا کسی دنیوی بات کی وصیت کی یا کچھ خریدا یا کچھ بیچا یا بہت سی باتیں کیں تو ان سب صورتوں میں غسل دیں گے بشرطیکہ یہ چیزیں جہاں ختم ہونے کے بعد واقع ہوئیں اور اگر درمیان جنگ میں ہوئیں تو یہ چیزیں شہادت سے روکنے والی نہیں یعنی غسل نہ دیا جائے گا۔ مسئلہ: اگر کسی مسلمان کو کسی مسلمان نے قصداً ناحق مار ڈالا تو وہ شہید ہے اسے غسل نہ دیں۔ مسئلہ: اپنی جان یا مال یا کسی مسلمان کے بچانے میں لڑا اور مارا گیا تو وہ شہید ہے۔ (یعنی غسل نہ دیا جائے گا لوہے یا پتھر یا لکڑی جس کسی چیز سے قتل کیا گیا ہو۔ (عالمگیری) مسئلہ: شہید کے سب کپڑے اتار کر نئے کپڑے دینا مکروہ ہے۔ (ردّالمحتار و عالمگیری)

---

[1] بطور ظلم قتل کئے جانے کا یہ مطلب ہے کہ بغاوت یا رجم یا قتل کرنے کی سزا میں نہ قتل کیا گیا ہو بلکہ ناحق کسی نے مار ڈالا ہو (عنایہ)

[2] آلہ جارحہ سے مراد وہ چیز ہے جس سے قتل کرنے سے قاتل پر قصاص لازم آتا ہے یعنی جو عضو کو جدا کر دے جیسے تلوار خنجر چھرا برچھا بندوق پستول بھی آلہ جارحہ میں داخل ہے اور آلہ جارحہ کی قید جب ہے کہ مسلمان نے مسلمانوں کو قتل کیا ورنہ اہل حرب و رہزنوں نے جس چیز سے بھی قتل کیا ہو شہید ہے (بنایہ)

☆ یعنی خطاءً نہ مارا گیا ہو (بنایہ)

روزہ

روزہ کی فرضیت: روزہ بھی مثل نماز کے فرض عین ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر اور بلا عذر چھوڑنے والا سخت گنہگار ہے اور دوزخ کا سزاوار جو بچے روزہ رکھ سکتے ہوں ان کو رکھایا جائے اور قوی مضبوط لڑکے لڑکیوں کو مار کر رکھایا[1] جائے (دُرّ مختار) پورے ایک مہینہ رمضان کا روزہ فرض ہے۔

روزہ کی تعریف اور روزہ رکھنے کی عمر: شریعت میں روزہ کے معنیٰ ہیں اللہ کی عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک کھانے پینے اور جماع سے اپنے کو روکے رکھنا' روزہ کے لئے عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے یعنی حیض و نفاس کی حالت میں روزہ صحیح نہیں۔ حیض و نفاس والی پر فرض ہے کہ پاک ہونے کے بعد ان دنوں کے روزہ کی قضا رکھے۔ نابالغ پر روزہ فرض نہیں اور مجنون پر بھی فرض نہ ہوگا جب کہ پورا مہینہ رمضان کا جنون کی حالت میں گزر جائے اور اگر کسی ایک دن میں بھی ایسے وقت میں ہوش آیا کہ وہ وقت روزہ کی نیت کا وقت[2] ہے تو پورے مہینہ کی قضا لازم ہے مثلاً شروع رمضان سے پاگل ہوا اور انتیسویں تاریخ کو صبح صادق سے ضحوہ کبریٰ تک کسی وقت میں ہوش آیا تو پورے رمضان کی قضا لازم ہوئی۔ (ردّالمحتار)

روزہ کی نیت کا وقت: مسئلہ: رمضان کے ادا روزے اور نذر معین اور نفل و سنت و مستحب و مکروہ روزے ان سب روزوں کی نیت کا وقت سورج ڈوبنے سے لے کر ضحوہ کبریٰ تک ہے اس وقت جب نیت کر لے یہ روزے ہو جائیں گے لیکن رات ہی میں کر لینا بہتر ہے ان چھ روزوں کے علاوہ جتنے روزے ہیں (جیسے رمضان کی قضا کا روزہ غیر معین نذر کا روزہ نفل کی قضا کا روزہ معین نذر کی قضا کا روزہ کفارے کا روزہ اور جنایت کا روزہ اور تمتع کا روزہ ان سب روزوں کی نیت کے لئے وقت' سورج ڈوبنے کے بعد سے صبح صادق شروع ہونے تک ہے اس کے بعد نہیں اور ان میں سے جو روزہ رکھا جائے خاص اس کی نیت بھی ضروری ہے جیسے یوں نیت کرے کہ کل میں اپنے ۲۸ تاریخ رمضان کی قضا کا روزہ رکھوں گا یا جو میں نے ایک دن کے روزے کی منت مانی تھی اس کا روزہ ہے اور اسی طرح جو روزہ رکھنا

---

[1] روزہ و نماز میں جو مارنے کا حکم ہے اس سے مراد دو تین تھپڑ ہیں لاٹھی ڈنڈے سے نہ ماریں (ردالمحتار)

[2] یعنی ابتدائے صبح صادق سے لے کر ضحوہ کبریٰ شروع ہونے تک۔

ہواس کو نیت میں مقرر کرے (دُرِّ مختار) مسئلہ: مسئلہ روزہ کی نیت ضحوہ کبریٰ شروع ہونے سے پہلے ہو جانی چاہیے اور اگر خاص اس وقت یعنی جس وقت آفتاب خط نصف النہار شرعی پر پہنچ گیا تب نیت کی تو روزہ نہ ہوا (دُرِّ مختار و بہار شریعت)

نیت کے معنیٰ: مسئلہ: جس طرح اور عبادتوں میں بتایا گیا کہ نیت دل کے ارادے کا نام ہے زبان سے کہنا کچھ ضرور نہیں اسی طرح یہاں روزہ میں بھی وہی مراد ہے البتہ زبان سے کہہ لینا اچھا ہے اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے کہ نیت کی میں نے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا اور اگر دن میں نیت کرے تو یوں کہے نیت کی میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: دن میں نیت کرے تو ضروری ہے کہ یہ نیت کرے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیت ہے کہ اب سے روزہ دار ہوں صبح سے نہیں تو روزہ نہ ہوگا۔ (جوہرہ ردّالمحتار و بہار شریعت)

شک کے دن کا روزہ: مسئلہ: تیسویں شعبان کے بارے میں اگر یہ شک ہو کہ یہ پہلی رمضان ہے یا تیسویں شعبان تو اس دن خالص نفل کی نیت سے روزہ رکھ سکتے ہیں لیکن اس نیت سے نہیں کہ اگر یہ دن رمضان ثابت ہوا تو رمضان کا روزہ ورنہ نفل کا کہ ایسی نیت سے روزہ مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر ایسی تیسویں تاریخ اس کے عادت کے دن میں پڑے تو پھر روزہ رکھنا ہی افضل ہے جیسے کوئی شخص ہمیشہ جمعرات کا روزہ رکھا کرتا ہے اور اس تیسویں شعبان کو جمعرات پڑی تو وہ اپنا نفل روزہ رکھے۔ (دُرِّ مختار و ردّالمحتار وغیرہ) مسئلہ: شک کے دن ضحوہ کبریٰ کے شروع ہونے تک انتظار کریں اگر اس وقت تک چاند دیکھنا ثابت ہو جائے تو رمضان کے روزے کی نیت کرلیں ورنہ کھائیں پئیں (دُرِّ مختار) مسئلہ: آخر شعبان میں ایک یا دو دن کا روزہ مکروہ ہے اور تین یا تین دن سے زیادہ کا مکروہ نہیں۔ مسئلہ: عید کے دن کا روزہ مکروہ تحریمی ہے اور اسی طرح بقرعید کے دن کا اور اس کے بعد گیارہ بارہ تیرہ تاریخ تک کا مسئلہ سنت و نفل روزے کا تنہا رکھنا مکروہ تنزیہی ہے جیسے دسویں محرم کا روزہ سنت ہے لیکن اکیلا روزہ مکروہ ہے اس کے ساتھ ایک اور ملایا جائے یعنی نویں دسویں رکھیں اور دسویں گیارہویں کا روزہ رکھنے میں بھی حرج نہیں۔ مسئلہ: عورت کو نفل روزہ بلا اجازت شوہر کے مکروہ تنزیہی ہے۔

روزہ رکھنے کی منت: مسئلہ: روزہ رکھنے کی منت مانی تو کام پورا ہونے پر اس کا رکھنا واجب ہو گیا۔ مسئلہ: نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اب اس کی قضا واجب ہے۔

چاند دیکھنے کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار (عید) کرو اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی تیس پوری کرلو۔ (بخاری و مسلم) اور فرمایا روزہ نہ رکھو جب تک نہ چاند دیکھ لو اور افطار (عید) نہ کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر ابر ہو تو مقدار پوری کرلو (یعنی تیس دن) (بخاری و مسلم)

کن مہینوں کا چاند دیکھنا واجب ہے: مسئلہ: پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے۔ شعبان، رمضان، شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ (فتاویٰ رضویہ) مسئلہ: شعبان کی انتیس کو شام کے وقت چاند دیکھیں دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کا مہینہ شروع کریں۔ (ہدایہ عالمگیری و بہار شریعت)

مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں چاند کا ثبوت: مسئلہ: مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں یعنی ابر و غبار میں صرف رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ مستور یا عادل کی گواہی سے ہو جاتا ہے چاہے مرد ہو یا عورت اور رمضان کے سوا باقی تمام مہینوں کے چاند کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور یہ لفظ کہیں کہ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خود چاند دیکھا۔ تب چاند کا ثبوت ہوگا۔

(ہدایہ دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ)

عادل کی تعریف: عادل ہونے کے یہ معنیٰ ہیں کہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً بازار میں کھانا۔

مستور کی تعریف: اور مستور سے یہ مراد ہے کہ جس کا ظاہر حال شرع کے مطابق ہے مگر باطن کا حال معلوم نہیں (ردّالمحتار در مختار و بہار شریعت) مسئلہ: جس عادل شخص نے رمضان کا چاند دیکھا اس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت ادا کرے مسئلہ: گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی شرعی قاضی و حاکم نہیں جس کے پاس گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کر کے شہادت ادا کرے اور اگر یہ عادل ہے تو لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے مسئلہ: جب مطلع صاف نہ ہو تو عید کے چاند کا ثبوت عاقل بالغ عادل دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کی شہادت سے ہوگا۔ (ہدایہ و دُرِّ مختار وغیرہ)

مطلع صاف ہونے کی صورت میں، چاند کا ثبوت: مسئلہ: اگر مطلع صاف ہو تو جب

تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہو سکتا (چاہے رمضان کا ہو یا عید کا یا اور کسی مہینہ کا) رہا یہ کہ اس کے لئے کتنے لوگ ہونے چاہیں تو یہ قاضی کی رائے پر ہے جتنے گواہوں سے اسے غالب گمان ہو جائے اتنوں کی شہادت سے چاند ہونے کا حکم دے دے لیکن اگر شہر کے باہر سے یا کسی اونچی جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرے تو ایک مستور کا بھی قول صرف رمضان کے چاند میں مان لیا جائے گا۔ (ہدایہ دُرِّ مختار و بہار شریعت) میں یہ کہتا ہوں کہ چاند دیکھنے میں لوگوں کی جو سستی و لاپروائی کا حال ہے اس کے اعتبار سے تو مطلع صاف ہونے کی حالت میں عید کے سوا اور چاندوں میں بھی بجائے بہت آدمیوں کے دو گواہوں کی گواہی کافی ہونی چاہیے۔ (کما هو الظاهر من كلام صاحب ردّ المحتار حيث قال فتعين الافتاء بالرواية الاخرى وهي مانقله صاحب الدر بقوله وعن الامام انه يكتفى بشاهدين واختاره فى البحر ۱۲)

چاند کی گواہی: شہادت دینے میں یہ کہنا ضروری ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں بغیر اس لفظ کے شہادت نہیں مگر ابر میں رمضان کے چاند کی گواہی میں اتنا بھی کافی ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اس رمضان کا چاند آج یا کل یا فلاں دن دیکھا ہے۔ مسئلہ: اگر کچھ لوگ آکر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ یا افطار کے لئے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے ناکافی ہیں۔ (دُرِّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: تنہا امام یا قاضی نے عید کا چاند دیکھا تو انہیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں (دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے متعدد جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے روایت کی بنا پر فلاں دن سے روزے شروع کئے تو یہاں والوں کے لئے بھی ثبوت ہو گیا (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: کسی نے تنہا رمضان کا یا عید کا چاند دیکھا اور گواہی دی مگر قاضی نے اس کی گواہی قبول نہ کی تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہے اگر نہ رکھا یا توڑ ڈالا تو قضا لازم ہے (ہدایہ دُرِّ مختار عالمگیری) مسئلہ اگر دن میں چاند دکھائی دیا دوپہر سے پہلے یا دوپہر کے بعد بہرحال وہ آنے والی رات کا مانا جائے گا۔ یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہوگا اگر تیسویں رمضان کے دن میں دیکھا تو یہ دن رمضان ہی ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو یہ دن شعبان کا دن ہے رمضان کا نہیں لہٰذا آج کا روزہ

فرض نہیں (عالمگیری دُرِّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے ہے مگر دوسری جگہ کے لئے اس کا حکم اس وقت ہے کہ دوسری جگہ والوں پر اس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے یعنی چاند دیکھنے کی گواہی گزرے یا قاضی کے حکم کی گواہی گزرے یا متعدد جماعتیں وہاں سے آکر خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا ہے اور وہاں لوگوں نے روزہ رکھا یا عید کی مسئلہ: تار، ٹیلیفون، ریڈیو سے چاند دیکھنا ثابت نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اگر انہیں ہر طرح صحیح مان بھی لیا جائے جب بھی یہ محض ایک خبر ہے شہادت نہیں اور محض ایک خبر سے چاند کا ثبوت نہیں ہوتا اور اسی طرح بازاری افواہ سے اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپنے سے بھی چاند ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ: ہلال دیکھ کر اس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لئے ہو (عالمگیری، سراجیہ، بزازیہ، دُرِّ مختار و بہار شریعت)

روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ: کھانے یا پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو اور اگر روزہ دار ہونا یاد نہ رہا اور بھول کر کھا لیا یا پی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ نہ گیا (ہدایہ عالمگیری قاضی خاں وغیرہ) مسئلہ: حقہ، سگریٹ، بیڑی، چرٹ، سگار پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مسئلہ: پان یا تمباکو سرتی کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ پیک تھوک دیا ہو۔ مسئلہ: شکر چینی گڑ وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ مسئلہ: دانتوں میں کوئی چیز چنے برابر یا اس سے زیادہ تھی اسے کھا گیا یا کم ہی تھی مگر منہ سے نکال کر پھر کھا لی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ مسئلہ: دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر کا تھا یا کم تھا مگر اس کا مزہ حلق میں معلوم ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر خون کم تھا اور مزہ بھی معلوم نہ ہوا تو روزہ نہ گیا (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: حقنہ لیا یا نتھنوں میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر پانی کان میں چلا گیا یا ڈالا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: کلی کر رہا ہے بلا قصد پانی حلق سے اتر گیا یا ناک میں پانی چڑھا رہا تھا پانی دماغ میں چڑھ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا لیکن اگر روزہ ہونا بھول گیا ہو تو نہ ٹوٹے گا۔ (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا یا منہ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا (جوہرہ عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: دوسرے کا تھوک نگل لیا یا اپنی ہی تھوک ہاتھ پر لے کر نگل گیا تو

روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: منہ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر تھوک نگل لیا تو روزہ ٹوٹ گیا (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: آنسو منہ میں چلا گیا اور نگل لیا اگر بوند دو بوند ہے تو روزہ نہ گیا اور اگر زیادہ تھا کہ اس کی نمکینی پورے منہ میں معلوم ہوئی تو روزہ ٹوٹ گیا پسینہ کا بھی یہی حکم ہے (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: مرد نے عورت کا بوسہ لیا یا چھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور انزال ہو گیا تو روزہ جاتا رہا اور اگر عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا موٹا ہے کہ بدن کی گرمی معلوم نہ ہوئی تو روزہ نہ ٹوٹا اگرچہ انزال ہو گیا ہو۔ مسئلہ: مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا یہاں تک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اتنا مبالغہ چاہیے بھی نہیں کہ اس سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ ٹوٹا چاہے مثانہ تک پہنچ گیا ہو اور اگر عورت نے شرمگاہ میں تیل یا پانی ٹپکایا تو روزہ ٹوٹ گیا (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی یا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر سوکھی انگلی کسی نے پاخانہ کے مقام میں رکھی یا عورت نے شرمگاہ میں رکھی تو روزہ نہ گیا اور اگر انگلی بھیگی تھی یا اس پر کچھ لگا تھا تو روزہ ٹوٹ گیا جب کہ پاخانہ کے مقام میں اس جگہ رکھی ہو جہاں عمل دیتے وقت حقنہ کا سرا رکھتے ہیں۔ (عالمگیری دُرِّ مختار و ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: قصداً منہ بھر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر منہ بھر سے کم کی تو روزہ نہ ٹوٹا (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: بے اختیار قے ہو گئی تو تھوڑی ہو یا زیادہ روزہ نہ ٹوٹا (دُرِّ مختار) مسئلہ: بے اختیار قے ہوئی اور خود بخود اندر لوٹ گئی تو روزہ نہ ٹوٹا چاہے تھوڑی ہو یا زیادہ روزہ یاد ہو یا نہ ہو۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: قے کے یہ احکام اس وقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یا صفرا یا خون' اور اگر بلغم آیا تو مطلقاً روزہ نہ ٹوٹے گا۔ (عالمگیری) مسئلہ: رمضان میں بلا عذر جو شخص علانیہ کھائے پیئے تو حکم ہے کہ اسے قتل کیا جائے۔ (ردّالمحتار و دُرِّ مختار و بہار شریعت)

روزہ ٹوٹنے کی ان صورتوں کا بیان جن میں صرف قضا لازم ہے:

مسئلہ: یہ گمان تھا کہ ابھی صبح صادق شروع نہیں ہوئی اس لئے کھایا' پیا یا جماع کیا بعد میں معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی تو روزہ نہ ہوا اور صرف قضا لازم ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: کھانے پینے پر مجبور کیا گیا یعنی اکراہ[1] شرعی پایا گیا اگرچہ اپنے ہاتھ سے کھایا ہو تو صرف قضا لازم ہے (دُرِّ مختار وغیرہ) یعنی

[1] اکراہ شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو صحیح دھمکی دے کہ اگر تو روزہ نہ توڑے گا تو میں تجھے جان سے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا یا ناک کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا یا سخت مار ماروں گا۔ ۱۲ منہ

اس روزہ کے بدلے ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔ (بہار شریعت) مسئلہ: بھول کر کھایا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہوا تھا یا احتلام ہوا یا قے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب اس گمان پر پھر قصداً کھایا پیا تو صرف قضا فرض ہے۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: کان میں تیل ٹپکایا یا پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی یا حقنہ لیا یا ناک سے دوائی چڑھائی یا پتھر کنکری مٹی روئی کاغذ گھاس وغیرہ ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان میں بلا نیت روزہ کی طرح رہا یا صبح کو نیت نہیں کی تھی دن میں زوال سے پہلے نیت کی اور بعد نیت کھا لیا یا روزہ کی نیت تھی مگر روزہ رمضان کی نیت نہ تھی یا حلق میں مینہ کی بوند یا اولا جا رہا یا بہت سا آنسو یا پسینہ نگل لیا یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا جو قابل جماع نہ تھی یا مردہ سے یا جانور سے وطی کی یا ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چوسے یا عورت کا بدن چھوا اگرچہ کپڑا حائل تھا مگر پھر بھی بدن کی گرمی معلوم ہوئی ہو اور ان صورتوں میں انزال بھی ہو گیا یا ہاتھ سے منی نکالی یا مباشرت فاحشہ سے انزال ہو گیا یا ادائے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ توڑ دیا چاہے وہ رمضان ہی کی قضا ہو یا عورت روزہ دار سو رہی تھی سوتے میں اس سے وطی کی گئی یا صبح کو ہوش میں تھی اور روزہ کی نیت کر لی تھی پھر پاگل ہو گئی اور اسی حالت میں اس سے وطی کی گئی یا یہ گمان کر کے کہ رات ہے سحری کھا لی یا رات ہونے میں شک تھا اور سحری کھا لی حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا یہ گمان کر کے کہ سورج ڈوب گیا ہے افطار کر لیا حالانکہ ڈوبا نہ تھا یا دو شخصوں نے شہادت دی کہ سورج ڈوب گیا اور دو نے شہادت دی کہ دن ہے اور اس پر روزہ افطار کر لیا بعد میں معلوم ہوا کہ ڈوبا نہ تھا ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے کہ کفارہ نہیں (دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: مسافر نے اقامت کی۔ حیض و نفاس والی پاک ہو گئی پاگل کو ہوش ہو گیا۔ بیمار تھا اچھا ہو گیا جس کا روزہ ٹوٹ گیا چاہے جبراً کسی نے تڑوا دیا یا غلطی سے پانی وغیرہ کچھ حلق میں چلا گیا اور اس سے ٹوٹ گیا رات سمجھ کر سحری کھائی تھی۔ حالانکہ صبح ہو چکی تھی۔ غروب سمجھ کر افطار کر دیا حالانکہ دن باقی تھا ان سب صورتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اسے روزے کی طرح گزارنا واجب ہے اور اس دن کی قضا بھی لازم ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا اس پر یا کافر تھا مسلمان ہوا اس پر اس دن کی قضا تو واجب نہیں البتہ باقی دن روزہ دار کی طرح گزارنا انہیں بھی واجب ہے۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: بچہ کی عمر دس سال کی ہو جائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اسے روزہ رکھوایا جائے نہ رکھے تو مار کر رکھوائیں اگر پوری طاقت دیکھی جائے اور رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دیں گے اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں

(ردّالمحتار و بہارشریعت) مسئلہ: صبح صادق سے پہلے جماع میں مشغول تھا صبح صادق شروع ہوتے ہی فوراً جدا ہو گیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے کفارہ نہیں (ردّالمحتار) مسئلہ: بھول کر جماع میں مشغول ہوا یاد آنے پر فوراً الگ ہو گیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے کفارہ نہیں (ردّالمحتار) مسئلہ: میت کے روزے قضا ہو گئے تھے تو اس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ[1] ادا کر دے یعنی جب کہ میت نے وصیت کی ہو اور مال چھوڑا ہو ورنہ ولی پر ضروری نہیں کر دے تو بہتر ہے۔ (بہارشریعت)

روزہ توڑنے کی ان صورتوں کا بیان جن میں کفارہ بھی لازم ہے: رمضان کا روزہ قصداً توڑ ڈالنے سے کفارہ لازم آتا ہے روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک رقبہ (لونڈی یا غلام) آزاد کرے اور نہ ہو سکے تو لگاتار برابر ساٹھ روزے رکھے اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے اور روزہ رکھنے کی صورت میں اگر بیچ میں ایک دن کا بھی روزہ چھوٹ گیا تو اب سے ساٹھ روزے رکھے پہلے کی گنتی نہیں۔ انسٹھ رکھ چکا تھا اور ساٹھواں نہ رکھ سکا بیماری وغیرہ کسی عذر سے تو پھر سے ساٹھ پورے لگاتار رکھے پہلے کے انسٹھ بیکار گئے البتہ عورت کو اگر حیض آ جائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں گنے جائیں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے روزے دونوں مل کر ساٹھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (ردّالمحتار و بہار و عالمگیری وغیرہ) روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آنے کی چند شرطیں ہیں جب یہ سب پائی جائیں تب کفارہ لازم آئے گا ورنہ نہیں۔

کفارہ لازم ہونے کی شرطیں: ۱- رمضان کے مہینہ میں رمضان کا روزہ ادا کرنے کی نیت سے روزہ رکھا ہو۔ ۲- روزہ دار مقیم ہو مسافر نہ ہو۔ ۳- مکلّف ہو (یعنی عاقل بالغ ہو) تو اگر بچے یا پاگل نے توڑا تو کفارہ نہیں۔ ۴- رات ہی سے روزہ رمضان کی نیت کی ہو (تو اگر اسی روزہ کی جسے توڑا دن میں نیت کی تھی تو اس کا کفارہ نہیں۔ ۵- روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسی بات اپنے اختیار سے نہ پائی گئی ہو جس بات کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہوتی ہے (حیض نفاس آ گیا یا ایسی بیماری ہو گئی جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ لازم نہ آئے گا اور اگر روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسی چیز پائی گئی جس سے معذور ہوا لیکن یہ چیز اپنے اختیار سے پائی گئی جیسے اپنے آپ کو زخمی کر لیا کہ معذور ہو گیا روزہ رکھنے کے قابل نہ رہا یا مسافر ہو گیا تو کفارہ ساقط نہ ہوا اس لئے کہ یہ چیزیں اختیاری ہیں تو کفارہ لازم رہا۔

---

[1] فدیہ: بدلہ۔ کفارہ: گناہ مٹانے والی چیز

(دُرّمختار جوہرہ عالمگیری، بہارشریعت وغیرہ) مسئلہ: روزہ دار نے قصداً کوئی دوا یا غذا کھائی پی یا پانی پیا یا کوئی چیز لذت کے لئے کھائی یا پی کسی آدمی (مرد ہو یا عورت) کے ساتھ جو قابل شہوت ہے اس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو یا اس روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں مسئلہ: کوئی ایسا کام کیا جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اس نے گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھا پی لیا مثلاً فصد یا پچھنا لیا۔ یا سرمہ لگایا یا جانور سے وطی کی یا عورت کو چھوا یا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا مباشرت فاحشہ کی۔ مگر ان سب صورتوں میں انزال نہ ہونے پایا یا پاخانہ کے مقام میں خشک انگلی رکھی اب ان کاموں کے بعد قصداً کھا لیا تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں اور اگر انہیں صورتوں میں کہ جن میں افطار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کر لیا اگر کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ شہر والوں کا اس پر اعتماد ہے اس کے فتویٰ دینے پر اس نے قصداً کھا لیا یا اس نے کوئی حدیث سنی تھی جس کے صحیح معنیٰ سمجھ نہ سکا اور اس نے غلط معنیٰ کے لحاظ سے جان لیا کہ روزہ جاتا رہا اور قصداً کھا لیا تو اب کفارہ لازم نہیں اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا یا جو حدیث اس نے سنی وہ ثابت نہ ہو۔

(دُرّمختار و بہارشریعت)

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا: مسئلہ: بھول کر کھایا پیا یا جماع کیا تو روزہ نہ ٹوٹا مسئلہ: مکھی یا دھواں یا گرد حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر قصداً خود دھواں پہنچایا تو روزہ ٹوٹ جائے گا جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ مثلاً دھونی، اگربتی، لوبان، وغیرہ سلگائی اور اسے منہ کے قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا تو روزہ جاتا رہا۔ مسئلہ: بھری سینگی لگوائی یا تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ ٹوٹا اگر تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں معلوم ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو جب بھی نہیں ٹوٹا (ردّالمحتار جوہرہ و بہارشریعت) مسئلہ: مکھی حلق میں چلی گئی تو روزہ نہ ٹوٹا اور اگر قصداً نگلی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری و بہارشریعت) مسئلہ: بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے اور اسے پی گیا یا کھکھار منہ میں آیا اور کھا گیا روزہ نہ ٹوٹا۔ مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیے۔ (عالمگیری و دُرّمختار و ردّالمحتار و بہارشریعت) مسئلہ: دانت سے خون نکل کر حلق تک پہنچا مگر حلق سے نیچے نہ اترا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ (دُرّمختار و فتح القدیر) مسئلہ: بھولے سے کھانا کھا رہا تھا یاد آتے ہی فوراً نوالہ تھوک دیا تو روزہ نہ گیا اور نگل لیا تو روزہ جاتا رہا (عالمگیری) مسئلہ: صبح صادق شروع ہونے سے پہلے

سحری کھانا شروع کیا کھاتے کھاتے صبح صادق شروع ہونے لگی۔ صبح شروع ہوتے ہی اگر نوالہ اگل دیا تو روزہ نہ ٹوٹا اور نگل گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری) مسئلہ: تل یا تل کے برابر کوئی چیز چبائی اور وہ تھوک کے ساتھ حلق سے اتر گئی تو روزہ نہ گیا لیکن اگر اس کا مزہ حلق میں معلوم ہوا تو روزہ جاتا رہا۔ (فتح القدیر) مسئلہ: دوا کوٹی یا آٹا چھانا اس کا مزہ حلق میں معلوم ہوا تو روزہ نہ ٹوٹا (دُرِّ مختار و فتح القدیر وغیرہ) مسئلہ: کان میں پانی چلا گیا تو روزہ نہ ٹوٹا (دُرِّ مختار و فتح القدیر) مسئلہ: غیبت کی تو روزہ نہ ٹوٹا اگرچہ غیبت بہت سخت کبیرہ گناہ ہے قرآن شریف میں غیبت کرنے کے بارے میں فرمایا گیا جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا اور حدیث میں آیا کہ غیبت زنا سے بھی بڑھ کر ہے۔ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا یوہیں عورت کی طرف بلکہ اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہوگیا۔ اگرچہ بار بار نظر ڈالے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا اگرچہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ہو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔ (جوہرہ دُرِّ مختار) مسئلہ: احتلام ہوگیا تو روزہ نہ ٹوٹا۔ مسئلہ: جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگر سارے دن جب بے غسل رہا تو روزہ تو صحیح ہو جائے گا مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے حدیث میں آیا ہے کہ جب جس گھر میں ہوتا ہے اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: غیر سبیلین[1] میں جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو روزہ نہ ٹوٹے گا یوہیں ہاتھ سے منی نکالنے میں بھی نہ ٹوٹے گا جب تک منی نہ نکلے اگرچہ یہ کام سخت حرام ہے کہ حدیث میں ایسا کرنے والے کو ملعون فرمایا۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت)

روزہ کے مکروہات کا بیان: مسئلہ: جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی دینا، بیہودہ بات کہنا، کسی کو تکلیف دینا، یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ بھی مکروہ ہوتا ہے۔ مسئلہ: روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے چکھنے کے لئے عذر یہ ہے کہ مثلاً شوہر یا آقا بد مزاج ہے نمک کم و بیش ہوگا تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا۔ تو اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں چبانے کے لئے یہ عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اسے کھلائی جائے نہ اور کوئی بے روزا ایسا ہے جو اسے چبا کر دے دے تو بچہ کو کھلانے کے لئے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت)

---

[1] غیر سبیلین: دونوں راستے کے علاوہ

چکھنے کے معنیٰ: وہ نہیں جو آج کل بولا جاتا ہے کہ کسی چیز کا مزہ معلوم کرنے کے لئے اس میں سے تھوڑی کھا لیا کہ ایسا چکھنے سے مکروہ ہونا کیسا روزہ ہی جاتا رہے گا بلکہ اگر کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ پہچان لیں اور اسے تھوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے نہیں تو روزہ جاتا رہے گا۔ مسئلہ: کوئی چیز خریدی اور اس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گا تو نقصان ہوگا تو چکھنے میں حرج نہیں۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے جب کہ یہ ڈر ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہو جائے گا اور ہونٹ اور زبان چوسنا تو روزہ میں مطلقاً[1] مکروہ ہے یونہیں مباشرت فاحشہ بھی مکروہ ہے (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں مگر جب کہ زینت کے لئے سرمہ لگایا گیا یا اس لئے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے۔ حالانکہ ایک مشت[2] داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجہ[3] اولیٰ (دُرِّ مختار) مسئلہ: روزہ دار کے لئے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ بھر منہ پانی لے۔ مسئلہ: وضو و غسل کے علاوہ ٹھنڈ پہنچانے کی غرض سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈ کے لئے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لئے بھیگا کپڑا لپیٹا تو مکروہ ہے اس لئے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں (عالمگیری ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی اچھا نہیں اور روزے میں تو یہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے ویسے ہی روزہ میں بھی سنت ہے۔

سحری و افطار کا بیان

سحری کی فضیلت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا لقمہ ہے۔ (بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی وغیرہ) اللہ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں (طبرانی اوسط و ابن حبان صحیح) سحری کل کی کل برکت ہے اسے نہ چھوڑنا چاہیے ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ (امام احمد) حضور علیہ

---

[1] مطلقاً یعنی چاہے انزال و جماع کا ڈر ہو یا نہ ہو۔ ۱۲

[2] مشت: مٹھی

[3] اور بڑھ کر ۱۲

الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے (احمد ترمذی وابن خزیمہ وابن حبان) اور فرمایا افطار میں جلدی کرنے اور سحری میں دیر کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ (طبرانی اوسط) مسئلہ: سحری کھانا اور اس میں دیر کرنا سنت ہے مگر اتنی دیر کرنا مکروہ ہے کہ صبح صادق شروع ہو جانے کا شک ہو جائے (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: افطار میں جلدی کرنا سنت ہے مگر افطار اس وقت کرے جب سورج ڈوب جانے کا اطمینان ہو جائے جب تک اطمینان نہ ہو افطار نہ کرے چاہے مؤذن نے اذان کہہ دی ہو اور بادل کے دن افطار میں جلدی نہ کرنا چاہیے۔ (ردّ المحتار) مسئلہ: توپ اور نقارہ کا سحری و افطار میں اس وقت اعتبار ہے جب کہ کسی پرہیز گار محقق عالم توقیت داں کے حکم پر چلے بجے آج کل کے عام علماء بھی اس فن سے ناواقف ہیں اور جنتریاں بھی اکثر غلط ہوتی ہیں ان پر عمل جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی دیندار علم توقیت کے ماہر عالم کا بنایا ہوا نقشہ سحر و افطار ہو تو اس پر عمل ہو سکتا ہے۔

روزہ کس چیز سے افطار کیا جائے: مسئلہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے اور حضور افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے (افطار کی دعا) **اللھم انی لک صمت وعلی رزقک افطرت** یعنی اے اللہ تیرے ہی لئے روزہ رکھا میں نے اور تیری ہی دی ہوئی روزی سے افطار کیا میں نے۔

کن کن حالتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے: مسئلہ: سفر، حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور بیماری اور بڑھاپا اور ہلاک ہونے کا ڈر اور اکراہ شرعی اور نقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لئے عذر ہیں ان باتوں کی وجہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے گا تو گنہگار نہیں لیکن بعد میں جب عذر جاتا رہا تو ان چھوڑے ہوئے روزوں کا رکھنا فرض ہے۔ مسئلہ: سفر سے مراد شرعی سفر ہے یعنی اتنی دور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی راہ ہو اگر چہ وہ سفر کسی ناجائز کام کے لئے ہو (دُرِّ مختار) مسئلہ: دن میں سفر کیا تو اس دن کا روزہ افطار کرنے کے لئے آج کا سفر عذر نہیں البتہ اگر توڑے تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گنہگار ہو گا اور اگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کیا تو کفارہ بھی لازم ہوا اور اگر دن میں سفر کیا اور مکان میں کوئی چیز بھول گیا تھا اسے لینے واپس آیا اور مکان پر آ کر روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ واجب ہے (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: مسافر نے ضحوۂ کبریٰ سے پہلے اقامت کی

اور ابھی کچھ کھایا نہیں تو روزہ کی نیت کر لینا واجب ہے۔ (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: خود اس مسافر کو اور اس کے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضرر نہ پہنچے تو روزہ رکھنا سفر میں بہتر ہے ورنہ نہ رکھنا بہتر۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح ڈر ہو تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگر چہ رمضان میں پلانے کی نوکری کی ہو۔ (دُرِّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: مریض کو بیماری بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے کا یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو یا خادم خادمہ کو بہت کمزور ہو جانے کا گمان غالب ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں (جوہرہ و دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: ان صورتوں میں گمان غالب ضروری ہے محض وہم و خیال کافی نہیں گمان غالب کی تین صورتیں ہیں اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا اس شخص کا اپنا تجربہ ہے یا کسی مسلمان ماہر طبیب نے جو فاسق نہ ہو اس نے اس کی خبر دی ہو اور اگر نہ کوئی نشانی ہو نہ تجربہ نہ ایسے طبیب نے بتایا تو روزہ چھوڑنا جائز نہیں بلکہ محض وہم و خیال سے یا کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے روزہ توڑ دیا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (ردّ المحتار و بہار شریعت) آج کل کے اکثر اطباء اگر چہ کافر نہیں تو فاسق ضرور ہیں اور نہ سہی تو حاذق و ماہر طبیب نایاب سے ہو رہے ہیں ایسوں کا کہنا کچھ قابل اعتبار نہیں ان کے کہنے پر روزہ نہ رکھنا یا توڑ دینا جائز نہیں ان طبیبوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ کو منع کر دیتے ہیں اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مضر ہے کس میں نہیں مسئلہ: بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاک ہو جانے کا صحیح ڈر ہو یا عقل خراب ہو جانے کا ڈر ہو تو روزہ نہ رکھے۔ (فتح القدیر و عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: سانپ نے کاٹا اور جان کا ڈر ہو تو روزہ توڑ دیں۔ (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: شیخ فانی (یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا) جب روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا تو اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کے برابر مسکین کو دے دے (دُرِّ مختار و عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں گرمیوں کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا مگر جاڑوں میں رکھ سکتا ہے تو اب افطار کر لے اور ان کے بدلے کے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے (ردّ المحتار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے تو ان روزوں کی

قضا رکھنا واجب ہے فدیہ صدقہ نفل ہو گیا (عالمگیری نہایہ و بہار شریعت) مسئلہ: کسی کے بدلے کوئی دوسرا نہ روزہ رکھ سکتا ہے نہ نماز پڑھ سکتا ہے البتہ اپنے روزے نماز وغیرہ کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ (ہدایہ عالمگیری دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: نفلی روزہ قصداً شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے اگر توڑے گا تو قضا واجب ہوگی یا کسی وجہ سے ٹوٹ جائے جیسے حیض آ گیا تو بھی قضا واجب ہے (ہدایہ دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: عیدین یا ایام تشریق میں نفل روزہ رکھا تو اس روزہ کا پورا کرنا واجب نہیں بلکہ اس روزہ کا توڑ دینا واجب ہے اور اس کے توڑنے سے قضا واجب نہیں اور اگر ان دنوں میں روزہ کی منت مانی تو منت پوری کرنی واجب ہے لیکن ان دنوں میں نہیں بلکہ اور دنوں میں۔ (ردّ المحتار و بہار شریعت)

کب نفل روزہ توڑ سکتا ہے: مسئلہ: مہمان کی خاطر سے نفل روزہ توڑنے کی اجازت ہے جب کہ یہ بھروسا ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا اور یہ توڑنے کی اجازت ضحوہ کبریٰ سے پہلے تک ہے بعد میں نہیں ہاں ماں باپ کی ناراضی کے سبب سے عصر سے پہلے تک توڑ سکتا ہے عصر کے بعد نہیں (عالمگیری وردّ المحتار) مسئلہ: کسی بھائی نے دعوت کی ضحوۂ کبریٰ سے پہلے نفل روزہ توڑنے کی اجازت ہے لیکن بعد میں قضا رکھنا ہوگا۔ مسئلہ: عورت بغیر شوہر کے اجازت کے نفل اور منت اور قسم کے روزے نہ رکھے اگر رکھ لئے تو شوہر تڑوا سکتا ہے مگر توڑے گی تو قضا واجب ہوگی اور اس کی قضا میں شوہر سے اجازت لینی ہوگی اور اگر شوہر کا حرج نہ ہو تو قضا میں اس کی اجازت کی ضرورت نہیں بلکہ وہ منع بھی کرے جب بھی قضا رکھ سکتی ہے رمضان کے لئے اور رمضان کی قضا کے لئے شوہر کی اجازت کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ وہ روکے جب بھی رکھے (دُرِّ مختار وردّ المحتار) مسئلہ: کسی وجہ سے بھی جو روزہ نہ رکھا بعد میں جب بن پڑے اس کا رکھنا فرض ہے۔ (دُرِّ مختار وغیرہ)

چند نفل روزوں کی فضیلت

عاشورہ: یعنی دسویں محرم کا روزہ اور بہتر یہ ہے کہ نویں کو بھی رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا لوگوں کو حکم دیا اور فرمایا رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے۔ (بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی) اور فرمایا عاشورہ کا روزہ ایک سال پہلے کے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے (مسلم و ابوداؤد) حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے روزہ کو ہزار دن کے برابر بتاتے مگر حج والے کو جو عرفات میں ہے

اسے اس روزہ سے منع فرمایا۔ (بیہقی و طبرانی و ابوداؤد و نسائی)

شوال کے چھ روزے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن شوال کے رکھے تو ایسا ہے جیسے ہمیشہ روزہ رکھا اور فرمایا جس نے عید کے بعد چھ روزے رکھے تو اس نے پورے سال کا روزہ رکھا (مسلم ابوداؤد ترمذی ونسائی و ابن ماجہ وغیرہ) مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ یہ متفرق رکھے جائیں اور اگر عید کے بعد لگاتار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لئے جب بھی حرج نہیں۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت)

شعبان کا روزہ اور پندرھویں شعبان کی فضیلت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرھویں رات آئے تو اس رات کو قیام[1] کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ سورج ڈوبنے کے بعد سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دوں ہے کوئی گرفتار مصیبت کہ اس کو چھٹی دوں ہے کوئی ایسا ہے کوئی ایسا اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ طلوع فجر ہو جائے (ابن ماجہ) اور فرمایا شعبان کی پندرھویں رات میں اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے مگر کافر اور عداوت والے کو۔[2] (طبرانی و ابن حبان)

ایام بیض کے روزے: یعنی تیرہ چودہ پندرہ تاریخوں کے روزے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مہینہ میں تین دن کے روزے ایسے ہیں جیسے ہمیشہ کا روزہ۔ (بخاری و مسلم) اور فرمایا: جس سے ہو سکے ہر مہینہ میں تین روزے رکھے اور ہر روزہ دس گناہ مٹاتا ہے اور گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسے پانی کپڑے کو (طبرانی) حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر و حضر میں ہمیشہ ایام بیض کے روزے رکھتے۔ (نسائی)

دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوشنبہ اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس وقت پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں اور فرمایا ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے مگر ان دو آدمیوں کی جنہوں

---

[1] قیام سے یہاں مراد نفل پڑھنا ہے ۱۲ منہ

[2] جن دو آدمیوں میں دنیوی عداوت ہو تو اس رات کے آنے سے پہلے انہیں چاہیے کہ ایک دوسرے سے مل جائے اور ہر ایک دوسرے کی خطا معاف کر دے تاکہ مغفرت الٰہی انہیں بھی شامل ہو جائے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے یہاں لوگ ایسا کرتے ہیں اور جگہ بھی مسلمان ایسا کریں تو بہت اچھا ہے۔ ۱۲ منہ

نے آپس میں جدائی کرلی ہے ان کے بارے میں فرشتوں سے کہتا ہے انہیں چھوڑ دو جب تک یہ صلح نہ کرلیں۔ (ترمذی وابن ماجہ)

بدھ اور جمعرات کا روزہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بدھ اور جمعرات کو روزے رکھے اس کے لئے دوزخ سے چھٹکارا لکھ دیا جائے گا اور فرمایا جو بدھ جمعرات جمعہ کو روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک ایسا مکان بنائے گا جس کا باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندر کا باہر سے۔ مسئلہ: خصوصیت کے ساتھ جمعہ کا دن روزہ رکھنا مکروہ ہے البتہ آگے یا پیچھے اور روزہ ملاکر رکھے کہ نفل وسنت روزہ تنہا مکروہ ہے۔

اعتکاف[1]

اعتکاف کی نیت سے اللہ کے واسطے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ اعتکاف تین قسم کا ہے۔ واجب۔ سنت مؤکدہ۔ مستحب' اعتکاف واجب: یہ نذر کا اعتکاف ہے جیسے کسی نے یہ منت مانی کہ فلاں کام ہوجائے گا تو میں ایک دن یا دو دن کا اعتکاف کروں گا تو یہ اعتکاف واجب ہے اس کا پورا کرنا ضروری ہے اعتکاف واجب کے لئے روزہ شرط ہے۔ بغیر روزہ کے صحیح نہیں۔ اعتکاف سنت مؤکدہ: یہ رمضان کے پورے عشرہ اخیرہ یعنی آخر کے دس دن میں کیا جائے۔ یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت اعتکاف کی نیت سے مسجد میں موجود ہو اور تیسویں کو سورج ڈوبنے کے بعد یا انتیسویں کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ اگر بیسویں تاریخ کو بعد نماز مغرب اعتکاف کی نیت کی تو سنت مؤکدہ ادا نہ ہوگی۔ یہ اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ ہے کہ اگر سب چھوڑ دیں تو سب پکڑے جائیں اور اگر ایک نے بھی کرلیا تو سب چھٹ جائیں اس اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے مگر وہی رمضان کے روزے کافی ہیں۔

(دُرِّمختار وہندیہ وہدایہ وغیرہ)

اعتکاف مستحب: اعتکاف واجب اور اعتکاف سنت مؤکدہ کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب ہے اعتکاف مستحب کے واسطے روزہ شرط نہیں یہ تھوڑی دیر کا بھی ہوسکتا ہے مسجد میں جب جائے اس اعتکاف کی نیت کرلے چاہے تھوڑی ہی دیر مسجد میں رہ کر چلا آئے۔ جب چلا آئے گا اعتکاف ختم ہوجائے گا۔ نیت میں صرف اتنا کافی ہے کہ میں نے خدا کے واسطے اعتکاف مستحب کی نیت کی' (عالمگیری وبہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: مرد کے اعتکاف کے لئے

[1] اعتکاف کے معنی ہیں مسجد میں ذکرالٰہی کی نیت سے ٹھہرنا ۱۲ منہ

مسجد ضروری ہے اور عورت اپنے گھر کی اس جگہ میں اعتکاف کرے جو جگہ اس نے نماز کے لئے مقرر کی ہو۔ (ہدایہ ردّالمحتار وبہار شریعت) مسئلہ: معتکف (یعنی اعتکاف کرنے والا) کو مسجد سے بغیر عذر نکلنا حرام ہے اگر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا چاہے بھول کر ہی نکلا ہو جب بھی۔ یونہیں عورت اگر اپنے اعتکاف کی جگہ سے نکلی تو اعتکاف جاتا رہے گا چاہے گھر ہی میں رہے (عالمگیری وردّالمحتار) اور مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں ایک طبعی دوسرا شرعی طبعی عذر یہ ہے جیسے پاخانہ' پیشاب' استنجا' فرض غسل' وضو (جب کہ غسل وضو کی جگہ مسجد میں نہ بنی ہو۔ مسجد میں بڑا حوض نہ ہو) شرعی عذر یہ ہے جیسے عید یا جمعہ کی نماز کے لئے جانا۔ اگر اعتکاف والی مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو تو جماعت کے لئے بھی جاسکتا ہے ان عذروں کے سوا کسی اور وجہ سے اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی اعتکاف کی جگہ سے باہر جائے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا اگرچہ بھول ہی کر جائے مسئلہ: معتکف رات دن مسجد ہی میں رہے وہیں کھائے پیئے سوئے ان کاموں کے لئے مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا (دُرِّمختار ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: معتکف کے سوا اور کسی کو مسجد میں کھانے پینے سونے کی اجازت نہیں اور اگر یہ کام کرنا چاہے تو اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے یا ذکرالٰہی کرے پھر یہ کام کرسکتا ہے۔ مگر کھانے پینے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔ (ردّالمحتار وبہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: معتکف کو اپنی ضرورت یا بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں خریدنا یا بیچنا جائز ہے۔ جب کہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے اور اگر خرید وفروخت تجارت کی نیت سے ہو تو ناجائز ہے چاہے وہ چیز مسجد میں نہ ہو جب بھی (دُرِّمختار وردّالمحتار وبہار شریعت) مسئلہ: معتکف نہ چپ رہے نہ بات کرے بلکہ قرآن شریف کی تلاوت حدیث کی قرأت اور درود شریف کی کثرت کرے اور علم دین کا درس وتدریس کرے انبیاء واولیاء وصالحین کے حالات پڑھے یا دینی باتیں لکھے۔ (دُرِّمختار) مسئلہ: اگر نفل اعتکاف توڑ دے تو اس کی قضا نہیں اور سنت مؤکدہ اعتکاف اگر توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا پوری دس دنوں کی قضا واجب نہیں اور منت کا اعتکاف توڑا تو اگر کسی مقرر مہینہ کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے ورنہ اگر علی الاتصال واجب ہوا تھا تو سرے سے پھر سے اعتکاف کرے اور اگر علی الاتصال واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے مسئلہ: اعتکاف جس وجہ سے بھی ٹوٹے چاہے قصداً یا بلاقصد بہر حال قضا واجب ہے۔ (ردّالمحتار وغیرہ)

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ دینے کا فائدہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلاح پاتے وہ ہیں جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور فرماتا ہے جو کچھ تم خرچ کرو گے۔ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور دے گا اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے اور فرماتا ہے جو لوگ بخل کرتے ہیں اس کے ساتھ جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ ان کے لئے اچھا ہے بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے اسی چیز کا قیامت کے دن ان کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جس کے ساتھ بخل کیا۔

زکوٰۃ نہ دینے کی سزا اور نقصان: اور فرماتا ہے جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے نہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو جس دن جہنم کی آگ میں تپائے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لئے جمع کیا تھا تو اب چکھو جو جمع کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مال برباد ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے برباد ہوتا ہے اور فرمایا زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا نازل ہونے پر دعا اور تضرع سے استعانت کرو اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں گی۔ جب تک پوری چاروں کو نہ بجالائے وہ چاروں یہ ہیں۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور فرمایا جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ (طبرانی اوسط ابوداؤد احمد طبرانی کبیر) مسئلہ: زکوٰۃ فرض ہے اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا کرنے میں دیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ (عالمگیری و بہار شریعت) زکوٰۃ شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ اللہ کے لئے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے مسلمان فقیر کو مالک بنا دے مسئلہ: مباح کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی مثلاً فقیر کو زکوٰۃ کی نیت سے کھانا کھلا دیا تو زکوٰۃ نہ ہوگی اس لئے کہ یہ مالک کر دینا نہ ہوا۔ ہاں اگر کھانا دے دے کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی۔ یونہیں زکوٰۃ کی نیت سے کپڑا دے دیا تو ادا ہوگئی (دُرّ مختار) مسئلہ: مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو زکوٰۃ دے جو قبضہ کرنا جانتا ہو یعنی ایسا نہ ہو جو پھینک دے یا دھوکا کھائے نہیں تو ادا نہ ہوگی جیسے چھوٹے بچے یا پاگل کو زکوٰۃ دینے سے ادا نہ ہوگی جس بچہ کو اتنی عقل نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا باپ جو فقیر ہو وہ قبضہ کرے یا اس بچہ کا وصی یا وہ کہ یہ بچہ جس کی نگرانی میں ہے وہ قبضہ کرے۔ (دُرّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت)

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطیں: مسئلہ: زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں۔ ۱۔ مسلمان ہونا۔ ۲۔ بالغ ہونا۔ ۳۔ عاقل ہونا۔ ۴۔ آزاد ہونا۔ ۵۔ مالک نصاب ہونا۔ ۶۔ پورے طور پر مالک ہونا۔ ۷۔ نصاب کا دین سے فارغ ہونا۔ ۸۔ نصاب کا حاجت اصلیہ سے فارغ ہونا۔ ۹۔ مال کا نامی ہونا۔ ۱۰۔ سال گزرنا، مسئلہ: کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں اگر کوئی کافر مسلمان ہوا تو اسے یہ حکم نہ دیا جائے گا کہ کفر کے زمانہ کی زکوٰۃ ادا کرے۔ (عامہ کتب) مسئلہ: نابالغ پر زکوٰۃ واجب نہیں (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: مجنون پر زکوٰۃ واجب نہیں جب کہ جنون پورے سال کو گھیر لے اور اگر سال کے اول و آخر میں اچھا ہو جاتا ہے چاہے بیچ سال میں اچھا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب ہے اور جنون اگر اصلی ہو یعنی جنون ہی کی حالت میں بلوغ ہوا تو اس کا سال ہوش آنے سے شروع ہوگا۔ یونہیں اگر جنون عارضی ہے مگر پورے سال کو گھیر لیا تو جب افاقہ ہوگا اس وقت سے سال کی ابتداء ہوگی (جوہرہ، عالمگیری، ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: نصاب سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں یعنی جتنے مال میں شریعت نے زکوٰۃ مقرر کی ہے اس سے کم مال کا مالک ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ: پورے طور پر مال کا مالک ہو یعنی اس پر قابض بھی ہو تب زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔ مسئلہ: جو مال گم ہو گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہیں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدعیوں نے دینے سے انکار کر دیا اور اس کے پاس گواہ نہیں۔ پھر یہ مال مل گیا تو جب تک نہ ملا تھا اس زمانہ کی زکوٰۃ واجب نہیں (دُرّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: اگر دین ایسے پر ہے جو دین کا اقرار کرتا ہے مگر ادا میں دیر کرتا ہے یا نادار ہے یا قاضی کے یہاں اس کے مفلس ہونے کا حکم ہو چکا ہے۔ یا وہ منکر ہے اس کے پاس گواہ موجود ہیں تو جب مال ملے گا گزرے ہوئے سالوں کی بھی زکوٰۃ واجب ہے (تنویر و بہار شریعت) مسئلہ: شی مرہون کی زکوٰۃ نہ مرتہن پر ہے نہ راہن پر اور رہن چھڑانے کے بعد بھی ان برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں (دُرّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: نصاب کا تو مالک ہے مگر اس پر اتنا دین ہے کہ دین ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب نہیں چاہے دین بندہ کا ہو (جیسے قرض، زرِ ثمن، کسی چیز کا تاوان) چاہے خدا کا (جیسے زکوٰۃ خراج) مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے کہ زکوٰۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکوٰۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں اس لئے کہ پہلے سال کی زکوٰۃ تو اس پر دینا ہے اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی لہٰذا دوسرے سال کی زکوٰۃ واجب نہیں

ہوئی۔ (عالمگیری وردّالمحتار)

دین میعادی و مہر زکوٰۃ سے نہیں روکتا: مسئلہ: جو دین میعادی ہو وہ زکوٰۃ نہیں روکتا (ردّالمحتار) چونکہ عادۃً دین مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا لہٰذا اگرچہ شوہر کے ذمہ کتنا ہی دین مہر ہو جب وہ مالک نصاب ہے تو زکوٰۃ واجب ہے (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: دین اس وقت زکوٰۃ سے روکتا ہے جب زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے کا ہو اور اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد دین ہوا تو زکوٰۃ پر دین کا کچھ اثر نہیں یعنی زکوٰۃ دینی ہوگی۔ (ردّالمحتار و بہار شریعت)

حاجت اصلیہ میں زکوٰۃ نہیں، کیا کیا چیزیں حاجت اصلیہ ہیں: مسئلہ: جو مال حاجت اصلیہ کے علاوہ ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہے جب کہ وہ نصاب کے برابر ہو۔ حاجت اصلیہ: یعنی زندگی بسر کرنے میں جس چیز کی ضرورت ہو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں جیسے رہنے کا مکان جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے خانہ داری کے سامان سواری کے جانور، خدمت کے لئے لونڈی غلام آلات حرب پیشہ وروں کے اوزار اہل علم کے لئے حاجت کی کتابیں کھانے کے لئے غلہ۔' (ہدایہ عالمگیری ردّالمحتار)

زکوٰۃ تین قسم کے مال پر ہے: خلاصہ یہ ہے کہ زکوٰۃ تین قسم کے مال پر ہے۔ ۱- ثمن یعنی سونا چاندی۔ ۲- مال تجارت۔ ۳- سائمہ یعنی چرائے پر چھٹے جانور (عامہ کتب)

موتی جواہر پر کب زکوٰۃ نہیں: مسئلہ: موتی اور جواہر پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ ہزاروں کے ہوں ہاں اگر تجارت کی نیت سے لئے تو زکوٰۃ واجب ہوگئی (عالمگیری و دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: جو شخص نصاب کا مالک ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال[1] بڑھا تو اس نئے مال کا سال الگ نہیں بلکہ پہلے مال کا ختم سال اس کے لئے بھی ختم سال ہے اگرچہ سال پورا ہونے سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل ہوا ہو۔ مسئلہ: زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لئے مال الگ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کا ہونا ضروری ہے نیت کے یہ معنیٰ ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکوٰۃ ہے (عالمگیری) مسئلہ: سال بھر تک خیرات کرتا رہے اس کے بعد نیت کی کہ جو کچھ دیا ہے وہ زکوٰۃ ہے اس طرح زکوٰۃ ادا نہ ہوئی (عالمگیری) مسئلہ: زکوٰۃ کا مال ہاتھ پر رکھا

[1] یعنی جانوروں کے علاوہ جو مال ہے جانوروں میں یہ قاعدہ ایک جنس میں جاری ہے مثلاً پہلے اس کے پاس گائیں تھیں اور اب بکریاں ملیں تو بکریوں کا الگ اب سے سال لیا جائے گا۔ (جوہرہ)

تھا کہ فقیروں نے لوٹ لیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر ہاتھ سے گر گیا اور فقیر نے اٹھا لیا اگر یہ اسے پہچانتا ہے اور راضی ہوگیا اور مال برباد نہ ہوا تو ادا ہوگئی (عالمگیری) مسئلہ: زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد کی تعمیر میں نہیں لگا سکتا اس لئے کہ اس میں فقیر کو مالک کر دینا نہیں پایا گیا۔ اگر ان چیزوں میں خرچ کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں۔ یہ خرچ فقیر کرے ثواب دونوں کو ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کو اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (ردّالمحتار و بہار و قاضی خاں) مسئلہ: زکوٰۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکوٰۃ کہہ کر دے بلکہ صرف زکوٰۃ کی نیت کافی ہے یہاں تک کہ اگر کوئی اور لفظ جیسے ہدیہ۔ نذر یا بچوں کے مٹھائی کھانے کو، تمہیں عید کرنے کو کہہ دیا اور خود نیت زکوٰۃ کی رکھی تو بھی ادا ہو جائے گی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لیتے انہیں زکوٰۃ دینے میں زکوٰۃ کا لفظ نہ کہے (بہار شریعت) مسئلہ: مالک نصاب اگر پیشتر سے چند نصابوں کی زکوٰۃ دینا چاہے تو دے سکتا ہے یعنی شروع سال میں ایک نصاب کا مالک ہے اور دو تین نصابوں کی زکوٰۃ دے دی اور ختم سال پر جتنی نصابوں کی زکوٰۃ دی ہے اتنی نصابوں کا مالک ہو تو سب کی ادا ہوگئی اور اگر سال تمام تک ایک ہی نصاب کا مالک رہا سال کے بعد اور حاصل کیا تو زکوٰۃ بعد والے میں محسوب نہ ہوگی (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: ایک ہزار کا مالک ہے اور دو ہزار کی زکوٰۃ دی اور نیت یہ ہے کہ سال تمام تک اگر ایک ہزار روپے اور ہو گئے تو یہ اس کی ہے ورنہ آئندہ سال میں محسوب ہوگی۔ تو یہ جائز ہے (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: اگر شک ہے کہ زکوٰۃ دی یا نہیں تو اب دے۔

(عالمگیری ردّالمحتار و بہار و سراجیہ و بحر الرائق)

سونے چاندی اور مال تجارت کی زکوٰۃ کا بیان

سونے کی نصاب چاندی کی نصاب: سونے کی نصاب بیس مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولہ سونا ہے اور چاندی کی نصاب دو سو درہم یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی ہے یعنی وہ تولہ جس سے یہ انگریزی روپیہ سوا گیارہ ماشہ[1] ہے۔ سونے چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا نہیں۔ مثلاً سات تولے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہو کہ اس کی کاریگری کی وجہ

[1] یعنی جب اس رائج روپیہ سے چاندی تولیں اور چاندی کا وزن چھپن روپیہ بھر ہو تو ایک نصاب ہوا اور اس پر زکوٰۃ واجب ہو اور سونے کا وزن اس رائج روپیہ سے ۸ روپیہ بھر ہوا۔ (منہ سلمہ)

سے دوسو درہم سے زائد قیمت ہو جائے یا سونا مہنگا ہو کہ ساڑھے سات تولے سے کم کی قیمت دوسو درہم سے بڑھ جائے جیسے آج کل کہ ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت چاندی کے کئی نصابیں ہوں گی غرض یہ کہ وزن میں اگر نصاب کے برابر نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں چاہے کچھ بھی قیمت ہو۔ یونہیں سونے کی زکوٰۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی تو اس کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ وزن کا ہوگا اگرچہ کام اور کاریگری کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی ہو فرض کرو کہ دس آنہ بھری چاندی بک رہی ہے اور زکوٰۃ میں ایک روپیہ دیا جو سولہ آنے کا مانا جاتا ہے تو زکوٰۃ ادا کرنے میں وہ یہی سمجھا جائے گا کہ سوا گیارہ ماشہ چاندی دی یہ چھ آنے بلکہ کچھ اوپر جو روپے کی قیمت میں زائد ہیں لغو ہیں (دُرِّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: یہ جو کہا گیا کہ زکوٰۃ ادا کرنے میں قیمت کا اعتبار نہیں یہ اسی صورت میں ہے کہ اس جنس کی زکوٰۃ اسی جنس سے ادا کی جائے اور اگر سونے کی زکوٰۃ چاندی سے یا چاندی کی سونے سے ادا کی تو قیمت کا اعتبار ہوگا مثلاً سونے کی زکوٰۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک اشرفی دینا قرار پائے گا اگرچہ وزن میں اس چیز کی چاندی پندرہ روپیہ بھر بھی نہ ہو۔ (ردّ المحتار و بہار شریعت)

کتنے مال میں کتنا دیا جائے: مسئلہ: سونا چاندی جب کہ نصاب بھر ہوں تو ان کی زکوٰۃ ان کا چالیسواں حصہ ہے چاہے وہ ویسے ہی ہوں یا ان کے سکے (جیسے روپے اشرفیاں) یا ان کی کوئی چیز بنی ہو۔ (جیسے زیور، برتن، گھڑی، سرمہ دانی) غرض جو کچھ ہو زکوٰۃ سب کی واجب ہے مثلاً ساڑھے سات تولہ سونا ہے تو سوا دو ماشہ زکوٰۃ واجب ہے یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہے تو ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی دینا واجب ہے (دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: سونے چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو جس کی قیمت سونے چاندی کے نصاب کو پہنچے تو اس چیز پر بھی زکوٰۃ واجب ہے یعنی اس چیز کی قیمت کا چالیسواں حصہ اور اگر سامان تجارت کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس مال تجارت کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو سامان کی قیمت سونے چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں اگر مجموعہ نصاب کو پہنچے تو زکوٰۃ واجب ہے اور سامان تجارت کی قیمت اس سکے سے لگائیں جس کا چلن وہاں زیادہ ہو جیسے ہندوستان میں روپیہ کا چلن زیادہ ہے یہاں اسی سے قیمت لگائی جائے اور اگر کہیں سونے چاندی کے سکوں کا چلن یکساں ہو تو اختیار ہے جس سے چاہیں قیمت لگائیں لیکن جب کہ روپے سے قیمت لگائیں تو نصاب نہیں ہوتی اور اشرفی سے ہو جاتی ہے یا اشرفی سے نہیں ہوتی اور روپے سے ہو۔ جاتی ہے تو جس سے نصاب پوری ہو اسی سے قیمت لگائی جائے اور اگر دونوں سے نصاب پوری ہوتی

ہے مگر ایک سے نصاب کے علاوہ نصاب کا پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے دوسرے سے نہیں تو اس سے قیمت لگائیں جس سے ایک نصاب کے علاوہ نصاب کا پانچواں حصہ ہو۔

(دُرِّ مختار و بہار شریعت)

ایک نصاب سے زائد مال کی زکوٰۃ کا حساب: مسئلہ: نصاب سے زیادہ مال ہو تو اگر یہ زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی بھی زکوٰۃ واجب ہے مثلاً دوسو چالیس درہم یعنی ۶۳ تولہ چاندی ہو تو زکوٰۃ میں چھ درم واجب یعنی ایک تولہ چھ ماشہ ۵/۱/۷ رتی یعنی ساڑھے باون تولہ کے بعد ہر ساڑھے دس تولہ پر تین ماشہ ڈیڑھ رتی بڑھائیں اور مثلاً سونا نو تولہ ہو تو دو ماشہ ۵/۳/۵ رتی زکوٰۃ ہوئی یعنی ساڑھے سات تولہ کے بعد ہر ڈیڑھ تولہ پر ۵/۳/۳ رتی بڑھائیں اور اگر پانچواں حصہ نہ ہو تو معاف ہے یعنی مثلاً نو تولہ سے اگر ایک رتی کم سونا ہے تو زکوٰۃ وہی ساڑھے سات تولہ کی واجب ہے یعنی سوا دو ماشہ اور باقی رتی کم ڈیڑھ تولہ کی معاف ہے یوہیں اگر چاندی تریسٹھ تولہ سے ایک رتی بھی کم ہے تو زکوٰۃ وہی ساڑھے باون تولہ تین ماشہ چھ رتی پر واجب ہے اور باقی رتی کم ساڑھے دس تولہ کی معاف یوہیں جو زیادتی ہے اگر وہ بھی پانچواں حصہ ہے تو اس کا چالیسواں واجب ورنہ معاف اور اسی طریقہ سے مال تجارت کا بھی یہی حکم ہے (دُرِّ مختار عالمگیری و قاضی خاں) مسئلہ: کسی کے پاس سونا بھی ہے اور چاندی بھی اور دونوں کی نصابیں پوری پوری ہیں تو یہ ضرور نہیں کہ سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا قرار دے کر زکوٰۃ ادا کرے بلکہ ہر ایک کی زکوٰۃ علیحدہ علیحدہ واجب ہے ہاں زکوٰۃ دینے والا اگر صرف ایک چیز سے دونوں نصابوں کی زکوٰۃ ادا کرے تو اسے اختیار ہے مگر اس صورت میں یہ واجب ہوگا کہ قیمت وہ لگائے جس میں فقیروں کا زیادہ نفع ہو مثلاً ہندوستان میں روپے کا چلن اشرفیوں سے زیادہ ہے تو سونے کی قیمت چاندی سے لگا کر چاندی زکوٰۃ میں دے۔

سونا بھی ہے اور چاندی بھی لیکن نصاب کسی کا پورا نہیں تو کس طرح زکوٰۃ دی جائے:

مسئلہ: سونا بھی ہے اور چاندی بھی اور دونوں میں سے کوئی بھی نصاب برابر نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں پھر اگر ملانے پر بھی نصاب نہیں ہوتی تو کچھ نہیں اور اگر سونے کی قیمت کی چاندی چاندی میں ملائیں تو نصاب ہو جاتی ہے اور چاندی کی قیمت کا سونا سونے میں ملائیں تو نصاب نہیں ہوتی یا بالعکس تو واجب ہے کہ جس میں نصاب پوری ہو وہ کریں اور اگر دونوں صورت میں نصاب ہو جاتی ہے تو اختیار ہے جو چاہیں کریں مگر جب کہ ایک صورت میں نصاب پر پانچواں حصہ بڑھ جاتا ہے تو جس صورت میں

پانچواں حصہ بڑھ جائے وہی کرنا واجب ہے مثلاً سوا چھبیس تولہ چاندی ہے اور پونے چار تولہ سونا ہے اگر پونے چار تولے سونے کی چاندی سوا چھبیس تولہ ملتی ہے اور سوا چھبیس تولہ چاندی کا پونے چار تولہ سونا ملتا ہے تو سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا جو چاہیں مان لیں اگر پونے چار تولہ سونے کے بدلہ سینتیس تولہ چاندی ملتی ہے اور سوا چھبیس تولہ چاندی کا پونے چار تولہ سونا نہیں ملتا تو واجب ہے کہ سونے کو چاندی قرار دیں اس لئے کہ اس صورت میں نصاب ہو جاتی ہے بلکہ پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے اور اس صورت میں نصاب بھی پوری نہیں ہوتی۔ یوہیں اگر ہر ایک نصاب سے کچھ زیادہ ہے تو اگر زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی بھی زکوٰۃ دیں اور اگر ہر ایک نصاب میں زیادتی اس کے پانچویں حصہ سے کم ہے تو دونوں زیادتیوں کو ملائیں اگر مل کر بھی کسی نصاب کا پانچواں حصہ نہیں ہوتا تو اس زیادتی پر کچھ نہیں اور اگر دونوں میں نصاب کا یا نصاب کا پانچواں ہو تو اختیار ہے مگر جب کہ ایک میں نصاب ہو اور دوسرے میں پانچواں حصہ تو وہ کریں جس میں نصاب ہو اور اگر ایک میں نصاب یا پانچواں حصہ ہوتا ہے اور دوسرے میں نہیں تو وہی کرنا واجب ہے جس سے نصاب ہو یا نصاب کا پانچواں حصہ۔ (دُرِّ مختار و ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: پیسوں پر کب زکوٰۃ ہے پیسے جب رائج ہوں اور دو سو درہم چاندی یا بیس مثقال سونے کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہے اور اگر چلن اٹھ گیا ہو تو جب تک تجارت کے لئے نہ ہوں زکوٰۃ واجب نہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں، الہدایہ و بہار شریعت)

نوٹ پر بھی زکوٰۃ واجب ہے: مسئلہ: نوٹ کی بھی زکوٰۃ واجب ہے جب تک ان کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی ثمن اصطلاحی ہیں اور پیسوں کے حکم میں ہیں (بہار شریعت) یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کی قیمت کے نوٹ پر زکوٰۃ واجب ہے اور اس کے آگے سونے چاندی کے حساب کے قاعدہ سے۔ مسئلہ: مال تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت دو سو درم سے کم نہ ہو۔ (عالمگیری) مسئلہ: کرایہ پر دینے کے لئے دیگیں ہیں تو ان کی زکوٰۃ نہیں یونہی جو مکان کرایہ پر دینے کے لئے ہے اس کی بھی زکوٰۃ نہیں۔

(عالمگیری، قاضی خاں)

سائمہ کی زکوٰۃ کا بیان

سائمہ کی تعریف: تین قسم کے جانوروں میں زکوٰۃ واجب ہے جب کہ سائمہ ہوں اونٹ گائے بکری سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے زیادہ عرصہ چر کر گزر کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہے (تنویر و بہار شریعت) اگر گھر گھاس لا کر کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لادنا یا ہل وغیرہ کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو اگرچہ چر کر گزر کرتا ہو وہ سائمہ نہیں اور اس کی زکوٰۃ واجب نہیں یوہیں اگر گوشت کھانے کے لئے ہے تو سائمہ نہیں اگرچہ جنگل میں چرتا ہو اور اگر تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائمہ نہیں بلکہ اس کی زکوٰۃ قیمت لگا کر ادا کی جائے گی۔ (دُرِّ مختار و ردّالمحتار و بہار شریعت)

اونٹ کی زکوٰۃ: پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں اور جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں مگر پچیس سے کم تو ہر پانچ میں ایک بکری واجب ہے یعنی پانچ ہوں تو ایک بکری دس ہوں تو دو بکری وعلیٰ ہذا القیاس[1] (ہدایہ و دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: زکوٰۃ میں جو بکری دی جائے وہ سال بھر سے کم کی نہ ہو۔ بکری دیں یا بکرا جو چاہیں (ردّالمحتار) مسئلہ: دو نصابوں کے درمیان میں جو ہوں وہ عفو ہیں یعنی ان کی کچھ زکوٰۃ نہیں مثلاً سات آٹھ ہوں جب بھی وہی ایک بکری (دُرِّ مختار) مسئلہ: پچیس اونٹ ہوں تو ایک بنت مخاض (یعنی ایک سال سے کچھ زائد عمر کی اونٹنی) پینتیس تک یہی حکم ہے یعنی وہی ایک بنت مخاض دیں۔ چھتیس سے پینتالیس تک میں ایک بنت لبون (یعنی دو سال سے کچھ اوپر کی اونٹنی) چھیالیس سے ساٹھ تک میں ایک حقہ (تین سال سے کچھ اوپر کی اونٹنی) اکسٹھ سے ۷۵ تک ایک جذعہ (یعنی چار سال سے کچھ اوپر کی اونٹنی) چھہتر سے نوے تک دو بنت لبون۔ اکیانوے سے ایک سو بیس تک میں دو حقہ۔ اس کے بعد ایک سو پینتالیس تک دو حقہ اور ہر پانچ میں ایک بکری مثلاً ایک سو پچیس میں دو حقہ ایک بکری اور ایک سو تیس میں دو حقہ دو بکریاں وعلیٰ ہذا القیاس پھر ایک سو پچاس میں تین حقہ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ان میں ویسا ہی کریں جیسا شروع میں کیا تھا یعنی ہر پانچ میں ایک بکری اور پچیس میں بنت مخاض چھتیس میں بنت لبون یہ ایک سو چھیاسی بلکہ ایک سو پچانوے تک کا حکم ہو گیا یعنی اتنے میں تین حقہ اور ایک بنت لبون پھر ۱۹۶ سے دو سو تک چار حقہ تک اور یہ سب ھی اختیار ہے کہ پانچ بنت لبون دے دیں پھر دو سو کے بعد وہی طریقہ برتیں جو ایک سو پچاس کے

[1] علیٰ ہذا القیاس اسی طرح اسی حساب سے 'عفو' معاف کرنا' مٹانا

بعد ہے یعنی ہر پانچ میں ایک بکری پچیس میں بنت مخاض چھتیس میں بنت لبون پھر دو سو چھیالیس سے دو سو پچاس تک پانچ حقہ وعلیٰ ہذا القیاس (عامہ کتب) مسئلہ: اونٹ کی زکوٰۃ میں جو اونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ مادہ ہو۔ نردیں تو مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائے گا۔

گائے بھینس کی زکوٰۃ: مسئلہ: تیس سے کم گائیں ہوں تو زکوٰۃ واجب نہیں جب تیس پوری ہوں تو ان کی زکوٰۃ میں ایک تبیع (یعنی سال بھر کا بچھڑا) یا تبیعہ (یعنی سال بھر کی بچھیا) ہے اور چالیس ہوں تو ایک مسن (یعنی دو سال کا بچھڑا) یا مسنہ (دو سال کی بچھیا) انسٹھ تک یہی حکم ہے پھر ساٹھ میں دو تبیع یا تبیعہ پھر ہر تیس میں ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر چالیس میں ایک مسن یا مسنہ مثلاً ستر میں ایک تبیع اور ایک مسن اور اسّی میں دو مسن وعلیٰ ہذا القیاس (عامہ کتب) مسئلہ: گائے بھینس کا ایک حکم ہے اور اگر دونوں ہوں تو ملالیں جیسے بیس گائیں ہیں اور دس بھینسیں تو زکوٰۃ واجب ہوگئی اور زکوٰۃ میں اس کا بچہ لیا جائے جو زیادہ ہو یعنی گائے زیادہ ہو تو گائے کا بچہ اور بھینس زیادہ ہو تو بھینس کا بچہ اور کوئی زیادہ نہ ہو تو زکوٰۃ میں وہ بچہ لیں جو متوسط درجہ کا ہو۔
(عالمگیری)

بھیڑ بکری کی زکوٰۃ: چالیس سے کم بھیڑ بکریاں ہوں تو زکوٰۃ واجب نہیں اور چالیس ہوں تو ایک بکری اور یہی حکم ایک سو بیس تک ہے یعنی ان میں بھی وہی ایک بکری ہے اور ایک سو اکیس میں دو بکری اور دو سو ایک میں تین بکری اور چار سو میں چار بکری پھر ہر سو پر ایک بکری اور جو دو نصابوں کے بیچ میں ہے ان کی زکوٰۃ معاف ہے (عامہ کتب) مسئلہ: زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا جو کچھ بھی ہو یہ ضرور ہے کہ سال بھر سے کم کا نہ ہو اگر کم کا ہو تو قیمت کے حساب سے دیا جاسکتا ہے (دُرّمختار و بہار شریعت) مسئلہ: بھیڑ' دنبہ' بکری میں داخل ہیں کہ ایک قسم سے نصاب پوری نہ ہو تو دوسری قسم کو ملالیں اور زکوٰۃ میں بھیڑ دنبہ بھی دے سکتے ہیں مگر سال بھر سے کم کے نہ ہوں۔ (دُرّمختار) مسئلہ: اگر کسی کے پاس اونٹ گائے بکریاں سب ہیں مگر نصاب کسی کا پورا نہیں تو نصاب پوری کرنے کے لئے ملائے نہ جائیں گے اور زکوٰۃ واجب نہ ہو گی (درو بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: گھوڑے گدھے خچر اگرچہ چرائی پر ہوں ان کی زکوٰۃ نہیں ہاں اگر تجارت کے لئے ہوں تو ان کی قیمت لگا کر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیں۔
(دُرّمختار وغیرہ)

کھیتی اور پھلوں کی زکوٰۃ کا بیان

کس زمین پر عشر ہے اور کس پر نصف عشر: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا یا زمین عشری ہو یعنی نہر کے پانی سے اسے سینچتے ہوں اس پر عشر ہے (پیداوار کا دسواں حصہ) اور جس زمین کو سیراب کرنے کے لئے جانور پر پانی لاد کر لاتے ہیں اس میں نصف عشر (یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ ہے) بخاری وغیرہ۔ مسئلہ: جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ واجب ہے اور اگر کھیت کچھ دنوں مینہ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول یا چرسے تو اگر زیادہ مینہ کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول چرسے تو عشر واجب ہے ورنہ نصف عشر (ردّالمحتار و دُرّمختار) مسئلہ: زمین جو کھیتی کے لئے نقدی پر دی جاتی ہے اس کا عشر کاشتکار پر ہے (ردّالمحتار) مسئلہ: عشری زمین بٹائی پر دی تو عشر دونوں پر ہے اور اگر خراجی زمین بٹائی پر دی تو خراج مالک پر ہے۔ (ردّالمحتار)

زمین کی قسمیں: مسئلہ: زمین تین قسم کی ہے عشری' خراجی' نہ عشری نہ خراجی' خراجی زمین میں خراج دینا واجب ہے اور عشری زمین اور اس زمین میں جو نہ عشری ہو نہ خراجی ان دونوں قسموں میں عشر دینا واجب ہے عشری زمین وہ ہے جس میں عشر دینا واجب ہوتا ہے یعنی پیداوار کا دسواں حصہ اور خراجی زمین وہ ہے جس میں خراج دینا واجب ہوتا ہے یعنی اتنا دینا واجب ہوتا ہے جو بادشاہ اسلام نے مقرر کیا چاہے پیداوار سے مقرر کیا مثلاً چوتھائی یا تہائی یا نقد مقرر کیا جیسے دس یا بیس روپیہ بیگھہ یا کچھ اور جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر کیا تھا۔ مسئلہ: اگر معلوم ہو کہ سلطنت اسلامیہ میں اتنا خراج مقرر تھا وہی دیں جب کہ یہ اس مقدار سے زیادہ نہ ہو جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور جہاں منقول نہیں وہاں نصف پیداوار سے زیادہ نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ زمین اتنا دینے کی طاقت بھی رکھتی ہو۔ (دُرّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: اگر معلوم نہ ہو کہ سلطنت اسلام میں کیا مقرر تھا تو جو حضرت عمرؓ کا مقرر کیا ہوا ہے وہ دیں اور اگر حضرت عمرؓ کا مقرر کیا ہوا بھی معلوم نہ ہو تو نصف دیں (فتاویٰ رضویہ) مسئلہ: جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں کے لوگ بطور خود فقراء وغیرہ جو مصارف خراج ہیں ان پر خرچ کریں (بہار شریعت) مسئلہ: ہندوستان میں مسلمانوں کی زمینیں خراجی نہ سمجھی جائیں گی جب تک کسی خاص زمین کے لئے خراجی ہونا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو جائے۔ (بہار شریعت)

کن چیزوں میں عشر واجب ہے: مسئلہ: عشر واجب ہونے کے لئے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں مجنون اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی عشر واجب ہے (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: جس پر عشر واجب ہوا وہ مر گیا اور پیداوار موجود ہے تو اس میں سے عشر لیا جائے گا۔ (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: عشر میں سال گزرنا بھی شرط نہیں بلکہ اگر سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے (دُرّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: عشر میں نصاب بھی شرط نہیں۔ ایک صاع بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے (دُرّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل میں شہد ہوا تو اس میں عشر واجب ہے یوں ہی پہاڑ اور جنگل کے پھلوں میں بھی عشر واجب ہے بشرطیکہ بادشاہ اسلام نے حربیوں اور ڈاکوؤں اور باغیوں سے ان سب کی حفاظت کی ہو ورنہ کچھ نہیں (دُرّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: گیہوں، جَو، جوار، باجرہ، دھان اور ہر قسم کے غلے اور السی، کسم، اخروٹ، بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربوزہ، تربوز، کھیرا، ککڑی، بیگن اور ہر قسم کی ترکاری سب میں عشر واجب ہے تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: مکان یا مقبرہ میں جو پیداوار ہو اس میں نہ عشر ہے نہ خراج۔ (دُرّ مختار، ردالمحتار)

زمین کے عشری و خراجی ہونے کی صورتیں: مسئلہ: مسلمان نے اپنے گھر کو باغ بنالیا اگر اس میں عشری پانی دیتا ہے تو عشری ہے اور خراجی پانی دیتا ہے تو خراجی ہے اور دونوں قسم کے پانی دیتا ہے جب بھی عشری ہے اور ذمی نے اپنے گھر کو باغ بنالیا تو مطلقاً خراج لیں گے آسمان اور کنویں اور چشمہ اور دریا کا پانی عشری پانی ہے اور جو نہر عجمیوں نے کھودی اس کا پانی خراجی پانی ہے۔ کافروں نے کنواں کھودا تھا اور اب مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا یا خراجی زمین میں کھودا گیا وہ بھی خراجی ہے (عالمگیری و ردّ المحتار) مسئلہ: زمین کے عشری ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کیا اور زمین مجاہدین پر تقسیم ہو گئی یا وہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہو گئے جنگ کی نوبت نہ آئی یا عشری زمین کے قریب پڑتی تھی اسے کاشت میں لایا اس کھیت کو عشری پانی سے سیراب کیا۔ یہ سب صورتیں زمین کے عشری ہونے کی ہیں اور بھی صورتیں ہیں جو بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔ مسئلہ: زمین کے خراجی ہونے کی بھی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کر کے وہیں والوں کو احسان کے طور پر دے دی یا دوسرے کافروں کو دے دی یا وہ ملک صلح کے طور پر فتح ہوا یا ذمی نے مسلمانوں سے عشری زمین خریدلی یا زمین کو خراجی پانی سے سیراب کیا تو ان سب صورتوں میں زمین خراجی ہے اور اس کے علاوہ بھی

بہت صورتیں ہیں۔ مسئلہ: خراجی زمین اگرچہ عشری پانی سے سیراب کی جائے خراجی ہی رہے گی۔ مسئلہ: اور وہ زمین جو نہ خراجی ہو نہ عشری اس کی مثال یہ ہے کہ مسلمانوں نے فتح کر کے اپنے لئے قیامت تک کے لئے باقی رکھی یا زمین کے مالک مر گئے اور زمین بیت المال کی ملکیت ہو گئی تو ان صورتوں میں زمین نہ عشری ہے نہ خراجی۔

گورنمنٹ کو دینے سے خراج ادا نہیں ہوتا خراج کہاں خرچ کیا جائے: مسئلہ: گورنمنٹ کو جو مالگذاری دی جاتی ہے اس سے خراج شرعی نہیں ادا ہوتا بلکہ وہ مالک کے ذمہ ہے اس کا ادا کرنا ضروری ہے اور خراج کا مصرف صرف لشکر اسلام ہی نہیں بلکہ تمام مصالح عامہ مسلمین ہیں جن میں تعمیر مسجد و خرچ مسجد وظیفہ امام و مؤذن و تنخواہ مدرسین علم دین و خبرگیری طلبہ علم دین و خبرگیری و خدمت علمائے اہل سنت حامیان دین جو وعظ کہتے اور علم دین کی تعلیم کرتے ہیں اور فتوے کے کام میں مشغول رہتے ہوں داخل ہیں اور پل و سرائے بنانے میں بھی صرف کیا جا سکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

زکوٰۃ کن لوگوں کو دی جائے

مسکین کون ہے اور فقیر کس کو کہتے ہیں: مسئلہ: زکوٰۃ کے مصارف[1] سات ہیں فقیر، مسکین، عامل، رقاب، غارم، فی سبیل اللہ، ابن السبیل۔ مسئلہ: فقیر وہ آدمی ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کے برابر ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں مستغرق ہو جیسے رہنے کا مکان پہننے کے کپڑے خدمت کے لئے لونڈی غلام پیشے کے اوزار وغیرہ جو ضرورت کی چیزیں ہیں چاہے کتنی ہی قیمتی ہوں یا اتنے کا قرض دار ہو کہ قرض نکالنے کے بعد جو بچے وہ نصاب کے برابر نہ ہو یہ چیزیں اگر ہوں اور نصاب سے زیادہ کی مالیت میں ہوں جب بھی فقیر ہے (ردّ المحتار وغیرہ) مسئلہ: مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لئے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔ مسئلہ: مسکین کو سوال حلال ہے اور فقیر کو سوال ناجائز ہے اس لئے کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اسے بغیر ضرورت و مجبوری کے سوال حرام ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: عامل وہ ہے جسے بادشاہ اسلام نے زکوٰۃ و عشر وصول کرنے کے لئے مقرر کیا ہو اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اس کو اس کے مددگاروں کو متوسط طور پر کافی ہو۔ مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو وصول کر لایا ہے اس

---

[1] زکوٰۃ کے مصارف یعنی جن کو زکوٰۃ دی جائے، جہاں خرچ کی جائے۔ ۱۲

کے آدھے سے زیادہ ہو جائے (دُرِّمختار وغیرہ) مسئلہ: رقاب سے مراد مکاتب غلام کو دینا کہ اس مال زکوٰۃ سے بدل کتابت دے کر اپنی گردن چھڑائے (عامہ کتب) مسئلہ: غارم سے مراد مدیون ہے یعنی اس پر اتنا دَین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے۔ (دُرِّمختار) مسئلہ: فی سبیل اللہ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا اس کی کئی صورتیں ہیں جیسے کوئی جہاد میں جانا چاہتا ہے اور سامان اس کے پاس نہیں تو زکوٰۃ کا مال دے سکتے ہیں اگرچہ وہ کما سکتا ہو یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں مگر اسے حج کے لئے سوال کرنا جائز نہیں یا طالب علم جو علم دین پڑھتا ہے اسے بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں بلکہ یہ طالب علم سوال کر کے بھی مال زکوٰۃ لے سکتا ہے جب کہ اس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لئے فارغ کر رکھا ہو اگرچہ کما سکتا ہو۔ یوہیں ہر نیک کام میں زکوٰۃ خرچ کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ بطور تملیک[1] ہو بغیر تملیک زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی (دُرِّمختار و بہار شریعت) مسئلہ: بہت لوگ زکوٰۃ کا مال اسلامی مدرسوں میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہیے کہ متولی مدرسہ کو بتا دیں کہ یہ زکوٰۃ ہے تاکہ متولی اس کو الگ رکھے اور دوسرے مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر خرچ کرے کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (بہار شریعت) مسئلہ: ابن السبیل یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ گھر پر مال موجود ہو مگر اتنا ہی لے جس سے ضرورت پوری ہو جائے زیادہ کی اجازت نہیں۔ مسئلہ: زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں اسے مالک بنا دیں۔ اباحت کافی نہیں لہٰذا زکوٰۃ کا مال مسجد میں لگانا یا اس سے میت کو کفن دینا یا میت کا دین ادا کرنا یا غلام آزاد کرنا پل، سرا، سقا، یا سڑک بنوا دینا، نہر یا کنواں کھدوا دینا ان چیزوں میں خرچ کرنا یا کتاب وغیرہ کوئی چیز خرید کر وقف کر دینا کافی نہیں اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ جب تک کسی فقیر کو مالک نہ بنا دیں البتہ فقیر زکوٰۃ کے مال کا مالک ہو جانے کے بعد خود اپنی طرف سے ان کاموں میں خرچ کرے تو کر سکتا ہے۔ (جوہرہ تنویر عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: اپنی اصل (یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے) اور اپنی اولاد (یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی وغیرہم) کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا یوہیں صدقہ فطر و نذر شرعی و کفارہ بھی انہیں نہیں دے سکتا۔ رہا صدقہ نفل تو وہ دے سکتا ہے بلکہ بہتر ہے (عالمگیری و دُرِّمختار و بہار شریعت) مسئلہ: بہو داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو زکوٰۃ دے سکتا ہے اور رشتہ داروں میں جس کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے جبکہ نفقہ میں محسوب نہ کرے۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: عورت شوہر کو اور شوہر عورت کو زکوٰۃ نہیں دے

[1] تملیک، مالک بنا دینا۔۱۲

سکتا۔ البتہ طلاق دینے کے بعد جب کہ عدت پوری ہو چکی ہو تو بعد عدت ختم ہونے کے دے سکتا ہے۔ (دُرِّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: غنی کی بی بی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جب کہ نصاب کی مالک نہ ہو یوہیں غنی کے باپ کو دے سکتے ہیں جب کہ فقیر ہے (عالمگیری) مسئلہ: غنی مرد کے نابالغ بچے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اور غنی کی بالغ اولاد کو دے سکتے ہیں جب کہ یہ فقیر ہوں (دُرِّمختار عالمگیری) مسئلہ: جو شخص حاجت اصلیہ کے علاوہ نصاب کا مالک ہو اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں یعنی حاجت اصلیہ کے سامان کے علاوہ اتنا مال ہو کہ قیمت دو سو درم ہو چاہے خود اس مال پر زکوٰۃ واجب نہ ہو مثلاً چھ تولہ سونا جب دو سو درم کی قیمت کا ہو تو جس کے پاس یہ ہے اگرچہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولہ ہے مگر اس شخص کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے یا مثلاً جس کے پاس بیس گائے ہیں جن کی قیمت دو سو درہم ہے تو اس کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ اگرچہ بیس گائے پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ: مکان، سامان خانہ داری پہننے کے کپڑے خادم سواری کا جانور ہتھیار اہل علم کے لئے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں یہ سب حاجت اصلیہ سے ہیں۔ مسئلہ: صحیح تندرست کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، اگرچہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو مگر سوال کرنا اسے جائز نہیں (عالمگیری) مسئلہ: موتی ہیرا وغیرہ جواہر جس کے پاس ہوں اور تجارت کے لئے نہ ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب نہیں مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکوٰۃ لے نہیں سکتا۔ (دُرِّمختار وغیرہ) مسئلہ: بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے بنی ہاشم سے یہاں مراد حضرت علی و حضرت جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث ابن مطلب (رضی اللہ عنہم) کی اولادیں ہیں (عالمگیری ردّالمحتار وغیرہ) مسئلہ: ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو ہاشمی نہیں اس لئے کہ شرع میں نسب باپ سے ہے لہٰذا ایسے شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جب کہ نہ دینے کی کوئی اور وجہ نہ ہو (بہار شریعت) مسئلہ: صدقہ نفل اور وقف کی آمدنی بنی ہاشم کو دے سکتے ہیں (دُرِّمختار و بہار شریعت) مسئلہ: ذمی کافر کو نہ زکوٰۃ دے سکتے ہیں نہ کوئی صدقہ واجبہ (جیسے نذر کفارہ صدقہ فطر) اور حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں نہ واجبہ نہ نفل اگرچہ وہ حربی دارالاسلام میں بادشاہ اسلام سے امان لے کر آیا ہو (دُرِّمختار) ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے مگر یہاں کے کفار ذمی نہیں انہیں صدقات نفل مثلاً ہدیہ وغیرہ دینا بھی ناجائز ہے (بہار شریعت) مسئلہ: جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا کہ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں ان سب کا فقیر ہونا شرط ہے سوا عامل کے کہ اس کے لئے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن السبیل[1] اگرچہ غنی ہو حالت

[1] ابن السبیل، مسافر

سفر میں جب کہ مال نہ ہو تو وہ بھی فقیر کے حکم میں ہے باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (دُرِّ مختار وغیرہ)

زکوٰۃ میں کس کو مقدم کرے: مسئلہ: زکوٰۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ پہلے اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر ان کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپھیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر ان کی اولاد کو پھر اپنے گاؤں یا شہر کے رہنے والوں کو (جوہرہ عالمگیری وغیرہ) حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے (ردّ المحتار) مسئلہ: بدمذہب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں (دُرِّ مختار) اور اسی طرح ان مرتدین کو بھی دینے سے ادا نہ ہوگی جو زبان سے تو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن خدا اور رسول کی شان گھٹاتے یا کسی اور ضروری دینی احکام کا انکار کرتے ہیں۔ (بہار شریعت وغیرہ)

سوال کس کو حلال ہے: مسئلہ: جس کے پاس آج کے کھانے کو ہے یا تندرست ہے کہ کما سکتا ہے اسے کھانے کے لئے سوال حلال نہیں اور بے مانگے کوئی خود دے دے تو لینا جائز ہے اور کھانے کو اس کے پاس ہے مگر کپڑا نہیں تو کپڑے کے لئے سوال کر سکتا ہے یوہیں اگر جہاد یا طلب علم دین میں لگا ہے تو اگرچہ صحیح تندرست کمانے کے لائق ہو اسے سوال کی اجازت ہے جسے سوال جائز نہیں اس کے سوال پر دینا بھی ناجائز دینے والا بھی گنہگار۔

(دُرِّ مختار و بہار شریعت)

بھیک مانگنے کی برائی: مسئلہ: بھیک مانگنا بہت ذلت کی بات ہے۔ بغیر ضرورت سوال نہ کرے حدیثوں سے ثابت ہے کہ بے ضرورت سوال کرنا حرام ہے کہ سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے (مسلم و ابوداؤد و نسائی وغیرہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو سوال سے بچنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے بچائے گا اور جو غنی بننا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر دے گا۔ (بخاری مسلم ترمذی وغیرہ) اور فرمایا جو بندہ سوال کا دروازہ کھولے گا اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھولے گا (احمد و ابویعلیٰ' بزار و طبرانی) اور فرمایا جو سوال کرے اور اس کے پاس اتنا ہے جو اسے بے پروا کرے تو وہ آگ کی زیادتی چاہتا ہے لوگوں نے عرض کیا وہ کتنا ہے جس کے ہوتے سوال جائز نہیں فرمایا صبح و شام کا کھانا۔

(ابوداؤد و ابن حبان و ابن خزیمہ)

صدقہ فطر کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کا روزہ آسمان و زمین کے بیچ میں رکا رہتا ہے جب تک صدقہ فطر ادا نہ کرے (دیلمی' خطیب' ابن عساکر) مسئلہ: صدقہ فطر واجب عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کر دے ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگرچہ سنت عید کی نماز سے پہلے ادا کر دینا ہے۔ (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: عید کے دن صبح صادق شروع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے لہٰذا جو شخص صبح صادق سے پہلے مر گیا یا فقیر ہو گیا تو اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوا۔ (عالمگیری) مسئلہ: صبح صادق شروع ہونے کے بعد جو بچہ پیدا ہوا یا جو کافر مسلمان ہوا یا جو فقیر غنی ہوا اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوا (عالمگیری) مسئلہ: صبح صادق شروع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہو گیا یا بچہ پیدا ہوا یا جو فقیر تھا وہ غنی ہو گیا تو صدقہ فطر واجب ہے (عالمگیری) مسئلہ: جو صبح صادق شروع ہونے کے بعد مرا اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر (جس کی نصاب حاجت اصلیہ کے علاوہ ہو) واجب ہے اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں یعنی مال پر سال گزرنا شرط نہیں (دُرِّ مختار)

صدقہ فطر کس کا کس پر واجب ہے: مسئلہ: مرد مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہے جب کہ بچہ خود نصاب کا مالک نہ ہو اور اگر بچہ نصاب کا مالک ہے تو اس کا صدقہ فطر اسی کے مال سے دیا جائے اور مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو جب کہ غنی نہ ہو تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ پر واجب ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے دیا جائے۔ (دُرِّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں اگر کسی عذر سفر مرض بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ مسئلہ: اپنی عورت اور عاقل بالغ اولاد کا صدقہ فطر اس کے ذمہ نہیں اگرچہ یہ اپاہج ہوں اگرچہ ان کا نفقہ اس کے ذمہ ہو۔

(دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ)

صدقہ فطر کی مقدار: صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو آدھا صاع کھجور یا منقیٰ یا جو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع (ہدایہ' دُرِّ مختار عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: گیہوں اور جو دینے

سے ان کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دے چاہے گیہوں کی قیمت دے یا جو کی یا کھجور کی۔ مگر گرانی میں خود ان چیزوں کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے وہ پوری کرے۔ (ردّالمحتار)

صاع کا وزن: اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن تین سو اکیاون روپیہ بھر ہے اور نصف صاع کا وزن ایک سو پچھتر روپیہ اٹھنی بھر اوپر ہے (فتاویٰ رضویہ) یعنی اسی بھر کے نمبری سیر سے جو آج کل ہندوستان کے اکثر بڑے شہروں میں رائج ہے) ایک صاع چار سیر سوا چھ چھٹانک کا ہوتا ہے اور آدھا صاع دو سیر سوا تین چھٹانک کا ہوتا ہے آسانی اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ گیہوں سوا دو سیر نمبری یا جو ساڑھے چار سیر نمبری ایک ایک شخص کی طرف سے دیں۔

صدقہ فطر کس کو دے: صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں انہیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں سوا عامل کے کہ اس کے لئے زکوٰۃ ہے فطرہ نہیں۔ (دُرّمختار و ردّالمحتار)

قربانی کا بیان

قربانی کی تعریف: قربانی یہ ایک مالی عبادت ہے جو غنی پر واجب ہے خاص جانور کو خاص دن میں اللہ کے لئے ثواب کی نیت سے ذبح کرنا قربانی ہے مسلمان، مقیم، مالک نصاب، آزاد پر واجب ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے: مسئلہ: جس طرح قربانی مرد پر واجب ہے اسی طرح عورت پر بھی واجب ہے (دُرّمختار وغیرہ) مسئلہ: مسافر پر قربانی واجب نہیں لیکن اگر نفل کے طور پر کرے تو کرسکتا ہے۔ ثواب پائے گا۔ (دُرّمختار وغیرہ) مالک نصاب ہونے سے مراد اتنا مال ہونا ہے کہ جتنا مال ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے یعنی حاجت[1] اصلیہ کے علاوہ دو سو درہم (ساڑھے ۵۲ تولہ چاندی) یا بیس دینار (ساڑھے ۷ تولہ سونا) کا مالک ہو (دُرّمختار و عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: جو شخص دو سو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دو سو درہم ہو تو وہ غنی ہے اس پر قربانی واجب ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

---

[1] حاجت اصلیہ: رہنے کا مکان، سامان خانہ داری، پہننے کے کپڑے، خادم، سواری کا جانور، ہتھیار، پیشہ کے اسباب و اوزار اور اہل علم کیلئے حاجت کی کتابیں یہ چیزیں حاجت اصلیہ سے ہیں۔ منہ

افضل، اچھا، بہتر، گرانی، مہنگی، آزاد یعنی جو غلام نہ ہو۔

قربانی کا وقت: دسویں ذوالحجہ کی صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور دو راتیں لیکن دسویں سب میں افضل ہے پھر گیارہویں پھر بارہویں مسئلہ: شہر میں قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز عید کے بعد ہو اور دیہات میں چونکہ نماز عید نہیں اس لئے صبح صادق سے ہوسکتی ہے۔ مسئلہ: قربانی کے وقت میں قربانی ہی کرنی لازم ہے اتنی قیمت یا اتنی قیمت کا جانور صدقہ کرنے سے واجب ادا نہ ہوگا۔ (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: قربانی کے دن گزر جانے کے بعد قربانی فوت ہوگئی اب نہیں ہوسکتی لہٰذا اگر کوئی جانور قربانی کے لئے خرید رکھا ہے تو اس کا صدقہ کرے ورنہ ایک بکری کی قیمت صدقہ کرے (ردّالمحتار و عالمگیری وغیرہ)

قربانی میں شرکت کے مسائل: مسئلہ: جب قربانی کی شرطیں پائی جائیں جن کا اوپر بیان ہوا تو ایک بکری یا بھیڑ کا ذبح کرنا یا اونٹ گائے بھینس کا ساتواں حصہ واجب ہے اس سے کم نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اگر کسی شریک کا حصہ ساتویں سے کم ہے تو کسی کی قربانی صحیح نہ ہوگی ہاں سات سے کم شریک ہوں اور حصے بھی کم و بیش ہوں لیکن کسی کا حصہ ساتویں سے کم نہ ہو تو جائز ہے۔ مسئلہ: قربانی کے سب شریکوں کی نیت تقرب (یعنی ثواب پانا) ہونا چاہیے خالی گوشت حاصل کرنا نہ ہو لہٰذا عقیقہ کرنے والا شریک ہوسکتا ہے (کہ عقیقہ بھی تقرب کی ایک صورت ہے۔ (ردّالمحتار)

قربانی کا طریقہ: قربانی کے جانور کو ذبح سے پہلے چارہ پانی دے دیں پہلے سے چھری تیز کرلیں لیکن جانور کے سامنے نہیں جانور کو بائیں پہلو پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ کی طرف اس کا منہ ہو اور ذبح کرنے والا اپنا داہنا پاؤں اس کے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کردے اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھ لے: اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ○ اَللّٰهُمَّ لَكَ وَمِنْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ[1] دعا ختم کرتے ہی چھری چلادے قربانی اپنی طرف سے ہو تو ذبح کے بعد یہ پڑھے اللھم تقبل منی کما تقبلت من خلیلک ابراھیم علیہ السلام و حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذبح[2] میں چاروں رگیں کٹیں یا

---

[1] میں نے اپنے کو متوجہ کیا اس ذات کی طرف جس نے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا اس حال میں کہ میں دین پر ہوں اور شرک کرنے والوں میں نہیں بلاشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا مرنا اللہ رب العالمین ہی کیلئے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمان ہوں اے اللہ یہ قربانی تیری ہی عبادت اور خوشنودی کیلئے اور تیری ہی توفیق اور مہربانی اور بخشش سے ہے اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں جو سب سے بڑا ہے۔ ۱۲

[2] اے اللہ میری اس قربانی کو قبول فرما جیسا کہ اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول کیا۔ ۱۲

کم سے کم تین اس سے زیادہ نہ کاٹیں کہ چھری مہرہ تک پہنچ جائے کہ یہ بے وجہ کی تکلیف ہے
ٹھنڈا ہونے پر پاؤں کاٹیں کھال اتاریں اگر دوسرے کی طرف سے ذبح کیا ہے تو منی کی جگہ
من فلاں کہے (یعنی اس کا نام لے) اور اگر مشترک جانور ہو جیسے گائے اونٹ بھینس تو فلاں کی
جگہ سب شریکوں کے نام لے۔ مسئلہ: اگر دوسرے سے ذبح کرائے تو بہتر ہے کہ خود بھی حاضر
رہے۔

گوشت اور کھال کے مسائل: اگر جانور مشترک ہے تو گوشت تول کر تقسیم کیا جائے اٹکل
سے نہ باٹیں کہ اگر کسی کو زیادہ پہنچ گیا تو دوسرے کے معاف کرنے سے بھی جائز نہ ہوگا کہ حق
شرع ہے۔ (ردّالمحتار و بہار شریعت) پھر اپنے حصے کے تین حصے کر کے ایک حصہ فقیروں کو دے
دیں اور ایک حصہ دوستوں اور عزیزوں کو دے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے رکھے خود بھی
کھائے بال بچوں کو بھی کھلائے اگر گھر والے زیادہ ہوں تو کل گھر کے صرف میں لا سکتا ہے اور
کل صدقہ بھی کر سکتا ہے اگرچہ ایک حصہ اپنے لئے بہتر ہے۔ مسئلہ: اگر میت کی طرف سے قربانی
کی تو اس کے گوشت کا بھی یہی حکم ہے البتہ اگر میت نے کہا تھا کہ میری طرف سے قربانی کر دینا
تو اس صورت میں کل گوشت صدقہ کر دے۔ مسئلہ: قربانی اگر میت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود
کھا سکتا ہے نہ غنی کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ (زیلعی و بہار شریعت)
مسئلہ: قربانی کرنے والا بقرعید کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھائے یہ مستحب ہے۔
(بحرالرائق) مسئلہ: قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے (کہ یہاں کے کفار حربی ہیں)۔ مسئلہ: چمڑا
جھول رسی ہار سب صدقہ کر دے چمڑے کو خود اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے مثلاً ڈول جانماز بچھونا
وغیرہ بنا سکتا ہے لیکن بیچ کر قیمت اپنے کام میں لانا جائز نہیں اگر بیچ دیا تو اس قیمت کو صدقہ کر
دینا واجب ہے (درّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: آج کل اکثر لوگ کھال دینی مدرسہ میں دیا کرتے
ہیں یہ جائز ہے اگر مدرسہ میں دینے کی نیت سے کھال بیچ کر قیمت مدرسہ میں دے دیں تو یہ بھی
جائز ہے۔ (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: قربانی کا گوشت یا چمڑا قصاب یا ذبح کرنے والے کو
مزدوری میں نہیں دے سکتا ہاں اگر دوستوں کی طرح ہدیۃً حصہ دیا تو دے سکتا ہے جب کہ اسے
اجرت میں شمار نہ کرے (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: بعض جگہ قربانی کا چمڑا مسجد کے امام کو دیتے ہیں اگر
تنخواہ میں نہ دیا جائے بلکہ بطور مدد کے دیں تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت)

کن جانوروں کی قربانی ہو سکتی ہے: قربانی کا جانور، اونٹ گائے بھینس بکری، بھیڑ نر،
مادہ، خصی غیر خصی سب کی قربانی ہو سکتی ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: وحشی جانور جیسے ہرن نیل گائے

بارہ سنگھا وغیرہ کی قربانی نہیں ہو سکتی۔ (عالمگیری) مسئلہ: دنبہ بھیڑ ہی میں داخل ہے مسئلہ:
اونٹ پانچ سال گائے بھینس دو سال بھیڑ بکری ایک سال کی ہو یا زیادہ کی اس سے کم کی ناجائز
ہے ہاں اگر دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہہ بچہ اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس
کی قربانی جائز ہے۔ (درّمختار)

قربانی کے جانوروں کی عمر: مسئلہ: قربانی کا جانور موٹا تازہ اور اچھا ہونا چاہیے عیبی نہ ہونا
چاہیے اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور اگر زیادہ عیب ہے تو ہوگی ہی
نہیں (درّمختار و ردّالمحتار و عالمگیری)

قربانی کا جانور کیسا ہونا چاہیے: مسئلہ: مینڈھا جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں جائز ہے
البتہ اگر سینگ تھے اور ٹوٹ گئے اور مینگ (گودا) تک ٹوٹ گئے تو جائز نہیں اس سے کم ٹوٹا ہے
تو جائز ہے (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: اندھا، لنگڑا، کانا، بے حد دُبلا، کان کٹا، دم کٹا، بے دانت کا،
تھن کٹا، تھن سوکھا[1] ناک کٹا، پیدائشی بے کان کا، بیمار، خنثیٰ (جس کے دونوں نشانیاں ہوں)
جلالہ (جو صرف غلیظ کھاتا ہو) ان سب کی قربانی جائز نہیں۔ (درّمختار و بہار شریعت) مسئلہ:
بیماری اگر خفیف ہے اور لنگڑا پن ہلکا ہے کہ چل پھر لیتا ہے قربان گاہ تک جا سکتا ہے یا کان ناک
دم تہائی سے زیادہ نہیں کٹے تو جائز ہے۔ (درّمختار ہدایہ عالمگیری) مسئلہ: قربانی کرتے وقت
جانور اچھلا کودا اور اس سے عیبی ہو گیا تو حرج نہیں (درّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: قربانی کی اور
پیٹ میں زندہ بچہ ہے تو اسے بھی ذبح کر دے اور کام میں لا سکتا ہے اور مرا ہوا تو پھینک دے
(بہار شریعت) مسئلہ: خریدنے کے بعد قربانی سے پہلے جانور نے بچہ دے دیا تو اسے بھی ذبح
کر ڈالے اور اگر بیچ دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کرے اور اگر ایام قربانی میں ذبح نہ کیا تو زندہ
صدقہ کر دے (عالمگیری و بہار شریعت) (فائدہ) ہمارے آقا و مولیٰ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم عمیم کو دیکھو کہ خود اس امت مرحومہ کی طرف سے قربانی کی اور اس موقع
پر بھی امت کا خیال فرمایا لہٰذا جس مسلمان سے ہو سکے وہ حضرت کے نام کی قربانی کرے تو کیسی
خوش نصیبی ہے۔ (بہار شریعت)

عقیقہ

عقیقہ کی تعریف: بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس کو عقیقہ کہتے ہیں۔

[1] چار میں سے ایک کا سوکھا ہونا مانع نہیں۔۱۲

عقیقہ کب کرنا چاہیے: مسئلہ: عقیقہ مستحب ہے اس کے لئے ساتواں دن بہتر ہے اگر ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب میسر ہو کریں سنت ادا ہو جائے گی۔ مسئلہ: لڑکے کے لئے دو بکرے اور لڑکی کے لئے ایک بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے اس کے برعکس میں بھی حرج نہیں بلکہ اگر دو نہ ہو سکے تو لڑکے میں صرف ایک بکری میں بھی حرج نہیں۔ مسئلہ: اگر گائے بھینس ذبح کریں تو لڑکے کے لئے دو حصہ اور لڑکی کے لئے ایک حصہ کافی ہے مسئلہ: قربانی میں عقیقہ کی شرکت ہو سکتی ہے عقیقہ کے جانور کے لئے بھی وہی شرطیں ہیں جو قربانی کے جانور کے لئے ہیں۔

عقیقہ کا گوشت کیا کیا جائے: مسئلہ: عقیقہ کا گوشت فقیروں اور عزیزوں اور دوستوں کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر دیا جائے یا بطور ضیافت و دعوت کھلایا جائے سب صورتیں جائز ہیں۔ مسئلہ: نیک فالی کے لئے ہڈیاں نہ توڑیں تو بہتر ہے اور توڑنا بھی ناجائز نہیں گوشت کو جس طرح چاہیں پکا سکتے ہیں مگر میٹھا پکانا بچہ کے اخلاق اچھے ہونے کی فال ہے۔ مسئلہ: عقیقہ کا گوشت ماں باپ دادا دادی وغیرہ سب کھا سکتے ہیں۔ مسئلہ: عقیقہ کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے کہ اپنے کام میں لائے یا غریبوں کو دے دے یا کسی اور نیک کام مسجد مدرسہ میں صرف کرے مسئلہ: عقیقہ کے جانور کو ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

عقیقہ کی دعا: **اللھم ھذہ عقیقة ابنی فلان** (ابنی فلاں کی جگہ اپنے لڑکے کا نام لے) اگر خود ذبح کرے اور اگر دوسرا کرے تو لڑکے اور لڑکے کے باپ کا نام لے **دمھا بدمه ولحمھا بلحمه وعظمھا بعظمه وجلدھا بجلدہ وشعرھا بشعرہ اللھم اجعلھا فداءً لابنی من النار بسم اللہ اللہ اکبر۔** اگر لڑکی ہو تو یہی دعا یوں پڑھے۔ **اللھم ھذہ عقیقة بنتی فلانةً** (فلاں کی جگہ نام لے) **دمھا بدمھا ولحمھا بلحمھا وعظمھا بعظمھا وجلدھا بجلدھا وشعرھا بشعرھا اللھم اجعلھا فداءً لبنتی** (اگر اپنی ہو اور دوسرے کی ہو تو بنت فلاں کہے) **من النار** یہ دعا یاد نہ ہو تو بغیر دعا پڑھے بھی فقط **بسم اللہ اللہ اکبر** کہہ کر ذبح کر دے عقیقہ ہو جائے گا۔ (بہار شریعت)

فقط- واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ احکم واتم صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للہ کہ بائیس شعبان تیرہ سو اڑسٹھ ہجری کو جلد اوّل ختم ہوئی۔

۲۲ر شعبان ۱۳۶۸ھ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

علم سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے

حصہ دوم

قانون شریعت

فقیہہ اجل متکلم اجل

حضرت مولانا شمس الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

شاکر پبلی کیشنز

اردو بازار لاہور

فون: 042-37240084

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

قانونِ شریعت

باہتمام: ملک محمد شاکر

سن اشاعت: شوال/اگست 2015

طابع: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

کمپیوزنگ: ورڈز میکر

قیمت: 300/- روپے

ملنے کا پتہ:

نظامیہ کتاب گھر — 0301-4377868

شبیر برادرز — اردو بازار لاہور فون: 042-7246006

احمد بک کارپوریشن — اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320

مکتبہ مہتنویہ سیفیہ — 0301-7728754

اسلامک بک کارپوریشن — اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5536111

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کردی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکرگزار ہوگا۔

فہرست

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حج کا بیان

اسلام میں ایمان لانے کے بعد جو چار عبادتیں فرض ہیں ان میں سے پہلی عبادت تو نماز ہے دوسری روزہ، تیسری زکوٰۃ اور چوتھی عبادت حج ہے۔

حج کیا چیز ہے: حج اس طرح ہوتا ہے کہ احرام باندھ کر شہر مکہ شریف میں جاکر مسجد حرام میں کعبہ شریف[1] کے گرد پھیرا لگایا جاتا ہے اور اسی کے قریب ایک جگہ ہے وہاں دوڑ لگائی جاتی ہے اور ایک اور جگہ میں ٹھہرا جاتا ہے اور قربانی کی جاتی ہے اور بال منڈوائے جاتے ہیں اور کچھ اور باتیں بھی کی جاتی ہیں جن کو ہم آگے تفصیل کے وقت بیان کریں گے۔ یہ ہے حج۔

حج کی فضیلت اور فرضیت: حج فرض ہے جو اس کو فرض نہ مانے وہ کافر ہے ساری عمر میں ایک بار فرض[2] ہے حج نہ کرنے میں بہت سخت گناہ ہے یہاں تک کہ بے ایمان ہو کر مرنے کا ڈر ہے اور حج کرنے سے علاوہ فرض ادا کرنے کے بہت بہت ثواب اور بہت برکتیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنے سے پہلے جتنے گناہ ہو چکے ہیں حج سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور فرمایا کہ حج کمزوروں اور عورتوں کے لئے جہاد ہے اور فرمایا حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس کی مغفرت کی دعا کرے اس کی بھی اور فرمایا حاجی کے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور فرمایا جو حج قبول ہو اس کا ثواب جنت ہی ہے اور فرمایا جو حج کے لئے چلا اور راستے میں مرگیا تو وہ بے حساب جنت میں جائے گا اور قیامت تک اس کے لئے حج کرنے کا ثواب لکھا جائے گا اور بہت فضیلتیں ہیں ہم نے اختصار کی وجہ سے صرف چند حدیثوں کا مضمون لکھا ہے۔ جب حج کرنے کے لائق ہو جائے تو فوراً فرض ہو جاتا ہے یعنی اسی سال میں اور اب دیر کرنے میں گناہ ہے اور کئی برس تک نہ کیا تو گنہگار ہے اور

---

[1] کعبہ: یہ ایک چوکور کوٹھری ہے مسجد حرام کے بیچ میں

[2] قال فی الھندیۃ فالحج فریضۃ محکمۃ ثبت فریضتھا بدلائل مقطوعۃ حتی یکفر جاحدھا و ان لا تجب فی العمر الامرۃ کذافی محیط السرخسی ۔۱۲ منہ سلمہ۔

اس کی گواہی مقبول نہیں لیکن جب بھی کرے گا ادا ہی ہوگا قضا نہیں ہوگا۔ (دُرِّ مختار)

حج کا وقت اور شرطیں: شوال سے دسویں ذوالحجہ تک ہے۔ اس سے پہلے حج کے افعال نہیں ہو سکتے سوا احرام کے کہ احرام اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے لیکن مکروہ ہے۔ (دُرِّ مختار و ردّ المحتار)

حج کے لئے آٹھ شرطیں ہیں جب یہ سب پائی جائیں تب حج فرض ہوگا۔ وہ آٹھوں شرطیں یہ ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا (۲) اگر دارالحرب میں ہو تو فرضیت کا علم ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) عاقل ہونا (لہٰذا پاگل پر فرض نہیں) (۵) آزاد ہونا (۶) تندرست ہونا کہ حج کو جا سکے (لہٰذا اپاہج، اندھا اور جس کے پاؤں کٹے ہوں اور اتنا بوڑھا کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو۔ اس پر فرض نہیں) مسئلہ: پہلے تندرست تھا اور دوسری شرطیں بھی پائی جاتی تھیں لیکن حج نہ کیا پھر اپاہج وغیرہ ہو گیا کہ حج نہیں کر سکتا تو اس پر وہ حج فرض باقی ہے اب خود نہیں کر سکتا تو حج بدل کرائے (عالمگیری وغیرہ) (۷) سفر خرچ کا مالک ہونا اور سواری پر قادر ہونا۔ سفر خرچ اور سواری پر قادر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ حاجت اصلیہ چھوڑ کر اتنا مال ہو کہ سواری پر مکہ معظمہ جا سکے اور وہاں سے سواری پر واپس آ سکے اور جانے سے لے کر واپس آنے تک اپنے خرچ اور عیال کے خرچ اور مکان کی مرمت کے لئے کافی ہو۔ متوسط درجہ پر، عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ اس پر شرعاً واجب ہے۔

حاجت اصلیہ کیا چیزیں ہیں: حاجت اصلیہ سے مراد ہے رہنے کا مکان پہننے کے کپڑے۔ خدمت کے غلام سواری کے جانور پیشہ کے اوزار، خانہ داری کے سامان، دین (جو کسی کا کسی پر کچھ دینا آتا ہو اسے دین کہتے ہیں) جیسے ادھار کا روپیہ، مہر کا روپیہ، باقی دام جس کا دینا ادا کرنا اپنے ذمے ہے یہ دین کہلاتا ہے (دُرِّ مختار و عالمگیری) مسئلہ: جس کی گزر تجارت پر ہے اور اتنی حیثیت ہو گئی کہ اس میں سے اپنے جانے آنے کا خرچ اور واپسی تک گھر والوں کی خوراک نکال لے تو اتنا بچ رہے گا کہ جس سے گزر کے لائق تجارت کر سکے گا تو اس پر حج فرض ہے اور اگر کاشتکار ہے تو ان سب اخراجات کے بعد اتنا بچے کہ کھیتی کے سامان ہل بیل وغیرہ کے لئے کافی ہو تو حج فرض ہے اور اسی طرح دوسرے پیشہ والوں کے لئے ان کے پیشے کے لائق بچنا ضروری ہے (عالمگیری و دُرِّ مختار) (۸) وقت یعنی اتنے دن پہلے یہ سب شرطیں پائی جائیں کہ عادۃً اتنے دنوں میں حج کی تاریخوں میں مکہ معظمہ پہنچ جائے گا تب فرض ہوا۔

محرم کون لوگ ہیں: مسئلہ: عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے

ساتھ شوہر یا محرم[1] کا ہونا شرط ہے چاہے عورت جوان ہو یا بوڑھی اور شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے (ہندیہ و قاضی خاں و بہار شریعت) مسئلہ: عورت بغیر محرم یا شوہر کے گئی تو گنہگار ہوئی مگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا یعنی فرض ادا ہو جائے گا۔

حج کا طریقہ: جب میقات[2] قریب آئے تو وضو و غسل کرے خوشبو لگائے[3] اور احرام[4] باندھے اور دو رکعت نماز بہ نیت احرام پڑھے اور اس نماز کے بعد یہ کہے: اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی نویت الحج واحرمت بہ مخلصاً للہ تعالیٰ اور اس نیت کے بعد زور سے لبیک کہے۔ لبیک یہ ہے: لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک پھر درود شریف پڑھے پھر یہ دعا مانگے: اللھم انی اسئلک رضاک والجنۃ واعوذبک من غضبک والنار پھر آگے لبیک بار بار[5] کہا کرے جب کہے تو تین بار کہے یہ احرام ہوا[6] اب احرام کی حالت میں جو چیزیں منع ہیں ان سے بچے جب حرم مکہ کے پاس پہنچے تو وہاں سے آگے بہت ادب سے سر

---

[1] محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لئے اس عورت کا نکاح حرام ہے خواہ نسب کی وجہ سے حرام ہو (جیسے باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ) یا دودھ کی وجہ سے حرام ہو (جیسے رضاعی بھائی رضاعی باپ، رضاعی بیٹا، وغیرہ) یا سسرالی رشتہ سے حرمت آئی ہو (جیسے خسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ) (عالمگیری و خلاصہ وغیرہ)

[2] میقات اس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکہ جانے والے کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں یہ پانچ جگہیں ہیں۔ مختلف ملک والوں کیلئے الگ الگ میقات ہیں ہندوستانیوں کی میقات سمندر کے راستہ ہے۔ یلملم پہاڑ کے بغل میں ہے یہ جگہ کامران سے نکل کر سمندر میں آتی ہے جب جدہ دو تین منزل رہ جاتا ہے جہاز والے آواز دیتے ہیں

[3] لیکن خوشبو ایسی ہو کہ جرم باقی نہ رہے

[4] احرام بے سلا ایک تہبند اور ایک چادر تہبند تو جیسے باندھا جاتا ہے ویسے ہی باندھے لیکن چادر اس طرح اوڑھے کہ دونوں مونڈھے اور پیٹھ اور سینہ سب چھپا رہے مسئلہ: احرام کی حالت میں مرد کو سلا ہوا کپڑا پہننا جائز نہیں (ہدایہ)

[5] طواف قدوم کے سوا احرام کے وقت سے رمی جمرہ تک اکثر اوقات لبیک کی بے شمار کثرت رکھے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال میں خاص کر چڑھائی پر چڑھتے اترتے دو قافلوں کے ملتے صبح شام پچھلی رات پانچوں نمازوں کے بعد غرض یہ کہ ہر حالت کے بدلنے پر مرد آواز سے کہیں مگر نہ اتنا زور سے کہ اپنے آپ کو یا دوسرے کو تکلیف ہو اور عورت دھیمی آواز سے کہے لیکن اتنی دھیمی نہیں کہ خود بھی نہ سنے۔ (بہار وغیرہ)

[6] مکہ شریف کے گرداگرد کئی کوس تک حرم کا جنگل ہے ہر طرف اس کی حدیں بنی ہوئی ہیں ان حدوں کے اندر تر گھاس اکھیڑنا خود رو پیڑ کاٹنا وہاں کے وحشی جانوروں کو تکلیف دینا حرام ہے یہاں تک کہ اگر سخت دھوپ ہو اور ایک ہی پیڑ ہے اس کے سایہ میں ہرن بیٹھا ہے تو جائز نہیں کہ اپنے بیٹھنے کیلئے اسے اٹھائے۔ اگر وحشی جانور حرم کے باہر کا ہاتھ میں تھا اسے لئے ہوئے حرم میں داخل ہوا اب وہ جانور حرم کا ہو گیا فرض ہے کہ فوراً چھوڑ دے مکہ معظمہ میں جنگلی کبوتر بہت ہیں ہر گھر میں رہتے ہیں خبردار، خبردار، ہرگز ہرگز نہ انہیں اڑاؤ نہ ڈراؤ نہ کوئی تکلیف پہنچاؤ، بعض ادھر ادھر کے لوگ جو مکہ میں بستے ہیں کبوتروں کا ادب نہیں کرتے ان کی برابری نہ کرے مگر برا انہیں بھی نہ کہے جب وہاں کے جانوروں کا ادب ہے تو مسلمان آدمی کا کیا کہنا یہ باتیں جو حرم کے بارے میں بیان کی گئیں احرام کے ساتھ خاص نہیں احرام ہو یا نہ ہو ہر حال میں یہ باتیں حرام ہیں۔

جھکائے نگاہ نیچی کئے خضوع وخشوع سے جائے اور ہو سکے تو پیدل ننگے پاؤں چلے اور لبیک اور دعا کی کثرت رکھے۔ جب مکہ معظمہ نظر پڑے ٹھہر کر یہ دعا پڑھے اللھم اجعل لی بھا قرارًا وارزقنی فیھا رزقًا حلالًا اور درود شریف کی کثرت کرے اور بہتر یہ ہے کہ نہا کر داخل ہو اور جنت المعلی میں جو حضرات دفن ہیں ان کے لئے فاتحہ پڑھ لے۔

مکہ میں داخل ہو تو کیا پڑھے: اس کے بعد جب مکہ شریف میں داخل ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے۔ اللھم انت ربی وانا عبدك والبلد بلدك جئتك هاربًا منك الیك لا ادی فرائضك اطلب رحمتك والتمس رضوانك اسئلك مسئلة المضطرین الیك الخائفین عقوبتك اسئلك ان تقبلنی الیوم بعفوك وتدخلنی فی رحمتك وتتجاوزعنی بمغفرتك وتعیننی علی ادآء فرائضك اللھم نجنی من عذابك وافتح لی ابواب رحمتك وادخلنی فیھا اعذنی من الشیطان الرجیم اور آگے چلے جب مدعیٰ[1] میں پہنچے تو یہاں ٹھہر کر سچے دل سے اپنے لئے اور تمام عزیزوں اور دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے مغفرت اور بلاحساب جنت ملنے کی دعا کرے کہ یہ دعا قبول ہونے کا وقت ہے اور درود شریف کی کثرت اس موقع پر نہایت اہم ہے اس مقام پر تین بار اللہ اکبر اور تین بار لا الٰہ الا اللہ کہے اور یہ پڑھے:

ربنا اتنا فی الدنیا حسنةً وفی الاخرة حسنةً وقنا عذاب النار اللھم انی اسئلك من خیر ما اسئلك منه نبیك محمد صلی اللہ علیه وسلم واعوذ بك من شرما استعاذك منه نبیك محمد صلی اللہ علیه وسلم اور یہ دعا بھی پڑھے اللھم ایمانًا بك وتصدیقاً بکتابك ووفاءً بعھدك واتباعاً لسنة نبیك سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیه وسلم اللھم زدبیتك ھذا تعظیماً وتشریفاً ومھابةً وزدمن تعظیمه وتشریفه من حجه واعتمره تعظیماً وتشریفاً ومھابةً اور یہ دعائے جامع کم از کم تین بار اس جگہ پڑھے اللھم ھذا بیتك وانا عبدك اسئلك العفو والعافیة فی الدین والدنیا والاخرة لی ولوالدی وللمؤمنین والمومنات ولعبیدك شمس الدین اللھم انصره نصرًا عزیزًا۔ آمین۔ پھر آگے بڑھے جب مکہ معظمہ میں پہنچ جائے تو سب سے پہلے مسجد حرام میں جائے ذکر خدا اور رسول کرتا اپنے اور سب مسلمانوں کے لئے دونوں جہاں کی کامیابی کی دعا کرتا لبیک کہتا ہوا باب السلام تک پہنچے اور اس پاک

[1] مدعیٰ وہ جگہ ہے جہاں سے کعبہ نظر آتا تھا جب کہ یہاں مکانات نہ بنے۔

چوکھٹ کو چوم کر پہلے داہنا پاؤں اندر رکھے اور یہ پڑھے اعوذ[1] باللہ العظیم بوجھه الکریم وسلطانه القدیم من الشیطان الرجیم ط بسم اللہ والحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ط اللھم صل علیٰ سیّدنا محمد وعلیٰ آل سیّدنا محمد وازواج سیّدنا محمد ط اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك یہ دعا خوب یاد رکھو جب کبھی مسجد الحرام شریف یا کسی اور مسجد میں جاؤ تو اسی طرح داخل ہو اور یہ دعا پڑھ لیا کرو اور اس وقت خاص کر اس دعا کے ساتھ اتنا اور ملاؤ۔ اللھم انت السلام ومنك السلام والیك یرجع السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دارالسلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذاالجلال والاکرام ط اللھم ان ھٰذا حرمك وموضع امنك فحرم لحمی بشری ودمی ومخی وعظامی علی النار جب کعبہ شریف پر نظر پڑے تین بار لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر[2] کہے اور درود شریف اور یہ دعا پڑھے ربنا اتنا فی الدنیا حسنةً وفی الاخرة حسنةً وقنا عذاب النار اور درود شریف بھی پڑھے اب اللہ تعالیٰ کا پاک نام لے کر طواف کرے طواف مطاف میں حجر اسود کے پاس سے شروع کرے۔ اسی طرح کہ حجر اسود کے قریب پہنچ کر یہ دعا پڑھے۔ لا الٰه الا اللہ وحدہٗ صدق وعدہ ونصر عبده وھزم الاحزاب وحده لا الٰه الا اللہ وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وھو علی کل شیء قدیر اور طواف شروع کرنے سے پہلے مرد اصطباع کرے۔ اب کعبہ کی طرف منہ کرکے حجر اسود کی داہنی طرف رکن یمانی کی جانب حجر اسود کے قریب یوں کھڑا ہو کہ پورا حجر اپنے داہنے ہاتھ کو رہے۔ پھر طواف کی نیت کرے اللھم انی ارید طواف بیتك المحرم فیسره لی وتقبله منی اس نیت کے بعد کعبہ کو منہ کئے اپنی داہنی طرف چلے جب حجر اسود کے سامنے ہو جائے تو کانوں تک اس طرح ہاتھ اٹھائے۔ کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں اور کہے بسم اللہ والحمد للہ واللہ اکبر والحمد للہ والصلٰوة

[1] ترجمہ: میں خدائے عظیم کی پناہ مانگتا ہوں اور اس کے ذات بزرگ کی اور ہمیشہ کی بادشاہت کی مردود شیطان سے اللہ کے نام کی مدد سے سب خوبیاں اللہ کے لئے اور رسول اللہ پر سلام اے اللہ درود بھیج ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور بیبیوں پر الٰہی میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ منہ۔

[2] ترجمہ: اے اللہ تو سلام ہے اور تجھی سے سلامتی ہے اور تیری ہی طرف سلامتی لوٹتی ہے اے ہمارے رب ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ اور دارالسلام جنت میں داخل کرا اے ہمارے رب تو برکت والا ہے اور بلند ہے اے جلال و بزرگی والے الٰہی یہ تیرا حرم ہے اور تیرے امن کی جگہ ہے میرے گوشت و پوست اور خون اور مغز اور ہڈیوں کو جہنم پر حرام کردے۔ منہ

مسئلہ: جب کسی مسجد سے باہر نکلنے لگے پہلے بایاں پیر باہر رکھے اور وہی دعا پڑھے جو مسجد میں داخل ہوتے وقت پڑھی جاتی ہے مگر آخر میں رحمتك کی جگہ فضلك اور اتنا اور بڑھائے وسھل لی ابواب رزقك اس کی برکتیں دین و دنیا میں بے گنتی ہیں۔

والسلام علٰی رسول اللہ اور اب ہوسکے تو حجر اسود پر دونوں ہتھیلیاں اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر یوں چومو کہ آواز نہ پیدا ہو۔ تین بار ایسا کرو یہ نصیب ہو تو بڑی خوش قسمتی ہے کہ ہمارا وہاں منہ پہنچا جہاں دوعالم کے سردار اللہ کے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نورانی منہ رکھا اور بوسہ دیا۔ بھیڑ کی وجہ سے بوسہ نہ دے سکے تو اس کے لئے دھکم دھکا نہ کرے بلکہ ہاتھ سے چھوکر ہاتھ کو چوم لے یہ بھی نہ ہوسکے تو ہاتھوں کو اس کی طرف کر کے ہاتھوں کو چوم لے۔ ان طریقوں سے چومنے کا نام استلام ہے استلام کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اللھم اغفرلی ذنوبی وطھر لی قلبی واشرح لی صدری ویسرلی امری وعافنی فیمن عافیت پھر اللھم ایمانًا بك وتصدیقًا بکتابك ووفاء بعھدك واتباعاً لسنة نبیك محمد صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اشھد ان لا الٰه الا اللہ وحدہ لا شریك له واشھد ان محمد عبدہ ورسوله امنت باللہ وکفرت بالجبت والطاغوت کہتے ہوئے کعبہ کے دروازہ کی طرف بڑھے۔ جب حجر اسود کے سامنے سے بڑھ جائے تو سیدھا ہو جائے اور ایسے چلے کہ کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف پڑے۔ چلنے میں کسی کو تکلیف نہ دے اور کعبہ سے جتنا نزدیک رہے بہتر ہے مگر اتنا نہیں کہ بدن یا کپڑا دیوار کے پشتے سے لگے جب ملتزم کے سامنے آئے یہ دعا پڑھے: اللھم ھذا البیت بیتك والحرم حرمك والامن امنك وھذا مقام العائذ بك من النار فاجرنی من النار اللھم قنعنی بما رزقتنی وبارك لی فیه واخلف علی کل غائبةٍ بخیر لا الٰه الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وھو علی کل شیء قدیر اور جب رکن عراقی کے سامنے پہنچے تو یہ دعا پڑھے اللھم انی اعوذ بك من الشك والشرك والشقاق والنفاق وسوء الاخلاق وسوء المنقلب فی المال والاھل والولد اور جب میزاب رحمت کے سامنے آئے یہ دعا پڑھے اللھم اظلنی تحت ظل عرشك یوم لا ظل الا ظلك ولا باقی الا وجھك واسقنی من حوض نبیك محمد صلی اللہ علیه وسلم شربةً ھنیةً لا اظما بعدھا ابدا اور جب رکن شامی کے سامنے پہنچے یہ دعا پڑھے اللھم اجعله حجاً مبرورًا وسعیًا مشکورًا وذنبًا مغفورًا وتجارة لن تبورا یا عالم ما فی الصدور اخرجنی من الظلمات الی النور اور جب رکن یمانی کے پاس آئے تو اسے دونوں ہاتھوں یا داہنے ہاتھ سے چھوئے اور چاہے تو چوم بھی لے اور یہ دعا پڑھے اللھم انی اسئلك العفو والعافیة فی الدین والدنیا والاخرۃ رکن یمانی سے آگے بڑھتے ہی مستجاب ہے یہاں بھی یہی اوپر والی دعا پڑھے یاربنا اتنا فی الدنیا حسنةً وفی الأخرة حسنةً وقنا

عذاب النار پڑھے یا صرف درود شریف پڑھ لے[1] دعا درود چلا کر نہ پڑھے۔ اب چاروں طرف گھومتا ہوا حجر اسود پر لوٹ آیا تو یہ ایک پھیرا ہوا اس وقت بھی حجر اسود کا استلام کرے اب یوں ہی چھ پھیرے اور کرے یعنی کل سات پھیرے کرے پہلے تین پھیروں میں رمل[2] بھی کرے۔ اب جب یہ سات پھیرے پورے ہو چکے تو ایک طواف ہوا اسے طواف قدوم کہتے ہیں طواف کے بعد مقام ابراہیم پر آئے اور یہاں یہ آیت پڑھ کر وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى (۲:۱۲۵) دو رکعت نماز طواف پڑھے یہ نماز واجب[2] ہے اس کی پہلی رکعت میں سورۃ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے یہ نماز پڑھ کر دعا مانگے حدیث میں یہ دعا آئی ہے: اللھم انك تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سولی وتعلم مافی نفسی فاغفرلی ذنوبی اللھم انی اسئلك ایماناً یبا شر قلبی ویقینا صادقاً حتّٰی اعلم انه لا یصیبنی الا ماکتبت لی ورضیً من المعیشة بما قسمت لی ارحم الراحمین —— اب اس نماز و دعا کے بعد ملتزم کے پاس جائے اور حجر اسود کے قریب ملتزم سے لپٹے سینہ داہنا بایاں رخسار اس پر رکھے اور دونوں ہاتھ سر سے اونچے کر کے دیوار پر پھیلائے یا داہنا ہاتھ کعبہ کے دروازہ کی طرف اور بایاں حجر اسود کی طرف پھیلائے اور یہ دعائے پڑھے: یا واجد یا ماجد لا تزل عنی نعمةً انعمتھا علی ملتزم سے لپٹنے کے بعد چاہ زمزم پر آئے ہو سکے تو خود ایک ڈول کھینچے نہیں تو بھرنے والوں سے لے اور کعبہ کو منہ کر کے تین سانس میں پیٹ بھر کر جتنا پیا جائے کھڑے کھڑے پیئے ہر بار بسم اللہ سے شروع کرے اور الحمد للہ پر ختم کرے اور ہر بار کعبہ شریف کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ لے باقی پانی بدن پر ڈال لے یا ہاتھ منہ، سر بدن، پر مل لے اور پیتے وقت دعا کرے کہ قبول ہے حضور نے فرمایا: زمزم جس مراد سے پیا جائے اسی کے لئے ہے اس وقت کی دعا یہ ہے: اللھم انی اسئلك علماً نافعاً ورزقاً واسعاً وعملاً متقبلاً وشفاءً

---

[2] ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور تنہا اسی نے کفار کی جماعتوں کو شکست دی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

[1] بلکہ یہاں اور ان تمام ان جگہوں پر جہاں اپنے لئے دعا کرتا ہے بجائے دعاؤں کے درود شریف پڑھ لیا کرے ۱۲-منہ

[1] سینہ ابھار کر شانہ ہلاتے ہوئے ذرا تیز چلنا 'رمل' صرف تین پھیروں میں سنت ہے آگے نہیں۔

[2] مسئلہ: بھیڑ کی وجہ سے مقام ابراہیم میں یہ نماز نہ پڑھ سکے تو مسجد شریف میں کسی اور جگہ پڑھے اور یہاں بھی نہ پڑھی تو کہیں اور پڑھے ہو جائے گی پڑھنا ضرور ہے۔ مسئلہ: ملتزم کے پاس نماز طواف کے بعد آنا اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہے جیسے یہاں اور جس کے بعد سعی نہ ہو اس میں نماز سے پہلے ملتزم سے لپٹے پھر مقام کے پاس جا کر دو رکعت نماز پڑھے (مسک وبہار)

من کل داءٍ یا وہی دعائے جامع پڑھے چاہ زمزم کے اندر نظر بھی کرو کہ بحکم حدیث دافع نفاق ہے اب اگر کوئی عذر تکان وغیرہ کا نہ ہو تو ابھی صفا و مروہ میں سعی کے لئے پھر حجر اسود کے پاس آئے اور اسی طرح تکبیر وغیرہ کہہ کر چومے اور نہ ہوسکے تو اس کی طرف منہ کرکے اللہ اکبر ولا الہ الا اللہ والحمد للہ اور درود پڑھتے ہوئے فوراً باب صفا سے صفا کی طرف چلے (مسجد کے دروازے سے بایاں پاؤں پہلے نکالے اور جوتے میں پہلے داہنا ڈالے اور یہ طریقہ ہر مسجد سے آتے ہوئے ہمیشہ کرے اور وہی دعا پڑھے جو مسجد سے نکلتے وقت پڑھنے کے لئے پہلے لکھی گئی) ذکر و درود پڑھتے ہوئے صفا کی پہلی سیڑھی پر چڑھے آگے نہ بڑھے کہ ناجائز ہے اور سیڑھی پر چڑھنے سے پہلے یہ پڑھے ابداء بما بدأ اللہ بہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت اواعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما ومن تطوع خیراً فان اللہ شاکر علیم پھر کعبہ معظمہ کی طرف منہ کرکے دونوں مونڈھوں تک دعا کی طرح پھیلے ہوئے ہاتھ اٹھاؤ اور اتنی دیر ٹھہرو جتنی دیر میں ۲۵ آیتیں بقر کی پڑھی جاتی ہیں اور تسبیح و تہلیل و تکبیر و درود پڑھو اور اپنے لئے اور اپنے دوستوں عزیزوں اور سب مسلمانوں کے لئے دعا کرو[1] یہاں دعا قبول ہوتی ہے یہاں بھی دعائے جامع پڑھو۔

سعی کی نیت: جب دعا کر چکے تو سعی کی نیت کرے اس کی نیت یوں ہے: اللھم انی ارید السعی بین الصفا والمروۃ فیسرہ لی وتقبلہ منی پھر صفا سے اتر کر مروہ کو چلے ذکر و درود پڑھتا رہے جب پہلا[2] میل آئے یہاں سے دوڑنا شروع کرے اور دوسرے میل سے تھوڑا آگے تک دوڑا چلا جائے پھر آہستہ چلے اور یہ پڑھتا ہوا مروہ تک پہنچے یہاں پہلی سیڑھی پر چڑھنے بلکہ اس کے قریب زمین پر کھڑے ہونے سے مروہ پر چڑھنا ہوگیا اس لئے دیوار سے مل نہ جائے کہ یہ جاہلوں کا طریقہ ہے یہاں بھی عمارتوں کے بن جانے سے کعبہ دکھائی نہیں دیتا مگر کعبہ کی طرف منہ کرکے جیسے صفا پر کیا تھا۔ تسبیح، تکبیر، حمد و ثنا، درود اور دعا یہاں بھی کرے۔ یہ ایک پھیرا ہوا۔ پھر یہاں سے صفا کی طرف چلے ذکر و درود دعائیں پڑھتے ہوئے جب مروہ کے میل کے پاس پہنچے تو دوڑنا شروع کرے یہاں تک کہ صفا کے میل سے نکل جائے۔ پھر آہستہ ہو جائے اور صفا پر چڑھے یہ دوسرا پھیرا ہوا اسی طرح پھر صفا سے مروہ یہ تیسرا پھیرا ہوا۔ پھر مروہ سے صفا، یہ چوتھا پھیرا ہوا اسی طرح پانچواں۔ چھٹا، ساتواں پھیرا کرے۔

---

[1] تنبیہ: یہاں بھی دعا میں ہاتھ ویسے ہی رہیں جیسے نماز کے بعد ہوتے ہیں یعنی ہتھیلی آسمان کی طرف ہو ہاتھ پھیلے ہوئے سینہ کے سامنے ہوں اس کے خلاف نہ کرے جیسا کہ بعض مطوف کرتے ہیں (عالمگیری و بہار)

[2] جیسے میل کا پتھر ہوتا ہے ایسے ہی ہرے رنگ کا ایک پتھر ہے جو مسجد شریف کے پاس گڑا ہوا ہے صفا سے تھوڑی ہی دور بائیں پر ہے اس کی لبیک دسویں تاریخ رمی جمرہ کے وقت ختم ہوگی۔

ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہوگا۔ اسی طرح سات پھیرا دوڑنے کا نام سعی ہے۔ صفا سے شروع ہوگی اور مروہ پر ختم ہوگی۔ دو میلوں کے درمیان کل سات دوڑ ہوگی اب سعی کے بعد مکہ میں آٹھویں تاریخ تک ٹھہرے اور لبیک کہا کرے اور خالی طواف بغیر اضطباع و رمل و سعی کے کیا کرے اور ہر سات پھیرے پورے ہونے پر مقام ابراہیم میں دو رکعت نفل پڑھا کرے۔ ساتویں تاریخ مسجد حرام میں بعد ظہر جو خطبہ امام پڑھے گا اس کو سنے۔

آٹھویں تاریخ منیٰ کو روانگی: پھر جب آٹھویں[3] تاریخ کی صبح ہو تو سورج نکلنے کے بعد مکہ سے منیٰ کی طرف چلے راستہ بھر لبیک و دعا و درود و ثنا پڑھتا رہے جب منیٰ[1] دکھائی پڑے یہ پڑھے اللھم ھذی منا فامنن علی بما مننت بہ علیٰ اولیاءك منیٰ پہنچ کر یہاں رات کو ٹھہرے آج ظہر سے نویں کی صبح تک پانچوں نمازیں یہیں مسجد خیف میں پڑھے۔

نویں تاریخ عرفات کو روانگی: شب عرفہ یعنی نویں رات منیٰ میں ذکر و عبادت میں گزارے جب نویں کی صبح ہو تو فجر پڑھ کر ذکر و درود میں لگا رہے کہ سورج ثبیر کی پہاڑی کے سامنے چمکے تو عرفات کی طرف چلے۔ راستہ پھر لبیک و درود دعا پڑھتا رہے۔ جب جبل رحمت دکھائی دے ذکر و دعا زیادہ کرے کہ وقت قبول ہے عرفات میں جبل رحمت کے پاس یا جہاں جگہ ملے راستے سے ہٹ کر ٹھہرے۔ جب دوپہر قریب ہو نہائے کہ سنت مؤکدہ ہے اور نہ ہوسکے تو صرف وضو کرے۔ دوپہر ڈھلتے ہی مسجد نمرہ پہنچے سنت پڑھ کر خطبہ سنے اور امام کے ساتھ ظہر پڑھے۔ اس کے بعد ہی فوراً عصر کی تکبیر ہوگی ساتھ ہی جماعت سے عصر پڑھے۔ آج یہاں ظہر اور عصر کے بیچ میں سلام و کلام کیسا سنتیں بھی نہ پڑھے اور عصر کے بعد بھی نفل نہیں۔

وقوف عرفہ: اب عصر پڑھتے ہی موقف[2] میں جائے اور سورج ڈوبنے تک ذکر و درود دعا میں لگا رہے جب سورج ڈوب جائے تو فوراً مزدلفہ جائے امام کے ساتھ۔ اگر امام دیر کرے تو اس کا انتظار نہ کرے راستہ بھر لبیک دعا، درود میں لگے رہو۔ راستہ میں اگر ہوسکے تیز چلے چاہے پیدل ہو یا سواری پر۔

دسویں شب مزدلفہ کو روانگی: جب مزدلفہ دکھائی پڑے تو پیدل ہو جانا بہتر ہے اور نہا کر

---

[3] آٹھویں تاریخ کو یوم الترویہ کہتے ہیں

[1] منیٰ ایک گاؤں ہے مکہ سے ایک فرسخ (ساڑھے تین میل) (جوہرہ)

[2] موقف یعنی وہ جگہ جہاں کھڑے ہوکر ذکر و دعا کا حکم ہے آج موقف میں ٹھہر کر عصر سے سورج ڈوبنے تک ذکر و دعا میں مشغول ہونا حج کی جان اور ایک بڑا رکن ہے مسئلہ: وقوف کا وقت نویں ذی الحجہ کے سورج ڈھلنے سے دسویں کی فجر تک ہے اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں وقوف کیا تو حج نہ ملا سوا چاند کے اختلاف کے ۱۲ منہ۔

داخل ہونا اچھا ہے داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے: اللھم ھذا جمع نسئلك العفو والعافیة فی الدنیا والاخرة یہاں پہنچ کر جبل قزح کے پاس راستہ بچ کر اترے یہ نہ ہو سکے تو جہاں جگہ ملے اب یہاں مغرب وعشاء ساتھ ساتھ پڑھے چاہے مغرب کا وقت باقی ہی کیوں نہ ہو یہاں عشاء کے وقت میں مغرب وعشاء دونوں ادا کی نیت سے پڑھی جائیں گی پہلے مغرب کی فرض پڑھے اس کے فوراً بعد عشاء کی فرض پھر مغرب وعشاء کی سنتیں۔ پھر وتر[1] ان نمازوں کے بعد باقی رات لبیک وذکر ودعا و درود میں گزارنا بہتر ہے کہ یہ بہت افضل جگہ اور بہت افضل رات ہے۔

مشعر الحرام کا وقوف: صبح بہت اندھیرے فجر پڑھی جائے اور بعد فجر مشعر الحرام میں یعنی خاص پہاڑی پر اور نہ ہو سکے تو اس کے دامن میں اور یہ بھی نہ ہو سکے تو وادی محسر کے سوا جہاں جگہ ملے وقوف کرو یعنی ٹھہر کر جیسے عرفات[1] میں کیا تھا لبیک دعا و درود میں لگے رہو۔ اس وقوف کا وقت طلوع فجر سے اجالا ہونے تک ہے اس وقت میں یہاں نہ آیا تو وقوف نہ پایا۔

دسویں تاریخ کے افعال: اب جب طلوع آفتاب میں دو رکعت پڑھنے کا وقت باقی رہ جائے امام کے ساتھ منیٰ کو جائے اور یہاں سے سات چھوٹی چھوٹی کنکریاں کھجور کی گٹھلی برابر کی پاک جگہ سے اٹھا کر تین بار دھو کر ساتھ رکھ لے راستہ بھر لبیک و درود و دعا میں لگا[2] رہے۔ جب وادی محسر پہنچے بہت جلد تیزی[3] کے ساتھ چل کر نکل جائے اور یہ دعا پڑھتا جائے۔

اللھم لا تقتلنا بغضبك ولا تھلکنا بعذابك وعافنا قبل ذلك جب منیٰ دکھائی دے یہ پڑھے اللھم ھذی منا فامنن علی بما مننت به علی اولیائك اور منیٰ پہنچ کر سب کاموں سے پہلے جمرۃ العقبہ جائے جمرہ سے کم سے کم پانچ ہاتھ دور یوں کھڑا ہو کہ مکہ معظمہ سے پہلے نالے کے بیچ میں سواری پر رہے۔ منیٰ داہنے ہاتھ پر اور کعبہ بائیں ہاتھ کو ہو اور منہ جمرہ کی طرف رہے۔

---

(۱) مسئلہ: عرفات میں ظہر وعصر کے لئے ایک اذان اور دو اقامتیں ہوں گی اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کے لئے ایک اذان اور ایک اقامت (درمختار و بہار)

(۲) اور یہ بھی پڑھے اللھم الیك افضت ومن عذابك اشفقت والیك رجعت ومنك رھبت فاقبل نسکی وعظم اجری وارحم تضرعی واقبل توبتی واستجب دعائی

(۳) یہ جگہ جہاں تیزی سے نکل جانا ہے پانچ سو پینتالیس ہاتھ ہے یعنی تقریباً سوا تین سو قدم جمرہ منیٰ اور مکہ کے بیچ میں تین جگہ ستون بنے ہیں ان کو جمرہ کہتے ہیں پہلا جو منیٰ سے قریب ہے جمرہ اولیٰ کہلاتا ہے اور بیچ کا جمرہ وسطیٰ اور اخیر کا جو مکہ سے قریب ہے جمرۃ العقبہ کہلاتا ہے۔

رمی کا طریقہ: ایک کنکری چٹکی میں لے اور اچھی طرح خوب ہاتھ اٹھا کر کہ بغل کی رنگت ظاہر ہو یہ پڑھ کر مارے بسم اللہ اللہ اکبر رغمًا للشیطان رضًا للرحمٰن اللھم اجعله حجًا مبرورًا وسعیًا مشکورًا وذنبًا مغفورًا بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ تک پہنچیں نہیں تو تین ہاتھ کی دوری تک رہیں۔ اس سے زیادہ دور جو گرے گی اس کی گنتی نہ ہوگی اسی طرح سات کنکری ایک ایک کر کے مارے پہلے ہی کنکری سے لبیک بند کر دے جب ساتوں مار چکے تو وہاں نہ ٹھہرے۔ اسی دم ذکر و دعا کرتے لوٹ آئے۔ اب رمی[1] کر چکنے کے بعد قربانی کرے۔ قربانی[2] کر کے اپنے اور سب مسلمانوں کے حج اور قربانی قبول ہونے کی دعا مانگے پھر قربانی کے بعد قبلہ منہ بیٹھ کر حلق کریں یعنی پورا سر منڈائیں یا بال کتروائیں لیکن منڈانا بہتر ہے مگر عورت کو بال منڈانا حرام ہے وہ ایک پور برابر کتروا دے۔ بال کو دفن کر دیں اور ہمیشہ بدن سے جو چیز بال ناخن کھال الگ ہو دفن کر دیا جائے یہاں بال بنوانے سے پہلے نہ ناخن کٹائے نہ داڑھی مونچھ بنوائے نہیں تو دم لازم آئے گا۔ ہاں اگر سر منڈانے کے بعد مونچھ کٹائے ناف کے بال بنائے تو جائز بلکہ مستحب ہے لیکن داڑھی پھر بھی نہ کٹائے[3] پہلے داہنی طرف کا بال منڈائے پھر بائیں کا اور منڈاتے وقت اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد شروع سے آخر تک بار بار کہتے جاؤ اور بعد میں بھی کہو اور منڈاتے وقت یہ دعا بھی پڑھو۔ الحمد للہ علی ما ھدانا وانعم علینا وقضی عنا نسکنا اللھم ھذہ ناصیتی بیدك فاجعل لی بکل شعرة نورًا یوم القیمة وامح عنی بھا سیئةً وارفع لی بھا درجة فی الجنة العالیة اللھم بارك لی فی نفسی وتقبل منی اللھم اغفرلی وللمحلقین والمقصرین یا واسع المغفرة آمین اور سب مسلمانوں کی بخشش کی دعا کرے اب بال بنوانے کے بعد احرام کی وجہ سے جو باتیں حرام تھیں وہ سب حلال ہو گئیں۔ سوا عورت کی صحبت اور اسے بشہوت ہاتھ لگانے بوسہ لینے، شرمگاہ دیکھنے کے کہ یہ باتیں اب بھی حرام رہیں گی اب بال بنوانے کے بعد بہتر یہ ہے کہ آج دسویں کو مکہ پہنچو فرض طواف کے لئے یہ طواف حج کا دوسرا رکن ہے۔ یہ طواف بھی ویسے ہی ہوگا جیسے

---

۱ اس رمی کا وقت دسویں کی فجر سے گیارہویں کی فجر تک ہے لیکن سنت یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد سے زوال تک کرے (درمختار و ردالمحتار)

۲ یہ قربانی وہ نہیں جو بقرعید میں ہوا کرتی ہے بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے جو قارن اور متمتع پر واجب ہے چاہے فقیر ہی ہو اور مفرد کے لئے مستحب ہے۔

۳ اگرچہ سر منڈانے کے بعد داڑھی کٹانے میں دم وغیرہ لازم نہ آئے گا لیکن کٹانا نہیں چاہیے (عالمگیری و بہار)

پہلا ہوا تھا مگراس میں اضطباع نہیں اس کے بعد بھی دو رکعت بدستور پڑھیں۔اس طواف کے بعد اپنی عورتیں[1] حلال ہو جائیں گی اور اصل[2] حج پورا ہو گیا لیکن ابھی پھر منیٰ واپس آئے اور گیارہویں بارہویں راتیں منیٰ میں گزارے کہ سنت ہے جیسا کہ دسویں رات منیٰ میں رہنا سنت ہے۔

گیارہویں تاریخ کے افعال: گیارہویں تاریخ' بعد نماز ظہر امام کا خطبہ سن کر پھر رمی کو جائے۔ ان ایام میں رمی جمرۃ اولیٰ سے شروع کرے جو مسجد خیف کے قریب ہے اس رمی کے لئے مکہ کے راستہ کی طرف سے آکر چڑھائی پر چڑھے یہاں قبلہ رو ہو کر سات کنکریاں مارے جیسے دسویں کو رمی کی تھی۔ ساتویں کنکری مار کر جمرہ سے کچھ آگے بڑھ جائے اور کعبہ کی طرف منہ کرکے دعا کے لئے یوں ہاتھ اٹھائے۔ کہ ہتھیلیاں قبلہ کو رہیں اور کم سے کم بیس آیتیں پڑھنے کے برابر دیر تک حمد درود استغفار و دعا کرتا رہے یا زیادہ دیر تک اتنا کہ سورۃ بقر پڑھی جا سکے پھر جمرۃ وسطیٰ پر جا کر یوں ہی رمی اور دعا کرے پھر جمرۃ العقبہ پر مگر یہاں رمی کر کے نہ ٹھہرے اسی دم پلٹ آئے پلٹنے میں دعا کرے پھر بارہویں تاریخ بالکل اسی طرح زوال[3] کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرے۔

بارہویں تاریخ کے افعال: بارہویں کی رمی کر کے سورج ڈوبنے سے پہلے مکہ کو روانہ ہو جائے اور چاہے تو رہے تیرھویں کو واپس ہو لیکن پھر تیرھویں کو دوپہر ڈھلے رمی کر کے جانا ہوگا۔ یہی افضل ہے اخیر دن یعنی بارہویں کو یا تیرھویں کو جب منیٰ سے رخصت ہو کر مکہ کو چلے تو وادی محصب میں جو جنۃ المعلیٰ کے قریب ہے سواری سے اتر کر یا بے اترے کچھ دیر ٹھہر کر دعا کرے اور افضل یہ ہے کہ عشا تک نمازیں یہیں پڑھے ایک نیند لے کر مکہ داخل ہو۔ اب تیرھویں کے بعد جب تک جی چاہے مکہ میں ٹھہرو لیکن جب تک ٹھہرے رہو عمرے[4] اور مقامات مقدسہ[5] کی زیارت کرتے رہو۔ جب ارادہ مکہ سے رخصت کا ہو تو طواف وداع بے رمل و سعی کے بجالائے

---

[1] عورتوں سے مراد اپنی بیویاں اور شرعی باندیاں۔

[2] یعنی حج کے دونوں رکن وقوف اور طواف زیارت ادا ہو گئے مسئلہ: سات کنکریوں سے کم جائز نہیں اگر تین ماریں یا بالکل نہ ماریں تو دم لازم آئے گا اور اگر چار ماریں تو باقی ہر کنکری کے بدلے صدقہ دے (ردالمحتار و بہار) فرض طواف کو طواف زیارت اور طواف افاضہ بھی کہتے ہیں۔ مسئلہ: جمرہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے مسئلہ: سر منڈانے یا بال کتروانے کا وقت ایام نحر ہے یعنی ۱۰-۱۱-۱۲ اور بہتر پہلا دن یعنی دسویں ذی الحجہ ہے اگر بارہویں تک بال نہ بنوائے تو دم لازم آئے گا۔ (عالمگیری، ردالمحتار و بہار)

[3] بعض لوگ زوال یعنی دوپہر سے پہلے آج یہ رمی کر کے مکہ کو چلے جاتے ہیں ایسا نہ کرنا چاہیے۔
لانہ خلاف اصل المذہب وقد جاء فی روایۃ ضعیفۃ فلا یعمل علیہ کما قال استاذی صدر الشریعۃ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

[4] عمرے اسی طرح کرو کہ تنعیم جاؤ اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آؤ طواف اور سعی کر کے حلق یا تقصیر کر لو عمرہ ہو گیا۔ تنعیم مکہ سے تین میل اتر (شمال) جگہ ہے۔

[5] مقامات مقدسہ کی زیارت میں جنۃ المعلیٰ وغیرہ کی زیارت ہے۔

یہ طواف باہر والوں پر واجب ہے طواف کے بعد بدستور دو رکعت یعنی رخصتی طواف مقام ابراہیم میں پڑھے پھر چاہ زمزم پر آکر اسی طرح پانی پیئے اور بدن پر ڈالے پھر کعبہ کے دروازہ کے سامنے کھڑا ہو کر اس کی پاک چوکھٹ کو چومے اور حج و زیارت کے قبول ہونے اور بار بار حاضر ہونے کی دعا مانگے اور دعائے جامع پڑھے یا یہ پڑھے: السائل ببابك يسئلك من فضلك ومعروفك ويرجو رحمتك پھر ملتزم پر آکر غلاف کعبہ تھام کر اسی طرح لپٹو کرو درود و دعا کی کثرت کرو۔ یہ دعا پڑھو الحمد لله الذى هدانا لهٰذا وما كنا لنهتدى لو لا ان هدانا الله اللهم فكما هديتنا لهٰذا فتقبله منا ولا تجعل هٰذا اخر العهد من بيتك الحرام وارزقنى العود اليه حتى ترضى برحمتك يا ارحم الراحمين والحمد لله رب العالمين وصلى الله علىٰ سيّدنا محمد واٰله وصحبه اجمعين پھر حجر اسود کو بوسہ دو اور رو رو کر یہ پڑھو:

يا يمين الله فى ارضه انى اشهدك وكفى بالله شهيدًا انى اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا رسول الله وانا اودعك هذه الشادة لتشهد لى بها عند الله تعالىٰ فى يوم القيٰمة يوم الفزع الاكبر اللهم انى اشهدك على ذالك واشهد ملٰئكتك الكرام وصلى الله على سيدنا محمد واله وصحبه اجمعين

پھر الٹے پاؤں کعبہ کی طرف منہ کر کے یا سیدھے چلنے میں پھر پھر کر حسرت سے دیکھتے اس کی جدائی پر روتے ہوئے مسجد حرام کے دروازہ سے بایاں پیر پہلے نکالو اور دعا مسجد سے نکلنے والی پڑھو باب الحزورۃ سے نکلنا بہتر ہے۔ پھر مکہ کے فقیروں کو جو کچھ ہو سکے دے اور مدینہ شریف کی طرف[2] چلے۔ وہاں پہنچ کر بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے۔ یہ طریقہ حج کا جو اوپر بیان کیا گیا اس میں کچھ باتیں فرض ہیں اور کچھ واجب اور کچھ سنت فرضوں میں سے اگر فرض چھوٹ گیا تو حج ہی نہ ہوگا اور واجب کے چھوٹ جانے سے حج تو ہو جائے گا۔ مگر ادھورا اور دم دینا لازم آئے گا اور سنت کے چھوٹنے سے ثواب کم ہو جائے گا حج میں یہ باتیں فرض ہیں۔ ۱-احرام ۲-وقوف عرفہ (یعنی نویں[3] ذی الحجہ دوپہر کو سورج ڈھلنے سے لے کر دسویں کی صبح صادق ہونے سے پہلے تک اتنے وقت میں کسی وقت کچھ دیر عرفات میں ٹھہرنا) ۳-طواف[4] زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھیرا۔ ۴-نیت۔ ۵-ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا پھر

---

[1] حیض و نفاس والی عورت اندر نہ جائے دروازہ مسجد پر کھڑی ہو کر بہ نگاہ حسرت دیکھے اور دعا کر کے پلٹے۔

[2] جب مکہ سے نکلے تو مکہ کے اسفل سے ثنیۃ سفلیٰ سے نکلے (فتح القدیر و ہندیہ)

[3] وقوف کا وقت نویں ذی الحجہ دوپہر بعد سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے تک ہے ۱۲

[4] عرفات سے واپسی کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے جو فرض ہے اسی کا نام طواف زیارۃ اور طواف افاضہ بھی ہے

وقوف عرفہ پھر طواف زیارۃ۔ ۶- ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا یعنی وقوف اس وقت ہو جو وقت اس کے لئے مقرر ہے (یعنی نویں ذی الحجہ دوپہر بعد سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے تک) وقوف عرفہ کے بعد طواف زیارت ہو جگہ ۷- یعنی وقوف زمین عرفات میں ہو سوا بطنِ غرفہ کے اور طواف کی جگہ مسجد حرام شریف میں ہو حج میں یہ چیزیں واجب ہیں میقات سے احرام باندھنا یعنی میقات سے بغیر احرام کے آگے نہ بڑھنا اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا تو جائز ہے۔ ۲- صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو سعی کہتے ہیں ۳- سعی کو صفا سے شروع کرنا۔ ۴- پیدل سعی کرنا۔ سعی کا طواف کے بعد ہونا دن میں وقوف عرفہ کیا تو اتنی دیر تک وقوف کرے کہ آفتاب ڈوب جائے اور رات کا کچھ حصہ آ جائے اور زوال کے بعد سے دن کے کسی حصہ سے وقوف شروع کرنا واجب ہے عرفات سے واپسی میں امام کی پیروی کرنا یعنی جب تک امام وہاں سے نہ چلے۔ ہاں اگر امام نے وقت سے دیر کی تو یہ امام کے پہلے جا سکتا ہے اور اگر بھیڑ وغیرہ کی ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد ٹھہر گیا ساتھ نہ گیا جب بھی جائز ہے مزدلفہ میں ٹھہرنا مغرب اور عشا کی نماز کو وقت عشا میں مزدلفہ آ کر پڑھنا دسویں، گیارہویں، بارہویں، تینوں دن کنکریاں مارنا یعنی دسویں کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارہویں، بارہویں، کو تینوں پر رمی کرنا جمرہ عقبہ کی رمی پہلے دن بال بنوانے سے پہلے کرنا۔ ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا سر منڈانا یا بال کتروانا بال بنوانا ایام نحر میں اور حرم شریف میں قران اگرچہ منیٰ میں نہ ہو اور تمتع والے کو قربانی کرنا اور اس قربانی کا حرم اور ایام نحر میں ہونا طواف افاضہ کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہونا طواف حطیم کے بعد سے ہونا داہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظّمہ طواف کرنے والے کے بائیں طرف ہو۔ پاؤں سے چل کر طواف کرنا، طواف کرنے میں باوضو اور باغسل ہونا، اگر بے وضو یا بے غسل طواف کیا تو اعادہ کرے[1] طواف کرتے وقت ستر کا چھپا[2] رہنا طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا (یہ واجب تو ہے لیکن ایسا واجب ہے کہ اس کے ترک[3] سے دم واجب نہیں)۔[4] کنکریاں پھینکنے اور ذبح کرنے اور سر منڈانے اور طواف میں ترتیب یعنی پہلے کنکریاں پھینکے پھر غیر مفرد قربانی کرے۔ پھر سر منڈائے پھر طواف کرے طواف[5] صدر یعنی

[1] اعادہ کرنا یعنی دہرانا پھر نئے سرے سے کرنا۔

[2] یعنی نماز کے لئے جتنا ستر ضروری ہے اتنا طواف کے لئے بھی لہٰذا جہاں جہاں ستر کھلنے سے نماز فاسد ہوتی ہے یہاں دم واجب ہوگا۔ [3] ترک یعنی چھوٹ جانا۔

[4] اس کے علاوہ چند اور واجب بھی ہیں کہ جن کے ترک سے دم لازم نہیں آتا جیسے کسی مجبوری سے سر نہ منڈانا یا مغرب کی نماز کا عشا تک موخر نہ کرنا یا کسی واجب کا ترک ایسے عذر سے ہو جس کو شرع نے معتبر رکھا ہو یعنی وہاں اجازت دی ہو اور کفارہ ساقط کر دیا ہو۔

[5] طواف صدر رخصتی کا طواف جس کو طواف وداع بھی کہتے ہیں۔

میقات سے باہر رہنے والے کے لئے رخصتی طواف (اگر حج کرنے والی حیض ہونے سے پہلے حیض یا نفاس سے ہے اور پاک ہونے سے پہلے قافلہ روانہ ہو جائے گا تو اس پر رخصتی طواف نہیں) وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے تک جماع[1] نہ ہونا۔ احرام کی حالت میں جو چیزیں منع ہیں (جیسے سلا کپڑا پہننا یا سر چھپانا) ان سے بچنا' یہ سب چیزیں حج میں واجب ہیں۔

حج کی سنتیں: ۱- طواف قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا شخص مکہ معظّمہ میں حاضر ہو کر سب سے پہلا جو طواف کرے اسے طواف قدوم کہتے ہیں طواف قدوم مفرد اور قارن کے لئے سنت ہے متمتع کے لئے نہیں ۲- طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا۔ ۳- طواف قدوم یا طواف فرض میں[2] رمل کرنا۔ ۴- صفا و مرہ کے درمیان جو دو میل اخضر ہیں ان کے درمیان دوڑنا۔ ۵- امام کا مکہ میں ساتویں کو اور ۶- عرفات میں نویں کو اور ۷- منیٰ میں گیارہویں کو خطبہ پڑھنا۔ ۸- آٹھویں کی فجر کے بعد مکہ سے روانہ ہونا تاکہ منیٰ میں پانچ نمازیں لی جائیں ۹- نویں رات منیٰ میں گزارنا۔ ۱۰- سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہونا۔ ۱۱- وقوف عرفہ کے لئے غسل کرنا ۱۲- عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات کو رہنا ۱۳- سورج نکلنے سے پہلے یہاں سے منیٰ کو چلے جانا۔ ۱۴- دس اور گیارہ کے بعد جو دونوں راتیں ہیں ان کو منیٰ میں گزارنا اور ۱۵- اگر تیرہویں کو بھی منیٰ میں رہا تو بارہویں کے بعد کی رات کو بھی منیٰ میں رہے ۱۶- ابطح میں وادی محصب میں اترنا اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے لئے ہو۔ ان کے علاوہ اور بھی سنتیں ہیں جن میں سے اکثر کا ذکر طریقہ میں آ چکا ہے۔

عمرہ کا بیان

عمرہ یہ ہے کہ احرام باندھ کر طواف و سعی کرے اور اس کے بعد سر منڈوا کر یا بال کتروا کر احرام کھول دے احرام شرط ادا ہے اور بال بنوانا شرط خروج (جوہرہ) عمرہ سنت ہے واجب نہیں اور سال میں کئی کئی بار ہو سکتا ہے اس کا وقت تمام سال ہے سوا پانچ دنوں[3] کے عمرہ میں فرض صرف طواف ہے اور واجب سعی اور حلق یا تقصیر ہے اس کی شرائط وہی ہیں جو شرائط حج کی ہیں۔ سوائے وقت کے اس کے سنن و آداب بھی وہی ہیں جو حج کے ہیں۔ عمرہ کو فاسد کرنے والی چیز طواف کے چار پھیرے پورے کرنے سے پہلے جماع کر لینا ہے۔

عمرہ کا طریقہ: جو صرف عمرہ کرنا چاہتا ہے وہ عمرہ کا احرام میقات سے یا میقات کے پہلے

[1] جماع یعنی عورت سے صحبت کرنا۔

[2] لیکن یہ رمل قران والے کے لئے عمرہ ہی کے طواف میں سنت ہے

[3] ۹ ذوالحجہ ۱۰- ذوالحجہ یوم عرفہ' یوم نحر ۱۱-۱۲-۱۳- ذوالحجہ ایام تشریق۔ یعنی ۹ سے ۱۳ ذوالحجہ تک

سے کسی جگہ سے باندھے اور عمرہ کی نیت یوں کرے کہ پہلے دو رکعت نماز بہ نیت احرام پڑھے اور سلام کے بعد یہ کہے: اللھم انی ارید العمرۃ فیسر ھالی وتقبلھا منی نویت العمرۃ واحرمت بھا مخلصاً للہ تعالیٰ[1] اور اس کے بعد زور زور سے پوری لبیک کہے: پھر درود شریف پڑھے پھر دعا مانگے ایک دعا یہ ہے: اللھم انی اسئلك رضاك واعوذبك من غضبك والنار اور اب ان تمام چیزوں سے بچے جن سے حج کا احرام باندھنے والا بچتا ہے پھر طواف کرے طواف کے بعد سعی کرے اور یہ طواف وسعی بھی ویسے ہی کرے جیسے حج کرنے والا کرتا ہے اور دخول مکہ وغیرہ میں بھی وہی آداب بجالائے جو حج کرنے والا کرتا ہے جب طواف اور سعی کر چکے تو سعی کے بعد بال بنوائے ۲- عمرہ ختم ہوا۔ عمرہ کا احرام کھول دے عمرہ میں طواف شروع کرتے وقت حجر اسود کا بوسہ لیتے ہی لبیک کہنا چھوڑ دے۔

(جوہرہ عالمگیری وغیرہ)

قران اور تمتع کا بیان

احرام[2] باندھنے والے چار طرح کے ہیں: حج تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ صرف حج کرے اسے افراد کہتے ہیں اور حاجی کو مفرد اس میں بعد سلام نیت یوں کہے: اللھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبل منی نویت الحج واحرمت بہ مخلصاً للہ تعالیٰ دوسرے یہ کہ صرف عمرہ کی نیت کر کے احرام باندھے اور مکہ معظمہ میں حج کا احرام باندھے اسے تمتع اور حاجی کو متمتع کہتے ہیں۔ اس میں بعد سلام نیت یوں کرے۔ اللھم انی ارید العمرۃ والحج فیسر ھما لی وتقبلھما منی نویت العمرۃ والحج احرمت بھما مخلصاً للہ تعالیٰ ۔ تیسرا یہ ہے کہ حج وعمرہ دونوں کی یہیں سے نیت کرے اس کو قران کہتے ہیں اور یہ سب سے افضل ہے اور ایسے حاجی کو قارن کہتے ہیں اس میں بعد سلام یوں نیت کرے: اللھم انی ارید العمرۃ والحج فیسر ھما لی وتقبلھما منی نویت العمرۃ والحج واحرمت بھما مخلصاً للہ تعالیٰ اور ہر صورت میں نیت کے بعد لبیک

[1] ترجمہ: اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں تو تو اسے مجھ پر آسان کر دے اور قبول فرما نیت کی میں نے عمرہ کی اور احرام باندھا عمرے کا خاص اللہ تعالیٰ کے لئے۔

[2] اور احرام باندھنے والے چار طرح کے ہیں ایک وہ جو صرف حج کا احرام باندھے اسکو مفرد بالحج کہتے ہیں دوسرا وہ جو فقط عمرہ کا احرام باندھے اس کو معتمر فقط یا مفرد والعمرۃ کہتے ہیں تیسرا وہ جو حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے ایک ہی احرام باندھے اس کو قارن کہتے ہیں چوتھا وہ جو عمرہ کی نیت سے احرام باندھے اور عمرہ ختم کر کے حلال ہو جائے اور اس کے بعد گھر لوٹنے سے پہلے پھر حج کا احرام باندھ کر اسی سال حج کرے (جوہرہ وقاضی خان)

آواز سے کہے۔[1]

قران کا طریقہ: جب قران کا ارادہ ہو تو احرام کی ویسی ہی تیاری کرے جیسے کہ مفرد کرتا ہے وضو یا غسل کر کے دو رکعتیں بہ نیت احرام پڑھے اور بعد سلام قران کی یوں نیت کرے اللھم انی ارید العمرۃ والحج فیسرھما لی وتقبلھما منی نویت العمرۃ والحج احرمت بھما مخلصاً للہ تعالیٰ پھر لبیک کہے حج اور عمرہ دونوں کو ساتھ ادا کرنے کی نیت سے اور درود پڑھے اور دعا مانگے پھر عمرہ کے افعال شروع کر دے کہ جب مکہ پہنچے عمرہ کے لئے خانہ کعبہ کا سات پھیرے طواف[2] کرے، جیسے مفرد کرتا ہے اس کے بعد صفا ومروہ میں سعی کرے یہ عمرہ کے افعال ہو گئے لیکن ابھی نہ سر منڈائے نہ احرام کھولے بلکہ اب حج کے لئے طواف قدوم کرے اور سعی کرے اور باقی افعال حج کے بجالائے جیسا کہ حاجی مفرد کرتا ہے۔

مسئلہ: قارن کو اگر قربانی[3] میسر نہ آئے کہ اس کے پاس ضرورت سے زیادہ مال نہیں نہ اتنا اسباب کہ اسے بیچ کر جانور خریدے تو دس روزے رکھے ان میں تین تو وہیں یعنی یکم شوال سے ذی الحجہ کی نویں تک احرام باندھنے کے بعد رکھے۔ خاص سات آٹھ نو کو رکھے یا اس سے پہلے اور بہتر یہ ہے کہ نویں سے پہلے ختم کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر رکھے۔ تینوں کا لگاتار رکھنا ضروری نہیں اور سات روزے حج کا زمانہ گزارنے کے بعد یعنی تیرہویں گزر جانے کے بعد رکھے۔ تیرہ کو یا اس سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ ان سات روزوں میں اختیار ہے کہ وہیں رکھے یا گھر واپس آ کر اور بہتر گھر پر واپس ہو کر رکھنا ہے اور ان دسوں روزوں میں رات ہی سے نیت ضروری ہے۔ (عالمگیری دُرّ مختار ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: اگر پہلے تین روزے نویں تک نہیں رکھے تو اب روزے کافی نہیں بلکہ دم واجب ہوگا دم دے کر احرام سے باہر ہو جائے اور اگر دم دینے پر قادر نہیں تو سر منڈا کر یا بال کتروا کر احرام سے جدا ہو جائے اور اب دو دم واجب ہیں۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت)

تمتع کا طریقہ: میقات سے یا اس سے پہلے کہیں سے عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ پہنچ کر عمرہ

[1] لیکن عورت اتنے زور سے نہ کہے کہ نامحرم سنے۔

[2] اس طواف کے پہلے تین پھیروں میں بھی رمل کرے کہ سنت ہے۔

[3] مسئلہ قارن دسویں کو جو قربانی کرے گا اس قربانی کو دم قران کہتے ہیں یہ قربانی واجب ہے اس قربانی میں بھی جانور کی وہی قسمیں اور شرطیں ہیں جو بقر عید کی قربانی کے جانور کی ہیں اس قربانی کے لئے ضرور ہے کہ حرم میں ہو حرم سے باہر نہیں ہو سکتی۔ سنت ہے کہ منیٰ میں ہو اور رمی کے بعد ہو اس سے پہلے کرے گا تو دم لازم آئے گا۔ (منسک)

[4] طواف شروع کرتے ہی یعنی حجر اسود کا بوسہ لیتے وقت لبیک ختم کر دے۔

کے لئے سات پھیرے کا طواف[1] کرے اور اس کے بعد سعی کرے اور سعی کے بعد حلق یا تقصیر کرے اب عمرہ سے حلال ہو گیا یعنی عمرہ پورا ہو گیا۔ احرام کھول دے اور مکہ میں ٹھہرا رہے[1] پھر آٹھویں کو مسجد حرام سے یا حرم سے حج کا احرام باندھے اور حج پورا کرے جیسے حاجی مفرد کرتا سوائے طواف قدوم کے مسئلہ: اس پر دم تمتع واجب ہے تو جب یوم نحر میں رمی کے بعد قربانی کر چکے تب حلق یا تقصیر کرائے مسئلہ: اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو روزہ رکھے جیسے قران والے کے لئے ہیں۔ (جوہرہ عالمگیری دُرّمختار و بہارِ شریعت) مسئلہ: متمتع اگر اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لایا تو عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہو جائے گا اور اگر ہدی متعة لایا ہے تو محرم رہے گا جب تک کہ افعال حج سے فارغ نہ ہو جائے۔ (قاضی خاں) مسئلہ: جو جانور لایا اور جو نہ لایا دونوں میں فرق یہ ہے کہ اگر جانور نہ لایا اور عمرہ کے بعد احرام کھول دیا اور اب حج کا حرام باندھا اور کوئی جنایت ہوئی تو جرمانہ مثل مفرد کے ہے اور اگر عمرہ کا احرام باقی تھا تو جرمانہ مثل قارن کے ہے اور اگر جانور لایا ہے تو ہر حال میں قارن کے مثل ہے (ردّالمحتار و بہارِ شریعت) مسئلہ: تمتع کرنے والے نے حج و عمرہ فاسد کر دیا تو اس کی قضا دے اور جرمانہ میں دم دے اور تمتع کی قربانی اس کے ذمہ میں نہیں (دُرّمختار و بہارِ شریعت)

وہ باتیں جو احرام میں حرام ہیں: ۱-عورت سے صحبت۔ ۲-بوسہ۔ ۳-مساس۔ ۴-گلے لگانا۔ ۵-اس کے اندام نہانی پر نگاہ' جب کہ یہ چاروں باتیں شہوت سے ہوں۔ عورتوں کے[1] سامنے اس کام کا نام لینا۔ ۷-فحش۔ ۸-[2]گناہ۔ ۹-کسی سے دنیوی لڑائی جھگڑا۔ ۱۰-جنگل کا شکار۔ اس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا۔ ۱۲-یا کسی طرح بتانا۔ ۱۳-بندوق یا بارود یا اس کے ذبح کرنے کو چھری دینا۔ ۱۴-اس کے انڈے توڑنا۔ ۱۵-پر اکھیڑنا۔ ۱۶ پاؤں یا بازو توڑنا۔ ۱۷ اس کا دودھ دوہنا۔ ۱۸-اس کا گوشت یا انڈے پکانا۔ ۱۹-بھوننا۔ ۲۰-بیچنا۔ ۲۱-خریدنا۔ ۲۲-کھانا اپنا یا ۲۳ دوسرے کا ناخن کترنا یا دوسرے سے اپنا کتروانا۔ ۲۴-سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال کترنا۔ ۲۵-منہ۔ ۲۶ یا سر کسی[3] ۲۷-کپڑے وغیرہ سے چھپانا بستہ یا کپڑے[4] کی بقچی یا گٹھری سر پر رکھنا[5] ۲۸-عمامہ باندھنا۔ ۲۹-برقع و ۳۰-دستانے پہننا۔

---

[1] آٹھویں یا اس سے پہلے یا بعد نویں کو بھی باندھ سکتا ہے مگر پہلے افضل ہے۔

[2] فحش اور گناہ ہمیشہ حرام ہے اب اور سخت حرام ہو گئے۔

[3] لیکن عورت کو سر چھپانا جائز ہے بلکہ نامحرم کے سامنے اور نماز میں تو فرض ہے البتہ منہ چھپانا عورت کو بھی حرام ہے مگر نامحرم کے آگے کوئی پنکھا وغیرہ منہ سے بچا ہوا سامنے رکھے۔

[4] لیکن عورت رکھ سکتی ہے۔

[5] سر پر سینی یا بوری اٹھانے میں حرج نہیں یہ جائز ہے۔

۳۱-موزے یا جرابیں وغیرہ جو وسط قدم کو چھپائے (جہاں عربی جوتے کا تسمہ ہوتا ہے[1] پہننا اگر جوتیاں نہ ہوں تو موزے کاٹ کر پہنے کہ وہ تسمہ کی جگہ نہ چھپے۔ ۳۲-سلا کپڑا[2] پہننا۔ ۳۳-خوشبو بالوں یا ۳۴-بدن یا۔ ۳۵-کپڑوں میں لگانا۔ ۳۶-ملاگیری یا کسم کیسر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جبکہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں۔ ۳۷-خالص خوشبو مشک' عنبر' زعفران' جاوتری' لونگ' الائچی' دارچینی' زنجبیل وغیرہ[3] کھانا۔ ۳۸-ایسے خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مشک' عنبر' زعفران۔ ۳۹-سر یا داڑھی کو خطمی یا کسی خوشبودار ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں۔ ۴۰-وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا۔ ۴۱-گوند وغیرہ سے بال جمانا۔ ۴۲-زیتون یا تل کا تیل اگرچہ بے خوشبو ہو بالوں یا بدن میں[4] لگانا۔ ۴۴-کسی کا سر مونڈنا۔ اگرچہ اس کا احرام نہ ہو۔ ۴۵-جوں مارنا۔ ۴۶-پھینکنا۔ ۴۷-کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا۔ ۴۸-کپڑا اس کے مارنے کو دھونا۔ ۴۹-دھوپ میں ڈالنا۔ بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مارنے کو ڈالنا غرض جوں کے ہلاک کرنے پر کسی طرح باعث ہونا۔

احرام میں یہ باتیں مکروہ ہیں: ۱-بدن کا میل چھڑانا۔ ۲-بال یا بدن کھلی یا صابن وغیرہ بے خوشبو کی چیز سے دھونا۔ ۳-کنگھی کرنا۔ ۴-اس طرح کھجانا کہ بال ٹوٹنے یا جوں کے گرنے کا اندیشہ ہو۔ ۵-انگرکھا کرتا۔ چوغا پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا۔ ۶-خوشبو کی دھونی دیا ہوا کپڑا کہ ابھی خوشبو دے رہا ہو پہننا۔ اوڑھنا۔ ۷-قصداً خوشبو سونگھنا اگرچہ خوشبودار پھل یا پتا ہو جیسے لیموں' نارنگی' پودینہ' عطر دانہ' عطر فروش کی دکان پر ۸-اس غرض سے بیٹھنا کہ خوشبو سے دماغ معطر ہو گا۔ ۹-سر یا ۱۰-منہ پر پٹی باندھنا۔ ۱۱-غلاف کعبہ معظمہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا منہ سے لگے۔ ۱۲-ناک وغیرہ منہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپانا۔ ۱۳-کوئی ایسی چیز کھانا پینا۔ جس میں خوشبو پڑی ہو اور نہ وہ پکائی گئی ہو نہ بو دور ہو گئی ہو۔ ۱۴-بے سلا کپڑا رفو کیا ہوا یا پیوند لگا ہوا پہننا۔ ۱۵-تکیہ پر منہ رکھ کر اوندھا لیٹنا۔ ۱۶-مہکتی خوشبو ہاتھ سے چھونا جب کہ ہاتھ میں لگ نہ جائے ورنہ حرام ہے۔ ۱۷-بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا۔

---

[1] لیکن عورت دستانے موزے پہن سکتی ہے۔

[2] لیکن عورت سلا کپڑا پہن سکتی ہے اور مرد نے بھی اگر سلا کپڑا جیسے اچکن شیروانی چغہ لیٹ کر اوپر اس طرح ڈال لیا کہ منہ اور سر کھلا رہا تو حرج نہیں۔

[3] لیکن جس کھانے کے پکنے میں مشک وغیرہ پڑی ہو اس کے کھانے میں حرج نہیں اگرچہ خوشبو دیں یوں ہی بے پکائے جس میں کوئی خوشبو ڈالی اور وہ مہکتی نہیں تو اس کا کھانا پینا جائز ہے۔ ۱۲-

[4] لیکن گھی' چربی' کڑوا تیل' ناریل کا تیل' بادام' کدو کا ہو کا تیل جو بسایا نہ ہو بالوں یا بدن میں لگانا جائز ہے۔

اگرچہ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر ہو۔ ۱۸- بلا عذر بدن پر پٹی باندھنا۔ ۱۹- سنگار کرنا۔ چادر اوڑھ کر اس کے آنچلوں میں گرہ دے لینا جیسے گانتی باندھتے ہیں۔ اسی طرح پر یا کسی اور طرح پر جب کہ سر کھلا ہو ورنہ حرام ہے۔ ۲۱- تہبند کے دونوں کناروں میں گرہ دینا۔ ۲۲- تہبند باندھ کر کمر بند یا رسی سے کسنا۔ مسئلہ: جو باتیں احرام میں ناجائز ہیں وہ اگر کسی عذر سے یا بھول کر ہوں تو گناہ تو نہیں مگر ان پر جو جرمانہ مقرر ہے وہ ہر طرح دینا آئے گا جان بوجھ کر ہوں یا بھول کر ہو یا کسی کی زبردستی سے ہو یا سوتے میں ہو۔

جرم اور اس کے کفارے کا بیان: مسئلہ: محرم اگر قصداً بلا عذر جرم کرے تو کفارہ بھی واجب ہے اور گنہگار بھی ہوا لہٰذا اس صورت میں تو یہ بھی واجب ہے کہ خالی کفارہ سے پاک نہ ہوگا جب تک کہ توبہ نہ کرے اور اگر بھول کر یا کسی عذر سے ہے تو کفارہ کافی ہے جرم کا کفارہ بہر حال لازم ہے یاد سے ہو یا بھول چوک سے اس کا جرم ہونا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ خوشی سے ہو یا مجبوراً سوتے میں ہو یا جاگتے میں۔ نشہ یا بے ہوشی میں ہو یا ہوش میں۔ اس نے اپنے آپ کیا ہو یا دوسرے نے اس کے حکم سے کیا ہو۔

تنبیہ: اس بیان میں جہاں دم کہا جائے گا اس سے مراد ایک بکری یا بھیڑ ہوگی اور بدنہ سے مراد اونٹ یا گائے ہوگی۔ یہ سب جانور انہیں شرائط کے ہوں گے جو شرطیں قربانی میں ہیں اور صدقہ سے مراد نصف صاع گیہوں یا ایک اصاع جو یا کھجور یا ان کی قیمت ہے مسئلہ: جہاں دم کا حکم ہے اور وہ جرم مجبوراً کرنا پڑا ہے تو اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دم کے بدلے چھ مسکینوں کو ہر ایک کو ایک ایک صدقہ دے یا چھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کھلائے یا تین روزے رکھ لے اور جس جرم میں صدقہ کا حکم ہے اور مجبوراً کرنا پڑا ہے تو اس میں صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔ مسئلہ: جہاں ایک دم یا ایک صدقہ ہے قارن پر دو ہیں۔ مسئلہ: شکرانے کی قربانی سے آپ کھائے غنی کو کھلائے مساکین کو دے اور کفارہ کی صرف محتاجوں کا حق ہے۔

خوشبو اور تیل لگانا: مسئلہ: خوشبو اگر بہت سی لگائی جسے دیکھ کر لوگ بہت بتائیں چاہے عضو کے تھوڑے ہی حصہ پر یا کسی بڑے عضو پر جیسے سر، منہ، ران، پنڈلی پر چاہے خوشبو تھوڑی ہی ہو تو ان دونوں صورتوں میں دم ہے اور اگر تھوڑی سی خوشبو عضو کے تھوڑے سے حصے میں لگائی تو صدقہ ہے (عالمگیری) مسئلہ: کپڑے یا بچھونے پر خوشبو ملی تو خود خوشبو کی مقدار دیکھی جائے گی زیادہ ہے تو دم اور کم ہے تو صدقہ (عالمگیری) مسئلہ: خوشبو سونگھی پھل ہو یا پھول جیسے لیموں، نارنگی گلاب، چنبیلی، بیلے جوہی وغیرہ کے پھول تو کچھ کفارہ نہیں لیکن محرم کو خوشبو سونگھنا مکروہ ہے

(ردّالمحتار) مسئلہ: خوشبودار سرمہ ایک یا دو بار لگایا تو صدقہ دے اس سے زیادہ میں دم دے اور بلا ضرورت مکروہ ہے (منسک و عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: اگر خالص خوشبو جیسے مشک، زعفران، لونگ، الائچی، دار چینی اتنی کھائی کہ منہ کے اکثر حصہ میں لگ گئی تو دم ہے ورنہ صدقہ (ردّالمحتار) مسئلہ: تمباکو کو کھانے والے اس کا خیال رکھیں کہ احرام میں خوشبودار تمباکو نہ کھائیں کہ پتیوں میں ویسے ہی کچھ خوشبو ملائی جاتی ہے اور قوام میں بھی اکثر پکانے کے بعد مشک وغیرہ ملاتے ہیں۔ مسئلہ: خمیرہ تمباکو نہ پینا بہتر ہے کہ اس میں خوشبو ہوتی ہے مگر پیا تو کفارہ نہیں مسئلہ: روغن چنبیلی وغیرہ خوشبودار تیل لگانے کا وہی حکم ہے جو خوشبو استعمال کرنے میں تھا (عالمگیری) مسئلہ: تل اور زیتون کا تیل خوشبو کے حکم میں ہے۔ اگر ان میں خوشبو نہ ہو تو البتہ ان کے کھانے اور ناک میں چڑھانے اور زخم پر لگانے اور کان میں ٹپکانے سے صدقہ واجب نہیں (ردّالمحتار) مسئلہ: مشک، عنبر، زعفران، وغیرہ جو خود ہی خوشبو ہیں خالص ان کے استعمال سے مطلقاً کفارہ لازم ہے چاہے دوا کے طور پر ہی کیوں نہ استعمال کیا ہو مسئلہ: خالص خوشبو مشک عنبر وغیرہ دوسری بے خوشبو چیز میں ملا کر استعمال کیا تو دیکھیں گے کہ اگر خوشبودار چیز زیادہ ہے تو کل خوشبودار کے حکم میں ہوگی مسئلہ: خوشبو لگانا جب جرم قرار پایا تو بدن یا کپڑے سے دور کرنا واجب ہے اور کفارہ دینے کے بعد دور نہ کیا تو پھر دم وغیرہ واجب ہوگا (عالمگیری)

سلے کپڑے پہننا: محرم نے سلا کپڑا چار پہر کامل پہنا تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم تو صدقہ چاہے تھوڑی ہی دیر پہنا اور اگر لگا تار کئی دن تک پہنے رہا جب بھی ایک ہی دم واجب ہے جب کہ یہ لگا تار پہننا ایک طرح کا ہو یعنی عذر سے یا بلا عذر اور اگر مثلاً ایک دن بلا عذر تھا اور دوسرے دن عذر سے یا بالعکس[1] تو دو کفارے واجب ہوں گے (عالمگیری) مسئلہ: باری کے ساتھ بخار آتا ہے اور جس دن بخار آیا کپڑے پہن لئے۔ دوسرے دن اتار ڈالے تیسرے دن پھر پہنے تو جب تک یہ بخار آئے ایک ہی جرم ہے (منسک و بہار شریعت) مسئلہ: اگر سلا کپڑا پہنا اس کا کفارہ ادا کر دیا مگر اتارا نہیں دوسرے دن بھی پہنے رہا تو دوسرا کفارہ واجب ہے یوں ہی اگر احرام باندھتے وقت سلا کپڑا نہ اتارا تو یہ جرم ہے (دُرّ مختار عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: محرم نے دوسرے محرم کو سلا ہوا یا خوشبودار کپڑا پہنایا تو اس پہنانے والے کو کچھ نہیں (عالمگیری) مسئلہ: مرد یا عورت نے منہ کی ٹکلی پوری یا چوتھائی چھپائی یا مرد نے پورا یا چوتھائی سر چھپایا تو چار پہر یا زیادہ لگا تار چھپانے میں دم ہے اور کم میں صدقہ اور چوتھائی سے کم کو چار پہر

[1] یعنی ایک دن عذر سے اور دوسرے دن بلا عذر۔

تک چھپایا تو صدقہ ہے اور چار پہر سے کم میں کفارہ نہیں۔ مگر گناہ ہے (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: محرم نے سر پر کپڑے کی گٹھڑی رکھی تو کفارہ ہے اور غلہ کی گٹھڑی یا تختہ یا لگن سینی وغیرہ کوئی برتن رکھ لیا تو نہیں اور اگر سر پر مٹی تھوپ لی تو کفارہ ہے (منسک عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: کان اور گدی کے چھپانے میں حرج نہیں یوں ہی ناک پر خالی ہاتھ رکھنے میں کچھ نہیں اور اگر ہاتھ میں کپڑا ہے اور کپڑے سمیت ناک پر ہاتھ رکھا تو کفارہ نہیں مگر مکروہ و گناہ ہے مسئلہ: پہننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کپڑا اس طرح پہنے جیسے عادۃً پہنا جاتا ہے ورنہ اگر کرتے کا تہبند باندھ لیا یا پائجامہ کو تہبند کی طرح لپیٹا' پاؤں پائنچے میں نہ ڈالے تو کچھ نہیں۔

بال دور کرنا: مسئلہ: سر یا داڑھی کے چوتھائی بال یا زیادہ کسی طرح دور کئے تو دم ہے اور کم میں صدقہ' مسئلہ: پوری گردن یا پوری ایک بغل میں دم ہے اور کم میں صدقہ' چاہے آدھی یا زیادہ ہی کیوں نہ ہو یہی حکم زیر ناف کا ہے دونوں بغلیں پوری منڈائے تب بھی ایک ہی دم ہے۔ (دُرِّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: مونچھ اگر چہ پوری منڈائے یا کتروائے صدقہ ہے مسئلہ: روٹی پکانے میں کچھ بال جل گئے تو صدقہ ہے وضو کرنے یا کھجانے یا کنگھا کرنے میں بال گرے تو اس پر بھی پورا صدقہ ہے اور بعض نے کہا کہ دو تین بال تک ہر بال کے لئے ایک مٹھی اناج یا ایک ٹکڑا روٹی یا ایک چھوہارا ہے (عالمگیری ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: اپنے آپ بے ہاتھ لگائے بال گر جائے یا بیماری سے تمام بال گر پڑیں تو کچھ نہیں (منسک و بہار شریعت) مسئلہ: عورت پورے یا چوتھائی سر کے بال ایک پورے برابر کترے تو دم دے اور کم میں صدقہ (منسک و بہار شریعت)

ناخن کترنا: مسئلہ: ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے پانچوں ناخن کترے یا بیسوں ایک ساتھ تو ایک دم ہے اور اگر کسی ہاتھ یا پاؤں کے پورے پانچ نہ کترے تو ہر ناخن پر ایک صدقہ یہاں تک کہ اگر چاروں ہاتھ پاؤں کے چار چار کترے تو سولہ صدقے دے مگر یہ کہ صدقوں کی قیمت ایک دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کرے یا دم دے اور ایک ہاتھ یا پاؤں کے پانچوں ایک جلسہ میں اور دوسرے کے پانچوں دوسرے جلسہ میں کترے تو دو دم لازم ہیں۔ اور چاروں ہاتھ پاؤں کے چار جلسوں میں تو چار دم (عالمگیری) مسئلہ: کوئی ناخن ٹوٹ گیا کہ بڑھنے کے قابل نہ رہا۔ اس کا بقیہ اس نے کاٹ لیا تو کچھ نہیں۔ (عالمگیری)

بوس وکنار وغیرہ: مسئلہ: مباشرت فاحشہ اور شہوت کے ساتھ بوس و کنار اور بدن چھونے

میں دم ہے اگر چہ انزال نہ ہو اور بلا شہوت میں کچھ نہیں۔ یہ باتیں عورت کے ساتھ ہوں یا مرد کے ساتھ دونوں کا ایک حکم ہے (دُرِّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: مرد کی ان باتوں سے عورت کو لذت آئے تو وہ بھی دم دے (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: اندام نہانی پر نگاہ کرنے سے کچھ نہیں۔ چاہے انزال ہی ہو جائے۔ چاہے بار بار نگاہ کی ہو۔ یوں ہی خیال جمانے سے اگر انزال ہو جائے تب بھی کچھ نہیں (ہندیہ و ردّ المحتار) مسئلہ: جلق سے اگر انزال ہو جائے تو دم ہے ورنہ مکروہ اور احتلام سے کچھ نہیں۔ (ہندیہ و بہار شریعت)

جماع: مسئلہ: وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو گیا۔ اسے حج کی طرح پورا کر کے دم دے اور سال آئندہ ہی میں اس کی قضا کرے۔ عورت بھی احرام حج میں تھی تو اس پر بھی یہی لازم ہے (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: وقوف کے بعد جماع سے حج تو نہ جائے گا مگر حلق و طواف[1] سے پہلے کیا تو بدنہ دے اور حلق کے بعد کیا تو دم دے اور بہتر اب بھی بدنہ ہی ہے اور حلق و طواف کے بعد جماع کیا تو کچھ نہیں۔ مسئلہ: عمرہ میں چار پھیرے سے پہلے جماع کیا تو عمرہ جاتا رہا۔ دم دے اور عمرہ کی قضا اور چار پھیروں کے بعد کیا تو دم دے عمرہ صحیح ہے (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: جماع سے احرام نہیں جاتا اور جو چیزیں محرم کے لئے ناجائز ہیں وہ اب بھی ناجائز ہیں اور وہی سب احکام ہیں۔ (ردّ المحتار)

طواف میں غلطیاں: فرض طواف کے چار پھیرے یا اس سے زیادہ جنابت یا حیض ونفاس کی حالت میں کیا تو بدنہ دینا واجب ہے اور طہارت کے ساتھ اعادہ واجب ہے بارہویں تاریخ تک کامل طور پر اعادہ کر لیا تو جرمانہ ساقط یعنی بدنہ ساقط اور بارہویں کے بعد کیا تو بدنہ ساقط ہو جائے گا لیکن دم لازم رہے گا۔ مسئلہ: اگر فرض طواف بے وضو کیا تھا تو دم لازم ہے اور اعادہ مستحب ہے اور اعادہ کر لینے سے دم ساقط ہو جاتا ہے چاہے بارہویں کے بعد ہی کیا ہو (جوہرہ وہندیہ) مسئلہ: تین پھیرے یا اس سے کم بے طہارت کیا تو ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ۔ مسئلہ: طواف فرض کل یا اکثر بلا عذر سواری پر یا گود میں یا گھسٹ کر یا بے ستر کیا (مثلاً عورت کی چوتھائی کلائی یا چوتھائی سر کے بال کھلے تھے) یا الٹا طواف کیا یا حطیم کے اندر سے طواف میں گذرا۔ یا بارہویں کے بعد کیا تو ان سب صورتوں میں دم دے اور صحیح طور پر اعادہ کر لیا تو دم ساقط اور بغیر اعادہ کیے چلا آیا تو بکری یا اس کی قیمت بھیج دے کہ حرم میں ذبح کر دی جائے واپس آنے کی ضرورت نہیں (ردّ المحتار ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: فرض طواف چار پھیرے

[1] یعنی طواف کے چار پھیرے سے پہلے۔

کرکے چلا گیا یعنی تین یا دو یا ایک پھیرا باقی رہ گیا تو دم واجب ہے۔ اگر خود نہ آیا بھیج دیا تو کافی ہے (ہندیہ و بہارِ شریعت) مسئلہ: فرض کے سوائے کوئی اور طواف کل یا اکثر جنابت میں کیا تو دم دے اور بے وضو کیا تو صدقہ پھر اگر مکہ معظمہ میں ہے تو سب صورتوں میں اعادہ کرے کفارہ ساقط ہو جائے گا (عالمگیری) مسئلہ: طواف رخصت کُل یا اکثر ترک کیا تو دم لازم اور چار پھیروں سے کم چھوڑا تو ہر پھیرے کے بدلے میں ایک صدقہ اور طواف قدوم ترک کیا تو کفارہ نہیں مگر برا کیا اور طواف عمرہ کا ایک پھیرا بھی ترک کرے گا تو دم لازم آئے گا اور بالکل نہ کیا یا اکثر ترک کیا تو کفارہ نہیں بلکہ اس کا ادا کرنا لازم ہے (منسک) مسئلہ: قارن نے طواف قدوم و طواف عمرہ دونوں بے وضو کئے تو دسویں سے پہلے طواف عمرہ کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کیا یہاں تک کہ دسویں تاریخ کی فجر طلوع ہو گئی تو دم واجب اور طواف فرض میں رمل اور سعی کرے (منسک و بہارِ شریعت) مسئلہ نجس کپڑوں میں طواف مکروہ ہے کفارہ نہیں۔

سعی میں غلطیاں: سعی کے چار پھیرے یا زیادہ بلا عذر چھوڑ دیئے یا سواری پر کئے تو دم دے۔ حج ہو گیا اور چار سے کم ہیں۔ ہر پھیرے کے بدلے صدقہ دے اور اگر اعادہ کر لیا تو دم اور صدقہ ساقط اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا ہوا تو معاف ہے یہی ہر واجب کا حکم ہے کہ صحیح عذر سے چھوڑا جا سکتا ہے (ہندیہ و ردّ المحتار) مسئلہ: طواف سے پہلے سعی کر لی اور پھر اعادہ بھی نہ کیا تو دم ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: جنابت میں یا بے وضو طواف کرکے سعی کی تو سعی کے اعادہ کی ضرورت نہیں (دُرِّ مختار) مسئلہ: سعی کے لئے احرام یا حج کا زمانہ شرط نہیں نہ کی ہو تو جب کرے ادا ہو جائے گا۔ (جوہرہ)

وقوف میں غلطی: جو شخص سورج ڈوبنے سے پہلے عرفات سے چلا گیا وہ دم دے پھر اگر ڈوبنے سے پہلے واپس آیا تو دم ساقط ہو گیا اور اگر ڈوبنے کے بعد واپس ہوا تو دم دینا ہو گا اور عرفات سے چلا آنا چاہے اپنے اختیار سے ہو یا بے اختیار (جیسے اونٹ پر سوار تھا وہ اسے لے بھاگا) دونوں صورت میں دم ہے (ہندیہ و جوہرہ نیرہ) وقوف مزدلفہ دسویں کی صبح کو مزدلفہ میں بلا عذر وقوف نہ کیا تو دم دے ہاں کمزور یا عورت بھیڑ کے ڈر سے وقوف چھوڑ سکتی ہے جرمانہ نہیں۔ (جوہرہ نیرہ)

رمی کی غلطیاں: کسی دن بھی رمی نہیں کی یا ایک دن رمی بالکل یا اکثر چھوڑ دی۔ (جیسے دسویں کو تین کنکریاں تک ماریں[1] یا گیارہویں وغیرہ کو دس کنکریاں تک ماریں[2] یا کسی دن کی کل یا اکثر

---

[1] باقی چھوڑ دیں۔

[2] باقی چھوڑ دیں۔

رمی دوسرے دن کی تو ان پانچویں صورتوں میں دم ہے اور اگر کسی دن نصف سے کم چھوڑی (جیسے دسویں کو چار کنکریاں ماریں تین چھوڑ دیں یا اور دنوں کی گیارہ ماریں دس چھوڑ دیں) یا نصف سے کم چھوڑی ہوئی رمی دوسرے دن کی تو ان سب صورتوں میں ہر کنکری پر ایک صدقہ دے۔ اگر صدقوں کی قیمت دم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم دے۔ (ہندیہ، دُرِّ مختار، ردّ المحتار و بہارِ شریعت)

قربانی اور حلق میں غلطی: قارن و متمتع نے رمی سے پہلے قربانی کی تو دم دے مسئلہ: حرم میں حلق نہ کیا بلکہ حرم کی حد سے باہر کیا بارہویں کے بعد کیا یا رمی سے پہلے کیا یا قارن اور متمتع نے قربانی سے پہلے کیا تو ان سب صورتوں میں دم دے (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: عمرہ کا حلق بھی حرم ہی میں ہونا ضروری ہے۔ اس کا حلق بھی حرم سے باہر ہوا تو دم ہے مگر اس میں وقت کی شرط نہیں (دُرِّ مختار) مسئلہ: حج کرنے والے نے بارہویں کے بعد حرم سے باہر سر منڈایا تو دو دم ہیں۔ ایک حرم سے باہر حلق کرنے کا دوسرا بارہویں کے بعد ہونے کا۔ (ردّ المحتار، بہارِ شریعت)

حرم کے شکار کے مسائل: شکار کرنا خشکی کا[1] جانور شکار کرنا یا اس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا یا اور کسی طرح بتانا یہ سب کام حرام ہیں اور سب میں کفارہ واجب ہے اگرچہ اس کے کھانے میں مضطر ہو یعنی بھوک سے مرا جاتا ہو اور کفارہ اس جانور کی قیمت ہے یعنی دو عادل وہاں کے حساب سے جو قیمت بتائیں وہ دینی ہو گی اور اگر وہاں اس کی کوئی قیمت نہ ہو تو وہاں سے قریب جگہ میں جو قیمت ہو وہ ہے اگر ایک ہی عادل نے بتا دیا جب بھی کافی ہے (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: جنگل کے جانور سے مراد وہ ہے جو خشکی میں پیدا ہوتا ہے اگرچہ پانی میں رہتا ہو۔ لہٰذا مرغابی اور وحشی بط کے شکار کرنے سے کفارہ لازم آئے گا۔

پانی کا جانور: پانی کا جانور وہ ہے جس کی پیدائش پانی میں ہوتی ہے اگرچہ کبھی کبھی خشکی میں رہتا ہو۔ گھریلو جانور جیسے گائے، بھینس، بکری، اگر جنگل میں رہنے کے سبب انسان سے وحشت کریں تو وحشی نہیں اور اگر وحشی جانور کسی نے پال لیا تو اب بھی جنگل ہی کا جانور گنا جائے گا۔ لہٰذا اگر پلاؤ ہرن شکار کیا تو کفارہ دینا ہو گا۔ (ہندیہ، جوہرہ ردّ المحتار و بہارِ شریعت) مسئلہ: جنگل کا جانور اگر کسی کی ملک ہو جائے مثلاً پکڑ لایا یا پکڑنے والے سے مول لیا تو اس کے شکار کرنے پر بھی کفارہ ہے (ہندیہ، جوہرہ، ردّ المحتار و بہارِ شریعت) مسئلہ: پانی کے جانور کو شکار کرنا جائز ہے یعنی جو پانی میں پیدا ہوا اگرچہ خشکی میں بھی کبھی کبھی رہتا ہے (منسک و بہارِ شریعت)

---

[1] یہ جانور حلال ہو یا حرام دونوں میں کفارہ ہے مگر حرام جانور میں ایک بکری سے زیادہ کفارہ نہیں چاہے اسکی قیمت بکری سے زائد ہو مثلاً ہاتھی کو قتل کیا تو ایک بکری کفارہ میں واجب ہے (درمختار ردالمحتار و بہار)

شکار کا کفارہ: مسئلہ: شکار کا کفارہ ادا کرنے کے لئے چاہے تو شکار کی قیمت کی بھیڑ بکری وغیرہ مول لے کر حرم میں ذبح کرے فقیروں کو بانٹ دے اور چاہے تو اس قیمت کا غلہ لے کر مسکینوں کو دے دے مگر ہر مسکین کو صدقہ فطر کے برابر دے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس قیمت کے غلہ میں جتنے صدقے ہوسکتے ہیں ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھے اور اگر کچھ غلہ بچ جائے جو پورا صدقہ نہیں تو چاہے اسے کسی مسکین کو دے دے یا اس کے بدلے ایک روزہ رکھے اور اگر پوری قیمت ایک صدقہ کے برابر بھی نہیں تو بھی چاہے تو اتنے کا غلہ مول لے کر ایک مسکین کو دے دے یا اس کے بدلے ایک روزہ رکھے (دُرِّ مختار و ہندیہ وغیرہ) مسئلہ: کفارہ کے جانور کو حرم کے اندر ذبح کرنا چاہیے حرم کے باہر ذبح کیا تو کفارہ ادا نہ ہوا (دُرِّ مختار و ہندیہ وغیرہ) مسئلہ: اگر کفارہ کے جانور میں سے خود بھی کھالیا تو اتنے کا تاوان دے (ہندیہ و ردو بہار شریعت) مسئلہ: کفارہ کا جانور چوری ہوگیا یا زندہ جانور ہی صدقہ کر دیا تو یہ کافی نہیں یعنی کفارہ ادا نہ ہوا اور اگر ذبح کر دیا گوشت چوری ہوگیا تو ادا ہوگیا (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: جانور کو زخمی کر دیا مگر وہ مرا نہیں یا اس کے بال یا پر نوچے یا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو اس کی وجہ سے جو کچھ اس جانور میں کمی ہوئی اتنے کا کفارہ واجب ہے اور اگر زخم کی وجہ سے مر گیا تو پوری قیمت واجب ہے مسئلہ: محرم نے جنگل کا جانور پکڑا تو لازم ہے کہ جنگل میں یا کسی ایسی جگہ چھوڑ دے جہاں وہ پناہ لے سکے۔ اگر شہر میں لاکر چھوڑا جہاں اس کے پکڑے جانے کا ڈر ہے تو جرمانہ دینا ہوگا (منسک و بہار شریعت) مسئلہ: چند محرموں نے مل کر شکار کیا تو سب پر پورا پورا کفارہ ہے (ہدایہ و جوہرہ) مسئلہ: ٹڈی بھی خشکی کا جانور ہے اسے مارے تو کفارہ دے ایک کھجور کافی ہے (ہدایہ و جوہرہ) مسئلہ: غیر محرم نے شکار کیا تو محرم اسے کھا سکتا ہے جب کہ اس محرم نے نہ اسے بتایا نہ حکم کیا نہ کسی طرح اس کام میں مدد کی اور یہ بھی شرط ہے کہ حرم سے باہر اسے ذبح کیا گیا ہو۔ مسئلہ: جو حرم میں داخل ہوا اور اس کے پاس وحشی جانور ہے چاہے پنجرے ہی میں ہو تو حکم ہے کہ اسے چھوڑ دے (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: گھوڑے وغیرہ کسی جانور پر سوار جا رہا تھا یا اسے ہانکتا یا کھینچتا لئے جا رہا تھا اس کے ہاتھ پاؤں سے کوئی جانور دب کر مر گیا یا اس نے کسی جانور کو دانت سے کاٹا اور مر گیا تو تاوان دے (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: جانور کو بھگایا وہ کنویں میں گر پڑا یا پھسل کر گرا اور مر گیا یا کسی چیز کی ٹھوکر لگی وہ مر گیا تو تاوان دے۔ (ہندیہ) مسئلہ: کوا، چیل، بھیڑیا، بچھو، سانپ، چوہا، گھونس، چھچھوندر، کاٹنے والا کتا، پسو، مچھر، کلی، کچھوا، کیکڑا، پتنگا، کاٹنے والی چیونٹی، مکھی، چھپکلی، بر اور تمام حشرات الارض، بجو، لومڑی، جب کہ یہ درندے حملہ

کریں یا جو درندے ایسے ہوں جن کی عادت ابتداءً حملہ کرنے کی ہوتی ہے (جیسے تیندوا چیتا) ان سب کے مارنے میں کچھ نہیں یوں ہی پانی کے تمام جانوروں کے قتل میں کفارہ نہیں۔ (ہندیہ و رُدّ و بہار شریعت وغیرہ)

حرم کے پیڑ وغیرہ کاٹنا: حرم کی جنگلی خودرو ہری تر جڑی بوٹی گھاس پیڑ پالو کے کاٹنے یا توڑنے میں جرمانہ دینا پڑے گا جب کہ یہ اس قسم کا درخت ہو کہ نہ اسے کسی نے بویا ہو۔ نہ بویا جاتا ہو اور تر ہو اور ٹوٹا یا اکھیڑا ہوا نہ ہو جرمانہ یہ ہے کہ اس کی قیمت کا غلہ لے کر مسکینوں کو دے۔ ہر مسکین کو ایک صدقہ اگر قیمت کا غلہ پورے صدقے سے کم ہے تو ایک ہی مسکین کو دے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قیمت ہی دے دے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس قیمت کا جانور خرید کر حرم میں ذبح کر دے۔ اس کے بدلے روزہ نہیں رکھ سکتا (ہندیہ و دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: درخت اکھیڑا اور اس کی قیمت بھی دے دی جب بھی اسے کام میں لانا جائز نہیں اگر بیچ ڈالا ہے تو قیمت صدقہ کردے (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ جو درخت سوکھ گیا اسے اکھاڑ سکتا ہے اور کام میں لاسکتا ہے۔ (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: درخت کے پتے توڑے اگر اس سے درخت کو نقصان نہ پہنچا تو کچھ نہیں۔ یوں ہی جو درخت پھلتا ہے اسے بھی کاٹنے میں تاوان نہیں جب کہ مالک سے اجازت لے لی یا اسے قیمت دے دی (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: چند آمیوں نے مل کر درخت کاٹا تو ایک ہی تاوان ہے جو سب پر تقسیم ہو جائے گا۔ چاہے سب محرم ہوں یا بعض محرم بعض غیر محرم۔ (ہندیہ و بہار شریعت)

حرم کے پیڑ کی مسواک جائز نہیں: مسئلہ: حرم کے کسی درخت کی مسواک بنانا جائز نہیں (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: اپنے چلنے یا جانور کے چلنے میں یا خیمہ گاڑنے میں کچھ درخت جاتے رہے تو کچھ نہیں (دُرِّ مختار ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: ضرورت کی وجہ سے فتویٰ اس پر ہے کہ وہاں کی گھاس جانوروں کو چرانا جائز ہے باقی کاٹنے اکھاڑنے کا وہی حکم ہے جو پیڑ کا ہے سوائے اذخر اور سوکھی گھاس کے کہ ان کو ہر طرح سے کام میں لانا جائز ہے کھیتی توڑنے اکھاڑنے میں کچھ ہرج نہیں۔

جوں مارنا: اپنی جوں اپنے بدن یا کپڑوں میں ماری یا پھینک دی تو ایک جوں میں روٹی کا ایک ٹکڑا کفارہ دے اور دو یا تین جوں ہوں تو ایک مٹھی اناج دے اور اس سے زیادہ میں صدقہ ہے۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: جوئیں مارنے کو سر یا کپڑا دھویا یا دھوپ میں ڈالا جب بھی

یہی کفارے ہیں جو مارنے میں تھے (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: کپڑا بھیگ گیا تھا سوکھانے کے لئے دھوپ میں رکھا اس سے خود جوئیں مر گئیں مارنا مقصود نہ تھا تو کچھ حرج نہیں (منسک و بہار شریعت) **بغیر احرام میقات سے گزرنا** میقات کے باہر سے جو شخص آیا اور بغیر احرام مکہ معظمہ کو گیا تو چاہے نہ حج کا ارادہ ہو نہ عمرہ کا مگر حج یا عمرہ واجب ہو گیا اب چاہیے کہ میقات کو واپس جائے اور احرام باندھ کر آئے اگر میقات کو نہ گیا اور مکہ ہی میں احرام باندھ لیا تو دم واجب ہو گیا۔ مسئلہ: میقات سے بغیر احرام گزرا پھر عمرہ کا احرام باندھا اس کے بعد حج کا یا قران کیا تو دم لازم ہے اور اگر پہلے حج کا احرام باندھا پھر حرم میں عمرہ کا تو دو دم (ہندیہ و بہار شریعت)

احرام ہوتے ہوئے دوسرا احرام باندھنا: حج کا احرام باندھا پھر عرفہ کے دن یا رات میں دوسرے حج کا احرام باندھا بعد حلق کے تو بدستور احرام میں رہے اور دوسرے کو آئندہ سال میں پورا کرے اور دم واجب نہیں اور حلق نہیں کیا ہے تو دم واجب (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: عمرہ کے تمام افعال کر چکا تھا صرف حلق باقی تھا کہ دوسرے عمرہ کا احرام باندھا تو دم واجب ہے اور گناہ گار بھی ہوا۔ مسئلہ: دسویں سے تیرہویں تک حج کرنے والے کو عمرہ کا احرام باندھنا منع ہے اور اگر باندھا تو توڑ دے اور اس کی قضا کرے اور دم دے اور کر لیا تو ہو گیا مگر دم واجب ہے۔

محصر کا بیان: جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا مگر کسی وجہ سے پورا نہ کر سکا اسے محصر کہتے ہیں۔ جن سببوں سے حج یا عمرہ نہ کر سکے۔ وہ یہ ہیں۔ ۱- دشمن۔ ۲- درندہ۔ ۳- مرض۔ ایسا کہ سفر کرنے یا سوار ہونے میں اس کے زیادہ ہونے کا گمان غالب ہے۔ ۴- ہاتھ پاؤں ٹوٹ جانا۔ ۵- قید ۶- عورت کے محرم یا شوہر جس کے ساتھ جا رہی تھی اس کا انتقال ہو جانا۔ ۷- عدت خرچ یا سواری کا ہلاک ہو جانا۔ شوہر حج نفل میں عورت کو منع کر دے۔ محصر کا حکم یہ ہے کہ اس کا احرام نہیں کھل سکتا۔ جب تک مکہ معظمہ پہنچ کر طواف و سعی و حلق نہ کرے۔ اگر اس سے پہلے احرام کھولنا چاہے تو حرم کو قربانی بھیجے جب قربانی ہو جائے گی اس کا احرام کھل جائے گا یا قربانی کی قیمت بھیج دے کہ وہاں جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے[1] اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس کے ہاتھ قربانی بھیجے اس سے یہ ٹھہرا لے کر فلاں دن فلاں وقت قربانی ذبح ہو اور وہ وقت گزرنے کے بعد احرام سے باہر ہو گا پھر اگر اسی وقت قربانی ہوئی جو ٹھہرایا تھا۔ یا اس سے پہلے

[1] یہاں قربانی کے بجائے روزہ رکھنے یا صدقہ دینے سے کام نہ چلے گا اگرچہ قربانی کرنے کی استطاعت نہ ہو۔ (ہندیہ و ردّ و بہار)

ہوئی تو ٹھیک ہے اور اگر بعد میں ہوئی اور اسے اب معلوم ہوا تو دم دے اس لئے کہ ذبح سے پہلے احرام سے باہر ہوا ہے محصر کو احرام سے باہر آنے کے لئے حلق شرط نہیں لیکن بہتر ہے (ہندیہ و ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: محصر اگر مفرد ہو (یعنی صرف حج یا صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے) تو ایک قربانی بھیجے اور اگر قارن ہو تو دو بھیجے (دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) اور اس قربانی کے لئے حرم شرط ہے۔ حرم سے باہر نہیں ہو سکتی۔ تاریخ کی کوئی شرط نہیں[1]۔ ۷- مسئلہ: قارن نے اپنے خیال سے دو قربانیوں کے دام بھیجے اور وہاں ان داموں کی ایک ہی ملی اور ذبح کر دی تو یہ کافی نہیں (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: قارن نے عمرہ کا طواف کیا اور وقوف عرفہ سے پہلے محصر ہو گیا تو ایک قربانی بھیجے اور حج کے بدلے ایک حج اور ایک عمرہ کرے دوسرا عمرہ اس پر نہیں (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: وہ روکنے والی بات جس کی وجہ سے رکنا ہوا تھا وہ جاتی رہی اور ابھی وقت اتنا ہے کہ حج اور قربانی دونوں کرے گا تو جانا فرض ہے اور اگر گیا اور حج مل گیا تو ٹھیک ہے نہیں تو عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو جائے اور قربانی کا جو جانور بھیجا تھا مل گیا تو جو چاہے کرے (دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: وقوف عرفہ کے بعد احصار نہیں ہو سکتا اور اگر مکہ ہی میں ہے مگر طواف اور وقوف عرفہ دونوں پر قادر نہ ہو تو محصر ہے اور دونوں میں سے ایک پر قادر ہو تو نہیں (ہندیہ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: محصر قربانی بھیج کر جب احرام سے باہر ہو گیا اب اس کی قضا کرنا چاہتا ہے۔ تو اگر صرف حج کا احرام تھا تو ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور اگر قران کا احرام تھا تو ایک حج اور دو عمرے کرے اور یہ اختیار ہے کہ قضا میں قران کرے پھر ایک عمرہ یا تینوں الگ الگ کرے اور اگر احرام عمرہ کا تھا تو صرف ایک عمرہ کرنا ہو گا۔

(ہندیہ و بہار شریعت وغیرہ)

حج فوت ہونے کا بیان: جس کا حج فوت ہو گیا یعنی وقوف عرفہ اسے نہ ملا تو طواف و سعی کر کے سر منڈا کر یا بال کتروا کر احرام سے باہر ہو جائے اور سال آئندہ حج کرے اور اس پر دم واجب نہیں (ہدایہ جوہرہ نیرہ و بہار شریعت) مسئلہ: قارن کا حج فوت ہو گیا تو عمرہ کے لئے سعی و طواف کرے پھر ایک اور طواف و سعی کر کے حلق کرے اور دم قران جاتا رہا اور پہلا طواف جسے کر کے احرام سے باہر ہو گا اسے شروع کرتے ہی لبیک چھوڑ دے اور آئندہ سال حج کی قضا کرے۔ عمرہ کی قضا نہیں کیونکہ عمرہ تو ہو چکا (منسک و ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: تمتع والا قربانی کا جانور لایا تھا اور تمتع باطل ہو گیا تو جانور کو جو چاہے سو کرے۔ مسئلہ: عمرہ فوت نہیں ہو سکتا، اس

[1] یعنی احصار کی قربانی کے لئے دس گیارہ بارہ ذی الحجہ شرط نہیں بلکہ پہلے اور بعد کو بھی ہو سکتی ہے (درمختار)

لئے کہ اس کا وقت عمر بھر ہے البتہ پانچ دنوں میں مکروہ ہے یعنی نو سے تیرہ ذی الحجہ تک (ہندیہ وغیرہ) مسئلہ: جس کا حج فوت ہو گیا اس پر طواف صدر نہیں (ہندیہ وغیرہ) مسئلہ: جس کا حج فوت ہوا اس نے سعی کر کے احرام نہ کھولا اور اسی احرام سے آئندہ سال حج کیا تو یہ حج صحیح نہ ہوا۔ (منسک و بہار شریعت)

حج بدل کا بیان: حج بدل کے لئے چند شرطیں ہیں۔ ۱- جو حج بدل کراتا ہو اس پر حج فرض ہو۔ (یعنی اگر فرض نہیں تھا اور حج بدل کرایا تو حج فرض ادا نہ ہوا۔ لہٰذا اگر بعد میں حج اس پر فرض ہوا تو یہ حج اس کے لئے کافی نہ ہوگا بلکہ اگر عاجز ہو تو پھر حج کرائے اور قادر ہو تو خود کرے۔ ۲- جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ عاجز ہو (یعنی وہ خود حج نہ کر سکتا ہو)۔ اگر اس قابل ہو کہ خود کر سکتا ہے تو اس کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ بعد میں عاجز ہو گیا لہٰذا اس وقت اگر عاجز نہ تھا پھر عاجز ہو گیا تو دوبارہ حج کرائے۔ ۳- حج کے وقت سے مرنے تک عذر برابر باقی رہے (اگر بیچ میں اس قابل ہو جائے کہ خود حج کرے تو پہلے جو حج کیا جا چکا ہے وہ کافی نہیں ہے ہاں اگر وہ کوئی ایسا عذر تھا جس کے جانے کی امید ہی نہ تھی اور اتفاقاً جاتا رہا تو وہ پہلا حج جو اس کی طرف سے کیا گیا کافی ہے جیسے وہ اندھا تھا اور حج کرانے کے بعد انکھیارا ہو گیا تو اب دوبارہ حج کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ ۴- جس کی طرف سے حج کیا جائے اس نے حکم دیا ہو بغیر اس کے حکم کے نہیں ہو سکتا ہاں وارث نے مورث کی طرف سے کیا تو اس میں حکم کی ضرورت نہیں۔ ۵- خرچ اس کے مال سے ہو جس کی طرف سے حج کیا جائے۔ ۶- جس کو حکم دیا ہے وہی حج کرے (دوسرے سے اس نے حج کرایا تو نہ ہوا البتہ اگر مرنے والا میت نے وصیت کی تھی کہ میری طرف سے فلاں آدمی حج کرے اور وہ آدمی مر گیا یا انکار کر گیا اب دوسرے سے حج کرا لیا گیا تو جائز ہے (ردّالمحتار و بہار شریعت)۔ ۷- سواری پر حج کو جائے (پیدل حج کیا تو نہ ہوا لہٰذا سواری میں جو کچھ خرچ ہوا دینا پڑے گا ہاں اگر خرچ میں کمی پڑی تو پیدل بھی ہو جائے گا۔ سواری سے مراد یہ ہے کہ اکثر راستہ سواری پر طے کیا ہو۔ ۸- اس کے وطن سے حج کو جائے۔ ۹- میقات سے حج کا احرام باندھے اگر اس نے اس کا حکم کیا ہو۔ ۱۰- اس کی نیت سے حج کرے اور بہتر یہ ہے کہ زبان سے بھی لبیک عن فلان کہہ لے۔ اگر اس کا نام بھول گیا ہے تو یہ نیت کرے کہ جس نے مجھے بھیجا ہے اس کی طرف سے کرتا ہوں) ان شرطوں کے علاوہ کچھ اور شرطیں بھی ہیں جو آگے ضمناً بیان کی جائیں گی۔ یہ سب شرطیں جو اوپر لکھی گئیں فرض حج کے بدل کی ہیں۔ حج نفل ہو تو ان میں سے کوئی شرط نہیں۔ (ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: دو

آدمیوں نے ایک ہی آدمی کو حج بدل کے لئے بھیجا اس نے ایک حج میں دونوں کی طرف سے لبیک کہا تو دونوں میں سے کسی کی طرف سے نہ ہوا۔ (ہندیہ و بہار شریعت)

حج کی وصیت: مسئلہ: جس پر حج فرض ہو یا قضا یا منت کا حج اس کے ذمہ ہوا اور موت کا وقت آ گیا تو واجب ہے کہ وصیت کر جائے (منسک و بہار شریعت) مسئلہ: جس پر حج فرض ہے اور نہ ادا کیا نہ وصیت کی بالاجماع گنہگار ہے۔ اگر وارث اس کی طرف سے حج بدل کرانا چاہے تو کرا سکتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ادا ہو جائے اور اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال سے کرایا جائے۔ اگرچہ اس نے وصیت میں تہائی کی قید نہ لگائی مثلاً یہ کہہ کر مرا کہ میری طرف سے حج بدل کرایا جائے (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: تہائی مال کی مقدار اتنی ہے کہ وطن سے حج کے مصارف کے لئے کافی ہے تو وطن ہی سے آدمی بھیجا جائے ورنہ بیرون میقات جہاں سے بھی اس تہائی سے بھیجا جا سکے۔ یوں ہی اگر وصیت میں کوئی رقم معین کر دی ہو تو اس رقم میں اگر وہاں سے بھیجا جا سکتا ہے تو بھیجا جائے ورنہ جہاں سے ہو سکے اور اگر وہ تہائی یا وہ رقم معین بیرون میقات کہیں سے بھی کافی نہیں تو وصیت باطل (عالمگیری، دُرِّ مختار، ردّالمحتار) مسئلہ: کوئی شخص حج کو چلا اور راستہ میں یا مکہ معظمہ میں وقوف عرفہ سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو اگر اسی سال اس پر حج فرض ہوا تھا تو وصیت واجب نہیں اور اگر وقوف کے بعد انتقال ہوا تو حج ہو گیا پھر اگر طواف فرض باقی ہے اور وصیت کر گیا کہ اس کا حج پورا کر دیا جائے تو اس کی طرف سے بَدَنَہ کی قربانی کر دی جائے۔ (ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ حج بدل کے لئے ایسا شخص بھیجا جائے جو خود حجۃ الاسلام یعنی حج فرض ادا کر چکا ہو اور اگر ایسے کو بھیجا جس نے خود نہیں کیا ہے جب بھی حج بدل ہو جائے گا اور اگر خود اس پر حج فرض ہوا اور ادا نہ کیا تو ایسے کو بھیجنا مکروہ تحریمی ہے۔ (ہندیہ، منسک و بہار شریعت)

ہدی کا بیان: ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو قربانی کے لئے حرم لے جایا جائے۔ یہ تین قسم کے جانور ہیں۔ ۱- شات یعنی بکری بھیڑ اور دنبہ۔ ۲- بقر یعنی گائے بھینس۔ ۳- اونٹ، ہدی کا ادنیٰ درجہ بکری ہے تو اگر کسی نے حرم کو قربانی بھیجنے کی منت مانی اور کسی خاص قسم کی نیت نہ کی تو بکری کافی ہے۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: قربانی کے جانور میں نر اور مادہ کا ایک حکم ہے جس طرح سے نر کی اجازت ہے اسی طرح سے مادہ کی بھی۔ مسئلہ: قربانی کے جانور میں جو شرطیں ہیں وہی ہدی کے جانور میں بھی ہیں جیسے اونٹ کم سے کم پانچ سال کا ہو گائے بھینس کم سے کم دو سال کی ہو۔ بکری کم سے کم ایک سال کی ہو لیکن بھیڑ دنبہ چھ مہینے کا اگر سال بھر والی

کے مثل ہو تو ہو سکتا ہے اور اونٹ گائے میں یہاں بھی سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ (دُرِّمختار و بہارِ شریعت وغیرہ) مسئلہ: ہدی اگر قران یا تمتع کا ہو تو اس میں سے کچھ کھا لینا بہتر ہے یوں ہی اگر ہدی نفل ہو اور حرم میں پہنچ گیا ہو اور اگر حرم کو نہ پہنچا تو خود نہیں کھا سکتا فقراء کا حق ہے اور ان تین کے علاوہ نہیں کھا سکتا اور جس ہدی کا گوشت خود کھا سکتا ہے اس میں سے مالداروں کو بھی کھلا سکتا ہے اور جس کو کھا نہیں سکتا اس کی کھال وغیرہ سے بھی نفع نہیں لے سکتا۔ (دُرِّمختار و بہار شریعت) مسئلہ: تمتع اور قران کی قربانی دسویں ذی الحجہ سے پہلے نہیں ہو سکتی اور دسویں کے بعد کی تو ہو جائے گی مگر دم لازم آئے گا اس وجہ سے کہ دیر کرنا جائز نہیں اور ان دو کے علاوہ کے لئے کوئی دن مقرر نہیں لیکن بہتر دسویں ہے حرم میں ہونا سب میں ضروری ہے منیٰ کی خصوصیت نہیں ہاں دسویں کو ہو تو منیٰ میں ہونا سنت ہے اور دسویں کے بعد مکہ میں۔ منت کے بدنہ کا حرم میں ذبح ہونا شرط نہیں جب کہ منت میں حرم کی شرط نہ لگائی ہو۔ (دررو ہندیہ و بہار شریعت)
مسئلہ: ہدی کا گوشت حرم کے مساکین کو دینا بہتر ہے اس کی نکیل اور جھول کو خیرات کر دیں اور قصاب کو اس کے گوشت میں سے کچھ نہ دیں۔ ہاں اگر اسے بطور تصدق دیں تو کوئی حرج نہیں۔ (دُرِّمختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: ہدی کے جانور پر بلا ضرورت سوار ہونا سامان لادنا جائز نہیں اور اگر ضرورت سے ایسا کیا تو جانور میں جو کچھ کمی آئی اتنا محتاجوں پر تصدق کرے۔ (ہندیہ) مسئلہ: ہدی کے جانور کا دودھ نہ دوہے اور اگر کسی مجبوری سے دوہا تو وہ دودھ مسکینوں کو دے دے اگر نہ دیا تو اتنا ہی دودھ یا اس کی قیمت مسکینوں پر تصدق کرے۔ (ہندیہ و ردالمحتار)
مسئلہ: اگر وہ بچہ جنی تو بچے کو تصدق کر دے یا اسے بھی اس کے ساتھ ذبح کر دے اور اگر بچے کو بیچ ڈالا یا ہلاک کر دیا تو قیمت کو تصدق کرے اور اگر اس قیمت سے قربانی کا جانور خرید لیا تو بہتر ہے۔ (ہندیہ) مسئلہ: غلطی سے اس نے دوسرے کے جانور کو ذبح کر دیا اور دوسرے نے اس کے جانور کو تو دونوں کی قربانیاں ہو گئیں (منسک و بہار شریعت) مسئلہ: اگر جانور حرم کو لے جا رہا تھا راستہ میں مرنے لگا تو اسے وہیں ذبح کر ڈالے اور خون سے اس کا ہار رنگ دے اور کوہان پر چھاپا لگا دے تاکہ اسے مالدار لوگ نہ کھائیں۔ فقراء ہی کھائیں۔ پھر اگر وہ نفل تھا تو اس کے بدلے کا دوسرا جانور لے جانا ضروری نہیں اور اگر واجب تھا تو اس کے بدلے کا دوسرا جانور لے جانا واجب ہے اور اگر اس میں کوئی ایسا عیب آ گیا کہ قربانی کے قابل نہ رہا تو اسے جو چاہے کرے اور اس کے بدلے دوسرا لے جائے جبکہ واجب ہو۔ (دُرِّمختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: جانور حرم کو پہنچ گیا اور وہاں مرنے لگا تو اسے ذبح کر کے مسکینوں پر تصدق کرے خود نہ کھائے

اگرچہ نفل ہو اور اگر اس میں تھوڑا سا نقصان پیدا ہوا ہے کہ ابھی قربانی کے قابل ہے تو قربانی کرے اور خود بھی کھا سکتا ہے۔ (ہندیہ و بہار شریعت)

مدینہ شریف کی حاضری

مدینہ شریف کی بڑائی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے تو وہ مدینہ ہی میں مرے کہ جو شخص مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا (ترمذی و ابن ماجہ وغیرہ) اور فرمایا جو آدمی مدینہ والوں کو تکلیف دے گا اللہ تعالیٰ اسے تکلیف میں ڈالے گا اور اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے نہ نفل (طبرانی کبیر) اور فرمایا جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ فریب کرے گا ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور فرمایا مدینے کے راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں اس میں نہ دجال آئے نہ طاعون۔ (بخاری و مسلم) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ طیبہ کے واسطے دعا کی کہ مکہ سے دونی برکتیں ہوں۔ (مسلم)

دربار اقدس کی حاضری کے فائدے اور برکتیں اور زیارت نہ کرنے کا نقصان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (۴:۶۴) اور اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں اور (اے نبی) تمہارے حضور حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہیں اور رسول (آپ) بھی ان کے لئے استغفار کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے۔
حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جو میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب (دارقطنی و بیہقی) اور فرمایا جس نے حج کیا اور بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت کی (دارقطنی و طبرانی) اور فرمایا جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔ مسئلہ: حضور علیہ السلام کے مزار مبارک کی حاضری اور زیارت قریب واجب کے ہے۔ (مناسک القاری و شرح المختار کما فی فتح القدیر)

تنبیہ: بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں کہ راہ میں خطرہ ہے وہاں بیماری ہے یہ ہے وہ ہے خبردار کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن ضرور جانی ہے اس سے کیا بہتر کہ ان کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جوان کا دامن تھام لیتا ہے اسے اپنے سایہ میں آرام سے لے جاتے ہیں کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا۔

ہم کو تو اپنے سایہ میں آرام ہی سے لائے
حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے (والحمد للہ)

حاضری کے آداب: ۱- حاضری میں خالص زیارت اقدس کی نیت کرے یہاں تک کہ امام ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس بار مسجد شریف کی نیت بھی شریک نہ کرے۔ ۲- حج اگر فرض ہے تو حج کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہو ہاں اگر مدینہ طیبہ راستہ میں ہو تو بغیر زیارت حج کو جانا سخت محرومی و قساوت قلبی ہے اور اس حاضری کو قبول حج اور دینی و دنیوی سعادت کے لئے ذریعہ اور وسیلہ قرار دے اور اگر حج نفل ہو تو اختیار ہے کہ پہلے حج سے پاک صاف ہو کر محبوب کے دربار میں حاضر ہو۔ یا سرکار میں پہلے حاضری دے کر حج کی مقبولیت و نورانیت کے لئے وسیلہ کرے غرض جو پہلے اختیار کرے اسے اختیار ہے مگر نیت خیر درکار ہے کہ ''اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر ایک کے لئے وہ ہے جو اس نے نیت کی''۔ ۳- راستہ بھر درود اور ذکر شریف میں ڈوب جاؤ اور جس قدر مدینہ طیبہ قریب آتا جائے شوق و ذوق اور زیادہ ہوتا جائے۔ ۴- جب حرم مدینہ آئے بہتر یہ ہے کہ پیادہ ہو جائے روتے سر جھکائے آنکھیں نیچی کئے درود شریف کی اور کثرت کرے اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلے بلکہ

جائے سر است ایں کہ تو پای نہی   پائے نہ بینی کہ کجامی نہی
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا   ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

جب قبہ انور پر نظر پڑے درود و سلام کی خوب کثرت کرو۔ ۵- شہر اقدس تک پہنچو جلال و جمال محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور میں غرق ہو جاؤ اور دروازہ شہر میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم رکھو اور یہ پڑھو۔

بسم اللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق اللھم افتح لی ابواب رحمتك وارزقنی من زیارۃ رسولك صلی اللہ علیہ وسلم مارزقت اولیاءك واھل طاعتك وانقذنی من النار واغفرلی وارحمنی یا خیر مسؤل [1] ۶- مسجد شریف میں حاضر ہونے سے پہلے جلد ایسی تمام ضروریات سے فارغ ہو لے جن سے دل بٹنے کا ڈر ہو ان کے سوا کسی اور کام میں نہ لگے اور

[1] اللہ کے نام سے میں شروع کرتا ہوں جو اللہ نے چاہا نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ سے اے رب سچائی کے ساتھ مجھ کو داخل کر اور سچائی کے ساتھ باہر لے جا الٰہی تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مجھے وہ نصیب کر جو اپنے اولیاء اور فرمانبردار بندوں کے لئے تو نے نصیب کیا اور مجھے جہنم سے نجات دے اور مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ اے بہتر سوال کئے گئے۔ ۱۲- منہ

جلدی ہی وضو اور مسواک کرے اور بہتر یہ ہے کہ غسل کر کے سفید صاف کپڑے پہنے نئے ہوں تو اور اچھا۔ سرمہ اور خوشبو لگائے مشک ہو تو اور اچھا۔ ۷- اب فوراً آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو۔ رونا نہ آئے تو رونے کا منہ بنائے اور دل کو بزور رونے پر لائے اور اپنی سنگ دلی سے حضور علیہ السلام کی طرف التجا کرے۔ ۸- مسجد کے سب دروں پر حاضر ہو صلوٰۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو۔ بسم اللہ کہہ کر داہنا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔ ۹- اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل، سب خیال غیر سے پاک کرو۔ مسجد اقدس کے نقش و نگار نہ دیکھو۔ ۱۰ اگر کوئی ایسا سامنے آ جائے جس سے سلام و کلام ضرور ہو تو جہاں تک بنے کترا جاؤ ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔ ۱۱- ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ نکلے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کی زندگی: ۱۲- یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف کے پہلے تھے۔ ان کی بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی موت صرف وعدہ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی۔ ان کا انتقال صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے امام محمد ابن حاج مکی اپنی کتاب مدخل میں اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور دیگر ائمہ دین رحمہم اللہ اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں: **لافرق بین موته وحیاته صلی اللہ علیه وسلم فی مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلك عنده جلی لاخفاء به** یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور انکی حالتوں اور ان کی نیتوں ان کے ارادوں ان کے دلوں کے خیال کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں امام رحمۃ اللہ علیہ شاگرد امام محقق ابن الہمام منسک متوسط میں اور علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں: **انه صلی اللہ علیه وسلم عالم بحضورك وقیامك وسلامك بل بجمیع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك** یعنی بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال، کوچ و مقام سے آگاہ ہیں [1]۔ ۱۳- اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ تو اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبہ شوق مہلت دے اور وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد و شکرانہ حاضری دربار اقدس

(۱) حیات انبیاء علیہم السلام کی کچھ دلیلیں حصہ اول میں لکھی جا چکی ہیں وہاں بھی دیکھیں۔ ۱۲- منہ

صرف قل یا الکفرون اور قل ھو اللہ سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب بیچ مسجد میں محراب بنی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو۔ پھر سجدہ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الٰہی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور ان کا اور اپنا قبول نصیب کر۔ آمین۔ ۱۴- اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے۔ آنکھیں نیچی کیے لرزتے کانپتے گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو وکرم امید رکھتے۔ حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مزار انور میں روبقبلہ جلوہ فرمائیں) اس طرف سے حاضر ہو گے تو حضور کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہو گی اور یہ بات تمہارے لئے دونوں جہان میں کافی ہے۔ والحمد للہ ۔۱۵- اب کمال ادب وہیبت وخوف وامید کے ساتھ قندیل کے نیچے اس چاندی کی کیل کے سامنے جو حجرہ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چہرہ انور کے سامنے لگی ہے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار انور کی طرف منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے[1] ہو۔ ۱۶- خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی مگر اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ وللہ الحمد ۱۷- الحمد للہ اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہو گیا جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان کی آرام گاہ ہے تو نہایت ادب ووقار کے ساتھ با آواز حزیں وصورت درد آگیں ودل شرمناک وجگر چاک چاک معتدل آواز سے نہ بلند وسخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں) نہ نہایت نرم وپست کہ سنت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا مجرا وتسلیم بجالاؤ کہ عرض کرو السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا خیر خلق اللہ السلام علیک یا شفیع المذنبین السلام علیک وعلی الک واصحابک وامتک اجمعین[2] ۔ ۱۸- جہاں تک ممکن ہو

[1] لباب وشرح لباب واختیار شرح مختار وفتاوی عالمگیری وغیرہ معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کما یقف فی الصلوۃ یعنی حضور کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے یہ عبارت عالمگیری واختیار کی ہے اور لباب میں واضعا یمینہ علی شمالہ یعنی دست بستہ داہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر کھڑا ہو۔

[2] ترجمہ: اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں اے اللہ کے رسول آپ پر سلام اے اللہ کی تمام مخلوق سے بہتر آپ پر سلام اے گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے آپ پر سلام اور آپ کی آل واصحاب پر اور آپ کی تمام امت پر سلام۔

زبان یاری دے اور ملال وکسل نہ ہو۔ صلوٰۃ وسلام کی کثرت کرو حضور سے اپنے اور اپنے ماں باپ پیر واستاد اولاد عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے شفاعت مانگو۔ بار بار عرض کرو۔ اسئلک الشفاعۃ یا رسول اللہ ۔۱۹- پھر جن لوگوں نے سلام کہلایا ہے اسے عرض کردو کہ شرعا اس کا حکم ہے اور اس فقیر کی ان مسلمانوں سے جو اس کتاب کو دیکھیں یہ عرض ہے کہ اس مسکین کی طرف سے بھی سلام پہنچادیں۔ بڑا احسان ہوگا۔ ۲۰- پھر اپنے داہنے ہاتھ یعنی پورب کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو۔ السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ السلام علیک یا وزیر رسول اللہ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

۲۱- پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو: السلام علیک یا امیر المومنین السلام علیک یا متمم الاربعین السلام علیک یا عز الاسلام والمسلمین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ[1] ۔

۲۲- پھر بالشت بھر پچھم کی طرف پلٹو اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان کھڑے ہو کر کہو: السلام علیکما یا خلیفتی رسول اللہ السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسالکما الشفاعۃ عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیکما وبارک وسلم[2]

۲۳- یہ سب حاضریاں محل اجابت ہیں لہٰذا دعا میں کوشش کرے دعائے جامع کرے اور درود پر قناعت بہتر اور چاہے تو یہ دعا پڑھے: اللھم انی اشھد ک واشھد رسولک وابا بکر وعمر واشھد والملئکۃ النازلین علی ھذہ الروضۃ الکریمۃ العاکفین علیھا انی اشھد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدًا عبدک ورسولک اللھم انی مقربجنا یتی ومعصیتی فاغفرلی وامنن علی بالذی مننت علی اولیائک فانک المنان الغفور الرحیم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی

[1] ترجمہ: اے امیر المومنین آپ پر سلام اے چالیس کا عدد پورا کرنے والے آپ پر سلام اے سلام ومسلمین کی عزت آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔۱۲-

[2] اے رسول اللہ کے دونوں خلیفہ آپ لوگوں پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ کے دونوں وزیر آپ لوگوں پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ کے پہلو میں آرام کرنے والے آپ دونوں پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں آپ دونوں صاحبوں سے عرض ہے کہ رسول اللہ کے دربار میں ہماری سفارش کیجئے اللہ تعالیٰ ان پر اور آپ دونوں پر درود وبرکت وسلام نازل فرمائے۔

الاخرة حسنة وقنا عذاب النار [۱]-۲۴- پھر منبر شریف کے قریب دعا مانگے۔۲۵- پھر جنت کی کیاری [۲] میں آ کر دو رکعت نفل اگر وقت مکروہ نہ ہو پڑھ کر دعا مانگے۔۲۶- یوں ہی مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھے۔ دعا مانگے کہ یہ سب برکت کی جگہیں ہیں۔ خاص کر بعض میں خاص خصوصیت ہے۔۲۷- جب تک مدینہ شریف میں رہو ایک سانس بھی بے کار نہ جانے دو ضرورتوں کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں طہارت کے ساتھ حاضر رہو۔ نماز' تلاوت' درود میں وقت گزارو۔ دنیا کی بات کسی مسجد میں نہ چاہیے نہ کہ یعنی یہاں بہت بری بات ہے۔۲۸- مسجد شریف میں جاتے وقت اعتکاف [۳] کی نیت کرو بلکہ ہر مسجد میں جاتے وقت اعتکاف کی نیت کر لینی چاہیے۔۲۹- مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدہ شفاعت ہے۔۳۰- یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو۔ کھانے پینے کی کمی ضرور کرو اور جہاں تک ہو سکے صدقہ کرو۔ خصوصاً یہاں والوں پر خاص کر اس زمانہ میں کہ اکثر لوگ ضرورت مند ہیں ۳۱- قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ میں کر لو۔۳۲- روضہ انور کو دیکھنا بھی عبادت ہے جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا تو ادب کے ساتھ اس کی کثرت کرو اور درود و سلام عرض کرو ۳۳- پانچوں نمازوں کے بعد یا کم سے کم صبح و شام مواجہہ شریف میں سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہو۔۳۴- شہر میں خواہ شہر کے باہر جہاں کہیں گنبد مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ ادھر منہ کر کے صلوٰۃ و سلام عرض کرو بغیر اس کے ہرگز نہ گزرو کہ خلاف ادب ہے ۳۵- بلا عذر جماعت چھوڑنا ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے خدا پناہ میں رکھے حضور علیہ السلام نے فرمایا جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس کے لئے دوزخ اور نفاق سے آزادی لکھی جائے۔۳۶- جہاں تک ہو سکے کوشش کرو کہ مسجد اول میں یعنی حضور کے زمانہ میں جتنی تھی اس میں نماز پڑھو اور اس کی مقدار سو ہاتھ لمبی اور سو ہاتھ چوڑی ہے۔ اگرچہ بعد میں کچھ اضافہ ہوا ہے۔ اس میں نماز پڑھنا بھی مسجد نبوی ہی میں پڑھنا ہے۔۳۷- حضور کی قبر شریف کی طرف ہرگز پیٹھ نہ کرو اور جہاں تک ہو سکے

---

۱ اے اللہ میں تجھ کو اور تیرے رسول اور ابوبکر و عمر کو اور تیرے فرشتوں کو جو اس روضہ پر نازل و معتکف ہیں ان سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندہ اور تیرے رسول ہیں۔ اے اللہ میں اپنے گناہ و معصیت کا اقرار کرتا ہوں تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر وہ احسان کر جو تو نے اپنے اولیاء پر کیا بے شک تو احسان کرنے والا بخشنے والا مہربان ہے اے رب ہمارے ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

۲ جنت کی کیاری وہ جگہ ہے جو منبر شریف اور حجرہ شریف کے بیچ میں ہے اتنی جگہ کو حضور نے جنت کی کیاری فرمایا۔

۳ اعتکاف کے معنی ہیں مسجد میں بالقصد نیت کر کے ٹھہرنا اس لئے کہ ذکر الٰہی کروں گا۔

نماز میں بھی ایسی جگہ نہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی پڑے۔۳۸- روضہء انور کا نہ طواف کرو نہ سجدہ نہ اتنا جھکو کہ رکوع کے برابر ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔۳۹- بقیع کی زیارت سنت ہے روضہ شریف کی زیارت کر کے بقیع جائے خاص کر جمعہ کے دن اس قبرستان میں قریب دس ہزار [۱] صحابہ رضی اللہ عنہم دفن ہیں اور تابعین و تبع تابعین اور علماء اولیاء اور صلحا وغیرہم کی گنتی نہیں۔ یہاں جب حاضر ہو پہلے تمام مدفون مسلمانوں کی زیارت کا ارادہ کرے اور یہ پڑھے: السلام علیکم دار قوم مومنین انتم لنا سلف وانا ان شاء اللہ تعالٰی بکم لاحقون اللھم اغفر لاھل البقیع الغرقد اللھم اغفر لنا ولھم [۲]- اور اگر کچھ اور پڑھنا چاہے تو یہ پڑھے: ربنا اغفر لنا ولوالدینا ولاستاذینا ولاخواننا ولاخواتنا ولاولادنا ولاحفادنا ولاصحابنا ولمن له حق علینا ولمن اوصانا وللمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات [۳] اور درود شریف و سورۃ فاتحہ و آیت الکرسی قل ھو اللہ وغیرہ جو کچھ ہو سکے پڑھ کر ثواب اس کا نذر کرے۔ اس کے بعد بقیع شریف میں جو مزارات معروف و مشہور ہیں ان کی زیارت کرے تمام اہل بقیع میں افضل امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کے مزار پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے: السلام علیك یا امیر المؤمنین السلام علیك یا ثالث الخلفاء الراشدین السلام علیك یا صاحب الھجرتین السلام علیك یا مجھز جیش العسرۃ بالنقد والعین جزاك اللہ عن رسوله وعن سائر المسلمین ورضی اللہ عنك وعن الصحابة اجمعین [۴] یہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج مطہرات اور عمین مکرمین حضرت حمزہ و عباس و حضرت عبداللہ ابن مسعود حضرت امام حسن و امام حسین و حضرت امام مالک وغیرہ صحابہ و تابعین و دیگر ائمہ دین آرام فرما ہیں۔ ان سب کی خدمت میں حاضری دے سلام

---

۱ صحابہ جمع صحابی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والے کو صحابی کہتے ہیں اور صحابی کے دیکھنے والے کو تابعی کہتے ہیں اور تابعی کے دیکھنے والے کو تبع تابعی کہتے ہیں۔

۲ آپ پر سلام اے قوم مومنین کے گھر والو تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم ان شاء اللہ آپ سے ملنے والے ہیں اے اللہ بقیع والوں کی مغفرت فرما۔ اے اللہ ہمیں اور انہیں بخش دے۔۱۲-

۳ اے اللہ ہم کو اور ہمارے والدین استادوں اور بھائیوں بہنوں کو اور ہماری اولاد بچوں ساتھیوں دوستوں کو اور اس کو جس کا ہم پر حق ہے اور جس نے ہمیں وصیت کی اور تمام مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات کو بخش دے۔

۴ ترجمہ: اے امیر المومنین آپ پر سلام اور خلفائے راشدین میں تیسرے خلیفہ آپ پر سلام اے دو ہجرت کرنے والے آپ پر سلام اے غزوہ تبوک کی نقد و جنس سے تیاری کرنے والے آپ پر سلام اللہ آپ کو اپنے رسول اور تمام مسلمانوں کی طرف سے بدلا دے آپ سے اور تمام صحابہ سے اللہ راضی ہو۔

عرض کرے اور فاتحہ پڑھے۔ ۴۰-قبا شریف کی زیارت کرے اور مسجد شریف میں دو رکعت نماز پڑھے[1] ۴۱-شہداء احد کی زیارت کرے حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں احد کے شہیدوں کی قبروں پر آتے اور یہ فرماتے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور احد کے پہاڑ کی بھی زیارت کرے کہ حضور نے فرمایا احد ہمیں دوست رکھتا ہے اور ہم اسے دوست رکھتے ہیں اور فرمایا جب تم احد پر جاؤ تو اس کے درخت سے کچھ کھاؤ چاہے ببول ہی ہو۔ بہتر یہ ہے کہ جمعرات کے دن صبح کے وقت جائے اور سب سے پہلے سید الشہداء حضرت حمزہ کے مزار پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے اور ایک روایت کے مطابق حضرت عبداللہ ابن جحش و مصعب ابن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی یہیں ہیں۔ لہٰذا انہیں بھی سلام عرض کرے اور پھر آگے بڑھے یہاں تک کہ قبہ[2] صفیہ۔ پر زیارت ختم ہو۔ ۴۲-اگر کوئی بتانے والا ملے تو ان کنوؤں کی بھی زیارت کرے ان سے وضو کرے ان کا پانی پئے جن کے متعلق یہ نسبت ہے کہ حضور نے ان میں سے کسی کا پانی پیا ہے کسی میں لعاب ڈالا ہے۔ ۴۳-مدینہ شریف سے رخصت ہوتے وقت حضور کے سامنے حاضر ہو اور بار بار حاضری کی نعمت کا سوال کرو اور تمام آداب کہ کعبہ شریف سے رخصت ہونے کے بارے میں بیان کئے گئے ان سب کا یہاں بھی خیال رکھو اور سچے دل سے دعا کرو کہ اے اللہ ایمان اور سنت پر مدینہ پاک میں مرنا اور بقیع شریف میں دفن ہونا نصیب ہو۔ اللھم ارزقنا امین آمین آمین یا ارحم الرحمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و الہ اجمعین آمین والحمد للہ رب العالمین ۔ بحمد اللہ حج کا بیان ختم ہوا اب ان شاء اللہ اس کے بعد نکاح وطلاق کا بیان شروع ہوگا۔

نکاح کا بیان

چونکہ آدمی کی نسل کا باقی رہنا نکاح پر موقوف ہے اور آدمی کی طبعی خواہش بھی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنے کا حکم دیا اور اس کے احکام قرآن میں بیان فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی ترغیب دی اور اس کے فائدے و قاعدے ارشاد فرمائے بخاری و مسلم وغیرہ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جوانو تم میں جو نکاح کر سکتا ہے وہ نکاح کرے کہ نکاح بری نظر اور برے کام سے روکنے

[1] ترمذی کی حدیث میں ہے کہ مسجد قبا میں نماز عمرہ کے برابر ہے اور حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور علیہ السلام ہر ہفتہ کو قبا شریف تشریف لے جاتے اور اپنی زبان مبارک سے اس کی بزرگی بھی بیان فرمائی ہے۔ ۱۲-

[2] حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضور کی پھوپھی تھیں۔

والا ہے اور جس سے نہ ہو سکے وہ روزہ رکھے کہ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے اور فرمایا جو خدا سے پاک و صاف ہو کر ملنا چاہتا ہے۔ وہ حرہ عورتوں سے نکاح کرے اور فرمایا جو میرے طریقہ کو دوست رکھے وہ میری سنت پر چلے اور میری سنت سے نکاح ہے اور فرمایا دنیا کی سب سے اچھی پونجی نیک عورت ہے اور فرمایا جو اتنا مال رکھتا ہے کہ نکاح کر سکے پھر نکاح نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ مسئلہ: نکاح اس عقد کو کہتے ہیں کہ مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہو جائے۔ مسئلہ: اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین نامرد ہو اور مہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سنت مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑا رہنا گناہ ہے اور اگر حرام سے بچنا اتباع (پیروی) سنت و تعمیل حکم یا اولاد ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اور اگر محض لذت یا قضائے حاجت منظور ہو تو ثواب نہیں۔ (دُرِّ مختار و رد المحتار و بہار شریعت)

کب نکاح کرنا فرض و واجب ہے: مسئلہ: شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو ڈر ہے کہ زنا ہو جائے اور مہر و نفقہ کی قدرت بھی ہے تو نکاح واجب ہے یوں ہی جب کہ پرائی عورت کی طرف دیکھنے سے رک نہیں سکتا یا ہاتھ سے کام لینا پڑے گا تو نکاح واجب ہے۔ (دُرِّ مختار و رد المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے سے زنا ہو جائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: اگر یہ ڈر ہے کہ نکاح کرے گا تو نان و نفقہ نہ دے سکے گا۔ جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا۔ تو ایسی حالت میں نکاح کرنا مکروہ ہے اور اگر ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے مگر نکاح بہر حال ہو جائے گا (دُرِّ مختار) مسئلہ: نکاح اور اس کے حقوق کے ادا کرنے میں اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔ (مرقاۃ ولمعات، رد المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: نکاح میں یہ باتیں مستحب ہیں۔ ۱-علانیہ ہونا۔ ۲-نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا کوئی سا خطبہ ہو اور بہتر وہ ہے جو حدیث میں آیا ہے[1] ۳-مسجد میں ہونا۔ ۴-جمعہ کے دن ہونا۔ ۵-گواہان عادل کے سامنے ہونا۔ ۶-عورت عمر، حسب، مال، عزت میں مرد سے کم ہو اور ۷-چال چلن اور اچھی عادتیں اخلاق و تقوی پرہیزگاری، خوبصورتی

[1] جو خطبہ حدیث میں آیا وہ یہ ہے۔ الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضلل اللہ فلا ھادی لہ و اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا و بث منھما رجالا کثیراً و نساء و اتقوا اللہ الذی تساء لون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیباً یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ و لا تموتن الا و انتم مسلمون یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و قولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم و یغفر لکم ذنوبکم و من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزاً عظیما

وجمال میں زیادہ ہو۔[1] (دُرّمختار و بہارشریعت) مسئلہ: ایجاب وقبول (یعنی) مثلاً ایک کہے کہ میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا' دوسرا کہے میں نے قبول کیا) یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اس کے بعد جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔ (دُرّمختار ردّالمحتار و بہارشریعت وغیرہ) مسئلہ: ایجاب وقبول میں ماضی کا لفظ ہونا ضروری ہے مثلاً یوں کہے کہ میں نے اپنا یا اپنی لڑکی یا اپنی موکلہ کا تجھ سے نکاح کیا یا ان کو تیرے نکاح میں دیا وہ کہے میں نے اپنے لئے یا اپنے بیٹے یا موکل کے لئے قبول کیا یا ایک طرف سے امر کا صیغہ ہو۔ دوسری طرف سے ماضی کا مثلاً یوں کہے کہ تو مجھ سے اپنا نکاح کردے یا تو میری عورت ہو جا اس نے کہا میں نے قبول کیا یا زوجیت میں دیا تو نکاح ہو جائے گا یا ایک طرف سے حال کا صیغہ ہو۔ دوسری طرف سے ماضی کا مثلاً کہے تو مجھ سے اپنا نکاح کرتی ہے۔ اس نے کہا کیا تو ہو گیا یا یوں کہے میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اس نے کہا میں نے قبول کیا تو ہو جائے گا ان دونوں صورتوں میں پہلے شخص کو اس کی ضرورت نہیں کہ کہے میں نے قبول کیا اور اگر کہا تو نے اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دیا اس نے کہا کر دیا یا کہا ہاں تو جب تک پہلا شخص یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کیا نکاح نہ ہوگا اور ان لفظوں سے کہ نکاح کروں گا یا قبول کروں گا نکاح نہیں ہو سکتا (دُرّمختار و ہندیہ و بہارشریعت وغیرہ) مسئلہ: الفاظ نکاح دو قسم کے ہیں ایک صریح یہ صرف دو لفظ ہیں۔ ۱- نکاح و ۲- تزوج۔ ۳- باقی کنایہ ہیں۔ الفاظ کنایہ میں ان لفظوں سے نکاح ہو سکتا ہے جن سے خود شے ملک میں آ جاتی ہے۔ (مثلاً ہبہ تملیک' صدقہ' عطیہ بیع' شرا) مگر ان میں قرینہ کی ضرورت ہے کہ گواہ اسے نکاح سمجھیں۔ (دُرّمختار و ہندیہ و بہارشریعت) مسئلہ: نکاح میں خیار رؤیت خیار عیب مطلقاً نہیں (ہندیہ و بہارشریعت وغیرہ) مسئلہ: نکاح کے لئے چند شرطیں ہیں ۱- عاقل ہونا (لہٰذا مجنوں پاگل یا ناسمجھ بچہ نے نکاح کیا تو نہ ہوا۔) ۲- بالغ ہونا لیکن اگر نابالغ سمجھدار ہے تو ہو جائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

نکاح کے گواہ: گواہ ہونا یعنی ایجاب وقبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہو۔ گواہ آزاد عاقل بالغ ہوں اور سب نکاح کے الفاظ ساتھ سنیں۔ بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ نہ غلام کی گواہی سے۔ اگرچہ مدبر یا مکاتب ہو مسلمان مرد کا نکاح مسلمان

[1] حدیث شریف میں آیا ہے جو کسی عورت سے اس کی عزت کی وجہ سے نکاح کرے اللہ تعالیٰ اس کی ذلت میں زیادتی کرے گا اور جو کسی عورت سے اس کے مال کے سبب سے نکاح کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی محتاجی ہی بڑھائے گا اور جو اس کے حسب کے سبب سے نکاح کرے گا تو اس کے کمینہ پن میں زیادتی فرمائے گا اور جو اس لئے نکاح کرے کہ ادھر ادھر نگاہ نہ اٹھے اور پاک دامنی حاصل ہو یا صلہ رحم کرے تو اللہ تعالیٰ اس مرد کے لئے اس عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لئے مرد میں۔ (رواہ الطبرانی کذافی الفتح و بہار)

عورت کے ساتھ ہو تو گواہوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے۔ لہٰذا اگر کتابیہ سے مسلمان مرد کا نکاح ہو تو اس نکاح کے گواہ ذمی کافر بھی ہو سکتے ہیں۔ (بہارشریعت وغیرہ) مسئلہ: صرف عورتوں یا خنثیٰ کی گواہی سے نکاح نہیں ہو سکتا جب تک ان میں کے دو کے ساتھ ایک مرد نہ ہو (خانیہ و بہارشریعت) مسئلہ: نکاح کے گواہ فاسق ہوں یا اندھے یا محدود فی القذف تو ان کی گواہی سے نکاح منعقد تو ہو جائے گا مگر عاقدین میں سے اگر کوئی انکار کر بیٹھے تو ان کی شہادت سے نکاح ثابت نہ ہوگا (دُرّمختار و ردّالمحتار و بہارشریعت) مسئلہ: گواہوں کا ایجاب وقبول کے وقت ہونا شرط ہے لہٰذا اگر نکاح اجازت پر موقوف ہے اور ایجاب وقبول گواہوں کے سامنے ہوئے اور اجازت کے وقت نہ تھے تو ہو گیا اور اس کا عکس ہوا تو نہیں (ہندیہ و بہارشریعت) مسئلہ: گواہ اسی کو نہیں کہتے جو دو شخص مجلس عقد میں مقرر کر لئے جاتے ہیں بلکہ وہ تمام حاضرین گواہ ہیں جنہوں نے ایجاب وقبول سنا اگر قابل شہادت ہوں۔

نکاح کا اذن اور وکالت: مسئلہ: عورت سے اذن لیتے وقت گواہوں کی ضرورت نہیں۔ یعنی اگر اس وقت گواہ نہ بھی ہوں لیکن نکاح پڑھاتے وقت ہوں تو نکاح ہو گیا البتہ اذن کے لئے گواہوں کی یوں ضرورت ہے کہ اگر اس نے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ میں نے اذن نہیں دیا تھا تو اب گواہوں سے اس کا اذن لینا ثابت کیا جائے گا۔ مسئلہ: یہ جو تمام ہندوستان میں عام طور پر رواج پڑا ہوا ہے عورت سے ایک شخص اذن لے کر آتا ہے جسے وکیل کہتے ہیں وہ نکاح پڑھانے والے سے کہہ دیتا ہے کہ فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجئے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے۔ وکیل کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس کام کے لئے دوسرے کو وکیل بنا دے اگر ایسا ہوا تو نکاح فضولی ہوا اور اجازت پر موقوف ہے۔ اجازت سے پہلے مرد و عورت ہر ایک کو توڑ دینے کا اختیار حاصل ہے بلکہ یوں چاہیے کہ جو پڑھائے وہ عورت کا یا اس کے ولی کا وکیل بنے۔ چاہے خود اس کے پاس جا کر وکالت حاصل کرے۔ یا دوسرا اس کی وکالت کے لئے اذن لائے کہ فلاں بن فلاں کو تو نے وکیل کیا کہ وہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں سے کر دے۔ عورت کہے ہاں مسئلہ: یہ امر بھی ضروری ہے کہ منکوحہ گواہوں کو معلوم ہو جائے یعنی یہ کہ فلاں عورت سے نکاح ہوتا ہے اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر عورت مجلس عقد میں موجود ہے تو اس کی طرف نکاح پڑھانے والا اشارہ کر کے کہے کہ میں نے اس کو تیرے نکاح میں دیا۔ اگرچہ عورت کے منہ پر نقاب پڑا ہو بس اشارہ کافی ہے دوسری صورت معلوم کرنے کی یہ ہے کہ عورت اور اس کے باپ اور دادا کے نام لئے جائیں کہ فلاں بنت فلاں اور اگر صرف عورت ہی

کے نام لینے سے گواہوں کو معلوم ہو جائے کہ فلانی عورت سے نکاح ہوا تو باپ دادا کے نام لینے کی ضرورت نہیں لیکن احتیاطاً لینا چاہیے مسئلہ: عورت سے اجازت لیں تو اسے مرد کا نام اور اس کے باپ دادا کا نام بتا دیں تا کہ عورت جان لے کہ فلاں کے ساتھ اس کا نکاح ہو رہا ہے۔ ۴-ایجاب وقبول دونوں کا ایک مجلس میں ہونا تو اگر دونوں ایک مجلس میں موجود تھے ایک نے ایجاب کیا دوسرا قبول سے پہلے اٹھ کھڑا ہوا یا کوئی ایسا کام شروع کر دیا جس سے مجلس بدل جاتی ہے تو ایجاب باطل ہو گیا اب قبول کرنا بیکار ہے۔ پھر سے ایجاب وقبول ہونا چاہیے۔ (ہندیہ؛ بہارشریعت)۔ ۵-قبول ایجاب کے مخالف نہ ہو۔ (مثلاً کہا ہزار روپیہ مہر پر تیرے نکاح میں دی اس نے کہا نکاح تو قبول کیا اور مہر قبول نہیں تو نکاح نہ ہوا اور اگر نکاح قبول کیا اور مہر کی نسبت کچھ نہ بولا تو ہزار پر نکاح ہو گیا۔ ۶-لڑکی بالغہ ہے تو اس کا راضی ہونا شرط ہے۔ (ولی کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اس کی رضا کے نکاح کر دے۔ ۷-کسی آئندہ زمانہ کی طرف نسبت نہ کی ہو نہ کسی شرط نامعلوم پر معلق کیا ہو۔ (مثلاً میں نے تجھ سے آئندہ روز میں نکاح کیا یا میں نے نکاح کیا اگر زید آئے) ان صورتوں میں نکاح نہ ہوا۔ ۸-نکاح کی اضافت کل کی طرف ہو یا ان اعضا کی طرف جن کو بول کر کل مراد لیتے ہیں۔ (تو اگر یہ کہا فلاں کے ہاتھ سے یا پاؤں سے یا نصف سے نکاح کیا تو ان صورتوں میں صحیح نہ ہوا۔ (ہندیہ و بہارشریعت)

محرمات کا بیان: محرمات وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے اور حرام ہونے کے چند سبب ہیں۔ انہیں سببوں کی وجہ سے حرام ہونے والی عورتوں کی نو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ عورتیں ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں اور اس قسم میں سات عورتیں ہیں۔ ۱-ماں۔ ۲-بیٹی۔ ۳-بہن۔ ۴-پھوپھی۔ ۵-خالہ۔ ۶-بھتیجی۔ ۷-بھانجی۔ ماں سے مراد وہ عورت ہے جس کی اولاد میں یہ ہے واسطہ سے یا بلا واسطہ لہٰذا دادی نانی پرنانی چاہے کتنے ہی اوپر کی ہوں سب حرام ہیں اور یہ سب ماں میں داخل ہیں اس لئے کہ یہ باپ یا ماں یا دادا' دادی نانا' نانی کی مائیں ہیں۔ بیٹی سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کی اولاد ہیں لہٰذا پوتی پرپوتی نواسی نتنی پرنواسی چاہے بیچ میں کتنے ہی پشتوں کا فاصلہ ہو۔ سب حرام ہیں مسئلہ: بہن چاہے حقیقی ہو یعنی ایک ماں باپ سے ہو یا سوتیلی ہو کہ باپ دونوں کا ایک ہے اور مائیں دو یا ماں ایک ہے۔ باپ دو سب حرام ہیں۔ مسئلہ: باپ' ماں' دادا' دادی' نانا' نانی' وغیرہم اصول کی پھوپھیاں یا خالائیں اپنی پھوپھی اور خالہ کے حکم میں ہیں چاہے یہ سگی ہوں یا سوتیلی یوں ہی پھوپھی کی پھوپھی اور خالہ کی خالہ یہ سب حرام ہیں مسئلہ: بھتیجی بھانجی سے بھائی بہن کی اولاد مراد ہیں ان کی پوتیاں نواسیاں بھی اسی گنتی میں شمار ہیں یعنی یہ سب بھی

حرام ہیں۔ مسئلہ: زنا سے بیٹی پوتی' بہن' بھتیجی' بھانجی' بھی محرمات میں ہیں (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: جس عورت سے اس کے شوہر نے لعان کیا۔ اگرچہ اس کی لڑکی اپنی ماں کی طرف منسوب ہوگی مگر پھر بھی اس شخص پر وہ لڑکی حرام ہے۔ (ردّالمحتار و بہارشریعت)

حرمت مصاہرت: دوسری قسم میں وہ عورتیں ہیں جو رشتہ مصاہرت کی وجہ سے حرام ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ۱-زوجہ موطوہ کی لڑکیاں۔ ۲-زوجہ کی ماں دادیاں' نانیاں' باپ دادا وغیرہما اصول کی بیویاں بیٹے پوتے وغیرہما فروع کی بیویاں مسئلہ: خلوت صحیحہ بھی وطی ہی کے حکم میں ہے یعنی اگر خلوت صحیحہ عورت کے ساتھ ہوگئی تو اس کی لڑکی حرام ہوگئی چاہے وطی نہ کی ہو (ردّالمحتار و بہارشریعت) مسئلہ: جس عورت سے نکاح کیا اور وطی نہ کی تھی کہ جدائی ہوگئی اس کی لڑکی اس پر حرام نہیں[1] (ردّالمحتار و بہارشریعت) مسئلہ: نکاح فاسد سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی جب تک وطی نہ ہو۔ (ہندیہ و ردّالمحتار) مسئلہ: وطی چاہے حلال طور پر ہو یا حرام' بہر حال حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی (ہندیہ و ردّالمحتار و بہارشریعت) مسئلہ: حرمت مصاہرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے یوں ہی[2] شہوت سے چھونے اور بوسہ لینے اور فرج داخل کی طرف نظر کرنے سے بھی ہوتی ہے چاہے قصداً ہو یا بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً بہر حال مصاہرت ثابت ہو جائے گی (ہندیہ و دُرّمختار) مسئلہ: حرمت مصاہرت کے لئے شرط یہ ہے کہ عورت مشتہاۃ ہو یعنی نو برس سے کم عمر کی نہ ہو اور یہ کہ زندہ ہو تو اگر نو برس سے کم عمر کی لڑکی یا مردہ عورت کو شہوت سے چھوا تو حرمت ثابت نہ ہوگی (دُرّمختار و بہارشریعت) مسئلہ: کسی مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس مرد کے لڑکے نے اس عورت کی لڑکی سے نکاح کیا جو لڑکی دوسرے شوہر سے ہے تو حرج نہیں یوں ہی اگر اس مرد کے لڑکے نے عورت کی ماں سے نکاح کیا جب بھی یہی حکم ہے۔ (ہندیہ و بہارشریعت)

وہ عورتیں جو نکاحاً جمع نہیں ہو سکتیں: تیسری قسم وہ عورتیں ہیں کہ جن میں سے ایک تو مرد کے نکاح میں رہ سکتی ہے اور ان میں کی دو ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں اور یہ وہ عورتیں ہیں کہ جن عورتوں میں آپس میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ایک کو مرد فرض کرے تو دوسری کے ساتھ اس کا نکاح حرام ہو (جیسے دو بہنیں کہ ایک کو اگر مرد فرض کریں تو دوسری سے اس کا بھائی

---

[1] نیز حرمت اس صورت میں ہے کہ وہ مشتہاۃ ہو۔

[2] یہاں شہوت کے معنی یہ ہیں کہ اس کی وجہ سے انتشار آلہ ہو جائے اور اگر پہلے سے انتشار موجود تھا تو اب زیادہ ہو جائے یہ جوان کے لئے ہے بوڑھے کے لئے اور عورت کے لئے کھڑا ہونا شہوت کی حد یہ ہے کہ دل میں حرکت پیدا ہو اور پہلے سے ہو تو زیادہ ہو جائے خالی میلان نفس کا نام شہوت نہیں۔ (درمختار و بہار)

بہن کا رشتہ ہوا یا جیسے پھوپھی، بھتیجی کہ پھوپھی کو مرد فرض کریں تو چچا بھتیجی کا رشتہ ہوا اور بھتیجی کو مرد فرض کریں تو پھوپھی بھتیجے کا رشتہ ہوا یا جیسے خالہ بھانجی کہ اگر خالہ کو مرد فرض کریں تو ماموں بھانجی کا رشتہ ہوا اور بھانجی کو مرد فرض کریں تو بھانجے خالہ کا رشتہ ہوا۔ ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع نہیں کر سکتے بلکہ اگر طلاق دے دی ہو تو جب تک عدت نہ گزرے دوسری سے نکاح نہیں کر سکتا۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: ایسی دو عورتیں جن میں اس قسم کا رشتہ ہو (جو ابھی اوپر بیان کیا گیا) وہ نسب کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اگر دودھ کے بھی اسی طرح کے رشتے ہوں جب بھی دونوں کا جمع کرنا حرام ہے جیسے عورت اور اس کی رضاعی بہن یا رضاعی خالہ یا رضاعی پھوپھی (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: دو عورتوں میں اگر ایسا رشتہ پایا جائے کہ ایک کو مرد فرض کریں تو دوسری اس کے لئے حرام ہو اور دوسری کو مرد فرض کریں تو پہلی حرام نہ ہو تو ایسی دو عورتوں کے جمع کرنے میں حرج نہیں جیسے عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی کہ اس لڑکی کو مرد فرض کریں تو وہ عورت اس پر حرام ہوگی کہ اس کی سوتیلی ماں ہوئی اور اگر عورت کو مرد فرض کریں تو لڑکی سے کوئی رشتہ پیدا نہ ہوگا یوں ہی عورت اور اس کی بہو۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت)

حرمت ملک: چوتھی قسم میں وہ عورتیں ہیں جو اپنی ملک میں ہونے کی وجہ سے حرام ہیں جیسے اپنی باندی چاہے ام ولد یا مکاتبہ یا مدبرہ ہی ہو چاہے ساجھے کی ہو مگر متاخرین کے نزدیک احتیاطاً نکاح کر لینا اچھا ہے لیکن اس پر ثمرات نکاح از قسم مہر و طلاق وغیرہ مرتب نہیں (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت اپنے غلام سے نکاح نہیں کر سکتی چاہے تنہا اسی کی ملک میں ہو یا کوئی اور بھی اس میں شریک ہو۔ (ہندیہ و دُرّ مختار و بہار شریعت)

حرمت شرک: پانچویں قسم میں وہ عورتیں ہیں جن کے ساتھ نکاح شرک کی وجہ سے حرام ہے مسئلہ: مسلمان کا نکاح مجوسیہ آگ پوجنے والا۔ بت پرست مورتی پوجنے والا' آفتاب' پرست' ستارہ پرست' عورت سے نہیں ہو سکتا بلکہ کتابیہ کے سوا کسی کافرہ عورت سے مسلمان کا نکاح نہیں ہو سکتا (فتح القدیر و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: یہودیہ اور نصرانیہ سے مسلمان کا نکاح ہو سکتا ہے مگر چاہیے نہیں کہ اس میں بہت سے مفاسد و خرابیوں کا دروازہ کھلتا ہے (ہدایہ عالمگیری) مگر یہ جائز ہونا اسی وقت تک ہے جبکہ اپنے اسی مذہب یہودیت یا نصرانیت پر ہوں اور اگر صرف نام کے یہودی نصرانی ہوں اور حقیقۃً نیچری اور دہریہ مذہب رکھتی ہوں جیسے آج کل کے عموماً نصاریٰ کا کوئی مذہب ہی نہیں تو ان سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ نہ ان کا ذبیحہ جائز اور اب تو ان کے یہاں ذبیحہ ہوتا بھی نہیں (بہار شریعت) مسئلہ: مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد کے سوا کسی

مذہب والے سے نہیں ہو سکتا (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: مرتد[1] و مرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا (خانیہ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: مرد و عورت کافر تھے دونوں مسلمان ہوئے تو وہی پہلا نکاح باقی ہے یعنی کفر کی حالت کا بیاہ نئے نکاح کی ضرورت نہیں اور اگر صرف مرد مسلمان ہوا تو عورت سے اسلام لانے کو کہا جائے گا اگر مسلمان ہوگئی تو وہ اس کی بیوی ہے اور اگر اسلام نہ لائی تو اب تفریق کر دیں گے۔ یوں ہی اگر عورت پہلے مسلمان ہو تو مرد سے اسلام لانے کو کہا جائے گا اگر تین حیض آنے سے پہلے مرد مسلمان ہو گیا تو پہلا نکاح باقی ہے اور اگر اسلام قبول نہ کیا تو پھر اس کے بعد عورت جس سے چاہے نکاح کرے کوئی اسے روک نہیں سکتا۔

(ہدایہ و بہار شریعت وغیرہ)

حرمت ملک: چھٹی قسم میں وہ باندی ہے جس سے نکاح حرہ پر کیا جائے مسئلہ: آزاد عورت جو شرعاً باندی نہ ہو۔ حرہ نکاح میں ہے اور باندی سے نکاح کیا تو یہ نکاح صحیح نہ ہوا۔ (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: پہلے باندی سے نکاح کیا پھر آزاد سے تو دونوں نکاح صحیح ہو گئے (ہندیہ ردّ المحتار و بہار شریعت) ساتویں قسم میں وہ عورتیں ہیں جو اس وجہ سے حرام ہیں کہ ان سے غیر کا حق متعلق ہے مسئلہ: دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہو سکتا بلکہ اگر دوسرے کی عدت میں ہو جب بھی نہیں ہو سکتا چاہے عدت طلاق کی ہو یا عدت مدت کی یا شبہ نکاح یا نکاح فاسد میں دخول کی وجہ سے۔ (فتح القدیر و ہدایہ وغیرہ)

حاملہ کے ساتھ نکاح کا حکم: جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہو سکتا ہے پھر اگر اسی کا وہ حمل ہے تو وطی بھی کر سکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ نہ پیدا ہو وطی جائز نہیں (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: جس عورت کا حمل ثابت النسب ہے اس سے نکاح نہیں ہو سکتا (ہندیہ و بہار شریعت) آٹھویں قسم میں وہ عورتیں ہیں جو مقرر گنتی سے زائد ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔ مسئلہ: آزاد مرد کو ایک وقت میں چار عورتوں سے اور غلام کو دو سے زیادہ سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں اور آزاد مرد کو کنیز باندی کا اختیار ہے اس کے لئے کوئی حد نہیں۔

(دُرّ مختار و بہار شریعت)

---

[1] مرتد کی تعریف جو مسلمان اسلام سے پھر جائے اس کو مرتد کہتے ہیں یعنی اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کرے یا ایسی بات کہے یا ایسا کام کرے جس سے کسی ضرورت دینی کا انکار ثابت ہو مثلاً کہے خدا ظالم ہے خدا جھوٹا ہے جنت دوزخ قیامت نبوت سب ڈھکوسلا ہے سب مذہب سچے ہیں قرآن پھاڑ کے پھینک دے پیر سے روندے بت کے آگے سجدہ کرے تو ایسا شخص مرتد ہے اگرچہ دعویٰ اسلام کرتا ہو۔ مسئلہ: جو ہنسی دل لگی کے طور پر بھی کفر کرے گا وہ بھی مرتد ہے چاہے کہتا ہو کہ ایسا اعتقاد نہیں رکھتا۔ (درمختار)

متعہ ونکاح موقت کا حکم: مسئلہ: متعہ حرام ہے یوں ہی اگر کسی خاص وقت تک کے لئے نکاح کیا تو یہ نکاح بھی نہ ہوا اگرچہ دوسو برس کے لئے ہو (دُرِّ مختار و بہار شریعت) نویں قسم میں وہ عورتیں ہیں جو دودھ کے رشتہ کی وجہ سے حرام ہیں۔ مسئلہ: جو عورتیں نسب کے رشتہ کی وجہ سے حرام ہوتی ہیں۔ وہ دودھ کے رشتہ کی وجہ سے بھی حرام ہوتی ہیں۔ سوا چند کے جن کا بیان آگے آتا ہے۔

دودھ کے رشتہ کا بیان

دودھ پلانے کی مدت: مسئلہ: بچہ کو دو برس تک دودھ پلایا جائے اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی دونوں برابر ہیں[1]۔ یہ حکم دودھ پلانے کا ہے مگر نکاح حرام ہونے کے لئے ڈھائی برس کا زمانہ ہے۔ یعنی دو برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلائے گی نکاح حرام ہونا ثابت ہو جائے گا اور اگر ڈھائی برس کی عمر کے بعد پیا تو نکاح حرام نہیں ہوگا اگرچہ پلانا جائز نہیں (بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: دو برس کی مدت پوری ہونے کے بعد علاج کے لئے بھی دودھ پینا یا پلانا جائز نہیں۔ مسئلہ: رضاع (یعنی دودھ کا رشتہ) عورت کا دودھ پینے سے ثابت ہوتا ہے مرد یا جانور کا دودھ پینے سے ثابت نہیں اور دودھ پینے سے مراد یہی طریقہ نہیں بلکہ اگر حلق یا ناک میں دودھ ٹپکایا گیا جب بھی یہی حکم ہے اور تھوڑا پیا یا زیادہ ہر حال میں حرمت ثابت ہو جائے گی جبکہ اندر پہنچ جانا معلوم ہو اور اگر چھاتی منہ میں لی مگر یہ نہیں معلوم کہ دودھ پیا تو حرمت ثابت نہیں (ہدایہ و جوہرہ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: عورت کا دودھ اگر حقنہ سے اندر پہنچایا گیا یا کان میں ٹپکایا گیا یا پیشاب کے مقام سے پہنچایا گیا یا پیٹ یا دماغ میں زخم تھا اس میں ڈالا گیا کہ اندر پہنچ گیا تو ان صورتوں میں رضاع ثابت نہیں (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورتوں کو چاہیے کہ بلا ضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلا دیا کریں اور پلائیں تو خود بھی یاد رکھیں اور لوگوں سے یہ بات کہہ بھی دیں عورت کو بلا اپنے مرد سے پوچھے کسی بچہ کو دودھ نہ پلانا چاہیے مکروہ ہے۔ البتہ اگر اس کے بچے کے ہلاک ہونے کا ڈر ہو تو مکروہ نہیں۔ مگر میعاد کے اندر رضاعت ہر صورت میں ثابت ہوگی۔ (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: بچہ نے جس عورت کا دودھ پیا وہ عورت اس بچہ کی ماں ہو جائے گی اور اس کا شوہر (جس کا یہ دودھ ہے یعنی اس کی وطی سے بچہ پیدا ہوا جس سے عورت کو

[1] اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے بلکہ لڑکا لڑکی دونوں کے لئے دو برس سے زیادہ کی اجازت نہیں (بہار وغیرہ)

دودھ اترا) اس دودھ پینے والے بچے کا باپ ہو جائے گا اور اس عورت کی تمام اولادیں اس بچہ کے بھائی بہن ہو جائیں گے چاہے یہ سب اسی شوہر سے ہوں یا دوسرے شوہر سے اس بچہ کے دودھ پینے سے پہلے کی اولادیں یا بعد کی یا ساتھ کی ہر حال میں بھائی بہن ہو جائیں گی اور عورت کے بھائی اس بچہ کے ماموں ہو جائیں گے اور بہن خالہ ہو جائے گی۔ یوں ہی اس شوہر کی اولادیں چاہے اسی عورت سے ہوں یا دوسری سے سب اس بچہ کے بھائی بہن ہو جائیں گے اور اس شوہر کے بھائی اس بچہ کے چچا ہو جائیں گے اور اس شوہر کی بہنیں اس بچہ کی پھوپھیاں ہو جائیں گی یوں ہی اس مرد کے باپ اس بچہ کے دادا دادی اور عورت کے باپ ماں نانا' نانی ہو جائیں گی (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: جو نسب میں حرام ہے رضاع میں بھی حرام ہے مگر بھائی یا بہن کی ماں کہ یہ نسب میں حرام ہے کہ وہ یا اس کی ماں ہوگی یا باپ کی موطوہ اور دونوں حرام اور رضاع میں کوئی حرمت کی وجہ نہیں لہٰذا حرام نہیں اور اس کی تین صورتیں ہیں۔ رضاعی بھائی کی رضاعی ماں یا رضاعی بھائی کی حقیقی ماں یا حقیقی بھائی کی رضاعی ماں' یونہی بیٹے یا بیٹی بہن یا دادی کہ نسب میں پہلی صورت میں بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی اور دوسری صورت میں ماں ہوگی یا باپ کی موطوہ ہوگی یونہی چچا یا پھوپھی کی ماں یا ماموں یا خالہ کی ماں کہ نسب میں دادی نانی ہوگی اور رضاع میں حرام نہیں اور ان میں بھی وہی تین صورتیں ہیں۔ (دُرِّ مختار ہندیہ بہار شریعت) مسئلہ: حقیقی بھائی کی رضاعی بہن یا رضاعی بھائی کی حقیقی بہن یا رضاعی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح جائز ہے اور بھائی کی بہن سے نسب میں بھی ایک صورت جواز کی ہے یعنی سوتیلے بھائی کی بہن جو دوسرے باپ سے ہو (دُرِّ مختار) مسئلہ: ایک عورت کا دو بچوں نے دودھ پیا اور ان میں ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی ہے تو یہ بھائی بہن ہیں اور ان میں نکاح حرام ہے۔ چاہے دونوں نے ایک وقت میں نہ پیا ہو بلکہ دونوں کے پینے میں برسوں کا فاصلہ ہو چاہے ایک وقت میں ایک شوہر کا دودھ تھا اور دوسرے وقت میں دوسرے کا (دُرِّ مختار) مسئلہ: دودھ پینے والی لڑکی کا نکاح پلانے والی کے بیٹوں پوتوں سے نہیں ہو سکتا کہ یہ پینے والی ان کی بہن یعنی بیٹوں کی بہن یا پھوپھی ہے اور پوتوں کی پھوپھی ہوگی۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: جس عورت سے زنا کیا اور بچہ پیدا ہوا اس عورت کا دودھ جس لڑکی نے پیا وہ لڑکی زانی پر حرام ہے (جوہرہ نیرہ) مسئلہ: پانی یا دوا میں عورت کا دودھ ملا کر پیا تو اگر دودھ زیادہ غالب ہے یا برابر تو رضاعت ثابت ہے اگر مغلوب ہے تو نہیں یوں ہی اگر بکری وغیرہ کسی جانور کے دودھ میں عورت کا دودھ ملا کر دیا تو اگر جانور کا دودھ غالب ہے تو رضاعت ثابت نہیں اور کم اور برابر ہیں رضاعت ثابت ہے اور اسی طرح اگر دو عورتوں کا دودھ ملا کر پلایا تو جس کا دودھ زیادہ ہے اس سے

رضاعت ثابت ہے اور دونوں برابر ہوں تو دونوں سے ثابت ہے کہ اور ایک روایت میں ہے کہ بہر حال دونوں سے رضاع ثابت ہے (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: کھانے میں عورت کا دودھ ملا کر دیا اگر وہ پتلی چیز پینے کے قابل ہے اور دودھ غالب یا برابر ہے تو رضاع ثابت ہو جائے گی نہیں تو نہیں اور اگر پتلی چیز نہیں ہے تو مطلقاً ثابت نہیں (ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: رضاع کے ثبوت کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں عادل گواہ ہوں۔ چاہے وہ عورت خود دودھ پلانے والی ہی ہو فقط عورتوں کی شہادت سے ثبوت نہ ہوگا مگر بہتر یہ ہے کہ عورتوں کے کہنے سے بھی جدائی کرے (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: مرد نے اپنی عورت کی چھاتی چوسی تو نکاح میں کوئی خرابی نہ آئی چاہے دودھ منہ میں آ گیا ہو بلکہ حلق سے اتر گیا ہو تب بھی نکاح نہ ٹوٹے گا۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت)

ولی کا بیان: ولی وہ ہے جس کا قول (بات) دوسرے پر نافذ ہو چلے۔ دوسرا مانے چاہے نہ مانے ولی کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے اور مجنون پاگل، ولی نہیں ہو سکتا مسلمان کے ولی کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے اس لئے کہ کافر کو مسلمان پر کوئی اختیار نہیں متقی ہونا شرط نہیں، فاسق بھی ولی ہو سکتا ہے۔ ولایت کے اسباب چار ہیں۔ قرابت، ملک، ولاء، امامت۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ)

عصبہ کون لوگ ہیں: مسئلہ: قرابت کی وجہ سے ولایت عصبہ بنفسہ کے لئے ہے یعنی وہ مرد جس کو اس سے قرابت کسی عورت کے رشتہ سے نہ ہو یا یوں سمجھو کہ عصبہ وہ وارث ہے کہ ذوی الفروض کے بعد جو کچھ بچے سب لے لے اور جب ذوی الفروض نہ ہوں تو سارا مال یہی لے ایسی قرابت والا ولی ہے اور نکاح میں بھی وہی ترتیب ہے جو وارثت میں ہے۔ یعنی سب میں مقدم بیٹا، پھر پوتا، پھر پر پوتا، چاہے کئی پشت نیچے کا ہو یہ نہ ہوں تو باپ، پھر دادا، پھر پردادا، وغیرہم اصول اگر چہ کئی پشت اوپر کا ہو۔ پھر حقیقی بھائی، پھر سوتیلا بھائی، پھر حقیقی بھائی کا بیٹا، پھر سوتیلے بھائی کا بیٹا، پھر حقیقی چچا، پھر سوتیلا چچا، پھر حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے چچا کا بیٹا، پھر باپ کا حقیقی چچا پھر سوتیلا چچا، پھر باپ کے حقیقی چچا کا بیٹا، پھر سوتیلے چچا کا بیٹا، پھر دادا کا حقیقی چچا، پھر دادا کا سوتیلا چچا، پھر دادا کے حقیقی چچا کا بیٹا، خلاصہ یہ ہے کہ اس خاندان میں سب سے زیادہ قریب کا رشتہ دار جو مرد ہو وہ ولی ہے جب بیٹا نہ ہو تو جو حکم بیٹے کا ہے وہی پوتے کا ہے پوتا نہ ہو تو پر پوتے کا ہے اور عصبہ کے ولی ہونے میں اس کا آزاد ہونا شرط ہے اگر غلام ہے تو اس کو ولایت نہیں بلکہ اس صورت میں ولی وہ ہوگا جو اس کے بعد ولی ہو سکتا ہے۔ (ہندیہ، دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: جب عصبہ نہ ہوں تب ماں ولی ہے۔ پھر دادی، پھر نانی، پھر بیٹی، پھر

پوتی، پھر نواسی پھر پر پوتی، پھر نواسی کی بیٹی، پھر نانا، پھر حقیقی بہن، پھر سوتیلی بہن، پھر اخیانی بھائی بہن یہ دونوں ایک درجہ کے ہیں۔ ان کے بعد بہن وغیرہ کی اولاد۔ اسی ترتیب سے ان کی اولاد (خانیہ و درمختار و ردالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: جب رشتہ دار موجود نہ ہوں تو ولی مولی الموالاۃ ہے یعنی وہ جس کے ہاتھ پر اس کا باپ مشرف بہ اسلام ہوا اور یہ عہد کیا کہ اس کے بعد یہ اس کا وارث ہوگا۔ یا دونوں نے ایک دوسرے کا وارث ہونا ٹھہرا لیا۔ (خانیہ و ردّالمحتار)
مسئلہ: ان سب کے بعد بادشاہ اسلام ولی ہے[1] پھر قاضی مجاز بشرائط مذکورہ فی المطولات۔

وصی کی ولایت: [2]وصی کو یہ اختیار نہیں کہ یتیم کا نکاح کر دے چاہے اس یتیم کے باپ دادا نے یہ وصیت بھی کی ہو کہ میرے بعد تم اس کا نکاح کر دینا اگر وہ قریب کا رشتہ دار یا حاکم ہے تو کر سکتا ہے کہ وہ ولی بھی ہے۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت)

متبنّٰی پرورده کی ولایت: مسئلہ: نابالغ بچہ کی کسی نے پرورش کی مثلاً اسے متبنّٰی کیا۔ یا لاوارث بچہ کہیں پڑا ملا اسے پال لیا تو یہ پرورش کرنے والا اس بچہ کا ولی نہیں (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: لونڈی غلام کے نکاح کا ولی ان کا مولی (مالک) ہے۔ اس کے سوا کسی کو ولایت نہیں چاہے بالغ ہوں یا نابالغ اگر کسی اور نے یا لونڈی غلام نے خود نکاح کر لیا تو نکاح مولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ جائز کر دے گا جائز ہو جائے گا۔ رد کر دے گا۔ باطل ہو جائے گا اور غلام مشترک میں اب شرکاء کی اجازت پر موقوف ہوگا (خانیہ) مسئلہ: کافر اصلی کافر اصلی کا ولی ہے اور مرتد کسی کا بھی ولی نہیں نہ مسلم کا نہ کافر کا۔ یہاں تک کہ مرتد مرتد کا بھی ولی نہیں (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: ولی اگر پاگل ہو گیا تو اس کی ولایت جاتی رہی لیکن اگر اس قسم کا پاگل ہے کہ کبھی پاگل رہتا ہے کبھی ہوش میں تو ولایت باقی ہے افاقہ ہوش کی حالت میں جو کچھ تصرفات کرے گا نافذ و جاری ہوں گے۔ (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: ولی اقرب ولایت کے لائق نہیں (جیسے بچہ ہے یا پاگل تو ولی ابعد دور والا ہی نکاح کا ولی ہے (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: دو برابر کے ولی نے نکاح کر دیا جیسے اس کے دو سگے بھائی ہیں۔ دونوں نے نکاح کر دیا تو جس نے پہلے کیا وہ صحیح ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: ولی اقرب غائب ہے اس وقت (دور والے ولی نے نکاح کر دیا تو صحیح ہے اور اگر اس کی موجودگی میں کیا تو بلا اس کی اجازت نہ ہوگا (دُرِّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: ولی کے غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر اس کا انتظار کیا جائے تو جس نے پیغام دیا ہے اور کفو جوڑ کا برابر کا بھی ہے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ ولی قریب

[1] (ولی کی تعریف) لیکن اس ولایت سے بادشاہ خود اپنے ساتھ نہیں کر سکتا۔
[2] وصی وہ ہے جس کو وصیت کی جائے کہ تم ایسا کرنا۔

مفقود لاپتا الخبر ہو یا کہیں دورہ کرتا ہو کہ اس کا پتا معلوم نہ ہو یا اسی شہر میں چھپا ہوا ہے مگر لوگوں کو اس کا حال معلوم نہیں اور ولی ابعد نے نکاح کر دیا اور وہ اب ظاہر ہوا تو نکاح صحیح ہو گیا (خانیہ وغیرہ) مسئلہ: کفو نے پیغام دیا اور وہ مہر مثل بھی دینے پر تیار ہے مگر ولی اقرب لڑکی کا نکاح اس سے نہیں کرتا بلکہ بلاوجہ انکار کرتا ہے تو ولی ابعد نکاح کر سکتا ہے۔

(دُرّ مختار و بہار شریعت)

کس کے نکاح کے لئے ولی شرط ہے: مسئلہ: نابالغ اور مجنون اور لونڈی غلام کے نکاح کے لئے ولی شرط ہے، بغیر ولی ان کا نکاح نہیں ہو سکتا اور حرہ بالغہ عاقلہ نے بغیر ولی کفو سے نکاح کیا تو نکاح ہو گیا اور غیر کفو سے کیا تو نہ ہوا۔ اگرچہ نکاح کے بعد راضی ہو گیا البتہ اگر ولی نے سکوت کیا اور کچھ جواب نہ دیا اور عورت کے بچہ بھی پیدا ہو گیا تو اب نکاح صحیح مانا جائے گا (دُرمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: جس عورت کا کوئی عصبہ نہ ہو وہ اگر اپنا نکاح جان بوجھ کر غیر کفو سے کرے تو نکاح ہو جائے گا (ردّالمحتار و بہار شریعت)

کس عورت سے نکاح بغیر اس کی اجازت کوئی نہیں کر سکتا: مسئلہ: عورت بالغہ عاقلہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کوئی نہیں کر سکتا۔ نہ اس کا باپ نہ بادشاہ اسلام کنواری[1] ہو یا ثیب[2] یونہی مرد بالغ آزاد اور مکاتب[3] و مکاتبہ کا عقد نکاح بلا ان کی مرضی کے کوئی نہیں کر سکتا (ہندیہ و رمختار و بہار شریعت) مسئلہ: کنواری عورت سے اس کے ولی اقرب نے یا ولی کے وکیل یا قاصد نے اذن مانگا اور عورت چپ رہی یا مسکرائی یا ہنسی یا بلا آواز روئی تو یہ سب اذن دینا سمجھا جائے گا۔ (ہندیہ دُرّ مختار)

خاموشی یا ہنسی یا رونا کب اذن سمجھا جائے گا: مسئلہ: ولی اقرب نے بلا اجازت لئے نکاح کر دیا اب اس کے قاصد نے یا کسی فضولی عادل نے خبر دی اور عورت چپ رہی یا ہنسی[4] یا مسکرائی یا بغیر آواز روئی تو ان سب صورتوں میں اذن سمجھا جائے گا کہ کیا ہوا نکاح منظور ہے۔

(ہندیہ دُرّ مختار)

---

[1] کنواری عورت اس کو کہتے ہیں جس سے نکاح کے ساتھ وطی نہ کی گئی ہو لہذا اگر بیماری یا زیادتی عمر کی وجہ سے یا زنا کی وجہ سے بکارت زائل ہو گئی جب بھی کنواری ہی کہلائے گی۔ یونہی اگر نکاح ہوا اور شوہر کے نامرد ہونے کی وجہ سے تفریق ہو گئی۔ یا شوہر نے وطی سے پہلے طلاق دے دی یا مر گیا تب بھی کنواری ہے اگرچہ ان صورتوں میں خلوت بھی ہو چکی ہو جب بھی کنواری ہے لیکن اگر چند بار زنا کیا کہ لوگوں کو حال معلوم ہو گیا یا زنا کی حد لگی تو چاہے ایک ہی بار زنا ہو تو اب کنواری نہ ٹھہرائی جائے گی۔

[2] ثیب جو عورت کنواری نہ ہو اس کو ثیب کہتے ہیں (درمختار)

[3] مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کو آقا نے اس شرط پر آزاد کیا ہو تو اتنی رقم دے دے تو آزاد ہے۔

[4] مگر یہ ہنسنا نہ ہو کہ استہزاءً ہنسی انکار پر دلالت کرتی ہے اور اسی طرح آواز سے رونا ۱۲ منہ

اذن کس طرح لیا جائے: مسئلہ: ولی بعید یا اجنبی نے نکاح کا اذن طلب کیا تو سکوت اذن نہیں بلکہ اگر عورت کنواری ہے تو صراحۃً اذن کے الفاظ کہے یا کوئی ایسا فعل کرے جو قول کے حکم میں ہو جیسے مہر یا نفقہ طلب یا قبول کرنا خلوت پر راضی ہونا وغیرہ (دُرّ مختار) مسئلہ: اذن لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کا نام اس طرح لیا جائے کہ عورت جان سکے اگر یوں کہا جائے کہ ایک مرد سے تیرا نکاح کر دوں یا یوں کہ فلاں قوم کے ایک شخص سے نکاح کر دوں تو یہ اذن نہیں ہو سکتا مسئلہ: اذن لینے میں مہر کا ذکر ہو جانا چاہیے اور اگر ذکر نہ کیا تو ضرور ہے کہ جو مہر باندھا جائے وہ مہر مثل سے کم نہ ہو اور کم ہو تو بغیر عورت کے راضی ہوئے عقد صحیح نہ ہوگا (دُرّ مختار)

کس کو ولایت اجبار حاصل ہے: مسئلہ: نابالغ لڑکا اور لڑکی اور مجنون اور معتوہ کے نکاح پر ولی کو ولایت اجبار حاصل ہے یعنی اگرچہ یہ لوگ نہ چاہیں ولی نے جب نکاح کر دیا ہو گیا پھر اگر باپ دادا یا بیٹے نے نکاح کر دیا ہے تو یہ نکاح لازم ہو جائے گا کہ ان کو بالغ ہونے کے بعد یا مجنون کو ہوش آنے کے بعد اس نکاح کے توڑنے کا اختیار نہیں ہاں اگر باپ دادا یا لڑکے کا سوئے اختیار معلوم ہو چکا ہو۔ (مثلاً اس سے پیشتر اس نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی غیر کفو فاسق وغیرہ سے کر دیا اور اب یہ دوسرا نکاح غیر کفو سے کرے گا) تو صحیح نہ ہوگا یوہیں اگر نشہ کی حالت میں غیر کفو سے یا مہر مثل میں زیادہ کمی کے ساتھ نکاح کیا تو صحیح نہ ہوا اور اگر باپ دادا یا بیٹے کے سوا کسی اور نے کیا تو غیر کفو یا مہر مثل میں زیادہ کمی بیشی کے ساتھ ہوا تو مطلقاً صحیح نہیں اور اگر کفو سے مہر مثل کے ساتھ کیا ہے تو صحیح ہے مگر بالغ ہونے کے بعد اور مجنون کو افاقہ کے بعد اور معتوہ کو عاقل ہونے کے بعد فسخ کا اختیار ہوگا اگرچہ خلوت بلکہ وطی ہو چکی ہو یعنی اگر نکاح ہونا پہلے سے معلوم ہے تو بکر بالغ ہوتے ہی فوراً اور اگر معلوم نہ ہوا تھا تو جس وقت معلوم ہوا اسی وقت فوراً فسخ کر سکتی ہے اگر کچھ بھی وقفہ ہوا تو اختیار فسخ جاتا رہا یہ نہ ہوگا کہ آخر مجلس تک اختیار باقی رہے مگر نکاح فسخ اس وقت ہوگا جب قاضی فسخ کا حکم بھی دے دے۔ لہذا اسی اثنا میں قبل حکم قاضی اگر ایک مر گیا تو دوسرا وارث ہوگا اور پورا مہر لازم ہوگا (دُرّ مختار خانیہ جوہرہ بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: عورت جس وقت بالغہ ہوئی اسی وقت کسی کو گواہ بنائے کہ میں ابھی بالغ ہوئی اور اپنے نفس کو اختیار کرتی ہوں اور رات میں اگر اسے حیض آیا تو اسی وقت اپنے نفس کو اختیار کرے اور صبح کو گواہوں کے سامنے اپنا بالغ ہونا اور اختیار کرنا بیان کرے مگر یہ نہ کہے کہ رات میں بالغ ہوئی بلکہ یہ کہ میں اس وقت بالغ ہوں تا کہ جھوٹ نہ ہو (بزازیہ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: عورت کو

یہ معلوم نہ تھا کہ اسے خیار بلوغ حاصل ہے اس بنا پر اس نے عمل بھی نہ کیا اب اسے یہ مسئلہ معلوم ہوا تو اب کچھ نہیں کر سکتی اس لئے کہ جہل عذر نہیں' اس لئے کہ نہ سیکھنا خود اس کا قصور ہے لہٰذا قابل معذوری نہیں (ہدایہ دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: لڑکا یا ثیب بالغ ہوئے تو سکوت سے خیار بلوغ باطل نہ ہوگا جب تک صاف طور پر اپنی رضا یا کوئی ایسا فعل جو رضا پر دلالت[1] کرے نہ پایا جائے یہاں مجلس سے اٹھ جانا بھی خیار کو باطل نہیں کرتا اس لئے کہ اس خیار کا وقت عمر بھر ہے۔ رہی یہ بات کہ اس فسخ نکاح سے مہر لازم آئے گا یا نہیں تو اگر وطی ہو چکی ہے تو مہر لازم آئے گا۔ نہیں تو نہیں (خانیہ و جوہرہ وغیرہ) اور اگر وطی ہو چکی ہے تو فسخ کے بعد عورت کے لئے عدت بھی ہے اور اس زمانہ عدت میں اگر شوہر اسے طلاق دے دے تو واقع نہ ہوگی اور یہ فسخ طلاق نہیں لہٰذا پھر اگر انہیں دونوں کا باہم نکاح ہو تو شوہر تین طلاق کا مالک ہوگا۔ (ردّ المحتار و بہار شریعت)

کفو کا بیان: کفو[2] سے یہاں مراد یہ ہے کہ مرد عورت سے نسب وغیرہ میں اتنا کم نہ ہو کہ اس سے نکاح عورت کے ولیوں کے لئے ننگ و عار کا سبب ہو کفات صرف مرد کی طرف لی جاتی ہے عورت چاہے کم درجہ کی ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں (ہدایہ بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نابالغ لڑکے کا نکاح غیر کفو سے کر دیا تو صحیح نہیں اور اگر بالغ اپنا خود نکاح کرنا چاہے تو غیر کفو سے کر سکتا ہے کہ عورت کی طرف سے کفات معتبر نہیں اور نابالغ میں دونوں طرف سے کفات کا اعتبار ہے۔ (ردّ المحتار و بہار شریعت وغیرہ)

کفات میں کتنی چیزوں کا اعتبار ہے: مسئلہ: کفو ہونا' کفات میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے۔ ۱- نسب۔ ۲- اسلام۔ ۳- حرفہ۔ ۴- حریت۔ ۵- دیانت۔ ۶- مال۔ قریش میں جتنے خاندان ہیں وہ سب آپس میں کفو ہیں یہاں تک کہ قرشی غیر ہاشمی کا کفو ہے اور کوئی غیر قرشی قریش کا کفو نہیں۔ قریش کے علاوہ عرب کی تمام قومیں ایک دوسرے کی کفو ہیں۔ انصار و مہاجرین سب اس میں برابر ہیں۔ عجمی النسل عربی کا کفو نہیں۔ مگر عالم دین کہ اس کی شرافت نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے (خانیہ و ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: جو خود مسلمان ہوا یعنی اس کے باپ دادا مسلمان نہ تھے وہ اس کا کفو نہیں جس کا باپ مسلمان ہوا اور جس کا صرف باپ مسلمان ہو اس کا کفو نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہو اور باپ دادا دو پشت سے اسلام پر ہوں تو اب دوسری

[1] رضا پر دلالت کرنے والے فعل کی مثال یہ ہے بوسہ لینا' بدن چھونا' مہر لینا' مہر دینا' وطی پر راضی ہونا۔ ۱۲

[2] کفو جوڑ کا' برابر کا' میل کا۔ ننگ و عار' شرم و غیرت' ذلت۔

طرف اگرچہ زیادہ پشتوں سے اسلام ہو کفو ہیں مگر باپ دادا کے اسلام کا اعتبار غیر عرب میں ہے عربی کے لئے خود مسلمان ہوا یا باپ دادا سے اسلام چلا آتا ہو سب برابر ہیں۔

(خانیہ دُرّ مختار و بہار شریعت)

بدمذہبوں کے ساتھ نکاح کا حکم: مسئلہ: فاسق شخص متقی کی لڑکی کا کفو نہیں اگرچہ وہ لڑکی خود متقیہ نہ ہو (دُرّ مختار وغیرہ) اور یہ ظاہر ہے کہ فسق اعتقادی فسق عملی سے بدر جہا بدتر ہے لہٰذا سنی عورت کا کفو وہ بدمذہب نہیں ہو سکتا جس کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچی ہو اور جو بدمذہب ایسے ہیں کہ ان کی بدمذہبی کفر کو پہنچی ہو ان سے تو نکاح ہی نہیں ہو سکتا کہ وہ مسلمان ہی نہیں کفو ہونا تو بڑی بات ہے جیسے روافض و وہابیہ زمانہ کہ ان کے عقائد و اقوال کفریہ ہیں جیسا کہ ان کی کتابوں سے بھی ظاہر ہے۔

مال میں کفات کے معنیٰ: مسئلہ: مال میں کفات کے یہ معنیٰ ہیں کہ مرد کے پاس اتنا مال ہو کہ مہر معجّل و نفقہ دینے پر قادر ہو۔ اگر پیشہ نہ کرتا ہو تو ایک مہینے کا نفقہ دینے پر قادر ہو ورنہ روز کی مزدوری اتنی ہو کہ عورت کے روز کے ضروری خرچ روز دے سکے اس کی ضرورت نہیں کہ مال میں یہ اس کے برابر ہو (خانیہ و دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت محتاج ہے اور اس کے باپ دادا بھی ایسے ہی ہیں تو اس کا کفو بھی مال کے اعتبار سے وہی ہوگا جو مہر معجّل اور نفقہ دینے پر قادر ہو (خانیہ و بہار شریعت) مسئلہ: مالدار کا نابالغ لڑکا چاہے خود مال کا مالک نہ ہو مگر کفات میں مالدار سمجھا جائے گا۔ (خانیہ و بہار شریعت وغیرہ)

کون سے پیشے والے ایک دوسرے کے کفو ہیں: مسئلہ: جن لوگوں کے پیشے ذلیل سمجھے جاتے ہیں وہ اچھے پیشے والوں کے کفو نہیں جیسے جوتا بنانے والے چمڑا پکانے والے سائیس چرواہے یہ ان کے کفو نہیں جو کپڑے بیچتے عطر فروشی کرتے تجارت کرتے ہیں اور اگر خود جوتا نہ بناتا ہو بلکہ کارخانہ دار ہے کہ اس کے یہاں لوگ نوکر ہیں یہ کام کرتے ہیں یا وہ دکاندار ہے کہ بنے ہوئے جوتے لیتا اور بیچتا ہے تو تاجر وغیرہ کا کفو ہے یونہی اور کاموں میں (دُرّ مختار ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: نکاح کے وقت کفو تھا بعد میں کفات جاتی رہی تو نکاح فسخ نہ کیا جائے گا (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: پہلے کسی کا پیشہ کم درجہ کا تھا جس کی وجہ سے کفو نہ تھا اور اس نے اس کام کو چھوڑ دیا۔ اگر عار باقی ہے تو اب بھی کفو نہیں اور اگر عار باقی نہیں رہا تو کفو ہو جائے گا۔ (دُرّ مختار)

کفات میں حسن و جمال کا اعتبار نہیں: مسئلہ: حسن و جمال امراض و عیوب کا اعتبار نہیں لیکن ولی کو چاہیے کہ ان باتوں کا بھی خیال رکھے تا کہ بعد میں فساد کا سبب نہ ہو۔

(ہندیہ دُرّ مختار و ردّالمحتار)

مہر کا بیان' کم سے کم کتنا مہر: مہر کم سے کم دس درہم ہے اس سے کم نہیں ہو سکتا جس کی مقدار آج کل کے حساب سے دو روپے بارہ آنے ۹/۳/۵ پائی ہے چاہے سکہ ہو یا ویسی ہی چاندی یا اس قیمت کا کوئی سامان ہو (ہندیہ وغیرہ) مسئلہ: نکاح میں دس درہم یا اس سے کم مہر باندھا گیا تو دس درہم واجب اور اگر زیادہ باندھا ہو تو جو مقرر ہوا وہ واجب ہے (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: وطی یا خلوت صحیحہ ہو جائے یا دونوں میں سے کوئی مر جائے تو ان صورتوں سے مہر موکد ہو جائے گا کہ جو مہر اب ہے اس میں کمی نہیں ہو سکتی یونہی اگر عورت کو طلاق بائن دی تھی اور عدت کے اندر اس سے پھر نکاح کر لیا تو یہ مہر بغیر دخول وغیرہ کے موکد ہو جائے گا۔ ہاں اگر صاحب حق نے کل یا جز معاف کر دیا تو معاف ہو جائے گا اور اگر مہر موکد نہ ہوا تھا اور شوہر نے طلاق دے دی تو نصف (آدھا) واجب ہو گا اور اس صورت میں اگر طلاق سے پہلے پورا مہر ادا کر چکا تھا تو آدھا شوہر کو واپس ملے گا۔ (دُرّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: جو چیز مال متقوم[1] نہیں وہ مہر نہیں ہو سکتی لہٰذا اگر ایسی چیز کو مہر ٹھہرایا گیا تو وہ چیز نہیں بلکہ مثل واجب ہو گا' جیسے مہر یہ ٹھہرا کہ آزاد شوہر عورت کی سال بھر خدمت کرے گا یا قرآن شریف پڑھا دے یا حج و عمرہ کرا دے گا۔ یا مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت سے ہوا اور مہر میں خون یا شراب یا خنزیر (سور) کا ذکر آیا۔ یا یہ مہر ٹھہرایا کہ شوہر اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دے تو ان سب صورتوں میں مہر[2] مثل واجب ہو گا (ہندیہ و دُرّ مختار) مسئلہ: نکاح شغار میں مہر مثل واجب ہوتا ہے شغار یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح دوسرے سے کر دیا اور دوسرے نے اپنی لڑکی یا بہن کا نکاح اس سے کر دیا اور ہر ایک نے مہر دوسرے کا نکاح ٹھہرایا۔ ایسا کرنا اگرچہ گناہ ہے لیکن نکاح ہو جائے گا اور مہر مثل واجب ہو گا (دُرّ مختار) مسئلہ: نکاح میں مہر کا ذکر ہی نہ ہوا یا مہر کی نفی کر دی کہ بلا مہر نکاح کیا تو نکاح ہو جائے گا اور اگر خلوت صحیحہ ہو گئی یا دونوں میں سے کوئی مر گیا تو مہر مثل واجب ہے اور اگر بعد عقد آپس میں کوئی مہر طے پا گیا تو وہی طے شدہ ملے گا

[1] مال متقوم: جس مال سے نفع اٹھانا جائز ہو۔ البتہ اگر بے ہوش ہو اور بالکل پاگل بے عقل ہو تو خلوت صحیحہ ہو جائے گی یونہی اگر مرد کا کتا ہے لیکن کٹکھنا ضروری ہے تو خلوت صحیح ہو جائے گی اور اگر کٹکھنا ہے یا عورت کا کتا ہے چاہے کٹکھنا ہو یا نہ ہو تو خلوت صحیحہ ہو گی۔ ۱۲۔ منہ

[2] اس عورت کے خاندان کی ایسی عورتوں کا جو مہر ہے وہ اس کیلئے مہر مثل ہے۔ ۱۲

یونہی اگر قاضی نے مقرر کر دیا تو جو مقرر کر دیا ہے وہی ملے گا اور ان دونوں صورتوں میں مہر جس چیز سے موکد ہوتا ہے موکد ہو جائے گا اور اگر موکد نہ ہوا بلکہ خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق ہو گئی تو ان دونوں صورتوں میں بھی ایک جوڑا کپڑا واجب ہے یعنی کرتا۔ پائجامہ' دوپٹہ جن کی قیمت نصف مہر مثل سے زیادہ نہ ہو اور اگر زیادہ ہو تو مہر مثل کا نصف دیا جائے گا اگر شوہر مال دار ہو اور ایسا جوڑا بھی نہ ہو جو پانچ درہم سے کم قیمت کا ہو اگر شوہر محتاج ہو۔ اگر مرد عورت دونوں مال دار ہوں تو جوڑا اعلیٰ درجہ کا ہو اور دونوں محتاج ہوں تو معمولی اور ایک مال دار ہو اور ایک محتاج تو درمیانی (جوہرہ دُرّ مختار ہندیہ) مسئلہ: جوڑا دینا اس وقت واجب ہے جب فرقت زوج کی جانب سے ہو جیسے طلاق دے یا ایلاء کرے یا مرتد ہو جائے وغیرہ اور اگر فرقت جانب زوجہ سے ہو تو واجب نہیں جیسے عورت مرتد ہو جائے شوہر کے لڑکے کو بشہوت بوسہ دے دے (ہندیہ) مسئلہ: جس عورت کا مہر معین ہے اور خلوت سے پہلے اسے طلاق دی گئی اسے جوڑا دینا مستحب بھی نہیں اور دخول کے بعد طلاق ہوئی تو مہر مقرر ہو یا نہ ہو جوڑا دینا مستحب ہے (دُرّ مختار و بہار شریعت) عورت کل مہر یا کچھ جز کوئی حصہ معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا بشرطیکہ شوہر نے انکار نہ کر دیا ہو اور اگر عورت نابالغہ ہے اور اس کا باپ معاف کرنا چاہتا ہے تو نہیں کر سکتا اور بالغہ ہے تو اس کی اجازت پر معافی موقوف ہے (دُرّ مختار و ردّالمحتار) خلوت صحیحہ یہ ہے کہ زوج و زوجہ ایک مکان میں جمع ہوں اور کوئی چیز مانع جماع نہ ہو یہ خلوت جماع ہی کے حکم میں ہے اور موانع تین قسم ہیں۔ ۱۔ حسی۔ ۲۔ طبعی۔ ۳۔ شرعی' مانع حسی جیسے مرض کہ شوہر بیمار ہے تو مطلقاً (روکنے والی چیزیں) خلوت صحیحہ نہ ہو گی اور زوجہ بیمار ہو تو اس حد کی بیمار ہو کہ وطی سے نقصان کا اندیشہ (ڈر) صحیح ہو اور ایسی بیماری نہ ہو تو خلوت صحیحہ ہو جائے گی۔ مانع طبعی جیسے وہاں کسی تیسرے کا ہونا چاہے[1] وہ سوتا ہو یا اندھا یا اس کی دوسری بیوی ہی ہو۔ ہاں اگر اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ کسی سے بیان نہ کر سکے گا تو یہ مانع نہ ہو گا اور خلوت صحیحہ ہو جائے گی اور باقیوں میں نہ ہو گی۔ مانع شرعی جیسے عورت حیض یا نفاس میں ہے یا دونوں میں سے کوئی احرام باندھے ہو یا کسی کا رمضان کا ادا روزہ ہو یا فرض نماز میں ہو تو خلوت صحیحہ نہ ہو گی۔ (ہندیہ دُرّ مختار و قاضی خاں وغیرہ)

خلوت فاسدہ: اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں جمع ہو گئے مگر کوئی مانع شرعی یا حسی یا طبعی پایا جاتا ہے تو یہ خلوت فاسدہ ہے (ہندیہ و دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: لڑکا جو اس قابل نہیں کہ صحبت کر سکے اپنی عورت کے ساتھ تنہائی میں رہا یا زوجہ اتنی چھوٹی لڑکی ہے کہ اس قابل نہیں اس کے

ساتھ اس کا شوہر رہا تو ان دونوں صورتوں میں خلوت صحیحہ نہ ہوئی۔ (ہندیہ و بہارشریعت)
مسئلہ: عورت کے اندام نہانی میں کوئی ایسی چیز پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے وطی نہیں ہوسکتی مثلاً وہاں گوشت آ گیا یا مقام جڑ گیا یا ہڈی پیدا ہوگئی یا غدود آ گیا تو ان صورتوں میں خلوت صحیحہ نہیں ہوسکتی (دُرِّ مختار و بہارشریعت) مسئلہ: ایسی جگہ جمع ہوئے جو اس لائق نہیں کہ وہاں وطی کی جائے تو خلوت صحیحہ نہ ہوگی جیسے مسجد اور راستہ اور میدان وغیرہ (جوہرہ و دُرِّ مختار وغیرہ)
مسئلہ: خلوت صحیحہ کے بعد عورت کو طلاق دی تو مہر پورا واجب ہوگا جب کہ نکاح بھی صحیح ہوا اور اگر نکاح فاسد ہے تو فقط خلوت سے مہر واجب نہیں ہاں اگر وطی ہوگئی تو مہر مثل واجب ہوگا (جوہرہ ہندیہ دُرِّ مختار بہارشریعت وغیرہ) مسئلہ: مہر مقرر نہ تھا تو خلوت صحیحہ سے نکاح صحیح میں مہر مثل موکد ہوجائے گا (جوہرہ و ہندیہ وغیرہ)

خلوت صحیحہ کے کچھ اور احکام: ۱- خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی تو عورت پر عدت واجب ہے بلکہ اس عدت میں بھی نان ونفقہ اور رہنے کو مکان دینا بھی واجب ہے بلکہ نکاح صحیح میں عدت تو مطلقاً خلوت سے واجب ہوتی ہے صحیحہ ہو یا فاسدہ۔ البتہ نکاح فاسد ہو تو بغیر وطی کے عدت واجب نہیں۔ ۲- خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی تو جب تک یہ عدت میں ہے اس کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا اور اس کے علاوہ چار عورتیں نکاح میں نہیں ہوسکتیں اگر وہ آزاد ہے تو اس کی عدت میں باندی سے نکاح نہیں کرسکتا اور اس عورت کو جس سے خلوت صحیحہ ہوئی اس زمانہ میں طلاق دے جو موطوہ کے طلاق کا زمانہ ہے اور عدت میں اسے طلاق بائن دے سکتا ہے مگر اس سے رجعت نہیں کرسکتا نہ طلاق رجعی دینے کے بعد فقط خلوت صحیحہ سے رجعت ہوسکتی ہے اور اس کی عدت کے زمانہ میں شوہر مرگیا تو وارث نہ ہوگی۔ خلوت سے جب مہر موکد ہو چکا تو اب ساقط نہ ہوگا اگرچہ جدائی عورت کی جانب سے ہو (جوہرہ ہندیہ دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: اگر میاں بیوی میں تفریق ہوگئی مرد کہتا ہے خلوت صحیح نہیں ہوئی عورت کہتی ہے ہوگئی تو عورت کا قول معتبر مانا جائے گا اور اگر خلوت ہوئی مگر عورت مرد کے قابو میں نہ آئی تو اگر کنواری ہے تو مہر پورا واجب ہوجائے گا اور ثیب ہے تو مہر موکد نہ ہوا۔
(دُرِّ مختار و بہارشریعت)

نکاح فاسد: اگر نکاح کی کوئی شرط چھوٹ جائے تو یہ نکاح فاسد ہے جیسے بغیر گواہوں کے نکاح ہوا یا دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کیا یا عورت کی عدت میں اس کی بہن سے نکاح کیا یا جو عورت کسی کی عدت میں ہے اس سے نکاح کیا یا چوتھی کی عدت میں پانچویں سے نکاح کیا یا

حرہ نکاح میں ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کیا اب ان سب صورتوں میں نکاح فاسد ہے (بہارشریعت وغیرہ) مسئلہ: نکاح فاسد میں جب تک وطی نہ ہو مہر لازم نہیں یعنی خلوت صحیحہ کافی نہیں اور وطی ہوگئی تو مہر مثل واجب ہے جو مہر مقرر سے زائد نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہے تو جو مقرر ہوا وہی دیں گے۔ نکاح فاسد کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر فسخ کر دینا واجب ہے اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے کے سامنے فسخ کرے اگر خود فسخ نہ کریں تو قاضی پر واجب ہے کہ فسخ کر دے اور تفریق[1] ہوگئی یا شوہر مرگیا تو عورت پر عدت واجب ہے جب کہ وطی ہو چکی ہو لیکن یہاں نکاح فاسد میں موت کی عدت میں بھی تین حیض ہے چار مہینے دس دن نہیں۔ (دُرِّ مختار و بہارشریعت) مسئلہ: نکاح فاسد میں تفریق یا متارکہ کے وقت سے عدت ہے اگرچہ عورت کو اس کی خبر نہ ہو متارکہ یہ ہے کہ اسے چھوڑ دے مثلاً یہ کہے کہ میں نے اسے چھوڑا۔ یا چلی جا یا نکاح کرے یا کوئی اور لفظ اسی طرح کا کہے اور فقط جانا آنا چھوڑ دینے سے متارکہ نہ ہوگا۔ جب تک زبان سے نہ کہے۔ (ہندیہ دُرِّ مختار ردّالمحتار و بہارشریعت)
مسئلہ: اگرچہ تفریق و متارکہ[2] میں عورت کا وہاں ہونا ضروری نہیں مگر کسی نہ کسی کا جاننا ضروری ہے اگر کسی نے نہ مانا تو عدت پوری نہ ہوگی (ہندیہ دُرِّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: نکاح فاسد میں نفقہ واجب نہیں اگر نفقہ پر مصالحت ہوئی جب بھی نہیں (ہندیہ و بہارشریعت) مہر مثل عورت کے خاندان کی اس جیسی عورت کا جو مہر ہو وہ اس کے لئے مہر مثل ہے جیسے اس کی بہن پھوپھی چچا کی بیٹی وغیرہا کا مہر۔ اس کی ماں کا مہر اس کے لئے مہر مثل نہیں جب کہ وہ دوسرے گھرانے کی ہو اور اگر اس کی ماں اسی خاندان کی ہو مثلاً اس کے باپ کی چچازاد بہن ہے تو اس کا مہر اس کے لئے مہر مثل ہے اور وہ عورت جس کا مہر اس کے لئے مہر مثل ہے وہ کن باتوں میں اس جیسی ہو ان کا بیان یہ ہے۔ ۱- عمر۔ ۲- جمال۔ ۳- مال میں مشابہ ہو دونوں ایک شہر میں ہوں ایک زمانہ ہو عقل و تمیز و دیانت و پارسائی و علم و ادب میں یکساں ہوں۔ دونوں کنواری ہوں یا دونوں ثیب اولاد ہونے نہ ہونے میں ایک سی ہوں کہ ان چیزوں کے اختلاف سے مہر میں اختلاف ہوتا ہے شوہر کا حال بھی ملحوظ ہوتا ہے مثلاً جوان اور بوڑھے کے مہر میں اختلاف ہوتا ہے عقد کے وقت ان امور میں یکساں ہونے کا اعتبار ہے بعد میں کسی بات کی کمی بیشی ہوئی تو اس کا اعتبار نہیں۔ مثلاً ایک کا جب نکاح ہوا تھا اس وقت جس حیثیت

[1] تفریق الگ کرنا، جدا کرنا
[2] متارکہ ایک دوسرے کو چھوڑنا، ترک کرنا

کی تھی دوسری بھی اپنے نکاح کے وقت اسی حیثیت کی ہے مگر پہلی میں بعد کو کمی ہوگئی اور دوسری میں زیادتی یا برعکس ہوا تو اس کا اعتبار نہیں (دُرّ مختار و بہار شریعت) **مسئلہ:** اگر اس خاندان میں کوئی ایسی عورت نہ ہو جس کا مہر اس کے لئے مہر مثل ہو سکے تو کوئی دوسرا خاندان جو اس کے خاندان کے مثل ہے اس میں کوئی عورت اس جیسی ہو اس کا مہر اس کے لئے مہر مثل ہوگا (ہندیہ و بہار شریعت) **مسئلہ:** مسئلہ: مہر مثل کے ثبوت کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہان عادل چاہئیں جو لفظ بلفظ شہادت بیان کریں اور اگر گواہ نہ ہوں تو زوج کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (ہندیہ و بہار شریعت) مہر مسمّٰی تین قسم کا ہے پہلی قسم مجہول الجنس والوصف جیسے کپڑا یا چوپایہ یا مکان یا بکری کے پیٹ میں جو بچہ ہے یا اس سال باغ میں جتنے پھل آئیں گے اگر اس طرح کوئی چیز مہر ٹھہرائی تو اس میں ٹھہری ہوئی چیز نہیں بلکہ مہر مثل واجب ہوگا۔ دوسری قسم معلوم الجنس مجہول الوصف جیسے غلام یا گھوڑا یا گائے یا بکری ان سب میں جسے کہا ہے اس کے متوسط درجہ کا واجب ہے یا متوسط کی قیمت۔ تیسری قسم معلوم الجنس والوصف جیسے عربی گھوڑا اجمنا پاری گائے۔ اس میں جو کہا ہے وہی واجب[1] ہے۔ (ہندیہ و بہار شریعت وغیرہ) **مسئلہ:** جلدی یا دیر میں ادا کرنے کے اعتبار سے مہر تین قسم کا ہوتا ہے' معجّل' موجل' مطلق۔ معجّل یہ ہے کہ خلوت سے پہلے مہر دینا قرار پایا ہے اور موجل وہ ہے کہ جس کے لئے کوئی میعاد مقرر ہو مطلق وہ ہے کہ جس میں نہ وہ معجّل ہو اور نہ یہ موجل اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ حصہ معجّل ہو کچھ موجل یا مطلق مہر معجّل وصول کرنے کے لئے عورت اپنے کو شوہر سے روک سکتی ہے یعنی یہ اختیار ہے کہ وطی اور مقدمات وطی سے باز رکھے خواہ کل معجّل ہو یا بعض اور شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے اگرچہ اس کے پیشتر عورت کی رضامندی سے وطی و خلوت ہو چکی ہو۔ یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے جب تک وصول نہ کرلے۔ یونہی اگر شوہر سفر میں لے جانا چاہتا ہے تو مہر معجّل وصول کرنے کے لئے جانے سے انکار کر سکتی ہے یونہی اگر مہر مطلق ہوا اور وہاں کا عرف ہے کہ ایسے مہر میں کچھ قبل خلوت ادا کیا جاتا ہے تو اس کے خاندان میں جتنا پیشتر ادا کرنے کا رواج ہے اس کا حکم مہر معجّل کا ہے۔ یعنی اس کے وصول کرنے کے لئے وطی و سفر سے منع کر سکتی ہے اور اگر مہر موجل یعنی میعادی ہے اور میعاد مجہول ہے جب بھی فوراً دینا واجب ہے ہاں اگر موجل ہے اور میعاد یہ ٹھہری کہ موت یا طلاق پر

---

[1] قولہ معلوم الجنس الوصف کما لو تزوجها علی مکیل او موزون موصوف فی الذمة صحة التسمية ويلزم تسليمه هكذا فى الهندية وان سمى جنسه وصفة لا يخير ۔ معلوم الجنس والوصف کی مثال جیسے عربی گھوڑا اجمنا پاری گائے

وصول کرنے کا حق ہے تو جب تک طلاق یا موت واقع نہ ہو وصول نہیں کر سکتی جیسے عموماً ہندوستان میں یہی رائج ہے کہ مہر موجل سے یہی سمجھتے ہیں (عالمگیری دُرّ مختار و بہار شریعت) **مسئلہ:** نابالغہ کی رخصت ہو چکی مگر مہر معجّل وصول نہیں ہوا ہے تو اس کا ولی روک سکتا ہے اور شوہر کچھ نہیں کر سکتا جب تک مہر معجّل ادا نہ کرے (ہندیہ و بہار شریعت) **مسئلہ:** مہر موجل یعنی میعادی تھا اور میعاد پوری ہوگئی تو عورت اپنے کو روک سکتی ہے۔ یا بعض معجّل تھا بعض میعادی اور میعاد پوری ہوگئی تو عورت اپنے کو روک سکتی ہے۔ (ہندیہ دُرّ مختار و بہار شریعت)

عورت کب عزیزوں سے ملنے جا سکتی ہے: **مسئلہ:** مہر معجّل لینے کے لئے عورت اگر وطی سے انکار کرے تو اس کی وجہ سے نفقہ ساقط نہ ہوگا اور اس صورت میں بلا اجازت شوہر کے گھر سے باہر بلکہ سفر میں بھی جا سکتی ہے جب کہ ضرورت سے ہو اور اپنے میکے والوں سے ملنے کے لئے بھی بلا اجازت جا سکتی ہے اور جب مہر وصول کر لیا تو اب بلا اجازت نہیں جا سکتی۔ مگر صرف ماں باپ کی ملاقات کو ہر ہفتہ میں ایک بار دن بھر کے لئے جا سکتی ہے اور محارم کے یہاں سال بھر میں ایک بار اور محارم کے سوا دوسرے رشتہ داروں یا غیروں کے یہاں غمی یا شادی کسی تقریب میں نہیں جا سکتی نہ شوہر ان موقعوں پر جانے کی اجازت دے۔ اگر اجازت دی تو دونوں گنہگار ہوئے۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت)

عورت کے یہاں بھیجی ہوئی چیز کب مہر میں شمار ہوگی: **مسئلہ:** شوہر نے کوئی چیز عورت کے یہاں بھیجی اگر یہ کہہ دیا کہ یہ ہدیہ ہے تو اب نہیں کہہ سکتا کہ وہ مہر میں تھی اور اگر کچھ نہ کہا تھا اور اب کہتا ہے کہ مہر میں بھیجی اور عورت کہتی ہے کہ ہدیہ ہے اور وہ چیز کھانے کی قسم سے ہے۔ (مثلاً روٹی گوشت حلوہ مٹھائی وغیرہ) تو عورت سے قسم لے کر اس کا قول مانا جائے اور اگر کھانے کی قسم سے نہیں یعنی باقی رہنے والی چیز ہو (جیسے کپڑے' بکری' گھی' شہد وغیرہ) تو شوہر کو حلف دیا جائے قسم کھالے تو اس کی بات مانے اور عورت کو اختیار ہوگا کہ اگر وہ چیز از قسم مہر نہیں اور باقی ہے تو واپس دے اور اپنا مہر وصول کرے (ہندیہ دُرّ مختار و بہار شریعت) **مسئلہ:** لڑکی کو جو کچھ جہیز میں دیا ہے واپس نہیں لے سکتا اور وارثوں کو بھی اختیار نہیں جب کہ مرض الموت میں نہ دیا ہو یونہی جو کچھ سامان نابالغہ لڑکی کے لئے خریدا اگرچہ ابھی دیا نہ ہو یا مرض الموت میں دیا اس کی مالک بھی تنہا لڑکی ہے۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت)

جہیز کا مالک کون ہے: **مسئلہ:** لڑکی والوں نے نکاح یا رخصت کے وقت شوہر سے کچھ لیا ہو یعنی بغیر لئے نکاح یا رخصت سے انکار کرتے ہوں اور شوہر نے دے کر نکاح یا رخصت

کرایا تو شوہر اس چیز کو واپس لے سکتا ہے اور وہ نہ رہی تو اس کی قیمت لے سکتا ہے کہ یہ رشوت ہے (بحر وغیرہ) رخصت کے وقت جو کپڑے بھیجے اگر بطور تملیک ہیں جیسا ہندوستان میں عموماً رواج ہے کہ ڈالبری میں جوڑے بھیجے جاتے ہیں اور عرف یہی ہے کہ لڑکی کو مالک کر دیتے ہیں تو انہیں واپس نہیں لے سکتا اور تملیک نہ ہو تو لے سکتا ہے (ہندیہ و بہار شریعت)
مسئلہ: لڑکی کو جہیز دیا پھر یہ کہتا ہے کہ میں نے بطور عاریت دیا ہے اور لڑکی یا اس کے مرنے کے بعد شوہر کہتا ہے کہ بطور تملیک دیا ہے تو اگر وہ چیز ایسی ہے کہ عموماً لوگ اسے جہیز میں دیا کرتے ہیں تو لڑکی یا اس کے شوہر کا قول مانا جائے اور اگر عموماً یہ بات نہ ہو بلکہ عاریت و تملیک دونوں طرح دی جاتی ہو تو اس کے باپ یا ورثاء (وارثوں) کا قول معتبر ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: جس صورت میں لڑکی کا قول معتبر ہے اگر اس کے باپ نے گواہ پیش کئے جو اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ دیتے وقت اس نے کہہ دیا تھا کہ عاریت ہے تو گواہ مان لئے جائیں گے۔ (ہندیہ و بہار شریعت)

اختلاف کی صورت میں گھر کا سامان کس کا قرار پائے گا: مسئلہ: جس گھر میں دونوں میاں بیوی رہتے ہیں اس میں کچھ اسباب ہے جس کا ہر ایک مدعی ہے تو اگر وہ ایسی چیز ہے جو عورتیں برتتی ہیں جیسے دوپٹہ' سنگاردان' خاص عورتوں کے پہننے کے کپڑے تو ایسی چیز عورت کو دی جائے گی۔ ہاں اگر شوہر ثبوت دے کہ یہ چیز اس کی ہے تو اسے دے دیں گے اور اگر وہ خاص مردوں کے برتنے کی ہے جیسے ٹوپی' عمامہ' انگرکھا اور ہتھیار وغیرہ ایسی چیز مرد کو دے دیں گے مگر جب عورت گواہ سے اپنی ملک ثابت کرے تو اسے دیں گے اور اگر دونوں کے کام کی وہ چیز ہے جیسے بچھونا تو یہ بھی مرد ہی کو دیں۔ مگر جب عورت گواہ پیش کرے تو اسے دے دیں اور اگر ان دونوں میں سے ایک مر چکا ہے اس کے ورثاء اور اس میں اختلاف ہوا جب بھی یہی صورتیں ہیں مگر جو چیز دونوں کے برتنے کی ہو وہ اسے دے دیں جو زندہ ہے وارث کو نہیں اور اگر مکان میں مال تجارت ہے اور مشہور ہے کہ وہ شخص اس چیز کی تجارت کرتا تھا تو مرد کو دیں۔ (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: نابالغہ کے باپ کو حق ہے کہ اپنی لڑکی کا مہر معجّل شوہر سے طلب کرے اور اگر لڑکی قابل جماع ہے تو شوہر رخصت کرا سکتا ہے اور اس کے لئے کسی سن کی تخصیص نہیں اور اگر اس قابل نہیں اگرچہ بالغہ ہو تو رخصت پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔
(دُرِّ مختار ردّ المحتار و بہار شریعت)

کافر کا نکاح: جس قسم کا نکاح مسلمانوں میں جائز ہے اگر اسی طرح کافر نکاح کریں تو ان کا نکاح بھی صحیح ہے مگر اس قسم کے بھی نکاح ہیں کہ مسلمان کے لئے ناجائز اور کافر کرے تو ہو جائے گا اس کی صورت یہ ہے کہ نکاح کی کوئی شرط مفقود ہو جیسے بغیر گواہ نکاح ہوا یا عورت کافر کی عدت میں تھی اس سے نکاح کیا مگر شرط یہ ہے کہ کفار ایسے نکاح کے جائز ہونے کے معتقد ہوں پھر ایسے نکاح کے بعد اگر دونوں مسلمان ہو گئے تو اسی نکاح سابق (پہلے کے) پر باقی رکھے جائیں (جدید) نکاح کی ضرورت (حاجت) نہیں یونہی اگر قاضی کے پاس مقدمہ دائر کیا تو قاضی تفریق نہ کرے گا (دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ)

مسئلہ: کافر نے محارم سے نکاح کیا اگر ایسا نکاح ان لوگوں میں جائز ہو تو نکاح کے لوازم نفقہ وغیرہ ثابت ہو جائیں گے مگر ایک دوسرے کا وارث نہ ہوگا اور اگر دونوں اسلام لائے یا ایک تو تفریق کر دی جائے گی یونہی اگر قاضی یا کسی مسلمان کے پاس دونوں نے اس کا مقدمہ پیش کیا تو تفریق کر دے گا اور ایک نے پیش کیا تو نہیں (ہندیہ و بہار شریعت وغیرہ)
مسئلہ: یہودی اور نصرانی کے علاوہ کسی اور قسم کے کافر میاں بیوی تھے ان میں سے ایک مسلمان ہوا تو قاضی دوسرے پر اسلام پیش کرے اگر یہ بھی مسلمان ہو گیا فبہا[1] اور اگر انکار کیا یا سکوت کیا تو قاضی تفریق[2] کر دے۔ سکوت کی صورت میں احتیاط یہ ہے کہ قاضی تین بار اسلام پیش کرے یونہی اگر کتابی کی عورت مسلمان ہو گئی تو مرد پر اسلام پیش کیا جائے اسلام نہ قبول کرے تو تفریق کر دی جائے اور اگر دونوں کتابی ہیں اور مرد مسلمان ہوا تو عورت بدستور اس کی زوجہ ہے (ہدایہ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: کوئی عورت ہجرت کر کے دار السلام میں آئی مسلمان ہو کر یا ذمی بن کر یا یہاں آ کر مسلمان یا ذمیہ ہوئی تو اگر حاملہ نہ ہو فوراً نکاح کر سکتی ہے اور حاملہ ہو تو بعد وضع حمل کے۔ مگر یہ وضع حمل اس کے لئے عدت نہیں۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت)

مرتد کے نکاح کا حکم: مسئلہ: میاں بیوی میں سے کوئی مرتد ہو گیا تو نکاح فوراً ٹوٹ گیا اور یہ فسخ ہے طلاق نہیں عورت موطوءہ ہو تو مہر بہر حال پورا لے سکتی ہے اور غیر موطوءہ ہے تو اگر عورت مرتدہ ہوئی کچھ نہ پائے گی اور شوہر مرتد ہوا تو آدھا مہر لے سکتی ہے اور عورت مرتدہ ہوئی اور زمانہ عدت میں مر گئی اور شوہر مسلمان ہوا تو ترکہ پائے گا۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت)
مسئلہ: دونوں ایک ساتھ مرتد ہو گئے پھر مسلمان ہوئے تو پہلا نکاح باقی رہا اور اگر دونوں میں

[1] فبہا یعنی نکاح سابق پر باقی رکھے جائیں نئے نکاح کی ضرورت نہیں۔
[2] اور یہ تفریق طلاق بائن قرار دی جائے ۱۲ - منہ کتابی یہودی اور عیسائی کو کہتے ہیں۔

ایک پہلے مسلمان ہوا پھر دوسرا تو نکاح جاتا رہا اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون مرتد ہوا تو دونوں کا مرتد ہونا ایک ساتھ قرار دیا جائے (ہندیہ و بہارشریعت) مسئلہ: عورت مرتدہ ہوگئی تو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے یعنی اسے قید میں رکھیں یہاں تک کہ مرجائے یا اسلام لائے اور بعد اسلام لانے کے جب جدید نکاح ہو تو مہر بہت تھوڑا رکھا جائے (دُرِّ مختار و بہارشریعت) مسئلہ: عورت نے زبان سے کلمہ کفر نکالا تا کہ شوہر سے پیچھا چھوٹے یا اس لئے کہ دوسرا نکاح ہوگا تو اس کا مہر بھی وصول کرے گی تو ایسی صورت میں ہر قاضی کو اختیار ہے کہ کم سے کم مہر پر اسی شوہر کے ساتھ نکاح کردے۔ عورت راضی ہو یا ناراض اور عورت کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ دوسرے سے نکاح کرے (عالمگیری و بہارشریعت) مسئلہ: بچہ اپنے باپ ماں میں اس کا تابع ہوگا جس کا دین بہتر ہو جیسے اگر کوئی مسلمان ہوا تو اولاد مسلمان ہے ہاں اگر بچہ دارالحرب میں ہے اور اس کا باپ دارالاسلام میں مسلمان ہوا تو اس صورت میں اس کا تابع نہ ہوگا اور اگر ایک کتابی ہے دوسرا مجوسی یا بت پرست تو بچہ کتابی قرار دیا جائے گا (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: نشہ والا جس کی عقل جاتی رہی اس کی زبان سے کلمہ کفر نکلا تو عورت نکاح سے باہر نہ ہوئی لیکن پھر بھی نکاح پھر سے پڑھایا جائے۔ (ہندیہ و بہارشریعت)

بیویوں کی باری مقرر کرنے کا بیان: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی دو بیویاں ہوں اور دونوں میں عدل نہ کرے تو وہ قیامت کے دن حاضر ہوگا اس طرح پر کہ آدھا دھڑ اس کا بیکار ہوگا (ترمذی و حاکم) مسئلہ: جس کی دو یا تین یا چار عورتیں ہوں اس پر عدل فرض ہے یعنی جو چیزیں اختیاری ہوں ان میں سب عورتوں کا یکساں خیال رکھے یعنی ہر ایک کا پورا حق ادا کرے۔ کپڑا، روٹی، خرچہ اور رہنے سہنے میں کسی کے ساتھ کچھ کمی نہ کرے اور جو بات اس کے اختیار کی نہیں اس میں مجبور و معذور ہے جیسے ایک کی زیادہ محبت ہے دوسری کی کم یوں ہی جماع سب کے ساتھ برابر ہونا بھی ضروری نہیں (دُرِّ مختار و بہارشریعت وغیرہ)

عورت کا حق صحبت اور اس کی میعاد: مسئلہ: ایک مرتبہ جماع قضاءً واجب ہے اور دیانۃً یہ حکم ہے کہ کبھی کبھی کرتا رہے اور اس کے لئے کوئی حد مقرر نہیں مگر اتنا تو ہو کہ عورت کی نظر اوروں کی طرف نہ اٹھے اور اتنی کثرت بھی جائز نہیں کہ عورت کو نقصان پہنچے (دُرِّ مختار و بہارشریعت وغیرہ) مسئلہ: ایک ہی بیوی ہے مگر مرد اس کے پاس نہیں رہتا بلکہ نماز، روزہ میں لگا رہتا ہے تو عورت شوہر سے مطالبہ کرسکتی ہے اور مرد کو حکم دیا جائے گا کہ عورت کے پاس بھی رہا کرے کہ حدیث میں آیا ان لزوجك عليك حقاً تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے روزمرہ

شب بیداری اور روزے رکھنے میں اس کا حق تلف ہوتا ہے رہا یہ کہ عورت کے پاس رہنے کی کیا میعاد ہے اس کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ چار دن میں ایک دن عورت کے لئے اور تین دن عبادت کے لئے اور صحیح یہ ہے کہ مرد کو حکم دیا جائے کہ عورت کا بھی خیال رکھے اس کے لئے بھی کچھ وقت دے اور اس کی مقدار شوہر کے تعلق سے ہے (جوہرہ خانیہ و بہارشریعت) مسئلہ: نئی اور پرانی کنواری اور ثیب تندرست اور بیمار حاملہ اور غیر حاملہ اور وہ نابالغہ جو قابل وطی ہو، حیض و نفاس والی اور جس سے ایلا یا ظہار کیا ہو اور جس کو طلاق رجعی دی اور رجعت کا ارادہ ہے اور احرام والی اور وہ مجنونہ جس سے ایذا کا خوف نہ ہو اور مسلمہ و کتابیہ سب برابر ہیں۔ سب کی باریاں ہوں گی یوں ہی مرد عنین ہو یا خصی مریض ہو یا تندرست بالغ ہو یا نابالغ قابل وطی ان سب کا ایک حکم ہے (ہندیہ و بہارشریعت) مسئلہ: ایک زوجہ کنیز ہے دوسری حرہ تو آزاد کے لئے دو دن اور دو راتیں ہیں اور کنیز کے لئے ایک دن ایک رات ہے اور جو کنیز اپنی ملک ہے اس کے لئے باری نہیں (ہندیہ و بہارشریعت) مسئلہ: باری میں رات کا اعتبار ہے لہٰذا ایک کی رات میں دوسری کے یہاں بلاضرورت نہیں جاسکتا دن میں کسی حاجت کے لئے جاسکتا ہے اور دوسری بیمار ہو تو اس کے پوچھنے کو رات میں بھی جاسکتا ہے اور بیماری سخت ہے تو اس کے یہاں رہ بھی سکتا ہے یعنی جب اس کے یہاں کوئی ایسا نہ ہو جس سے اس کا جی بہلے اور تیمارداری کرے۔ ایک کی باری میں دوسری سے دن میں بھی جماع نہیں کرسکتا (جوہرہ و بہارشریعت) مسئلہ: یہ اختیار شوہر کو ہے کہ ایک ایک دن کی باری مقرر کرے یا تین تین دن کی بلکہ ایک ایک ہفتہ کی بھی مقرر کرسکتا ہے۔ (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: سفر کو جانے میں باری نہیں بلکہ شوہر کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے ساتھ لے جائے لیکن بہتر یہ ہے کہ قرعہ ڈالے جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے لے جائے اور سفر سے واپسی کے بعد اور عورتوں کو یہ حق نہیں کہ اس کا مطالبہ کریں کہ جتنے دن سفر میں رہا اتنے ہی دنوں ان باقیوں کے پاس بھی رہے بلکہ اب سے باری مقرر ہوگی سفر سے مراد شرعی سفر ہے جس کا بیان نماز میں گزرا۔ عرف میں پردیس میں رہنے کو بھی سفر کہتے ہیں یہ مراد نہیں (جوہرہ و بہارشریعت) مسئلہ: عورت کو اختیار ہے کہ اپنی باری سوت کو ہبہ کردے اور ہبہ کرنے کے بعد واپس لینا چاہے تو لے سکتی ہے (ہدایہ و جوہرہ وغیرہ) مسئلہ: وطی اور بوسہ ہر قسم کے تمتع سب عورتوں کے ساتھ یکساں کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (فتح القدیر و بہارشریعت)

حقوق زوجین: میاں بیوی کے حق کا بیان: میاں بیوی میں نااتفاقی اور جھگڑے کی اصل

وجہ ایک دوسرے کے حق کو ادا نہ کرنا ہے۔ قرآن مجید میں جس طرح یہ حکم آیا کہ **الرجال قوامون علی النساء** جس سے مردوں کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ **عاشروھن بالمعروف** جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھی معاشرت کرو۔ لہٰذا اگر ہر ایک دوسرے کے سب حق پوری طور سے ادا کرے تو دین و دنیا کی تمام خرابیوں اور آپس کے جھگڑے فساد سے بچ جائے اور زندگی آرام سے گزرے۔ یہاں ہم چند حدیثیں لکھتے ہیں تاکہ ہر ایک کے حقوق معلوم ہو جائیں۔

مرد کا عورت پر حق: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر اس کی ماں کا (حاکم) اور فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے خدا کی قسم عورت اپنے رب کا حق ادا نہ کرے گی جب تک شوہر کے کل حق ادا نہ کرے۔ (احمد و ابن ماجہ وغیرہ) اور فرمایا شوہر نے عورت کو بلایا عورت نے انکار کر دیا اور شوہر نے غصہ میں رات گزاری تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ جب تک شوہر اس سے راضی نہ ہو اللہ تعالیٰ اس عورت سے ناراض رہتا ہے (بخاری و مسلم) اور فرمایا کہ شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بلا اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے اگر رکھ لیا تو گنہگار ہوئی بلا شوہر کی اجازت کے عورت کا کوئی عمل قبول نہیں اگر عورت نے بلا اجازت کر لیا تو شوہر کو ثواب ہے عورت پر گناہ بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ و فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں عرض کی گئی کہ چاہے شوہر ظالم ہی ہو فرمایا چاہے ظالم ہی ہو (ابوداؤد طیالسی و ابن عساکر) اور فرمایا کہ جو عورت اس حال میں مری کہ شوہر راضی تھا وہ جنت میں داخل ہوگی (ترمذی) **مسئلہ:** ہر مباح چیز جس سے شوہر منع کرے عورت پر اس کا ماننا واجب ہے (ہندیہ ورد المحتار) **مسئلہ:** شوہر بناؤ سنگھار کو کہتا ہے یہ نہیں کرتی یا وہ اپنے پاس بلاتا ہے اور یہ نہیں آتی اس صورت میں عورت کو مارنے کا بھی حق ہے اور اگر نماز نہیں پڑھتی تو طلاق دینی جائز ہے چاہے مہر دینے پر قادر نہ ہو (ہندیہ و بہار شریعت) **مسئلہ:** عورت کو مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہو تو اگر شوہر عالم ہو تو اس سے پوچھ لے اور عالم نہیں تو اس سے کہے وہ پوچھ آئے اور ان صورتوں میں عورت کو خود عالم کے یہاں جانے کی اجازت نہیں اور یہ صورتیں نہ ہوں تو جا سکتی ہیں۔ (ہندیہ و بہار) **مسئلہ:** عورت کا باپ اپاہج ہے اور اس کا کوئی نگران نہیں تو عورت اس کی خدمت کے لئے جا

سکتی ہے چاہے شوہر منع کرتا ہو تب بھی جا سکتی ہے۔ (ہندیہ و بہار شریعت)

عورت کا مرد پر حق: مہر، روٹی کپڑا اور دوسری ضروری باتوں کے علاوہ عورتوں سے اچھی طرح پیش آنا بھی مردوں کے ذمے ہے ذرا ذرا سی بات پر مارنا، گالی دینا، یا غصہ کرنا بے جا سختی کرنا منع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں[1] اور فرمایا مسلمان مرد مومنہ عورت کو مبغوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بری معلوم ہوتی ہے دوسری پسند ہوگی یعنی سب عادتیں خراب نہ ہوں گی جب کہ اچھی بری ہر قسم کی باتیں ہوں گی تو مرد کو نہ چاہیے کہ خراب ہی عادت کو دیکھتا رہے بلکہ بری عادت سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے (مسلم و مرقات وغیرہ) اور فرمایا کوئی شخص اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے مجامعت کرے گا۔

شادی کی رسوم: شادی میں طرح طرح کی رسمیں برتی جاتی ہیں۔ ہر ملک میں نئی رسم ہر قوم اور خاندان کا الگ رواج جو رسمیں ہمارے ملک میں ہوتی ہیں ان میں سے کچھ کا بیان کیا جاتا ہے رسم کی بنیاد چلن اور رواج پر ہے یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہے اس لئے جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اسے حرام و ناجائز نہیں (ہر رسم ناجائز نہیں) کہہ سکتے کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کر سکتا ہے کہ کسی حرام فعل میں مبتلا نہ ہو۔ کچھ لوگ رسموں کی اتنی پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم نہ چھوٹے جیسے لڑکی جوان ہے اور رسموں کے ادا کرنے کو روپیہ نہیں تو یہ نہ کریں گے کہ رسمیں چھوڑ دیں اور نکاح کر دیں کہ بوجھ اترے اور بے آبروئی کا ڈر جاتا رہے اب رسموں کو پورا کرنے کے لئے بھیک مانگتے طرح طرح کی فکر کرتے ہیں اس خیال میں کہیں سے مل جائے تو شادی کریں برسیں گزار دیتے ہیں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض آدمی قرض لے کر رسوم ادا کرتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ جس طرح سود لینا حرام ہے اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے۔ حدیث میں دونوں پر لعنت آئی۔ اللہ و رسول کی لعنت کے سزاوار ہوتے ہیں مگر رسم چھوڑنا گوارا نہیں کرتے پھر اگر کچھ جگہ زمین ہے تو وہ بھی سودی قرضہ میں غائب ہو گئی اور کھانے بیٹھنے کا بھی ٹھکانہ نہ رہا ایسے ہی فضول خرچیوں کی وجہ سے مسلمانوں کی جائیدادیں تباہ ہو گئیں اس لئے

---

[1] آیت اور حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ عورت کو مارنا نہ چاہیے مگر اس صورت میں کہ باوجود سمجھانے بجھانے پند و نصیحت کے کہا نہ مانے اور نافرمانی کرے تو بطور تنبیہ کے کچھ مار سکتا ہے لیکن اس میں بھی سخت مار نہ مارے اور منہ پر ہرگز نہ مارے۔

دین ودنیا کا آرام اسی میں ہے کہ آدمی فضول خرچی سے بچے۔ اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں گاتی بجاتی ہیں۔ یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا اس سے بڑھ کر عورتوں کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی وہ بھی عشق و محبت کے گیت جو عورتیں اپنے گھروں میں چلا کر بات کرنا اچھا نہیں سمجھتیں گھر سے باہر آواز جانے کو برا جانتی ہیں ایسے موقع پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں کتنی ہی دور آواز جائے کوئی حرج نہیں پھر ایسے گانے میں جوان کنواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں ان کا ایسے گیت گانا یا سننا ضرور ان کے دل میں برے خیالات پیدا کرے گا دبے جوش کو ابھارے گا اور اخلاق وشرافت پر اس کا برا اثر پڑے گا۔ یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو۔ آج مردوں اور عورتوں کے بدچلن ہونے کے سب سے بڑی وجہ عشقیہ مضامین کا پڑھنا ہے (جیسے ناول اور افسانے) یا عشق ومحبت کے تماشے کھیل دیکھنا ہے (جیسے تھیٹر سینما) اسی سلسلہ میں رت جگا بھی ہے کہ رات بھر گاتی ہیں اور گلگلے پکتے ہیں۔ صبح کو مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں یہ بہت سی خرافات پر مشتمل ہے نیاز گھر میں بھی ہو سکتی ہے گلگلے کے سوا ہر کھانے پر ہو سکتی ہے اور اگر مسجد ہی میں ہو تو مرد لے جا سکتے ہیں عورتوں کی کیا ضرورت پھر اگر اس رسم کے ادا کے لئے عورت ہی ہونا ضرور ہو تو اس جمگھٹے کی کیا حاجت پھر جوانوں اور کنواریوں کی اس میں شرکت اور نامحرم کے سامنے جانے کی جرات کس قدر حماقت ہے۔ پھر بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا کہ اس رسم کے ادا کرنے کے لئے چلتی ہیں تو وہی گانا بجانا ساتھ ہوتا ہے اسی شان سے مسجد تک پہنچتی ہیں ہاتھ میں ایک چومکھ ہوتا ہے۔ یہ سب ناجائز۔ جب صبح ہو گئی چراغ کی کیا ضرورت اور چراغ کی حاجت ہے تو مٹی کا کافی ہے آٹے کا چراغ بنانا اور تیل کی جگہ گھی جلانا فضول خرچی ہے۔ دولہا دلہن کو بٹنا لگانا مانجھے بٹھانا جائز ہے ان میں کوئی حرج نہیں دولہا کو مہندی لگانا ناجائز ہے۔ کنگنا باندھنا بھی منع ہے۔ ڈال بری کی رسم کہ کپڑے وغیرہ بھیجے جاتے ہیں جائز دولہا کو ریشمی کپڑا پہننا حرام یوں ہی مغرق (چمکتا' جگمگاتا' سونے چاندی یا تلے وغیرہ کے کام والا) جوتے بھی ناجائز اور خالص پھولوں کا سہرا جائز بلا وجہ ممنوع نہیں کہا جا سکتا۔ ناچ باجے آتش بازی حرام ہے کون ان کی حرمت سے واقف نہیں مگر بعض لوگ اتنے منہمک ہوتے ہیں کہ یہ نہ ہوں تو گویا شادی ہی نہ ہوئی بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ یہ محرمات نہ ہوں تو اسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے دوسرے مال برباد کرنا ہے تیسرے

تمام تماشائیوں کے گناہ کا یہی سبب ہے اور سب کے مجموعہ کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ اور بعض جگہ ناچ کا رواج ہے ظاہر ہے کہ یہ کھلی ہوئی بے حیائی ہے چھوٹے بڑے حتیٰ کہ باپ بیٹے تک ایک مجلس میں یہ بے حیائی کا کام دیکھتے اور اپنی بے حیائی کا ثبوت دیتے ہیں۔ علاوہ حرام و گناہ ہونے کے فضول خرچی بھی ہے یہی پیسہ بچے تو دوسرے جائز طریقہ سے خوشی کا اظہار ہو سکتا ہے جیسے کھانے کپڑے میں فراغت ووسعت اس کی کیا ضرورت ہے کہ حد شرع سے گزر کر ہی خوشی منائی جائے اور بھی جائز طریقے ہیں۔ ولیمہ[1] سنت ہے سنت ادا کرنے کی نیت سے ولیمہ کرو۔ خویش واقارب اور دوسرے مسلمانوں کو کھانا کھلاؤ غرض مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ہر کام کو شریعت کے موافق کرے۔ اللہ ورسول کی مخالفت سے بچے۔ وھو الموفق

الحمد للہ قدتم کتاب النکاح ویتلوہ کتاب الطلاق ان شاء اللہ تعالیٰ

طلاق کا بیان

طلاق کی تعریف: نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے اس پابندی کے اٹھا دینے کو طلاق کہتے ہیں۔ طلاق کے لئے کچھ الفاظ مقرر ہیں جن کا بیان آگے آئے گا۔ طلاق کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسی وقت نکاح سے باہر ہو جائے اس کو بائن کہتے ہیں۔ دوسری یہ کہ عدت گزرنے پر باہر ہو گی اسے رجعی کہتے ہیں۔

طلاق کی صورتیں' طلاق بائن ورجعی کی تعریف: مسئلہ: طلاق دینا جائز ہے مگر بے وجہ شرعی منع ہے اور شرعی وجہ ہو تو مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں مستحب ہے (جیسے عورت اس کو یا اوروں کو ایذا دیتی ہے یا نماز نہیں پڑھتی) اور بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے (جیسے شوہر نامرد یا ہیجڑا ہے یا اس پر کسی نے جادو یا عمل کر دیا ہے کہ جماع پر قادر نہیں اور اس کے ازالہ کی بھی کوئی صورت نظر نہیں آتی کہ ان صورتوں میں طلاق نہ دینا سخت تکلیف پہنچانا ہے۔ (دُرّمختار وبہار شریعت وغیرہ)

طلاق کی اقسام: مسئلہ: طلاق کی تین قسمیں ہیں۔ ۱۔ حسن۔ ۲۔ احسن۔ بدعی۔ طلاق احسن دینے کی صورت یہ ہے کہ جس طہر میں وطی نہ کی ہو اس میں ایک طلاق رجعی دے اور

---

[1] ولیمہ کی تعریف اور مدت: ولیمہ شب زفاف کی صبح کو جو دعوت اسی خوشی میں کی جائے وہ ولیمہ ہے ترمذی کی حدیث میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (شادیوں میں) پہلے دن کا کھانا حق ہے یعنی ثابت ہے اسے کرنا ہی چاہیے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے تیسرے دن کھانا سمعہ ہے یعنی سنانے اور شہرت کیلئے ہے جو سنانے کیلئے کوئی کام کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو سنائے گا یعنی اس کو سزا دے گا۔

چھوڑے رہے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔ یہ احسن ہے اور طلاق حسن یہ ہے کہ غیر موطوہ
کو طلاق دی یا موطوہ کو تین طہر میں تین طلاقیں دیں۔ بشرطیکہ نہ ان طہروں میں وطی کی ہو نہ
حیض میں۔ یا تین مہینے میں تین طلاقیں اس عورت کو دیں جسے حیض نہیں آتا (جیسے نابالغہ[1] یا
حمل والی یا سن ایاس والی) یہ سب صورتیں طلاق حسن کی ہیں۔ بدعی یہ ہے کہ ایک طہر میں دو
یا تین طلاق دے دے چاہے تین دفعہ میں یا دو دفعہ میں یا ایک ہی دفعہ میں چاہے تین بار لفظ
کہے یا یوں کہہ دیا کہ تجھے تین طلاقیں) یا ایک طہر میں ایک ہی طلاق دی مگر اس طہر میں وطی کر
چکا ہے یا موطوہ کو حیض میں طلاق دی یا طہر ہی میں طلاق دی مگر اس سے پہلے جو حیض آیا تھا
اس میں وطی کی تھی یا اس حیض میں طلاق دی تھی یا یہ سب باتیں نہیں مگر طہر میں طلاق بائن دی
تو یہ تمام صورتیں طلاق بدعی کی ہیں (دُرِّ مختار و بہارِ شریعت وغیرہ) مسئلہ: اگر حیض میں طلاق
دی تو رجعت واجب ہے اس لئے کہ اس حالت میں طلاق دینا گناہ تھا۔ اگر طلاق دینا ہی
ہے تو اس حیض کے بعد طہر گزر جائے پھر حیض آکر پاک ہو تو اب دے سکتا ہے یہ اس وقت
ہے کہ جماع سے رجعت کی ہو اور اگر قول یا بوسہ لینے یا چھونے سے رجعت کی ہو تو اس حیض
کے بعد جو طہر ہے اس میں بھی طلاق دے سکتا ہے (جوہرہ و بہارِ شریعت وغیرہ) مسئلہ: ایسی
موطوہ جسے حیض آتا ہے اس سے کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو اس سے ہر طہر
میں ایک طلاق واقع ہوگی پہلی اس طہر میں پڑے گی جس میں وطی نہ کی ہو۔ مسئلہ: ایسی موطوہ
جسے حیض آتا ہے اس سے ایسے طہر کی حالت میں جس میں وطی نہیں کی ہے یہ کہا تجھے سنت کے
موافق دو یا تین طلاقیں تو ایک طلاق فوراً واقع ہوگی۔ مسئلہ: ایسی موطوہ جسے حیض آتا ہے اس
سے حالت حیض میں کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو اب حیض کے بعد پاک
ہونے پر پہلی طلاق واقع ہوگی۔ مسئلہ: ایسی موطوہ جسے حیض آتا ہے اسے ایسی طہر میں جس
میں وطی کر چکا ہے یہ کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو اب حیض کے بعد پاک ہونے
پر پہلی طلاق ہوگی۔ مسئلہ: غیر موطوہ سے کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو ایک طلاق
فوراً واقع ہوگی (چاہے اس وقت حیض ہی ہو) باقی اس وقت واقع ہوگی کہ اس سے نکاح
کرے کیونکہ پہلے ہی طلاق سے بائن ہوگئی نکاح سے نکل گئی دوسری طلاق کے لئے محل نہ
رہی۔ مسئلہ: موطوہ جسے حیض نہیں آتا اس سے کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں تو ایک
فوراً واقع ہوگی۔ دوسرے مہینے میں دوسری اور تیسری تیسرے مہینے میں واقع ہوگی۔ مسئلہ: اگر

[1] یہ نابالغہ اگر نو برس یا زیادہ عمر کی ہے مگر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو افضل یہ ہے کہ وطی اور طلاق میں ایک مہینے کا فاصلہ ہو

عورت سے کہا کہ تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں اور اس کلام سے یہ نیت کی کہ تینوں
ابھی پڑ جائیں یا ہر مہینے کے شروع میں ایک واقع ہو تو یہ نیت بھی صحیح ہے مگر غیر موطوہ میں یہ نیت
کہ ہر مہینے کے شروع میں ایک واقع ہو بے کار ہے کہ وہ پہلی ہی سے بائن ہو جائے گی اور محل
نہ رہے گی۔ (دُرِّ مختار و بہارِ شریعت وغیرہ)

طلاق کون دے سکتا ہے: مسئلہ: طلاق کے لئے شرط یہ ہے کہ شوہر عاقل بالغ ہو نابالغ یا
مجنون نہ خود طلاق دے سکتا ہے نہ اس کی طرف سے اس کا ولی (دُرِّ مختار ہدایہ ہندیہ و بہارِ شریعت)

نشہ کی حالت میں طلاق کا حکم: مسئلہ: نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ
عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ چاہے شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے افیون کی
پینک میں طلاق دے دی جب بھی واقع ہو جائے گی۔ طلاق میں عورت کی طرف سے کوئی
شرط نہیں نابالغہ ہو یا مجنونہ بہرحال طلاق واقع ہوگی۔ (دُرِّ مختار و بہار و ہندیہ)
مسئلہ: کسی نے مجبور[1] کر کے نشہ پلا دیا یا حالت اضطرار میں پیا جیسے پیاس سے مر رہا تھا اور پانی
نہ تھا تب پیا تھا اور نشہ میں طلاق دے دی تو صحیح یہ ہے کہ واقع نہ ہوگی۔ (ردّ المحتار و بہارِ شریعت)

مذاق دل لگی میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے: مسئلہ: طلاق کے لئے یہ شرط نہیں کہ
خوشی سے طلاق دی جائے بلکہ اکراہ[2] شرعی کی صورت میں بھی طلاق واقع ہو جائے گی (ہدایہ
جوہرہ و ہندیہ وغیرہ) مسئلہ: الفاظ طلاق بطور ہزل کہے یعنی ان سے دوسرے معنیٰ کا ارادہ کیا
جو نہیں بن سکتے جب بھی طلاق ہوگئی (دُرِّ مختار ردّ المحتار و بہارِ شریعت) مسئلہ: خفیف العقل کی
بھی طلاق واقع ہے اور بوہرا مجنون کے حکم میں ہے (دُرِّ مختار، ردّ المحتار و بہارِ شریعت)

گونگے کی طلاق: مسئلہ: گونگے نے اشارے سے طلاق دی تو ہوگئی جب کہ لکھنا نہ جانتا
ہو اور اگر لکھنا جانتا ہے تو اشارے سے نہ ہوگی بلکہ لکھنے سے ہوگی (فتح القدیر و بہارِ شریعت)
مسئلہ: کوئی اور لفظ کہنا چاہتا ہے زبان سے لفظ طلاق نکل گیا یا لفظ طلاق بولا مگر اس کے معنیٰ
نہیں جانتا یا سہواً یا غفلت میں کہا یا ہنسی دل لگی کے طور پر کہا یا ڈرانے دھمکانے کے لئے کہا ان
سب صورتوں میں طلاق واقع ہوگئی (دُرِّ مختار و بہارِ شریعت وغیرہ) مسئلہ: مریض جس کا مرض
اس حد کو نہ پہنچا ہو کہ عقل جاتی رہے اس کی طلاق واقع ہے (دُرِّ مختار و بہارِ شریعت) مسئلہ:

[1] مجبوری سے مراد شرعی مجبوری ہے دوست احباب کے اصرار اور معمولی مار اور دھمکی شرعی مجبوری نہیں بلکہ قتل یا قطع عضو یا ضرب شدید کے صحیح اندیشہ سے شرعی مجبوری ہوتی ہے۔ (۱۲-منہ) خفیف العقل: کم سمجھ۔

[2] اکراہ: زبردستی کرنا، مجبور کرنا

سرسام و برسام یا کسی اور بیماری میں جس سے عقل جاتی رہی یا غشی کی حالت میں یا سونے میں طلاق دے دی تو واقع نہ ہوگی۔ (دُرّ مختار ردّالمحتار و بہار شریعت)

غصہ کی طلاق کا حکم: مسئلہ: اگر غصہ اس حد کا ہو کہ عقل جاتی رہے تو طلاق واقع نہ ہو گی (دُرّ مختار و ردّالمحتار) آج کل اکثر لوگ طلاق دے بیٹھتے ہیں بعد کو افسوس کرتے ہیں اور طرح طرح کے حیلہ سے یہ فتوی لیا چاہتے ہیں کہ طلاق واقع نہ ہو ایک عذر اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ غصہ میں طلاق دی تھی مفتی کو چاہیے کہ یہ امر ملحوظ رکھے کہ مطلقاً غصہ کا اعتبار نہیں۔ معمولی غصہ میں طلاق ہو جاتی ہے اور وہ صورت کہ عقل غصہ سے جاتی رہی بہت نادر ہے لہٰذا جب تک اس کا ثبوت نہ ہو محض سائل کے کہہ دینے پر اعتماد نہ کرے۔ (بہار شریعت) مسئلہ: نابالغ کی عورت مسلمان ہوگئی اور شوہر پر قاضی نے اسلام پیش کیا اگر وہ سمجھدار ہے اور اسلام سے انکار کرے تو طلاق ہوگئی (ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: زبان سے الفاظ طلاق نہ کہا مگر کسی ایسی چیز پر لکھا کہ حروف ممتاز نہ ہوتے ہوں (جیسے پانی پر ہوا پر) (طلاق بذریعہ تحریر) تو طلاق نہ ہوگی اور اگر ایسی چیز پر لکھا کہ حروف ممتاز ہوتے ہیں (جیسے کاغذ یا تختہ وغیرہ پر) اور طلاق کی نیت سے لکھا تو ہو جائے گی اور اگر لکھ کر بھیجا یعنی اس طرح لکھا جس طرح خط لکھا جاتا ہے (کہ معمولی القاب و آداب کے بعد اپنا مطلب لکھا جاتا ہے) جب بھی ہوگئی بلکہ اگر نہ بھی بھیجے جب بھی اس صورت میں ہو جائے گی اور یہ طلاق لکھتے وقت پڑے گی اور اسی وقت سے عدت شمار ہوگی اور اگر یوں لکھا کہ میرا یہ خط جب تجھے پہنچے تجھے طلاق ہے تو عورت کو جب تحریر پہنچے گی اس وقت طلاق ہوگی عورت چاہے پڑھے یا نہ پڑھے اور فرض کیجئے کہ عورت کو تحریر پہنچی ہی نہیں مثلاً اسے نہ بھیجی یا راستہ میں گم ہوگئی تو طلاق نہ ہوگی اور اگر یہ تحریر عورت کے باپ کو ملی اس نے چاک کر دی لڑکی کو نہ دی تو اگر لڑکی کے تمام کاموں میں یہ تصرف کرتا ہے اور وہ تحریر اس شہر میں اس کو ملی جہاں لڑکی رہتی ہے تو طلاق ہوگئی ورنہ نہیں مگر جب کہ تحریر آنے کی لڑکی کو خبر دی اور وہ پھٹی ہوئی تحریر بھی اسے دی اور وہ پڑھنے میں آتی ہے تو واقع ہو جائے گی (قاضی خاں دُرّ مختار ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: کسی پرچہ پر طلاق لکھی اور کہتا ہے کہ میں نے مشق کے طور پر لکھی ہے تو قضاءً اس کا قول معتبر نہیں (ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: دو پرچوں پر یہ لکھا کہ جب میری یہ تحریر پہنچے تجھے طلاق ہے اور عورت کو دونوں پرچے پہنچے تو قاضی دو طلاق کا حکم دے گا۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: دوسرے سے طلاق لکھوا کر بھیجی تو طلاق ہو جائے گی لکھنے والے سے کہا میری عورت کو طلاق لکھ دے تو یہ اقرار طلاق

ہے یعنی طلاق ہو جائے گی چاہے وہ نہ لکھے (ردّالمحتار بہار شریعت) مسئلہ: تحریر سے طلاق کے ثبوت میں یہ ضرور ہے کہ شوہر اقرار کرے کہ میں نے لکھی یا لکھوائی یا عورت اس پر گواہ پیش کرے محض اس کے خط سے مشابہ ہونا یا اس کے سے دستخط ہونا یا اس کی سی مہر ہونا کافی نہیں ہاں اگر عورت کو اطمینان اور غالب گمان ہے کہ یہ تحریر اسی کی ہے تو اس پر عمل کرنے کی عورت کو اجازت ہے مگر جب شوہر انکار کرے تو بغیر شہادت چارہ نہیں (خانیہ وغیرہ) مسئلہ: کسی نے شوہر کو طلاق نامہ لکھنے پر مجبور کیا اس نے لکھ دیا مگر نہ دل میں ارادہ ہے نہ زبان سے طلاق کا لفظ کہا تو طلاق نہ ہوگی مجبوری سے مراد شرعی مجبوری ہے محض کسی کے اصرار کرنے پر لکھ دینا یا بڑا ہے اس کی بات کیسے ٹالی جائے یہ مجبوری نہیں۔ (ردّالمحتار و بہار شریعت)

طلاق صریح: مسئلہ: طلاق دو قسم کی ہے ۱- صریح و کنایہ۔ صریح: وہ یہ ہے جس سے طلاق مراد ہونا ظاہر ہو۔ اکثر طلاق میں اس کا استعمال ہو اگرچہ وہ کسی زبان کا لفظ ہو (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: ۱- لفظ صریح جیسے میں نے تجھے طلاق دی ۲- تجھے طلاق ہے۔ ۳- تو مطلقہ ہے۔ ۴- تو طالق ہے۔ ۵- میں تجھے طلاق دیتا ہوں ۶- اے مطلقہ۔ ان سب لفظوں کا حکم یہ ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی چاہے کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی ہو یا ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو۔ یا کہے میں نہیں جانتا تھا کہ طلاق کیا چیز ہے ان سب صورتوں میں ایک رجعی واقع ہوگی مگر اس صورت میں کہ وہ طلاق کو نہ جانتا تھا تو دیانۃً واقع نہ ہوگی (دُرّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: ۷- طلاغ۔ ۸- تلاغ۔ ۹- طلاک۔ ۱۰- طلاکھ۔ ۱۱- تلاکھ۔ ۱۲- تلاکھ۔ ۱۳- طلاخ۔ ۱۴- تلاخ۔ ۱۵- طلاق۔ ۱۶- تلاق بلکہ توتلے کی زبان سے تلات یہ سب صریح کے الفاظ ہیں ان سب سے ایک طلاق رجعی ہوگی چاہے طلاق کی نیت ہو نہ ہو۔ ۱۸- ط ل اق ط لام الف قاف کہا اور نیت طلاق کی ہے تو ایک رجعی ہوگی (دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: اردو میں یہ لفظ کہے کہ میں نے تجھے چھوڑا یہ صریح ہے اس سے ایک رجعی ہوگی کچھ نیت ہو یا نہ ہو یونہی یہ لفظ کہ میں نے فارغ خطی فارکھتی دی صریح ہے (بہار شریعت) مسئلہ: لفظ طلاق غلط طور پر ادا کرنے میں عالم و جاہل برابر ہیں بہر حال طلاق ہو جائے گی چاہے کہے کہ میں نے دھمکانے کے لئے غلط طور پر ادا کیا تھا طلاق مقصود نہ تھی نہیں تو صحیح طور پر بولتا ہاں اگر لوگوں سے پہلے کہہ دیا تھا کہ میں دھمکانے کے لئے غلط طور پر بولوں گا۔ طلاق مقصود نہ ہوگی تو اب اس کا کہنا مان لیا جائے گا۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: کسی نے پوچھا تو نے اپنی عورت کو طلاق دے دی اس نے کہا ہاں (یا کیوں نہیں) تو طلاق ہوگئی اگرچہ

طلاق دینے کی نیت سے نہ کہا ہو مگر جب کہ ایسی سخت آواز اور ایسے لہجہ میں کہا جس سے انکار سمجھا جاتا ہو تو نہیں (دُرِّ مختار خانیہ و بہار شریعت) مسئلہ: کسی نے زید سے کہا تیری عورت پر طلاق نہیں اس پر زید نے کہا کیوں نہیں یا کہا کیوں تو طلاق ہوگئی اور اگر کہا نہیں یا ہاں تو نہ ہوئی (فتاویٰ رضویہ) مسئلہ: عورت کو طلاق نہیں دی ہے مگر اوروں سے کہتا ہے میں طلاق دے آیا تو قضاءً طلاق ہو جائے گی لیکن دیانۃً نہ ہوگی (فتاویٰ خیریہ و بہار شریعت) مسئلہ: طلاق ایک دی ہے اور لوگوں سے کہتا ہے تین دی ہیں تو دیانۃً ایک ہوگی قضاءً تین چاہے کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا (خیریہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت سے کہا اے مطلقہ۔ اے طلاق دی گئی اے طالقن اے طلاق شدہ اے طلاق یافتہ اے طلاق کردہ ان سب صورتوں میں طلاق ہوگئی چاہے کہے میرا مقصد گالی دینا تھا طلاق دینا نہ تھا اور اگر یہ کہے میرا مقصد یہ تھا کہ وہ پہلے شوہر کی مطلقہ ہے اور حقیقت میں وہ ایسی ہے یعنی شوہر اول کی مطلقہ ہے تو دیانۃً اس کا قول مان لیا جائے گا اور اگر وہ عورت پہلے کسی کی منکوحہ تھی ہی نہیں یا تھی مگر اس نے طلاق نہ دی تھی بلکہ مر گیا ہو تو یہ تاویل نہیں مانی جائے گی یونہی اگر تیرے شوہر نے تجھے طلاق دی تو بھی وہ ہی حکم ہے (ردّ المحتار ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت سے کہا تجھے طلاق دیتا ہوں یا کہا تو مطلقہ ہو جا۔ تو طلاق ہوگئی (شامی و بہار شریعت) مگر یہ لفظ کہ طلاق دیتا ہوں یا چھوڑتا ہوں اس کے یہ معنیٰ لئے کہ طلاق دینا چاہتا ہوں یا چھوڑنا چاہتا ہوں تو دیانۃً نہ ہوگی قضاءً ہو جائے گی اور اگر یہ لفظ کہا کہ چھوڑے دیتا ہوں تو طلاق نہ ہوئی کہ یہ لفظ قصد و ارادہ کے لئے ہے (بہار شریعت) مسئلہ: تجھ پر طلاق تجھے طلاق طلاق ہو جا۔ تو طلاق ہے تو طلاق ہوگئی طلاق لے باہر جاتی تھی کہا طلاق لے جا۔ اپنی طلاق اوڑھ اور روانہ ہو۔ میں نے تیری طلاق تیرے آنچل میں باندھ دی جا تجھ پر طلاق ان سب لفظوں سے ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر فقط جا طلاق کی نیت سے کہتا تو بائن ہوتی۔ (خانیہ ہندیہ وغیرہ)

مسئلہ: کسی نے اپنے عورت کی نسبت کہا۔ اسے اس کی طلاق کی خبر دے یا طلاق کی خوشخبری سنا دے یا اس کی طلاق کی خبر اس کے پاس لے جا یا اسے لکھ بھیج یا اس سے کہہ کہ وہ مطلقہ ہے یا اس کے لئے اس کی طلاق کی سند یا یادداشت لکھ دے ان سب صورتوں میں طلاق ابھی پڑ گئی چاہے نہ اس نے اس سے کہا نہ لکھا اور اگر یوں کہا کہ اس سے کہہ کر تو مطلقہ ہے یا یوں کہا کہ اسے طلاق دے آ تو جب یہ جا کر کہے گا تب طلاق ہوگی ورنہ نہیں۔ (خانیہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت سے کہا تو فلانی سے زیادہ مطلقہ ہے طلاق پڑ گئی چاہے وہ فلانی مطلقہ نہ بھی ہو۔

(فتاویٰ رضویہ) مسئلہ: عورت سے کہا میں نے تیری طلاق چاہی یا کہا تیرے لئے طلاق ہے یا کہا اللہ نے تیری طلاق چاہی یا کہا اللہ نے تیری طلاق مقدر کردی ان سب صورتوں میں اگر نیت طلاق کی ہو تو رجعی واقع ہوگی (دُرِّ مختار، ردّ المحتار، بحر و بہار شریعت) مسئلہ: عورت سے کہا میں نے تجھے چھوڑا اور کہتا ہے میرا مطلب یہ تھا کہ بندھی ہوئی تھی اس کی بندش کھول دی یا مقید تھی اب چھوڑ دی تو یہ تاویل سنی نہ جائے گی ہاں اگر تصریح کردی کہ تجھے قید یا بندش سے چھوڑا تو قول مان لیا جائے گا (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: اپنی عورت سے کہا تو مجھ پر حرام ہے تو اس سے ایک بائن طلاق واقعی ہوگی چاہے نیت کی نہ ہو (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت سے کہا میں تجھ پر حرام ہوں اور طلاق کی نیت کی تو طلاق واقع ہوگئی اور اگر صرف یہ کہا تھا کہ میں حرام ہوں تو نہ ہوگی (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت سے کہا تیری طلاق مجھ پر واجب ہے تو اس سے طلاق ہو جائے گی (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: اگر کہا تجھے خدا طلاق دے تو اس سے طلاق نہ ہوگی اور اگر یوں کہا کہ تجھے خدا نے طلاق دی تو اس سے طلاق ہوگئی۔ (ردّ المحتار و بہار شریعت)

طلاق کی اضافت کا بیان: مسئلہ: طلاق میں اضافت نسبت ضرور ہونی چاہیے بغیر اضافت طلاق واقع نہ ہوگی چاہے حاضر کے صیغہ سے بیان کرے جیسے کہے تجھے طلاق ہے یا اشارہ کے ساتھ بیان کرے جیسے کہے کہ اسے یا اسے یا نام لے کر کہے کہ فلانی کو طلاق ہے غرض جس کو طلاق دینا ہے اس کی طرف طلاق کی نسبت ضروری ہو۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: اگر کہا تجھے مکہ میں طلاق ہے یا گھر میں یا سایہ میں یا دھوپ میں تو ایسا کہنے سے فوراً طلاق پڑ جائے گی یہ نہیں کہ مکہ کو جائے تب پڑے ہاں اگر یہ کہے کہ میرا مطلب یہ تھا کہ جب مکہ کو جائے تب طلاق ہے تو دیانۃً یہ بات معتبر ہے لیکن قضاءً نہیں (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: اگر کہا تجھے قیامت کے دن طلاق ہے تو کچھ نہیں کہ یہ کلام لغو بے کار ہے اور اگر یوں کہا کہ تجھے قیامت سے پہلے طلاق ہے تو فوراً طلاق پڑ جائے گی (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: اگر کہا تجھے کل طلاق ہے تو دوسرے دن صبح چمکتے ہی طلاق ہو جائے گی یونہی اگر کہا شعبان میں طلاق ہے تو جس دن رجب کا مہینہ ختم ہوگا اس دن آفتاب ڈوبتے ہی طلاق ہوگی (دُرِّ مختار و بہار شریعت)

انگلی کے اشارہ سے طلاق کی صورت: انگلیوں سے اشارہ کر کے کہا تجھے اتنی طلاقیں تو ایک دو تین جتنی انگلیوں سے اشارہ کیا اتنی طلاقیں ہوئی یعنی جتنی انگلیاں اشارہ کے وقت کھلی

ہوں ان کا اعتبار ہے بند کا اعتبار نہیں اور اگر وہ کہتا ہے میری مراد بند انگلیاں یا ہتھیلی تھی تو یہ قول دیانۃً معتبر ہوگا قضاءً نہیں اور اگر تین انگلیوں سے اشارہ کر کے کہا تجھے اس کے مثل طلاق اور نیت تین کی ہو تو تین طلاق پڑے گی نہیں تو ایک بائن پڑے گی اور اگر اشارہ کر کے کہا تجھے اتنی اور نیت طلاق کی ہے اور لفظ طلاق بولا نہیں جب بھی طلاق ہو جائے گی (دُرِّ مختار ردالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: طلاق کے ساتھ کوئی صفت ذکر کی جس سے شدت سمجھی جائے تو بائن ہو گی جیسے بائن یا البتہ فحش طلاق، طلاق شیطان، طلاق بدعت، بدتر طلاق، پہاڑ برابر، ہزار کے مثل سب سے بڑی، سب سے کڑوی سب سے کری، سب سے چوڑی، سب سے لمبی، سب سے موٹی، پھر اگر تین کی نیت کی تو تین ہوگی نہیں[1] تو ایک اور اگر عورت باندی ہے تو دو کی نیت صحیح[2] ہے۔ (ہدایہ دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: کہا تجھے ہزاروں طلاق یا چند بار طلاق تو تین واقع ہوگی اور اگر کہا تجھے طلاق نہ کم نہ زیادہ تو ظاہر الروایہ میں تین ہوں گی اور امام جعفر ہندوانی و امام قاضی خان اس کو ترجیح دیتے ہیں کہ دو واقع ہوں اور اگر کہا کہ کم تر طلاق تو ایک رجعی ہوگی۔ (دُرِّ مختار ردالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: اگر کہا تجھے طلاق ہے پوری طلاق۔ تو ایک ہوگی اور اگر کہا کہ کل طلاقیں تو تین۔ (دُرِّ مختار ردالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: جس عورت سے نکاح فاسد کیا پھر اس کو تین طلاقیں دیں تو بغیر حلالہ نکاح کر سکتا ہے اس لئے کہ یہ حقیقۃً طلاق نہیں بلکہ متارکہ ہے۔

غیر مدخولہ کی طلاق: مسئلہ: غیر مدخولہ کو کہا تجھے تین طلاقیں تو تین ہوں گی اور اگر کہا تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق، یا کہا تجھے طلاق، طلاق، طلاق، یا کہا تجھے طلاق ہے ایک اور ایک اور ایک تو ان صورتوں میں ایک بائن واقع ہوگی۔ باقی لغو و بیکار ہیں۔ یعنی چند لفظوں سے واقع کرنے میں صرف پہلے لفظ سے واقع ہوگی اور باقی کے لئے محل نہ رہے گی اور موطوءہ میں بہر حال تین واقع ہوں گی (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: اگر کہا ڈیڑھ طلاق تو دو ہوں گی اور اگر کہا آدھی اور ایک تو ایک ہوگی یونہی ڈھائی کہا تو تین ہوں گی اور دو اور آدھی کہا تو دو ہوں

[1] یعنی دو کی نیت کرے جب بھی ایک ہی ہوگی اقول نیۃ الثلث انما صحت لکونہا جنسا حتی لو کانت المرءۃ امۃ تصح نیۃ الثنتین باعتبار معنی الجنسیۃ اما الثنتان فی حق الحرۃ عدد واللفظ لا یحتمل العدد وھذا لان معنی التوحد مراعا فی الفاظ الواحدان وذلک بالفردیۃ اذا الجنسیۃ والمثنی بمعزل منہا ھکذا فی الھدایۃ وغیرھا وفی قاضی خان ولا تصح نیۃ الثنتین فی الکنایات رجل قال للمنکوحۃ الامۃ انت بائن ونوی الثنتین صحت نیۃ ولو قال ذلک لحرۃ طلقہا واحدۃ ونوی الثنتین یقع واحدۃ ۱۲ منہ۔

[2] ان صورتوں میں حرہ میں دو کی نیت صحیح نہیں ہے۔

گی (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: کسی کے دو یا تین عورتیں ہیں اس نے کہا میری عورت کو طلاق تو ان میں سے ایک پر پڑے گی اور یہ اسے اختیار ہے کہ ان میں سے جسے چاہے طلاق کے لئے معین کر لے اور اگر ایک کو مخاطب کر کے کہا تجھ کو طلاق ہے یا کہا تو مجھ پر حرام ہے تو صرف اسی کو ہوگی جس سے کہا۔ (دُرِّ مختار ردالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت نے شوہر سے کہا مجھے تین طلاقیں دے دے۔ شوہر نے جواب میں کہا دی تو تین واقع ہوئیں۔ اور اگر جواب میں یہ کہا کہ تجھے طلاق ہے تو ایک واقع ہوگی چاہے نیت تین کی ہو۔ (خانیہ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: عورت نے کہا میں نے اپنے کو طلاق دے دی۔ شوہر نے جائز کر دی تو طلاق ہوگئی (دُرِّ مختار و بہار شریعت)

کنایۂ طلاق: وہ الفاظ ہیں جن سے طلاق مراد ہونا ظاہر نہ ہو طلاق کے علاوہ اور معنوں میں بھی ان کا استعمال ہوتا ہو۔ کنایہ سے طلاق واقع ہونے میں یہ شرط ہے کہ طلاق کی نیت ہو یا حالت بتاتی ہو کہ طلاق مراد ہے یعنی پہلے سے طلاق کا ذکر تھا یا غصہ میں کہا کنایہ کے الفاظ تین طرح کے ہیں۔ بعض میں سوال رد کرنے کا احتمال ہے بعض میں گالی کا احتمال ہے اور بعض میں نہ یہ ہے نہ وہ بلکہ جواب کے لئے متعین ہے۔ اگر رد کا احتمال ہے تو مطلقاً ہر حال میں نیت کی حاجت ہے بغیر نیت طلاق نہ ہوگی ۲۔ اور جن میں گالی کا احتمال ہے ان سے طلاق ہونا خوشی اور غضب میں نیت پر موقوف ہے اور طلاق کا ذکر تھا تو نیت کی ضرورت نہیں اور تیسری صورت یعنی جو فقط جواب ہو تو اس کے لئے خوشی میں نیت ضروری ہے اور غضب و مذاکرہ کے وقت بغیر نیت بھی طلاق واقع ہے۔ (دُرِّ مختار و بہار شریعت وغیرہ)

بائن کے بعض الفاظ یہ ہیں: ۱- جا۔ ۲- نکل۔ ۳- چل۔ ۴- روانہ ہو۔ ۵- اٹھ۔ ۶- کھڑی ہو۔ ۷- پردہ کر۔ ۸- ہٹ سرک۔ ۹- جگہ چھوڑ۔ ۱۰- گھر خالی کر۔ ۱۱- دور ہو۔ ۱۲- رستہ ناپ۔ ۱۳- اپنی راہ لے۔ ۱۴- کالا منہ کر۔ ۱۵- چل دور ہو۔ ۱۶- تو جدا ہے۔ ۱۷- تو مجھ سے جدا ہے۔ ۱۸- چلتی بن۔ ۱۹- رفو چکر ہو۔ ۲۰- پنجرا خالی کر۔ ۲۱- چلتی نظر آ۔ ۲۲- دفع ہو۔ ۲۳- دال فے عین ہو۔ ۲۴- بستر اٹھا۔ ۲۵- تشریف لے جائیے۔ ۲۶- تشریف کا ٹوکرا لے جائیے۔ ۲۷- جہاں سینگ سمائے جا۔ ۲۸- بہت ہو چکی اب مہربانی فرمائیے۔ ۲۹- جہنم میں جا۔ ۳۰- چولہے میں جا۔ ۳۱- بھاڑ میں پڑ۔ ۳۲- میرے پاس سے چل۔ ۳۳- تو مجھ پر مثل مردار کے ہے۔ ۳۴- تو مجھ پر مثل سور کے ہے۔ ۳۵- تو مجھ پر مثل شراب کے ہے (لیکن اگر کہا مثل بھانگ کے یا مثل افیون کے یا مثل فلاں کے ماں کے یا مثل فلاں

کی عورت کے تو نہیں) ۳۶-تو مثل میری ماں کے ہے۔ ۳۷-تو مثل میری بیٹی۔ ۳۸-تو مثل میری بہن کے ہے (اور اگر یوں کہا کہ تو ماں ہے یا کہا بہن ہے یا کہا بیٹی ہے تو گناہ کے سوا کچھ نہیں) ۳۹- میں تجھ سے باز آیا۔ ۴۰- میں تجھ سے درگزرا۔ ۴۱-تو میرے کام کی نہیں۔ ۴۲- میں نے تیری راہ خالی کر دی۔ ۴۳-اپنے میکے بیٹھ۔ ۴۴- میں تجھ سے لادعویٰ ہوتا ہوں۔ ۴۵- میرا تجھ پر کچھ دعویٰ نہیں۔ ۴۶-تو خود مختار ہے۔ ۴۷-تو آزاد ہے۔ ۴۸- مجھے صورت نہ دکھا۔ ۴۹-الگ ہو۔ ۵۰- کنارے ہو۔ ۵۱- آزاد ہو جا۔ ۵۲- میں تجھ سے بری ہوں۔ ۵۳- میں تجھ سے بے زار ہوں۔ ۵۴- میں تجھ سے دست بردار ہوا۔ ۵۵-تو قیامت تک میرے لائق نہیں۔ ۵۶-تو عمر بھر میرے لائق نہیں۔ ۵۷- میں نے تجھے آزاد کیا۔ ۵۸- میں نے تجھے تیرے گھر والوں کو دیا۔ ۵۹- میں نے تجھے تیری ماں کو دیا۔ ۶۰- میں نے تجھے تیرے خاوندوں کو دیا۔ ۶۱- میں نے تجھے جدا کر دیا۔ ۶۲- میں نے تجھ سے جدائی کی۔ ۶۳- مجھ میں تجھ میں نکاح باقی نہ رہا۔ ۶۴- میں نے تجھ سے خلع کیا۔ یہ چند کثیر الوقوع الفاظ کنایہ کے جن سے بائن طلاق واقع ہوتی ہے یہاں لکھے گئے اور بہت الفاظ ہیں جن کو بہار شریعت فتاویٰ رضویہ میں ذکر کیا گیا ہے اگر ضرورت ہو تو ان کتابوں میں دیکھیں۔

مسئلہ: کنایہ کے ان لفظوں سے ایک بائن طلاق ہوگی اور اگر طلاق کی نیت سے بولے گئے چاہے بائن کی نیت نہ ہو اور دو کی نیت کی جب بھی وہی ایک واقع ہوگی ہاں اگر تین کی نیت کی تو تین واقع ہوگی لیکن اگر باندی میں دو کی نیت کی تو دو واقع ہوگی (دُرّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: ان لفظوں سے طلاق نہ ہوگی چاہے نیت کرے۔ مجھے تیری حاجت نہیں۔ مجھے تجھ سے سروکار نہیں تجھ سے مجھے کام نہیں۔ مجھے تجھ سے غرض نہیں۔ تجھ سے مطلب نہیں۔ تو مجھے درکار نہیں۔ تجھ سے مجھے رغبت نہیں۔ میں تجھے نہیں چاہتا (فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت)

مسئلہ: مدخولہ کو ایک طلاق دی تھی پھر عدت میں کہا کہ میں نے اسے بائن کر دیا تو بائن واقع ہو جائے گی اور اگر کہا تین تو تین واقع ہو جائیں گی اور اگر عدت یا رجعت کے بعد ایسا کہا تو کچھ نہیں۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت)

طلاق سپرد کرنے کا بیان: مسئلہ: عورت سے کہا تجھے اختیار ہے یا کہا تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے اور اس سے مقصود طلاق کا اختیار دینا ہے تو عورت اس مجلس میں اپنے کو طلاق دے

[1] الفاظ کنایہ سے جب طلاق واقع ہوگی تو کل کوئی عدد معین نہیں۔ حرہ اور باندی دونوں میں کم سے کم ایک ہے اور کل طلاق حرہ میں تین ہے اور باندی میں دو لہٰذا حرہ میں ایک۔ تین واقع ہو سکیں گی دو نہیں اور باندی میں ایک یا دو۔ منہ

سکتی ہے چاہے وہ مجلس کتنی ہی طویل ہو اور مجلس بدلنے کے بعد کچھ نہیں کر سکتی اور اگر عورت وہاں موجود نہ تھی یا موجود تھی مگر سنا نہیں اور اسے اختیار انہیں لفظوں سے دیا تو جس مجلس میں عورت کو اس کا علم ہوا اس مجلس کا اعتبار ہے ہاں اگر شوہر نے کوئی وقت مقرر کر دیا تھا مثلاً آج اسے اختیار ہے اور وقت گزرنے کے بعد علم ہوا تو اب کچھ نہیں کر سکتی اور اگر ان لفظوں سے شوہر نے طلاق کی نیت ہی نہ کی تو کچھ نہیں اس لئے کہ یہ الفاظ کنایہ کے ہیں اور کنایہ میں بے نیت طلاق نہیں ہوتی ہاں اگر غضب کی حالت میں کہا یا اس وقت طلاق کی بات چیت تھی اسی حالت میں کہا تو اب نیت نہیں دیکھی جائے گی اور اگر عورت نے ابھی کچھ نہ کہا تھا کہ شوہر نے اپنے کلام (بات) کو واپس لیا تو مجلس کے اندر واپس نہ ہوگا یعنی بعد واپسی شوہر بھی عورت اپنے کو طلاق دے سکتی ہے اور شوہر اسے منع بھی نہیں کر سکتا اور اگر شوہر نے یہ لفظ کہے کہ تو اپنے کو طلاق دے دے یا تجھے اپنی طلاق کا اختیار ہے کہ جب بھی یہی سب احکام ہیں۔ مگر اس صورت میں اگر عورت نے طلاق دے دی تو رجعی پڑے گی۔ ہاں اگر اس صورت میں عورت نے تین طلاقیں دیں اور مرد نے تین کی نیت پر کر لی ہے تو تین ہوں گی اور اگر مرد کہتا ہے میں نے ایک کی نیت کی تھی تو ایک بھی واقع نہ ہوگی اور اگر شوہر نے تین کی نیت کی یا یہ کہا کہ تو اپنے کو تین طلاق دے لے اور عورت نے ایک دی تو ایک پڑے گی اور کہا تو اگر چاہے تو اپنے کو تین طلاقیں دے عورت نے ایک دی یا کہا تو اگر چاہے تو اپنے کو ایک طلاق دے عورت نے تین دیں تو دونوں صورتوں میں کچھ نہیں مگر پہلی صورت میں اگر عورت نے کہا میں نے اپنے کو طلاق دی ایک اور ایک اور ایک تو تین پڑے گی۔ (جوہرہ ہندیہ دُرّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: ان الفاظ مذکورہ کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تو جب چاہے یا جس وقت چاہے تو اب مجلس بدلنے سے اختیار باطل نہ ہوگا اور شوہر کو کلام واپس لینے کا اب بھی اختیار نہ ہوگا۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: کسی شخص سے کہا کہ تو میری عورت کو طلاق دے دے اس شخص نے اسی مجلس میں یا بعد اس مجلس کے طلاق دے دی تو طلاق ہوگئی اور اس میں رجوع کر سکتا ہے یعنی جس کو یہ اختیار دیا تھا اس سے یہ اختیار لے سکتا ہے لیکن اگر یوں کہا تھا کہ اگر تو چاہے تو طلاق دے دے تو یہ اختیار اسی مجلس تک رہے گا اور رجوع نہ کر سکے گا (جوہرہ دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت سے کہا تو اپنے کو طلاق دے دے تو عورت اسی مجلس میں اپنے کو طلاق دے سکتی ہے اس مجلس کے بعد نہیں دے سکتی اور رجوع بھی نہیں کر سکتا[1]

[1] لانہ تعلیک

ہے۔ (جوہرہ ودُرّ مختار) مسئلہ: عورت سے کہا تو اپنی سوت کو طلاق دے دے تو یہ مجلس کے ساتھ خاص نہیں اس مجلس کے بعد بھی دے سکتی ہے اور رجوع بھی کر سکتا ہے[1] (جوہرہ دُرّ مختار) یہاں مجلس بدلنے کی صورتیں بیٹھی تھی کھڑی ہوگئی یا ایک کام کر رہی تھی اسے چھوڑ کر دوسرا کرنے لگی جیسے کھانا منگوایا یا سوگئی یا غسل کرنے لگی یا مہندی لگانے لگی یا کسی سے خرید وفروخت کی بات کی یا کھڑی تھی جانور پر سوار ہوگئی یا سوار تھی اتر گئی یا ایک سواری سے اتر کر دوسری پر سوار ہوئی یا سوار تھی مگر جانور کھڑا تھا چلنے لگا تو ان سب صورتوں میں مجلس بدل گئی اور اب طلاق کا اختیار نہ رہا اور کھڑی تھی بیٹھ گئی یا کھڑی تھی اور مکان میں ٹہلنے لگی یا بیٹھی ہوئی تھی تکیہ لگا لیا یا تکیہ لگائے ہوئی تھی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی یا اپنے باپ وغیرہ کسی کو مشورہ کے لئے بلایا۔ یا گواہوں کو بلانے گئی تاکہ ان کے سامنے طلاق دے جب کہ وہاں ایسا کوئی نہیں جو بلا دے یا سواری پر جا رہی تھی اسے روک دیا۔ یا پانی دیا۔ یا کھانا وہاں موجود تھا کچھ تھوڑا سا کھا لیا ان سب صورتوں میں مجلس نہیں بدلی۔ (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: کشتی گھر کے حکم میں ہے کہ کشتی کے چلنے سے مجلس نہ بدلے گی اور جانور پر سوار ہے اور جانور چل رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے ہاں اگر شوہر کے سکوت کرتے ہی فوراً اسی قدم میں جواب دیا تو طلاق ہوگئی اور اگر محمل میں دونوں سوار ہیں جسے کوئی کھینچے لئے جاتا ہے تو مجلس نہیں بدلی کہ یہ کشتی کے حکم میں ہے۔ گاڑی پالکی کا بھی یہی حکم ہے۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت)

مسئلہ: مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو اختیار کر۔ عورت نے کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا کہا میں نے اختیار کیا یا کہا اختیار کرتی ہوں تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور تین کی نیت صحیح نہیں (دُرّ مختار و بہار) مسئلہ: شوہر نے اختیار دیا عورت نے جواب میں کہا میں نے اپنے کو بائن کیا یا کہا حرام کر دیا یا کہا طلاق دی تو جواب ہو گیا اور ایک بائن طلاق پڑ گئی (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت کے اولیاء نے طلاق لینی چاہی شوہر عورت کے باپ سے یہ کہہ کر چلا گیا کہ تم جو چاہو سو کرو اور باپ نے طلاق دے دی تو اگر شوہر نے تفویض (سپرد کرنا) کے ارادہ سے نہ کہا ہو تو طلاق نہ ہوگی (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت سے کہا تو اپنے کو طلاق دے دے اور نیت کچھ نہ ہو یا ایک یا دو کی نیت ہو اور عورت حرہ ہو تو عورت کے طلاق دینے سے ایک رجعی واقع ہوگی اور تین کی نیت کی ہو تو تین پڑ جائیں گی اور باندی میں دو کی نیت بھی صحیح ہے اور اگر عورت نے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے کو بائن

[1] لانه توكيل منه سلمه

کیا یا کہا میں نے اپنے کو جدا کیا یا کہا میں حرام ہوں یا کہا میں بری ہوں جب بھی ایک رجعی واقع ہوگی اور اگر کہا میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو کچھ نہیں اگرچہ شوہر نے جائز کر دیا ہو (دُرّ مختار) کسی اور سے کہا تو میری عورت کو رجعی طلاق دے دے اس نے بائن دی جب بھی رجعی ہوگی اور اگر وکیل نے طلاق کا لفظ نہ کہا بلکہ کہا میں نے جدا کر دیا تو یہ کچھ نہیں (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت سے کہا اپنے کو تو طلاق دے دے جیسی تو چاہے تو عورت کو اختیار ہے بائن دے یا رجعی ایک دے یا دو یا تین مگر مجلس بدلنے کے بعد اختیار نہ رہے گا (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: مرد نے عورت سے کہا تجھ کو طلاق ہے اگر تو ارادہ کرے۔ یا پسند کرے یا خواہش کرے یا محبوب رکھے۔ عورت نے جواب میں کہا میں نے چاہا یا ارادہ کیا تو طلاق ہوگئی یونہی اگر کہا تجھے موافق آئے جواب میں کہا میں نے چاہا تو طلاق ہوگئی اور جواب میں کہا میں نے محبوب رکھا تو طلاق نہ ہوئی۔ (ہندیہ و بہار شریعت)

تعلیق کا بیان: تعلیق کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کا ہونا دوسری چیز کے ہونے پر موقوف کیا جائے یہ دوسری چیز جس پر پہلی موقوف ہے اس کو شرط کہتے ہیں تعلیق صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ شرط فی الحال معدوم ہو مگر عادۃً ہو سکتی ہو۔ لہٰذا اگر شرط ہی معدوم نہ ہو مثلاً یہ کہے کہ اگر آسمان ہمارے اوپر ہو تو تجھ کو طلاق ہے تو تعلیق نہیں (بلکہ فوراً طلاق واقع ہو جائے گی) اور اگر شرط عادۃً محال ہو (مثلاً یہ کہ اگر سوئی کے ناکے میں اونٹ چلا جائے تو تجھ کو طلاق ہے) تو کلام لغو ہے اس سے کچھ نہ ہوگا اور تعلیق میں یہ بھی شرط ہے کہ شرط متصلاً بولی جائے اور یہ کہ سزا دینا مقصود نہ ہو (مثلاً عورت نے شوہر کو کمینہ کہا اس پر شوہر نے کہا اگر میں کمینہ ہوں تو تجھ پر طلاق ہے تو طلاق ہوگئی۔ چاہے کمینہ نہ ہو) کہ ایسے کلام سے تعلیق مقصود نہیں ہوتی بلکہ عورت کو ایذا دینا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ فعل ذکر کیا جائے جسے شرط ٹھہرایا لہٰذا اگر یوں کہا۔ تجھے طلاق ہے اگر اور اس کے بعد کچھ نہ کہا تو یہ کلام لغو ہے طلاق نہ واقع ہوئی نہ ہوگی۔ تعلیق کے لئے شرط یہ ہے کہ عورت تعلیق کے وقت اس کے نکاح میں ہو (مثلاً اپنی منکوحہ سے یا جو عورت اس کی عدت میں ہے کہا اگر تو فلاں کام کرے یا فلاں کے گھر جائے تو تجھ پر طلاق ہے) یا نکاح کی طرف اضافت ہو۔ (مثلاً کہا اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے یا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر طلاق ہے یا جس عورت سے نکاح کروں اسے طلاق ہے اور کسی اجنبیہ سے کہا اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھ پر طلاق ہے پھر اس سے نکاح کیا اور وہ عورت اس کے یہاں گئی طلاق نہ ہوئی یا کہا جو عورت میرے ساتھ سوئے

اسے طلاق ہے۔ پھر نکاح کیا اور ساتھ سوئی طلاق نہ ہوئی۔ یوں ہی اگر والدین سے کہا اگر تم میرا نکاح کروگے تو اسے طلاق پھر والدین نے اس کے بے کہے نکاح کردیا طلاق واقع نہ ہو گی۔ یوں ہی اگر طلاق ثبوت ملک یا زوال ملک کے مقارن ہو تو کلام لغو ہے۔ طلاق نہ ہوگی مثلاً تجھ پر طلاق ہے تیرے نکاح کے ساتھ یا میری یا تیری موت کے ساتھ۔

(دُرّ مختار و ردالمحتار وغیرہ)

کب تعلیق باطل ہو جاتی ہے: مسئلہ: شرط کا محل جاتے رہنے سے تعلیق باطل ہو جاتی ہے۔ مثلاً کہا اگر فلاں سے بات کرے تو تجھ پر طلاق۔ اب فلاں مرگیا تو تعلیق باطل ہوگئی لہٰذا اگر کسی ولی کی کرامت سے وہ فلاں جی گیا اب کلام کیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ یا کہا اگر تو اس گھر میں گئی تو تجھ پر طلاق اور یہ گھر گر پڑ کر کھیت یا باغ بن گیا تو تعلیق جاتی رہی چاہے پھر دوبارہ اس جگہ گھر بنایا گیا ہو (دُرّ مختار و بہار شریعت) حروف شرط: اردو زبان میں یہ ہیں۔
۱-اگر۔ ۲-جب۔ ۳-جس وقت۔ ۴-ہر وقت۔ ۵-جو۔ ۶-ہر۔ ۷-جس۔ ۸-جب کبھی ۹-ہر بار (بہار شریعت) مسئلہ: ایک بار شرط پائے جانے سے تعلیق ختم ہو جاتی ہے یعنی دوبارہ شرط کے پائے جانے سے طلاق واقع نہ ہوگی مثلاً عورت سے کہا اگر تو فلاں کے گھر میں گئی یا تو نے فلاں سے بات کی تو تجھ کو طلاق ہے اب عورت اس کے گھر گئی تو طلاق واقع ہوگئی۔ دوبارہ پھر گئی تو اب واقع نہ ہوگی اس لئے کہ اب تعلیق کا حکم باقی نہیں مگر جب کبھی یا جب جب یا ہر بار کے لفظ سے تعلیق کی تو ایک دوبار پر تعلیق ختم نہ ہوگی بلکہ تین بار میں تین طلاقیں پڑیں گی اس لئے کہ یہ کلماء کا ترجمہ ہے اور کلماء عموم افعال کے واسطے ہے۔ مثلاً عورت سے کہا جب کبھی تو فلاں کے گھر جائے یا فلاں سے بات کرے تو تجھ کو طلاق ہے تو اگر فلاں کے گھر تین بار گئی تین طلاقیں ہوگئیں اب تعلیق کا حکم ختم ہوگیا یعنی اگر وہ عورت بعد حلالہ پھر اس کے نکاح میں آئی۔ اب پھر فلاں کے گھر گئی تو طلاق واقع نہ ہوگی ہاں اگر یوں کہا کہ جب کبھی میں اس سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے تو تین پر بس نہیں بلکہ سو بار بھی نکاح کرے تو ہر بار طلاق واقع ہوگی یوں ہی اگر یہ کہا کہ جس جس آدمی سے تو بات کرے تجھ کو طلاق ہے یا ہر اس عورت سے کہ جس سے میں نکاح کروں اسے طلاق ہے یا جس جس وقت تو یہ کام کرے تجھ پر طلاق ہے کہ یہ الفاظ بھی عموم کے واسطے ہیں لہٰذا ایک بار میں تعلیق ختم نہ ہوگی (عامہ کتب) مسئلہ: یہ کہا کہ جب کبھی میں اس مکان میں جاؤں اور فلاں سے بات کروں تو میری عورت کو طلاق۔ اس کے بعد اس گھر میں کئی بار گیا مگر فلاں سے بات نہ کی تو عورت کو طلاق نہ ہوئی اور اگر جانا

کئی بار ہو اور بات کرنا ایک بار تو ایک طلاق ہوئی (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: وطی پر تین طلاقیں معلق کی تھیں تو حشفہ داخل ہونے سے طلاق ہو جائے گی اور واجب ہے کہ فوراً جدا ہو جائے (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: یہ کہا کہ اگر اس رات میں تو میرے پاس نہ آئی تو تجھ پر طلاق عورت دروازہ تک آئی اندر نہ گئی طلاق ہوگئی اور اگر اندر گئی مگر شوہر سو رہا تھا تو نہ ہوئی اور پاس آنے میں یہ شرط ہے کہ اتنے قریب آجائے کہ شوہر ہاتھ بڑھائے تو عورت تک پہنچ جائے مرد نے عورت کو بلایا عورت نے انکار کیا اس پر مرد نے کہا اگر تو نہ آئی تو تجھ کو طلاق ہے پھر شوہر خود زبردستی اسے لے آیا تو طلاق نہ ہوئی (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: اگر تو فلاں کے گھر جائے تو تجھ کو طلاق ہے اس کے بعد فلاں مرگیا اور گھر ترکہ میں چھوڑا اب اس گھر میں جانے سے طلاق نہ ہوگی۔ (ہندیہ و بہار شریعت)

استثناء کا بیان: استثناء کے لئے شرط یہ ہے کہ کلام کے ساتھ متصل ہو یعنی بلا وجہ نہ سکوت کیا ہو نہ کوئی بیکار بات درمیان میں کہی ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ اتنی آواز سے کہے کہ اگر شور و غل وغیرہ کوئی مانع نہ ہو تو خود سن سکے۔ بہرے کا استثناء صحیح ہے (بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: عورت سے کہا تجھ کو طلاق ہے ان شاء اللہ تعالیٰ تو طلاق واقع نہ ہوگی چاہے انشاء اللہ کہنے سے پہلے ہی عورت مرگئی اور اگر شوہر اتنا لفظ کہہ کر تجھ کو طلاق ہے مرگیا انشاء اللہ نہ کہہ سکا مگر اس کا ارادہ انشاء اللہ بھی کہنے کا تھا۔ تو طلاق ہوگئی رہا یہ کہ کیسے معلوم ہوا کہ اس کا ارادہ یہ بھی تھا یہ یوں معلوم ہوا کہ پہلے اس نے کہہ دیا کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے کر استثناء کروں گا (دُرّ مختار ردالمحتار) مسئلہ: یہ کہا کہ تجھ کو طلاق ہے مگر یہ کہ خدا چاہے (یا کہا اگر خدا نہ چاہے یا کہا جو اللہ چاہے یا کہا جب خدا چاہے یا کہا مگر جو خدا چاہے یا کہا جب تک خدا نہ چاہے یا کہا اللہ کی مشیت کے ساتھ یا کہا اللہ کے حکم میں یا کہا اللہ کے اذن میں یا کہا اللہ کے امر میں تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر یوں کہا کہ اللہ کے امر سے یا کہا اللہ کے حکم سے یا کہا اللہ کے اذن سے یا کہا اللہ کے علم سے یا کہا اللہ کی قضا سے یا کہا اللہ کی قدرت سے یا کہا اللہ کے علم میں یا کہا اللہ کی مشیت کے سبب یا کہا اللہ کے ارادہ کے سبب تو طلاق ہو جائے گی (دُرّ مختار و ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: اگر ان شاء اللہ کو مقدم کیا یعنی یوں کہا انشاء اللہ تجھ کو طلاق ہے، جب بھی طلاق نہ ہوگی اور اگر یوں کہا کہ تجھ کو طلاق ہے ان شاء اللہ اگر تو گھر میں گئی تو گھر جانے سے طلاق نہ ہوگی اور اگر انشاء اللہ طلاق کے دو جملوں کے بیچ میں کہا جیسے یوں کہا تجھ کو طلاق ہے انشاء اللہ تجھ کو طلاق ہے تو استثناء پہلے جملہ سے لگے گا لہٰذا دوسرے جملہ سے طلاق واقع ہو

جائے گی یونہی اگر کہا تجھ کو تین طلاقیں ہیں انشاء اللہ تجھ پر طلاق ہے تو ایک واقع ہوگی[1] (دُرّ مختار خانیہ و بہار شریعت) مسئلہ: اگر تین طلاقیں کہہ کر ان میں سے ایک یا دو کا استثناء کرے تو یہ استثناء صحیح ہے یعنی استثناء کے بعد جو باقی ہے وہ واقع ہوگی جیسے کہا تجھ کو تین طلاقیں ہیں مگر ایک تو اس صورت میں دو طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر کہا تجھ کو تین طلاقیں ہیں مگر دو تو اس وقت ایک طلاق پڑے گی اور کل کا استثناء صحیح نہیں چاہے اسی لفظ سے ہو جیسے کہا تجھ پر تین طلاقیں ہیں مگر ایک اور ایک اور ایک یا کہا تجھ پر تین طلاقیں مگر دو اور ایک تو ان صورتوں میں تینوں طلاقیں واقع ہوں گی (دُرّ مختار و بہار شریعت وغیرہ)

طلاق مریض کا بیان: مریض سے مراد وہ شخص ہے جس کی نسبت غالب گمان ہو کہ اس مرض سے ہلاک ہو جائے گا کہ مرض نے اسے اتنا لاغر کر دیا ہے کہ گھر سے باہر کام کے لئے نہیں جا سکتا مثلاً نماز کے لئے مسجد کو نہ جا سکتا ہو۔ یا تاجر اپنی دکان تک نہ جا سکتا ہو اور یہ اکثر کے لحاظ سے ہے ورنہ اصل حکم یہ ہے کہ اس مرض میں غالب گمان موت ہو۔ اگر چہ ابتداءً جب کہ شدت نہ ہوئی ہو باہر جا سکتا ہو (مثلاً ہیضہ وغیرہا امراض مہلکہ میں بعض لوگ گھر سے باہر کے کام بھی کر لیتے ہیں مگر ایسے امراض میں غالب گمان ہلاکت ہے)۔ یوں ہی یہاں مریض کے لئے صاحب فراش ہونا بھی ضروری نہیں اور امراض مزمنہ مثلاً سل فالج، اگر روز بروز زیادتی پر ہوں تو یہ بھی مرض الموت ہیں اور اگر ایک حالت پر قائم ہو گئے اور پرانے ہو گئے یعنی ایک سال کا زمانہ گزر گیا تو اب اس مریض کے تصرفات تندرست کی مثل نافذ ہوں گے۔ (دُرّ مختار، ردّ المحتار و بہار شریعت)

فار بالطلاق کی تعریف: مسئلہ: مریض نے عورت کو طلاق دی تو اسے فار بالطلاق کہتے ہیں کہ وہ زوجہ کو ترکہ سے محروم کرنا چاہتا ہے فار بالطلاق کے احکام آگے آ رہے ہیں (بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: جو شخص لڑائی میں دشمن سے لڑ رہا ہو وہ بھی مریض کے حکم میں ہے اگر چہ مریض نہیں کہ غالب خوف ہلاک ہے یوں ہی جو شخص قصاص میں قتل کے لئے یا پھانسی دینے کے لئے یا سنگسار کرنے کے لئے لایا گیا یا شیر وغیرہ کسی درندے نے اسے پچھاڑا یا کشتی میں سوار ہے اور کشتی موج کے طلاطم میں پڑ گئی یا کشتی ٹوٹ گئی اور یہ اس کے تختے پر بہتا ہوا جا رہا تھا تو یہ سب مریض کے حکم میں ہیں جب کہ اسی سبب سے مر بھی جائیں اور اگر وہ سبب جاتا رہا پھر کسی اور وجہ سے مر گئے تو مریض نہیں اور اگر شیر کے منہ سے چھوٹ گیا اور زخم ایسا کاری لگا

[1] کہ اس صورت میں انشاء اللہ پہلے جملہ سے متعلق ہوگا لہٰذا دوسرے جملہ سے تعلق نہ ہوگی بلکہ تنجیز ہو جائے گی۔ ۱۲

ہے کہ غالب گمان یہی ہے کہ اس سے مر جائے گا تو اب بھی مریض ہے (فتح القدیر و دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: مریض نے تبرع کیا (مثلاً اپنی جائیداد وقف کر دی یا کسی اجنبی کو ہبہ کر دی یا کسی عورت سے مہر مثل سے زیادہ پر نکاح کیا) تو صرف تہائی مال میں اس کا تصرف نافذ ہوگا کہ یہ افعال وصیت کے حکم میں ہیں (بہار شریعت) مسئلہ: عورت کو طلاق رجعی دی اور عدت کے اندر مر گیا تو مطلقاً عورت وارث ہے صحت میں طلاق دی ہو یا مرض میں عورت کی رضا مندی سے دی ہو یا بغیر رضا (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: مرض الموت میں عورت کو بائن طلاق دی عورت کی بغیر رضا مندی کے اور اسی مرض میں عدت کے اندر مر گیا تو عورت وارث ہے جب کہ اس طلاق کے وقت عورت وارث ہونے کی صلاحیت بھی رکھتی ہو۔ یعنی مومنہ حرہ ہو۔ (دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: اور یہ حکم کہ مرض الموت میں عورت کو بائن کرنے کے بعد شوہر عدت میں مر جائے تو شرائط مذکورہ کے ساتھ عورت وارث ہوگی (طلاق کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جو فرقت بھی زوج کی طرف سے ہو اس کا یہی حکم ہے (جیسے شوہر نے خیار بلوغ کی وجہ سے عورت کو بائن کیا یا عورت کی ماں یا لڑکی کا شہوت سے بوسہ لیا یا مرتد ہو گیا اب ان باتوں سے جو بینونت ہوگی اس میں عورت وارث ہوگی) اور جو فرقت زوجہ کی طرف سے ہو اس میں وارث نہ ہوگی (جیسے عورت نے شوہر کے لڑکے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا مرتد ہو گئی یا خلع کرایا تو ان صورتوں میں وارث نہ ہوگی) یوں ہی اگر فرقت غیر کی طرف سے ہوئی (جیسے شوہر کے لڑکے نے عورت کا بوسہ لیا چاہے عورت کو مجبور ہی کیا ہو تو وارث نہ ہوگی ہاں اگر یہ بوسہ اپنے باپ کے حکم سے لیا تو اب وارث ہوگی (ردّ المحتار) مسئلہ: مریض نے عورت کو تین طلاقیں دی تھیں اس کے بعد عورت مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوئی اب شوہر مرا تو وارث نہ ہوگی اگر چہ ابھی عدت پوری نہ ہوئی ہو (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت نے طلاق رجعی یا طلاق کا سوال کیا تھا مرد مریض نے طلاق بائن یا تین طلاقیں دے دیں اور عدت میں مر گیا تو عورت وارث ہے یوں ہی عورت نے بطور خود اپنے کو تین طلاقیں دے لی تھیں اور شوہر مریض نے جائز کر دیں تو وارث ہوگی اور اگر شوہر نے عورت کو اختیار دیا تھا عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا شوہر نے کہا تھا تو اپنے کو تین طلاقیں دے دے۔ عورت نے دے دیں تو وارث نہ ہوگی (دُرّ مختار و ہندیہ) مسئلہ: مریض نے عورت کو طلاق بائن دی تھی اور عدت میں عورت ہی مر گئی تو یہ شوہر اس کا وارث نہ ہوگا اور اگر رجعی طلاق تھی تو وارث ہوگا (دُرّ مختار بہار شریعت) مسئلہ: عورت مریضہ تھی اور اس نے کوئی ایسا کام کیا جس کی وجہ سے شوہر سے

فرقت ہوگئی (مثلاً خیار بلوغ وعتق یا شوہر کے لڑکے کا بوسہ لے لینا وغیرہ) اور پھر مرگئی تو شوہر اس کا وارث ہوگا۔ (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت سے کہا جب میں بیمار ہو جاؤں تو تجھ پر طلاق اس کے بعد شوہر بیمار ہوا تو طلاق ہوگئی اور عدت میں مرگیا تو وارث ہوگی (خانیہ و بہار شریعت) مسئلہ: شوہر کے مرنے کے بعد عورت کہتی ہے کہ اس نے مجھے مرض الموت میں بائن طلاق دی تھی اور میں عدت میں تھی کہ مرگیا لہٰذا مجھے میراث ملنی چاہیے اور ورثاء کہتے ہیں کہ صحت میں طلاق دی تھی لہٰذا میراث نہ ملنی چاہیے تو قول عورت کا معتبر ہے۔

(ہندیہ و بہار شریعت)

رجعت کا بیان: رجعت کے یہ معنیٰ ہیں کہ جس عورت کو رجعی طلاق دی ہو عدت کے اندر اسے اسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔ مسئلہ: رجعت اسی عورت سے ہو سکتی ہے جس سے وطی کی ہو اگر خلوت صحیحہ ہوئی۔ مگر جماع نہ ہوا تو رجعت نہیں ہو سکتی چاہے اسے شہوت کے ساتھ چھوا یا شہوت کے ساتھ فرج داخل پر نظر کی ہو۔ (دُرّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: رجعت کو کسی شرط پر معلق کیا یا آئندہ زمانہ کی طرف مضاف کیا (جیسے کہا اگر تو گھر میں گئی تو میرے نکاح میں واپس ہو جائے گی یا کہا کل تو میرے نکاح میں واپس آ جائے گی) تو یہ رجعت نہ ہوئی اور اگر مذاق یا کھیل یا غلطی سے رجعت کے الفاظ کہے تو رجعت ہوگئی۔ (بحر و بہار شریعت)

رجعت کا مسنون طریقہ: مسئلہ: رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور عورت کو بھی اس کی خبر کر دے تاکہ عدت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کر لے اور اگر کر لیا تو تفریق کر دی جائے چاہے دخول بھی کر چکا ہو اس لئے کہ یہ نکاح نہ ہوا اور اگر قول لفظ سے رجعت کی مگر گواہ نہ کیا یا گواہ بھی کیا مگر عورت کو خبر نہ دی تو مکروہ خلاف سنت ہے مگر رجعت ہو جائے گی اور اگر فعل سے رجعت کی (جیسے اس سے وطی کی شہوت کے ساتھ بوسہ لیا یا اس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی) تو رجعت ہوگئی مگر مکروہ ہے چاہیے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: شوہر نے رجعت کر لی مگر عورت کو خبر نہ کی عورت نے عدت پوری کر کے کسی سے نکاح کر لیا اور رجعت ثابت ہو جائے تو تفریق کر دی جائے گی اگرچہ دوسرا دخول بھی کر چکا ہو (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: رجعت کے الفاظ یہ ہیں میں نے تجھ سے رجعت کی یا یا میں نے اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا یا میں نے تجھ کو روک لیا۔ یہ سب رجعت کے صریح الفاظ ہیں کہ ان لفظوں سے بلا نیت کے بھی رجعت ہو جائے گی اور اگر کہا تو میرے نزدیک ویسی

ہے جیسی تھی یا تو میری عورت ہے تو اگر ان لفظوں کو رجعت کی نیت سے کہا تو رجعت ہوگئی نہیں تو نہ ہوگی اور نکاح کے الفاظ سے بھی رجعت ہو جاتی ہے (ہندیہ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: رجعت میں عورت کی رضا کی ضرورت نہیں بلکہ اگر عورت انکار بھی کرے جب بھی ہو جائے بلکہ اگر شوہر نے طلاق دینے کے بعد کہہ دیا ہو کہ میں نے رجعت باطل کر دی یا مجھے رجعت کا اختیار نہیں جب بھی رجعت کر سکتا ہے (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: زوج زوجہ دونوں کہتے ہیں کہ عدت پوری ہوگئی مگر رجعت میں اختلاف کرتے ہیں ایک کہتا ہے کہ رجعت ہوئی اور دوسرا منکر ہے تو زوجہ کا قول معتبر ہے اور قسم کی ضرورت نہیں اور اگر عدت کے اندر یہ اختلاف ہوا تو زوج کا قول معتبر ہے اور اگر عدت کے بعد شوہر نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں نے عدت میں کہا تھا کہ میں نے اسے واپس لیا یا کہا تھا کہ میں نے اس سے جماع کیا تو رجعت ہو گئی (ہدایہ بحر و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: عدت پوری ہونے کے بعد شوہر کہتا ہے کہ میں نے عدت میں رجعت کر لی ہے اور عورت تصدیق کرتی ہے تو رجعت ہوگئی اور تکذیب کرتی ہے تو نہ ہوئی (ہدایہ و بہار شریعت) مسئلہ: جس عورت کو تین سے کم طلاق بائن دی ہے اس سے عدت میں بھی نکاح کر سکتا ہے اور بعد عدت بھی اور اگر تین طلاقیں دیں ہوں تو بغیر حلالہ نکاح نہیں کر سکتا چاہے دخول نہ کیا ہو البتہ اگر عورت غیر مدخولہ ہے تو تین طلاق ایک لفظ سے ہوگی تین لفظ سے ایک ہی ہوگی جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے اور دوسرے سے عدت کے اندر مطلقاً نکاح نہیں کر سکتی تین طلاقیں دی ہوں یا تین سے کم۔ (ہدایہ وغیرہ)

حلالہ کے مسائل: مسئلہ: حلالہ کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت مدخولہ ہے تو طلاق کی عدت پوری ہونے کے بعد یہ عورت کسی اور سے نکاح صحیح[1] کرے اور یہ دوسرا شوہر اس عورت سے وطی بھی کر لے اب اس دوسرے شوہر کے طلاق دینے یا مر جانے کے بعد عدت پوری ہونے پر پہلے شوہر سے بھی نکاح کر سکتی ہے اور اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اس لئے کہ غیر مدخولہ کے لئے عدت نہیں (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: حلالہ میں جو وطی شرط ہے اس سے مراد وہ وطی ہے جس سے غسل فرض ہو جاتا ہے یعنی دخول حشفہ اور انزال شرط نہیں (دُرّ مختار و ہندیہ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: کسی عورت سے نکاح فاسد کر کے تین طلاقیں دے دیں تو حلالہ کی حاجت نہیں بغیر حلالہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

---

[1] لہٰذا اگر نکاح فاسد ہوا یا موقوف اور وطی بھی ہوگئی تو حلالہ نہ ہوا۔ (دُرّ مختار و ہندیہ وغیرہ)

ایلاء کا بیان اور تعریف: ایلاء کے معنیٰ یہ ہیں کہ شوہر نے یہ قسم کھائی کہ عورت سے قربت نہ کرے گا یا یوں قسم کھائی کہ چار مہینہ قربت نہ کرے گا تو یہ ایلا ہو گیا۔ اگر عورت باندی ہو تو اس کے ایلاء کی عدت دو مہینہ ہے ایلاء میں قسم کی دو صورت ہے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے ان صفات کی قسم کھائے جن کی قسم کھائی جاتی ہے (جیسے کہے اس کی عظمت وجلال کی قسم اس کے کبریائی کی قسم، قرآن کی قسم، کلام اللہ کی قسم) دوسری صورت تعلیق ہے (جیسے یہ کہے کہ اگر اس سے وطی کروں تو میرا غلام آزاد ہے یا میری عورت کو طلاق ہے یا مجھ پر اتنا روزہ ہے یا حج ہے۔ (ہدایہ وغیرہ) **مسئلہ:** ایلاء دو طرح کا ہے ایک ایلائے موقت یعنی چار مہینہ کا دوسرا ایلائے موبد یعنی چار مہینہ کی قید نہ ہو۔ ہر حال ایلاء کے بعد اگر چار مہینہ کے اندر اگر عورت سے جماع کیا تو قسم ٹوٹ گئی (چاہے پاگل ہی ہو) اور کفارہ[1] لازم جب کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے ان صفات کی قسم کھائی ہو اور اگر قسم بصورت تعلیق تھی تو جس بات پر معلق کیا تھا وہ بات ہو جائے گی (جیسے کہا تھا اگر اس سے صحبت کروں تو غلام آزاد ہے اور چار مہینے کے اندر جماع کر لیا تو غلام آزاد ہو گیا) اور اگر ایلا کرنے کے بعد چار مہینہ کے اندر صحبت نہ کی تو طلاق بائن پڑ جائے گی پھر اگر یہ ایلاء موقت تھا یعنی چار مہینہ کا تھا تو یمین ساقط ہو گئی یعنی اس عورت سے پھر نکاح کیا تو اب ایلاء کا کچھ اثر نہیں اور اگر ایلاء موبد تھا یعنی ہمیشہ کی قید تھی (جیسے یوں کہا تھا خدا کی قسم تجھ سے کبھی قربت نہ کروں گا) یا کچھ قید نہ تھی (جیسے کہا تھا خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کروں گا) تو ان صورتوں میں ایک بائن طلاق پڑ گئی اور قسم باقی ہے یعنی اگر اس عورت سے پھر نکاح کیا تو پھر ایلا کا حکم جاری ہو گا کہ اگر اس نکاح کے وقت سے چار مہینہ کے اندر جماع کر لیا تو قسم کا کفارہ دینا ہو گا اور تعلیق میں جزا واقع ہو جائے گی اور چار مہینے گزر گئے اور قربت نہ کی تو ایک طلاق بائن پڑ جائے گی مگر یمین اب بھی باقی ہے اسی طرح اگر تیسری بار اسی عورت سے نکاح کیا تو پھر ایلا آ گیا اب بھی جماع نہ کرے تو چار مہینہ گزرنے پر تیسری طلاق پڑ جائے گی اور اب بے حلالہ نکاح نہیں کر سکتا اگر حلالہ کے بعد پھر نکاح کیا تو اب ایلاء نہیں یعنی چار مہینہ بغیر قربت گزرنے پر طلاق نہ ہو گی مگر قسم باقی ہے اگر جماع کرے گا کفارہ واجب اور اگر پہلی یا دوسری طلاق کے بعد عورت نے کسی اور سے نکاح کیا اس کے بعد پھر اس سے نکاح کیا تو مستقل صور پر اب سے تین طلاق کا مالک ہو گا مگر ایلاء پھر بھی رہے گا یعنی قربت نہ کرنے پر طلاق ہو جائے گی پھر نکاح پھر وہی حکم پھر ایک یا دو طلاق کے بعد کسی سے نکاح کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر وہی حکم یعنی جب تک تین طلاق کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح نہ

[1] ایلا میں قسم توڑنے کے بعد کفارہ آتا ہے لہٰذا اگر کسی نے پہلے کفارہ دیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں پھر کفارہ دینا ہو گا (حشفہ: آلہ کا سرا)

کرے ایلاء بدستور باقی رہے گا (ہندیہ و بہار شریعت) **مسئلہ:** ایلا صرف اپنی منکوحہ سے ہوتا ہے یا مطلقہ رجعی[1] سے اجنبیہ سے یا جسے بائن طلاق دی اس سے ابتداءً نہیں ہو سکتا یوں ہی اپنی باندی سے بھی نہیں۔ ہاں دوسرے کی کنیز اس کے نکاح میں ہے تو اس کنیز سے ایلا کر سکتا ہے یوں ہی اجنبیہ کا ایلاء اگر نکاح پر معلق کیا تو ہو جائے گا جیسے کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کروں گا) **مسئلہ:** ایلاء کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ شوہر اہل طلاق ہو یعنی وہ طلاق دے سکتا ہو لہٰذا مجنوں و نابالغ کا ایلا صحیح نہیں کہ یہ اہل طلاق نہیں (دُرِّ مختار و بہار شریعت) اور یہ بھی شرط ہے کہ چار مہینہ سے کم کی مدت نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ جگہ معین نہ کرے اگر جگہ معین کی (جیسے یوں کہا خدا کی قسم تجھ سے فلاں جگہ قربت نہ کروں گا) تو ایلا نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ زوجہ کے ساتھ کسی باندی یا اجنبیہ کو نہ ملائے (جیسے کہا تجھ سے اور فلاں عورت سے قربت نہ کروں گا اور یہ فلاں اس کی باندی یا اجنبیہ ہے تو ایلاء نہ ہو گا) اور یہ بھی شرط ہے کہ محض مدت کا استثناء نہ ہو (جیسے یوں کہا چار مہینے تجھ سے قربت نہ کروں گا مگر ایک دن تو یہ ایلاء نہیں) اور یہ بھی شرط ہے کہ قربت کے ساتھ کسی اور چیز کو نہ ملائے (جیسے اگر یوں کہے اگر میں تجھ سے قربت کروں یا تجھے اپنے بچھونے پر بلاؤں تو تجھ کو طلاق ہے تو اس طرح کہنے سے ایلاء نہیں ہو گا (خانیہ دُرِّ مختار ورد المحتار وغیرہ) **مسئلہ:** ایلاء کے الفاظ بعض صریح ہیں بعض کنایہ صریح وہ الفاظ ہیں جن سے ذہن جماع کے معنیٰ کی طرف سبقت کرتا ہو اس معنیٰ میں کثرت سے استعمال کیا جاتا ہو صریح میں نیت درکار نہیں بغیر نیت بھی ایلاء ہو جائے گا اور اگر صریح لفظ میں یہ کہے کہ میں نے جماع کے معنیٰ کا ارادہ نہ کیا تھا تو قضاءً اس کا قول معتبر نہیں دیانۃً معتبر ہے کنایہ ایسا لفظ ہے جس سے معنیٰ جماع متبادر نہ ہوں دوسرے معنیٰ کا بھی احتمال ہو کنایہ میں بغیر نیت ایلاء نہیں ہو گا اور اگر دوسرے معنیٰ مراد ہونا بتاتا ہے تو قضاءً بھی اس کا قول مان لیا جائے گا (ردّ المحتار و بہار شریعت) **مسئلہ:** اپنی عورت سے کہا اگر میں تجھ سے قربت کروں تو تو مجھ پر حرام ہے اور نیت ایلاء کی ہے تو ایلاء ہو گیا (ہندیہ و بہار شریعت) **مسئلہ:** جماع کرنے کو کسی ایسی چیز پر موقوف کیا جس کی نسبت یہ امید نہیں ہے کہ وہ چار مہینہ کے اندر ہو جائے تو ایلاء ہو گیا (جیسے رجب کے مہینہ میں کہا واللہ میں تجھ سے قربت نہ کروں گا جب تک محرم کا روزہ نہ رکھ لوں یا کہا واللہ میں تجھ سے جماع نہ کروں گا مگر فلاں جگہ اور اس جگہ تک چار مہینہ سے کم میں نہیں پہنچ سکتا۔ یا کہا خدا کی قسم تجھ سے قربت نہ کروں گا جب تک بچہ کے دودھ چھڑانے کا وقت نہ آئے اور ابھی دو برس پورے ہونے میں چار مہینہ یا زیادہ:

[1] کہ یہاں مطلقہ رجعی بھی منکوحہ کے حکم میں ہے۔ ۱۲۔ منہ

باقی ہیں تو ان سب صورتوں میں ایلاء ہے) یوں ہی اگر وہ کام مدت کے اندر ہو سکتا ہے مگر یوں کہ نکاح نہ رہے گا۔ جب بھی ایلاء ہے جیسے یہ کہا تجھ سے قربت نہ کروں گا یہاں تک کہ تو مر جائے یا کہا میں مر جاؤں یا تو قتل کی جائے یا میں مار ڈالا جاؤں یا تو مجھے مار ڈالے یا میں تجھے مار ڈالوں یا میں تجھے تین طلاقیں دے دوں (جوہرہ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: ایلاء کیا اور مدت کے اندر قسم توڑنا چاہتا ہے مگر وطی کرنے سے عاجز ہے (کہ وہ خود بیمار یا عورت بیمار ہے یا عورت کم عمر ہے یا عورت کا مقام بند ہے کہ وطی ہو نہیں سکتی یا یہی نامرد ہے اس کا عضو کاٹ ڈالا گیا یا عورت اتنی دور ہے کہ چار مہینہ میں وہاں نہیں پہنچ سکتا یا خود قید ہے اور قید خانہ میں وطی نہیں کر سکتا اور قید بھی ظلماً ہو یا عورت جماع نہیں کرنے دیتی یا کہیں ایسی جگہ ہے کہ اس کو اس کا پتا نہیں) تو ان مجبوریوں میں زبان سے رجوع کے الفاظ کہہ لے جیسے کہے میں نے تجھے رجوع کر لیا یا کہے ایلاء کو باطل کر دیا یا کہے میں نے اپنے قول سے رجوع کیا یا کہے میں نے اپنا قول واپس لیا تو اس طرح کہنے سے ایلاء جاتا رہے گا یعنی مدت پوری ہونے پر طلاق واقع نہ ہوگی اور احتیاط یہ ہے کہ گواہوں کے سامنے رجوع کے الفاظ کہے لیکن اگر قسم مطلق ہے یا موبد تو بحالہ باقی ہے جب وطی کرے گا کفارہ لازم آئے گا اور اگر قسم چار مہینہ کی تھی اور چار مہینہ کے بعد وطی کی تو کفارہ نہیں مگر زبان سے رجوع کرنے کے لئے یہ شرط ہے کہ مدت کے اندر یہ مجبوری قائم رہے اور اگر مدت کے اندر زبانی رجوع کے بعد وطی پر قادر ہو گیا تو زبانی رجوع کافی نہیں ہے وطی کرنا ضروری ہے۔ (دُرِّ مختار جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: وطی سے عاجز نے دل سے رجوع کر لیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا تو رجوع نہیں (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: جس وقت ایلاء کیا اس وقت عاجز نہ تھا پھر عاجز ہو گیا تو زبانی رجوع کافی نہیں جیسے تندرست نے ایلاء کیا پھر بیمار ہو گیا تو اب رجوع کے لئے وطی ضرور ہے مگر جب کہ ایلاء کرتے ہی بیمار ہو گیا اتنا وقت نہ ملا کہ وطی کرتا تو زبان سے کہہ لینا کافی ہے اور اگر مریض نے ایلاء کیا تھا اور ابھی اچھا نہ ہوا تھا کہ عورت بیمار ہو گئی اب یہ اچھا ہو گیا تو زبانی رجوع ناکافی ہے (دُرِّ مختار ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: شہوت کے ساتھ بوسہ لینا یا چھونا یا اس کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا یا آگے کے مقام کے علاوہ کسی اور جگہ وطی کرنا رجوع نہیں (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: اگر حیض میں جماع کر لیا تو اگرچہ یہ بہت سخت حرام ہے مگر ایلاء جاتا رہا (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: ایلاء کی مدت میں اگر زوج و زوجہ کا اختلاف ہو تو شوہر کا قول معتبر ہے مگر عورت کو جب شوہر کا جھوٹا ہونا معلوم ہو تو عورت کو اجازت نہیں کہ اس کے ساتھ رہے جس طرح ہو سکے مال وغیرہ دے کر اس سے الگ ہو جائے اور اگر مدت کے اندر

جماع کرنا بتاتا ہے تو شوہر کا قول معتبر ہے اور اگر مدت پوری ہونے کے بعد کہتا ہے کہ مدت کے اندر جماع کیا ہے تو جب تک عورت اس کی تصدیق نہ کرے شوہر کا قول نہ مانا جائے (ہندیہ جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت سے کہا تو مجھ پر حرام ہے اس لفظ سے ایلاء کی نیت کی تو ایلاء ہے اور ظہار کی نیت کی تو ظہار ہے نہیں تو طلاق بائن اور تین کی نیت کی تو تین اور اگر عورت نے کہا میں تجھ پر حرام ہوں تو یہ یمین ہے شوہر نے زبردستی یا عورت کی خوشی سے جماع کیا تو عورت پر کفارہ لازم ہے (دُرِّ مختار ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: اگر شوہر نے کہا تو مجھ پر مثل مردار یا سور کے گوشت یا خون یا شراب کے ہے تو اگر اس سے جھوٹ مقصود ہے تو جھوٹ ہے اور حرام کرنا مقصود ہے تو ایلا ہے اور طلاق کی نیت ہے تو طلاق ہے (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت کو کہا تو میری ماں ہے اور نیت حرام کرنا تحریم کی ہے تو حرام نہ ہوگی بلکہ یہ جھوٹ ہے۔ (جوہرہ و بہار شریعت)

خلع کا بیان: مال کے بدلے میں نکاح زائل کرنے کو خلع کہتے ہیں عورت کا قبول کرنا شرط ہے بغیر عورت کے قبول کئے خلع نہیں ہو سکتا خلع کے الفاظ معین ہیں ان کے علاوہ اور لفظوں سے نہ ہوگا۔ مسئلہ: زوج (میاں) زوجہ (بی بی) میں نا اتفاقی رہتی ہو اور یہ ڈر ہو کہ شریعت کے حکموں کی پابندی نہ کر سکیں گے تو خلع کرانے میں حرج نہیں اور جب خلع کر لیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور جو مال ٹھہرا ہے عورت پر اس کا دینا لازم ہے (ہدایہ و بہار شریعت) مسئلہ: جو چیز مہر ہو سکتی ہے وہ خلع میں بدل ہو سکتی ہے اور جو چیز مہر نہیں ہو سکتی وہ بھی خلع کا بدل ہو سکتی ہے جیسے دس درہم سے کم مہر تو نہیں ہو سکتا مگر خلع کا بدل ہو سکتا ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: خلع شوہر کے حق میں طلاق کو عورت کے قبول پر معلق کرتا ہے کہ عورت نے اگر مال دینا قبول کر لیا تو طلاق بائن ہو جائے گی لہٰذا اگر شوہر نے خلع کے الفاظ کہے اور عورت نے ابھی قبول نہیں کیا تو شوہر کو رجوع کا اختیار نہیں تو نہ شوہر کو شرط خیار حاصل اور نہ شوہر کی مجلس بدلنے سے خلع باطل (خانیہ و بہار شریعت) مسئلہ: خلع عورت کی جانب میں اپنے کو مال کے بدلے میں چھڑانا ہے تو اگر عورت کی جانب سے ابتداء ہوئی مگر ابھی شوہر نے قبول نہیں کیا تو عورت رجوع کر سکتی ہے اور اپنے لئے اختیار بھی لے سکتی ہے اور یہاں تین دن سے زیادہ کا بھی اختیار لے سکتی ہے بخلاف بیع کے کہ بیع میں تین دن سے زیادہ کا اختیار نہیں اور دونوں میں سے ایک کی مجلس بدلنے کے بعد عورت کا کلام باطل ہو جائے گا (خانیہ و بہار شریعت) مسئلہ: خلع چونکہ معاوضہ ہے لہٰذا یہ شرط ہے کہ عورت کا قبول اس لفظ کے معنی سمجھ کر ہو بغیر معنی سمجھے

اگر محض لفظ بول دے گی تو خلع نہ ہوگا (دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: چونکہ شوہر کی جانب سے خلع طلاق ہے لہٰذا شوہر کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے نابالغ یا مجنون خلع نہیں کرسکتا کہ اہل طلاق نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ عورت محل طلاق ہو لہٰذا اگر عورت کو طلاق بائن دے دی ہے تو اگرچہ عدت میں ہو اس سے خلع نہیں ہوسکتا یوں ہی اگر نکاح فاسد ہوا ہے یا عورت مرتدہ ہو گئی تب بھی خلع نہیں ہوسکتا کہ نکاح ہی نہیں ہے خلع کس چیز کا ہوگا اور رجعی کی عدت میں ہے تو خلع ہوسکتا ہے (دُرِّ مختار ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: شوہر نے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا اور مال کا ذکر نہیں کیا تو خلع نہیں بلکہ طلاق ہے اور عورت کے قبول کرنے پر موقوف نہیں (بدائع و بہار شریعت) مسئلہ: شوہر نے کہا میں نے تجھ سے اتنے پر خلع کیا عورت نے جواب میں کہا ہاں تو اس سے کچھ نہ ہوگا جب تک یہ نہ کہے کہ میں راضی ہوئی یا جائز کیا یہ کہا تو صحیح ہو گیا یوں ہی اگر عورت نے کہا مجھے ہزار روپیہ کے بدلے میں طلاق دے دے اس پر شوہر نے کہا ہاں تو یہ بھی کچھ نہیں اور اگر عورت نے کہا مجھ کو ہزار روپیہ کے بدلے میں طلاق ہے اس پر شوہر نے کہا ہاں تو طلاق ہوگئی (ہندیہ و بہار شریعت)

خلع کے احکام: مسئلہ: نکاح کی وجہ سے جتنے حقوق ایک کے دوسرے پر تھے وہ خلع سے ساقط ہوجاتے ہیں اور جو حقوق کہ نکاح سے علاوہ ہیں وہ ساقط نہ ہوں گے عدت کا نفقہ اگرچہ نکاح کے حقوق سے ہے مگر یہ ساقط نہ ہوگا' ہاں اگر اس کے ساقط ہونے کی شرط کردی گئی تو یہ بھی ساقط ہوجائے گا یوں ہی عورت کے بچہ ہو تو بچہ کا نفقہ اور دودھ پلانے کے خرچ ساقط نہ ہوں گے اور اگر ان کے ساقط ہونے کی بھی شرط ہے اور اس کے لئے وقت معین کردیا گیا ہے تو ساقط ہوجائیں گے ورنہ نہیں اور وقت معین کرنے کی صورت میں اگر اس وقت سے پہلے بچہ مرگیا تو باقی مدت میں جو خرچ ہوتا وہ عورت سے شوہر لے سکتا ہے اور اگر یہ ٹھہرا کہ عورت اپنے مال سے دس برس تک بچے کی پرورش کرے گی تو بچہ کے کپڑے کا عورت مطالبہ کرسکتی ہے اور اگر بچہ کا کھانا کپڑا دونوں ٹھہرا ہے تو کپڑے کا مطالبہ بھی نہیں کرسکتی اور اگر بچہ کو چھوڑ کر عورت بھاگ گئی تو باقی نفقہ کی قیمت شوہر وصول کرسکتا ہے اور اگر یہ ٹھہرا ہے کہ بالغ ہونے تک بچہ کو اپنے پاس رکھے گی تو لڑکی میں ایسی شرط ہوسکتی ہے لڑکے میں نہیں (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت کو طلاق بائن دے کر پھر اس سے نکاح کیا پھر مہر پر خلع ہوا تو دوسرا مہر ساقط ہوگیا پہلا نہیں (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: خلع اس پر ہوا کہ کسی عورت سے زوجہ اپنی طرف سے نکاح کردے اور اس کا مہر زوجہ دے تو زوجہ پر صرف وہ مہر واپس کرنا ہوگا جو زوج

سے لے چکی ہے اور کچھ نہیں (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: شراب' خنزیر' مردار وغیرہ ایسی چیز پر خلع ہوا جو مال نہیں تو طلاق بائن پڑ گئی اور عورت پر کچھ واجب نہیں اور اگر ان چیزوں کے بدلے میں طلاق دی تو رجعی واقع ہوئی یوں ہی اگر عورت نے یہ کہا کہ میرے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس کے بدلے میں خلع کر اور ہاتھ میں کچھ نہ تھا تو کچھ واجب نہیں (دُرِّ مختار و جوہرہ) مسئلہ: عورت سے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا عورت نے کہا میں نے قبول کیا تو اگر یہ لفظ شوہر نے طلاق کی نیت سے کہا تھا تو بائن طلاق واقع ہوگی اور مہر ساقط نہ ہوگا بلکہ اگر عورت نے قبول نہ کیا ہو جب بھی یہی حکم ہے اور شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ لفظ طلاق کی نیت سے نہ کہا تھا تو طلاق واقع نہ ہوگی جب تک عورت قبول نہ کرے اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں چیز کے بدلے میں نے تجھ سے خلع کیا تو جب تک عورت قبول نہ کرے' طلاق واقع نہ ہوگی اور عورت کے قبول کرنے کے بعد اگر شوہر کہے کہ میری مراد طلاق نہ تھی تو اس کی بات نہ مانی جائے۔ (خانیہ وغیرہ) مسئلہ: خرید و فروخت کے لفظ سے بھی خلع ہوتا ہے جیسے مرد نے کہا میں نے تیرا امر یا کہا تیری طلاق تیرے ہاتھ اتنے کو بیچی عورت نے اسی مجلس میں کہا میں نے قبول کی تو طلاق واقع ہوگئی یونہیں اگر مہر کے بدلے میں بیچی اور اس نے قبول کی ہاں اگر اس کا مہر شوہر پر باقی نہ تھا اور یہ بات شوہر کو معلوم تھی پھر مہر کے بدلے بیچی تو طلاق رجعی ہوگی (خانیہ و بہار شریعت) مسئلہ: لوگوں نے عورت سے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو مہر اور عدت کے نفقہ کے بدلے خریدا اور عورت نے کہا ہاں خریدا۔ پھر شوہر سے کہا تو نے بیچا اس نے کہا ہاں تو خلع ہو گیا اور شوہر تمام حقوق سے بری ہوگیا اور اگر خلع کرانے کے لئے لوگ جمع ہوئے اور الفاظ مذکورہ دونوں سے کہلائے اب شوہر کہتا ہے کہ میرے خیال میں نہ تھا کہ کسی مال کی خرید و فروخت ہورہی ہے جب بھی طلاق کا حکم دیں گے (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: شوہر نے عورت سے کہا تو نے اپنے مہر کے بدلے مجھ سے تین طلاقیں خریدیں۔ عورت نے کہا خریدیں تو طلاق واقع نہ ہوگی جب تک مرد اس کے بعد یہ نہ کہے میں نے بیچی اور اگر شوہر نے پہلے الفاظ میں یہ کہے کہ مہر کے بدلے مجھ سے تین طلاقیں خرید۔ اس پر عورت نے کہا خریدیں تو طلاق واقع ہوگئی۔ چاہے شوہر نے بعد میں بیچنے کے لفظ نہ کہے۔ (خانیہ و بہار شریعت) مسئلہ: مال کے بدلے میں طلاق دی اور عورت نے قبول کرلیا تو مال واجب ہوگا اور طلاق بائن واقع ہوگی (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: دونوں راہ چل رہے ہیں اور خلع کیا اگر ہر ایک کا کلام دوسرے کے کلام سے ملا ہوا متصل ہے تو خلع صحیح ہے نہیں تو نہیں اور اس صورت

میں طلاق بھی واقع نہ ہوگی (ہندیہ و بہار شریعت)

ظہار کا بیان

ظہار کی تعریف: ظہار کے یہ معنیٰ ہیں کہ اپنی زوجہ یا اس کے کسی جزء شائع[1] کو یا ایسے جزء کو جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو یا ایسی عورت کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس عضو کی طرف اس مرد کو دیکھنا حرام ہے جیسے کہا تو مجھ پر میری ماں کے مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کے مثل ہے۔ مسئلہ: جس عورت سے تشبیہ دی اگر اس کی حرمت عارضی ہے ہمیشہ کے لئے نہیں تو ظہار نہ ہوگا جیسے زوجہ کی بہن یا جس کو تین طلاقیں دی ہیں یا مجوسی یا بت پرست عورت کہ یہ مسلمان یا کتابیہ ہو سکتی ہیں اور ان کی حرمت دائمی نہ ہونا ظاہر (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: اجنبیہ سے کہا کہ اگر تو میری عورت ہو یا کہا میں تجھ سے نکاح کروں تو تو ایسی ہے تو ظہار ہو جائے گا (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت نے مرد سے ظہار کے الفاظ کہے تو کچھ نہیں۔

(جوہرہ بہار شریعت)

ظہار کے صریح الفاظ: مسئلہ: محارم کی پیٹھ یا پیٹ یا ران سے تشبیہ دی یا کہا میں نے تجھ سے ظہار کیا تو یہ الفاظ ظہار کے لئے صریح ہیں۔ ان میں نیت کی کچھ حاجت نہیں کچھ بھی نیت نہ ہو یا طلاق کی نیت ہو یا تعظیم بڑائی۔ اکرام کی نیت ہو ہر حالت میں ظہار ہی ہے اور اگر یہ کہتا ہے کہ مقصود جھوٹی خبر دینا تھا یا زمانہ گزشتہ کی خبر دینا ہے تو قضاءً مانا تصدیق نہ کی جائے گی اور عورت بھی تصدیق نہیں کر سکتی (دُرّ مختار ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت کو ماں بیٹی یا بہن کہا تو ظہار نہ ہوا مگر ایسا کہنا مکروہ ہے (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: ظہار کی تعلیق بھی ہو سکتی ہے جیسے کہا اگر فلاں کے گھر گئی تو ایسی ہے تو ظہار ہو جائے گا (ہندیہ و بہار شریعت) ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دے دے اس وقت تک اس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ بوسہ لینا یا اس کو چھونا یا اس کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا حرام ہے اور بغیر شہوت چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں اگر کفارہ سے پہلے جماع کر لیا تو توبہ کرے اس کے لئے کوئی دوسرا کفارہ واجب نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو

[1] جزء شائع: پھیلا ہوا جزء، عضو: بدن کا حصہ جیسے ہاتھ پیر، آنکھ، کان، پیٹ وغیرہ، اچھوتا: پرائی عورت، تعبیر کرنا: بیان کرنا، تشبیہ: مثال دینا، دائمی: ہمیشہ کا، حرمت: حرام ہونا۔

بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔ (جوہرہ دُرّ مختار و بہار شریعت)

ظہار کا کفارہ: ظہار کرنے والا جماع کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہے اور اگر وہ چاہے کہ جماع نہ کرے اور عورت اس پر حرام ہی رہے تو کفارہ واجب نہیں اور جماع کا ارادہ تھا مگر زوجہ مر گئی تو کفارہ واجب نہ رہا (ہندیہ و بہار شریعت) ظہار کا کفارہ غلام یا کنیز آزاد کرنا ہے اور یہ جو نہ ہو سکے تو لگاتار دو مہینہ کے روزے جماع سے پہلے رکھے اور روزہ بھی رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: روزہ سے کفارہ ادا کرنے میں یہ شرط ہے کہ نہ اس مدت کے اندر ماہ رمضان ہو نہ عید الفطر نہ عید الاضحیٰ نہ ایام تشریق ہاں اگر مسافر ہے تو ماہ رمضان میں کفارہ کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے مگر ایام منہیہ[1] میں مسافر کو بھی اجازت نہیں (دُرّ مختار و جوہرہ) مسئلہ: کفارہ کا روزہ توڑ دیا چاہے کسی عذر سے توڑا یا بلا عذر یا ظہار کرنے والے نے جس عورت سے ظہار کیا ان دو مہینوں کے اندر دن یا رات میں اس سے صحبت کی جان کر کی ہو یا بھول کر تو پھر سے دو مہینہ کے پورے روزے رکھے اور پہلے کے روزے بیکار گئے اس لئے کہ صحبت سے پہلے پورے دو مہینہ کے لگاتار روزے شرط ہیں۔

(دُرّ مختار ردّ المحتار)

مسئلہ: روزے رکھنے پر بھی اگر قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے یا متفرق طور پر۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس اثناء (بیچ) میں روزے پر قدرت حاصل نہ ہو نہیں تو کھلانا صدقہ نفل ہو جائے گا اور کفارہ میں روزے رکھنے ہوں گے اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا دوسرے وقت اس کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے (دُرّ مختار و ردّ المحتار و ہندیہ) مسئلہ: شرط یہ ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو ان میں کوئی نابالغ غیر مراہق نہ ہو ہاں اگر ایک جوان کی پوری خوراک کا اسے مالک کر دیا تو کافی ہے (دُرّ مختار و ردّ المحتار و ہندیہ) مسئلہ: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو صدقہ فطر کے برابر یعنی آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے مگر اباحت کافی نہیں اور انہیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جنہیں صدقہ فطر دے سکتے ہیں[2] اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صبح کو کھلا دے اور شام کے لئے قیمت دے دے یا شام کو کھلا دے اور صبح کے کھانے کی قیمت دے دے یا دو دن صبح کو یا شام کو کھلا دے یا

[1] ایام منہیہ سے مراد عید، بقر عید اور ایام تشریق ۱۲ منہ

تیس کو کھلائے تیس کو دے دے غرض یہ کہ ساٹھ کی گنتی جس طرح چاہے پوری کرے یا چوتھائی صاع گیہوں یا آدھا صاع جو دے دے یا کچھ گیہوں یا جو دے باقی کی قیمت دے ہر طرح ہو سکتا ہے (دُرِّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے چاہے تھوڑا ہی کھلانے سے پیٹ بھر جائے اور اگر پہلے ہی سے کوئی آسودہ پیٹ بھرا تھا تو اس کا کھانا کافی نہیں اور بہتر یہ ہے کہ گیہوں کی روٹی اور سالن کھلائے اور اس سے اچھا کھانا ہو تو اور بہتر اور جو کی روٹی ہو تو سالن ضروری ہے (دُرِّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھلایا یا ہر روز صدقہ فطر کے برابر دے دیا جب بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر ایک ہی دن میں ایک مسکین کو سب دے دیا۔ (ایک دفعہ میں ساٹھ دفعہ کر کے) یا اس کے لئے سب بطور اباحت دیا تو صرف اس ایک دن کا ادا ہوا۔ یوں ہی اگر تین مسکینوں کو ایک ایک صاع گیہوں دے یا دو دو صاع جو تو صرف تیس کو دینا قرار پائے گا یعنی تیس مسکینوں کو پھر دینا پڑے گا یہ اس صورت میں ہے کہ ایک ہی دن میں دیا ہو اور دو دن میں دیا تو جائز ہے۔ (ہندیہ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: ظہار میں یہ ضروری ہے کہ قربت سے پہلے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے اور اگر ابھی پورے ساٹھ کو کھلا نہیں چکا ہے اور درمیان میں وطی کر لی تو اگرچہ یہ حرام ہے مگر جتنے کو کھلا چکا وہ بیکار نہ ہوا باقیوں کو کھلا دے سرے سے پھر ساٹھ کو کھلانا ضرور نہیں (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: جس کے ذمہ کفارہ تھا وہ مر گیا اس کے وارث نے اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا یا قسم کے کفارہ میں کپڑے پہنا دیئے تو کفارہ ادا ہو جائے گا اور غلام آزاد کیا تو نہ ادا ہو گا (ردّ المحتار)

لعان کا بیان اور لعان کا طریقہ: مرد نے اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائی تو لعان کیا جائے گا جب کہ وہ عورت عاقلہ بالغہ حرہ مسلمہ عفیفہ ہو۔ لعان کا طریقہ ہے کہ قاضی کے سامنے پہلے شوہر قسم کے ساتھ چار مرتبہ شہادت دے یعنی کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی اس میں خدا کی قسم میں سچا ہوں پھر پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ[2] ...... پر خدا کی لعنت اگر اس بات میں کہ اس کو زنا کی تہمت لگائی جھوٹ بولنے والوں میں سے ہوں اور ہر بار لفظ اس سے عورت کی طرف اشارہ کرے پھر عورت چار مرتبہ یہ کہے کہ میں شہادت دیتی ہوں خدا کی قسم اس نے جو مجھے زنا کی تہمت لگائی ہے اس بات میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ[3] ...... پر اللہ کا غضب ہو اگر یہ اس بات میں سچا ہو جو مجھے زنا کی تہمت لگائی لعان[4] میں

[1] جن کو صدقہ فطر دیا جا سکتا ہے ان کا بیان صدقہ فطر کی بحث میں دیکھو ۱۲ ۔ منہ

[2] ان تین نقطوں کی جگہ "مجھ" ہے ۱۲

[3] ان نقطوں کی جگہ بھی مجھ کا لفظ ہے۔

[4] لہٰذا اگر نکاح صحیح نہ تھا اور تہمت لگائی تو لعان نہیں۔ ۱۲ ۔ منہ

لفظ شہادت شرط ہے اگر یہ کہا کہ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سچا ہوں تو ان لفظوں سے لعان نہ ہوا۔

لعان کی شرطیں: مسئلہ: لعان کے لئے چند شرطیں ہیں ۱- نکاح صحیح ہو۔ ۲- زوجیت قائم ہو چاہے دخول ہوا ہو یا نہ ہوا[1] ہو۔ ۳- دونوں آزاد ہوں۔ ۴- دونوں عاقل ہوں۔ ۵- دونوں بالغ ہوں۔ ۶- دونوں مسلمان ہوں۔ ۷- دونوں ناطق ہوں (یعنی دونوں میں سے کوئی گونگا نہ ہو) ۸- ان میں سے کسی پر حد قذف نہ لگائی گئی ہو۔ ۹- مرد نے اپنے اس قول پر گواہ نہ پیش کئے ہوں۔ ۱۰- عورت زنا سے انکار کرتی ہو اور اپنے کو پارسا[2] کہتی ہو۔ ۱۱- صریح زنا کی تہمت لگائی ہو یا اس کی جو اولاد اس کے نکاح میں پیدا ہوئی اس کو کہتا ہے کہ یہ میری نہیں یا جو بچہ عورت کا دوسرے شوہر سے ہے اس کو کہتا ہے کہ یہ اس کا نہیں۔ ۱۲- دارالاسلام میں یہ تہمت لگائی ہو۔ ۱۳- عورت قاضی کے یہاں اس کا مطالبہ کرے۔ ۱۴- شوہر تہمت لگانے کا اقرار کرتا ہو یا دو مرد گواہوں سے ثابت ہو لعان کے وقت عورت کا کھڑا ہونا مستحب ہے شرط نہیں۔ (بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: عورت پر چند بار تہمت لگائی تو ایک ہی بار لعان ہو گا (ہندیہ) مسئلہ: لعان میں تمادی نہیں یعنی اگر عورت نے زمانہ دراز تک مطالبہ نہ کیا تو لعان ساقط نہ ہو گا ہر وقت مطالبہ کا اختیار ہے لعان معاف نہیں ہو سکتا یعنی اگر شوہر نے تہمت لگائی اور عورت نے معاف کر دیا اور معاف کرنے کے بعد اب قاضی کے یہاں دعویٰ کرتی ہے تو قاضی لعان کا حکم دے گا اور اگر عورت دعویٰ نہ کرے تو قاضی خود مطالبہ نہیں کر سکتا یونہی اگر عورت نے کچھ لے کر صلح کر لی تو لعان ساقط نہ ہوا جو لیا ہے اسے واپس کر کے مطالبہ کرنے کا حق عورت کو ہے۔ مگر عورت کے لئے افضل یہ ہے کہ ایسی بات کو چھپائے اور حاکم کو بھی چاہیے کہ عورت کو پردہ پوشی کا حکم دے (ہندیہ دُرِّ مختار و بہار شریعت)

لعان کے صریح الفاظ: مسئلہ: عورت سے کہا اے زانیہ یا کہا تو نے زنا کیا یا کہا میں نے تجھے زنا کرتے دیکھا۔ یہ سب الفاظ صریح ہیں اور اگر کہا تو نے حرام کاری کی یا کہا تجھ سے حرام

[1] لہٰذا اگر تہمت لگانے کے بعد طلاق بائن دے دی تو لعان نہیں ہو سکتا اگرچہ طلاق دینے کے بعد پھر نکاح کر لیا یوں ہی اگر طلاق بائن دینے کے بعد تہمت لگائی یا زوجہ کے مرجانے کے بعد رجعی طلاق دی یا رجعی طلاق دینے کے بعد تہمت لگائی تو لعان ساقط نہ ہو گا۔ ۱۲ ۔

[2] اصطلاح شرع میں پارسا اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ حرام وطی نہ ہوئی ہو نہ حرام وطی کے ساتھ متہم ہو لہٰذا طلاق بائن کی عدت میں اگر شوہر نے اس سے وطی کی اگرچہ وہ اپنی نادانی سے یہ سمجھتا تھا کہ اس سے وطی حلال ہے تو عورت عفیفہ (پارسا) نہیں یوں ہی اگر نکاح فاسد کر کے اس سے وطی کی تو عفت جاتی رہی یا عورت کی اولاد ہے جس کے باپ کو یہاں کے لوگ نہ جانتے ہوں اگرچہ حقیقتاً وہ ولد الزنا نہیں ہے یہ صورت متہم ہونے کی ہے اس سے بھی عفت جاتی رہتی ہے اور اگر وطی عارضی سبب سے حرام ہو جیسے حیض و نفاس وغیرہ میں جن میں وطی حرام ہے وطی کی تو اس سے عفت نہیں جاتی۔ منہ۔

طور پر جماع کیا گیا یا کہا تجھ سے لواطت کی گئی تو لعان نہیں (ہندیہ و بہار شریعت)

لعان کا حکم: مسئلہ: لعان کا حکم یہ ہے کہ اس سے فارغ ہوتے ہی اس شخص کو اس عورت سے وطی حرام ہے مگر فقط لعان سے نکاح سے خارج نہ ہوئی بلکہ لعان کے بعد حاکم اسلام تفریق کر دے گا اور اب مطلقہ بائن ہوگئی لہٰذا بعد لعان اگر قاضی نے تفریق نہ کی ہو تو طلاق دے سکتا ہے ایلا وظہار کر سکتا ہے دونوں میں کوئی مرجائے تو دوسرا اس کا ترکہ پائے گا اور لعان کے بعد اگر دونوں الگ ہونا نہ چاہیں جب بھی تفریق کر دی جائے گی (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: لعان کے بعد اگر ابھی تفریق نہ ہوئی ہو جب بھی وطی اور دواعی وطی حرام ہیں اور جب تفریق ہوگئی تو عدت کا نفقہ اور سکنیٰ (یعنی رہنے کا مکان) پائے گی اور عدت کے اندر جو بچہ پیدا ہوگا اسی شوہر کا ہوگا اگر دو برس کے اندر پیدا ہو اور اگر عدت اس عورت کے لئے نہ ہو اور چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہو تو اسی شوہر کا قرار دیا جائے گا (دُرّ مختار و ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت سے کہا تجھ پر تین طلاقیں اے زانیہ تو لعان نہیں بلکہ حد قذف ہے اور اگر کہا اے زانیہ تجھے تین طلاقیں تو نہ لعان ہے نہ حد (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت سے کہا میں نے تجھے بکر نہ پایا تو نہ حد ہے نہ لعان۔ (ہندیہ و بہار شریعت)

عنین کا بیان: عنین اس کو کہتے ہیں کہ جس کے آلہ موجود ہو اور زوجہ کے آگے کے مقام میں دخول نہ کر سکے اور اگر بعض عورت سے جماع کر سکتا ہے اور بعض سے نہیں یا ثیب کے ساتھ کر سکتا ہے اور بکر سے نہیں تو جس سے نہیں کر سکتا اس کے حق میں عنین ہے اور جس سے کر سکتا ہے اس کے حق میں نہیں۔

عنین ہونے کے اسباب: عنین ہونے کے اسباب مختلف ہیں مرض کی وجہ سے ہے یا پیدائشی ایسا ہے یا بڑھاپے کی وجہ سے یا جادو کر دینے سے۔ مسئلہ: اگر فقط حشفہ (آلہ کا سرا) داخل کر سکتا ہے تو عنین نہیں اور حشفہ کٹ گیا ہو تو حشفہ کے برابر عضو داخل کر سکنے پر عنین نہ ہوگا اور اگر عورت نے شوہر کا ذکر کاٹ ڈالا تو مقطوع الذکر کا حکم جاری نہ ہوگا (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: مرد کا عضو تناسل اور انثیین یا صرف عضو تناسل بالکل جڑ سے کٹ گیا ہو یا بہت ہی چھوٹا گھنڈی کے مثل ہو اور عورت تفریق چاہے تو تفریق کر دی جائے گی جب کہ عورت حرہ بالغہ ہو اور نکاح سے پہلے یہ حال مرد کا معلوم نہ ہو نہ نکاح کے بعد جان کر اس پر راضی رہی۔ اگر عورت کسی کی باندی ہے تو خود عورت کو کوئی اختیار نہیں بلکہ اختیار اس کے مولیٰ کو ہے اور اگر عورت نابالغہ ہے تو بالغ ہونے تک انتظار کیا جائے اگر بالغ ہونے کے بعد

راضی ہوگئی فبہا نہیں تو تفریق کر دی جائے عضو تناسل کٹ جانے کی صورت میں شوہر بالغ ہو یا نابالغ اس کا اعتبار نہیں (دُرّ مختار ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: نابالغ لڑکی کا نکاح باپ نے کر دیا لڑکی نے شوہر کو مقطوع الذکر پایا تو باپ کو تفریق کے دعویٰ کا حق نہیں جب تک لڑکی خود بالغہ نہ ہو جائے (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: ایک بار جماع کرنے کے بعد مرد کا عضو کاٹ ڈالا گیا یا عنین ہوگیا تو اب تفریق نہیں کی جا سکتی (دُرّ مختار و بہار شریعت) عنین کا حکم یہ ہے کہ عورت جب قاضی کے پاس دعویٰ کرے تو شوہر سے قاضی پوچھے اگر اقرار کر لے تو ایک[1] سال کی مہلت دی جائے گی اگر سال کے اندر شوہر نے جماع کر لیا تو عورت کا دعویٰ ساقط ہوگیا اگر اس مدت میں جماع نہ کیا اور عورت جدائی چاہتی ہے تو قاضی شوہر سے طلاق دینے کو کہے اگر طلاق دے دے فبہا نہیں تو قاضی خود تفریق کر دے (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: عورت نے دعویٰ کیا اور شوہر کہتا ہے میں نے اس سے جماع کیا ہے اور یہ عورت ثیب ہے تو شوہر سے قسم کھلائیں قسم کھالے تو عورت کا حق جاتا رہا۔ قسم سے انکار کرے تو ایک سال کی مہلت دی جائے اور اگر عورت اپنے کو بکر بتاتی ہے تو کسی عورت کو دکھائیں لیکن احتیاط یہ ہے کہ دو عورتوں کو دکھائیں اگر یہ عورتیں اسے بکر بتائیں تو عورت کی بات بغیر قسم مانی جائے گی اور اگر ان دیکھنے والی عورتوں کو شک ہو تو کسی طریقہ سے جانچ کرائیں۔ جب یہ بات ثابت ہو جائے کہ شوہر نے جماع نہیں کیا ہے تو ایک سال کی مہلت دیں (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت کا دعویٰ قاضی شہر کے پاس ہوگا دوسرے قاضی یا غیر قاضی کے پاس دعویٰ کیا اور اس نے مہلت بھی دے دی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں یوں ہی عورت کا بطور خود بیٹھی رہنا بے کار ہے (خانیہ و بہار شریعت) مسئلہ: میعاد گزرنے کے بعد عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے جماع نہیں کیا اور شوہر کہتا ہے کہ کیا ہے تو اگر عورت ثیب تھی تو شوہر کو قسم کھلائیں اس نے قسم کھالی تو عورت کا حق باطل ہوگیا اور قسم کھانے سے انکار کرے تو عورت کو اختیار ہے تفریق چاہے تو تفریق کر دیں گے اور اگر عورت اپنے کو بکر کہتی ہے تو وہی صورتیں ہیں جو مذکور ہوئیں (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: تفریق قاضی بائن طلاق قرار دی جائے گی اور خلوت ہو چکی ہے تو پورا مہر پائے گی اور عدت بیٹھے گی نہیں تو آدھا مہر پائے گی اور عدت نہیں اور اگر مہر مقرر نہ ہوا تھا تو متعہ ملے گا (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: اگر شوہر میں اور کسی قسم کا عیب ہے جیسے جنون، جذام، برص، یا عورت میں عیب ہو کہ اس کا مقام بند ہو تو فسخ کا اختیار نہیں (دُرّ مختار و بہار

---

(۱) سال سے مراد اس جگہ شمسی سال ہے یعنی تین سو پینسٹھ دن اور ایک دن کا کچھ حصہ۔ مقطوع الذکر: جس کا آلہ کٹا ہو۔ مولیٰ: غلام کا مالک۔

شریعت) مسئلہ: شوہر جماع کرتا ہے مگر منی نہیں ہے کہ انزال ہو تو عورت کو دعویٰ کا حق نہیں۔

(ہندیہ و بہار شریعت)

عدت کا بیان

عدت کی تعریف: نکاح زائل ہونے یا شبہ نکاح کے بعد عورت کا نکاح سے رکا ہوا ہونا اور ایک زمانہ تک انتظار کرنا عدت ہے۔

زانیہ کے نکاح کی صورتیں: مسئلہ: نکاح زائل ہونے کے بعد اس وقت عدت ہے کہ شوہر مر گیا یا خلوت صحیحہ ہوئی ہو زانیہ کے لئے عدت نہیں اگر چہ حاملہ ہو اور یہ نکاح کر سکتی ہے مگر جس کے زنا سے حمل ہے اس کے سوا دوسرے سے نکاح کرے تو جب تک بچہ پیدا نہ ہو لے وطی جائز نہیں۔ مسئلہ: نکاح فاسد میں دخول سے قبل تفریق ہوئی تو عدت نہیں اور دخول کے بعد تفریق ہوئی تو عدت ہے (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: جس عورت کا مقام بند ہے اس سے خلوت ہوئی تو طلاق کے بعد عدت نہیں (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت کو طلاق دی بائن یا رجعی یا کسی طرح نکاح فسخ ہو گیا (چاہے یوں فسخ ہوا کہ شوہر کے بیٹے کا شہوت کے ساتھ بوسہ لیا اور دخول ہو چکا ہے یا خلوت ہو چکی ہے اور اس وقت حمل نہیں اور عورت کو حیض آتا ہے تو عدت پورے تین حیض[1] ہیں اور اگر ایسی عورت کو حیض نہیں آتا تھا کہ ابھی اتنی عمر کو نہیں پہنچی یا سن ایاس کو پہنچ چکی ہے۔ یا عمر کے حساب سے تو بالغہ ہو چکی ہے پر ابھی حیض نہیں آیا ہے تو عدت تین مہینہ[2] ہے۔ مسئلہ: اگر طلاق یا فسخ پہلی تاریخ کو ہو تو چاند کے حساب سے تین مہینہ عدت کا لیا جائے اور اگر کوئی اور تاریخ ہو تو مہینہ تیس دن کا لیا جائے یعنی عدت کے کل دن ۹۰ ہوں (ہندیہ و جوہرہ وغیرہ) مسئلہ: عورت کو حیض آ چکا ہے مگر اب نہیں آتا اور ابھی سن یاس کو بھی نہیں پہنچی ہو تو اس کی عدت بھی حیض سے ہے جب تک تین حیض نہ آلیں یا سن ایاس کو نہ پہنچے عدت پوری نہ ہوگی اور اگر حیض آیا ہی نہیں تھا اور مہینوں کے حساب سے عدت گزار رہی تھی کہ عدت کے بیچ حیض آ گیا تو اب حیض کے حساب سے عدت پوری کرے یعنی جب تک تین حیض نہ آلیں عدت پوری نہ ہوگی (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: حیض کی حالت میں طلاق دی تو یہ حیض عدت میں نہ گنا جائے بلکہ اس کے بعد سے پورے تین حیض ختم

[1] اگر عورت باندی ہے تو دو حیض اور اگر ام ولد ہے اور مولی مر چکا ہے یا اس نے آزاد کر دیا ہے تو اس کی عدت بھی تین حیض ہے (درمختار)

[2] اور اگر باندی ہو تو اس صورت میں ڈیڑھ مہینہ ہے۔

ہونے پر عدت پوری ہوگی (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: جس عورت سے نکاح فاسد ہوا اور دخول ہو چکا ہے یا جس عورت سے شبہۃً وطی ہوئی اس کی عدت فرقت اور موت دونوں میں حیض سے ہے اور حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے[1] (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: جس عورت سے نابالغ نے وطی کی شبہۃً یا نکاح فاسد میں اس پر بھی یہی عدت ہے یوں ہی اگر نابالغی میں خلوت ہوئی اور بالغ ہونے کے بعد طلاق دی جب بھی یہی عدت ہے (ردّ المحتار و بہار شریعت)

متارکہ کیا ہے: مسئلہ: نکاح فاسد میں تفریق یا متارکہ کے وقت سے عدت شمار کی جائے گی متارکہ یہ ہے کہ مرد نے یہ کہا میں نے اسے چھوڑا یا کہا میں نے اس سے وطی ترک کی یا اسی قسم کے اور الفاظ کہے جب تک متارکہ یا تفریق نہ ہو کتنا ہی زمانہ گزر جائے عدت نہیں چاہے دل میں ارادہ کر لیا کہ وطی نہ کروں گا اور اگر عورت کے سامنے نکاح سے انکار کرتا ہے تو یہ متارکہ ہے نہیں تو نہیں لہٰذا اس کا اعتبار نہیں (جوہرہ دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: طلاق کی عدت طلاق کے وقت سے ہے چاہے عورت کو اس کی اطلاع نہ ہو کہ شوہر نے اسے طلاق دی ہے اور تین حیض آنے کے بعد معلوم ہوا تو عدت ختم ہو چکی اور اگر شوہر یہ کہتا ہے کہ میں نے اُس کو اتنے زمانہ سے طلاق دی ہے تو جس وقت اقرار کیا اس وقت سے عدت گنی جائے گی۔

(جوہرہ و بہار شریعت)

موت کی عدت: مسئلہ: موت کی عدت چار مہینہ دس دن ہے (یعنی دسویں رات بھی گزر لے) جب کہ نکاح صحیح ہوا ہو چاہے دخول ہوا یا نہ ہوا ہو چاہے شوہر نابالغ ہو یا زوجہ نابالغہ ہو۔

(جوہرہ وغیرہ)

حاملہ کی عدت: مسئلہ: عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے (دُرّ مختار و ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: وضع حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص مدت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہوا عدت ختم ہوگئی اگر چہ موت یا طلاق کے ایک ہی منٹ بعد پیدا ہوا۔ حمل ساقط ہو گیا اور اعضاء بن چکے ہیں تو عدت پوری ہوگئی نہیں تو نہیں اور اگر دو یا تین بچے ایک حمل سے ہوئے تو پچھلے کے پیدا ہو لے سے عدت پوری ہوگی (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: موت کے بعد اگر حمل قرار پایا تو عدت وضع حمل سے نہ ہوگی بلکہ دنوں سے ہوگی (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت کو طلاق رجعی دی تھی اور عدت میں مر گیا تو عورت موت کی عدت پوری کرے اور طلاق کی عدت جاتی رہی اور اگر بائن طلاق دی تھی یا تین دی

[1] اور اگر یہ عورت کسی کی باندی ہو تو عدت ڈیڑھ مہینہ ہے (ہندیہ و بہار)

تھی تو طلاق کی عدت پوری کرے جب کہ صحت میں طلاق دی ہو اور اگر مرض میں دی تھی تو
دونوں عدتیں پوری کرے یعنی اگر چار مہینے دس دن میں تین حیض پورے ہو چکے ہیں مگر چار
مہینہ دس دن پورے نہ ہوئے تو ان کو پورا کرے اور اگر یہ دن پورے ہو گئے مگر ابھی تین حیض
پورے نہ ہوئے تو ان کے پورے ہونے تک انتظار کرے (ہدایہ وغیرہ)

سوگ کا بیان

سوگ کی مدت: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اللہ اور قیامت کے
دن پر ایمان رکھتی ہے اسے یہ حلال نہیں کہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ کرے مگر
شوہر پر کہ چار مہینے دس دن سوگ کرے۔ (صحیحین وغیرہ) اور فرمایا کوئی عورت کسی میت پر
تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے۔ مگر شوہر پر چار مہینہ دس دن سوگ کرے اور رنگا ہوا کپڑا نہ
پہنے۔ مگر وہ کپڑا کہ بننے سے پہلے اس کا سوت جگہ جگہ باندھ کر رنگتے ہیں اور سرمہ نہ لگائے اور
نہ خوشبو چھوئے مگر جب حیض سے پاک ہو تو تھوڑا سا عود استعمال کر سکتی ہے اور مہندی نہ
لگائے۔ (ابوداؤد وغیرہ)

سوگ کے معنی، سوگ میں کن چیزوں کو چھوڑنا چاہیے: سوگ کے یہ معنی ہیں کہ
زینت کو چھوڑے یعنی ہر قسم کے زیور چاندی سونے جواہر وغیرہ کے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے
ریشم کے کپڑے نہ پہنے اور خوشبو بدن یا کپڑے میں نہ لگائے اور نہ تیل لگائے چاہے تیل بے
مہک ہو (جیسے زیتون کا تیل) اور نہ کنگھا کرے نہ کالا سرمہ لگائے یوں ہی سفید خوشبودار سرمہ
لگانا مہندی لگانا اور زعفران یا کسم یا گیرو کا رنگا ہوا کپڑا یا سرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے ان سب
چیزوں کا ترک واجب ہے یوں ہی گلابی رنگ دھانی چمپئی اور طرح طرح کے رنگ جن میں
تزئین ہوتا ہے۔ سب کو چھوڑے (جوہرہ، ہندیہ، دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: جس کپڑے کا
رنگ پرانا ہو گیا کہ اب اس کا پہننا زینت نہیں اسے پہن سکتی ہے یوں ہی سیاہ رنگ کے کپڑے
میں بھی حرج نہیں جب کہ ریشم کا نہ ہو (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: عذر کی وجہ سے ان چیزوں
کا استعمال کر سکتی ہے مگر اس حالت میں اس کا استعمال زینت کے ارادہ سے نہ ہو جیسے درد سر کی
وجہ سے تیل لگا سکتی ہے آنکھ کے درد میں سرمہ لگا سکتی ہے مگر سیاہ سرمہ اس وقت لگا سکتی ہے
جب کہ سفید سے کام نہ چلے اور رات کا لگانا کافی ہو تو دن میں نہ لگائے وقس علی ہذا۔
(ہندیہ دُرّ مختار و ردّ المحتار)

شوہر کے سوا دوسرے عزیزوں کے سوگ کی مدت: مسئلہ: سوگ عاقلہ بالغہ
مسلمان عورت پر ہے۔ موت یا طلاق بائن کی عدت میں ہو مسئلہ: شوہر کے عنین ہونے یا
مقطوع الذکر ہونے کی وجہ سے فرقت ہوئی تو اس کی عدت میں بھی سوگ واجب ہے
(دُرّ مختار و عالمگیری) مسئلہ: کسی قرابت دار کے مر جانے پر عورت تین دن تک سوگ کر سکتی
ہے اس سے زائد جائز نہیں اور عورت شوہر والی ہو تو شوہر اس سے بھی روک سکتا ہے۔
(ردّ المحتار)

غم میں کالا کپڑا پہننا: مسئلہ: کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ کپڑا پہننا جائز نہیں مگر عورت کو
تین دن تک شوہر کے مرنے پر غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے اور سیاہ کپڑے غم ظاہر
کرنے کے لئے نہ ہوں تو مطلقاً جائز ہیں۔ (دُرّ مختار ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: جو عورت
عدت میں ہو اس کے پاس صراحۃً نکاح کا پیغام دینا حرام ہے۔ اگر چہ نکاح فاسد یا عتق کی
عدت میں ہو لیکن موت کی عدت میں ہو تو اشارۃً کہہ سکتے ہیں اور طلاق رجعی یا بائن یا فسخ کی
عدت میں اشارۃً بھی نہیں کہہ سکتے اور وطی بالشبہ یا نکاح فاسد کی عدت میں اشارۃً کہہ سکتے
ہیں۔

عدت میں نکاح کے پیغام کی صورت: اشارۃً کہنے کی صورت یہ ہے کہ کہے میں نکاح
کرنا چاہتا ہوں مگر یہ نہ کہے کہ تجھ سے (نہیں تو صراحت ہو جائے گی) یا کہے میں ایسی عورت
سے نکاح کرنا چاہتا ہوں جس میں یہ یہ باتیں ہوں اور وہ باتیں بیان کرے جو اس عورت میں
ہیں۔ یا کہے مجھے تیرے ایسی کہاں ملے گی۔ (دُرّ مختار و ہندیہ)

عدت میں گھر چھوڑنے کی صورتیں: مسئلہ: جو عورت طلاق رجعی یا بائن کی عدت میں
ہے یا خلع یا کسی اور فرقت کی عدت میں ہے اس کو گھر سے نکلنا جائز نہیں جبکہ عاقلہ بالغہ مسلمہ
ہو اور نابالغہ لڑکی طلاق رجعی کی عدت میں شوہر کی اجازت سے باہر جا سکتی ہے اور بائن طلاق
کی عدت میں بے اجازت بھی جا سکتی ہے۔ ہاں اگر قریب بالغ ہونے کے ہے تو بغیر اجازت
نہیں جا سکتی (ہندیہ دُرّ مختار) مسئلہ: نکاح فاسد کی عدت میں گھر سے نکل سکتی ہے مگر شوہر
روک سکتا ہے (ہندیہ و دُرّ مختار) مسئلہ: اگر کرایہ کے مکان میں رہتی تھی جب بھی مکان
بدلنے کی اجازت نہیں عدت کے زمانہ کا کرایہ شوہر کے ذمہ ہے اور اگر شوہر غائب ہے اور
عورت خود کرایہ دے سکتی ہے جب بھی اسی مکان میں رہے (ردّ المحتار) مسئلہ: موت کی مدت
میں اگر باہر جانے کی ضرورت ہو کہ عورت کے پاس گزر کے لائق مال نہیں اور باہر جا کر محنت

مزدوری کر کے لائے گی تب کام چلے گا تو اسے جانے کی اجازت ہے کہ دن میں اور رات کے کچھ حصہ میں باہر جائے اور رات کا زیادہ حصہ اپنے مکان میں گزارے مگر حاجت سے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور اگر کام چلانے کے لائق خرچ موجود ہے تو باہر نکلنا مطلقاً منع ہے اور اگر خرچ موجود ہے مگر باہر نہ جائے گی تو کوئی نقصان پہنچے گا، جیسے کھیتی کا کوئی دیکھنے بھالنے والا نہیں اور کوئی ایسا نہیں جسے اس کام پر مقرر کرے تو اس کے لئے بھی جا سکتی ہے مگر رات کو اسی گھر میں رہنا ہوگا یوں ہی اگر کوئی سودا لانے والا نہ ہو تو اس کے لئے بھی جا سکتی ہے (دُرّ مختار ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: موت یا فرقت کے وقت جس مکان میں عورت رہتی تھی اس مکان میں عدت پوری کرے اور اوپر جو کہا گیا ہے کہ گھر سے باہر نہیں جا سکتی اس گھر سے مراد یہی گھر ہے اور اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے مکان میں بھی نہیں رہ سکتی مگر جب کوئی مجبوری[1] ہو تو اسے بدل سکتی ہے۔ مسئلہ: عورت اپنے میکے گئی تھی یا کسی کام کے لئے کہیں اور گئی تھی اس وقت شوہر نے طلاق دی یا مر گیا تو فوراً بلا توقف وہاں سے واپس آئے (ہندیہ و بہار شریعت)

عدت میں پردہ کے احکام

مسئلہ: طلاق بائن کی عدت میں یہ ضروری ہے کہ شوہر اور عورت میں پردہ ہو یعنی کسی چیز سے آڑ کر دی جائے کہ ایک طرف شوہر رہے دوسری طرف عورت عورت کا اس کے سامنے اپنا بدن چھپانا کافی نہیں اس واسطے کہ عورت اب اجنبیہ ہے اور اجنبیہ سے خلوت جائز نہیں بلکہ یہاں فتنہ کا زیادہ اندیشہ ہے اور اگر مکان میں تنگی ہو اتنا نہیں کہ دونوں الگ الگ رہ سکیں تو شوہر اتنے دنوں تک مکان چھوڑ دے یہ نہ کرے کہ عورت کو تو دوسرے مکان میں بھیج دے اور آپ اسی میں رہے اس لئے کہ عورت کو مکان بدلنے کی بغیر ضرورت اجازت نہیں اور اگر شوہر فاسق ہو تو اسے حکماً اس مکان سے علیحدہ کر دیا جائے اور نہ نکلے تو اس مکان میں کوئی ثقہ

[1] مجبوری کی صورتیں یہ ہیں جیسے طلاق کی عدت میں شوہر نے گھر میں سے اس کو نکال دیا یا کرایہ کا مکان ہے اور عدت وفات کی ہے مالک مکان کہتا ہے کرایہ دے یا مکان خالی کر اور اسکے پاس کرایہ نہیں یا مکان شوہر کا ہے مگر اس کے حصہ میں جتنا پڑا وہ رہنے کے لائق نہیں اور ورثا اپنے حصہ میں اسے رہنے نہیں دیتے یا کرایہ مانگتے ہیں اور پاس کرایہ نہیں یا مکان گر رہا ہے یا گر جانے کا ڈر ہے یا چوروں کا ڈر ہے مال برباد ہونے کا ڈر ہے تو ان صورتوں میں مکان بدل سکتی ہے اور اگر کرایہ کا مکان ہے اور کرایہ دے سکتی یا وارثوں کو کرایہ دے کر رہ سکتی ہے تو اسی میں رہنا لازم ہے اور اگر حصہ اتنا ملا کہ اس کے رہنے کیلئے کافی ہے تو اسے میں رہے اور شوہر کے دوسرے وارث جن سے پردہ فرض ہے ان سے پردہ کرے اور اگر اس مکان میں نہ چور کا ڈر ہے نہ پڑوسیوں کا مگر اس میں کوئی اور نہیں ہے اور اکیلے رہتی ڈرتی ہے تو اگر ڈر زیادہ ہے تو مکان بدل سکتی ہے اور اگر طلاق بائن کی عدت ہے اور شوہر فاسق ہے اور کوئی وہاں ایسا نہیں کہ اگر شوہر کی نیت بد ہو تو روک سکے ایسی حالت میں مکان بدل دے۔
(ہندیہ و درمختار و بہار وغیرہ)

عورت رکھ دی جائے جو فتنہ کو روک سکے اور اگر طلاق رجعی کی عدت ہو تو پردہ کی کچھ ضرورت نہیں چاہے شوہر فاسق ہی ہو (دُرّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: تین طلاق کی عدت کا بھی وہی حکم ہے جو طلاق بائن کی عدت کا ہے۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت کو عدت میں شوہر سفر میں نہیں لے جا سکتا چاہے رجعی کی ہی کیوں نہ عدت ہو (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: رجعی کی عدت کے وہی احکام ہیں جو بائن کی عدت کے ہیں مگر رجعی کی عدت میں سوگ نہیں اور اگر سفر میں رجعی طلاق دی تو شوہر کے ساتھ رہے اور کسی اور طرف بھی مسافت سفر ہے تو ادھر نہیں جا سکتی۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت)

ثبوت نسب کا بیان

حمل کی مدت: حدیث میں آیا ہے: بچہ اس کا ہے جس کی عورت ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ مسئلہ: حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینہ ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال لہٰذا جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہے اور عدت پوری ہونے کا عورت نے اقرار نہ کیا ہو اور بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور اگر عدت پوری ہونے کا اقرار کیا لیکن وہ مدت اتنی ہے کہ اس میں عدت پوری ہو سکتی ہے اور وقت اقرار سے چھ مہینہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو اب بھی نسب ثابت ہے (اس لئے کہ بچہ پیدا ہونے سے معلوم ہوا کہ عورت کا اقرار غلط تھا) اور ان دونوں صورتوں میں ولادت سے ثابت ہوا کہ شوہر نے رجعت کر لی ہے جب کہ وقت طلاق سے پورے دو برس یا زیادہ میں بچہ پیدا ہوا اور دو برس سے کم میں پیدا ہوا تو رجعت ثابت نہ ہوئی اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ طلاق دینے سے پہلے کا حمل ہو اور اگر وقت اقرار سے چھ مہینہ پر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں یوں ہی طلاقِ بائن یا موت کی عدت پوری ہونے کا عورت نے اقرار کیا اور وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے ورنہ نہیں (دُرّ مختار و ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: جس عورت کو بائن طلاق دی اور وقت طلاق سے دو برس کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور اگر دو برس کے بعد پیدا ہوا تو نہیں لیکن اگر شوہر اس بچہ کے لئے کہے کہ یہ میرا ہے تو اب بھی ثابت ہو جائے گا یا ایک بچہ دو برس کے اندر پیدا ہوا دوسرا بعد میں تو دونوں کا نسب ثابت ہو جائے گا (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: وقت نکاح سے چھ مہینہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت نہیں اور چھ مہینہ یا زیادہ پر ہوا تو ثابت ہے کہ جب کہ شوہر اقرار کرے یا سکوت کرے اور اگر شوہر کہتا ہے کہ بچہ پیدا ہی نہ ہوا تو ایک عورت کی گواہی سے پیدائش ثابت

ہو جائے گی اور اگر شوہر نے کہا تھا کہ جب تو جنے تو تجھ کو طلاق اور عورت بچہ پیدا ہونا بیان کرتی ہے اور شوہر انکار کرتا ہے تو دو مرد یا ایک مرد دو عورت کی گواہی سے طلاق ثابت ہوگی تنہا جنائی کی گواہی کافی نہیں یوں ہی اگر شوہر نے حمل کا اقرار کیا تھا یا حمل ظاہر تھا جب بھی طلاق ثابت ہے لیکن نسب ثابت ہونے کے لئے فقط جنائی کا قول کافی ہے اور اگر دو بچے پیدا ہوئے ایک چھ مہینہ کے اندر دوسرا چھ مہینہ پر یا چھ مہینہ کے بعد تو دونوں میں کسی کا نسب ثابت نہیں (جوہرہ، ہندیہ و بہار شریعت)

شوہر کے سکوت سے بھی نسب ثابت ہوتا ہے: نکاح میں جہاں نسب ثابت ہونا کہا جاتا ہے وہاں یہ کچھ ضرور نہیں کہ شوہر دعویٰ کرے تو نسب ہوگا بلکہ سکوت سے بھی نسب ثابت ہوگا اور اگر انکار کرے تو نفی نہ ہوگا جب تک لعان نہ ہو جائے اور اگر کسی وجہ سے لعان نہ ہو سکے جب بھی ثابت ہوگا (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: شوہر کے مرنے کے وقت سے دو برس کے اندر بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے ورنہ نہیں یہی حکم صغیرہ کا ہے جب کہ حمل کا اقرار کرتی ہو اور اگر عورت صغیرہ ہے جس نے نہ حمل کا اقرار کیا نہ عدت پوری ہونے کا اور رس مہینہ دس دن سے کم میں بچہ ہوا تو نسب ثابت ہے ورنہ نہیں اور اگر صغیرہ نے عدت پوری ہونے کا اقرار کیا اور وقت اقرار یعنی چار مہینہ دس دن کے بعد اگر چھ مہینہ کے اندر پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے نہیں تو نہیں (دُرّ مختار و بہار) مسئلہ: بچہ پیدا ہوا عورت کہتی ہے کہ نکاح کو چھ مہینہ یا زائد کا عرصہ گزرا اور مرد کہتا ہے کہ چھ مہینہ نہیں ہوئے تو عورت سے قسم لی جائے قسم کے ساتھ عورت کا قول مان لیں اور اگر شوہر یا شوہر کے ورثاء گواہ پیش کرنا چاہیں تو گواہ نہ سنے جائیں (دُرّ مختار، رڈالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: کسی عورت سے زنا کیا پھر اسی سے نکاح کیا اور چھ مہینہ یا زائد میں بچہ پیدا ہوا تو نسب ثابت ہے اور کم میں پیدا ہوا تو ثابت نہیں چاہے شوہر کہے کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہے (ہندیہ و بہار شریعت)

بچے کی پرورش کا بیان: بچہ کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے چاہے وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو ہاں اگر مرتدہ ہوگئی تو پرورش نہیں کر سکتی یا کسی فسق میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے بچہ کی تربیت میں فرق آئے (جیسے زانیہ یا چور یا نوحہ کرنے والی ہے) تو اس کی پرورش میں نہ دیا جائے بلکہ بعض فقہاء نے فرمایا اگر وہ نماز کی پابند نہیں تو اس کی پرورش میں بھی نہ دیا جائے مگر اصح یہ ہے کہ اس کی پرورش میں اس وقت تک رہے گا جب تک ناسمجھ ہے جب کچھ سمجھنے لگے تو الگ کر لیا جائے اس لئے کہ بچہ ماں کو دیکھ کر وہی عادت اختیار کرے گا جو

ماں کی ہے۔ یوں ہی ماں کی پرورش میں اس وقت بھی نہ دیا جائے جب کہ بکثرت بچے کو چھوڑ کر ادھر ادھر چلی جاتی ہو چاہے اس کا جانا کسی گناہ کے لئے نہ ہو (جیسے وہ عورت مردے نہلاتی ہے یا جنائی کرتی ہے یا اور کوئی ایسا کام کرتی ہے جس کی وجہ سے اکثر گھر سے باہر جانا پڑتا ہے) (دُرّ مختار و رڈالمحتار و ہندیہ) مسئلہ: اگر بچہ کی ماں نے بچہ کے غیر محرم سے نکاح کر لیا تو اب ماں کو پرورش کا حق نہ رہا اور محرم سے کیا تو حق پرورش باطل نہ ہوا۔ غیر محرم سے مراد وہ شخص ہے کہ نسب کے اعتبار سے بچہ کے لئے محرم نہ ہو چاہے۔ رضاع کے لحاظ سے محرم ہو، جیسے بچہ کی ماں نے بچہ کے رضاعی چچا سے نکاح کر لیا تو اب ماں کی پرورش میں نہ رہے گا کہ یہ شخص اگر چہ رضاع کے لحاظ سے بچہ کا چچا ہے مگر نسبتاً اجنبی ہے اور اگر نسبی چچا سے نکاح کیا تو حق پرورش باطل نہ ہوا (دُرّ مختار وغیرہ)

ماں کو پرورش کی اجرت ملنے کی صورتیں: مسئلہ: ماں اگر مفت پرورش کرنا نہیں چاہتی اور باپ اجرت دے سکتا ہے تو اجرت دے اور تنگ دست ہے تو ماں کے بعد جن کو پرورش کا حق ہے اور اگر ان میں کوئی مفت پرورش کرے تو اس کی پرورش میں بچہ دیا جائے بشرطیکہ بچہ کے غیر محرم سے اس نے نکاح نہ کیا ہو اور ماں سے کہہ دیا جائے کہ یا تو مفت پرورش کر یا بچہ کو فلاں کو دے دے مگر ماں اگر بچہ کو دیکھنا چاہے یا اس کی دیکھ بھال کرنا چاہے تو اس سے روکی نہ جائے اور اگر کوئی دوسری عورت ایسی نہ ہو جس کو پرورش کا حق ہے مگر کوئی اجنبی شخص یا رشتہ دار مرد مفت پرورش کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں ماں ہی کو دیں گے اگر چہ ماں نے اجنبی سے نکاح کر لیا ہو اگر چہ اجرت مانگتی ہو (دُرّ مختار رڈالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: جس کے لئے حق پرورش ہے اگر وہ انکار کرے اور کوئی دوسری نہ ہو جو پرورش کرے تو یہ پرورش پر مجبور کی جائے گی یوں ہی اگر بچہ کی ماں دودھ پلانے سے انکار کرے اور بچہ دوسری عورت کا دودھ نہ لیتا ہو یا مفت کوئی دودھ نہیں پلاتی اور بچہ یا اس کے باپ کے پاس مال نہیں تو ماں دودھ پلانے پر مجبور کی جائے گی۔ (رڈالمحتار و بہار شریعت)

بچہ کی پرورش کا خرچ کس پر ہے: مسئلہ: ماں کی پرورش میں بچہ ہو اور وہ اس کے باپ کے نکاح یا عدت میں ہو تو پرورش کا معاوضہ نہیں پائے گی اور اگر نکاح یا عدت میں نہیں ہے تو پرورش کا حق لے سکتی ہے اور دودھ پلانے کی اجرت اور بچہ کا نفقہ بھی لے سکتی ہے اور اگر اس کے پاس رہنے کا مکان نہ ہو تو مکان بھی اور بچہ کو خادم کی ضرورت ہو تو خادم بھی اور یہ سب اخراجات اگر بچہ کا مال ہو تو اس مال سے دیئے جائیں نہیں تو جس پر بچہ کا نفقہ ہے اسی کے ذمہ

یہ سب خرچ بھی ہیں (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: ماں نے اگر پہلے پرورش سے انکار کردیا پھر یہ چاہتی ہے کہ پرورش کرے تو کرسکتی ہے رجوع صحیح ہے۔ (ردّ المحتار)

ماں کے بعد کن لوگوں کو پرورش کا حق ہے: مسئلہ: ماں اگر نہ ہو یا پرورش کی اہل نہ ہو تو یا انکار کردیا یا اجنبی سے نکاح کرلیا تو اب پرورش کا حق نانی کے لئے ہے۔ نانی بھی نہ ہو تو نانی کی ماں اس کے بعد دادی پھر پردادی انہیں شرطوں کے ساتھ جو اوپر بیان ہوئیں۔ پھر حقیقی سگی بہن پھر اخیافی بہن پھر سوتیلی بہن پھر حقیقی بہن کی بیٹی پھر خالہ (یعنی ماں کی سگی بہن) پھر ماں کی اخیافی بہن پھر ماں کی سوتیلی بہن۔ پھر سوتیلی بہن کی بیٹی، پھر سگی بھتیجی، پھر اخیافی بھائی کی بیٹی، پھر سوتیلے بھائی کی بیٹی پھر اسی ترتیب سے پھوپھیاں پھر ماں کی خالہ پھر باپ کی خالہ پھر ماں کی پھوپھیاں پھر باپ کی پھوپھیاں اور ان سب میں بھی وہی ترتیب ہے کہ پہلے سگی پھر اخیافی پھر سوتیلی اور اگر کوئی عورت پرورش کرنے والی نہ ہو یا ہو مگر اس کا حق ساقط ہو تو عصبات بہ ترتیب ارث یعنی باپ پھر دادا پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا بھائی پھر بھتیجے پھر چچا کے بیٹے (مگر لڑکی کو اس کے چچا زاد بھائی کی پرورش مین نہ دیں خصوصاً جب کہ لڑکی مشتہاۃ[1] ہو) اور اگر عصبات بھی نہ ہوں تو ذوی الارحام کی پرورش میں دیا جائے جیسے اخیافی بھائی پھر اخیافی بھائی کا بیٹا پھر ماں کا چچا پھر حقیقی ماموں چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیوں کو لڑکے کی پرورش کا حق نہیں (درورد) مسئلہ: اگر چند شخص ایک درجہ کے ہوں تو بچہ کی پرورش کا حق دار وہ ہے جو ان میں زیادہ بہتر ہو پھر وہ جو زیادہ پرہیز گار ہو پھر وہ جو ان میں بڑا ہوا (ہندیہ و دُرّ مختار) مسئلہ: بچہ نانی یا دادی کے پاس ہے لیکن وہ خیانت کرتی ہے تو پھوپھی کو اختیار ہے کہ اس سے لے لے۔ (ہندیہ و بہار شریعت)

بچہ کس عمر تک پرورش کرنے والی عورت کے پاس رکھا جائے: مسئلہ: جس عورت کے لئے پرورش کا حق ہے اس کے پاس لڑکے کو اس وقت تک رہنے دیں جب تک اسے اس کی ضرورت ہو یعنی اپنے آپ کھانے پینے پہننے استنجا کرنے کے لائق نہ ہو جائے اور یہ زمانہ سات برس تک ہے اور اگر عمر میں اختلاف ہو تو اگر یہ سب کام خود کرلیتا ہو تو عورت کے پاس سے الگ کرلیا جائے نہیں تو رہنے دیں اور اگر باپ لینے سے انکار کرے تو جبراً اس کے سپرد کیا جائے اور لڑکی اس وقت تک عورت کی پرورش میں رہے گی کہ حد شہوت کو پہنچ جائے اس کا زمانہ نو برس کی عمر ہے اور اگر اس عمر سے کم میں لڑکی کا نکاح کردیا گیا جب بھی اسی کی پرورش

[1] مشتہاۃ جسے دیکھ کر رغبت ہو۔۱۲

میں رہے گی جس کی پرورش میں ہے نکاح کردینے سے پرورش کا حق نہ جائے گا جب تک مرد کے قابل نہ ہو (خانیہ و بحر وغیرہ) مسئلہ: سات برس کی عمر سے بالغ ہونے تک لڑکا اپنے باپ یا دادا یا کسی اور ولی کے پاس رہے گا پھر جب بالغ ہوگیا اور سمجھ دار ہے کہ فتنہ یا بدنامی کا ڈر نہیں اور تادیب کی ضرورت نہیں تو جہاں چاہے وہاں رہے اور اگر ان باتوں کا ڈر ہو اور تادیب کی ضرورت ہو تو باپ دادا وغیرہ کے پاس رہے گا خود مختار نہ ہوگا مگر بالغ ہونے کے بعد باپ پر نفقہ واجب نہیں اب اگر خرچہ دے تو یہ احسان ہے یہ تو حکم شرع کا ہے مگر آج کل کی حالت کو دیکھ کر خود مختار نہ رکھا جائے جب تک چال چلن اچھی طرح ٹھیک نہ ہو جائے اور پورا بھروسا ہو جائے کہ اب اس کی وجہ سے فتنہ و عار نہ ہوگا کہ اس زمانہ میں اکثر صحبتیں عادتوں کو خراب کرنے والی ہیں اور نوعمری میں بری عادت جلد پڑ جاتی ہے۔ (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: لڑکی نو برس کی عمر کے بعد سے جب تک کنواری ہے باپ دادا بھائی وغیرہ کے یہاں رہے گی مگر جب پوری عمر کی ہو جائے اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو اختیار ہے جہاں چاہے رہے اور اگر لڑکی ثیب ہے جیسے بیوہ ہے اور فتنہ کا ڈر نہیں تو اسے اختیار ہے نہیں تو باپ دادا کے یہاں رہے اور یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ چچا کے بیٹے کو لڑکی کے لئے پرورش کا حق نہیں یہی اب بھی ہے اس لئے کہ وہ محرم نہیں بلکہ ضرور ہے کہ محرم کے پاس رہے اور اگر محرم نہ ہو تو کسی ثقہ امانت دار عورت کے پاس رہے جو اس کی عفت کی حفاظت کرسکے اور اگر لڑکی ایسی ہو کہ فساد کا ڈر نہیں تو اختیار ہے۔ (ردّ المحتار، دُرّ مختار، ہندیہ و بہار شریعت)

بچہ کو کس چیز کی تعلیم دی جائے: مسئلہ: لڑکا ابھی بالغ نہیں ہوا مگر کام کاج کرنے کے قابل ہوگیا ہے تو باپ اسے کسی کام میں لگا دے جو کام سکھانا چاہے اس کام کے جاننے والوں کے پاس بھیج دے کہ ان سے کام سیکھے نوکری یا مزدوری کے لائق ہو اور باپ اس سے نوکری یا مزدوری کرانا چاہے تو کرائے اور لڑکا جو کمائے اس کو لڑکے پر خرچ کرے اور جو بچ رہے تو اس کے لئے جمع کرتا رہے اگر باپ جانتا ہے تو میرے پاس خرچ ہو جائے گا تو کسی اور کے پاس امانت رکھ دے مگر سب سے مقدم یہ ہے کہ بچوں کو قرآن مجید پڑھائیں اور دین کی ضروری باتیں سکھائیں، روزہ، نماز، طہارت، اور بیع و اجارہ و دیگر معاملات جن سے روز کام پڑتا ہے اور ناواقفی سے خلاف شرع عمل کرنے کے جرم میں مبتلا ہوتے ہیں ان سب کی تعلیم دی جائے اگر دیکھیں کہ بچہ کا علم میں جی لگتا ہے اور سمجھدار ہے تو دین کا علم سیکھنے سے بڑھ کر کیا کام ہے اسی میں لگائیں اور اگر استطاعت نہ ہو تو عقیدہ کی باتیں ٹھیک ٹھیک سمجھا کر اور ضروری مسئلے

بتا کر جس جائز کام میں چاہیں لگائیں (دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: لڑکی کو بھی عقیدے اور ضروری ضروری مسئلے سکھانے کے بعد کسی عورت سے سلائی وغیرہ ایسے کام سکھائیں جن کی عورتوں کو اکثر ضرورت پڑتی ہے مسئلہ: لڑکی کو نوکر نہ رکھائیں کہ جس کے یہاں نوکر رہے گی کبھی ایسا بھی ہوگا کہ مرد کے پاس اکیلی رہے اور یہ بڑے عیب کی بات ہے۔ (ردّالمحتار و بہار شریعت)

مسئلہ: پرورش کے دنوں میں باپ یہ چاہتا ہے کہ عورت سے بچہ لے کر کہیں دوسری جگہ چلا جائے تو باپ کو یہ اختیار نہیں اور اگر عورت چاہتی ہے کہ بچہ کو لے کر دوسرے شہر کو چلی جائے اور دونوں شہروں میں اتنا فاصلہ ہے کہ باپ اگر بچہ کو دیکھنا چاہے تو دیکھ کر رات ہونے سے پہلے واپس آ سکتا ہے تو لے جاسکتی ہے اور اس سے زیادہ فاصلہ ہے تو خود بھی نہیں جاسکتی (ردّالمحتار و ہندیہ وغیرہ) مسئلہ: عورت کو طلاق دے دی عورت نے کسی اجنبی سے نکاح کرلیا تو باپ بچہ کو عورت سے لے کر سفر میں لے جاسکتا ہے جب کہ کوئی اور پرورش کا حق دار نہ ہو (دُرّ مختار) مسئلہ: جب پرورش کا زمانہ پورا ہو چکا اور بچہ باپ کے پاس آ گیا تو باپ پر یہ واجب نہیں کہ بچہ کو اس کی ماں کے پاس بھیجے نہ پرورش کے زمانہ میں ماں پر باپ کے پاس بھیجنا لازم تھا ہاں اگر ایک کے پاس ہے اور دوسرا اسے دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھنے سے روکا نہیں جاسکتا۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت)

نفقہ کا بیان: نفقہ سے مراد کھانا' کپڑا' رہنے کا مکان ہے نفقہ واجب ہونے کے تین سبب ہیں۔ زوجیت' نسب' ملک (دُرّ مختار و جوہرہ) مسئلہ: جس عورت سے نکاح صحیح ہوا اس کا نفقہ شوہر پر واجب ہے عورت مسلمان ہو یا کافر آزاد ہو یا مکاتبہ محتاج ہو یا مالدار دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ بالغہ ہو یا نابالغہ' مگر نابالغہ میں شرط یہ ہے کہ جماع کی طاقت رکھتی ہو یا مشتہاۃ ہو چاہے شوہر نابالغ بلکہ کتنا ہی کم عمر ہو جب بھی اس پر نفقہ واجب ہے اس کے مال سے دیا جائے اور اس کی ملک میں مال نہ ہو تو اس کی عورت کا نفقہ اس کے باپ پر واجب نہیں ہاں اگر اس کے باپ نے نفقہ کی ضمانت کی ہو تو باپ پر واجب ہے۔ (ہندیہ و دُرّ مختار)

کن صورتوں میں عورت نفقہ کی مستحق ہے: مسئلہ: شوہر عنین ہے یا مقطوع الذکر ہے یا مریض ہے کہ جماع کی طاقت نہیں رکھتا یا حج کو گیا ہے جب بھی نفقہ واجب ہے (ہندیہ و دُرّ مختار) مسئلہ: نابالغہ جو جماع کے قابل نہ ہو اس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں چاہے شوہر کے یہاں رہے یا اپنے باپ کے گھر جب تک قابل وطی نہ ہو جائے ہاں اگر اس لائق ہے کہ

خدمت کر سکے یا اس سے انس حاصل ہو اور شوہر نے اپنے مکان میں رکھا ہے تو نفقہ واجب ہے اور نہیں رکھا تو نہیں (ہندیہ و دُرّ مختار) مسئلہ: عورت کا مقام بند ہے جس کے سبب سے وطی نہیں ہو سکتی یا دیوانی ہے یا بوہری ہے تو بھی نفقہ واجب ہے (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: نکاح فاسد میں یا اس کی عدت میں نفقہ واجب نہیں یوں ہی وطی بالشبہ میں بھی اور اگر بظاہر نکاح صحیح ہوا اور قاضی شرع نے نفقہ مقرر کر دیا بعد کو معلوم ہوا کہ نکاح صحیح نہیں۔ (جیسے وہ عورت اس کی رضاعی بہن ثابت ہوئی) تو جو کچھ نفقہ میں دیا ہے واپس لے سکتا ہے اور اگر بطور خود بلا حکم قاضی دیا ہے تو واپس نہیں لے سکتا (جوہرہ و ردّالمحتار) مسئلہ: بالغہ عورت جب اپنے نفقہ کا مطالبہ کرے اور ابھی رخصت نہیں ہوئی ہے تو اس کا مطالبہ درست ہے جب کہ شوہر نے اپنے مکان پر لے جانے کو اس سے نہ کہا ہو اور اگر شوہر نے کہا تو میرے یہاں چل اور عورت نے انکار نہ کیا جب بھی نفقہ کی مستحق ہے اور اگر عورت نے انکار کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر کہتی ہے کہ جب تک مہر معجّل نہ دو گے نہیں جاؤں گی تو اس صورت میں نفقہ پائے گی (کہ یہ انکار ناحق نہیں) اور اگر انکار ناحق ہے (مثلاً مہر معجّل ادا کر چکا ہے یا مہر معجّل تھا ہی نہیں یا عورت معاف کر چکی ہے) تو اس صورت میں نفقہ کی مستحق نہیں جب تک شوہر کے گھر نہ آئے (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: دخول ہونے کے بعد اگر عورت شوہر کے یہاں آنے سے انکار کرتی ہے تو اگر مہر معجّل کا مطالبہ کرتی ہے کہ دے دو تو چلوں تو نفقہ کی مستحق ہے نہیں تو نہیں (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت شوہر کے یہاں سے ناحق چلی گئی تو نفقہ نہیں پائے گی جب تک واپس نہ آئے (دُرّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: جس عورت کو طلاق دی گئی ہے وہ بہر حال عدت کے اندر نفقہ پائے گی طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں عورت کو حمل ہو یا نہ ہو (خانیہ و بہار شریعت)

مطلقہ بہر حال نفقہ پائے گی چاہے مدت کتنی ہی طویل ہو: مسئلہ: جب تک عورت سن ایاس کو نہ پہنچے اس کی عدت تین حیض ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اگر اس عمر سے پہلے کسی وجہ سے جوان عورت کو حیض نہیں آتا تو اس کی عدت چاہے کتنی ہی طویل ہو عدت کے زمانہ کا نفقہ واجب ہے یہاں تک کہ اگر سن ایاس تک حیض نہ آیا تو سن ایاس کے بعد تین مہینے گزرنے پر عدت ختم ہو گی اور اس وقت تک نفقہ دینا ہو گا ہاں اگر شوہر گواہوں سے ثابت کر دے کہ عورت نے اقرار کیا ہے کہ تین حیض آئے اور عدت ختم ہو گئی تو نفقہ ساقط ہو جائے گا اس لئے کہ اس طرح عدت پوری ہو جائے گی اور اگر عورت کو طلاق ہوئی اس نے اپنے کو حاملہ بتایا تو

طلاق کے وقت سے دو برس تک وضع حمل کا انتظار کیا جائے اور وضع حمل تک نفقہ واجب ہے اور دو برس پر بھی بچہ نہ ہوا اور عورت کہتی ہے کہ مجھے حیض نہیں آیا اور حمل کا گمان تھا تو برابر نفقہ لیتی رہے گی یہاں تک کہ تین حیض آئیں یا سن ایاس آ کر تین مہینے گزر جائیں (خانیہ و بہار شریعت) مسئلہ: عدت کے نفقہ کا نہ دعویٰ کیا نہ قاضی نے مقرر کیا تو عدت گزرنے کے بعد نفقہ ساقط ہو گیا (بہار شریعت) مسئلہ: مفقود کی عورت نے نکاح کر لیا اور اس دوسرے شوہر نے دخول بھی کر لیا ہے اب پہلا شوہر آیا تو عورت اور دوسرے شوہر میں تفریق کر دی جائے گی اور عورت عدت گزارے گی مگر اس عدت کا نفقہ نہ پہلے شوہر پر ہے نہ دوسرے پر۔ (خانیہ و بہار شریعت)

وفات کی عدت میں نفقہ نہیں: مسئلہ: وفات کی عدت میں نفقہ واجب نہیں چاہے عورت کو حمل ہو یا نہ ہو۔ یونہی جو فرقت عورت کی جانب سے معصیت گناہ کے ساتھ ہو اس میں بھی نفقہ نہیں[1] (جوہرہ) مسئلہ: خلع میں نفقہ ہے ہاں اگر خلع اس پر شرط پر ہوا کہ عورت نفقہ اور سکنیٰ[2] معاف کرے تو اب نفقہ نہیں پائے گی مگر سکنیٰ شوہر کو اب بھی دینا ہوگا کہ عورت کو سکنیٰ معاف کرنے کا اختیار نہیں (جوہرہ) مسئلہ: عورت سے ایلاء یا ظہار یا لعان کیا یا شوہر مرتد ہو گیا یا شوہر نے عورت کی ماں سے جماع کیا یا عنین کی عورت نے فرقت اختیار کی تو ان سب صورتوں میں نفقہ پائے گی۔ (ہندیہ و بہار شریعت)

نفقہ کس کی حیثیت کے موافق ہوگا: مسئلہ: اگر مرد اور عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالداروں کے ایسا ہوگا اور دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں کے ایسا اور ایک مال دار ہے دوسرا محتاج تو متوسط درجہ کا (یعنی محتاج جیسا کھاتے ہوں اس سے اچھا اور مالدار جیسا کھاتے ہوں اس سے کم) اور اگر شوہر مالدار ہے اور عورت محتاج تو بہتر یہ ہے کہ جیسا آپ کھاتا ہو عورت کو بھی کھلائے مگر یہ واجب نہیں واجب اس صورت میں متوسط ہے (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: عورت آٹا پیسنے روٹی پکانے سے انکار کرتی ہے تو اگر وہ ایسے گھرانے کی ہے کہ وہاں کی عورتیں آپ یہ کام نہیں کرتیں یا یہ عورت بیمار یا کمزور ہے کہ یہ کام نہیں کر سکتی تو پکا ہوا کھانا دینا ہوگا یا کوئی ایسا آدمی دے جو کھانا پکائے پکانے پر مجبور نہیں کی جا سکتی اور نہ اگر ایسے گھرانے کی ہے نہ کوئی سبب ایسا ہے کہ کھانا نہ پکا سکے تو شوہر پر واجب نہیں کہ پکا ہوا دے اور اگر عورت خود

[1] معصیت کے ساتھ فرقت کی مثال یہ ہے کہ عورت مرتدہ ہو جائے یا شہوت کے ساتھ شوہر کے بیٹے یا باپ کا بوسہ لے لے یا شہوت کے ساتھ چھوئے تو ان صورتوں میں فرقت ہو جائے گی اور عورت کی طرف سے ہوگی معصیت کے ساتھ ۱۲۔ (بہارہ وغیرہ)

[2] سکنیٰ رہنے کا مکان۔ مفقود لاپتہ۔ مستحق حق دار لائق

پکاتی ہے اور پکانے کی اجرت مانگتی ہے تو اجرت نہیں دی جائے گی (ہندیہ دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: کھانا پکانے کے تمام برتن اور سامان شوہر پر واجب ہیں جیسے چکی ہانڈی توا چمٹا رکابی پیالہ چمچہ وغیرہ جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے حسب حیثیت یوں ہی حسب حیثیت اثاث البیت دینا واجب ہے جیسے چٹائی دری قالین چار پائی لحاف توشک تکیہ چادر وغیرہ یونہی کنگھا تیل سر دھونے کے لئے کھلی وغیرہ اور صابن یا بیسن میل دور کرنے کے لئے دینا واجب ہے اور سرمہ مسی مہندی دینا شوہر پر واجب نہیں۔ اگر لائے تو عورت کو استعمال کرنا ضرور ہے عطر وغیرہ خوشبو کی اتنی ضرورت ہے جس سے بغل اور پسینہ کی بو دور کر سکے (جوہرہ وغیرہ) مسئلہ: غسل اور وضو کا پانی شوہر کے ذمہ ہے چاہے عورت مالدار ہی ہو۔ مسئلہ: عورت اگر چاہے یا حقہ یا سگریٹ پیتی ہے تو ان کے خرچ شوہر پر واجب نہیں چاہے نہ پینے سے نقصان ہی ہو۔ یوں ہی پان چھالیہ تمباکو شوہر پر واجب نہیں۔ (ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت بیمار ہو تو اس کی دوا کی قیمت اور طبیب کی فیس شوہر پر واجب نہیں فصد یا پچھنے کی ضرورت ہو تو یہ بھی شوہر پر نہیں (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: سال میں دو جوڑے کپڑے دینا واجب ہیں ہر چھ مہینہ پر ایک جوڑا کپڑا دے دیا تو جب تک مدت پوری نہ ہو دینا واجب نہیں اور اگر مدت کے اندر پھاڑ ڈالا اور عادۃً جس طرح پہنا جاتا ہے اس طرح پہنتی تو نہ پھٹتا تو دوسرے کپڑے اس چھ ماہی میں واجب نہیں ورنہ واجب ہیں اور اگر مدت پوری ہو گئی اور وہ جوڑا باقی ہے تو اگر پہننا ہی نہیں یا کبھی اس کو پہنتی تھی اور کبھی اور کپڑے اس وجہ سے باقی ہے تو اب دوسرا جوڑا دینا واجب ہے اور اگر یہ وجہ نہیں بلکہ کپڑا مضبوط تھا اس وجہ سے نہیں پھٹا تو دوسرا واجب نہیں (جوہرہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت جب رخصت ہو کر آئی تو اسی وقت سے شوہر کے ذمہ اس کا کپڑا ہے اس کا انتظار نہ کرے گا کہ چھ مہینہ گزر لیں تو کپڑے بنائے چاہے عورت کے پاس کتنے ہی کپڑے ہوں۔ نہ عورت پر یہ واجب کہ جو میکے سے کپڑے لائی ہے وہ پہنے بلکہ اب سب شوہر کے ذمہ ہے۔ (ردّ المحتار)

عورت کب بلا اجازت شوہر کا مال خرچ کر سکتی ہے: مسئلہ: شوہر کو خود ہی چاہیے کہ عورت کے خرچ اپنے ذمہ لے یعنی جس چیز کی ضرورت ہو لا کر یا منگا کر دے اور اگر لانے میں ڈھیل ڈالتا ہے تو قاضی کوئی مقدار وقت اور حال کے لحاظ سے مقرر کر دے کہ شوہر وہ رقم دے دیا کرے اور عورت اپنے طور پر خرچ کرے اور اگر اپنے اوپر تکلیف اٹھا کر عورت اس میں سے کچھ بچا لے تو وہ عورت کا ہے واپس نہ کرے گی نہ آئندہ کے نفقہ میں مجرا دے گی اور

اگر شوہر عورت کو ضرورت بھر نہیں دیتا تو بغیر شوہر کی اجازت عورت شوہر کے مال سے لے کر
خرچ کر سکتی ہے (بحر، درّ و بہار شریعت)

عورت کا جمال شوہر کا حق ہے: مسئلہ: شوہر عورت کو جتنے روپے کھانے کے لئے دیتا
ہے عورت اپنے اوپر تکلیف اٹھا کر اس میں سے کچھ بچا لیتی ہے اور ڈر ہے کہ دبلی ہو جائے گی
تو شوہر کو حق ہے کہ عورت کو تنگی کرنے سے روک دے نہ مانے تو قاضی کے یہاں اس کا دعویٰ
کر کے رکوا سکتا ہے اس لئے کہ اس کی وجہ سے جمال میں فرق آئے گا اور یہ شوہر کا حق ہے
(دُرّ مختار) مسئلہ: عورت کو مثلاً مہینہ بھر کا نفقہ دے دیا اس نے فضول خرچی سے مہینہ پورا
ہونے سے پہلے خرچ کر ڈالا یا چوری ہو گئی یا کسی اور وجہ سے ہلاک ہو گیا تو اس مہینہ کا نفقہ
شوہر پر واجب نہیں (درمختار و بہار شریعت) مسئلہ: شوہر اگر ناداری (غریبی) کے سبب نفقہ
دینے سے مجبور (عاجز) ہے تو اس کی وجہ سے تفریق نہ کی جائے یوں ہی اگر مالدار ہے مگر
یہاں موجود نہیں جب بھی تفریق نہ کی جائے گی بلکہ اگر نفقہ مقرر ہو چکا ہے تو قاضی حکم دے کہ
قرض لے کر یا کچھ کام کر کے خرچ کرے یا اور یہ سب شوہر کے ذمہ ہے اسے دینا ہوگا
(دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: مرد نے عورت کے پاس کپڑے یا روپے بھیجے عورت کہتی ہے
کہ ہدیۃً بھیجے اور مرد کہتا ہے نفقہ میں بھیجے یا یہ کہ شوہر نے ہدیہ ہونے کا اقرار کیا تھا اور گواہوں
نے اس اقرار کی شہادت دی تو گواہی مان لی جائے (ہندیہ و بہار شریعت)

عورت کو کس طرح کا مکان دیا جائے: مسئلہ: نفقہ کا تیسرا جز سکنی یعنی رہنے کا گھر
شوہر جو مکان عورت کو رہنے کے لئے دے وہ خالی ہو یعنی شوہر کے متعلقین وہاں نہ رہیں ہاں
اگر شوہر کا اتنا چھوٹا بچہ ہو کہ جماع کو نہیں سمجھتا تو حرج نہیں اور اگر اس مکان میں شوہر کے
متعلقین رہتے ہوں اور عورت نے اسی کو پسند کیا کہ سب کے ساتھ رہے تو اس گھر کا شوہر کے
متعلقین سے خالی ہونا ضروری نہیں اور عورت کا بچہ اگر چہ بہت چھوٹا ہو اگر شوہر روکنا چاہے تو
روک سکتا ہے عورت کو یہ اختیار نہیں کہ خواہ مخواہ اسے وہاں رکھے (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: عورت
اگر تنہا مکان چاہتی ہے یعنی اپنی سوت یا شوہر کے متعلقین کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی تو اگر
مکان میں کوئی ایسا دالان اس کو دے دے جس میں دروازہ ہو اور اسے بند کر سکتی ہے تو وہ
اسے دے سکتا ہے دوسرا مکان طلب کرنے کا عورت کو اختیار نہیں بشرطیکہ شوہر کے رشتہ دار
عورت کو تکلیف نہ پہنچاتے ہوں۔ رہی یہ بات کہ پاخانہ، غسل خانہ، باورچی خانہ، بھی الگ
ہونا چاہیے اس میں تفصیل ہے اگر شوہر مالدار ہو تو ایسا ہی مکان دے جس میں یہ سب چیزیں

ہوں اور اگر غریب ہو تو ایک کمرہ دے دینا کافی ہے اگر چہ غسل خانہ وغیرہ مشترک ہو۔
(ہندیہ ردّ المحتار و بہار شریعت)

عورت کے کون عزیز اس کے یہاں آ سکتے ہیں اور وہ کس کے یہاں جا سکتی ہے:

مسئلہ: عورت کے والدین ہفتہ میں ایک بار اپنی لڑکی کے یہاں آ سکتے ہیں شوہر منع نہیں کر سکتا
ہاں اگر رات میں وہاں رہنا چاہیں تو شوہر منع کر سکتا ہے اور والدین کے علاوہ اور محارم سال
بھر میں ایک بار آ سکتے ہیں یوں ہی عورت اپنے والدین کے یہاں ہر ہفتہ میں ایک بار اور
دوسرے محارم کے یہاں سال میں ایک بار جا سکتی ہے۔ مگر رات میں شوہر کی بلا اجازت وہاں
نہیں رہ سکتی دن ہی دن میں واپس آئے اور والدین یا محارم اگر فقط دیکھنا چاہیں تو اس سے
کسی وقت منع نہیں کر سکتا اور غیروں کے یہاں جانے یا ان کی عیادت کرنے یا شادی وغیرہ
تقریبوں کی شرکت سے منع کرے بلا اجازت جائے گی تو گنہگار ہو گی اور اجازت سے گئی تو
دونوں گنہگار ہوں گے (ہندیہ دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت اگر کوئی ایسا کام کرتی ہے
جس سے شوہر کا حق فوت ہوتا ہے یا اس میں نقصان آتا ہے یا اس کام کے لئے گھر سے باہر
نکلنا پڑتا ہے تو شوہر ایسے کام سے عورت کو روک سکتا ہے بلکہ اس زمانہ میں تو ایسے کام سے
روکنا ہی چاہیے جس کے لئے باہر نکلنا پڑے۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت)

کن کن رشتہ داروں کو کب کب خرچ دینا ہوگا: مسئلہ: نابالغ اولاد کا نفقہ باپ پر
واجب ہے جب کہ اولاد فقیر ہو یعنی خود کی ملک میں مال نہ ہو اور آزاد ہو اور بالغ بیٹا اگر اپاہج
یا مجنون یا نابینا ہو کمانے سے عاجز ہو اور اس کے پاس مال نہ ہو تو اس کا نفقہ بھی باپ پر ہے
اور لڑکی جب کہ اس کے پاس مال نہ ہو تو اس کا نفقہ بہر حال باپ پر ہے چاہے اس کے اعضاء
سلامت ہوں اور اگر نابالغ کی ملک میں مال ہے مگر یہاں موجود نہیں تو باپ کو حکم دیا جائے گا
کہ اپنے پاس سے خرچ کرے جب مال آئے تو جتنا خرچ کیا ہے اتنا اس میں سے لے لے
اور اگر بطور خود خرچ کیا ہے اور چاہتا ہے کہ مال آنے کے بعد اس میں سے لے لے تو خرچ
کرتے وقت لوگوں کو گواہ بنائے کہ جب مال آئے گا تو میں لے لوں گا اگر گواہ نہ کیا تو دیانۃً
لے سکتا ہے قضاءً نہیں (جوہرہ) مسئلہ: بچے کی ملک میں کوئی جائیداد منقولہ ہو یا غیر منقولہ اور
بچے کو نفقہ کی حاجت ہو تو وہ جائیداد بیچ کر خرچ کی جائے چاہے سب رفتہ رفتہ کر کے خرچ ہو
جائے (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: لڑکی جب جوان ہو گئی اور اس کی شادی کر دی تو اب اس

کا نفقہ شوہر پر ہے باپ بری الذمہ ہوگیا (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: ماں نے اگر بچہ کا نفقہ اس کے باپ سے لیا اور وہ چوری ہوگیا اور کسی طرح ہلاک ہوگیا تو پھر دوبارہ نفقہ لے گی اور بچ رہا تو واپس کرے گی (دُرّ مختار و بہار شریعت)

ماں دودھ پلانے کی اجرت کب لے سکتی ہے: مسئلہ: بچے کو دودھ پلانا ماں پر اس وقت واجب ہے جب کہ کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی نہ ملے یا بچہ دوسری عورت کا دودھ نہ لے یا باپ تنگ دست ہے کہ اجرت نہیں دے سکتا اور بچے کی ملک میں بھی مال نہیں تو ان صورتوں میں دودھ پلانے پر ماں مجبور کی جائے گی اور اگر یہ صورتیں نہ ہوں تو دیانۃً ماں کے ذمہ دودھ پلانا ہے مجبور نہیں کی جاسکتی (درو بہار شریعت) مسئلہ: بچہ کی ماں نکاح میں ہے یا طلاق رجعی کی عدت میں ہے اب اگر دودھ پلائے تو اجرت نہیں لے سکتی اور طلاق بائن کی عدت میں اگر پلائے تو اجرت لے سکتی ہے اور اگر دوسری عورت کے بچہ کو جو اسی شوہر کا ہے اسے دودھ پلائے تو مطلقاً اجرت لے سکتی ہے اگرچہ نکاح میں ہو (دُرّ مختار و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: باپ، دادا، ماں، دادی، نانا، نانی، اگر تنگ دست ہوں تو ان کا نفقہ واجب ہے اگرچہ کمانے پر قادر ہوں جب کہ یہ مالدار ہو یعنی مالک نصاب ہو۔ اگرچہ وہ نصاب نامی نہ ہو اور اگر یہ بھی محتاج ہے تو باپ کا نفقہ اس پر واجب نہیں۔ البتہ اگر باپ اپاہج یا مفلوج ہے کہ کما نہیں سکتا تو بیٹے کے ساتھ نفقہ میں شریک ہے اگرچہ بیٹا فقیر ہو اور ماں کا نفقہ بھی بیٹے پر ہے اگرچہ ماں اپاہج نہ ہو اگرچہ بیٹا فقیر ہو یعنی جب کہ ماں بیوہ ہو اور اگر ماں نے نکاح کرلیا ہے تو اس کا نفقہ شوہر پر ہے اور اگر اس کے باپ کے نکاح میں ہے اور باپ ماں دونوں محتاج ہوں تو دونوں کا نفقہ بیٹے پر ہے اور باپ محتاج نہ ہو تو باپ پر ہے اور باپ محتاج ہے اور ماں مالدار تو ماں کا نفقہ اب بھی بیٹے پر نہیں بلکہ ماں اپنے پاس سے خرچ کرے اور شوہر سے وصول کرسکتی ہے (جوہرہ و ردّ المحتار)

باپ وغیرہ کا نفقہ بیٹا بیٹی دونوں پر ہے: مسئلہ: باپ وغیرہ کا نفقہ جیسے بیٹے پر واجب ہے ویسے ہی بیٹی پر بھی واجب ہے اگر بیٹا بیٹی دونوں ہوں دونوں پر برابر واجب ہے اور اگر دو بیٹے ہوں ایک فقط مالک نصاب ہے اور دوسرا بہت مالدار ہے تو بھی باپ کا نفقہ برابر برابر ہے (دُرّ مختار ردّ المحتار و بہار شریعت) باپ اور اولاد کے نفقہ میں قرابت و جزئیت کا اعتبار ہے وراثت کا نہیں جیسے بیٹا ہے اور پوتا تو نفقہ بیٹے پر واجب ہے پوتے پر نہیں یوں ہی بیٹی ہے اور

پوتا تو بیٹی پر ہے پوتے پر نہیں اور پوتا ہے اور نواسی یا نواسہ تو دونوں پر برابر ہے اور بیٹی ہے اور بہن یا بھائی تو بیٹی پر ہے اور نواسہ نواسی ہیں اور بھائی ہے تو ان پر ہے بھائی پر نہیں اور باپ یا ماں ہے اور بیٹا ہے تو بیٹے پر ہے اور دادا ہے اور پوتا تو ایک ثلث دادا پر ہے اور باقی پوتے پر اور باپ ہے اور نواسہ نواسی تو باپ پر ہے۔ (ردّ المحتار)

باپ کی چھوٹی اولاد کا نفقہ کب واجب ہے: مسئلہ: باپ اگر تنگدست ہے اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور یہ بچے محتاج ہیں اور بڑا بیٹا مالدار ہے تو باپ کا اور باپ کی سب اولاد کا نفقہ اس بیٹے پر واجب ہے (ہندیہ و بہار شریعت)

طالب علم کا نفقہ کس پر ہے: مسئلہ: طالب علم دین اگرچہ تندرست ہے کمانے کے لائق ہے مگر علم دین سیکھنے میں لگا ہے تو اس کا نفقہ رشتہ داروں پر فرض ہے (درو بہار شریعت) مسئلہ: قریبی رشتہ دار غائب ہے اور دور والا موجود ہے تو نفقہ اسی دور کے رشتہ دار پر ہے (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت کا شوہر تنگدست ہے اور بھائی مالدار ہے تو بھائی کو خرچ کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر جب شوہر کے پاس مال ہوجائے تو بھائی واپس لے سکتا ہے (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: اگر رشتہ دار محرم نہ ہو (جیسے چچازاد بھائی) یا محرم ہو مگر رشتہ دار نہ ہو (جیسے رضائی بھائی، بہن) یا رشتہ دار محرم ہو مگر حرمت قرابت کی نہ ہو (جیسے وہ چچازاد بھائی جو رضاعی بھائی بھی ہے) تو ان صورتوں میں نفقہ واجب نہیں (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: لونڈی غلام کا نفقہ آقا پر ہے اور اگر آقا نفقہ دینے سے انکار کرے تو مزدوری وغیرہ کرکے اپنے نفقہ میں خرچ کریں اور کمی پڑے تو مولیٰ سے لیں بچ رہے تو مولیٰ کو دیں (ہندیہ وغیرہ) مسئلہ: جانور پالا اور انہیں چارہ نہیں دیتا تو دیانۃً حکم دیا جائے گا کہ چارہ وغیرہ دے یا بیچ ڈالے اور اگر مشترک ہے اور ایک شریک چارہ دینے سے انکار کرتا ہے تو قضاءً بھی حکم دیا جائے گا کہ چارہ دے یا بیچ ڈال (دُرّ مختار) مسئلہ: جانور پر بوجھ لادنے اور سواری لینے میں یہ خیال کرنا چاہیے کہ اس کی طاقت سے زیادہ نہ ہو (جوہرہ نیرہ) مسئلہ: باغ اور کھیتی اور مکان میں اگر خرچ کرنے کی ضرورت ہو تو خرچ کرے اور خرچ نہ کرکے برباد نہ کرے کہ مال ضائع کرنا منع ہے۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت)

واللہ تعالیٰ اعلم بحمد اللہ کہ بتاریخ ۲۲ ماہ ربیع الآخر ۱۳۷۰ھ کتاب النکاح اختتام پذیر ہوئی

کتاب البیوع

یعنی خرید وفروخت کا بیان

خرید وفروخت کی حکمت: انسان مدنی الطبع ہے مل جل کر رہنے کا عادی ہے اور اپنی ضرورتوں میں دوسرے آدمیوں کا محتاج ہے کیونکہ آدمی کی حاجتیں اتنی زیادہ ہیں کہ ان سب کو اکیلا پورا نہیں کرسکتا اسی حکمت سے اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں میں ایک خاص کام کی قابلیت اور دلچسپی پیدا فرمائی اور دوسرے چند آدمیوں میں دوسرے کام کی لیاقت اور شوق ودیعت فرمایا تاکہ آپس کی امداد سے ہر شخص اپنی زندگی کو آسانی سے گزار سکے اور انسانیت کی تکمیل میں سہولت ہو۔ کسی کو تجارت سے دلچسپی ہے کسی کو زراعت سے کسی کو حرب وسیاست سے تو کسی کو علم وحکمت سے ہر ایک دوسرے کے ہنر سے فائدہ اٹھاتا ہے بلکہ اپنی ضروریات پوری کرتا ہے اور اسی سے لین دین خرید وفروخت کا سلسلہ بھی شروع ہوا اور ہر قسم کے معاملات وجود میں آئے۔ اسلام چونکہ ایک مکمل دین ہے زندگی کے ہر شعبہ ہر عمل پر اس کا حکم نافذ ہے۔ ہر حرکت وسکون کے لئے اسلامی قانون میں ایک حکم ہے کہ آیا یہ درست ہے یا نا درست انسان کو اس کے کرنے کی اجازت ہے یا نہیں اس لئے اسلام جہاں عقائد حقہ ونظریات صحیحہ کی تعلیم دیتا ہے قوانین اخلاق وعادات سمجھاتا ہے طاعات وعبادات کے طریقے بتاتا ہے وہاں کاروبار معاشرت ومعاملت کے متعلق بھی پوری رہنمائی کرتا ہے۔ تاکہ زندگی کا کوئی گوشہ تشنہ تکمیل نہ رہے اور مسلمان کسی عمل میں اسلام کے سوا دوسرے کا محتاج نہ ہو۔ عقائد وعبادات وغیرہ تمام باتوں میں جس طرح بعض صورتیں جائز اور بعض ناجائز ہیں اسی طرح لین دین کاروبار کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز تو جب تک جائز وناجائز میں امتیاز نہ ہو حلال کیونکر حاصل ہو اور حرام سے کیسے بچے حالانکہ ناجائز مال لینے اور حرام مال کھانے کی قرآن وحدیث میں سخت ممانعت آئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ** (۴:۲۹) آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ ہاں اگر باہمی رضامندی سے تجارت[1] ہو تو حرج نہیں اور فرماتا ہے: **وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ**

[1] رضامندی کے ساتھ تجارت جب ہی جائز ہوگی جب کہ شرعی قاعدوں کے موافق ہو نہیں تو بے قاعدہ تجارت سے جو مال حاصل کیا جائے وہ حرام ہی ہوگا اگرچہ رضامندی سے ہو۔

مُؤْمِنُوْنَ ○ (۴:۲۹) اللہ نے جو تمہیں روزی دی اس میں حلال طیب کو کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو بندہ حرام مال حاصل کرتا ہے اگر اس کو صدقہ کرے تو قبول نہ ہو اور خرچ کرے تو اس کے لئے اس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ مرے تو جہنم میں جانے کا سامان ہے (رواہ احمد) اور فرماتے ہیں حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔ (بیہقی شعب الایمان) مال حاصل کرنے کے ذریعوں میں سے سب سے بڑا ذریعہ جس کی سب سے زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور غالباً جس سے روزانہ کام پڑتا ہے وہ خرید وفروخت ہے۔

حلال کمائی کسب وتجارت کی فضیلت: قبل اس کے کہ ہم خرید وفروخت کے مسائل بیان کریں کسب وتجارت کی فضیلت کے بارے میں چند حدیثوں کے مضمون لکھتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جس کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کرکے حاصل کیا ہے اور بے شک اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے (رواہ البخاری) اور فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ مومن پیشہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے (طبرانی) ایک بار آپ سے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! کون سا کسب زیادہ پاکیزہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور اچھی بیع[1] (احمد وطبرانی وحاکم) ایک حدیث میں آیا کہ تاجر راست گو امانت دار نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا (ترمذی ودارمی وغیرہ) ایک اور حدیث میں آیا کہ تاجر لوگ قیامت کے دن[2] بدکار اٹھائے جائیں گے سوا اس تاجر کے جو متقی ہو اور لوگوں کے ساتھ احسان کرے اور سچ بولے (ترمذی وابن ماجہ ودارمی) علماء فرماتے ہیں جب تک خرید وفروخت کے مسائل معلوم نہ ہوں کہ کون سی بیع جائز ہے اور کون سی ناجائز اس وقت تک تجارت نہ کرے (عالمگیری)

بیع کی تعریف اور ارکان: مسئلہ: شرع میں بیع کے معنی ہیں ایک خاص طریقہ پر مال کو

[1] اچھی بیع سے مراد یہ ہے کہ جس میں خیانت اور دھوکا نہ ہو یا یہ کہ وہ بیع فاسد نہ ہو ۱۲۔ منہ

[2] حضور علیہ السلام نے تاجروں کو بدکار اس لئے فرمایا کہ اکثر تاجر لین دین میں شرعی حدوں کا خیال نہیں رکھتے گاہکوں کو دھوکا دیتے جھوٹ بولتے اور ہر جا وبے جا ترکیب سے نفع حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ورنہ تجارت بہت اچھا کام ہے جب کہ سچائی ایمانداری اور شرعی قاعدہ کے ساتھ ہو تاجروں کی انہیں بدعنوانیوں کی وجہ سے بازار کو سب سے بری جگہ فرمایا اور بے ضرورت بازار میں جانے کو برا بتایا اور فرمایا جو بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ایک لاکھ گناہ مٹائے گا اور ایک لاکھ درجہ بلند فرمائے گا اور اس کیلئے ایک گھر جنت میں بنائے گا (بازار میں داخل ہونے کی دعا۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر (رواہ احمد وترمذی وحاکم وابن ماجہ عن ابن عمر) (متقی: خدا سے ڈرنے والا ناجائز باتوں سے بچنے والا۔

مال سے آپس میں تبادلہ کرنا۔ بیع کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے جو بیع قول سے ہوتی ہے اس کے ارکان ایجاب وقبول ہیں (یعنی جیسے ایک نے کہا میں نے بیچا دوسرے نے کہا میں نے خریدا) اور جو بیع فعل سے ہو اس میں چیز کا لے لینا اور دے دینا اس کے ارکان ہیں اور یہ لینا دینا ایجاب وقبول کے قائم مقام ہے (جیسے ترکاری وغیرہ کی گڈیاں بنا کر اکثر بیچنے والے رکھ دیتے ہیں اور ظاہر کر دیتے ہیں کہ پیسہ پیسہ کی گڈی ہے)۔

بیع تعاطی: خریدار آتا ہے ایک پیسہ ڈال دیتا ہے اور ایک گڈی اٹھا لیتا ہے طرفین باہم کوئی بات نہیں کرتے مگر دونوں کے فعل ایجاب وقبول کے قائم مقام شمار ہوتے ہیں اور اس طرح کی بیع کو بیع تعاطی کہتے ہیں بیع کے طرفین میں سے ایک کو بائع اور دوسرے کو مشتری کہتے ہیں۔

بیع کی شرطیں: بیع کے لئے چند شرطیں ہیں۔ ۱- بائع اور مشتری کا عاقل ہونا (یعنی مجنون یا بالکل ناسمجھ بچے کی بیع صحیح نہیں)۔ ۲- عاقد کا متعدد ہونا (یعنی ایک ہی شخص بائع اور مشتری دونوں ہو یہ نہیں ہوسکتا مگر باپ یا وصی کہ نابالغ بچہ کے مال کو بیع کریں اور خود ہی خریدیں یا اپنا مال ان سے بیع کریں یا قاضی کہ ایک یتیم کے مال کو دوسرے یتیم کے لئے بیع کرے۔ تو اگرچہ ان صورتوں میں ایک ہی شخص بائع ومشتری دونوں ہے مگر بیع جائز ہے بشرطیکہ وصی کی بیع میں یتیم کا کھلا ہوا نفع ہو یوں ہی ایک ہی شخص دونوں طرف سے قاصد ہو تو اس صورت میں بھی بیع جائز ہے (ہندیہ۔ بحر و ردّ المحتار)۔ ۳- ایجاب وقبول میں موافقت یعنی جس چیز کا ایجاب ہے اسی کے ساتھ قبول ہو۔ اگر قبول کسی دوسری چیز کو کیا یا جس کا ایجاب تھا اس کے ایک جز کو قبول کیا یا قبول میں ثمن دوسرا ذکر کیا یا ایجاب کے جز ثمن کے ساتھ قبول کیا تو ان سب صورتوں میں بیع صحیح نہیں ہاں اگر مشتری نے ایجاب کیا اور بائع نے اس سے کم ثمن کے ساتھ قبول کیا تو بیع صحیح ہے۔ ۴- ایجاب وقبول کا ایک مجلس میں ہونا۔ ۵- ہر ایک کا دوسرے کے کلام کو سننا (مشتری نے کہا میں نے خریدا مگر بائع نے نہیں سنا تو بیع نہ ہوئی۔ ہاں اگر مجلس والوں نے مشتری کا کلام سن لیا ہے اور بائع کہتا ہے میں نے سنا ہے تو قضاءً بائع کا قول نامعتبر ہے)۔ ۶- مبیع کا موجود ہونا۔ مال متقوم[1] ہونا۔ مملوک ہونا۔ مقدور التسلیم ہونا ضروری ہے۔

[1] مال متقوم وہ ہے جس کی طرف طبیعتیں جھکیں اور جس کا وقت ضرورت کیلئے اذخار رکھنا ممکن ہو اور مالیت ثابت ہوتی ہے سب یا بعض لوگوں کے تمول سے اور تقوم کیلئے یہ اور اباحت انتفاع دونوں ضروری ہیں لہٰذا جو مباح ہو اور اس سے تمول نہ ہو تو وہ مال نہیں جیسے ایک دانہ گیہوں اور جس سے تمول تو ہو لیکن اس سے نفع اٹھانا جائز نہ ہو تو وہ مال تو ہے لیکن متقوم نہیں جیسے شراب اور جس چیز میں یہ دونوں نہ ہوں تو وہ دونوں نہیں نہ متقوم نہ مال جیسے خون (بحر و ردالمحتار) متقوم: جس سے نفع اٹھانا جائز ہو۔ مقدور التسلیم: جو سپرد کی جا سکے بیع: بیچنا بیچا: بکری بائع: بیچنے والا مشتری: خریدنے والا مبیع: جو چیز بیچی جائے ۱۲- منہ

جو چیز موجود نہیں اس کی بیع نہیں ہوسکتی: اور اگر بائع اس چیز کو اپنے لئے بیچتا ہو تو اس چیز کا بائع کی ملک میں ہونا ضروری ہے جو چیز موجود ہی نہ ہو بلکہ موجود نہ ہونے کا اندیشہ ہو اس کی بیع نہیں ہوسکتی (مثلاً حمل کی بیع یا اس دودھ کی بیع جو تھن میں ہے ناجائز ہے کہ ہوسکتا ہے کہ جانور کا پیٹ پھولا ہو اور اس میں بچہ نہ ہو اور تھن میں دودھ نہ ہو) پھل نمودار ہونے سے پہلے بیچ نہیں سکتے یوں ہی خون اور مردار کی بیع نہیں ہوسکتی کہ یہ مال نہیں اور مسلمان کے حق میں شراب و خنزیر کی بیع نہیں ہوسکتی کہ یہ مال متقوم نہیں۔

زمین کی گھاس کسی کی ملک نہیں: زمین میں جو گھاس لگی ہوئی ہے اس کی بیع نہیں ہوسکتی چاہے وہ زمین اپنی ہی ملک ہو اس لئے کہ یہ گھاس مملوک نہیں یوں ہی نہر یا کنویں کا پانی جنگل کی لکڑی اور شکار کہ جب تک ان کو قبضہ میں نہ کیا جائے مملوک نہیں۔ ۷- بیع موقت نہ ہو اگر موقت ہے جیسے کہے اتنے دنوں کے لئے بیچا تو یہ بیع صحیح نہیں۔ ۸- مبیع وثمن دونوں اس طرح معلوم ہوں کہ نزاع پیدا نہ ہوسکے (اگر مجہول ہوں کہ نزاع پیدا ہوسکتی ہو تو بیع صحیح نہیں جیسے کہے اس ریوڑ سے ایک بکری بیچی یا یہ کہا کہ اس چیز کو واجبی دام پر بیچا یا اس قیمت پر بیچا جو فلاں شخص بتاتے۔

بیع کا حکم: مسئلہ: بیع کا حکم یہ ہے کہ مشتری مبیع کا مالک ہو جائے اور بائع ثمن کا مالک ہو جائے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بائع پر واجب ہو جائے گا کہ مبیع کو مشتری کے حوالہ کر دے اور مشتری پر یہ واجب ہو جائے گا کہ بائع کو ثمن دے دے یہ اس وقت ہے کہ بیع بات (قطعی) ہو اور اگر بیع موقوف ہے کہ دوسرے کی اجازت پر موقوف ہے تو ملک کا ثبوت اس وقت ہوگا جب اجازت ہو جائے (ہندیہ)

ایجاب وقبول کا مطلب: مسئلہ: ایسے دو لفظ جو تملیک اور تملک کا افادہ کرتے ہوں یعنی جن کا یہ مطلب ہو کہ چیز کا مالک دوسرے کو کر دیا یا دوسرے کی چیز کا مالک ہو گیا ان دو لفظوں کو ایجاب وقبول کہتے ہیں ان میں سے پہلے کلام کو ایجاب کہتے ہیں اور اس کے مقابل میں بعد والے کلام کو قبول کہتے ہیں جیسے بائع نے کہا کہ میں نے یہ چیز اتنے دام میں بیچی اس پر مشتری نے کہا میں نے خریدی تو بائع کا کلام ایجاب ہے اور مشتری کا کلام قبول ہے اور اگر مشتری پہلے کہتا کہ میں نے یہ چیز اتنے میں خریدی تو یہ ایجاب ہوتا اور بائع کا لفظ قبول کہلاتا۔

(دُرِّ مختار)

ایجاب وقبول کے الفاظ کیسے ہوں: مسئلہ: ایجاب وقبول دونوں لفظ ماضی سے ہونا چاہیے (خریدا، بیچا) یا دونوں حال سے (جیسے بیچتا ہوں، خریدتا ہوں) یا ایک ماضی سے دوسرا حال ہے (جیسے ایک نے کہا بیچتا ہوں دوسرے نے کہا خریدا) اگر کسی ایک کا لفظ بھی مستقبل ہوگا تو بیع نہ ہوگی (جیسے خریدوں گا بیچوں گا) مسئلہ: بائع نے کہا میں نے یہ چیز بیچی اس پر مشتری نے کہا ہاں تو بیع نہ ہوئی اور اگر مشتری ایجاب کرتا اور بائع جواب میں ہاں کہتا تو صحیح ہوجاتی استفہام کے جواب میں ہاں کہا تو بیع نہ ہوگی مگر جب کہ مشتری اس وقت ثمن ادا کردے کہ یہ ثمن ادا کرنا قبول ہے جیسے کہا کیا تم نے یہ چیز میرے ہاتھ اتنے میں بیچی اس نے کہا ہاں مشتری نے ثمن دے دیا تو بیع ہوگئی (دُرّ مختار) مسئلہ: میں نے اپنا گھوڑا تمہارے گھوڑے سے بدلا دوسرے نے کہا اور میں نے بھی۔ تو بیع ہوگئی۔ بائع نے کہا یہ چیز تم پر ایک ہزار کو ہے۔ مشتری نے کہا میں نے قبول کیا تو بیع ہوگئی (عالمگیری) مسئلہ: ایک شخص نے کہا یہ چیز تمہارے لئے ایک ہزار کو ہے اگر تم کو پسند ہے دوسرے نے کہا مجھے پسند ہے تو بیع ہوگئی یونہی اگر یہ کہا کہ اگر تم کو موافق آئے یا تم ارادہ کرو یا تمہیں اس کی خواہش ہو اسے جواب میں کہا کہ مجھے موافق ہے یا میں نے ارادہ کیا یا مجھے اس کی خواہش ہے تو ان لفظوں سے بھی بیع ہوجائے گی (ہندیہ) مسئلہ: ایک شخص نے کہا یہ سامان لے جاؤ اور اس کے بارے میں آج سوچ لو اگر تم کو پسند ہو تو ایک ہزار کو ہے۔ دوسرا اسے لے گیا بیع جائز ہوگئی (خانیہ) مسئلہ: بائع نے کہا اس کو میں نے تیرے ہاتھ بیچا، مشتری نے اس کو کھانا شروع کردیا یا جانور تھا اس پر سوار ہوگیا یا کپڑا تھا اسے پہن لیا تو بیع ہوگئی یعنی یہ تصرفات قبول کے قائم مقام ہیں یوں ہی ایک شخص نے دوسرے سے کہا اس چیز کو کھالو اور اس کے بدلے میں میرا ایک روپیہ تم پر لازم ہوگا اس نے کھالیا تو بیع درست ہوگئی اور کھانا حلال ہوگیا (ہندیہ)

ایجاب وقبول کی مجلس: مسئلہ: جس مجلس میں ایجاب ہوا اگر قبول کرنے والا اس مجلس سے غائب ہو تو ایجاب بالکل باطل ہوجاتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ اس کے قبول کرنے پر موقوف ہو کہ اسے خبر پہنچے اور قبول کرے تو بیع درست ہوجائے ہاں اگر قبول کرنے والے کے پاس ایجاب کے الفاظ لکھ کر بھیجے ہیں تو جس مجلس میں تحریر پہنچی اسی مجلس میں قبول کیا تو بیع صحیح ہے اگر اس مجلس میں قبول نہ کیا تو پھر قبول نہیں کرسکتا یوں ہی اگر ایجاب کے الفاظ کسی قاصد کے ہاتھ کہلا کر بھیجے تو جس مجلس میں یہ قاصد اسے خبر پہنچائے گا اسی مجلس میں قبول کرسکتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ بائع نے ایک شخص سے یہ کہا کہ میں نے یہ چیز فلاں شخص کے ہاتھ اتنے میں

بیچی اے شخص تو اس کے پاس جا کر یہ خبر پہنچادے اگر غائب کی طرف سے کسی اور شخص نے جو مجلس میں موجود ہے اس نے قبول کرلیا تو ایجاب باطل نہ ہوا بلکہ یہ بیع اس غائب کی اجازت پر موقوف ہے اگر ایک شخص کو اس نے خبر پہنچانے پر مامور کیا تھا مگر دوسرے نے خبر پہنچادی اور اس نے قبول کرلیا تو بیع صحیح ہوگئی۔

ایجاب وقبول تحریری: جس طرح ایجاب تحریری ہوتا ہے قبول بھی تحریری ہوسکتا ہے جیسے ایک نے دوسرے کے پاس ایجاب لکھ کر بھیجا دوسرے نے قبول کو لکھ کر بھیج دیا تو بیع ہوجائے گی لیکن یہ ضرور ہے کہ جس مجلس میں ایجاب کی تحریر موصول ہوئی ہے قبول کی تحریر اسی مجلس میں لکھی جائے ورنہ ایجاب باطل ہوجائے گا۔ (دُرّ مختار ردّ المحتار و ہندیہ)

خیار قبول: مسئلہ: عاقدین میں سے جب ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے کو اختیار ہے کہ اسی مجلس میں قبول کرے یا رد کردے اس کا نام خیار قبول ہے خیار قبول میں وراثت نہیں جاری ہوتی جیسے یہ مر جائے تو اس کے وارث کو قبول کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: خیار قبول آخر مجلس تک رہتا ہے مجلس بدل جانے کے بعد جاتا رہتا ہے یہ بھی ضروری ہے کہ ایجاب کرنے والا زندہ ہو یعنی اگر ایجاب کے بعد قبول سے پہلے مر گیا تو اب قبول کرنے کا حق نہ رہا کیونکہ ایجاب ہی باطل ہوگیا قبول کس چیز کو کرے گا (ہندیہ) مسئلہ: دونوں میں سے کوئی اس مجلس سے اٹھ جائے یا بیع کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہوجائے تو ایجاب باطل ہوجاتا ہے قبول کرنے سے پہلے ایجاب کرنے والے کو اختیار ہے کہ ایجاب کو واپس کرلے قبول کے بعد واپس نہیں لے سکتا کہ دوسرے کا حق متعلق ہوچکا اب واپس لینے میں اس کا ابطال ہوتا ہے (ہدایہ وغیرہ)

بیع کب لازم ہوجاتی ہے: مسئلہ: جب ایجاب وقبول دونوں ہوچکے تو بیع تمام اور لازم ہوگئی اب کسی کو دوسرے کی رضامندی کے بغیر رد کردینے کا اختیار نہ رہا۔ البتہ اگر مبیع میں عیب ہو یا مبیع کو مشتری نے نہیں دیکھا ہے تو خیار عیب اور خیار رویت حاصل ہوتا ہے (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: ایک بوجھ ایک روپیہ میں خریدا پھر بائع سے یہ کہا کہ اسی دام کا ایک بوجھ یہاں اور لاکر ڈال دو اس نے لاکر ڈال دیا تو اس دوسرے بوجھ کی بھی بیع ہوگئی اب مشتری لینے سے انکار نہیں کرسکتا (ہندیہ) مسئلہ: دکانداروں کے یہاں سے خرچ کے لئے چیزیں منگالی جاتی ہیں اور خرچ کرڈالنے کے بعد ثمن کا حساب ہوتا ہے ایسا کرنا جائز ہے۔ (دُرّ مختار)

مبیع وثمن کی تعریف اور فرق: مسئلہ: عقد بیع میں جو چیز معین ہوتی ہے (کہ جس کو دینا کہا) اسی کا دینا واجب ہے اس چیز کو مبیع کہتے ہیں اور جو چیز معین نہ ہو وہ ثمن ہے چیزیں تین قسم کی ہیں ایک وہ جو ہمیشہ ثمن ہو دوسری وہ جو ہمیشہ مبیع ہو تیسری وہ جو کبھی ثمن ہو اور کبھی مبیع جو ہمیشہ ثمن ہے۔ وہ روپیہ اور اشرفی ہے ان کے مقابل میں کوئی چیز ہو اور ان کو اس چیز سے بیچنا کہا جائے یا اس چیز کو ان سے بیچنا کہا جائے ہر حال میں یہی ثمن ہیں پیسے بھی ثمن ہیں کہ معین کرنے سے معین نہیں ہوتے مگر ان کی ثمنیت باطل ہوسکتی ہے جو چیزیں ذوات القیم سے ہیں اور جو عددی متفاوت ہیں وہ ہمیشہ مبیع ہوا کرتی ہیں مگر کپڑے کا تھان جب کہ اس کا وصف بیان کر دیا جائے اور اس کے لئے میعاد مقرر کر دی جائے تو یہ بھی ثمن بن سکتا ہے اس کے بدلے میں غلام وغیرہ کوئی معین چیز خرید سکتے ہیں اور جو چیزیں کبھی ثمن ہوں اور کبھی مبیع وہ کیل[1] اور موزوں اور عددی متقارب ہیں ان چیزوں کو اگر ثمن کے مقابل میں ذکر کیا تو مبیع ہیں اور اگر ان کے مقابل انہیں جیسی چیزوں کو ذکر کیا یعنی مکیل وموزوں وعددی متقارب کو تو اگر دونوں جانب کی چیزیں معین ہوں تو بیع جائز ہے اور دونوں چیزیں مبیع قرار پائیں گی اور اگر ایک جانب معین ہو اور دوسری جانب غیر معین مگر اس غیر معین کا وصف بیان کر دیا ہے کہ اس قسم کی ہوگی تو اس صورت میں اگر معین کو مبیع اور غیر معین کو ثمن قرار دیا ہے تو بیع جائز ہے لیکن غیر معین کو تفریق سے پہلے قبضہ کرنا ضروری ہے اور اگر غیر معین کو مبیع اور معین کو ثمن قرار دیا ہے تو بیع ناجائز ہوگی اس صورت میں مبیع اور ثمن ٹھہرانے کا یہ مطلب ہے کہ جس کو بیچنا کہا وہ ثمن ہے اور اگر یعنی بیع وثمن دونوں غیر معین ہوں تو بیع ناجائز ہوگی۔

منقولات غیر مقبوضہ کی بیع ناجائز ہے: مسئلہ: اگر مبیع منقولات کے قسم سے ہے تو بائع کا اس پر قبضہ ہونا ضرور ہے قبضہ سے پہلے چیز بیچ دی تو بیع ناجائز ہے (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: مبیع اور ثمن کی مقدار معلوم ہونا ضروری ہے اور ثمن کا وصف بھی معلوم ہونا ضروری ہے ہاں اگر ثمن کی طرف اشارہ کر دیا جائے (جیسے کہے اس روپیہ کے بدلے خریدا) تو نہ مقدار کے ذکر کی ضرورت نہ وصف کے ذکر کی البتہ اگر وہ مال ربوی ہے اور مقابلہ جنس کے ساتھ ہو (مثلاً کہے گیہوں کی اس ڈھیری کو بدلے میں اس ڈھیری کے بیچا تو اگرچہ یہاں مبیع وثمن دونوں کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے مگر پھر بھی مقدار کا معلوم ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر دونوں مقداریں

[1] تفریق: الگ ہونا' مکیل: وہ چیز جو کیل یعنی ناپنے سے بکتی ہے۔ موزون وہ چیز جو تول سے بکتی ہے عددی: وہ چیز جو گنتی سے بکتی ہے' متقارب: ایسی چیزیں جن میں آپس میں بہت کم فرق ہو ان کو متقارب کہتے ہیں۔

برابر نہ ہوں تو سود ہو جائے گا (دُرّ مختار)

ثمن حال وثمن موجل: مسئلہ: بیع میں کبھی ثمن حال ہوتا ہے یعنی فوراً دینا اور کبھی موجل یعنی ادا کے لئے کوئی میعاد معین بیان کر دی جائے (کیونکہ اگر میعاد معین نہ ہوگی تو جھگڑا ہوگا) اصل یہ ہے کہ ثمن حال ہو۔ لہٰذا عقد میں اس کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ ثمن حال ہے بلکہ عقد میں ثمن کے بابت اگر کچھ نہ کہا جب بھی فوراً دینا واجب ہوگا ثمن موجل کے لئے یہ ضرور ہے کہ عقد میں ہی موجل ہونا ذکر کیا جائے (دُرّ مختار) مسئلہ: میعاد کے بارے میں اختلاف ہوا بائع کہتا ہے میعاد تھی ہی نہیں اور مشتری میعاد ہونا بتاتا ہے تو گواہ مشتری کے معتبر ہیں اور قول بائع کا معتبر ہے اور اگر میعاد کی مقدار میں اختلاف ہوا۔ ایک کم بتاتا ہے اور ایک زیادہ تو اس کی بات مانی جائے جو کم بتاتا ہے گواہ یہاں بھی مشتری کے معتبر ہیں اور اگر ایک کہتا ہے میعاد گزر چکی ہے اور ایک بتاتا ہے کہ باقی ہے تو قول بھی مشتری ہی کا معتبر ہے اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ بھی مشتری ہی کے معتبر ہیں (دُرّ مختار) مسئلہ: مدیون کے مرنے سے میعاد باطل ہو جاتی ہے اور دائن کے مرنے سے میعاد باطل نہیں ہوتی کیونکہ میعاد کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تجارت وغیرہ کر کے اس زمانہ میں دین کی مقدار اکٹھا کرے گا اور ادا کر دے گا اور جب مدیون خود ہی نہ رہا تو میعاد ہونا بے کار ہے بلکہ جو کچھ ترکہ ہے وہ دین ادا کرنے کے لئے متعین ہے لہٰذا بیع موجل میں بائع کے مرنے سے اجل (مدت) باطل نہ ہوگی (دُرّ مختار وردّ المحتار)

جہاں مختلف سکے چلتے ہوں وہاں کون سا مراد ہوگا: مسئلہ: کسی جگہ مختلف قسم کے روپے چلتے ہوں اور عاقد نے مطلق روپیہ کہا تو وہ روپیہ مراد لیا جائے گا جو اس شہر میں زیادہ چلتا ہے یعنی جس کا رواج زیادہ ہے چاہے ان سکوں کی مالیت مختلف ہو یا ایک ہو اور اگر ایک ہی قسم کا روپیہ چلتا ہے جب تو وہی دینا ہوگا اور اگر چلن یکساں ہے کسی کا کم کسی کا زیادہ نہیں اور مالیت برابر ہے تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار ہے کہ جونسا چاہے دے (جیسے ایک روپیہ کی کوئی چیز خریدی تو ایک روپیہ یا دو اٹھنیاں یا چار چونیاں یا آٹھ دونیاں جو چاہے دے دے) اور اگر مالیت میں اختلاف ہے جیسے حیدر آبادی روپے اور چہرے دار کہ دونوں کی مالیت میں اختلاف رہتا ہے اگر کسی جگہ دونوں کا یکساں چلن ہو تو بیع فاسد ہو جائے گی۔

(دُرّ مختار' ہدایہ' فتح القدیر)

ناپ تول اور تخمینہ سے بیع کی صورتیں: مسئلہ: گیہوں اور جو اور ہر قسم کے غلہ کی بیع تول سے بھی ہوسکتی ہے اور ناپ سے بھی (جیسے کہے ایک روپیہ کا اتنے سیر) اور اٹکل اور تخمینہ

سے بھی خریدے جاسکتے مثلاً کہے یہ ڈھیری ایک روپیہ کو چاہے یہ معلوم نہیں کہ اس ڈھیری میں کتنے سیر ہیں مگر تخمینہ سے اسی وقت خریدے جاسکتے ہیں جب کہ غیر جنس کے ساتھ بیع ہو (مثلاً روپے سے ہو یا گیہوں جو سے یا کسی دوسرے غلبہ سے) اور اگر اسی جنس سے بیع کرے (مثلاً گیہوں سے گیہوں کو خریدے) تو تخمینہ سے بیع نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر کم وبیش ہوئے تو سود ہو جائے گا۔ (ہدایہ وغیرہ)

نصف صاع سے کم میں سود نہیں: مسئلہ: جنس کے ساتھ تخمینہ سے بیع کی گئی ہے مگر نصف صاع سے کم کی کمی بیشی ہے تو تو بیع جائز ہے کہ نصف صاع سے کم میں سود نہیں ہوتا (دُرِّ مختار) مسئلہ: غلہ کی ایک ڈھیری اسی طرح بیچی کہ اس میں کا ہر ایک صاع ایک روپیہ کو تو اس صورت میں صرف ایک صاع کی بیع درست ہوگی اور اس میں بھی مشتری کو اختیار ہوگا کہ لے یا نہ لے ہاں اگر اسی مجلس میں ساری ڈھیری ناپ دی یا بائع نے ظاہر کردیا اور بتادیا کہ اس ڈھیری میں اتنے صاع ہیں تو پوری ڈھیری کی بیع درست ہوجائے گی اور اگر عقد سے پہلے یا عقد میں صاع کی گنتی بتادی ہے تو مشتری کو اختیار نہیں اور اگر بعد میں بتائی تو اختیار ہے یہ قول حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ مجلس کے بعد اگر صاع کی تعداد معلوم ہوگئی تو بیع صحیح ہے اور اسی قول صاحبین پر آسانی کے لئے فتویٰ دیا جاتا ہے (ہدایہ' فتح القدیر' دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: بکریوں کا گلہ خریدا کہ ہر بکری ایک روپیہ کو یا کپڑے کا تھان خریدا کہ ہر ایک گز ایک روپیہ کو یا اسی طرح کوئی اور عددی متفاوت خریدا اور معلوم نہیں کہ گلہ میں کتنی بکریاں ہیں اور تھان میں کتنا گز کپڑا ہے لیکن بعد میں معلوم ہوگیا تو بیع[1] جائز ہے (دُرِّ مختار)

جو مقدار بتائی اس سے کم یا زیادہ نکلی: مسئلہ: غلہ کی ڈھیری خریدی کہ مثلاً یہ سو من ہے اور اس کی قیمت سو روپیہ ہے بعد میں اسے تولا اگر پورا سو من ہے تب تو بالکل ٹھیک ہے اور اگر سو من سے زیادہ ہے تو جتنا زیادہ ہے وہ بائع کا ہے اور اگر سو من سے کم ہے تو مشتری کو اختیار ہے کہ جتنا کم ہے اس کی قیمت کم کرکے باقی لے لے یا کچھ نہ لے یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جو ناپ اور تول سے بکتی ہے البتہ اگر وہ اس قسم کی چیز ہے جس کے ٹکڑے کرنے میں نقصان ہوتا ہے اور جو وزن بتایا تھا اس سے زیادہ نکلی تو کل مشتری ہی کو ملے گی اور زیادتی کے مقابل میں مشتری کو کچھ دینا نہیں پڑے گا اس لئے کہ وزن ایسی چیزوں میں وصف ہے اور وصف کے

[1] ہذا عندہما وعلیہ الفتوی (درمختار و بہار)

مقابل میں ثمن کا حصہ نہیں ہوتا جیسے ایک موتی یا ہیرا خریدا کہ یہ ایک ماشہ ہے اور وہ نکلا ایک ماشہ سے کچھ زیادہ تو جو ثمن مقرر ہوا ہے وہ دے کر مشتری لے لے (دُرِّ مختار' رَدُّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: تھان خریدا کہ یہ دس گز ہے اور اس کی قیمت دس روپیہ ہے تو اگر یہ تھان اس سے کم نکلا جتنا بائع نے بتایا تو مشتری کو اختیار ہے کہ پورے دام میں لے یا بالکل نہ لے یہ نہیں ہوسکتا کہ جتنا کم ہے اس کی قیمت کم دی جائے اور اگر تھان اس سے زیادہ نکلا جتنا بتایا ہے تو یہ زیادتی بلا قیمت مشتری کی ہے بائع کو کچھ اختیار نہیں نہ وہ زیادہ کو لے سکتا ہے نہ اس زائد کی قیمت لے سکتا ہے نہ بیع کو فسخ کرسکتا ہے یوں ہی اگر زمین خریدی کہ یہ سو گز ہے اور اس کی قیمت سو روپیہ ہے اور وہ کم یا زیادہ نکلی تو بیع صحیح ہے اور سو ہی روپے دینے ہوں گے مگر کمی کی صورت میں مشتری کو اختیار حاصل ہے کہ لے یا چھوڑ دے (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: یہ کہہ کر تھان خریدا کہ دس گز کا ہے دس روپیہ میں اور یہ بھی کہہ دیا کہ روپے گز ہے اب نکلا کم اس کی قیمت کم کردے لیکن مشتری کو اختیار بھی ہے کہ نہ لے اور اگر زیادہ نکلا مثلاً گیارہ یا بارہ گز نکلا تو اس زیادہ کا روپیہ مشتری دے یا بیع کو فسخ کردے لیکن یہ حکم اس تھان کا ہے جو پورا ایک طرح کا نہیں ہوتا جیسے چکن گلبدن اور اگر ایک طرح کا ہو تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بائع اس زائد کو پھاڑ کر دس گز مشتری کو دے دے (ہدایہ و بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: کسی مکان یا حمام کے سو گز میں سے دس گز خریدا تو بیع فاسد ہے لیکن اگر یوں کہتا کہ سو حصوں میں دس حصے خریدے تو بیع صحیح ہوتی اور پہلی صورت میں اگر اسی مجلس میں وہ دس گز زمین معین کردی جائے کہ مثلاً یہ دس گز تو بیع صحیح ہوجائے گی (ہدایہ دُرِّ مختار) مسئلہ: کپڑے کی ایک گٹھڑی خریدی اس شرط پر کہ اس میں دس تھان ہیں مگر نکلے نو تھان یا گیارہ تو بیع فاسد ہوگئی (اس لئے کہ کمی کی صورت میں ثمن مجہول ہوگیا اور زیادتی کی صورت میں مبیع مجہول ہوگئی) لیکن اگر ہر ایک تھان کا ثمن بیان کردیا تھا تو کمی کی صورت میں بیع جائز ہوگی کہ نو تھان کی قیمت دے کر لے لے مگر مشتری کو اختیار بھی ہوگا کہ فسخ کردے اور اگر گیارہ تھان نکلے تو بیع ناجائز ہے (اس لئے کہ مبیع مجہول ہے کون سا ایک تھان کم کیا جائے) (ہدایہ) مسئلہ: تھان خریدا ہے کہ دس گز ہے فی گز ایک روپیہ وہ تھان ساڑھے دس گز نکلا تو دس روپیہ میں لینا پڑے گا اور اگر ساڑھے نو گز نکلا تو مشتری کو اختیار ہے کہ نو روپیہ میں لے یا نہ لے۔ (ہدایہ)

کیا چیز بیع میں تبعاً داخل ہے: مسئلہ: کوئی مکان خریدا تو جتنے کمرے کوٹھریاں ہیں سب بیع میں داخل ہیں یوں ہی جو چیز مبیع کے ساتھ متصل ہو اور اس کا اتصال اتصال قرار ہو (یعنی

اس کی وضع اس کے لئے نہیں ہے کہ جدا کر لی جائے گی تو یہ بھی بیع میں داخل ہوگی) مثلاً مکان کا زینہ یا لکڑی کا زینہ جو مکان کے ساتھ متصل ہو۔ کواڑ، چوکھٹ، اور کنڈی اور وہ قفل جو کہ کواڑ میں متصل ہوتا ہے اور اس کی کنجی دکان کے سامنے جو تختے لگے ہوتے ہیں۔ یہ سب بیع میں داخل ہیں لیکن وہ قفل جو کواڑ سے متصل نہیں بلکہ الگ رہتا ہے جیسے عام طور پر تالے ہوتے ہیں یہ بیع میں داخل نہیں اسے بائع لے لے گا۔ (دُرّ مختار و فتح القدیر) مسئلہ: گائے یا بھینس خریدی تو اس کا چھوٹا بچہ جو دودھ پیتا ہے بیع میں داخل ہے چاہے ذکر نہ کیا ہو اور گدھی خریدی تو اس کا دودھ پیتا بچہ بیع میں داخل نہیں (دُرّ مختار) مسئلہ: گھوڑا یا اونٹ بیچا تو لگام اور نکیل بیع میں داخل ہے یعنی اگر بیع کے وقت ان کو بیچنا نہ ذکر کیا ہو جب بھی بائع کو دینا ہوگا اور زین یا کاٹھی بیع میں داخل نہیں (ہندیہ) مسئلہ: زمین بیچی تو اس میں چھوٹے بڑے پھلدار اور بے پھل جتنے درخت ہیں سب بیع میں داخل ہیں مگر سوکھا درخت جو ابھی تک زمین سے اکھڑا نہیں ہے وہ بیع میں داخل نہیں کہ یہ گویا لکڑی ہے جو زمین پر رکھی ہے لہٰذا آم وغیرہ کے چھوٹے پیڑ جو زمین میں ہوتے ہیں کہ برسات میں یہاں سے کھود کر دوسری جگہ لگائے جاتے ہیں یہ بھی زمین کی بیع میں داخل ہیں (فتح القدیر) مسئلہ: مچھلی خریدی اور اس کے پیٹ میں موتی نکلا اگر یہ موتی سیپ میں ہے تو مشتری کا ہے اور اگر بغیر سیپ کے خالی موتی ہے تو بائع نے اگر اس مچھلی کا شکار کیا ہے تو بائع کو واپس کرے اور بائع کے پاس یہ موتی بطور لقطہ امانت رہے گا کہ تشہیر کرے اگر مالک کا پتا نہ چلے خیرات کر دے اور اگر مرغی کے پیٹ میں موتی ملا تو بائع کو واپس کرے (خانیہ و ہندیہ)

جو چیز بیع میں تبعاً داخل ہے اس کا حکم: جو چیز بیع میں تبعاً داخل ہوتی ہے اس کے مقابل میں ثمن کا کوئی حصہ نہیں ہوتا یعنی اگر وہ چیز ضائع ہو جائے تو ثمن میں کمی نہ ہوگی مشتری کو پورے ثمن کے ساتھ لینا ہوگا (ردّ المحتار ہدایہ و بہار شریعت) مسئلہ: زمین بیع کی اور اس میں کھیتی ہے تو زراعت بائع کی ہے البتہ اگر مشتری شرط کر لے یعنی مع زراعت کے لے تو مشتری کی ہے۔ اسی طرح اگر درخت بیچا جس میں پھل لگے ہیں تو یہ پھل بائع کے ہیں مگر جب کہ مشتری اپنے لئے شرط کر لے تو مشتری کے ہیں یوں ہی چنبیلی گلاب جوہی وغیرہ کے پودے خریدے تو پھول بائع کے ہیں مگر جب کہ مشتری شرط کر لے تو اسی کے ہیں (ہدایہ و فتح القدیر) مسئلہ: زراعت والی زمین یا پھل والا درخت خریدا تو بائع کو یہ حق نہیں کہ جب تک چاہے زراعت اور پھل لگا رہنے دے بلکہ بائع سے کہا جائے گا زراعت کاٹ لے پھل توڑ لے اور زمین درخت

مشتری کو سپرد کر دے کیونکہ اب وہ مشتری کی ملک ہے اور دوسرے کی ملک مشغول رکھنے کا اسے حق نہیں۔ البتہ اگر مشتری نے ثمن ادا نہ کیا ہو تو بائع پر مبیع سپرد کرنا واجب نہیں (ہدایہ و دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: کھیت کی زمین بیع کی جس میں زراعت ہے اور بائع یہ چاہتا ہے کہ جب تک زراعت تیار نہ ہو جائے کھیت ہی میں رہے تیار ہونے پر کاٹی جائے اور اتنے زمانہ تک کی اجرت دینے کو کہتا ہے۔ اگر مشتری راضی ہو جائے تو ایسا بھی کر سکتا ہے بغیر رضا مندی نہیں کر سکتا۔ (دُرّ مختار) مسئلہ: اگر کاٹنے کے لئے درخت خریدا ہے تو اس کے نیچے کی زمین بیع میں داخل نہیں اور اگر باقی رکھنے کے لئے خریدا ہے تو زمین بیع میں داخل ہے اور اگر بیع کے وقت نہ یہ ظاہر کیا کہ کاٹنے کے لئے خریدتا ہے نہ یہ کہا کہ باقی رکھنے کے لئے خریدتا ہے تو بھی نیچے کی زمین بیع میں داخل[1] ہے (ردّ المحتار) مسئلہ: درخت اگر کاٹنے کی غرض سے خریدا ہے تو مشتری کو حکم دیا جائے گا کہ کاٹ لیا جائے چھوڑ رکھنے کی اجازت نہیں اور اگر باقی رکھنے کے لئے خریدا ہے تو کاٹنے کا حکم نہ دیا جائے اور اگر کاٹ بھی لے تو اس کی جگہ دوسرا درخت لگا سکتا ہے بائع کو روکنے کا حق حاصل نہیں اس لئے کہ زمین کا اتنا حصہ اس صورت میں مشتری کا ہو چکا (عالمگیری) مسئلہ: زراعت تیار ہونے سے پہلے بیچ دی، اس شرط پر کہ جب تک تیار نہ ہو جائے گی کھیت میں رہے گی یہ ناجائز ہے یوں ہی کھیت کی زمین بیچ ڈالی اور اس میں زراعت موجود ہے اور شرط یہ کی کہ جب تک تیار نہ ہوگی کھیت میں رہے گی یہ صورت بھی ناجائز ہے (ردّ المحتار)

زمین کی بیع میں باقی رہنے والی اشیاء بلا ذکر داخل ہیں: مسئلہ: زمین کی بیع کی تو وہ چیزیں جو زمین میں باقی رکھنے کی غرض سے ہیں جیسے درخت اور مکانات یہ بیع ہیں داخل ہیں چاہے ان کو بیع میں ذکر نہ کیا ہو اور یہ بھی نہ کہا ہو کہ جمیع حقوق و مرافق کے ساتھ خریدتا ہوں لیکن اگر اس زمین میں سوکھا ہوا درخت ہے تو اس طرح کی بیع میں داخل نہیں اور جو چیزیں باقی رکھنے کے لئے نہ ہوں جیسے بانس، نرکل، گھاس، یہ بیع میں داخل نہیں لیکن اگر بیع میں ان کا ذکر کر دیا جائے تو یہ بھی داخل ہو جائیں گی (عالمگیری) مسئلہ: باغ کی بہار پھل آنے سے پہلے بیچ ڈالی یہ ناجائز ہے یوں ہی اگر کچھ پھل آ چکے ہیں کچھ باقی ہیں جب بھی ناجائز ہے جب کہ موجود اور غیر موجود دونوں کی بیع مقصود ہو اور اگر سب پھل آ چکے ہیں تو یہ بیع

---

[1] نیچے کی زمین اتنے ہی بیع میں داخل ہوگی جتنے تنے کی موٹائی ہے پیڑ کے کل پھیلاؤ مع شاخوں یا جڑوں کے مراد نہیں یہاں تک کہ بیع کے بعد درخت جتنا تھا اس سے زیادہ موٹا ہو گیا تو بائع کو اختیار ہے کہ درخت چھیل کر اتنا ہی کر دے جتنا موٹا بیع کے وقت تھا (ہندیہ) ۱۲ منہ۔

درست ہے مگر مشتری کو یہ حکم ہوگا کہ ابھی پھل توڑ کر درخت خالی کردے اور اگر یہ شرط ہے کہ جب تک پھل تیار نہ ہوں گے درخت پر رہیں گے تیار ہو جانے کے بعد توڑے جائیں گے تو یہ شرط فاسد ہے اور بیع ناجائز۔

درخت میں لگے ہوئے پھلوں کے بیچنے کی صورتیں: اور اگر پھل آجانے کے بعد بیع ہوئی مگر ابھی مشتری کا قبضہ نہ ہوا تھا کہ اور پھل پیدا ہو گئے تو بیع فاسد ہو گئی اس لئے کہ اب مبیع اور غیر مبیع میں امتیاز باقی نہ رہا اور اگر قبضہ کے بعد دوسرے پھل پیدا ہوئے تو بیع پر اس کا کوئی اثر نہیں لیکن چونکہ یہ نئے پھل بائع کے ہیں اور امتیاز ہے نہیں لہٰذا بائع و مشتری دونوں شریک ہیں رہا یہ کہ کتنے پھل بائع کے ہیں اور کتنے مشتری کے اس کو مشتری حلف سے جو کچھ کہہ دے وہ مان لیا جائے (ردّالمحتار و فتح القدیر) مسئلہ: پھل خریدے نہ یہ شرط کی کہ ابھی توڑ لے گا اور نہ یہ کہ پکنے تک درخت پر رہیں گے اور بعد عقد بائع نے درخت پر چھوڑنے کی اجازت دے دی تو یہ جائز ہے اور اب پھلوں میں جو کچھ زیادتی ہوگی وہ مشتری کو حلال ہے جب کہ درخت پر پھل چھوڑے رہنے کا عرف نہ ہو کیونکہ اگر حرف ہو چکا ہے جیس کہ اس زمانہ میں عموماً ہندوستان میں یہی ہوتا ہے کہ یہاں شرط نہ ہو جب بھی شرط ہی کا حکم ہوگا اور بیع فاسد ہوگا البتہ اگر تصریح کر دی جائے کہ فی الحال توڑ لینا ہوگا اور بعد میں مشتری کے لئے بائع نے اجازت دے دی تو یہ بیع فاسد نہ ہوگی اور اگر بیع میں شرط ذکر نہ کی اور بائع نے درخت پر رہنے کی اجازت بھی نہ دی مگر مشتری نے پھل نہیں توڑے تو اگر پہلے کی نسبت سے پھل بڑے ہو گئے تو جو کچھ اضافہ ہوا اسے صدقہ کرے یعنی بیع کے دن پھلوں کی جو قیمت تھی اس قیمت پر آج کی قیمت میں جو کچھ اضافہ ہوا وہ خیرات کر دے (جیسے اس روز دس روپیہ قیمت تھی اور آج ان کی قیمت بارہ روپے ہیں تو دو روپے خیرات کر دے) اور اگر بیع ہی کے دن پھل اپنی پوری مقدار کو پہنچ چکے تھے ان کی مقدار اس زمانہ میں کچھ نہیں بڑھی صرف اتنا ہوا کہ اس وقت پکے ہوئے نہ تھے اب پک گئے تو اس صورت میں صدقہ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ اتنے دنوں بغیر اجازت اس کے درخت پر چھوڑ رکھنے کا گناہ ہوا۔ (دُرِّ مختار، ردّالمحتار، بہار شریعت) پھل خریدے اور خیال یہ ہے کہ بیع کے بعد اور پھل پیدا ہو جائیں گے یا درخت پر پھل رہنے میں پھل اور بڑے ہو جائیں گے یہ زیادتی بلا اجازت بائع ناجائز ہوگی لیکن یہ چاہتا ہے کہ کسی صورت سے جائز ہو جائے تو اس کا یہ حیلہ ہو سکتا ہے کہ مشتری ثمن ادا کرنے کے بعد بائع سے باغ یا درخت بٹائی پر لے لے اگرچہ بائع کا حصہ بہت تھوڑا قرار دے مثلاً

یہ کہ جو کچھ اس میں ہوگا اس میں نو سو ننانوے حصے مشتری کے اور ایک حصہ بائع کا تو اب جو نئے پھل پیدا ہوں گے یا جو کچھ زیادتی ہوگی بائع کا وہ ہزارواں حصہ دے کر مشتری کے لئے جائز ہو جائے گی مگر یہ حیلہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ درخت یا باغ نہ کسی یتیم کا ہو نہ وقف ہو اور اگر بیگن مرچ کھیرے، ککڑی وغیرہ خریدے ہوں اور ان کے پودوں یا بیلوں میں آئے دن نئے پھل پیدا ہوں گے تو یہ کرے کہ پودے یا بیلیں بھی مشتری خرید لے کہ اب جو نئے پھل پیدا ہوں گے وہ مشتری کے ہوں گے اور اگر زراعت پکنے سے پہلے خریدی ہے تو یہ کرے کہ جتنے دنوں میں وہ تیار ہوگی اس کی مدت مقرر کر کے زمین اجارہ پر لے لے۔ (دُرِّ مختار)

بیع میں استثناء کس صورت میں ہو سکتا ہے: مسئلہ: جس چیز پر مستقلاً عقد وارد ہو سکتا ہے اس کا عقد سے استثناء صحیح ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تنہا اس پر عقد وارد نہ ہو تو استثناء صحیح نہیں یہ ایک قاعدہ ہے اس کی مثال دیکھئے جیسے غلہ کی ایک ڈھیری ہے اس میں سے دس سیر یا کم و بیش خرید سکتے ہیں اسی طرح علاوہ دس سیر کے پوری ڈھیری بھی خرید سکتے ہیں بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری خرید سکتے ہیں اسی طرح ایک معین بکری کو مستثنیٰ کر کے ریوڑ بھی خرید سکتے ہیں اور غیر معین بکری کو نہ خرید سکتے ہیں نہ اس کا استثناء کر سکتے ہیں درخت پر پھل لگے ہوں ان میں کا ایک معدود حصہ خرید سکتے ہیں اسی طرح اس حصہ کا استثناء بھی ہو سکتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ جس کا استثناء کیا جائے وہ اتنا نہ ہو کہ اس کے نکالنے کے بعد مبیع ہی ختم ہو جائے یعنی یہ یقیناً معلوم ہو کہ استثناء کے بعد مبیع باقی رہے گی اور اگر شبہ ہو تو درست نہیں باغ خریدا اس میں سے ایک معین درخت کا استثناء کیا تو استثناء صحیح ہے بکری کو بیچا اور اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کا استثناء کیا تو یہ استثناء صحیح نہیں اس لئے کہ اس کو تنہا خرید نہیں سکتے جانور کے سری پائے دنبہ کی چکتی کا استثناء نہیں کیا جا سکتا نہ ان کو تنہا خریدا جا سکتا ہے یعنی جانور کے جز معین کا استثناء نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایسا استثناء کیا تو بیع فاسد ہے اور جانور کے جز و شائع مثلاً نصف یا چوتھائی کو خرید بھی سکتے ہیں اور اس کا استثناء بھی کر سکتے ہیں اور اس صورت میں یہ جانور دونوں میں مشترک ہو جائے گا (عالمگیری دُرِّ مختار ردّالمحتار) مسئلہ: مکان توڑنے کے لئے خریدا تو اس کی لکڑیوں یا اینٹوں کا استثناء صحیح ہے (عالمگیری) مسئلہ: مبیع کے ناپ یا تول یا گنتی کی اجرت دینی پڑے تو وہ بائع کے ذمہ ہوگی اس لئے کہ ناپنا تولنا گننا بائع کا کام ہے اس لئے کہ مبیع کی تسلیم اسی طرح ہوتی ہے کہ ناپ تول کر بائع مشتری کو دیتا ہے اور اگر ثمن کے تولنے گننے یا پرکھنے کی اجرت دینی پڑے تو یہ مشتری کے ذمہ ہے اس لئے کہ پورا ثمن اور کھرے دام دینا

مشتری کا کام ہے ہاں اگر بائع نے بغیر پرکھے ہوئے ثمن پر قبضہ کرلیا اور کہتا ہے کہ روپے اچھے نہیں واپس کرنا چاہتا ہے تو بغیر پرکھے کیسے کہا جاسکتا ہے کہ کھوٹے ہیں واپس کئے جائیں اس صورت میں پرکھنے کی اجرت بائع کو دینی ہوگی دین کے روپے پرکھنے کی اجرت مدیون کے ذمہ ہے (دُرِّمختار) مسئلہ: درخت کے کُل پھل ایک معین ثمن پر تخمیناً خرید لئے یوں ہی کھیت میں کے لہسن پیاز تخمینے سے خریدے یا کشتی میں کا سارا غلہ وغیرہ تخمینے سے خریدا تو پھل توڑنے لہسن پیاز نکلوانے یا کشتی سے مبیع باہر لانے کی اجرت مشتری کے ذمہ ہے جب کہ مشتری سے بائع نے کہہ دیا ہو کہ تم پھل توڑ لے جاؤ یہ چیزیں نکلوالو۔ (دُرِّمختار و ردّ المحتار)

دلال کی اجرت کس کے ذمہ ہے: مسئلہ: دلال کی اجرت یعنی دلالی بائع کے ذمہ ہے جب کہ دلال نے سامان کو مالک کی اجازت سے بیع کیا ہو اور اگر دلال نے طرفین میں بیع کی کوشش کی ہو اور بیع نہ کی بلکہ بیع مالک نے کی تو جیسا وہاں کا عرف ہو یعنی اس صورت میں بھی عرفاً بائع کے ذمہ دلالی ہو تو بائع دے اور مشتری کے ذمہ ہو تو مشتری دے اور دونوں کے ذمہ ہو تو دونوں دیں۔ (دُرِّمختار ردّ المحتار)

مبیع وثمن پر قبضہ کی صورتیں: مسئلہ: روپیہ اشرفی پیسہ سے بیع ہوئی اور مبیع وہاں حاضر ہے اور ثمن فوراً دینا ہے اور مشتری کو خیار شرط نہیں ہے تو اس صورت میں مشتری کو پہلے ثمن ادا کرنا ہوگا اس کے بعد مبیع پر قبضہ کرسکتا ہے یعنی بائع کو یہ حق ہوگا کہ ثمن وصول کرنے کے لئے مبیع کو روک لے اور قبضہ نہ ہونے دے بلکہ جب تک پورا ثمن وصول نہ کیا ہو مبیع کو روک سکتا ہے اور اگر مبیع وہاں حاضر نہیں تو بائع جب تک مبیع کو حاضر نہ کردے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر بیع میں دونوں طرف سامان ہوں جیسے کتاب کو کپڑے کے بدلے میں خریدا یا دونوں طرف ثمن ہوں جیسے روپیہ یا اشرفی سے سونا چاندی خریدا تو دونوں کو اسی مجلس میں ایک ساتھ ادا کرنا ہوگا (ہدایہ و دُرِّمختار) مسئلہ: مشتری نے کوئی ایسا تصرف کیا جس کے لئے قبضہ ضروری نہیں ہے تو یہ تصرف ناجائز ہے اور اگر ایسا تصرف کیا جس کے لئے قبضہ ضروری ہے تو یہ جائز ہے، جیسے مشتری نے مبیع کو ہبہ کیا اور موہوب لہ نے قبضہ کرلیا تو اس کا قبضہ مشتری کے قبضہ کے قائم مقام ہے اور اگر مبیع کو مشتری نے قبل قبضہ بیع کردیا تو یہ ناجائز ہے۔ (ردّ المحتار)

بوتل میں تیل ڈالنا قبضہ ہے یا نہیں: مسئلہ: مشتری نے مبیع کسی کے پاس امانت رکھ دی یا عاریت دے دی یا بائع سے کہہ دیا کہ فلاں کے سپرد کردے اس نے سپرد کردیا تو ان سب صورتوں میں مشتری کا قبضہ ہوگیا اور اگر خود بائع کے پاس امانت رکھی یا عاریت دے دی یا

کرایہ پر دے دی یا بائع کو کچھ ثمن دے دیا اور کہہ دیا کہ باقی ثمن کے مقابلہ میں مبیع کو تیرے پاس رہن رکھا تو ان سب صورتوں میں قبضہ نہ ہوا (ردّ المحتار) مسئلہ: تیل خریدا اور بائع کو بوتل دے کر کہا کہ میرے آدمی کے ہاتھ میرے یہاں بھیج دینا اگر راستہ میں بوتل ٹوٹ گئی اور تیل ضائع ہوگیا تو مشتری کا نقصان ہوا اور اگر یہ کہا تھا کہ آدمی کے ہاتھ میرے مکان پر بھیج دینا تو بائع کا نقصان ہوا (عالمگیری) مسئلہ: کوئی چیز خرید کر بائع کے یہاں چھوڑ دی اور کہہ دیا کہ کل لے جاؤں گا اگر نقصان ہو تو میرا ہوگا اب فرض کرو کہ وہ چیز جانور تھا جو رات میں مرگیا تو بائع کا نقصان ہوا مشتری کا وہ کہنا بے کار ہے اس لئے کہ جب تک مشتری کا قبضہ نہ ہو مشتری کو نقصان سے تعلق نہیں (خانیہ) مسئلہ: کوئی چیز بیچی جس کا ثمن ابھی وصول نہیں ہوا ہے اور اسے کسی تیسرے شخص کے پاس رکھ دی کہ مشتری ثمن دے کر چیز لے لے گا اور اس تیسرے کے یہاں چیز ضائع ہوگئی تو نقصان بائع کا ہوا اور اگر اس تیسرے شخص نے تھوڑا ثمن وصول کرکے وہ چیز مشتری کو دے دی جس کی بائع کو خبر نہ ہوئی تو بائع وہ چیز مشتری سے واپس لے سکتا ہے (عالمگیری) مسئلہ: کپڑا خریدا ہے جس کا ثمن ادا نہیں کیا کہ قبضہ کرتا اس نے بائع سے کہا کہ کسی کے یہاں اسے رکھ دو میں دام دے کر اس سے لے لوں گا بائع نے رکھ دیا اور وہاں وہ کپڑا ضائع ہوگیا تو نقصان بائع کا ہوا اس لئے کہ اس تیسرے شخص کا قبضہ بائع کے لئے ہے لہٰذا نقصان بھی بائع ہی کا ہوا (عالمگیری) مسئلہ: مبیع ابھی بائع ہی کے ہاتھ میں تھی کہ مشتری نے اسے ہلاک کردیا یا اس میں عیب پیدا کردیا یا بائع نے مشتری کے حکم سے عیب پیدا کردیا تو اس طرح مشتری کا قبضہ ہوگیا گیہوں خریدا اور بائع سے کہا کہ اسے پیس دے اس نے پیس دیا تو اس سے مشتری کا قبضہ ہوگیا اور آٹا مشتری کا ہے (عالمگیری)

جب تک مشتری کا قبضہ نہ ہو مشتری کو نقصان سے تعلق نہیں: مشتری نے قبضہ سے پہلے بائع سے کہہ دیا کہ مبیع فلاں شخص کو ہبہ کردے اس نے ہبہ کردیا اور موہوب لہ کو قبضہ بھی دلا دیا تو یہ ہبہ جائز اور مشتری کا قبضہ ہوگیا یوں ہی اگر بائع سے کہہ دیا کہ اسے کرایہ پر دے دے اس نے دے دیا تو جائز ہے اور مستاجر کا قبضہ پہلے مشتری کے لئے ہوگا پھر اپنے لئے (عالمگیری) مسئلہ: مشتری نے بائع سے مبیع میں ایسا کام کرنے کو کہا جس سے مبیع میں کوئی کمی پیدا نہیں ہوتی جیسے کورا کپڑا تھا اس نے دھلوایا تو مشتری کا قبضہ نہ ہوا پھر اگر اجرت پر دھلوایا ہے تو اجرت مشتری کے ذمہ ہے ورنہ نہیں اور اگر وہ کام ایسا ہے جس سے کمی پیدا ہو جاتی ہے تو مشتری کا قبضہ ہوگیا۔ (عالمگیری)

خیارِ شرط

بائع اور مشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بیع کو قطعی نہ کریں بلکہ عقد میں یہ شرط کر دیں کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے گی اسے خیارِ شرط کہتے ہیں اور اس کی ضرورت بائع و مشتری کو ہوا کرتی ہے کیونکہ کبھی بائع اپنی ناواقفی سے کم دام میں چیز بیچ دیتا ہے یا مشتری اپنی نادانی سے زیادہ داموں پر خرید لیتا ہے یا چیز کی اسے شناخت نہیں ہے ضرورت ہے کہ دوسرے سے مشورہ کر کے ٹھیک رائے قائم کرے اور اگر اس وقت نہ خریدے تو چیز جاتی رہے گی یا بائع کو اندیشہ ہے کہ گاہک ہاتھ سے نکل جائے گا ایسی صورت میں شرع نے دونوں کو یہ موقع دیا ہے کہ غور کر لیں اگر منظور نہ ہو تو خیار کی بنا پر بیع کو نامنظور کر دیں۔ (بہارِ شریعت)

عقد سے پہلے کے خیار کا اعتبار نہیں: مسئلہ: خیارِ شرط بائع اور مشتری دونوں اپنے اپنے لئے کریں یا صرف ایک کرے یا کسی اور کے لئے اس کی شرط کریں سب صورتیں درست ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عقد میں خیارِ شرط کا ذکر نہ ہو مگر عقد کے بعد ایک دوسرے کو یا ہر ایک دوسرے کو یا کسی غیر کو خیار دے دے البتہ عقد سے پہلے خیارِ شرط نہیں ہو سکتا یعنی اگر پہلے خیار کا ذکر آیا مگر عقد میں ذکر نہ آیا نہ بعد عقد اس کی شرط کی (مثلاً بیع سے پہلے یہ کہا کہ جو بیع تم سے کروں گا اس میں میں نے تم کو خیار دیا۔ مگر عقد کے وقت بیع مطلق واقع ہوئی) تو خیار حاصل نہ ہوگا (دُرر) مسئلہ: اگر بائع و مشتری میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے خیارِ شرط تھا دوسرا کہتا ہے نہیں تھا تو خیار کے مدعی کو گواہ پیش کرنا ہوگا اگر گواہ نہ پیش کرے تو منکر کا قول معتبر ہوگا۔ (دُرِّ مختار ورد بہارِ شریعت)

خیار کی مدت: مسئلہ: خیار کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے اس سے کم ہو سکتی ہے زیادہ نہیں اگر کوئی ایسی چیز خریدی ہے جو جلد خراب ہو جانے والی ہے اور مشتری کو تین دن کا خیار تھا تو مشتری سے کہا جائے گا کہ بیع کو فسخ کر دے یا بیع کو جائز کر دے اور اگر خراب ہونے والی چیز کسی نے بلا خیار خریدی اور بغیر قبضہ کئے اور بغیر ثمن ادا کئے چل دیا اور غائب ہو گیا تو بائع اس چیز کو دوسرے کے ہاتھ بیع کر سکتا ہے (خانیہ ردّ المحتار دُرِّ مختار) مسئلہ: اگر خیار کی کوئی مدت ذکر نہیں کی صرف اتنا کہا مجھے خیار ہے یا مدت مجہول ہے مثلاً کہا مجھے چند دن کا خیار ہے یا ہمیشہ کے لئے خیار رکھا تو ان سب صورتوں میں خیار فاسد ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ نفس عقد میں خیار مذکور ہوا اور تین دن کے اندر جائز کر دیا تو بیع صحیح ہو گئی اور اگر عقد میں خیار نہ تھا

بعد عقد ایک نے دوسرے سے کہا تمہیں اختیار ہے تو اس مجلس تک خیار ہے مجلس ختم ہو گئی اور اس نے کچھ نہ کہا تو خیار جاتا رہا اب کچھ نہیں کر سکتا (عالمگیری ردّ المحتار) مسئلہ: تین دن سے زیادہ کی مدت مقرر کی مگر ابھی تین دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خیار والے نے بیع کو جائز کر دیا تو اب یہ بیع درست ہے اور اگر تین دن پورے ہو گئے اور بیع کو جائز نہ کیا تو بیع فاسد ہو گئی (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: مشتری نے بائع سے کہا اگر تین دن تک ثمن ادا نہ کروں تو میرے اور تیرے درمیان بیع نہیں یہ بھی خیارِ شرط ہی ہے یعنی اگر اس مدت تک ثمن ادا کر دیا تو بیع درست ہو جائے گی نہیں تو جاتی رہے گی اور اگر تین دن سے زیادہ مدت ذکر کر کے یہی لفظ کہے اور تین دن کے اندر ثمن ادا کر دیا تو بیع صحیح ہو گئی اور تین دن پورے ہو گئے تو بیع جاتی رہی (درر غرر) مسئلہ: بیع ہوئی اور ثمن بھی مشتری نے دے دیا اور یہ ٹھہرا کہ اگر تین دن کے اندر بائع نے ثمن پھیر دیا تو بیع نہیں رہے گی یہ بھی خیارِ شرط ہی ہے۔ (عالمگیری)

مبیع کے عیبی ہونے کی صورت میں خیار کا حکم: مسئلہ: بائع نے خیارِ شرط اپنے لئے رکھا ہے تو مبیع اس کی ملک سے نہ نکلی پھر اگر مشتری نے قبضہ کر لیا (چاہے یہ قبضہ بائع کی اجازت سے ہو یا بلا اجازت) اور مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی تو مشتری پر مبیع کی واجبی قیمت تاوان میں واجب ہے اور اگر مبیع مثلی ہے تو مشتری پر اس کی مثل واجب ہے اور اگر بائع نے بیع فسخ کر دی جب بھی یہی حکم ہے یعنی قیمت یا مثل واجب ہے اور اگر بائع نے اپنا خیار ختم کر دیا اور بیع کو جائز کر دیا یا بعد مدت وہ چیز ہلاک ہو گئی تو مشتری کے ذمہ ثمن واجب ہے یعنی جو دام طے ہوا ہے وہ دینا ہوگا اگر مبیع بائع کے پاس ہلاک ہو گئی تو بیع جاتی رہی کسی پر کچھ لینا دینا نہیں اور اگر مبیع میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو بائع کا خیار ابھی باقی ہے لیکن مشتری کو یہ اختیار ہو جائے گا کہ چاہے پوری قیمت پر مبیع کو لے لے یا نہ لے اور اگر بائع نے خود اس میں کوئی عیب پیدا کر دیا تو ثمن میں اسی عیب کے برابر کمی ہو جائے گی مشتری پر جس صورت میں قیمت واجب ہے اس سے مراد اس دن کی قیمت ہے جس دن اس نے قبضہ کیا ہے۔ (دُرِّ مختار و ردّ المحتار وغیرہ)

خیار کی صورت میں مبیع ثمن میں تصرف اور کون کس کی ملک میں رہتا ہے:
مسئلہ: بائع کو خیار ہو تو ثمن مشتری کی ملک سے خارج ہو جاتا ہے مگر بائع کی ملک میں داخل نہیں ہوتا (عالمگیری) مسئلہ: مشتری نے اپنے لئے خیار رکھا ہے تو مبیع بائع کی ملک سے نکل گئی یعنی اگر اس صورت میں بائع نے مبیع میں کوئی تصرف کیا ہے تو یہ تصرف صحیح نہیں (مثلاً

غلام ہے جس کو آزاد کر دیا تو آزاد نہ ہوا) اور اس صورت میں اگر مبیع مشتری کے یہاں ہلاک ہوگئی تو ثمن کے بدلے میں ہلاک ہوگئی یعنی ثمن دینا پڑے گا (دُرِّ مختار) مسئلہ: مبیع مشتری کے قبضہ میں ہے اور اس میں عیب پیدا ہوگیا اگر خیار مشتری کو ہے تو مشتری کو ثمن دینا پڑے گا اور اگر خیار بائع کو ہے تو مشتری پر قیمت واجب ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: خیار مشتری کی صورت میں ثمن ملک مشتری سے خارج نہیں ہوتا اور مبیع اگرچہ ملک بائع سے خارج ہو جاتی ہے لیکن مشتری کی ملک میں نہیں آتی پھر بھی اگر مشتری نے مبیع میں کوئی تصرف کیا (مثلاً غلام تھا آزاد کر دیا) تو یہ تصرف نافذ ہوگا اور اس تصرف کو اجازت بیع سمجھا جائے گا (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: مشتری اور بائع دونوں کو خیار ہے تو نہ مبیع ملک بائع سے خارج ہوگی نہ ثمن ملک مشتری سے پھر اگر بائع نے مبیع میں تصرف کیا تو بیع فسخ ہو جائے گی اور مشتری نے ثمن میں تصرف کیا اور ثمن عین ہو (یعنی از قبیل نقود نہ ہو) تو مشتری کی جانب سے بیع فسخ ہے (دُرِّ مختار ردّ المحتار) مسئلہ: مشتری کو خیار تھا اور مبیع پر قبضہ کر چکا تھا پھر اس کو واپس کر دیا بائع کہتا ہے یہ وہ نہیں ہے مشتری کہتا ہے کہ وہی ہے تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہے اور اگر بائع کو یقین ہے کہ یہ وہ چیز نہیں جب بھی بائع ہی اس کا مالک ہوگیا اور یہ بائع کے طور پر بیع تعاطی ہوئی (عالمگیری و دُرِّ مختار) مسئلہ: جس کے لئے خیار ہے چاہے وہ بائع ہو یا مشتری یا اجنبی جب اس نے بیع کو جائز کر دیا تو بیع مکمل ہوگئی دوسرے کو اس کا علم ہو یا نہ ہو البتہ اگر دونوں کو خیار تھا تو تنہا اس کے جائز کر دینے سے بیع کی تمامیت نہ ہوگی کیونکہ دوسرے کو حق فسخ حاصل ہے اگر یہ فسخ کر دے گا تو اس کا جائز کرنا مفید نہ ہوگا (دُرِّ مختار) مسئلہ: صاحب خیار نے بیع کو فسخ کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ قول سے فسخ کرے تو مدت کے اندر دوسرے کو اس کا علم ہو جانا ضروری ہے اگر دوسرے کو علم ہی نہ ہوا یا مدت گزرنے کے بعد اسے معلوم ہوا تو فسخ صحیح نہیں اور بیع لازم ہوگئی اور اگر صاحب خیار نے اپنے کسی فعل سے بیع کو فسخ کیا تو اگرچہ دوسرے کو علم نہ ہو فسخ ہو جائے گی مثلاً مبیع میں اس قسم کا تصرف کیا جو مالک کیا کرتے ہیں جیسے مبیع غلام ہے اسے آزاد کر دیا یا بیچ ڈالا یا کنیز ہے اس سے وطی کی یا اس کا بوسہ لیا یا مبیع کو ہبہ کر کے یا رہن رکھ کر قبضہ دے دیا یا اجارہ پر دیا یا مشتری سے ثمن معاف کر دیا یا مکان کسی کو رہنے کے لئے دے دیا اگرچہ بلا کرایہ یا اس میں نئی تعمیر کی یا کہگل کی یا مرمت کرائی یا ڈھا دیا یا ثمن میں (جب کہ عین ہو) تصرف کر ڈالا ان صورتوں میں بیع فسخ ہوگئی اگرچہ اندرون مدت دوسرے کو علم نہ ہوا (عالمگیری، دُرِّ مختار ردّ المحتار) مسئلہ: جس کے لئے خیار ہے اس نے کہا میں نے بیع کو جائز کر دیا یا بیع پر راضی

ہوں یا اپنا خیار میں نے ساقط کر دیا یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ کہے تو خیار جاتا رہا بیع لازم ہو گئی اور اگر یہ الفاظ کہے کہ میرا قصد لینے کا ہے یا مجھے یہ چیز پسند ہے یا مجھے اس کی خواہش ہے تو خیار باطل نہ ہوگا (عالمگیری و ردّ المحتار)

کب خیار باطل ہو جاتا ہے: مسئلہ: جس کے لئے خیار تھا وہ اندرون مدت مر گیا تو خیار باطل ہوگیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کے مرنے کے بعد وارث کی طرف خیار منتقل ہو اس لئے کہ خیار میں میراث نہیں جاری ہوتی یوں اگر بے ہوش ہوگیا یا مجنون ہوگیا یا سوتا رہ گیا اور مدت گزر گئی تو خیار باطل ہوگیا مشتری کو اگر بطور تملیک قبضہ دیا تو بائع کا خیار باطل ہوگیا اور اگر بطور تملیک قبضہ نہ دیا تو بلکہ اپنا خیار رکھتے ہوئے قبضہ دیا تو اختیار باطل نہ ہوا (عالمگیری دُرِّ مختار) مسئلہ: مشتری کو خیار ہے تو جب تک مدت پوری نہ ہو لے بائع ثمن کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور بائع کو بھی تسلیم مبیع پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اگر مشتری نے ثمن دے دیا ہے تو بائع کو مبیع دینا پڑے گا یوں ہی اگر بائع نے مبیع سپرد کر دی ہے تو مشتری کو ثمن دینا پڑے گا مگر بیع فسخ کرنے کا حق رہے گا اور اگر بائع کو اختیار ہے اور مشتری نے ثمن ادا کر دیا ہے اور مبیع پر قبضہ چاہتا ہے تو بائع قبضہ سے روک سکتا ہے لیکن اگر ایسا کرے گا تو ثمن پھیرنا پڑے گا (عالمگیری) مسئلہ: مشتری کے لئے خیار ہے اور اس نے بیع میں امتحان کی غرض سے کوئی تصرف کیا اور جو فعل کیا وہ غیر مملوک میں بھی کر سکتا ہے تو ایسے فعل سے خیار باطل نہ ہوگا اور اگر وہ فعل ایسا ہے کہ امتحان کے لئے اس کی ضرورت نہیں یا وہ فعل غیر مملوک میں کسی صورت میں جائز ہی نہیں تو ایسے فعل سے خیار باطل ہو جائے گا مثلاً گھوڑے پر ایک دفعہ سوار ہوا یا کپڑے کو اس لئے پہنا کہ بدن پر ٹھیک آتا ہے یا نہیں یا لونڈی سے کام کاج کرایا تاکہ معلوم ہو کہ کام کرنا جانتی ہے یا نہیں تو اس سے خیار باطل نہ ہوا اور اگر دوبارہ سواری لی یا دوبارہ کپڑا پہنا یا دوبارہ کام لیا تو خیار ساقط ہوگیا اور اگر گھوڑے پر ایک مرتبہ سوار ہو کر ایک قسم کی چال کا امتحان کیا دوبارہ دوسری چال کے لئے سوار ہوا یا لونڈی سے دوبارہ دوسرا کام لیا تو اختیار باقی ہے (عالمگیری) مسئلہ: مبیع میں مشتری کے یہاں زیادتی ہوئی تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ زیادت متصلہ ہیں یا منفصلہ اور ہر ایک متولدہ ہے یا غیر متولدہ۔ اگر زیادت متصلہ متولدہ ہے (جیسے جانور فربہ ہوگیا یا مریض تھا مرض جاتا رہا) یا زیادت متصلہ غیر متولدہ ہے (مثلاً کپڑے کو رنگ دیا یا ستو میں گھی ملا دیا) یا زیادت منفصلہ متولدہ ہو (جیسے جانور کے بچہ پیدا ہوا دودھ دوہا اون کاٹی) ان سب صورتوں میں مبیع کو واپس نہیں کیا جا سکتا اور اگر زیادت منفصلہ غیر متولدہ ہے (مثلاً

غلام تھا اس نے کچھ کمایا) تو اس سے خیار باطل نہیں ہوتا پھر اگر بیع کو اختیار کیا تو زیادت بھی اسی کو ملے گی اور اگر بیع کو فسخ کرے گا تو اصل و زیادت دونوں واپس کرنا ہوگا (عالمگیری)

مسئلہ: بکری خریدی اس شرط کے ساتھ کہ اتنا دودھ دیتی ہے یا گابھن ہے تو بیع فاسد ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ زیادہ دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد نہیں (دُرِّ مختار) مسئلہ: چند چیزوں میں سے ایک غیر معین کو خریدا یوں کہا کہ ان میں سے ایک کو خریدتا ہوں تو مشتری ان میں سے جس ایک کو چاہے متعین کرلے اس کو خیار تعیین کہتے ہیں اس کے لئے چند شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ ان چیزوں میں ایک کو خریدے یہ نہیں کہ میں نے ان سب کو خریدا۔ دوم یہ کہ دو چیزوں میں سے ایک یا تین چیزوں میں سے ایک کو خریدے چار میں سے ایک خریدی تو صحیح نہیں[1] سوم یہ کہ یہ تصریح ہو کہ ان میں سے جو تو چاہے لے لے۔ چہارم یہ کہ اس کی مدت بھی تین دن تک ہونی چاہیے پنجم یہ کہ قیمتی چیزوں میں ہو مثلی چیزوں میں نہ ہو۔ رہا یہ امر کہ خیار تعیین کے ساتھ خیار شرط کی بھی ضرورت ہے یا نہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے بہر حال اگر خیار تعیین کے ساتھ خیار شرط بھی مذکور ہو اور مشتری نے بمقتضائے تعیین ایک کو معین کرلیا تو خیار شرط کا حکم باقی ہے کہ اندرون مدت اس ایک میں بھی بیع فسخ کرسکتا ہے اور اگر مدت ختم ہوگئی اور خیار شرط کی رو سے بیع کو فسخ نہ کیا تو بیع لازم ہوگئی اور مشتری پر لازم ہوگا کہ اب تک متعین نہیں کیا تو اب معین کرلے (درر و فتح) مسئلہ: گاہک نے بائع سے یہ ٹھہرالیا ہے کہ چیز ہلاک ہوجائے گی تو میں ضامن نہیں یعنی تاوان نہیں دوں گا اس صورت میں بھی تاوان دینا پڑے گا اور یہ شرط کرنا بیکار ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: دام طے کرکے چیز کو لے جانے سے تاوان اس وقت لازم آتا ہے جب اس کو خریدنے کے ارادہ سے لے گیا اور ہلاک ہوگئی ورنہ نہیں مثلاً دکاندار نے گاہک سے کہا یہ لے جاؤ تمہارے لئے دس کو ہے خریدار نے کہا لاؤ اس کو دیکھوں گا یا فلاں شخص کو دکھاؤں گا یہ کہہ کر لے گیا اور ہلاک ہوگئی تو تاوان نہیں کہ یہ امانت ہے اور اگر یہ کہہ کر لے گیا کہ لاؤ پسند ہو گا تو لے لوں گا اور اب ضائع ہوگئی تو تاوان دینا ہوگا (ردّ المحتار) مسئلہ: دکاندار سے تھان مانگ کر لے گیا کہ اگر پسند ہوا تو خرید لوں گا اور اس کے پاس ہلاک ہوگیا تو تاوان نہیں اور اگر یہ کہہ کر لے گیا کہ پسند ہوگا تو دس روپے میں خرید لوں گا اب وہ ہلاک ہوگیا تو تاوان دینا ہوگا دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں چونکہ ثمن کا ذکر نہیں یہ قبضہ بروجہ خریداری نہیں ہوا اور دوسری صورت میں ثمن مذکور ہے لہٰذا خریداری کے طور پر قبضہ ہے۔ (فتح القدیر)

---

(۱) لاندفاع الحاجة بالثلثة لوجود جيد و ردی و وسط كما فی الدر المختار ۱۲ منہ

خیار رویت

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چیز کو بغیر دیکھے بھالے خرید لیتے ہیں اور دیکھنے کے بعد وہ چیز ناپسند ہوتی ہے ایسی حالت میں شرع نے مشتری کو اختیار دیا ہے کہ اگر دیکھنے کے بعد چیز کو نہ لینا چاہے تو بیع فسخ کردے اس کو خیار رویت کہتے ہیں۔

خیار رویت کا رویت سے پہلے ابطال نہیں: مسئلہ: جس مجلس میں بیع ہوئی اس میں مبیع موجود ہے مگر مشتری نے دیکھا نہیں (جیسے پیپے میں گھی یا تیل تھا یا بوریوں میں غلہ تھا یا گٹھڑی میں کپڑا تھا اور کھول کر دیکھنے کی نوبت نہیں آئی) یا وہاں مبیع موجود نہ ہو اس وجہ سے نہیں دیکھا بہر حال دیکھنے کے بعد خریدار کو خیار حاصل ہے چاہے بیع کو جائز کرے یا فسخ کردے۔ چاہے مبیع کو بائع نے جیسا بتاتا تھا ویسی ہی ہے یا اس کے خلاف ہے دونوں صورتوں میں دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کرسکتا ہے (درر وغیرہ) مسئلہ: اگر مشتری نے دیکھنے سے پہلے اپنی رضامندی ظاہر کردی یا یہ کہہ دیا کہ میں نے اپنا خیار باطل کیا جب بھی دیکھنے کے بعد فسخ کرنے کا حق حاصل ہے اس لئے کہ یہ خیار ہی دیکھنے کے وقت ملتا ہے دیکھنے سے پہلے خیار تھا ہی نہیں لہٰذا اس کو باطل کرنے کے کوئی معنی نہیں (ہدایہ وغیرہ)

خیار رویت کی مدت: مسئلہ: خیار رویت کے لئے مدت کی کوئی حد نہیں ہے کہ اس مدت کے گزرنے کے بعد خیار نہ رہے بلکہ یہ خیار دیکھنے پر ہے جب دیکھے اور دیکھنے کے بعد فسخ کا حق اس وقت تک رہتا ہے جب تک صراحۃً یا دلالۃً رضامندی نہ پائی جائے (درّ و ردّ)

کہاں کہاں خیار رویت ہوتا ہے: مسئلہ: خیار رویت چار جگہوں میں ہوتا ہے ۱- شے معین کی خریداری میں۔ ۲- اجارہ میں۔ ۳- تقسیم میں۔ ۴- مصالحت کی شے معین میں مال کے دعوے میں۔ اگر قصاص کے دعویٰ میں کسی چیز پر مصالحت ہوئی تو خیار رویت نہیں دین میں خیار رویت نہیں لہٰذا مسلم فیہ چونکہ عین نہیں بلکہ دین واجب فی الذمہ ہے تو اس میں بھی خیار رویت نہیں روپے اور اشرفیوں میں بھی خیار رویت نہیں اسی لئے کہ یہ دین کی قسم سے ہیں البتہ اگر سونے چاندی کے برتن ہوں تو خیار رویت ہے بیع سلم کا راس المال اگر عین ہو تو مسلم الیہ کے لئے خیار رویت ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: بائع نے ایسی چیز بیچی جس کو اس نے دیکھا نہیں (جیسے اس کو میراث میں کوئی شے ملی ہے اور بے دیکھے بیچ ڈالی) تو بیع صحیح ہے اور اس کو یہ اختیار نہیں کہ دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کردے (درر غرر) مسئلہ: مختلف قسم کی چیزوں کی تقسیم

اگر شرکاء میں ہوئی تو اس میں خیار رویت خیار شرط خیار عیب تینوں ہو سکتے ہیں اور ذوات الامثال کی تقسیم میں صرف خیار عیب ہوگا باقی دونوں نہیں ہوں گے اور غیر ذوات الامثال جب ایک جنس کے ہوں (جیسے ایک قسم کے کپڑے یا گائیں بکریاں) تو ان میں بھی تینوں خیار ثابت ہوں گے (ردّالمحتار) مسئلہ: جو عقد فسخ کرنے سے فسخ نہ ہو جیسے مہر اور قصاص کا بدل صلح اور بدل خلع یہ چیزیں اگرچہ عین ہوں ان میں خیار رویت نہیں (فتح القدیر) مسئلہ بے دیکھی ہوئی چیز خریدی ہے تو دیکھنے سے پہلے بھی اس کی بیع فسخ کرسکتا ہے کہ یہ بیع مشتری کے ذمہ لازم نہیں۔ (دُرِّمختار)

کن باتوں سے خیار رویت جاتا رہتا ہے: مسئلہ: اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا اور دیکھنے کے بعد صراحۃً یا دلالۃً اپنی رضامندی ظاہر کی یا اس میں کوئی عیب پیدا ہوگیا یا ایسا تصرف کردیا جو فسخ نہیں ہوسکتا (مثلاً آزاد کردیا) یا اس میں دوسرے کا حق پیدا ہوگیا (جیسے دوسرے کے ہاتھ بلاشرط خیار بیع کردیا) یا رہن رکھ دیا یا اجارہ پر دے دیا ان سب صورتوں میں خیار رویت جاتا رہا اب بیع کو فسخ نہیں کرسکتا اور اگر اس کو بیع کیا مگر اپنے لئے خیار شرط کرلیا یا بیچنے کے لئے اس کا نرخ کیا یا ہبہ کیا مگر قبضہ نہ دیا اور یہ باتیں دیکھنے کے بعد ہوئیں تو دلالۃً رضامندی پائی گئی اب بیع کو فسخ نہیں کرسکتا اور دیکھنے سے پہلے ہوئیں تو خیار باقی ہے دیکھنے کے بعد مبیع پر قبضہ کرلینا بھی دلیل رضامندی کی ہے (عالمگیری وردّ) مسئلہ: مبیع پر قبضہ کرکے دیکھنے سے پہلے بیع کردی پھر عیب کی وجہ سے مشتری ثانی نے واپس کردی یا رہن رکھنے کے بعد اسے چھوڑالیا یا اجارہ کیا تھا [illegible] توڑ دیا تو خیار رویت جو ان تصرفات کی وجہ سے جاچکا تھا واپس نہ ہوگا (عالمگیری) مبیع کا کوئی جزو اس کے ہاتھ سے نکل گیا اس میں کمی یا زیادتی ہوئی (چاہے زیادت متصلہ ہو یا منفصلہ) تو خیار باطل ہوگیا (عالمگیری) مسئلہ: مشتری نے جب تک خیار رویت ساقط نہ کیا ہو بائع ثمن کا اس سے مطالبہ نہیں کرسکتا (فتح القدیر) مسئلہ: مشتری خریدنے کے بعد مرگیا تو ورثاء کو میراث میں خیار رویت حاصل نہ ہوگا یعنی ورثاء کو یہ حق نہ ہوگا کہ بیع کو فسخ کردیں (عالمگیری) جس چیز کو پہلے دیکھ چکا ہے اگر اس میں کچھ تغیر پیدا ہوگیا ہے تو خیار رویت حاصل ہے اور اگر ویسی ہی ہے تو خیار حاصل نہیں ہاں اگر وقت عقد اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہی چیز ہے جسے میں خریدتا ہوں تو خیار حاصل ہوگا (عالمگیری) مسئلہ: بائع کہتا ہے کہ یہ چیز ویسی ہی ہے جیسی تو نے دیکھی تھی اس میں تغیر نہیں آیا ہے اور مشتری کہتا ہے تغیر آگیا تو مشتری کو گواہ سے ثابت کرنا پڑے گا کہ تغیر آگیا ہے گواہ

پیش نہ کرے تو قسم کے ساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا یہ اس صورت میں ہے کہ مشتری کے دیکھنے کو زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو اور معلوم ہو کہ اتنے زمانہ میں عموماً ایسی چیز میں تغیر نہیں ہوتا اور اگر اتنا زیادہ زمانہ گزر گیا ہے کہ عادۃً تغیر ایسی چیز میں ہی ہوجاتا ہے (مثلاً لونڈی ہے جس کو دیکھے ہوئے بیس برس کا زمانہ گزر چکا ہے اور وہ اس وقت جوان تھی) تو مشتری کی بات مانی جائے گی بائع کہتا ہے خریدنے کے وقت تو نے دیکھ لیا تھا مشتری کہتا ہے نہیں دیکھا تھا تو قسم کے ساتھ مشتری کی بات مانی جائے گی (عالمگیری) مسئلہ: ذبح کی ہوئی بکری کی کلیجی خریدی مگر ابھی اس کی کھال نہیں نکالی گئی ہے تو بیع صحیح ہے اور بائع پر لازم ہے کہ کلیجی نکال کردے اور مشتری کو خیار رویت حاصل ہوگا اور بکری ابھی ذبح نہیں ہوئی ہے تو کلیجی کی بیع درست نہیں اگرچہ بائع کہتا ہو کہ میں ذبح کرکے نکال دیتا ہوں (عالمگیری) مسئلہ: خیار رویت کی وجہ سے بیع فسخ کرنے میں نہ قاضی کی قضا درکار ہے نہ بائع کی رضامندی کی حاجت (عالمگیری) خیار کی وجہ سے بیع فسخ کرنے میں یہ شرط ہے کہ بائع کو فسخ کا علم ہوجائے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا تو وہ یہی سمجھتا رہا کہ بیع ہوگئی دوسرا گاہک نہیں تلاش کرے گا اور اس میں اس کے نقصان کا احتمال ہے۔ (دُرِّمختار)

مبیع کا کتنا حصہ دیکھ لینا رویت ہے: مسئلہ: بیع کے دیکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پوری پوری دیکھ لی جائے اس کا کوئی جز دیکھنے سے رہ نہ جائے بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ حصہ دیکھ لیا جائے جس کا مقصود کے لئے دیکھنا ضروری تھا مثلاً مبیع بہت سی چیزیں ہیں اور ان کے افراد میں تفاوت نہ ہو سب ایک سی ہوں جیسے کیلی اور وزنی چیزیں یعنی جس کا نمونہ پیش کیا جاتا ہو یہاں بعض کا دیکھنا کافی ہے مثلاً غلہ کی ڈھیری ہے اس کا ظاہری حصہ دیکھ لیا کافی ہے، ہاں اگر اندرونی حصہ ویسا نہ ہو بلکہ عیب دار ہو تو خیار رویت اور خیار عیب دونوں مشتری کو حاصل ہیں اور اگر عیب دار نہ ہو کم درجہ کا ہو جب بھی خیار رویت حاصل ہے اگرچہ خیار عیب نہیں یونہی چند بوریوں میں غلہ بھرا ہوا ہے ایک میں سے دیکھ لینا کافی ہے جب کہ باقیوں میں اس سے کم درجہ کا نہ ہو (دُرِّمختار وردّالمحتار) مسئلہ: مشتری کہتا ہے کہ باقی ویسا نہیں جیسا میں نے دیکھا تھا اور بائع کہتا ہے ویسا ہی ہے اگر نمونہ موجود ہے اہل بصیرت کو دکھایا جائے وہ جو کہیں وہی معتبر ہے اور نمونہ موجود نہ ہو تو مشتری کو گواہ لانا پڑے گا ورنہ بائع کا قول معتبر ہے یہ اس وقت ہے کہ غلہ وہیں موجود ہو بوریوں میں بھرا ہوا ہو اور اگر غلہ وہاں نہ ہو بائع نے نمونہ پیش کیا اور بیع ہوگئی اور نمونہ ضائع ہوگیا پھر بائع باقی غلہ لایا اور یہ اختلاف پیدا ہوا تو مشتری کا قول معتبر

ہے (ردالمحتار) مسئلہ: ایک شخص نے ایک چیز خریدی مگر دیکھی نہیں دوسرے شخص کو اس کے دیکھنے کا وکیل کیا کہ دیکھ کر پسند کرے یا ناپسند کرے وکیل نے دیکھ کر پسند کرلی تو بیع لازم ہوگئی اور ناپسند کی تو فسخ کرسکتا ہے (ردالمحتار) مسئلہ: کسی شخص کو مشتری نے قبضہ کے لئے قاصد بنا کر بھیجا یعنی اس سے کہا کہ بائع کے پاس جاکر کہہ کہ مشتری نے مجھے بھیجا ہے کہ مبیع مجھے دے دے اس کا دیکھنا کافی نہیں یعنی مشتری اگر دیکھ کر ناپسند کرے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے وکیل نے مبیع کو وکالت سے پہلے دیکھا اس کے بعد وکیل ہوکر خریدا تو اسے خیار رویت حاصل ہوگا (دُرّمختار و عالمگیری) مسئلہ: اندھے کی بیع وشرا دونوں جائز ہیں۔ اگر کسی چیز کو بیچے گا تو خیار حاصل نہ ہوگا اور خریدے گا تو خیار حاصل ہوگا اور مبیع کو الٹ پلٹ کر ٹٹولنا دیکھنے کے حکم میں ہے کہ ٹٹول لیا اور پسند کرلیا تو خیار ساقط ہوگیا اور کھانے کی چیز کا چکھنا اور سونگھنے کی چیز کا سونگھنا کافی ہے اور جو چیز نہ ٹٹولنے سے معلوم ہو نہ چکھنے سونگھنے سے (جیسے زمین مکان درخت لونڈی غلام) وہاں اس چیز کے اوصاف بیان کرنے ہوں گے جو اوصاف بیان کردیئے گئے بیع ان کے مطابق ہے تو فسخ نہیں کرسکتا ورنہ فسخ کرسکتا ہے اندھا مشتری یہ بھی کرسکتا ہے کہ کسی کو قبضہ خریدنے کے لئے وکیل کردے وکیل کا دیکھ لینا اس کے قائم مقام ہوجائے گا۔ اندھا کسی چیز کو اپنے لئے خریدے یا دوسرے کے لئے (مثلاً کسی نے اندھے کو وکیل کردیا) دونوں صورتوں میں خیار حاصل ہوگا (عالمگیری دُرّمختار) مسئلہ: شے معین کی شے معین سے بیع ہوئی مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں بیچ کیا تو ایسی صورت میں بائع ومشتری دونوں کو خیار رویت حاصل ہے کیونکہ یہاں دونوں مشتری بھی ہیں۔ (دُرّمختار)

خیارعیب[1]

خیارعیب کی تعریف: اگر بغیر عیب ظاہر کئے چیز بیچ دی تو عیب معلوم ہونے پر خریدار کو واپس کرنے کا حق ہے اسی کو خیار عیب کہتے ہیں۔

کیسے عیب کی وجہ سے مبیع واپس ہوسکتی ہے: خیار عیب کے لئے یہ ضروری نہیں کہ عقد کے وقت یہ کہے کہ عیب ہوگا تو پھیر دیں گے چاہے کہا ہو یا نہ کہا ہو ہر حال میں عیب معلوم ہونے پر مشتری واپس کرسکتا ہے لہٰذا اگر مشتری کو نہ خریدنے سے پہلے عیب پر اطلاع تھی نہ خریداری کے وقت اطلاع ہوئی بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں عیب ہے تھوڑا عیب ہو یا زیادہ

[1] مبیع میں عیب ہو تو اس کا ظاہر کردینا بائع پر واجب ہے چھپانا حرام وگناہ کبیرہ ہے یوں ہی ثمن کا عیب ظاہر کردینا مشتری پر واجب ہے (عالمگیری وغیرہ)

خیار عیب حاصل ہے کہ مبیع کو لینا چاہیے تو پورے دام پر لے لے واپس کرنا چاہے تو واپس کر دے یہ نہیں ہوسکتا کہ واپس نہ کرے بلکہ دام کم کردے (عالمگیری) مسئلہ: جس عیب کی وجہ سے مبیع واپس کرسکتے ہیں وہ ایسا عیب ہے جس سے تاجروں کی نظر میں چیز کی قیمت کم ہو جائے۔

بائع پر واجب ہے کہ عیب ظاہر کردے چھپانا گناہ کبیرہ ہے: مسئلہ: مبیع میں عیب ہو تو اس کا ظاہر کردینا بائع پر واجب ہے چھپانا' حرام وگناہ کبیرہ ہے یوں ہی مشتری پر واجب ہے کہ ثمن کا عیب ظاہر کردے (عالمگیری) مسئلہ: خیار عیب کی صورت میں مشتری مبیع کا مالک ہوجاتا ہے مگر ملک لازم نہیں ہوتی اور اس میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے یعنی اگر مشتری کو عیب کا علم نہ ہوا اور مرگیا اور وارث کو عیب پر اطلاع ہوئی تو اسے عیب کی وجہ سے فسخ کا حق حاصل ہوگا خیار عیب کے لئے وقت کی کوئی حد نہیں جب تک واپسی کے روکنے والے اور اسباب نہ پائے جائیں یہ حق باقی رہتا ہے (عالمگیری) مسئلہ: عیب پر مشتری کو اطلاع قبضہ سے پہلے ہی ہوگئی تو مشتری بطور خود عقد کو فسخ کرسکتا ہے اس کی ضرورت نہیں کہ قاضی فسخ کا حکم دے تو فسخ ہوسکے۔ بائع کے سامنے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے عقد کو فسخ کردیا یا رد کردیا یا باطل کردیا۔ بائع راضی ہو یا نہ ہو عقد فسخ ہوجائے گا اور اگر مبیع پر قبضہ کرچکا ہے تو بائع کی رضامندی یا قضائے قاضی کے بغیر عقد فسخ نہیں ہوسکتا۔ (ہدایہ عالمگیری)

خیار عیب کے شرائط: مسئلہ: خیار عیب کے لئے یہ شرط ہے کہ ١- مبیع میں وہ عیب بیع کے وقت موجود ہو یا بیع کے بعد مشتری کے قبضہ سے پہلے پیدا ہوا (لہٰذا مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد جو عیب پیدا ہوا اس کی وجہ سے خیار عیب حاصل نہ ہوگا)۔ ٢- مشتری نے قبضہ کرلیا تو اس کے پاس بھی وہ عیب باقی رہے۔ (اگر وہاں وہ عیب نہ رہا تو خیار بھی نہیں)۔ ٣- مشتری کو عقد بیع کے یا قبضہ کے وقت عیب کی اطلاع نہ ہو۔ (اس لئے کہ اگر عیب دار جان کرلیا ہے یا قبضہ کیا ہے تو اب خیار نہ ہوگا)۔ ٤- بائع نے عیب سے برأت نہ کی ہو اس لئے کہ اگر بائع نے یہ کہہ دیا ہے کہ میں اس کے کسی عیب کا ذمہ دار نہیں تو اب خیار عیب ثابت نہ ہوگا (عالمگیری وغیرہ)

جانوروں کے بعض عیوب: مسئلہ: گائے، بھینس، بکری، دودھ نہیں دیتی یا اپنا دودھ خود پی جاتی ہے تو یہ عیب ہے اور جانور کا کم کھانا بھی عیب ہے بیل کام کے وقت سوجاتا ہے یہ عیب ہے گدھا خریدا وہ سست چلتا ہے واپس نہیں کرسکتا مگر جب کہ تیز رفتاری کی شرط کرلی ہو۔

گدھے کا نہ بولنا عیب ہے مرغ خریدا جو ناوقت بولتا ہے واپس کرسکتا ہے (عالمگیری) مسئلہ:
گائے یا بکری نجاست خور ہے اگر یہ اس کی عادت ہے عیب ہے اور اگر ہفتہ میں ایک دوبار
ایسا ہوا تو عیب نہیں اور اکثر کھاتی ہو تو عیب ہے۔ (عالمگیری)

چند وہ عیوب جن کی وجہ سے واپسی ہو سکتی ہے: مسئلہ: گھوڑا خریدا دیکھا کہ اس کی
عمر زیادہ ہے خیارِ عیب کی وجہ سے اسے واپس نہیں کرسکتا ہاں اگر عمر کی شرط کرلی ہے تو واپس
کرسکتا ہے گائے خریدی وہ مشتری کے یہاں سے بھاگ کر بائع کے یہاں چلی جاتی ہے تو یہ
عیب نہیں یعنی جب کہ زیادہ نہ بھاگتی ہو۔ (عالمگیری) مسئلہ: بیل وغیرہ جانور دو تین دفعہ
بھاگیں تو عیب نہیں اس سے زیادہ بھاگنا عیب ہے (ردّالمحتار) مسئلہ: مکان یا زمین خریدی
لوگ اسے منحوس کہتے ہیں تو واپس کرسکتا ہے کیونکہ اگرچہ اس قسم کے خیالات کا اعتبار نہیں مگر
بیچنا چاہے گا تو اس کے لینے والے نہیں ملیں گے اور یہ ایک عیب ہے (عالمگیری دُرِّمختار)
مسئلہ: پھل یا ترکاری کی ٹوکری خریدی اس میں نیچے گھاس بھری ہوئی نکلی واپس کرسکتا ہے
(عالمگیری) مسئلہ: قرآن مجید یا کتاب خریدی اور اس کے اندر بعض بعض جگہ الفاظ لکھنے سے
رہ گئے ہیں واپس کرسکتا ہے (عالمگیری) مسئلہ: عیب پر اطلاع پانے کے بعد مشتری نے اگر
مبیع میں مالکانہ تصرف کیا تو واپس کرنے کا حق جاتا رہا۔ جانور خریدا وہ بیمار تھا اس کا علاج کیا یا
اپنے کام کے لئے اس پر سوار ہوا تو واپس نہیں کرسکتا اور اگر ایک بیماری تھی جس کی بائع نے
ذمہ داری نہیں کی تھی اس کا علاج کیا اور دوسری بیماری جس کا ذکر نہیں آیا تھا وہ ظاہر ہوئی تو
اس کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے (عالمگیری) مسئلہ: اگر بکری یا گائے خریدی اس کا دودھ دوہ
کر استعمال کیا پھر عیب پر اطلاع ہوئی تو واپس نہیں کرسکتا نقصان لے سکتا ہے اور اگر گائے
بکری کو مع بچہ کے خریدا ہے اور عیب پر مطلع ہوا اس کے بعد بچہ نے دودھ پی لیا تو واپس کرسکتا
ہے چاہے بچے نے خود پی لیا ہو یا اس نے اسے چھوڑا تھا کہ پی لے اور اگر مشتری نے دودھ
دوہا تو واپس نہیں کرسکتا چاہے خود پی لے یا اس کے بچہ کو پلادے اس لئے کہ عیب پر مطلع ہوکر
دوہنا رضامندی کی دلیل ہے (عالمگیری) مسئلہ: کپڑا خریدا اسے قطع کرایا اور ابھی سلا نہیں
اس میں عیب معلوم ہوا اسے واپس نہیں کرسکتا بلکہ نقصان لے سکتا ہے ہاں اگر بائع قطع کئے
ہوئے کو واپس لینے پر راضی ہے تو اب نقصان نہیں لے سکتا اور اگر خرید کر بیع کر دیا ہے تو کچھ
نہیں کرسکتا اور اگر قطع کے بعد سل بھی گیا اور عیب معلوم ہوا تو نقصان لے سکتا ہے بائع بجائے
نقصان دینے کے واپس لینا چاہے تو واپس نہیں لے سکتا (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: کپڑا خرید کر

اپنے نابالغ بچہ کے لئے قطع کرایا اور عیب معلوم ہوا تو نہ واپس کرسکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے
اور اگر بالغ لڑکے کے لئے قطع کرایا تو نقصان لے سکتا ہے (ہدایہ ردّالمحتار) مسئلہ: مبیع میں
مشتری کے یہاں کوئی نیا عیب پیدا ہوگیا چاہے مشتری کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا یا آفت
سماوی سے ہوا واپس نہیں کرسکتا البتہ نقصان کا معاوضہ لے سکتا ہے اور اگر بائع کے فعل وہ عیب
پیدا ہوا ہے جب بھی واپس نہیں کرسکتا بلکہ دونوں عیبوں سے جو نقصان ہے ان کا معاوضہ لے
سکتا ہے اور اگر اجنبی کے فعل سے دوسرا عیب پیدا ہوا تو پہلے عیب کا نقصان بائع سے لے اور
دوسرے عیب کا اس اجنبی سے اور اگر بیع کے بعد مگر قبضہ کے پہلے بائع کے فعل سے یا خود مبیع
کے فعل سے یا آفت سماوی سے نیا عیب پیدا ہوا تو مشتری کو اختیار ہے کہ بیع کو رد کرے یعنی نہ
لے یا لے لے اور جو نقصان ہوا ہے اس کے عوض میں ثمن میں سے کم کردے اور اگر اجنبی کے
فعل سے وہ عیب پیدا ہوا ہے جب بھی اختیار ہے کہ مبیع کو لے یا نہ لے اگر مبیع کو لیتا ہے تو
نقصان کا معاوضہ اس اجنبی سے لے سکتا ہے اور اگر خود مشتری کے فعل سے عیب پیدا ہوا ہے تو
پورے ثمن کے ساتھ لینا پڑے گا اور نقصان کا مطالبہ نہیں کرسکتا (دُرِّمختار وردّالمحتار) مسئلہ: جو
چیز ایسی ہے کہ اس کی واپسی میں مزدوری خرچ ہو تو جہاں عقد بیع ہوا ہے وہاں پہنچانا مشتری
کے ذمہ ہے یعنی مزدوری وغیرہ مشتری کو دینی پڑے گی (دُرِّمختار) مسئلہ: مبیع میں کچھ زیادتی
کردی جیسے کپڑا تھا اس کو سی دیا یا رنگ دیا یا ستو تھا اس میں گھی شکر وغیرہ ملا دیا یا زمین تھی اس
میں پیڑ لگا دیئے یا تعمیر کرائی یا مبیع کو بیع کر دیا چاہے بیچنا عیب پر اطلاع ہونے کے بعد ہی ہو یا
مبیع ہلاک ہوگئی ان سب صورتوں میں نقصان لے سکتا ہے واپس نہیں کرسکتا اگر دونوں واپسی
پر راضی بھی ہو جائیں جب بھی قاضی حکم واپسی کا نہیں دے سکتا (دُرِّمختار و بہار شریعت)
مسئلہ: انڈا خریدا اسے توڑا تو گندہ نکلا کل دام واپس ہوں گے کہ وہ بے کار چیز ہے۔ بیع کے
قابل نہیں خربوزہ، تربوز، کھیرا خریدا اور کاٹا تو خراب نکلا یا بادام اخروٹ خریدا توڑنے پر معلوم
ہوا کہ خراب ہے مگر باوجود خرابی کام کے لائق ہے کم سے کم یہ کہ جانور ہی کے کھلانے میں کام آ
سکتا ہے تو واپس نہیں کرسکتا نقصان لے سکتا ہے اور اگر بائع کٹے ہوئے یا ٹوٹے ہوئے کو
واپس لینے پر تیار ہے تو واپس کردے نقصان نہیں لے سکتا اور اگر عیب معلوم ہوجانے کے بعد
کچھ بھی کھالیا تو نقصان بھی نہیں لے سکتا اور اگر چکھا اور عیب معلوم ہونے کے بعد چھوڑ دیا
کچھ نہ کھایا تو نقصان لے سکتا ہے اور کاٹنے توڑنے سے پہلے ہی مشتری کو عیب معلوم ہوگیا تو
اسی حالت میں واپس کردے کاٹے توڑے گا تو نہ واپس کرسکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے اور

اگر کاٹنے توڑنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ چیزیں بالکل بیکار ہیں مثلاً کھیرا کڑوا ہے یا بادام اخروٹ میں گری نہیں ہے تربوز یا خربوزہ سڑا ہوا ہے تو پورے دام واپس لے کہ بیع باطل ہے (دُرّمختار وردّالمحتار) مسئلہ: گیہوں وغیرہ غلہ خریدا اس میں خاک ملی ہوئی نکلی اگر خاک اتنی ہی ہے جتنی عادۃً ہوا کرتی ہے تو واپس نہیں کرسکتا اور اگر عادت سے زیادہ ہے تو کل واپس کر دے اور اگر گیہوں رکھنا چاہتا ہے خاک کو الگ کر کے واپس کرنا چاہتا ہے تو یہ نہیں کرسکتا (عالمگیری ردّالمحتار) مسئلہ: مشتری جانور کو پھیرنے لایا کہ اس کے زخم ہے میں نہیں لوں گا۔ بائع کہتا ہے کہ یہ وہ زخم نہیں ہے جو میرے یہاں تھا وہ اچھا ہوگیا یہ دوسرا ہے تو مشتری کا قول معتبر ہے (ردّالمحتار) مسئلہ: دو چیزیں ایک عقد میں خریدیں اگر ایک تنہا کام میں آتی ہے (جیسے دو غلام دو کپڑے) اور ابھی دونوں پر قبضہ نہیں کیا ہے کہ ایک کے عیب پر مطلع ہوا تو اختیار ہے لینا ہو تو دونوں لے پھیرنا ہو تو دونوں پھیرے مگر جب کہ بائع ایک کے پھیرنے پر راضی ہو تو فقط ایک کو بھی واپس کرسکتا ہے اور اگر دونوں پر قبضہ کرلیا ہے تو جس میں عیب ہے اسے واپس کردے دونوں کو واپس کرنا چاہے تو بائع کی رضامندی درکار ہے اور اگر قبضہ سے پہلے ایک کا عیب دار ہونا معلوم ہوگیا اور اسی پر قبضہ کرلیا تو دوسری کو لینا بھی ضروری ہے اور دوسری پر قبضہ کیا تو اختیار ہے دونوں کو لے یا دونوں پھیر دے اور اگر دونوں ایک ساتھ کام میں لائی جاتی ہوں تنہا ایک کام کی نہ ہو (جیسے موزے اور جوتے کے جوڑے چوکھٹ بازو یا بیلوں کی جوڑی جب کہ وہ آپس میں ایسا اتحاد رکھتے ہوں کہ ایک کے بغیر دوسرا کام ہی نہ کرے) تو دونوں پر قبضہ کیا ہو یا ایک پر قبضہ کیا ہو دونوں حال میں ایک ہی حکم ہے کہ لینا چاہے تو دونوں لے اور پھیرے تو دونوں پھیرے (دُرّمختار فتح القدیر وخانیہ) مسئلہ: کوئی چیز بیع کی اور بائع نے کہہ دیا کہ میں ہر عیب سے بری الذمہ ہوں یہ بیع صحیح ہے اور اس بیع کے واپس کرنے کا حق باقی نہیں رہتا یونہی اگر بائع نے کہہ دیا کہ لینا ہو تو اس میں سو طرح کے عیب ہیں یا یہ مٹی ہے یا اسے خوب دیکھ لو کیسی بھی ہو میں واپس نہیں کروں گا یہ عیب سے برأت ہے جب ہر عیب سے برأت کرے تو جو عیب عقد کے وقت موجود ہے یا عقد کے بعد قبضہ سے پہلے پیدا ہوا سب سے برأت ہوگئی۔ (دُرّمختار ردّالمحتار وغیرہما) مسئلہ: بکری یا گائے یا بھینس کا دودھ بائع نے دو ایک وقت نہیں دوہا اور اسے یہ کہہ کر بیچا کہ اس کے دودھ زیادہ ہے اور دودھ دوہ کر دکھا بھی دیا مشتری نے دھوکہ کھا کر خرید لیا اب دوہتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اتنا دودھ نہیں ہے اس کو واپس نہیں کرسکتا ہاں جو نقصان ہے بائع سے لے سکتا ہے (دُرّمختار)

مسئلہ: مشتری نے واپس کرنا چاہا بائع نے کہا واپس نہ کرو مجھ سے اتنا روپیہ لے لو اور اس پر مصالحت ہوگئی یہ جائز ہے اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ بائع نے ثمن میں سے اتنا کم کردیا اور بائع اگر واپس کرنے سے انکار کرتا ہے مشتری نے یہ کہا کہ اتنے روپے مجھ سے لے لو اور مبیع کو واپس کرلو۔ یوں مصالحت ناجائز ہے اور یہ روپے جو بائع لے گا سود اور رشوت ہے مگر جب کہ مشتری کے یہاں کوئی نیا عیب پیدا ہوگیا ہو یا بائع اس سے منکر ہے کہ وہ عیب اس کے یہاں مبیع میں تھا تو یہ مصالحت بھی جائز ہے (دُرّمختار وردّالمحتار) مسئلہ: یہ جا بجا کہا گیا ہے کہ عیب سے جو نقصان ہے وہ لے گا اس کی صورت یہ ہے کہ اس چیز کو جانچنے والوں کے پاس پیش کیا جائے اس کی قیمت کا وہ اندازہ کریں کہ اگر عیب نہ ہوتا تو یہ قیمت تھی اور عیب کے ہوتے ہوئے یہ قیمت ہے دونوں میں جو فرق ہے وہ مشتری بائع سے لے گا مثلاً عیب ہے تو آٹھ روپے قیمت ہے عیب نہ ہوتا تو دس روپے قیمت تھی تو دو روپے مشتری بائع سے لے (عالمگیری) مسئلہ: ایک شخص نے گابھن گائے کے بدلے میں بیل خریدا اور ہر ایک نے قبضہ کرلیا گائے کے بچہ پیدا ہوا اور دوسرے نے دیکھا کہ بیل میں عیب ہے بیل کو اس نے واپس کردیا تو گائے میں چونکہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے زیادتی ہوچکی ہے وہ واپس نہیں کی جاسکتی گائے کی قیمت جو ہو وہ واپس دلائی جائے گی (عالمگیری) مسئلہ: زمین خرید کر اس کو مسجد کردیا پھر عیب پر مطلع ہوا تو واپس نہیں کرسکتا نقصان جو ہے لے لے۔ زمین کو وقف کیا ہے جب بھی یہی حکم ہے کہ واپس نہیں کرسکتا نقصان لے لے۔ (خانیہ) مسئلہ: روٹی خریدی اور جو نرخ اس کا معروف و مشہور ہے اس سے کم دی ہے تو جو کمی ہے بائع سے وصول کرے۔ اسی طرح ہر وہ چیز جس کا نرخ مشہور ہے اس سے کم ہو تو بائع سے کمی پوری کرائے۔[1] (عالمگیری)

غبن فاحش میں رد کے احکام اور غبن فاحش وغبن یسیر کے معنیٰ: مسئلہ: کوئی چیز غبن فاحش کے ساتھ خریدی ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔ دھوکا دے کر نقصان پہنچایا ہے یا نہیں اگر غبن فاحش کے ساتھ دھوکا بھی ہے تو واپس کرسکتا ہے ورنہ نہیں غبن فاحش کا یہ مطلب ہے کہ اتنا ٹوٹا ہے جو مقومین کے اندازہ سے باہر ہو مثلاً ایک چیز دس روپے میں خریدی کوئی اس کی قیمت پانچ بتاتا ہے کوئی چھ کوئی سات تو یہ غبن فاحش ہے اور اگر اس کی قیمت کوئی آٹھ بتاتا کوئی نو کوئی دس تو غبن یسیر ہوتا دھوکے کی تین صورتیں ہیں۔ کبھی بائع مشتری کو دھوکا دیتا

---

[1] یہ حکم اس وقت ہے کہ بائع نے مشتری پر یہ ظاہر نہ کیا ہو کہ مثلاً ایک آنے کی اتنی روٹیاں دوں گا بلکہ مشتری نے کہا اتنے کی روٹی دو بائع نے دے دی اور اگر بائع نے ظاہر کردیا کہ اتنی دوں گا اور مشتری راضی ہوگیا کمی پوری کرنے کا حق نہیں ہے۔ غبن: ٹوٹا گھاٹا مقومین: اندازہ کرنے والا۔ فاحش: کثیر، غالب یسیر: ہلکا، تھوڑا، آسان رد: واپس کرنا، واپسی۔

ہے پانچ کی چیز دس میں بیچ دیتا ہے اور کبھی مشتری بائع کو کہ دس کی چیز پانچ میں خرید لیتا ہے کبھی دلال دھوکا دیتا ہے ان تینوں صورتوں میں جس کو غبن فاحش کے ساتھ نقصان پہنچا ہے واپس کر سکتا ہے اور اگر اجنبی شخص نے دھوکا دیا ہو تو واپس نہیں کر سکتا (دُرِّ مختار وردّالمحتار) مسئلہ: جس چیز کو غبن فاحش کے ساتھ خریدا ہے اور اسے دھوکا دیا گیا ہے اس چیز کو کچھ صرف کر ڈالنے کے بعد اس کا علم ہوا تو اب بھی واپس کر سکتا ہے یعنی جو کچھ وہ چیز بچی وہ اور جو خرچ کر لی ہے اس کی مثل واپس کرے اور پورا ثمن واپس لے (دُرِّ مختار) مسئلہ: ایک شخص نے لوگوں سے کہہ دیا کہ یہ میرا غلام یا لڑکا ہے اس سے خرید و فروخت کرو میں نے اس کو اجازت دے دی ہے اس کی نسبت بعد میں معلوم ہوا کہ غلام نہیں بلکہ حر ہے یا اس کا لڑکا نہیں ہے دوسرے شخص کا ہے تو جو کچھ لوگوں کے مطالبے ہیں اس کہنے والے سے وصول کر سکتے ہیں کہ اس نے دھوکا دیا ہے۔ (دُرِّ مختار)

بیع فاسد[1] کا بیان

بیع باطل و بیع فاسد کی تعریف اور فرق: مسئلہ: جس صورت میں بیع کا کوئی رکن نہ پایا جائے یا چیز بیع کے قابل ہی نہ ہو تو بیع باطل ہے رکن نہ پائے جانے کی مثال یہ ہے کہ پاگل یا ناسمجھ بچہ نے ایجاب یا قبول کیا چونکہ ان کا قول شرعاً معتبر ہی نہیں لہٰذا ایجاب یا قبول پایا ہی نہ گیا چیز کے بیع کے قابل نہ ہونے کی مثال یہ ہے کہ مبیع مردار یا خون یا شراب یا آزاد ہو کہ یہ

[1] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے شراب اور اس کے ثمن کو حرام کیا اور مردہ کو حرام کیا اور اس کے ثمن کو اور سور کو حرام کیا اور اس کے ثمن کو (رواہ ابن ماجہ) صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا جب تک کام کے قابل نہ ہوں۔ بائع مشتری دونوں کو منع فرمایا اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا جب تک سرخ یا زرد نہ ہو جائیں اور کھیت میں بالوں کے اندر جو غلہ ہے اس کی بیع سے منع فرمایا جب تک سپید نہ ہو جائے اور آفت پہنچنے سے امن نہ ہو جائے۔ صحیح مسلم میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اگر تو نے اپنے بھائی کے ہاتھ پھل بیچ دیے اور آفت پہنچ گئی تو تجھے اس سے کچھ لینا حلال نہیں اپنے بھائی کا مال ناحق کس چیز کے بدلے میں تو لے گا۔ ترمذی نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسی چیز کے بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس نہ ہو اور ترمذی کی دوسری روایت اور ابوداؤد و نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ کہتے ہیں یا رسول اللہ میرے پاس کوئی شخص آتا ہے اور مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے وہ چیز میرے پاس نہیں ہوتی (میں بیع کر دیتا ہوں) پھر بازار سے خرید کرا سے دیتا ہوں۔ فرمایا جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اسے بیع نہ کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیع سے منع فرمایا اس کی صورت یہ ہے کہ یہ چیز نقد اتنے کو اور ادھار اتنے کو یا یہ کہ میں نے یہ چیز تمہارے ہاتھ اتنے میں بیع کی اس شرط پر کہ تم اپنی فلاں چیز میرے ہاتھ اتنے میں بیچو (رواہ ترمذی ونسائی وابوداؤد) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قرض و بیع حلال نہیں (یعنی یہ چیز تمہارے ہاتھ بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تم مجھے قرض دو یا یہ کہ کسی کو قرض دے پھر اس کے ہاتھ زیادہ داموں میں چیز بیع کرے) اور بیع میں دو شرطیں حلال نہیں اور اس چیز کا نفع حلال نہیں جو ضمان میں نہ ہو اور جو چیز تیرے پاس نہ ہو اس کا بیچنا حلال نہیں (رواہ الترمذی ونسائی وابوداؤد)

چیزیں بیع کے قابل نہیں ہیں اور اگر رکن بیع یا محل بیع میں خرابی نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی خرابی ہو تو وہ بیع فاسد ہے جیسے ثمن خمر ہو یا مبیع کی تسلیم پر قدرت نہ ہو یا مبیع میں کوئی شرط خلاف مقتضائے عقد ہو (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: مبیع یا ثمن دونوں میں سے ایک بھی ایسی چیز ہو جو کسی دین آسمانی میں مال نہ ہو جیسے مردار، خون، آزاد ان کو چاہے مبیع کیا جائے یا ثمن بہرحال بیع باطل ہے اور اگر بعض دین میں مال ہوں بعض میں نہیں جیسے شراب کہ اگرچہ اسلام میں یہ مال نہیں مگر دین موسوی و عیسوی میں مال تھی اس کو مبیع قرار دیں گے تو بیع باطل ہے اور ثمن قرار دیں تو فاسد جیسے شراب کے بدلے میں کوئی چیز خریدی تو بیع فاسد ہے اور اگر روپیہ پیسہ سے شراب خریدی تو بیع باطل (ہدایہ وردّالمحتار) مسئلہ: مال وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت کا میلان ہو جس کو دیا لیا جاتا ہو جس سے دوسروں کو روکتے ہیں، جسے وقت ضرورت کے لئے جمع رکھتے ہوں لہٰذا تھوڑی کی مٹی جب تک وہ اپنی جگہ پر ہے مال نہیں اور اس کی بیع باطل ہے البتہ اگر اسے دوسری جگہ منتقل کر کے لے جائیں گے تو اب مال ہے اور بیع جائز گیہوں کا ایک دانہ اس کی بھی بیع باطل ہے انسان کے پاخانہ پیشاب کی بیع باطل ہے جب تک مٹی اس پر غالب نہ آ جائے اور کھاد نہ ہو جائے گوبر، مینگنی، لید کی بیع باطل نہیں اگرچہ دوسری چیز کی ان میں آمیزش نہ ہو۔ لہٰذا اپلے کا بیچنا، خریدنا یا استعمال کرنا ممنوع نہیں (دُرِّ مختار وردّالمحتار)

مردار کس کو کہتے ہیں: مسئلہ: مردار سے مراد غیر مذبوح ہے چاہے وہ خود مر گیا ہو یا کسی نے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو۔ یا کسی جانور نے اسے مار ڈالا ہو مچھلی اور ٹڈی مردار میں داخل نہیں کہ یہ ذبح کرنے کی چیز ہی نہیں (ردّالمحتار وغیرہ)

معدوم کی بیع: مسئلہ: معدوم کی بیع باطل ہے جیسے دو منزلہ مکان دو شخصوں میں مشترک تھا ایک کا نیچے والا تھا دوسرے کا اوپر والا وہ گر گیا یا صرف بالا خانہ گرا بالا خانہ والے نے گرنے کے بعد بالا خانہ بیع کیا یہ بیع باطل ہے کہ جب وہ چیز ہی نہیں بیع کس چیز کی ہوگی اور اگر بیع سے مراد اس حق کو بیچنا ہے کہ مکان کے اوپر اس کو مکان بنانے کا تھا یہ بھی باطل ہے کہ بیع مال کی ہوتی ہے اور یہ محض ایک حق ہے مال نہیں اور اگر بالا خانہ موجود ہے تو اس کی بیع ہو سکتی ہے (فتح القدیر)

چھپی ہوئی چیز کی بیع: مسئلہ: باقلاء کے بیج اور چاول اور تل کی بیع اگر یہ سب چھلکے کے اندر ہوں جب بھی جائز ہے یونہی اخروٹ بادام پستہ، اگر پہلے چھلکے میں ہوں (یعنی ان چیزوں میں دو چھلکے ہوتے ہیں)۔ ہمارے ملک میں یہ سب چیزیں اوپر کا چھلکا اتارنے کے بعد آتی ہیں اگر اوپر کے چھلکے نہ اترے ہوں جب بھی بیع جائز ہے یوں ہی گیہوں کے دانے بال میں

ہوں جب بھی بیع جائز ہے اور ان سب صورتوں میں یہ بائع کے ذمہ ہے کہ پھلی سے باقلاء کے بیج یا دھان کی بھوسی سے چاول یا چھلکوں سے تل اور بادام وغیرہ اور بال سے گیہوں نکال کر مشتری کے سپرد کر دے اور چھلکوں سمیت بیع کی ہے جیسے باقلا کی پھلیاں یا اوپر کے چھلکے سمیت بادام بیچا یا دھان بیچا ہے تو نکال کر دینا بائع کے ذمہ نہیں (دُرِّ مختار) مسئلہ: گٹھلیاں جو کھجور میں ہوں یا بنولے جو روئی کے اندر ہوں یا دودھ جو تھن کے اندر ہو ان سب کی بیع ناجائز ہے کہ یہ سب چیزیں عرفاً معدوم ہیں اور کھجور سے گٹھلیاں یا روئی سے بنولے یا تھن سے دودھ نکالنے کے بعد بیع جائز ہے (دُرِّ مختار)

پانی بیچنے کی صورتیں: مسئلہ: پانی جب تک کنوئیں یا نہر میں ہے اس کی بیع جائز نہیں اور جب اس کو گھڑے وغیرہ میں بھر لیا تو مالک ہو گیا اب بیع کر سکتا (عالمگیری) مسئلہ: مینہ کا پانی جمع کر لینے سے مالک ہو جاتا ہے بیع کر سکتا ہے پکے حوض میں جو پانی جمع کر لیا ہے اسے بیع کر سکتا ہے جب کہ پانی آنا بند ہو گیا ہو (عالمگیری)

مبیع میں کچھ موجود ہو تو بیع باطل: مسئلہ: مبیع میں کچھ موجود ہے اور کچھ معدوم جب بھی بیع باطل ہے جیسے گلاب اور بیلے چنبیلی کے پھول جب کہ ان کی پوری فصل بیچی جائے اور جتنے موجود ہیں ان کو بیع کیا تو جائز ہے۔ (دُرِّ مختار)

اشارہ اور نام دونوں ہوں تو کس کا اعتبار: مسئلہ: مبیع کی طرف اشارہ کیا اور نام بھی لے دیا مگر جس کی طرف اشارہ ہے اس کا وہ نام نہیں (جیسے کہا کہ اس گائے کو اتنے میں بیچا اور وہ گائے نہیں بلکہ بیل ہے یا اس لونڈی کو بیچا اور وہ لونڈی نہیں غلام ہے) اس کا حکم یہ ہے کہ جو نام ذکر کیا ہے اور جس کی طرف اشارہ ہے دونوں کی ایک جنس ہے تو بیع صحیح ہے کہ عقد کا تعلق اس کے ساتھ ہے جس کی طرف اشارہ ہے اور وہ موجود ہے مگر جو چیز سمجھ کر مشتری لینا چاہتا ہے چونکہ وہ نہیں ہے لہٰذا اس کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور جنس مختلف ہو تو بیع باطل ہے کہ عقد کا تعلق اس صورت میں اس کے ساتھ ہے جس کا نام لیا گیا اور وہ موجود نہیں لہٰذا عقد باطل انسان میں مرد عورت دو جنس مختلف ہے لہٰذا لونڈی کہہ کر بیع کی اور نکلا غلام یا بالعکس تو یہ بیع باطل ہے اور جانوروں میں نر و مادہ ایک جنس ہے گائے کہہ کر بیع کی اور نکلا بیل یا بالعکس تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو خیار حاصل ہے (ہدایہ) مسئلہ: یاقوت کہہ کر بیچا اور ہے شیشہ تو بیع باطل ہے کہ مبیع معدوم ہے اور یاقوت سرخ کہہ کر رات میں بیچا اور تھا یاقوت زرد تو بیع صحیح ہے اور مشتری کو اختیار ہے۔ (فتح القدیر)

دو چیزوں کو بیع میں جمع کیا ان میں ایک قابل بیع نہیں: مسئلہ: آزاد و غلام کو جمع کر کے ایک ساتھ دونوں کو بیچا یا ذبیحہ اور مردار کو ایک عقد میں بیع کی تو غلام اور ذبیحہ کی بھی بیع باطل ہے اگرچہ ان صورتوں میں ثمن کی تفصیل کر دی گئی ہو کہ اتنا اس کا ثمن ہے اور اتنا اس کا اور اگر عقد دو ہوں تو غلام اور ذبیحہ کی صحیح ہے آزاد اور مردار کی باطل مدبر یا ام ولد کے ساتھ ملا کر غلام کی بیع کی تو غلام کی بیع صحیح ہے ان کی نہیں۔ (دُرِّ مختار)

مساجد و مقابر مبیع سے مستثنیٰ: مسئلہ: غیر وقف کو وقف کے ساتھ ملا کر بیع کیا تو غیر واقف کی صحیح ہے اور وقف کی باطل اور مسجد کے ساتھ دوسری چیز ملا کر بیع کی تو دونوں کی باطل (دُرِّ مختار) مسئلہ: دو شخص ایک مکان میں شریک ہیں ان میں ایک نے دوسرے کے ہاتھ پورا مکان بیچ دیا تو اس کے حصے کی بیع صحیح ہے اور جتنا مکان میں اس کا حصہ ہے اس کی بیع ہوئی اور اس کے مقابل ثمن کا جو حصہ ہو گا وہ ملے گا کل نہیں ملے گا۔ (ردّ المحتار) مسئلہ: دو شخص مکان یا زمین میں شریک ہیں ایک نے ان میں سے ایک معین ٹکڑا بیع کر دیا تو یہ بیع صحیح نہیں اور اگر اپنا حصہ بیچ دیا تو بیع صحیح ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: مسلم گاؤں بیچا جس میں قبرستان اور مسجدیں بھی ہیں اور ان کا استثناء نہیں کیا تو علاوہ مساجد و مقابر کے گاؤں کی بیع صحیح ہے اور مساجد و مقابر کا عادۃً استثناء قرار دیا جائے گا اگرچہ استثناء مذکور نہ ہو۔ (بحر الرائق)

انسان کے بال کی بیع: مسئلہ: انسان کے بال کی بیع درست نہیں اور انہیں کام میں لانا بھی جائز نہیں جیسے انکی چوٹیاں بنا کر عورتیں استعمال کریں حرام ہے حدیث میں اس پر لعنت فرمائی۔

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک جس کے پاس ہوں اس سے دوسرے نے لئے اور ہدیہ میں کوئی چیز پیش کی یہ درست ہے جب کہ بطور بیع نہ ہو اور موئے مبارک سے برکت حاصل کرنا اور اس کا غسالہ پینا آنکھوں سے ملنا بغرض شفاء مریض کو پلانا درست ہے جیسا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

بیع باطل کا حکم: مسئلہ: بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ مبیع پر اگر مشتری کا قبضہ بھی ہو جائے جب بھی مشتری اس کا مالک نہیں ہو گا اور مشتری کا وہ قبضہ قبضہ امانت قرار پائے گا۔ (دُرِّ مختار)

بیع میں شرط: مسئلہ: بیع میں ایسی شرط ذکر کرنا کہ خود عقد اس کا مقتضی ہے مضر نہیں (جیسے بائع پر مبیع کے قبضہ دلانے کی شرط اور مشتری پر ثمن ادا کرنے کی شرط) اور اگر وہ شرط مقتضائے

عقد نہیں مگر عقد کے مناسب ہو اس شرط میں بھی حرج نہیں جیسے کہ یہ مشتری ثمن کے لئے کوئی ضامن پیش کرے یا ثمن کے مقابل میں فلاں چیز رہن رکھے اور جس کو ضامن بنایا ہے اس نے اسی مجلس میں ضمانت کر بھی لی اور اگر اس نے ضمانت قبول نہ کی تو بیع فاسد ہے اور اگر مشتری نے ضمانت یا رہن سے گریز کی تو بائع بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔

شرط فاسد بیع کو فاسد کر دیتی ہے: یوں ہی مشتری نے بائع سے ضامن طلب کیا کہ میں شرط سے خریدتا ہوں کہ فلاں شخص ضامن ہو جائے کہ مبیع پر قبضہ دلا دے یا مبیع میں کسی کا حق نکلے گا تو ثمن واپس ملے گا یہ شرط بھی جائز ہے اور اگر وہ شرط نہ اس قسم کی ہو نہ اس قسم کی مگر شرع نے اس کو جائز رکھا ہے (جیسے خیار شرط) یا وہ ایسی شرط ہے جس پر مسلمانوں کا عام طور پر عمل درآمد ہے (جیسے آج کل گھڑیوں میں گارنٹی سال دو سال کی ہوا کرتی ہے کہ اس مدت میں خراب ہو گی تو درستی کا ذمہ دار بائع ہے) تو ایسی شرط بھی جائز ہے اور یہ بھی نہ ہو یعنی شریعت میں بھی اس کا جواز وارد نہیں اور مسلمانوں کا تعامل بھی نہیں تو وہ شرط فاسد ہے اور بیع کو بھی فاسد کر دیتی ہے جیسے کپڑا خریدا اور یہ شرط کر لی کہ بائع اس کو قطع کر کے سی دے گا (عالمگیری وغیرہ) مسئلہ: غلام بیچا اور یہ شرط کی کہ وہ غلام بائع کی ایک مہینہ خدمت کرے گا یا مکان بیچا اور شرط کی کہ بائع ایک ماہ تک اس میں سکونت رکھے گا یا یہ شرط کی کہ مشتری اتنا روپیہ مجھے قرض دے یا فلاں چیز ہدیہ کرے یا معین چیز کو بیچا اور شرط کی کہ ایک ماہ تک مبیع پر قبضہ نہ دے گا ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: بیع میں ثمن کا ذکر نہ ہوا بلکہ یہ کہا کہ جو بازار میں اس کا نرخ ہے وہ دے دینا تو بیع فاسد ہے اور اگر یہ کہا کہ ثمن کچھ نہیں تو بیع باطل ہے کہ بغیر ثمن بیع نہیں ہو سکتی۔ (دُرِّ مختار)

مچھلی جو پانی میں ہے اور شکار جو قبضہ میں نہیں اس کی بیع: مسئلہ: جو مچھلی کہ دریا یا تالاب میں ہے ابھی اس کا شکار کیا ہی نہیں اس کو اگر نقود یعنی روپے پیسے سے بیع کیا تو باطل ہے کہ وہ ملک میں نہیں اور مال متقوم نہیں اور اگر اس کو غیر نقود جیسے کپڑا یا کسی اور چیز کے بدلے میں بیع کیا ہے تو بیع فاسد ہے یونہی اگر شکار کر کے اسے دریا یا تالاب میں چھوڑ دیا جب بھی اس کی بیع فاسد ہے کہ اس کی تسلیم پر قدرت نہیں (دُرِّ مختار) مسئلہ: مچھلی کو شکار کرنے کے بعد کسی گڑھے میں ڈال دیا وہ گڑھا ایسا ہے کہ بے کسی ترکیب کے اس میں سے پکڑ سکتا ہے تو بیع کرنا بھی جائز ہے کہ اب وہ مقدور التسلیم بھی ہے کہ ایسی ہی ہے جیسے پانی کے گڑھے میں رکھی ہے اور اگر اسے پکڑنے کے لئے شکار کرنے کی ضرورت ہو گی کانٹے یا جال وغیرہ

سے پکڑنا پڑے گا تو جب تک پکڑ نہ لے اس کی بیع صحیح نہیں اور اگر مچھلی خود بخود گڑھے میں آ گئی اور وہ گڑھا اسی لئے مقرر کر رکھا ہے تو یہ شخص اس کا مالک ہو گیا دوسرے کو اس کا لینا جائز نہیں پھر اگر بے جال وغیرہ کے اسے پکڑ سکتے ہیں تو اس کی بیع بھی جائز ہے کہ وہ مقدور التسلیم بھی ہے ورنہ بیع ناجائز اور اگر وہ گڑھا اس لئے نہیں تیار کر رکھا ہے تو مالک نہیں مگر جب کہ دریا یا تالاب کی طرف جو راستہ تھا اسے مچھلی کے آنے کے بعد بند کر دیا تو مالک ہو گیا اور بغیر جال وغیرہ کے پکڑ سکتا ہے تو بیع جائز ہے ورنہ نہیں اسی طرح اگر اپنی زمین میں گڑھا کھودا تھا اس میں ہرن وغیرہ کوئی شکار گر پڑا اگر اس نے اسی غرض سے کھودا تھا تو بھی مالک ہے دوسرے کو اس کا لینا جائز نہیں اور اگر اس لئے نہیں کھودا تو جو پکڑ لے جائے اس کا ہے مگر زمین کا مالک اگر شکار کے قریب ہو کہ ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑ سکتا ہے تو اسی کا ہے۔ دوسرے کو پکڑنا جائز نہیں۔ دوسرا پکڑے بھی تو وہ مالک نہیں ہو گا' یہ مالک ہو گا یوں ہی اگر سکھانے کے لئے جال تانا تھا کوئی شکار اس میں پھنسا تو جو پکڑ لے اس کا ہے اور اگر شکار ہی کے لئے تانا تھا تو شکار کا مالک یہ ہے جال میں شکار پھنسا مگر تڑپا اس سے چھوٹ گیا دوسرے نے پکڑ لیا تو یہ مالک ہے اور اگر جال ڈالا پکڑنے کے لئے قریب آ گیا کہ ہاتھ بڑھا کر جانور پکڑ سکتا ہے اس وقت توڑ کر نکل گیا اور دوسرے نے پکڑ لیا تو جال والا مالک ہے پکڑنے والا مالک نہیں۔ باز اور کتے کے شکار کا بھی یہی حکم ہے (فتح القدیر ردّ المحتار) مسئلہ: شکاری جانور کے انڈے اور بچے کا بھی وہی حکم ہے جو شکار کا ہے یعنی اگر ایسی جگہ میں انڈا یا بچہ دیا کہ اس نے اسی کام کے لئے مقرر کر رکھی ہے تو یہ مالک ہے ورنہ جو لے جائے اس کا ہے (فتح القدیر) مسئلہ: کسی کے مکان کے اندر شکار چلا آیا اور اس نے دروازہ اس کے پکڑنے کے لئے بند کر لیا تو یہ مالک ہے دوسرے کو پکڑنا جائز نہیں اور لاعلمی میں اس نے دروازہ بند کیا تو یہ مالک نہیں اور شکار اس کے مکان کی محاذات میں ہوا میں اڑ رہا تھا تو جو شکار کرے وہ مالک ہے یوں ہی اس کے درخت پر شکار بیٹھا تھا جس نے اسے پکڑا وہ مالک ہے (ردّ المحتار) روپے پیسے لٹاتے ہیں اگر کسی نے اپنے دامن اس لئے پھیلا رکھے تھے کہ اس میں گریں تو میں لوں گا تو جتنے دامن میں آئے اس کے ہیں اور اگر دامن اس لئے نہیں پھیلائے تھے مگر گرنے کے بعد اس نے دامن سمیٹ لئے جب بھی مالک ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو دامن میں گرنے سے اس کی ملک نہیں دوسرا لے سکتا ہے شادی میں چھوہارے اور شکر لٹاتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: اس کی زمین میں شہد کی مکھیوں نے مہار لگائی تو بہر حال شہد کا مالک یہی ہے چاہے اس نے زمین کو اسی لئے چھوڑ رکھا ہو یا نہیں کہ ان کی مثال خودرو درخت کی ہے کہ

مالک زمین اس کا مالک ہوتا ہے یہ اس کی زمین کی پیداوار ہے۔ (فتح القدیر)

تالابوں کا ٹھیکہ مچھلی مارنے کے لئے جائز نہیں: مسئلہ: تالابوں جھیلوں کا مچھلیوں کے شکار کے لئے ٹھیکہ دینا جیسا ہندوستان کے بہت سے زمیندار کرتے ہیں یہ ناجائز ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: پرند جو ہوا میں اڑ رہا ہے اگر اس کو ابھی تک شکار نہ کیا ہو تو بیع باطل ہے اور اگر شکار کر کے چھوڑ دیا ہے تو بیع فاسد ہے کہ تسلیم پر قدرت نہیں اور اگر وہ پرند ایسا ہے کہ اس وقت ہوا میں اڑ رہا ہے مگر خود بخود واپس آجائے گا جیسے پلاؤ کبوتر تو اگرچہ اس وقت اس کے پاس نہیں ہے بیع جائز ہے اور حقیقۃً نہیں تو حکماً اس کی تسلیم پر قدرت ضرور ہے۔ (دُرِّ مختار)

بیع فاسد کی چند دیگر صورتیں: مسئلہ: جو دودھ تھن میں ہے اس کی بیع ناجائز ہے یونہی زندہ جانور کا گوشت چربی، چمڑا، سری پائے زندہ دنبہ کی چکی کی بیع ناجائز ہے۔ اسی طرح اس اون کی بیع جو دنبہ یا بھیڑ کے جسم میں ہے ابھی کاٹی نہ ہو اور اس موتی کی جو سیپ میں ہو یا گھی کی جو ابھی دودھ سے نکالا نہ ہو یا کڑیوں کی جو چھت میں ہیں یا جو تھان ایسا ہو کہ پھاڑ کر نہ بیچا جاتا ہو اس میں سے گز آدھ گز کی بیع (جیسے مشروع اور گلبدن کے تھان) یہ سب ناجائز ہیں اور اگر مشتری نے ابھی بیع کو فسخ نہیں کیا تھا کہ بائع نے چھت میں سے کڑیاں نکال دیں یا تھان میں سے وہ ٹکڑا پھاڑ دیا تو اب یہ بیع صحیح ہوگئی (ہدایہ دُرِّ مختار) مسئلہ: اس مرتبہ جال ڈالنے میں جو مچھلیاں نکلیں گی ان کو بیع کیا یا غوطہ خور نے یہ کہا کہ اس غوطہ میں جو موتی نکلیں گے ان کو بیچا یہ بیع باطل ہے۔ (فتح القدیر)

چراگاہ کا ٹھیکہ ناجائز ہے: مسئلہ: چراگاہ میں جو گھاس ہے اس کی بیع فاسد ہے ہاں اگر گھاس کو کاٹ کر اسے جمع کر لیا تو بیع درست ہے جس طرح پانی کو گھڑے مٹکے مشک میں بھر لینے کے بعد بیچنا جائز ہے اور چراگاہ کا ٹھیکہ پر دینا بھی جائز نہیں۔ یہ اس وقت ہے کہ گھاس خود اگی ہو اس کو کچھ نہ کرنا پڑا ہو اور اگر اس نے زمین کو اسی لئے چھوڑ رکھا ہو کہ اس میں گھاس پیدا ہو اور ضرورت کے وقت پانی بھی دیتا ہو تو اس کا مالک ہے اور اب بیچنا جائز ہے مگر ٹھیکہ اب بھی ناجائز ہے کہ اتلاف عین پر اجارہ درست نہیں ٹھیکہ کے لئے یہ حیلہ ہو سکتا ہے کہ اس زمین کو جانوروں کے ٹھہرانے کے لئے ٹھیکہ پر دے پھر مستاجر اس کی گھاس بھی چرائے (دُرِّ مختار و بحر) مسئلہ: کچی کھیتی جس میں ابھی غلہ تیار نہیں ہوا ہے اس کی بیع کی تین صورتیں ہیں۔ ۱- ابھی کاٹ لے گا ۲- یا اپنے جانوروں سے چرالے گا۔ ۳- یا اس شرط پر لیتا ہے کہ اسے تیار ہونے تک چھوڑ رکھے گا پہلی دو صورتوں میں بیع جائز ہے اور تیسری صورت میں

چونکہ اس شرط میں مشتری کا نفع ہے اس لئے بیع فاسد ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: پھل اس وقت بیچ ڈالے کہ ابھی نمایاں بھی نہیں ہوئے ہیں یہ بیع باطل ہے اور اگر پھل ظاہر ہو چکے ہیں لیکن کام کے نہیں ہیں۔ تو یہ بیع صحیح ہے مگر مشتری پر فوراً توڑ لینا ضروری ہے اور اگر یہ شرط کر لی ہے کہ جب تک تیار نہ ہو جائیں گے پیڑ ہی پر رہیں گے تو بیع فاسد ہے اور اگر بلا شرط خریدا ہے مگر بائع نے بیع کے بعد اجازت دی کہ تیار ہونے تک درخت ہی پر رہیں تو اب کوئی حرج نہیں (عالمگیری) مسئلہ: اگر گائے بکری مرغی کسی کو آدھے آدھ پر دے دی کہ وہ کھلائے گا چرائے گا اور جو بچے ہوں گے انہیں دونوں آدھے آدھ بانٹ لیں گے جیسا کہ اکثر لوگ دیہاتوں میں کرتے ہیں یہ طریقہ غلط ہے، بچوں میں شرکت نہیں ہوگی بلکہ بچے اسی کے ہوں گے جس کا جانور ہے اس دوسرے آدمی کو چارے کی قیمت (جب کہ اپنا کھلایا ہو) اور چرائی اور کھوالی کی اجرت مثل ملے گی یوں ہی اگر ایک آدمی نے اپنی زمین دوسرے کو پیڑ لگانے کے لئے ایک خاص مدت تک کے لئے دے دی کہ پیڑ اور پھل دونوں آدھے آدھے لے لیں گے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے پیڑ اور پھل سب زمین کے مالک کے ہوں گے اور دوسرے کو پیڑ کی وہ قیمت ملے گی جو لگانے کے دن تھی اور جو کچھ کام کیا اس کی اجرت مثل ملے گی (دُرِّ مختار ردّ المحتار و بہار شریعت) مسئلہ: عورت کے دودھ کو بیچنا ناجائز ہے چاہے اسے نکال کر کسی برتن میں رکھ لیا ہو چاہے عورت باندی ہو (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: خنزیر (سور) کے بال یا کسی اور جز کی بیع باطل ہے اور مردار کے چمڑہ کی بھی بیع باطل ہے جب کہ پکایا نہ ہو اور اگر دباغت کر لی ہو تو بیع جائز ہے اور کام میں لانا بھی جائز ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: تیل ناپاک ہو گیا تو اس کی بیع جائز ہے اور کھانے کے علاوہ دوسرے کام میں لانا بھی جائز ہے مگر یہ ضرور ہے کہ مشتری کو اس کے نجس ہونے کی اطلاع دے دے تاکہ وہ کھانے کے کام میں نہ لائے اور اس لئے اطلاع دینا ضرور ہے کہ نجاست عیب ہے اور عیب پر اطلاع دینا ضروری ہے ناپاک تیل مسجد میں جلانا منع ہے گھر میں جلا سکتا ہے اس کا استعمال اگرچہ جائز ہے مگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے گا اسے ناپاک کر دے گا اسے پاک کرنا پڑے گا۔ بعض دوائیں ایسی بنائی جاتی ہیں جس میں کوئی ناپاک چیز ڈالتے ہیں جیسے کسی جانور کا پتا اس دوا کو اگر بدن پر لگایا تو پاک کرنا ضروری ہے۔
(دُرِّ مختار و بہار شریعت)

مردار کی چربی سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں لیکن دیگر اجزا کی بیع جائز ہے اور کام میں بھی لا سکتے ہیں: مسئلہ: مردار کی چربی کو بیچنا یا اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز

نہیں نہ چراغ میں جلا سکتے ہیں نہ چمڑے پکانے کے کام میں لا سکتے ہیں (ردّالمحتار) مسئلہ: مردار کا پٹھا بال ہڈی، پر، چونچ، کھر، ناخن، ان سب کو بیچ بھی سکتے ہیں اور کام میں بھی لا سکتے ہیں ہاتھی کے دانت اور ہڈی کو بیچ سکتے ہیں اور اس کی چیزیں بنی ہوئی استعمال کرتے ہیں (ردّالمحتار) مسئلہ: لوہے، پیتل، وغیرہ کی انگوٹھی جس کا پہننا مرد عورت دونوں کے لئے ناجائز ہے اس کا بیچنا مکروہ ہے (ہندیہ) اسی طرح افیون وغیرہ جس کا کھانا ناجائز ہے ایسوں کے ہاتھ بیچنا جو کھاتے ہوں ناجائز ہے کہ اس میں گناہ پر اعانت ہے (بہار شریعت) مسئلہ: جس چیز کو بیع کر دیا ہے اور ابھی پورا ثمن وصول نہیں ہوا ہے اس کو مشتری سے کم دام میں خریدنا جائز نہیں اگرچہ اس وقت اس کا نرخ کم ہو گیا ہو (ہندیہ، دررد)

جتنے میں چیز بیچی اس کو اس سے کم دام میں خریدنا: مسئلہ: ایک چیز خریدی اور ابھی اس پر قبضہ نہیں کیا ہے یہ اور ایک دوسری چیز جو اس کی ملک میں ہے دونوں کو ایک ساتھ ملا کر بیع کیا تو اس کی بیع درست ہے جو اس کے پاس کی ہے (عالمگیری) مسئلہ: ایک شخص نے دوسرے سے کہا جو میرا حصہ اس مکان میں ہے اسے میں نے تیرے ہاتھ بیع کی اور بائع کو معلوم نہیں کہ کتنا حصہ ہے مگر مشتری کو معلوم ہے تو بیع جائز ہے اور اگر مشتری کو معلوم نہ ہو تو جائز نہیں اگرچہ بائع کو معلوم ہو (عالمگیری) مسئلہ: ایک شخص کے ہاتھ بیع کر کے پھر اس کو دوسرے کے ہاتھ بیچنا حرام و باطل ہے کہ پہلی بیع اگر فسخ بھی کر دی جائے جب بھی دوسری نہیں ہو سکتی ہاں اگر مشتری اول نے قبضہ کر لیا ہے تو دوسری بیع اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ (ردّالمحتار)

مبیع یا ثمن مجہول ہو تو بیع فاسد: مسئلہ: جس بیع میں مبیع یا ثمن مجہول ہے وہ بیع فاسد ہے جب کہ ایسی جہالت ہو کہ تسلیم میں نزاع ہو سکے اور اگر تسلیم میں کوئی دشواری نہ ہو تو فاسد نہیں (جیسے گیہوں کی پوری بوری پانچ روپے میں خرید لی اور معلوم نہیں کہ اس میں کتنے گیہوں ہیں یا کپڑے کی گانٹھ خرید لی اور معلوم نہیں کہ اس میں کتنے تھان ہیں (عالمگیری)

بیع فاسد کا حکم: مسئلہ: بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگر مشتری نے بائع کی اجازت سے مبیع پر قبضہ کر لیا تو مبیع کا مالک ہو گیا اور جب تک قبضہ نہ کیا ہو مالک نہیں بائع کی اجازت صراحۃً ہو یا دلالۃً صراحۃً اجازت ہو تو مجلس عقد میں قبضہ کرے یا بعد میں بہر حال مالک ہو جائے گا اور دلالۃً یہ کہ مثلاً مجلس عقد میں مشتری نے بائع کے سامنے قبضہ کیا اور اس نے منع نہ کیا اور مجلس عقد کے بعد صراحۃً اجازت کی ضرورت ہے دلالۃً کافی نہیں مگر جب کہ بائع ثمن پر قبضہ کر کے

مالک ہو گیا تو اب مجلس عقد کے بعد اس کے سامنے قبضہ کرنا اور اس کا منع نہ کرنا اجازت ہے (دُرّمختار ردّالمحتار) مسئلہ: بیع فاسد میں مشتری پر اولاً یہی لازم ہے کہ قبضہ نہ کرے اور بائع پر بھی لازم ہے کہ منع کر دے بلکہ ہر ایک پر بیع فسخ کر دینا واجب ہے اور قبضہ ہی کر لیا تو واجب ہے کہ بیع کو فسخ کر کے مبیع کو واپس لے یا کر دے فسخ نہ کرنا گناہ ہے اور اگر واپسی نہ ہو سکے جیسے مبیع ہلاک ہو گئی یا ایسی صورت پیدا ہو گئی کہ واپس نہیں ہو سکتی (جس کا بیان آتا ہے) تو مشتری مبیع کی مثل واپس کرے اگر مثلی ہو اور قیمتی ہو تو قیمت ادا کر دے (یعنی اس چیز کی واجبی قیمت نہ کہ ثمن جو ٹھہرا ہے) اور قیمت میں قبضہ کے دن کا اعتبار ہے یعنی بروز قبض جو اس کی قیمت تھی وہ دے ہاں اگر غلام کو بیع فاسد سے خریدا ہے اور آزاد کر دیا تو ثمن واجب ہے۔

(دُرّمختار و ردّالمحتار)

کن صورتوں میں بیع فاسد فسخ نہیں ہو سکتی: مسئلہ: اکراہ و جبر کے ساتھ بیع ہوئی تو یہ بیع فاسد ہے مگر جس پر جبر کیا گیا اس کو فسخ کرنا واجب نہیں بلکہ اختیار ہے کہ فسخ کرے یا نافذ کرے مگر جس نے جبر کیا ہے اس پر فسخ کرنا واجب ہے (ردّالمحتار) مسئلہ: بیع فاسد میں اگر مشتری نے مبیع پر بغیر اجازت بائع قبضہ کیا تو نہ قبضہ ہوا نہ مالک ہوا نہ اس کے تصرفات جاری ہوں گے (عالمگیری) مسئلہ: بیع فاسد میں مشتری نے قبضہ کرنے کے بعد اس چیز کو بائع کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا (اور یہ بیع صحیح بات ہو) یا ہبہ کر کے قبضہ دلا دیا یا آزاد کر دیا یا مکاتب کیا یا کنیز تھی مشتری کے اس سے بچہ پیدا ہوا یا غلہ تھا اسے پسوایا یا اس کو دوسرے غلہ میں ملا دیا یا جانور تھا ذبح کر ڈالا یا مبیع کو وقف صحیح کر دیا یا رہن رکھ دیا اور قبضہ دے دیا یا وصیت کر کے مر گیا یا صدقہ دے ڈالا غرض یہ کہ کسی طرح مشتری کی ملک سے نکل گئی تو اب وہ بیع فاسد نافذ ہو جائے گی اور اب فسخ نہیں ہو سکتی اور اگر مشتری نے بیع فاسد کے ساتھ بیچا یا بیع میں خیار شرط تھا تو فسخ کا حکم باقی ہے (دُرّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: اکراہ کے ساتھ اگر بیع ہوئی اور مشتری نے قبضہ کر کے مبیع میں تصرفات کیے تو سارے تصرفات بے کار قرار دے جائیں گے اور بائع کو اب بھی یہ حق حاصل ہے کہ بیع کو فسخ کر دے مگر مشتری نے آزاد کر دیا تو آزاد ہو جائے گا اور مشتری کو غلام کی قیمت دینی پڑے گی (دُرّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: مبیع کو مشتری نے کرایہ پر دے دیا یا لونڈی تھی اس کا نکاح کر دیا تو اب بھی بیع کو فسخ کر سکتے ہیں (دُرّمختار) مسئلہ: بائع و مشتری میں سے کوئی مر گیا جب بھی فسخ کا حکم بدستور باقی ہے اس کا وارث اس کے قائم مقام ہے چاہیے کہ وہ فسخ کرے (دُرّمختار) مسئلہ: بیع فاسد کو فسخ کر دیا تو بائع مبیع کو

واپس نہیں لے سکتا جب تک ثمن یا قیمت واپس نہ کرے پھر اگر بائع کے پاس وہی روپے موجود ہیں تو بعینہ انہیں کو واپس کرنا ضروری ہے اور اگر خرچ ہوگئے تو اتنے ہی روپے واپس کر دے (ہدایہ) مسئلہ: زمین بطور بیع فاسد خریدی تھی اس میں پیڑ لگا دیئے یا مکان خریدا تھا اس میں تعمیر کی تو مشتری پر قیمت دینی واجب ہے اور اب بیع فسخ نہیں ہو سکتی یوں ہی مبیع میں زیادت متصلہ غیر متولدہ مانع فسخ ہے (جیسے کپڑے کو رنگ دیا' سی دیا' ستو میں گھی ملا دیا' گیہوں کا آٹا پسوالیا' روئی کا سوت کات لیا) اور زیادت متصلہ متولدہ (جیسے موٹاپا) زیادت منفصلہ متولدہ (جیسے جانور کے بچہ پیدا ہوا) یہ مانع فسخ نہیں مبیع اور زیادت دونوں کو واپس کرے۔

(دُرِّ مختار)

حرام مال کو کیا کرے: مسئلہ: مورث نے حرام طریقہ پر مال حاصل کیا تھا اب وارث کو ملا اگر وارث کو معلوم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے تو دے دینا واجب ہے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے تو مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور اگر مورث کا مال حرام اور مال حلال خلط ہو گیا ہے یہ نہیں معلوم کہ کون حرام ہے کون حلال (جیسے اس نے رشوت لی ہے یا سود لیا ہے اور یہ مال حرام ممتاز نہیں ہے) تو فتویٰ کا حکم یہ ہوگا کہ وارث کے لئے حلال ہے اور دیانت اس کو چاہتی ہے کہ اس سے بچنا چاہیے (ردّ المحتار) مسئلہ: مشتری پر لازم نہیں کہ بائع سے یہ دریافت کرے کہ یہ مال حلال ہے یا حرام ہاں اگر بائع ایسا شخص ہے کہ حلال وحرام یعنی چوری غصب وغیرہ سب ہی طرح کی چیزیں بیچتا ہے تو احتیاط یہ ہے کہ دریافت کرلے حلال ہو تو خریدے ورنہ خریدنا جائز نہیں (خانیہ عالمگیری) مسئلہ: مکان خریدا جس کی کڑیوں میں روپے ملے تو بائع کو واپس کر دے اگر بائع لینے سے انکار کرے تو صدقہ کر دے (خانیہ)

بیع مکروہ[1] کا بیان

بیع فاسد و مکروہ کا بیان: بیع مکروہ بھی شرعاً ممنوع ہے اور اس کا کرنے والا گنہگار ہے مگر

[1] صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اس کے پیغام پر پیغام نہ دے مگر اس صورت میں کہ اس نے اجازت دی ہو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا باہر سے غلہ لانے والا مرزوق ہے اور احتکار کرنے والا (غلہ روکنے والا) ملعون ہے (رواہ ابن ماجہ والدارمی) حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جس نے مسلمان پر غلہ روک دیا اللہ تعالیٰ اسے جذام (کوڑھ) وافلاس میں مبتلا فرمائے گا (رواہ البیہقی ورزین) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غلہ گراں ہو گیا لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ نرخ مقرر فرما دیجئے ارشاد فرمایا کہ نرخ مقرر کرنے والا تنگی کرنے والا کشادگی کرنے والا اللہ ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا سے اس حال میں ملوں کہ کوئی مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے نہ خون کے متعلق نہ مال کے متعلق۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ ودارمی)

چونکہ منع ہونے کا سبب نہ نفس عقد میں ہے نہ شرائط صحت میں اس لئے اس کا مرتبہ فقہا نے بیع فاسد سے کم رکھا ہے اس بیع کے فسخ کرنے کا بھی بعض فقہا حکم دیتے ہیں فرق اتنا ہے کہ بیع فاسد کو اگر عاقدین فسخ نہ کریں تو قاضی جبراً فسخ کر دے گا اور بیع مکروہ قاضی فسخ نہ کرے گا بلکہ عاقدین کے ذمہ دیانۃً فسخ کرنا ہے بیع فاسد میں قیمت واجب ہوتی ہے اس میں ثمن واجب ہوتا ہے بیع فاسد میں بغیر قبضہ ملک نہیں ہوتی اس میں مشتری قبل قبضہ مالک ہو جاتا ہے (درورد) مسئلہ: اذان جمعہ کے شروع سے ختم نماز تک بیع مکروہ تحریمی ہے اور اذان سے مراد پہلی اذان ہے کہ اسی وقت سعی واجب ہو جاتی ہے مگر وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں (جیسے عورتیں یا مریض) ان کی بیع میں کراہت نہیں (دُرِّ مختار) مسئلہ: احتکار (یعنی غلہ روکنا منع ہے اور سخت گناہ[1] ہے احتکار کی صورت یہ ہے کہ گرانی کے زمانہ میں غلہ خرید لے اور اسے بیع نہ کرے بلکہ روک رکھے کہ لوگ جب خوب پریشان ہوں گے تو خوب گراں کر کے بیع کروں گا اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ فصل میں غلہ خریدتا ہے اور رکھ چھوڑتا ہے کچھ دنوں کے بعد جب گراں ہو جاتا ہے بیچتا ہے یہ نہ احتکار ہے نہ اس کی ممانعت مسئلہ: اپنی زمین کا غلہ روک لینا احتکار نہیں ہاں اگر یہ شخص گرانی یا قحط کا منتظر ہے تو اس بری نیت کی وجہ سے گنہگار ہوگا اور اس صورت میں بھی اگر عام لوگوں کو غلہ کی ضرورت ہو اور غلہ نہ ملتا ہو تو قاضی اسے بیع پر مجبور کرے گا (دُرِّ مختار وردّ المحتار) مسئلہ: بادشاہ کو رعایا کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو احتکار کرنے والوں سے لے کر رعایا پر تقسیم کر دے پھر جب ان کے پاس غلہ ہو جائے تو جتنا لیا ہے واپس دے دیں (دُرِّ مختار) مسئلہ: امام یعنی بادشاہ کو غلہ وغیرہ کا نرخ مقرر کر دینا کہ جو نرخ مقرر کر دیا ہے اس سے کم وبیش کر کے بیع نہ ہو یہ درست نہیں۔

کنٹرول کب جائز ہے: مسئلہ: تاجروں نے اگر چیزوں کا نرخ بہت زیادہ کر دیا ہے اور بغیر نرخ مقرر کئے کام چلتا نظر نہ آتا ہو تو اہل الرائے سے مشورہ لے کر قاضی نرخ مقرر کر سکتا ہے اور مقرر شدہ نرخ کے موافق جو بیع ہوگی یہ بیع جائز ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ بیع مکروہ ہے کیونکہ یہاں بیع پر اکراہ نہیں قاضی نے اسے بیچنے پر مجبور نہیں کیا اسے اختیار ہے کہ اپنی چیز

(۱) احادیث میں احتکار کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں ایک حدیث میں ہے کہ جو چالیس روز تک احتکار کرے گا اللہ اس کو جذام وافلاس میں مبتلا کرے گا دوسری حدیث میں ہے کہ وہ اللہ سے بری اور اللہ اس سے بری تیسری حدیث میں ہے اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اللہ تعالیٰ نہ اس کے نفل قبول کرے گا نہ فرض احتکار انسان کے کھانے کی چیزوں میں بھی ہوتا ہے جیسے اناج اور انگور بادام وغیرہ جانوروں کے چارہ میں بھی ہوتا ہے جیسے گھاس بھوسا۔ (در مختار وردالمحتار)

بیچے یا نہ بیچے صرف یہ کیا ہے کہ اگر بیچے تو جو نرخ مقرر ہوا ہے اس سے گراں نہ بیچے (ہدایہ) مسئلہ: انسان کے کھانے اور جانوروں کے چارہ میں نرخ مقرر کرنا صورت مذکورہ میں جائز ہے اور دوسری چیزوں میں بھی حکم یہ ہے کہ اگر تاجروں نے بہت زیادہ گراں کر دی ہوں تو ان میں بھی نرخ مقرر کیا جا سکتا ہے (دُرِّ مختار)

بیع فضولی کا بیان

فضولی کی تعریف: فضولی اس کو کہتے ہیں جو دوسرے کے حق میں بغیر اجازت تصرف کرے۔ مسئلہ: فضولی نے جو کچھ تصرف کیا اگر بوقت عقد اس کا مجیز ہو یعنی ایسا شخص ہو جو جائز کر دینے پر قادر ہو تو عقد منعقد ہو جاتا ہے مگر مجیز کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اور اگر بوقت عقد مجیز نہ ہو تو عقد منعقد ہی نہیں ہوتا فضولی کا تصرف کبھی از قسم تملیک ہوتا ہے (جیسے بیع نکاح) اور کبھی اسقاط ہوتا ہے (جیسے طلاق، عتاق) مثلاً فضولی نے کسی کی عورت کو طلاق دے دی یا غلام کو آزاد کر دیا دین کو معاف کر دیا اس نے اس کے تصرفات جائز کر دیئے تو نافذ ہو جائیں گے۔ (دُرِّ مختار)

بیع فضولی: مسئلہ: بیع فضولی کو جائز کرنے کے لئے یہ شرط ہے کہ مبیع موجود ہو اگر جاتی رہی تو بیع ہی نہ رہی جائز کس چیز کو کرے گا نیز یہ بھی ضروری ہے کہ عاقدین یعنی فضولی و مشتری دونوں اپنے حال پر ہوں اگر دونوں نے خود ہی عقد کو فسخ کر دیا ہو ان میں کوئی مر گیا تو اب اس عقد کو مالک جائز نہیں کر سکتا اور اگر ثمن غیر نقود ہو تو اس کا بھی باقی رہنا ضروری ہے کہ اب وہ بھی مبیع و معقود علیہ ہے (ہدایہ) مسئلہ: مالک نے فضولی کی بیع کو جائز کر دیا تو ثمن جو فضولی لے چکا ہے مالک کا ہو گیا اور فضولی کے ہاتھ میں بطور امانت ہے اور اب وہ فضولی بمنزلہ وکیل کے ہو گیا (ہدایہ) مسئلہ: فضولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ جب تک مالک نے بیع کو جائز نہ کیا بیع کو فسخ کر دے اور اگر فضولی نے نکاح کر دیا ہے تو اس کو فسخ کا حق نہیں (ہدایہ) مسئلہ: فضولی نے بیع کی اور جائز کرنے سے پہلے مالک مر گیا تو ورثاء کو اس بیع کے جائز کرنے کا حق نہیں مالک کے مرنے سے بیع ختم ہو گئی (ہدایہ) مسئلہ: دوسرے کا کپڑا بیچ ڈالا مشتری نے اسے رنگ دیا اس کے بعد مالک نے بیع کو جائز کیا تو جائز ہو گئی اور اگر مشتری نے قطع کر کے سی لیا اب اجازت دی تو نہیں ہوئی (عالمگیری) مسئلہ: غاصب[1] نے شے مغصوب کو بیع کر دیا اس کے

[1] غصب ظلماً وقہراً لینا (قاموس وصراح) مغصوب بے جا طور پر لیا ہوا۔ زبردستی حاصل کیا ہوا چھینا ہوا غاصب ناحق زبردستی لینے والا تاوان ڈنڈ، بدلہ، عوض اس کو ضمان بھی کہتے ہیں صبی بچہ۔

بعد اس شے مغصوب کا تاوان دے دیا تو بیع جائز ہو گی۔ (عالمگیری) مسئلہ: مالک کا یہ کہنا تو نے برا کیا یا اچھا کیا ٹھیک کیا مجھے بیع کی دقتوں سے بچا دیا مشتری کو ثمن ہبہ کر دینا یہ سب الفاظ اجازت کے ہیں اور یہ کہہ دیا کہ مجھے منظور نہیں میں اجازت نہیں دیتا تو رد ہو گئی (دُرِّ مختار) مسئلہ: فضولی نے مالک کے سامنے بیع کی اور مالک نے سکوت کیا انکار نہ کیا تو یہ سکوت اجازت نہیں (دُرِّ مختار) مسئلہ: صبی مجور یا غلام مجور (جو خرید و فروخت سے روک دیئے گئے ہیں) اور بوہر کی بیع موقوف ہے ولی یا مولیٰ جائز کرے گا تو جائز ہو گی رد کرے گا باطل ہو گی۔ (دُرِّ مختار)

مرہون یا مستاجر[1] کی بیع: مسئلہ: جو چیز رہن رکھی ہے یا کسی کو اجرت پر دی ہے اس کی بیع مرتہن[2] یا مستاجر کی اجازت پر موقوف ہے یعنی اگر جائز کر دیں گے جائز ہو گی مگر بیع فسخ کرنے کا ان کو اختیار نہیں اور راہن و موجر بھی بیع کو فسخ نہیں کر سکتے اور مشتری چاہے تو بیع کو فسخ کر سکتا ہے یعنی جب تک مرتہن و مستاجر نے اجازت نہ دی ہو۔ مرتہن یا مستاجر نے پہلے رد کر دی پھر جائز کر دی تو بیع صحیح ہو گئی مرتہن و مستاجر نے اجازت نہیں دی اور اب وہ اجارہ ختم ہو گیا یا فسخ کر دیا گیا اور مرتہن کا دین ادا ہو گیا یا اس نے معاف کر دیا اور چیز چھڑا لی گئی تو وہی پہلی بیع خود بخود نافذ ہو گئی مستاجر نے بیع کو جائز کر دیا تو بیع صحیح ہو گئی مگر اس کے قبضہ سے نہیں نکال سکتے جب تک کہ اس کا مال وصول نہ ہو لے (عالمگیری فتح دُرِّ مختار) مسئلہ: جو چیز کرایہ پر ہے اس کو خود کرایہ دار کے ہاتھ بیع کیا تو یہ اجازت پر موقوف نہیں بلکہ ابھی نافذ ہو گئی (ردّ المحتار) مسئلہ: کرایہ والی چیز بیچی اور مشتری کو معلوم ہے کہ یہ چیز کرایہ پر اٹھی ہوئی ہے اس بات پر راضی ہو گیا کہ جب تک اجارہ کی مدت پوری نہ ہو کرایہ پر رہے مدت پوری ہونے پر بائع قبضہ دلائے اس صورت میں اندرون مدت مبیع کے دلائے جانے کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور بائع بھی مشتری سے ثمن کا مطالبہ نہیں کر سکتا جب تک قبضہ دینے کا وقت نہ آ جائے (ردّ المحتار) مسئلہ: کاشت کار کو ایک مدت مقررہ تک کے لئے کھیت اجارہ پر دیا چاہے کاشتکار نے اب تک کھیت بویا ہو یا نہ بویا ہو اس کی بیع کاشتکار کی اجازت پر موقوف ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: کرایہ پر مکان ہے مالک مکان نے کرایہ دار کی بغیر اجازت اس کو بیع کیا کرایہ دار بیع پر تیار نہیں مگر اس نے کرایہ بڑھا کر اپنا اجارہ کیا تو بیع موقوف جائز ہو گی کیونکہ پہلا اجارہ ہی باقی نہ رہا جو بیع کو رد کے ہوئے تھا (عالمگیری) مسئلہ: مستاجر کو خبر ہوئی کہ کرایہ کی چیز مالک نے

[1] مستاجر، کرایہ پر لینے والا، موجر، کرایہ پر دینے والا، اجارہ، کرایہ، راہن، اپنی چیز گروی رکھنے والا، مرہون جو چیز گروی ہو۔

[2] مرتہن جس کے یہاں کوئی چیز گروی رکھی جائے۔

فروخت کردی اس نے مشتری سے کہا کہ میرے اجارہ میں تم نے خرید اتمہاری مہربانی ہوگی
کہ جو کرایہ دے چکا ہوں جب تک موصول نہ کرلوں اس وقت تک مجھے چھوڑ دو اس گفتگو سے
اجازت ہوگئی اور بیع نافذ ہے (عالمگیری) مسئلہ: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مبیع پر دام لکھ دیتے ہیں
اور کہتے ہیں جو رقم اس پر لکھی ہے اتنے میں بیچی مشتری نے کہا خریدی یہ بیع بھی موقوف ہے
اگر اسی مجلس میں مشتری کو رقم کا علم ہو جائے اور بیع کو اختیار کرے تو بیع نافذ ہے ورنہ باطل
بیجک پر بیع کا بھی یہی حکم ہے کہ مجلس عقد میں ثمن معلوم ہو جانا ضروری ہے (دُرِّمختار) مسئلہ:
جتنے میں یہ چیز فلاں نے بیع کی یا خریدی ہے میں بھی بیع کرتا ہوں اگر بائع و مشتری دونوں کو
معلوم ہے کہ فلاں نے اتنے میں بیع کی یا خریدی ہے تو یہ جائز ہے اور اگر مشتری کو معلوم نہیں
اگر چہ بائع جانتا ہو تو یہ بیع موقوف ہے اگر اسی مجلس میں علم ہو جائے اور اختیار کرلے تو درست
ہے ورنہ درست نہیں۔ (دُرِّمختار)

اقالہ[1] کا بیان

اقالہ کی تعریف: مسئلہ: دو شخصوں کے مابین جو عقد ہوا ہے اس کے اٹھا دینے کو اقالہ کہتے
ہیں یہ لفظ کہ میں نے اقالہ کیا چھوڑ دیا' فسخ کیا یا دوسرے کے کہنے پر مبیع یا ثمن کا پھیر دینا اور
دوسرے کا لے لینا اقالہ ہے نکاح طلاق عتاق ابراء کا اقالہ نہیں ہو سکتا دونوں میں سے ایک
اقالہ چاہتا ہے تو دوسرے کو منظور کر لینا اقالہ کر دینا مستحب ہے اور یہ مستحق ثواب ہے۔ مسئلہ:
اقالہ میں دوسرے کا قبول کرنا ضروری ہے یعنی تنہا ایک شخص اقالہ نہیں کر سکتا اور یہ بھی ضروری
ہے کہ قبول اسی مجلس میں ہو لہٰذا اگر ایک نے اقالہ کے الفاظ کہے مگر دوسرے نے قبول نہیں کیا
یا مجلس کے بعد کیا تو اقالہ نہ ہوا۔ (جیسے مشتری مبیع کو بائع کے پاس واپس کرنے کے لئے لایا
اس نے انکار کر دیا اقالہ نہ ہوا) پھر اگر مشتری نے مبیع کو یہیں چھوڑ دیا اور بائع نے اس چیز کو
استعمال بھی کر لیا اب بھی اقالہ نہ ہوا۔ یعنی اگر مشتری ثمن واپسی مانگتا ہے یہ ثمن واپس کرنے
سے انکار کر سکتا ہے کیوں کہ جب صاف طور پر انکار کر چکا ہے تو اقالہ نہیں ہوا۔ یونہی اگر ایک
نے اقالہ کی درخواست کی دوسرے نے کچھ نہ کہا اور مجلس کے بعد اقالہ کو قبول کرتا ہے یا پہلے
کوئی ایسا فعل کر چکا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے منظور نہیں اس کے بعد قبول کرتا ہے تو
قبول صحیح نہیں۔ (درورد)

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مسلمان سے اقالہ کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی لغزش کو دور فرمائے گا۔ (رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ)

اقالہ کے شرائط: مسئلہ: اقالہ کے شرائط یہ ہیں دونوں کا راضی ہونا مجلس ایک ہونا اگر بیع
صرف کا اقالہ ہو تو اسی مجلس میں تقابض بدلین ہو۔ مبیع کا موجود ہونا شرط ہے ثمن کا باقی رہنا
شرط نہیں مبیع ایسی چیز ہو جس میں خیار شرط خیار رویت خیار عیب کی وجہ سے بیع فسخ ہو سکتی ہو۔
اگر مبیع میں ایسی زیادتی ہوگئی ہو جس کی وجہ سے فسخ نہ ہو سکے تو اقالہ بھی نہیں ہو سکتا بائع نے
ثمن مشتری کو قبضہ سے پہلے ہبہ نہ کیا ہو (عالمگیری و دُرِّمختار) مسئلہ: اقالہ کے وقت مبیع موجود
تھی مگر واپس دینے سے پہلے ہلاک ہوگئی اقالہ باطل ہوگیا۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: جو ثمن بیع میں
تھا اسی پر یا اس کی مثل پر اقالہ ہو سکتا ہے اگر کم یا زیادہ پر اقالہ ہوا تو شرط باطل ہے اور اقالہ صحیح
یعنی اتنا ہی دینا ہوگا جو بیع میں ثمن تھا جیسے ہزار روپے میں ایک چیز خریدی اس کا اقالہ ہزار میں
کیا یہ صحیح ہے اور اگر ڈیڑھ ہزار میں کیا جب بھی ہزار دینا ہوگا اور پانچ سو کا ذکر لغو ہے اور پانچ
سو میں کیا اور مبیع میں کوئی نقصان نہیں آیا ہے جب بھی ہزار دینا ہوگا اور مبیع میں نقصان آ گیا
ہے تو کمی کے ساتھ اقالہ ہو سکتا ہے (ہدایہ و عالمگیری) مسئلہ: اقالہ میں دوسری جنس کا ثمن ذکر
کیا گیا جیسے بیع ہوئی ہے روپے سے اور اقالہ میں اشرفی یا نوٹ واپس کرنا قرار پایا تو اقالہ صحیح
ہے اور وہی ثمن واپس دینا ہوگا جو بیع میں تھا۔ دوسرے ثمن کا ذکر لغو ہے (عالمگیری) مسئلہ: مبیع
میں نقصان آ گیا تھا اس وجہ سے ثمن سے کم پر اقالہ ہوا مگر وہ عیب جاتا رہا تو مشتری بائع سے
وہ کمی واپس لے گا جو ثمن میں ہوئی ہے (ردّالمحتار) مسئلہ: تازہ صابن بیچا تھا خشک ہونے کے
بعد اقالہ ہوا مشتری کو صرف صابون ہی دینا ہوگا (بحر) مسئلہ: عاقدین کے حق میں اقالہ فسخ بیع
ہے اور دوسرے کے حق میں یہ ایک بیع جدید ہے لہٰذا اگر اقالہ کو فسخ نہ قرار دے سکتے ہوں تو
اقالہ باطل ہے جیسے مبیع لونڈی یا جانور ہے جس کے قبضہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو اس کا اقالہ نہیں
ہو سکتا (ہدایہ فتح) مسئلہ: مبیع کا کوئی جز ہلاک ہوگیا اور کچھ باقی ہے تو جو کچھ باقی ہے اس میں
اقالہ ہو سکتا ہے اور اگر بیع مقائضہ ہو (یعنی دونوں طرف غیر نقود ہوں) اور ایک ہلاک ہوگئی تو
اقالہ ہو سکتا ہے دونوں جاتی رہیں تو نہیں ہو سکتا (ہدایہ) مسئلہ: بائع نے اگر مشتری سے کچھ
زیادہ دام لے لئے اور مشتری اقالہ کرانا چاہتا ہے تو اقالہ کر دینا چاہیے اور اگر بہت زیادہ
دھوکا دیا ہے تو اقالہ کی ضرورت نہیں تنہا مشتری بیع کو فسخ کر سکتا ہے (دُرِّمختار) مسئلہ: مبیع میں
اگر زیادت متصلہ غیر متولدہ ہو (جیسے کپڑے میں رنگ مکان میں جدید تعمیر) تو اقالہ نہیں ہو سکتا
(ردّالمحتار) مسئلہ: اقالہ حق ثالث میں بیع جدید ہے لہٰذا مکان کی بیع ہوئی تھی اور شفیع نے شفعہ
سے انکار کر دیا پھر اقالہ ہوا تو اب شفیع پھر شفعہ کر سکتا ہے اور یہ جدید حق حاصل ہوگا (بحر)

مسئلہ: کوئی چیز ہبہ کی موہوب لہ نے اس کو بیع کر دیا۔ پھر اقالہ ہوا تو ہبہ کرنے والا اس کو واپس نہیں کر سکتا (بحرالرائق) مسئلہ: جس طرح بیع کا اقالہ ہو سکتا ہے خود اقالہ کا بھی اقالہ ہو سکتا ہے اقالہ کا اقالہ کرنے سے اقالہ جاتا رہا اور بیع لوٹ آئی ہاں بیع مسلم میں اگر مسلم فیہ پر قبضہ نہیں ہوا اور اقالہ ہو گیا تو اس اقالہ کا اقالہ نہیں ہو سکتا۔ (دُرّ مختار و ردّ المحتار)

مرابحہ[1] اور تولیہ کا بیان

مرابحہ و تولیہ: مسئلہ: جو چیز جس وقت پر خریدی جاتی ہے اور جو کچھ خرچ اس پر کئے جاتے ہیں ان کو ظاہر کر کے اس پر نفع کی ایک مقدار بڑھا کر کبھی فروخت کرتے ہیں اس کو مرابحہ کہتے ہیں اور اگر نفع کچھ نہیں لیا تو اس کو تولیہ کہتے ہیں جو چیز علاوہ بیع کے کسی اور طریقہ سے ملک میں آئی (جیسے اس کو کسی نے ہبہ کی یا میراث میں حاصل ہوئی یا وصیت کے ذریعہ سے ملی) اس کی قیمت لگا کر مرابحہ و تولیہ کر سکتے ہیں (دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: روپے اور اشرفی میں مرابحہ نہیں ہو سکتا جیسے ایک اشرفی پندرہ روپے کو خریدی اور اس کو ایک روپیہ یا کم و بیش نفع لگا کر مرابحۃً بیع کرنا چاہتا ہے تو یہ جائز نہیں (دُرّ مختار و فتح)

مرابحہ و تولیہ کے شرائط: مسئلہ: مرابحہ یا تولیہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ جس چیز کے بدلے میں مشتری اول نے خریدی ہے وہ مثلی ہوتا کہ مشتری ثانی وہ ثمن قرار دے کر خرید سکتا ہو اور اگر مثلی نہ ہو بلکہ قیمتی ہو تو یہ ضرور ہے کہ مشتری ثانی اس چیز کا مالک ہو جیسے زید نے عمرو سے کپڑے کے بدلے میں غلام خریدا پھر اس غلام کا بکر سے مرابحہ یا تولیہ کرنا چاہتا ہے اگر بکر نے وہی کپڑا عمرو سے خرید لیا ہے یا کسی طرح بکر کی ملک میں آ چکا ہے تو مرابحہ ہو سکتا ہے

[1] کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مشتری میں اتنی ہوشیاری نہیں کہ خود واجبی قیمت پر خریدے لامحالہ اسے دوسرے پر بھروسا کرنا پڑتا ہے کہ اس نے جن داموں میں چیز خریدی ہے اتنے ہی دام دے کر اس سے لے لے یا وہ کچھ نفع لے کر اس چیز کو دینا چاہتا ہے اور یہ اس کا اعتبار کر کے خرید لیتا ہے کیونکہ مشتری جانتا ہے کہ بغیر نفع کے بائع نہیں دے گا اور اگر اتنا نفع دے کر نہ لوں گا تو بہت ممکن ہے کہ دوسری جگہ مجھ کو زیادہ دام دینے پڑیں یا اس سے کم میں چیز نہ ملے گی لہذا اس نفع دینے کو غنیمت سمجھتا ہے بیع مطلق اور اس میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ یہاں اپنی خرید کے دام بتا کر اتنا ہی لینا چاہتا ہے یا اس پر نفع کی ایک معین مقدار زیادہ کرتا ہے لہذا بیع مطلق کا جواز اس کا جواز ہے اور چونکہ مشتری نے یہاں بائع پر اعتماد کیا ہے لہذا یہاں بائع کو پوری طور پر سچائی اور امانت سے کام لینا ضروری ہے خیانت بلکہ اس کے شبہ سے بھی احتراز لازم ہے خیانت کا بھی عقد پر اثر پڑے گا جیسا کہ اس باب کے مسائل سے ظاہر ہو گا اس بیع کا جواز اس حدیث سے بھی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو اونٹ خریدے حضور نے ارشاد فرمایا ایک کا میرے ہاتھ تولیہ کردو انہوں نے عرض کی کہ حضور کیلئے بغیر دام کے حاضر ہیں ارشاد فرمایا بغیر دام کے نہیں (ہدایہ) نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تولیہ و اقالہ و شرکت سب برابر ہیں ان میں حرج نہیں۔ (کنز العمال)

یا بکر نے اسی کپڑے کے عوض میں مرابحہ کیا اور ابھی وہ کپڑا عمرو ہی کی ملک ہے مگر بعد عقد عمرو نے عقد کو جائز کر دیا تو وہ مرابحہ بھی درست ہے (درورد) مسئلہ: مرابحہ میں جو نفع قرار پایا ہے اس کا معلوم ہونا ضروری اور اگر وہ نفع قیمتی ہو تو اشارہ کر کے اسے معین کر دیا گیا ہو جیسے فلاں چیز جو تم نے دس روپے کو خریدی ہے میرے ہاتھ دس روپے اور اس کپڑے کے عوض میں بیع کر دو (دُرّ مختار) مسئلہ: ثمن سے مراد وہ ہے جس پر عقد واقع ہوا ہو فرض کرو جیسے دس روپے میں عقد ہوا اگر مشتری نے ان کے عوض میں کوئی دوسری چیز بائع کر دی ہے چاہے یہ اسی قیمت کی ہو یا کم و بیش کی بہر حال مرابحہ و تولیہ میں دس روپے کا لحاظ ہوگا نہ اس کا جو مشتری نے دیا (فتح القدیر) مسئلہ: دہ یازدہ کے نفع پر مرابحہ ہوا (یعنی ہر دس پر ایک روپیہ نفع دس کی چیز ہے تو گیارہ بیس کی ہے تو بائیس وعلی ہذا القیاس) اگر ثمن اول قیمتی ہے جیسے کوئی چیز ایک گھوڑے کے بدلے میں خریدی ہے اور وہ گھوڑا اس مشتری ثانی کو مل گیا جو مرابحۃً خریدنا چاہتا ہے اور دہ یازدہ کے طور پر خریدا اور مطلب یہ ہوا کہ گھوڑا دے گا اور گھوڑے کی جو قیمت ہے اس میں فی دہائی ایک روپیہ دے گا یہ بیع درست نہیں کہ گھوڑے کی قیمت مجہول ہے لہذا نفع کی مقدار بھی مجہول ہوئی اور اگر بیع اول کا ثمن مثلی ہو جیسے پہلے مشتری نے سو روپے کے عوض میں خریدی اور دہ یازدہ کے نفع سے بیچی اس کا محصل ایک سو دس روپے ہوا اگر یہ پوری مقدار مشتری کو معلوم ہو جب تو صحیح ہے اور معلوم نہ ہو اور اسی مجلس میں اسے ظاہر کرایا گیا ہو تو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور اگر مجلس میں بھی نہ معلوم ہوا تو بیع فاسد ہے آج کل عام طور پر تاجروں میں آنہ روپیہ دو آنے روپیہ نفع کے حساب سے بیع ہوتی ہے اس کا حکم وہی دہ یازدہ کا ہے کہ وقت عقد معلوم ہو یا مجلس عقد میں معلوم ہو جائے تو بیع صحیح ہے ورنہ فاسد۔ (دُرّ مختار و ردّ المحتار)

کون سے مصارف کا راس المال پر اضافہ ہوگا: مسئلہ: راس المال جس پر مرابحہ و تولیہ کی بنا ہے (کہ اس پر نفع کی مقدار بڑھائی جائے تو مرابحہ اور کچھ نہ بڑھے وہی ثمن رہے تو تولیہ) اس میں دھوبی کی اجرت (جیسے تھان خرید کر دھلوایا ہے) اور نقش و نگار ہوا ہے (جیسے چکن کڑھوائی ہے) حاشیہ کے پھندنے بٹے گئے ہیں۔ کپڑا رنگا گیا ہے بار برداری دی گئی ہے یہ سب مصارف راس المال پر اضافہ کئے جا سکتے ہیں۔ (ہدایہ فتح القدیر) مسئلہ: مکان کی مرمت کرائی ہے صفائی کرائی ہے پلاستر کرایا ہے کنواں کھدوایا ہے ان سب کے مصارف شامل ہوں گے دلال کو جو کچھ دیا ہے وہ بھی شامل ہوگا۔ (دُرّ مختار) مسئلہ: چرواہے کی اجرت یا خود اپنے

مصارف (جیسے جانے کا کرایہ آنے کا کرایہ اور اپنی خوراک) اور جو کام خود کیا ہے یا کسی نے مفت کر دیا ہے اس کام کی اجرت جس مکان میں چیز کو رکھا ہے اس کا کرایہ ان سب کو اضافہ نہیں کریں گے۔ (دُرّمختار) مسئلہ: کیا چیز اضافہ کریں گے اور کیا نہیں کریں گے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس باب میں تاجروں کا عرف دیکھا جائے گا جس کے متعلق عرف ہے اسے شامل کریں اور عرف نہ ہو تو شامل نہ کریں۔ (فتح ودُرّمختار) مسئلہ: جو مصارف اضافہ ناجائز طور پر جبراً وصول کئے جاتے ہیں جیسے چونگی اگر تجار کا عرف اس کے اضافہ کرنے کا ہو تو اضافہ کریں ورنہ نہیں غالباً چونگی کو آج کل کے تجار تولیہ ومرابحہ میں راس المال پر اضافہ کرتے ہیں۔ (دُرّمختار) مسئلہ: جو مصارف اضافہ کرنے کے ہیں انہیں اضافہ کرنے کے بعد بائع یہ نہ کہے کہ میں نے اتنے کو خریدی ہے کیوں کہ یہ جھوٹ ہے بلکہ یہ کہے کہ مجھے اتنے میں پڑی ہے۔
(ہدایہ وغیرہ)

تولیہ ومرابحہ میں خیانت: مسئلہ: بیع مرابحہ میں اگر مشتری کو معلوم ہوا کہ بائع نے کچھ خیانت کی ہے (جیسے اصلی ثمن پر ایسے مصارف اضافہ کئے جن کو اضافہ کرنا ناجائز ہے یا اس ثمن کو بڑھا کر بتایا دس میں خریدی تھی بتائے گیارہ) تو مشتری کو اختیار ہے کہ پورے ثمن پر لے یا نہ لے۔ یہ نہیں کر سکتا کہ جتنا غلط بتایا ہے اسے کم کر کے ثمن ادا کرے اس نے خیانت کی ہے۔ اسے معلوم کرنے کی تین صورتیں ہیں خود اس نے اقرار کیا ہو یا مشتری نے اس کو گواہوں سے ثابت کیا یا اس پر حلف دیا گیا اس نے قسم سے انکار کیا۔ تولیہ میں اگر بائع کی خیانت ثابت ہو تو جو کچھ خیانت کی ہے اسے کم کر کے مشتری ثمن ادا کرے (جیسے اس نے کہا میں نے دس روپیہ میں خریدی ہے اور ثابت ہوا کہ آٹھ میں خریدی ہے تو آٹھ دے کر مبیع لے لے گا۔ (ہدایہ فتح) مسئلہ: مرابحہ میں خیانت ظاہر ہوئی اور پھیرنا چاہتا ہے پھیرنے سے پہلے مبیع ہلاک ہوگئی یا اس میں کوئی ایسی بات پیدا ہوگئی جس سے بیع کو فسخ کرنا نادرست ہو جاتا ہے تو پورے ثمن پر مبیع کو رکھ لینا ضروری ہوگا اب واپس نہیں کر سکتا نہ نقصان کا معاوضہ مل سکتا ہے۔ (ہدایہ ودُرّمختار)

مال صلح کا مرابحہ نہیں: مسئلہ: صلح کے طور پر جو چیز حاصل ہو اس کا مرابحہ نہیں ہو سکتا جیسے زید کے عمرو پر دس روپے چاہیے تھا اس نے مطالبہ کیا عمرو نے کوئی چیز دے کر صلح کر لی یہ چیز زید کو اگر چہ دس روپے کے معاوضہ میں ملی ہے مگر اس کا مرابحہ دس روپے پر نہیں ہو سکتا۔ (ہدایہ) مسئلہ: جس وقت اس نے خریدی تھی اس وقت نرخ گراں تھا اور اب بازار کا حال بدل گیا اس کو

ظاہر کرنا بھی ضروری نہیں۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: جانور یا مکان خریدا تھا اس کو کرایہ پر دیا مرابحہ میں یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کا اتنا کرایہ وصول کر لیا ہے اور اگر جانور سے گھی دودھ حاصل کیا ہے تو اس کو ثمن میں مجرا دینا ہوگا۔ (فتح) مسئلہ: کوئی چیز گراں خریدی اور اتنے دام زیادہ دیئے کہ لوگ اتنے میں نہیں خریدتے تو مرابحہ وتولیہ میں اس کو ظاہر کرنا ضرور ہے۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: جتنے میں خریدی تھی یا جتنے میں پڑی ہے اسی پر تولیہ کیا مگر مشتری کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کیا رقم ہے یہ بیع فاسد ہے پھر اگر مجلس میں اسے علم ہو جائے تو اسے اختیار ہے لے یا نہ لے اور مجلس میں بھی علم نہ ہوا تو اب فساد دفع نہیں ہو سکتا مرابحہ کا بھی یہی حکم ہے۔
(دُرّمختار وغیرہ)

مبیع وثمن[1] میں تصرف کا بیان: مسئلہ: جائیداد غیر منقولہ خریدی ہے اس کو قبضہ کرنے سے پہلے بیع کرنا جائز ہے کیونکہ اس کا ہلاک ہونا بہت نادر ہے اور اگر وہ ایسی ہو جس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو جب تک قبضہ نہ کر لے بیع نہیں کر سکتا جیسے بالاخانہ یا دریا کے کنارہ کا مکان اور زمین یا وہ زمین جس پر ریتا چڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔ (دُرّمختار وردّالمحتار)

منقول کی بیع قبل قبضہ نہیں: مسئلہ: منقول چیز خریدی تو جب تک قبضہ نہ کر لے اس کی بیع نہیں کر سکتا لیکن ہبہ وصدقہ کر سکتا ہے رہن رکھ سکتا ہے قرض عاریت دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ (دُرّمختار) مسئلہ: منقول چیز قبضہ سے پہلے بائع کو ہبہ کر دیا اور بائع نے قبول کر لیا تو بیع جاتی رہی اور اگر بائع کے ہاتھ بیع کر دیا تو یہ بیع صحیح نہیں پہلی بیع اب بھی باقی ہے۔ (دُرّمختار) مسئلہ: خود بائع نے مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع میں تصرف کیا تو اس کی دو صورتیں ہیں پہلی یہ کہ اس نے مشتری کے حکم سے تصرف کیا دوسری یہ کہ بغیر حکم کے اگر حکم سے تصرف کیا (جیسے مشتری نے کہا کہ اس کو ہبہ کر دے یا کرایہ پر دے دے بائع نے ایسا کر دیا) تو مشتری کا قبضہ ہو گیا اور اگر بغیر حکم کے تصرف کیا جیسے (وہ چیز رہن رکھ دی یا اجرت پر دی امانت رکھ دی) اور مبیع ہلاک ہوگئی تو بیع جاتی رہی اور اگر بائع نے عاریت دی ہبہ کیا رہن رکھا اور مشتری نے جائز کر دیا تو یہ بھی مشتری کا قبضہ ہو گیا۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: مشتری نے بائع سے کہا فلاں کے پاس

---

[1] بخاری ومسلم ابوداؤد ونسائی وبیہقی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بازار میں غلہ خرید کر اسی جگہ (بغیر قبضہ کئے ہوئے) لوگ بیچ ڈالتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ بیع کرنے سے منع فرمایا جب تک منتقل نہ کر لیں اور صحیحین میں انہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے جب تک قبضہ نہ کرے اسے بیع نہ کرے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ سے پہلے بیچنا منع فرمایا وہ غلہ ہے مگر میرا گمان یہ ہے کہ ہر چیز کا یہی حکم ہے ۱۲۔

مبیع رکھ دو جب میں دام ادا کروں گا وہ مجھے دے دے گا اور بائع نے اسے دے دیا تو یہ مشتری کا قبضہ نہ ہوا بلکہ بائع ہی کا قبضہ ہے یعنی وہ چیز ہلاک ہو گی تو بائع کی ہلاک ہو گی۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: ایک چیز خریدی تھی اس پر قبضہ نہیں کیا بائع نے دوسرے کے ہاتھ زیادہ داموں میں بیچ ڈالی مشتری نے بیع جائز کر دی جب بھی یہی بیع درست نہیں کہ قبضہ سے پیشتر ہے۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: جس نے کیلی چیز کیل کے ساتھ یا وزنی چیز وزن کے ساتھ خریدی یا عددی چیز گنتی کے ساتھ خریدی تو جب تک ناپ یا تول یا گنتی نہ کرے اس کو بیچنا بھی جائز نہیں اور کھانا بھی جائز نہیں اور اگر تخمینہ سے خریدی یعنی مبیع سامنے موجود ہے دیکھ کر اس ساری کو خرید لیا (یہ نہیں کہ اتنے سیر یا اتنے ناپ یا اتنی تعداد کو خریدا) تو اس میں تصرف کرنے بیچنے کھانے کے لئے ناپ تول وغیرہ کی ضرورت نہیں اور اگر یہ چیزیں ہبہ میراث وصیت میں حاصل ہوئیں یا کھیت میں پیدا ہوئی ہیں تو ناپنے وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ (دُرّمختار وردّالمحتار) مسئلہ: بیع کے بعد بائع نے مشتری کے سامنے ناپا تولا تھا تو اب مشتری کو ناپنے تولنے کی ضرورت نہیں اور اگر بیع سے پہلے اس کے سامنے ناپا تولا تھا یا بیع کے بعد اس کی غیر حاضری میں ناپا تولا تو وہ کافی نہیں بغیر ناپے تولے اس کو کھانا اور بیچنا جائز نہیں۔ (دُرّمختار وردّالمحتار) مسئلہ: موزون یا مکیل کو بیع تعاطی کے ساتھ خریدا تو مشتری کا ناپنا تولنا ضروری نہیں قبضہ کر لینا کافی ہے۔ (دُرّمختار)

مشتری جب تک چیز کو ناپ تول نہ لے تصرف جائز نہیں: مسئلہ: بائع نے بیع سے پہلے تولا تھا اس کے بعد ایک شخص نے جس کے سامنے تولا اس کو خریدا مگر اس نے نہیں تولا اور بیع کر دی اور تول کر مشتری کو دی یہ بیع جائز نہیں کہ تولنے سے پہلے ہوئی۔ (فتح القدیر) مسئلہ: تھان خریدا اگرچہ گزوں کے حساب سے خریدا (جیسے یہ تھان دس گز کا ہے اور اس کے دام یہ ہیں) اس میں تصرف ناپنے سے پہلے جائز ہے ہاں اگر بیع میں گز کے حساب سے قیمت ہو جیسے ایک روپیہ گز تو جب تک ناپ نہ لیا جائے تصرف جائز نہیں اور موزون چیز اگر ایسی ہو کہ اس کے ٹکڑے کرنا مضر ہو تو وزن کرنے سے پہلے اس میں تصرف جائز ہے جیسے تانبے وغیرہ کے لوٹے اور برتن۔ (دُرّمختار)

ثمن غائب و حاضر کا فرق و حکم: مسئلہ: ثمن میں قبضہ کرنے سے پہلے تصرف جائز ہے اس کو بیع ہبہ، اجارہ، صدقہ، وصیت سب کچھ کر سکتے ہیں ثمن کبھی حاضر ہوتا ہے جیسے یہ چیز ان دس روپوں کے بدلے میں خریدی اور کبھی حاضر کی طرف اشارہ نہیں کیا جاتا جیسے یہ چیز دس روپے کے بدلے میں خریدی پہلی صورت میں ہر قسم کے تصرف کر سکتے ہیں مشتری کو بھی مالک کر سکتے ہیں اور غیر مشتری کو بھی اور دوسری صورت میں مشتری کو مالک کر دینے کے علاوہ دوسرا تصرف

نہیں کر سکتے یعنی غیر مشتری کو اس کی تملیک نہیں کر سکتے جیسے بائع مشتری سے کوئی چیز ان روپوں کے بدلے میں خرید سکتا ہے جو مشتری کے ذمہ ہیں یا اس کا جانور یا مکان کرایہ پر لے سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ وہ روپے اسے ہبہ کر دے، صدقہ کر دے اور اگر مشتری کے علاوہ دوسرے سے کوئی چیز خریدے ان روپوں کے بدلے میں جو اس مشتری پر ہیں یا دوسرے کو ہبہ کرے۔ صدقہ کرے تو یہ صحیح نہیں۔ (درر و غرر)

ثمن بدلنے کی صورتیں: مسئلہ: ثمن دو قسم ہے ایک وہ کہ معین کرنے سے معین ہو جاتا ہے جیسے ناپ اور تول کی چیزیں دوسرا وہ کہ معین کرنے سے بھی معین نہ ہو جیسے روپیہ اشرفی کی بیع صحیح میں معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوتے، جیسے کوئی چیز اس روپے کے بدلے میں خریدی یعنی کسی خاص روپیہ کی طرف اشارہ کیا تو اسی کا دینا واجب نہیں دوسرا روپیہ بھی دے سکتا ہے کہ دس روپیہ کی جگہ دس کا نوٹ پندرہ روپے کی جگہ گنی دے سکتا ہے مشتری کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ کہے روپیہ لوں گا۔ نوٹ اشرفی نہیں لوں گا۔ (دُرّمختار)

دیگر دیون میں قبضہ سے پہلے تصرف کے احکام: مسئلہ: قبضہ سے پہلے ثمن کے علاوہ کسی دین میں تصرف کرنے کا وہی حکم ہے جو ثمن کا ہے جیسے مہر، قرض، اجرت، بدلِ خلع، تاوان کہ جس پر اس کا مطالبہ ہے اس کا مالک بنا سکتے ہیں یعنی اس سے ان کے بدلے میں کوئی چیز خرید سکتے ہیں اس کو مکان وغیرہ کی اجرت میں دے سکتے ہیں ہبہ و صدقہ کر سکتے ہیں لیکن دوسرے کو مالک کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ (دُرّمختار)

بیع صرف و سلم میں معقود علیہ کو بدلنا یا اس میں تصرف کرنا جائز نہیں: مسئلہ: بیع صرف اور سلم میں جس چیز پر عقد ہوا اس کے علاوہ دوسری چیز کو لینا دینا جائز نہیں اور نہ اس میں کسی دوسری قسم کا تصرف جائز نہ مسلم الیہ راس المال میں تصرف کر سکتا ہے اور نہ رب السلم مسلم فیہ میں کہ وہ روپے کے بدلے میں اشرفی لے لے اور یہ گیہوں کے بدلے میں جو لے یہ ناجائز ہے۔ (دُرّمختار وردّالمحتار) مسئلہ: مشتری نے بائع کے لئے ثمن میں کچھ اضافہ کر دیا یا بائع نے مبیع میں اضافہ کر دیا یہ جائز ہے ثمن یا مبیع میں اضافہ اسی جنس سے ہو یا دوسری جنس سے اسی مجلس عقد میں ہو یا بعد میں ہر صورت میں یہ اضافہ لازم ہو جاتا ہے یعنی بعد میں اگر ندامت ہوئی کہ ایسا میں نے کیوں کیا تو بے کار ہے وہ دینا پڑے گا اجنبی نے ثمن میں اضافہ کر دیا اور مشتری نے قبول کر لیا تو یہ مشتری پر لازم ہو جائے گا اور اگر مشتری نے انکار کر دیا تو باطل ہو گیا ہاں اگر اجنبی نے اضافہ کیا اور خود ضامن بھی بن گیا یا کہا میں اپنے پاس سے دوں گا تو اضافہ صحیح ہے اور

زیادت اجنبی پر لازم۔ (ہدایہ دُرِّ مختار وردّالمحتار)

ثمن اور مبیع میں کمی بیشی ہو سکتی ہے: مسئلہ: اگر مشتری نے ثمن میں اضافہ کیا تو اس کے لازم ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ بائع نے اسی مجلس میں قبول بھی کر لیا ہو اور اگر اسی مجلس میں قبول نہیں کیا بعد میں کیا تو لازم نہیں اور بھی شرط یہ ہے کہ مبیع موجود ہو مبیع کے ہلاک ہونے کے بعد ثمن میں اضافہ نہیں ہو سکتا مبیع کو بیچ ڈالا ہو پھر خرید لیا یا واپس کر لیا ہو جب بھی ثمن میں اضافہ صحیح ہے بکری مر گئی ہے تو ثمن میں اضافہ نہیں ہو سکتا اور ذبح کر دی گئی ہے تو ہو سکتا ہے مبیع میں بائع نے زیادتی کی اس میں بھی مشتری کا اس مجلس میں قبول کرنا شرط ہے مبیع کا باقی رہنا شرط نہیں مبیع ہلاک ہو چکی ہے جب بھی مبیع میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: ثمن میں بائع کمی کر سکتا ہے (جیسے دس روپے میں ایک چیز بیع کی تھی مگر خود بائع کو خیال ہوا کہ مشتری پر اس کی گرانی ہوگی اور ثمن کم کر دیا یہ ہو سکتا ہے) اس کے لئے مبیع کا باقی رہنا شرط نہیں یہ کمی ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: کمی زیادتی جو کچھ بھی ہے اگرچہ بعد میں ہوئی ہو اس کو اصل عقد میں شمار کریں گے یعنی کمی بیشی کے بعد جو کچھ ہے اسی پر عقد متصور ہوگا پورے ثمن کا اسقاط نہیں ہو سکتا (یعنی مشتری کے ذمہ ثمن کچھ نہ رہے اور بیع قائم رہے) کہ بلا ثمن بیع قرار پائے یہ نہیں ہو سکتا یہ البتہ ہوگا کہ بیع اسی ثمن اول پر قرار پائے گی اور یہ سمجھا جائے گا کہ بائع نے مشتری سے ثمن معاف کر دیا۔ اس کا نتیجہ وہاں ظاہر ہوگا کہ شفیع نے شفعہ کیا تو پورا ثمن دینا ہوگا۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: کمی بیشی کو اصل عقد میں شمار کرنے کا اثر یہ ہوگا کہ مرابحہ وتولیہ میں اسی کا اعتبار ہوگا۔ ثمن اول کا یا مبیع اول کا اعتبار نہ ہوگا۔ (دُرِّ مختار وردّالمحتار) مسئلہ: مبیع میں اگر مشتری کمی کرنا چاہے اور مبیع از قبیل دین یعنی غیر معین ہو تو جائز ہے اور معین ہو تو کمی نہیں ہو سکتی۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: بائع نے اگر عقد بیع کے بعد مشتری کو ادائے ثمن کے لئے مہلت دی یعنی اس کے لئے میعاد مقرر کر دی اور مشتری نے بھی قبول کر لی تو یہ دین میعادی ہو گیا یعنی بائع پر وہ میعاد لازم ہو گئی اس سے پہلے مطالبہ نہیں کر سکتا ہر دین[1] کا یہی حکم ہے کہ میعادی نہ ہو اور بعد میں میعاد مقرر ہو جائے تو میعادی ہو جاتا ہے مگر مدیون کا قبول کرنا شرط ہے اگر اس نے انکار کر دیا تو میعادی نہیں ہوگا فوراً اس کا ادا کرنا واجب ہوگا اور دائن جب چاہے گا مطالبہ کر

---

[1] جو چیز واجب فی الذمہ ہو کسی عقد (جیسے بیع یا اجارہ) کی وجہ سے یا کسی چیز کے ہلاک کرنے سے اس کے ذمہ تاوان واجب ہوا یا قرض کی وجہ سے واجب ہو ان سب کو دین کہتے ہیں دین کی ایک خاص صورت کا نام قرض ہے۔ جس کو لوگ دستگر راس کہتے ہیں ہر دین کو آج کل لوگ قرض بولا کرتے ہیں یہ فقہ کی اصطلاح کے خلاف ہے۔ ۱۲-

سکے گا۔ (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: دین کی میعاد کبھی معلوم ہوتی ہے (جیسے فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ) اور کبھی مجہول، مگر جہالت یسیرۃ ہو تو جائز ہے جیسے کھیت کٹے گا اور اگر زیادہ جہالت ہو جیسے جب آندھی آئے گی یا پانی برسے گا یہ میعاد باطل ہے۔ (ہدایہ)

دین کی تاجیل: مسئلہ: دین کی میعاد کو شرط پر معلق بھی کر سکتے ہیں جیسے ایک شخص پر ہزار روپے ہیں اس سے دائن کہتا ہے اگر پانچ سو روپے کل ادا کر دو تو باقی پانچ سو کے لئے چھ مہینہ کی مہلت ہے۔ (ردّالمحتار)

قرض[1] کا بیان

مسئلہ: جو چیز قرض دی جائے لی جائے اس کا مثلی ہونا ضرور ہے یعنی ناپ کی چیز ہو یا تول کی ہو یا گنتی کی ہو۔ مگر گنتی کی چیز میں شرط یہ ہے کہ اس کے افراد میں زیادہ تفاوت نہ ہو جیسے انڈے اخروٹ، بادام اور اگر گنتی کی چیز میں تفاوت زیادہ ہو جس کی وجہ سے قیمت میں اختلاف ہو جیسے آم امرود ان کو قرض نہیں دے سکتے یوں ہی ہر قیمتی چیز جیسے جانور مکان زمین ان کو قرض دینا صحیح نہیں۔ (دُرِّ مختار وردّالمحتار)

کیا چیزیں قرض دی جا سکتی ہیں؟ کیا چیزیں مثلی ہیں اور کیا قیمتی: مسئلہ: قرض کا حکم یہ ہے کہ جو چیز لی گئی ہے اس کی مثل ادا کی جائے لہٰذا جس کی مثل نہیں اس کا قرض دینا صحیح نہیں جس چیز کو قرض دینا لینا جائز نہیں اگر اس کو کسی نے قرض دیا تو اس پر قبضہ کرنے سے مالک ہو جائے گا مگر اس سے نفع اٹھانا حلال نہیں لیکن اگر اس کو بیع کرے گا تو بیع صحیح ہو جائے گی اس کا حکم ویسا ہی ہے جیسے بیع فاسد میں مبیع پر قبضہ کر لیا کہ واپس کرنا ضروری ہے مگر بیع کرے گا تو بیع صحیح ہے۔ (دُرِّ مختار وردّالمحتار) مسئلہ: کاغذ کو قرض لینا جائز ہے جب کہ اس کی نوع وصفت

---

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی قرض دے اور اس کے پاس وہ ہدیہ کرے تو قبول نہ کرے اور اپنی سواری پر سوار کرے تو سوار نہ ہوں ہاں اگر پہلے سے ان دونوں میں (ہدیہ وغیرہ) جاری تھا تو اب حرج نہیں (رواہ ابن ماجہ وبیہقی) اور نسائی نے عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض لیا تھا جب حضور کے پاس مال آیا ادا فرما دیا اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اہل و مال میں برکت کرے اور فرمایا قرض کا بدلہ شکریہ ہے اور ادا کر دینا۔ قرآن شریف میں ہے کہ اگر مدیون تنگ دست ہے تو اسے مہلت دو اور معاف کر دو تو یہ بہتر ہے مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی سختیوں سے بچائے تو وہ تنگ دست کو مہلت دے یا معاف کر دے بخاری کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی لوگوں کا مال لیتا ہے اور ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے ادا کرا دے گا (یعنی ادا کرنے کی توفیق دے گا یا قیامت میں دائن کو راضی کر دے گا اور جو شخص تلف کرنے کے ارادہ سے لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر تلف کر دے گا (یعنی نہ ادا کی توفیق ہوگی نہ دائن راضی ہوگا) اور فرمایا کہ دین کے علاوہ شہید کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے (رواہ مسلم)

کا بیان ہو جائے اور اس کو گنتی کے ساتھ لیا جائے اور گن کر دیا جائے مگر آج کل تھوڑے سے
کاغذوں میں خرید و فروخت و قرض میں گن کر لیتے دیتے ہیں۔ زیادہ مقدار یعنی رموں میں
وزن کا اعتبار ہوتا ہے یعنی جیسے اتنے پونڈ کا رم عرف میں تختہ نہیں گنتے اس میں حرج نہیں۔
(دُرّمختار و بہار شریعت) مسئلہ: روٹیوں کو گن کر بھی قرض لے سکتے ہیں اور تول کر بھی گوشت
وزن کر کے لیا جائے۔ (دُرّمختار) مسئلہ: آٹے کو ناپ کر قرض لینا دینا چاہیے اور اگر عرف
وزن سے قرض لینے کا ہو جیسا کہ عموماً ہندوستان میں ہے تو وزن سے بھی قرض جائز ہے۔
(عالمگیری) مسئلہ: ایندھن کا لکڑی اور دوسری لکڑیاں اور اپلے اور تختے اور ترکاریاں اور تازہ
پھول ان سب کا قرض لینا دینا درست نہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ: کچی اور پکی اینٹوں کا قرض
جائز ہے کہ ان میں تفاوت نہ ہو جس طرح آج کل شہر بھر میں ایک طرح کی اینٹیں تیار ہوتی
ہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ: برف کو وزن کے ساتھ قرض لینا درست ہے اور اگر گرمیوں میں برف
قرض لیا تھا اور جاڑے میں ادا کر دیا یہ ہو سکتا ہے مگر قرض دینے والا اس وقت نہیں لینا چاہتا۔ وہ
کہتا ہے کہ گرمیوں میں لوں گا اور یہ ابھی دینا چاہتا ہے تو معاملہ قاضی کے پاس پیش کرنا ہوگا وہ
وصول کرنے پر مجبور کرے گا۔ (عالمگیری) مسئلہ: پیسے قرض لئے تھے اس کا چلن جاتا رہا تو
ویسے ہی پیسے اسی تعداد میں دے دینے سے قرض ادا نہ ہوگا۔ اس کی قیمت کا اعتبار ہے جیسے
آٹھ آنے کے پیسے تھے تو چلن بند ہونے کے بعد اٹھنی یا دوسرا سکہ اس قیمت کا دینا ہوگا۔

(دُرّمختار وغیرہ)

ادائے قرض میں مہنگے سستے کا اعتبار نہیں: مسئلہ: ادائے قرض میں چیز کے سستے مہنگے
ہونے کا اعتبار نہیں جیسے دس سیر گیہوں قرض لئے تھے ان کی قیمت ایک روپیہ تھی اور ادا کرنے
کے دن ایک روپیہ سے کم یا زیادہ ہے اس کا بالکل لحاظ نہیں کیا جائے گا وہی دس سیر گیہوں دینے
ہوں گے۔ (دُرّمختار) مسئلہ: ایک شہر میں مثلاً غلہ قرض لیا دوسرے شہر میں قرض خواہ نے مطالبہ
کیا تو جہاں قرض لیا تھا وہاں جو قیمت تھی وہ دے دی جائے قرض دار اس پر مجبور نہیں کر سکتا کہ
میں یہاں نہیں دوں گا وہاں چل کر وہ چیز لے لو۔ ایک شہر میں غلہ قرض لیا دوسرے شہر میں جہاں
غلہ گراں ہے قرض خواہ اس سے غلہ کا مطالبہ کرتا ہے تو قرض دار سے کہا جائے گا کہ اس بات کا
ضامن دے دو کہ اپنے شہر میں جا کر غلہ ادا کر دوں گا۔ (دُرّمختار) مسئلہ: میوے قرض لئے مگر
ابھی ادا نہ کئے کہ یہ میوے ختم ہو چکے بازار میں ملتے نہیں تو قرض خواہ کو انتظار کرنا پڑے گا کہ
نئے پھل آ جائیں اس وقت قرض ادا کیا جائے اور اگر دونوں قیمت دینے لینے پر راضی ہو

جائیں تو قیمت ادا کر دی جائے۔ (دُرّمختار) مسئلہ: قرض دار نے جب قرض پر قبضہ کر لیا تو اس
چیز کا مالک ہو گیا فرض کرو ایک چیز قرض لی تھی اور ابھی خرچ نہیں کی ہے کہ اپنی چیز آ گئی (جیسے
روپیہ قرض لیا تھا اور روپیہ آ گیا یا آٹا قرض لیا تھا پکنے سے پہلے آٹا پس کر آ گیا اب قرض دار کو
یہ اختیار ہے کہ اس کی چیز رہنے دے اور اپنی چیز سے قرض ادا کرے یا اس کی ہی چیز دے دے
جس نے قرض دیا ہے وہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے جو چیز دی تھی وہ تمہارے پاس موجود ہے میں
وہی لوں گا۔ (دُرّمختار عالمگیری) مسئلہ: قرض کی چیز قرض دار کے پاس موجود ہے قرضدار اس
کو خود قرض خواہ کے ہاتھ بیع کرے یہ صحیح ہے کہ وہ مالک ہے اور اگر قرض خواہ بیع کرے تو یہ صحیح
نہیں کہ یہ مالک نہیں ایک شخص نے دوسرے سے غلہ قرض لیا قرض دار نے قرض خواہ سے
روپیہ کے بدلے اس کو خرید لیا یعنی اس دین کو خریدا جو اس کے ذمہ ہے مگر قرض خواہ نے روپیہ پر
ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ دونوں جدا ہو گئے تو بیع باطل ہو گئی۔ (دُرّمختار) مسئلہ: غلام تاجر اور
مکاتب اور نابالغ اور بوہرا یہ سب کسی کو قرض دیں یہ ناجائز ہے کہ قرض تبرع ہے اور یہ تبرع
نہیں کر سکتے۔ (عالمگیری) مسئلہ: صبی مجور (جس کو خرید فروخت کی ممانعت ہے) کو قرض دیا
اس کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی اس نے خرچ کر ڈالی تو اس کا معاوضہ کچھ نہیں بوہرے اور مجنون کو
قرض دینے کا بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ چیز موجود ہے خرچ نہیں ہوئی ہے تو قرض خواہ واپس
لے سکتا ہے غلام مجور کو قرض دیا ہے تو جب تک آزاد نہ ہو اس سے مواخذہ نہیں ہو سکتا۔
(دُرّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: ایک شخص سے دوسرے نے روپے قرض مانگے وہ دینے کو لایا اس
نے کہا پانی میں پھینک دو اس نے پھینک دیا تو اس کا کچھ نقصان نہیں اس نے اپنا مال پھینکا اور
اگر بائع مبیع کو مشتری کے پاس لایا امین امانت کو مالک کے پاس لایا انہوں نے کہا پھینک دو
انہوں نے پھینک دیا تو مشتری اور مالک کا نقصان ہوا۔ (دُرّمختار)

قرض میں شرط کا کوئی اثر نہیں: مسئلہ: قرض میں کسی شرط کا کوئی اثر نہیں شرطیں بیکار ہیں
جیسے یہ شرط کہ اس کے بدلے میں فلاں چیز دینا یا یہ شرط کہ فلاں جگہ (کسی دوسری جگہ کا نام لے کر)
واپس کرنا۔ (دُرّمختار) مسئلہ: واپسی قرض میں اس چیز کی مثل دینی ہوگی جو لی ہے نہ اس سے بہتر نہ
کمتر ہاں اگر بہتر ادا کرتا ہے اور اس کی شرط نہ تھی تو جائز ہے دائن اس کو لے سکتا ہے یوں ہی جتنا لیا
ہے ادا کے وقت اس سے زیادہ دیتا ہے مگر اس کی شرط نہ تھی یہ بھی جائز ہے۔ (دُرّمختار)

قرض میں نفع کی شرط سود ہے: مسئلہ: قرض دیا اور ٹھہرا لیا کہ جتنا دیا ہے اس سے زیادہ
لے گا جیسا کہ آج کل سود خواروں کا قاعدہ ہے کہ روپیہ دو روپے سیکڑا ماہوار سود ٹھہرا لیتے ہیں

یہ حرام ہے یوں ہی کسی قسم کے نفع کی شرط کرے ناجائز ہے جیسے یہ شرط کہ مستقرض[1] مقرض سے کوئی چیز زیادہ داموں میں خریدے گا یہ یا کہ قرض کے روپے فلاں شہر میں مجھ کو دینے ہوں گے۔ (عالمگیری دُرِّ مختار)

قرض دار کی زیادت دعوت اور تحفہ کا حکم: مسئلہ: جس پر قرض ہے اس نے قرض دینے والے کو کچھ ہدیہ کیا تو لینے میں حرج نہیں جب کہ ہدیہ دینا قرض کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس وجہ سے ہو کہ دونوں میں قرابت یا دوستی ہے یا اس کی عادت ہی میں جود و سخاوت ہے کہ لوگوں کو ہدیہ کیا کرتا ہے اور اگر قرض کی وجہ سے ہے یا نہیں جب بھی پرہیز ہی کرنا چاہیے جب تک یہ بات ظاہر نہ ہو جائے کہ قرض کی وجہ سے نہیں ہے اس کی دعوت کا بھی یہی حکم ہے کہ قرض کی وجہ سے نہ ہو تو قبول کرنے میں حرج نہیں اور قرض کی وجہ سے ہے یا پتا نہ چلے تو بچنا چاہیے اس کو یوں سمجھنا چاہیے کہ قرض نہیں دیا تھا جب بھی دعوت کرتا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ دعوت قرض کی وجہ سے نہیں اور اگر پہلے نہیں کرتا تھا اور اب کرتا ہے یا پہلے مہینہ میں ایک بار کرتا تھا اور اب دو بار کرنے لگا یا اب سامان ضیافت زیادہ کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے اس سے اجتناب چاہیے۔ (عالمگیری) مسئلہ: جس قسم کا دین تھا مدیون اس سے بہتر ادا کرنا چاہتا ہے دائن کو اس کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے اور گھٹیا دینا چاہتا ہے جب بھی مجبور نہیں کر سکتے اور دائن قبول کرے تو دونوں صورتوں میں دین ادا ہو جائے گا یونہی اگر اس کے روپے تھے وہ اسی قیمت کی اشرفی دینا چاہتا ہے دائن قبول کرنے پر مجبور نہیں، کہہ سکتا ہے میں نے روپیہ دیا تھا روپیہ لوں گا اور اگر دین میعادی تھا میعاد پوری ہونے سے پہلے ادا کرتا ہے تو دائن لینے پر مجبور کیا جائے گا وہ انکار کرے یا اس کے پاس رکھ کر چلا آئے دین ادا ہو جائے گا۔ (عالمگیری وغیرہ)

قرض میں کیا چیز چھین سکتا ہے: مسئلہ: قرض دار قرض ادا نہیں کرتا اگر قرض خواہ کو اس کی کوئی چیز اسی جنس کی جو قرض میں دی ہے مل جائے تو بغیر دیئے لے سکتا ہے بلکہ زبردستی چھین لے جب بھی قرض ادا ہو جائے گا دوسری جنس کی چیز بغیر اس کی اجازت نہیں لے سکتا جیسے روپیہ قرض دیا تھا تو روپیہ یا چاندی کی کوئی چیز ملے لے سکتا ہے اور اشرفی اور سونے کی چیز نہیں لے سکتا۔ (عالمگیری)

رہن کا نفع مرتہن کے لئے سود ہے: مسئلہ: زید نے عمرو سے کہا مجھے اتنے روپے قرض دو

[1] مستقرض: قرض دار جو ادھار لے۔ مقرض جو قرض خواہ جو ادھار دے۔ اجتناب پرہیز بچاؤ۔ دائن جس کا کسی پر کچھ آتا ہو۔ مدیون جس پر کسی کا کچھ آتا ہو۔ ہدیہ تحفہ سوغات۔

میں اپنی یہ زمین تمہیں عاریت دیتا ہوں جب تک میں روپیہ ادا نہ کروں تم اس کی کاشت کرو اور نفع اٹھاؤ یہ ممنوع ہے آج کل سود خواروں کا عام طریقہ یہ ہے کہ قرض دے کر مکان یا کھیت رہن رکھ لیتے ہیں مکان ہے تو اس میں مرتہن سکونت کرتا ہے یا اس کو کرایہ پر چلاتا ہے کھیت ہے تو اس کی خود کاشت کرتا ہے یا اجارہ پر دیتا ہے اور نفع خود کھاتا ہے یہ سود ہے اس سے بچنا واجب۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

کون سی عاریت قرض ہے: مسئلہ: جس چیز کا قرض جائز ہے اسے عاریت کے طور پر لیا تو وہ قرض ہے اور جس کا قرض ناجائز ہے اسے عاریت لیا تو عاریت ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: روپے قرض لئے تھے اس کو نوٹ یا اشرفیاں دیں کہ توڑا کر اپنے روپے لے لو۔ اس کے پاس توڑانے سے پہلے ضائع ہو گئے تو قرض دار کے ضائع ہوئے اور توڑانے کے بعد ضائع ہوئے تو دو صورتیں ہیں اپنا قرض لیا تھا یا نہیں اگر نہیں لیا تھا جب بھی قرض دار کا نقصان ہوا اور قرض کے روپے ان میں سے لینے کے بعد ضائع ہوئے تو اس کے ہلاک ہوئے اور اگر نوٹ یا اشرفیاں دے کر یہ کہا کہ اپنا قرض لو اس نے لے لیا تو قرض ادا ہو گیا ضائع ہو گا تو اس کا نقصان ہو گا۔ (عالمگیری)

سود کا بیان

سود[1] کی تعریف: ربا یعنی سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے اور حرام سمجھ کر جو اس کا مرتکب ہے فاسق مردود الشہادۃ ہے عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل میں دوسری طرف کچھ نہ ہو تو یہ سود ہے مسئلہ: جو چیز ناپ یا تول سے بکتی ہو جب اس کو اپنی جنس سے بدلا جائے (جیسے گیہوں کے بدلے میں گیہوں جو کے بدلے جو لئے) اور ایک طرف زیادہ ہو تو حرام ہے اور اگر وہ چیز ناپ یا تول کی ہو یا ایک جنس کو دوسری

[1] قرآن شریف میں ہے: واحل الله البيع وحرم الربوا ط فمن جاءه موعظة من ربه فانتهى فله ما سلف ط وامره الى الله ط ومن عاد فاولئك اصحاب النار ج هم فيها خلدون ○ يمحق الله الربوا ويربى الصدقات والله لا يحب كل كفار اثيم ○ (۲:۲۷۵-۲۷۶) اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام پس جس کو خدا کی طرف سے نصیحت پہنچ گئی اور باز آیا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے اس کیلئے معاف ہے اور اسکا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو پھر ایسا ہی کریں وہ جہنمی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور ناشکرے گنہگار کو اللہ دوست نہیں رکھتا صحیح مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور یہ فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود سے بظاہر اگرچہ مال زیادہ ہو مگر نتیجہ یہ ہے کہ مال کم ہو گا۔ (رواہ احمد و ابن ماجہ و بیہقی)

جنس سے بدلا ہو تو سود نہیں عمدہ اور خراب کا یہاں کوئی فرق نہیں یعنی تبادلہ جنس میں ایک طرف کم ہے مگر یہ اچھی ہے دوسری طرف زیادہ ہے وہ خراب ہے جب بھی سود اور حرام ہے لازم ہے کہ دونوں ناپ یا تول میں برابر ہوں۔ جس چیز پر سود کی حرمت کا دارومدار ہے وہ قدر و جنس ہے قدر سے مراد وزن یا ناپ ہے۔

قدر و جنس کی تعریف: مسئلہ: دونوں چیزوں کا ایک نام اور ایک کام ہو تو ایک جنس سمجھئے اور نام و مقصد میں اختلاف ہو تو دو جنس جانیئے جیسے گیہوں جو کپڑے کی قسمیں، ململ، لٹھا، گبرون، چھینٹ، یہ سب اجناس مختلف ہیں کھجور کی سب قسمیں ایک جنس ہیں لوہا، سیسہ، تانبا، پیتل، مختلف جنسیں ہیں اون اور ریشم اور سوت مختلف اجناس ہیں گائے کا گوشت، بھیڑا اور بکری کا گوشت، دنبہ کی چکی، پیٹ کی چربی یہ سب اجناس مختلف ہیں۔ روغن گل، روغن چنبیلی، روغن جوہی وغیرہ سب مختلف اجناس ہیں۔ (ردّ المحتار)

سود کی قسمیں: مسئلہ: قدر و جنس دونوں موجود ہوں تو کمی بیشی بھی حرام ہے (اس کو ربا الفضل کہتے ہیں) اور ایک طرف نقد ہو دوسری طرف ادھار یہ بھی حرام (اس کو ربا النسیہ کہتے ہیں) جیسے گیہوں کو گیہوں جو کو جو کے بدلے میں بیع کریں تو کم و بیش حرام اور ایک اب دیتا ہے دوسرا کچھ دیر کے بعد دے گا یہ بھی حرام اور دونوں میں سے ایک ہو ایک نہ ہو تو کمی بیشی جائز ہے اور ادھار حرام جیسے گیہوں کو جو کے بدلے میں یا ایک طرف سیسہ ہو ایک طرف لوہا کہ پہلی مثال میں ناپ اور دوسری میں وزن مشترک ہے مگر جنس کا دونوں میں اختلاف ہے۔ کپڑے کو کپڑے کے بدلے غلام کو غلام کے بدلے میں بیع کیا اس میں جنس ایک ہے مگر قدر موجود نہیں لہٰذا یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک تھان دے کر دو تھان یا ایک غلام کے بدلے میں دو[1] غلام خریدے مگر ادھار بیچنا حرام سود ہے اگرچہ کمی بیشی نہ ہو اور دونوں نہ ہوں تو کمی بیشی بھی جائز اور ادھار بھی جائز جیسے گیہوں اور جو کو روپیہ سے خریدیں یہاں کم و بیش ہونا تو ظاہر ہے کہ ایک روپیہ کے عوض میں جتنے من چاہو خرید و کوئی حرج نہیں اور ادھار بھی جائز ہے کہ آج خرید و روپیہ مہینے میں سال میں دوسرے کی مرضی سے جب چاہو دو جائز ہے کوئی خرابی نہیں۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: جس چیز کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپ کے ساتھ تفاضل حرام فرمایا وہ کیلی (ناپ کی چیز) ہے اور جس کے متعلق وزن کی تصریح فرمائی وہ وزنی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اگر عرف اس کے خلاف ہو تو عرف کا اعتبار نہیں اور جس کے متعلق حضور کا ارشاد نہیں ہے اس میں عادت و عرف کا اعتبار ہے ناپ یا تول جو کچھ چلن ہو اس

کا لحاظ ہوگا۔ (ہدایہ وغیرہ) مسئلہ: جو چیز وزنی ہو اسے ناپ کر برابر کر کے ایک کو دوسرے کے بدلے میں بیع کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ ان کا وزن کیا ہے یہ جائز نہیں اور اگر وزن میں دونوں برابر ہوں بیع جائز ہے اگرچہ ناپ میں کم و بیش ہوں اور جو چیز کیلی ہے اس کو وزن سے برابر کر کے بیع کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ ناپ میں برابر ہے یا نہیں یہ ناجائز ہے ہندوستان میں گیہوں جو کہ عموماً وزن سے بیع کرتے ہیں حالانکہ ان کا کیلی ہونا حضور کے ارشاد سے ثابت ہے لہٰذا اگر گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں بیع کریں تو ناپ کو ضرور برابر کر لیں اس میں وزن کی برابری کا اعتبار نہ کریں یونہی گیہوں جو قرض لیں تو ناپ کر لیں اور ناپ کر دیں اور ان کے آٹے کی بیع یا قرض وزن سے بھی جائز ہے۔ (درو ہدایہ، فتح)

کن چیزوں میں زیادتی سود نہیں: مسئلہ: شریعت میں ناپ کی مقدار کم سے کم نصف صاع ہے اگر کوئی کیلی چیز نصف صاع سے کم ہو جیسے ایک دو لپ اس میں کمی بیشی یعنی ایک لپ دو لپ کے بدلے میں بیچنا جائز ہے یوں ہی ایک سیب دو کے بدلے میں ایک کھجور دو کے بدلے میں ایک انڈا دو انڈے کے عوض ایک اخروٹ دو کے عوض ایک تلوار دو تلوار کے بدلے ایک دوات دو دوات کے بدلے میں ایک سوئی دو کے بدلے ایک شیشی دو کے عوض بیچنا جائز ہے جب کہ یہ سب معین ہوں اور اگر دونوں جانب یا ایک جانب غیر معین ہو تو بیع ناجائز۔ ان صورتوں میں کمی بیشی اگرچہ جائز ہے مگر ادھار بیچنا حرام ہے کیونکہ جنس ایک ہے۔ (دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: گیہوں، جو، کھجور، نمک، جن کا کیلی ہونا منصوص ہے۔ اگر ان کے متعلق لوگوں کی عادت یوں جاری ہو کہ ان کو وزن سے خرید و فروخت کرتے ہوں (جیسا کہ یہاں ہندوستان میں وزن ہی سے یہ سب چیزیں بکتی ہیں) اور بیع سلم میں وزن سے ان کا تعین کیا (جیسے اتنے روپے کے اتنے من گیہوں) تو یہ سلم جائز ہے اس میں حرج نہیں۔ (دُرّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: ایک مچھلی دو مچھلیوں سے بیع کر سکتے ہیں یعنی وہاں جہاں وزن سے نہ بکتی ہوں اور تول سے فروخت ہوں جیسے یہاں تو وزن میں برابر کرنا ضرور ہوگا۔ (عالمگیری)

مقصود کا اختلاف جنس کو مختلف کر دیتا ہے اگرچہ اصل ایک ہو: مسئلہ: سوتی کپڑے سوت یا روئی کے بدلے میں بیچنا مطلقاً جائز ہے کہ ان کی جنس مختلف ہے یوں ہی روئی کو سوت سے بیچنا بھی جائز ہے اسی طرح اون کے بدلے میں اونی کپڑے خریدنا یا ریشم کے عوض میں ریشمی کپڑے خریدنا بھی جائز ہے مقصد یہ ہے کہ جنس کے اختلاف و اتحاد میں اتحاد

[1] عامہ کتب مذہب میں معین ہونے کی صورت میں اس بیع کو جائز لکھا ہے مگر امام ابن ہمام کی تحقیق یہ ہے کہ یہ بیع بھی ناجائز ہے

اصل کا اتحاد و اختلاف معتبر نہیں بلکہ مقصود کا اختلاف جنس کو مختلف کر دیتا ہے اگرچہ اصل ایک ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ روئی اور سوت اور کپڑے کے مقاصد مختلف ہیں یوں ہی گیہوں یا اس کے آٹے کو روٹی سے بیع کر سکتے ہیں کہ ان کی بھی جنس مختلف ہے۔ (دُرّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: تر کھجور کو تر یا خشک کھجور کے بدلے میں بیع کرنا جائز ہے جب کہ دونوں جانب کی کھجوریں ناپ میں برابر ہوں وزن میں برابری کا اس میں اعتبار نہیں یوں ہی انگور کو منقے یا کشمش کے بدلے بیچنا جائز ہے جب کہ دونوں برابر ہوں اسی طرح جو پھل خشک ہو جاتے ہیں ان کے تر کو خشک کے عوض بھی بیچنا جائز ہے اور تر کے بدلے میں بھی جیسے انجیر' آلو بخارا' خوبانی وغیرہ (ہدایہ و فتح) مسئلہ: گیہوں اگر پانی میں بھیگ گئے ہوں ان کو خشک کے بدلے میں بیع کرنا جائز ہے جب کہ ناپ میں برابر ہوں یوں ہی کھجور یا منقے یا پانی میں بھگولیا ہے خشک کے عوض میں بیع کر سکتے ہیں بھنے ہوئے گیہوں کو بے بھنے سے بیچنا جائز نہیں۔ (ہدایہ دُرّ مختار وغیرہ)

گائے بھینس ایک جنس ہیں بھیڑ بکری ایک جنس ہیں: مسئلہ: مختلف قسم کے گوشت کمی بیشی کے ساتھ بیع کئے جا سکتے ہیں جیسے بکری کا گوشت ایک سیر گائے کے دو سیر سے بیچ سکتے ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ دست بدست ہوں ادھار جائز نہیں اگر ایک قسم کے جانور کا گوشت ہو تو کمی بیشی جائز نہیں گائے اور بھینس دو جنس نہیں بلکہ ایک جنس ہیں یونہی بکری بھیڑ' دنبہ' یہ تینوں ایک جنس ہیں گائے کا دودھ بکری کے دودھ سے کھجور یا گنے کا سرکہ انگوری سرکہ سے پیٹ کی چربی دنبہ کی چکی یا گوشت سے بکری کے بال کو بھیڑ کی اون سے کم و بیش کر کے بیع کر سکتے ہیں۔ (ہدایہ) مسئلہ: تل کے تیل کو روغن چنبیلی و روغن گل سے کم و بیش کر کے بیع کرنا جائز ہے یوں ہی یہ خوشبودار تیل آپس میں ایک قسم کو دوسرے قسم کے ساتھ بیع کرنا روغن زیتون خوشبودار کو بغیر خوشبو والے کے عوض میں بیچنا بھی ہر طرح جائز ہے تل پھول میں بسے ہوئے ہوں ان کو سادہ تلوں سے کم و بیش کر کے بیچ سکتے ہیں۔ (دُرّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: دودھ کو پنیر کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ بیچ سکتے ہیں کھوئے کے بدلے میں دودھ بیچنے کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ مقاصد میں مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف جنس ہیں۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: گیہوں کی بیع آٹے یا ستو سے یا آٹے کی بیع ستو سے مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ ناپ یا وزن میں دونوں جانب برابر ہوں یعنی جب کہ آٹا یا ستو گیہوں کا ہو اور اگر دوسری چیز کا ہو جیسے جو کا آٹا یا ستو ہو تو گیہوں سے بیع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں یوں ہی گیہوں کے آٹے کو جو کے ستو سے بھی بیچنا جائز ہے آٹے کو آٹے کے بدلے میں برابر کر کے بیچنا جائز ہے بلکہ بھنے ہوئے آٹے کو بھنے

ہوئے کے بدلے میں برابر کر کے بھی بیچنا جائز ہے اور ستو کو ستو کے بدلے میں بیچنا یا بھنے ہوئے گیہوں کو بھنے ہوئے گیہوں کے بدلے میں بیچنا جائز ہے۔ چھنے ہوئے آٹے کو بغیر چھنے کے بدلے بیع کرنے میں دونوں کا برابر ہونا ضروری ہے۔ (دُرّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: تلوں کو ان کے تیل کے بدلے میں یا زیتون کو روغن زیتون کے بدلے میں بیچنا اس وقت جائز ہے کہ ان میں جتنا تیل ہے وہ اس تیل سے زیادہ ہو جس کے بدلے میں اس کو بیع کر رہے ہیں یعنی کھلی کے مقابلہ میں تیل کا کچھ حصہ ہونا ضرور ہے ورنہ ناجائز یوں ہی سرسوں کو کڑوے تیل کے بدلے میں یا السی کو اس کے تیل کے بدلے میں بیع کرنے کا حکم ہے غرض یہ کہ جس کھلی کی کوئی قیمت ہوتی ہے اس کے تیل کو جب اس سے بیع کیا جائے تو جو تیل مقابل میں ہے وہ اس سے زیادہ ہو جو اس میں ہے۔ (ہدایہ' دُرّ مختار ردّالمحتار) اور اگر کوئی ایسی چیز اس میں ملی ہو جس کی کوئی قیمت نہ ہو جیسے سونار کے یہاں کی راکھ کہ اسے نیارے خریدتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ جس سونے یا چاندی کے عوض میں اسے خریدا اگر وہ زیادہ یا کم ہے بیع فاسد ہے اور برابر ہو تو جائز اور معلوم نہ ہو کہ برابر ہے یا نہیں جب بھی ناجائز (بحر وغیرہ) مسئلہ: جن چیزوں میں بیع جائز ہونے کے لئے برابری کی شرط ہے یہ ضرور ہے کہ مساوات کا علم وقت عقد ہو اگر بوقت عقد علم نہ تھا بعد کو معلوم ہوا جیسے گیہوں گیہوں کے بدلے میں تخمینہ سے بیچ دیئے پھر بعد میں ناپے گئے تو برابر نکلے بیع جائز نہیں ہوئی۔ (عالمگیری) مسئلہ: گیہوں گیہوں کے بدلے میں بیع کئے اور تقابض بدلین نہیں ہوا یہ جائز ہے غلہ کی بیع اپنی جنس یا غیر جنس سے ہو اس میں تقابض شرط نہیں مگر یہ اسی وقت ہے کہ دونوں جانب معین ہوں (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: مسلم اور کافر حربی کے درمیان دار الحرب میں جو عقد ہو اس میں سود نہیں مسلمان اگر دار الحرب میں امان لے کر گیا تو کافروں سے خوشی سے جس قدر ان کے اموال حاصل کرے جائز ہے اگرچہ ایسے طریقہ سے حاصل کئے کہ مسلمان کا مال اس طرح لینا جائز نہ ہو مگر یہ ضرور ہے کہ وہ کسی بد عہدی کے ذریعہ حاصل نہ کیا گیا ہو کہ بد عہدی کفار کے ساتھ بھی حرام ہے (جیسے کسی کافر نے اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی اور یہ دینا نہیں چاہتا یہ بد عہدی ہے اور درست نہیں۔ (درر)

عقد فاسد سے کافر حربی کا مال لیا جا سکتا ہے: مسئلہ: عقد فاسد کے ذریعہ سے کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر حربی کے ساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لئے مفید ہو جیسے ایک روپیہ کے بدلے میں دو روپے خریدے یا اس کے ہاتھ مردار کو بیچ ڈالا کہ اس طریقہ سے مسلمان کا روپیہ حاصل کرنا شرع کے

خلاف ہے اور حرام ہے لیکن کافر سے حاصل کرنا جائز ہے۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے اس کو دارالحرب کہنا صحیح نہیں مگر یہاں کے کفار یقیناً نہ ذمی نہ مستامن کیونکہ ذمی یا مستامن کے لئے بادشاہ اسلام کا ذمہ کرنا اور امن دینا ضروری ہے لہٰذا ان کفار کے اموال عقود فاسدہ کے ذریعہ حاصل کئے جاسکتے ہیں جب کہ بدعہدی نہ ہو۔

سود سے بچنے کی صورتیں: جس طرح سود لینا حرام ہے اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے حدیثوں میں دونوں پر لعنت آئی اور فرمایا دونوں برابر ہیں اس لئے سود دینے سے بھی بچنا ضروری ہے اگر کسی جائز ضرورت کے لئے قرض لینا ہی پڑے اور بغیر سود کے کوئی نہ دیتا ہو تو اس کے لئے یہ چند صورتیں ایسی ہیں کہ ان کے ذریعہ سے سود کی نجاست ونحوست سے نجات ملتی ہے اور قرض دینے والا جائز طریقہ پر نفع حاصل کرسکتا ہے صرف لین دین کی صورت میں کچھ تبدیلی کرنی پڑے گی مگر ناجائز وحرام سے بچاؤ ہو جائے گا شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ دل میں جب یہ ہے کہ سود ے کر ایک سو دس لوں تو پھر سود سے کہاں بچا اس کا جواب یہ ہے کہ شرع نے جس عقد کو جائز بتایا وہ اس خیال سے ناجائز وحرام نہیں ہوسکتا۔ دیکھو اگر روپیہ سے چاندی خریدی اور ایک روپیہ کی ایک روپیہ بھر زائد لی تو یقیناً سود[1] حرام ہے لیکن اگر مثلاً ایک گنی جو پندرہ روپیہ کی ہو اس سے پچیس روپے بھر سے اور زیادہ چاندی خریدی یا سولہ آنے پیسوں کی دو روپیہ پھر چاندی خریدی اگرچہ اس کا مقصود بھی وہی ہے کہ چاندی زیادہ لے جائے مگر اس طریقہ سے سود نہیں اور یہ صورت یقیناً حلال[2] ہے۔ معلوم ہوا کہ جائز وناجائز ہونا عقد کی نوعیت پر ہے عقد بدل جائے گا حکم بدل جائے گا اس مسئلہ کو زیادہ واضح کرنے کے لئے ہم دو حدیثیں لکھتے ہیں صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو خیبر کا حاکم بنا کر بھیجا وہ وہاں سے حضور کی خدمت میں عمدہ کھجوریں لائے حضور نے فرمایا کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسے ہی ہوتی ہیں انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ہم دو صاع کے بدلے میں ان کھجوروں کا ایک صاع لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں حضور نے فرمایا ایسا نہ کرو معمولی کھجوروں کو روپیہ سے بیچو پھر روپیہ سے اس قسم کی کھجوریں خریدا کرو اور تول کی چیزوں میں بھی ایسا ہی فرمایا اسی صحیحین میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس برنی کھجوریں لائے حضور نے فرمایا کہاں سے لائے انہوں نے عرض کیا

[1] حدیث میں ہے: الفضة بالفضة مثلاً بمثل يد ابيد والفضل ربوا

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا اختلف النوعان فبيعوا كيف شئتم

ہمارے یہاں خراب کھجوریں تھیں ان کے دو صاع کو ان کے ایک صاع کے عوض میں بیچ ڈالا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس یہ بالکل سود ہے یہ بالکل سود ہے ایسا نہ کرنا ہاں اگر ان کے خریدنے کا ارادہ ہو تو اپنی کھجوریں بیچ کر پھر ان کو خریدو ان حدیثوں سے واضح ہوا کہ بات وہی ہے کہ عمدہ کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں مگر اپنی کھجوریں زیادہ دے کر لیتے ہیں تو سود ہوتا ہے اور اگر اپنی کھجوریں روپیہ سے بیچ کر اچھی کھجور خریدی تو یہ جائز ہے اسی وجہ سے امام قاضی خان اپنے فتاویٰ میں سود سے بچنے کی صورتیں لکھتے ہوئے یہ تحریر فرماتے ہیں۔ ومثل هذا روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه امر بذالك اب اس تمہید کے بعد ہم وہ چند صورتیں بیان کرتے ہیں جو علماء نے سود سے بچنے کی بتائی ہیں مسئلہ: ایک شخص کے دوسرے پر دس روپے تھے اس نے مدیون سے کوئی چیز ان دس روپوں میں خرید لی اور مبیع پر قبضہ بھی کرلیا پھر اسی چیز کو مدیون کے ہاتھ بارہ میں ثمن وصول کرنے کی ایک میعاد مقرر کرکے بیچ ڈالا اب اس کے اس پر دس کی جگہ بارہ ہو گئے اور اسے دو روپے کا نفع ہوا اور سود نہ ہوا (خانیہ) مسئلہ: ایک نے دوسرے سے قرض طلب کیا وہ نہیں دیتا اپنی کوئی چیز مقرض کے ہاتھ سو روپے میں بیچ ڈالی اس نے سو روپے دے دیئے اور چیز پر قبضہ کرلیا پھر مستقرض نے وہی چیز مقرض سے سال بھر کے وعدہ پر ایک سو دس روپے میں خرید لی یہ بیع جائز ہے مقرض نے سو روپے دیئے اور ایک سو دس روپیہ مستقرض کے ذمہ لازم ہو گئے اور اگر مستقرض کے پاس کوئی چیز نہ ہو جس کو اس طرح بیع کرے تو مقرض مستقرض کے ہاتھ اپنی کوئی چیز ایک سو دس روپے میں بیع کرے اور قبضہ دے دے پھر مستقرض اس کو غیر کے ہاتھ سو روپے میں بیچے اور قبضہ دے دے پھر اس شخص اجنبی سے مقرض سو روپے میں خرید لے اور ثمن ادا کردے اور مستقرض کو سو روپے ثمن ادا کردے نتیجہ یہ ہوا کہ مقرض کی چیز اس کے پاس آ گئی اور مستقرض کو سو روپے مل گئے مگر مقرض کے اس کے ذمہ ایک سو دس روپے لازم رہے (خانیہ) مسئلہ: مقرض نے اپنی کوئی چیز مستقرض کے ہاتھ تیرہ روپے میں چھ مہینے کے وعدہ پر بیع کی اور قبضہ دے دیا پھر مستقرض نے اسی چیز کو اجنبی کے ہاتھ بیچا اور اس بیع کا اقالہ کرکے پھر اسی کو مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور روپے لے لئے اس کا بھی یہ نتیجہ ہوا کہ مقرض کی چیز واپس آ گئی اور مستقرض کو دس روپے مل گئے مگر مقرض کے اس کے ذمہ[1] تیرہ روپے واجب ہوئے۔ (خانیہ)

[1] اس صورت میں اگرچہ یہ بات ہوئی کہ جو چیز جتنے میں بیع کی قبل نقد ثمن مشتری سے اس سے کم میں خریدی مگر چونکہ اس صورت مفروضہ میں ایک بیع جو اجنبی سے ہوئی درمیان میں فاصل ہوگئی لہٰذا یہ بیع جائز ہے ۱۲-منہ سلمہ۔

بیع عینہ: مسئلہ: سود سے بچنے کی ایک صورت بیع عینہ ہے بیع عینہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے جیسے دس روپے قرض مانگے اس نے کہا میں قرض نہیں دوں گا یہ البتہ کرسکتا ہوں کہ یہ چیز تمہارے ہاتھ بارہ روپے میں بیچتا ہوں اگر تم چاہو خرید لو اسے بازار میں دس روپے کو بیع کر دینا تمہیں دس روپے مل جائیں گے اور کام چل جائے گا اور اسی صورت میں بیع ہوئی بائع نے زیادہ نفع حاصل کرنے اور سود سے بچنے کا یہ حیلہ نکالا کہ دس کی چیز بارہ میں بیع کر دی اس کا کام چل گیا اور خاطر خواہ اس کو نفع مل گیا بعض لوگوں نے اس کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ تیسرے شخص کو اپنی بیع میں شامل کریں یعنی مقرض نے قرض دار کے ہاتھ اس کو بارہ میں بیچا اور قبضہ دے دیا پھر قرض دار نے ثالث کے ہاتھ دس روپے میں بیچ کر قبضہ دے دیا اس نے مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور قبضہ دے دیا اور دس روپے ثمن کے مقرض سے وصول کر کے قرض دار کو دے دیئے نتیجہ یہ ہوا کہ قرض مانگنے والے کو دس روپے وصول ہو گئے مگر بارہ دینے پڑیں گے کیونکہ وہ چیز بارہ میں خریدی ہے (خانیہ، فتح، ردّالمحتار)

حقوق کا بیان

مسئلہ: دو منزلہ مکان ہے اس میں نیچے کی منزل خریدی، بالا خانہ عقد میں داخل نہ ہوگا۔ مگر جب کہ جمیع حقوق یا جمیع مرافق یا ہر قلیل و کثیر کے ساتھ خریدا ہوا۔ (ہدایہ وغیرہ)

مکان کی بیع میں کیا چیزیں داخل ہیں: مسئلہ: مکان کی خریداری میں پاخانہ (اگرچہ مکان سے باہر بنا ہو) اور کنواں اور اس کے صحن میں جو درخت ہوں وہ اور پائیں باغ سب بیع میں داخل ہیں ان چیزوں کی بیع نامہ میں صراحت کرنے کی ضرورت نہیں مکان سے باہر اس سے ملا ہوا باغ ہو اور چھوٹا ہو تو بیع میں داخل ہے اور مکان سے بڑا یا برابر کا ہو تو داخل نہیں جب تک خاص اس کا بھی نام بیع میں نہ لیا جائے۔ (دُرِّمختار) مسئلہ: مکان سے متصل باہر کی جانب کبھی ٹین وغیرہ کا چھپر ڈال لیتے ہیں جو نشست کے لئے ہوتا ہے اگر حقوق و مرافق کے ساتھ بیع ہوئی ہے تو داخل ہے ورنہ نہیں۔ (ہدایہ)

راستہ نالی وغیرہ کب بیع میں داخل ہوں گے: مسئلہ: راستہ خاص اور پانی بہنے کی نالی اور کھیت میں پانی آنے کی نالی اور وہ گھاٹ جس سے پانی آئے گا یہ سب چیزیں بیع میں اس وقت داخل ہوں گی جب کہ حقوق یا مرافق یا ہر قلیل و کثیر کا ذکر ہو۔ (دُرِّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: ایک مکان خریدا جس کا راستہ دوسرے مکان میں ہو کر جاتا ہے دوسرے مکان والے مشتری کو

آنے سے روک سکتے ہیں اس صورت میں اگر بائع نے کہہ دیا کہ اس مبیع کا راستہ دوسرے مکان میں سے نہیں ہے تو مشتری کو راستہ حاصل کرنے کا حق نہیں البتہ یہ ایک عیب ہوگا جس کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے اگر اس کی دیواروں پر دوسرے مکان کی کڑیاں رکھی ہیں اگر وہ دوسرا مکان بائع کا ہے تو حکم دیا جائے گا کہ اپنی کڑیاں اٹھا لے اور کسی دوسرے کا ہے تو یہ مکان کا ایک عیب ہے مشتری کو واپس کرنے کا حاصل ہوگا۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: مکان یا کھیت کرایہ پر لیا تو راستہ اور نالی اور گھاٹ اجارہ میں داخل ہیں یعنی اگرچہ حقوق و مرافق نہ کہا ہو جب بھی ان چیزوں پر تصرف کر سکتا ہے وقف و رہن اجارہ کے حکم میں ہیں۔ (ہدایہ و فتح) مسئلہ: دو شخص ایک مکان میں شریک تھے باہم تقسیم ہوئی ایک کے حصہ کا راستہ یا نالی دوسرے کے حصے میں ہے اگر بوقت تقسیم حقوق کا ذکر تھا جب تو کوئی حرج نہیں اور ذکر نہ تھا تو دوسرے کو راستہ وغیرہ نہ ملے گا پھر اگر وہ اپنے حصہ میں نیا راستہ اور نالی وغیرہ نکال سکتا ہے تو نکال لے اور تقسیم صحیح ہے ورنہ تقسیم غلط ہوئی توڑ دی جائے جب کہ تقسیم کے وقت راستہ وغیرہ کا خیال کیا ہی نہ گیا ہو۔ (ردّالمحتار)

استحقاق کا بیان

استحقاق کی تعریف: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بظاہر کوئی چیز ایک شخص کی معلوم ہوتی ہے اور وہ واقع میں دوسرے کی ہوتی ہے یعنی دوسرا شخص اس کا مدعی ہوتا ہے اور اپنی ملک ثابت کر دیتا ہے اس کو استحقاق کہتے ہیں۔

استحقاق کی قسمیں اور حکم: مسئلہ: استحقاق کی دو قسم ہے ایک یہ کہ دوسرے کی ملک کو بالکل باطل کر دے اس کو مبطل کہتے ہیں دوسرا یہ کہ ملک کو ایک سے دوسرے کی طرف منتقل کر دے اس کو ناقل کہتے ہیں مبطل کی مثال حریت اصلیہ کا دعویٰ یعنی یہ غلام تھا ہی نہیں یا عتق کا دعویٰ مدبر یا مکاتب ہونے کا دعویٰ ناقل کی مثال یہ کہ زید نے بکر پر دعویٰ کیا کہ یہ چیز جو تمہارے پاس ہے تمہاری نہیں میری ہے۔ (دُرِّمختار) مسئلہ: استحقاق کی دوسری قسم کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ چیز کسی عقد کے ذریعہ سے مدعا علیہ (قابض) کو حاصل ہوئی ہے تو محض ملک ثابت کر دینے سے عقد فسخ نہیں ہوگا کیونکہ وہ چیز ضرور قابل عقد ہے یعنی مدعی کی چیز ہے جس کو دوسرے نے مدعا علیہ کے ہاتھ مثلاً فروخت کر دیا یہ بیع فضولی ٹھہری جو مدعی کی اجازت پر موقوف ہے۔ (دُرِّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: مستحق کے موافق قاضی نے فیصلہ صادر کر دیا اس سے بیع فسخ نہیں ہوئی ہو سکتا ہے کہ مستحق مشتری سے وہ چیز نہ لے ثمن وصول کر لے یا بیع کو فسخ کر دے اور یہ بھی ہو سکتا ہے

کہ خود مشتری وہ چیز بائع کو واپس کر دے اور ثمن پھیر لے اب بیع فسخ ہو گئی یا مشتری نے قاضی کو درخواست دی کہ بائع پر واپسی ثمن کا حکم صادر کر دے اس نے حکم دے دیا یا یہ دونوں خود اپنی رضامندی سے عقد کو فسخ کریں۔ (فتح القدیر ردّالمحتار) مسئلہ: جب چیز مستحق کی ہو گئی تو مشتری کو بائع سے ثمن واپس لینے کا حق حاصل ہو گیا مگر کوئی مشتری اپنے بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا جب تک اس کے مشتری نے اس سے واپس نہ لیا ہو مثلاً مشتری اول بائع سے اس وقت ثمن لے گا جب مشتری دوم نے اس سے لیا ہو اور اگر خریدار نے بروقت خریداری کوئی کفیل ضامن لیا تھا جو اس کا ضامن تھا کہ اگر کسی دوسرے کی یہ چیز ثابت ہوئی تو ثمن کا میں ضامن ہوں اس ضامن سے مشتری ثمن اس وقت وصول کر سکتا ہے جب مکفول عنہ کے خلاف میں قاضی نے واپسی کا فیصلہ کر دیا ہو (درر) مسئلہ: استحقاق مبطل میں بائعین و مشترین کے مابین جتنے عقود ہیں وہ سب فسخ ہو گئے اس کی ضرورت نہیں کہ قاضی ان عقود کو فسخ کرے۔ ہر ایک بائع اپنے بائع سے ثمن واپس لینے کا حق دار ہے اس کی ضرورت نہیں کہ جب مشتری اس سے لے تو یہ بائع سے لے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر ایک شخص ضامن سے وصول کر لے اگرچہ مکفول عنہ پر واپسی ثمن کا فیصلہ نہ ہوا ہو۔ (درر غرر) مسئلہ: کسی جائیداد کی نسبت وقف کا حکم ہوا یہ حکم تمام لوگوں کے مقابل نہیں یعنی اگر اس کے متعلق ملک یا دوسرے وقف کا دوسرا شخص دعویٰ کرے تو وہ دعویٰ مسموع ہو گا۔ (دُرّمختار) مسئلہ: بائع مر گیا ہے اور اس کا وارث بھی کوئی نہیں اور مشتری پر استحقاق ہوا تو قاضی خود بائع کا ایک وصی مقرر کرے گا اور مشتری اس سے ثمن واپس لے گا بائع کہتا ہے یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے مگر اس کو ثابت نہ کر سکا یا وہ بیع ہی سے انکار کرتا ہے جب بھی مشتری ثمن واپس لے سکتا ہے۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: جائیداد غیر منقولہ بیع کر دی پھر دعویٰ کرتا ہے کہ یہ جائیداد وقف ہے اور اس پر گواہ پیش کرتا ہے۔ یہ گواہ سنے جائیں گے۔ (دُرّمختار) مسئلہ: مکان خریدا اور اس میں تعمیر کی پھر کسی نے وہ مکان اپنا ثابت کر دیا تو مشتری بائع سے صرف ثمن لے سکتا ہے عمارت کے مصارف نہیں لے سکتا یونہی مشتری نے مکان کی مرمت کرائی تھی یا کنواں کھدوایا صاف کرایا تو ان چیزوں کا معاوضہ نہیں مل سکتا اور اگر دستاویز میں یہ شرط لکھی ہوئی ہے کہ جو کچھ مرمت میں صرف ہو گا بائع کے ذمہ ہو گا تو بیع ہی فاسد ہو جائے گی اور اگر کنواں کھدوایا اور اینٹ پتھروں سے وہ جوڑا گیا تو کھودنے کے دام نہیں ملیں گے چنائی کی قیمت ملے گی اور اگر یہ شرط تھی کہ بائع کے ذمہ کھدائی ہو گی بیع فاسد ہے۔

(دُرّمختار)

بیع سلم کا بیان

بیع کی چار صورتیں ہیں مقایضہ، صرف، مطلق، سلم: مسئلہ: بیع کی چار صورتیں ہیں دونوں طرف عین ہوں یا دونوں طرف ثمن یا ایک طرف عین اور ایک طرف ثمن اگر دونوں طرف عین ہو اس کو مقایضہ کہتے ہیں اور دونوں طرف ثمن ہو تو بیع صرف کہتے ہیں اور تیسری صورت میں کہ ایک طرف عین ہو اور ایک طرف ثمن اس کی دو صورتیں ہیں اگر مبیع کا موجود ہونا ضروری ہو تو بیع مطلق ہے اور ثمن کا فوراً دینا ضروری ہو تو بیع سلم ہے لہٰذا سلم میں جس کو خریدا جاتا ہے وہ بائع کے ذمہ دین ہے اور مشتری ثمن کو فی الحال ادا کرتا ہے جو روپیہ دیتا ہے اس کو رب السلم اور مسلم کہتے ہیں اور دوسرے کو مسلم الیہ اور مبیع کو مسلم فیہ اور ثمن کو راس المال بیع مطلق کے جو ارکان ہیں وہ اس کے بھی ہیں اس کے لئے بھی ایجاب و قبول ضروری ہے ایک کہے میں نے تجھ سے سلم کیا دوسرا کہے میں نے قبول کیا اور بیع کا لفظ بولنے سے بھی سلم کا انعقاد ہوتا ہے۔

(فتح القدیر دُرّمختار)

بیع سلم کے شرائط: بیع سلم کے لئے چند شرطیں ہیں جن کا لحاظ ضروری ہے۔ ۱- عقد میں شرط خیار نہ ہو نہ دونوں کے لئے نہ ایک کے لئے۔ ۲- راس المال کی جنس کا بیان ہو کہ روپیہ ہے یا اشرفی یا نوٹ یا پیسہ۔ ۳- اس کی نوع کا بیان یعنی مثلاً اگر وہاں مختلف قسم کے روپے اشرفیاں رائج ہوں تو بیان کرنا ہو گا کہ کس قسم کے روپے یا اشرفیاں ہیں۔ ۴- بیان وصف اگر کھرے کھوٹے کئی طرح کے سکے ہوں تو اسے بھی بیان کرنا ہو گا۔ ۵- راس المال کی مقدار کا بیان یعنی اگر عقد کا تعلق اس کی مقدار کے ساتھ ہو تو مقدار کا بیان کرنا ضرور ہو گا فقط اشارہ کر کے بتانا کافی نہیں جیسے تھیلی میں روپے ہیں تو یہ کہنا کافی نہیں کہ ان روپوں کے بدلے میں سلم کرتا ہوں بتانا بھی پڑے گا یہ سو ہیں اور اگر عقد کا تعلق اس کی مقدار سے نہ ہو جیسے راس المال کپڑے کا تھان یا عددی متفاوت ہو تو اس کی گنتی بتانے کی ضرورت نہیں اشارہ کر کے معین کر دینا کافی ہے اگر مسلم فیہ دو مختلف چیزیں ہوں اور راس المال مکیل یا موزون ہو تو ہر ایک کے مقابل میں ثمن کا حصہ مقرر کر کے ظاہر کرنا ہو گا اور مکیل و موزون نہ ہو تو تفصیل کی حاجت نہیں اور اگر راس المال دو مختلف چیزیں ہوں (جیسے کچھ روپے ہیں اور کچھ اشرفیاں) تو ان دونوں کی مقدار بیان کرنی ضرور ہے ایک کی بیان کر دی اور ایک کی نہیں کی تو دونوں میں سلم صحیح نہیں۔ ۶- اسی مجلس عقد میں راس المال پر مسلم الیہ کا قبضہ ہو جائے۔

بیع سلم کس چیز میں درست ہے اور کس میں نہیں: مسئلہ: بیع سلم کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ ثمن کا مالک ہو جائے گا اور رب السلم مسلم فیہ کا جب یہ عقد صحیح ہوگا اور مسلم الیہ نے وقت پر مسلم فیہ کو حاضر کر دیا تو رب السلم کو لینا ہی ہے ہاں اگر شرائط کے خلاف وہ چیز ہے تو مسلم الیہ کو مجبور کیا جائے گا کہ جس چیز پر بیع سلم منعقد ہوئی وہ حاضر لائے۔ (عالمگیری) مسئلہ: بیع سلم اس چیز کی ہو سکتی ہے جس کی صفت کا انضباط ہو سکے اور اس کی مقدار معلوم ہو سکے وہ چیز کیلی ہو جیسے جو گیہوں یا وزنی جیسے لوہا' تانبا' پیتل یا عددی متقارب جیسے اخروٹ انڈا' پیسہ' ناشپاتی' نارنگی' انجیر وغیرہ' خام اینٹ' اور پختہ اینٹوں میں سلم صحیح ہے جب کہ سانچا مقرر ہو جائے جیسے اس زمانہ میں عموماً دس انچ طول پانچ انچ عرض کی ہوتی ہے یہ بیان بھی کافی ہے مسئلہ: زرعی چیز میں بھی سلم جائز ہے جیسے کپڑا اس کے لئے ضروری ہے کہ طول وعرض معلوم ہو اور یہ کہ وہ سوتی ہے یا ٹسری یا ریشمی یا مرکب اور کیسا بنا ہوا ہوگا' جیسے فلاں شہر کا فلاں کارخانہ فلاں شخص کا اس کی بناوٹ کیسی ہوگی باریک ہوگا موٹا ہوگا اس کا وزن کیا ہوگا جب کہ بیع میں وزن کا اعتبار ہوتا ہو یعنی بعض کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا وزن میں کم ہونا خوبی ہے اور بعض میں وزن کا زیادہ ہونا بچھونے چٹائیاں دریاں' ٹاٹ' کمبل' جب ان کا طول وعرض وصفت سب چیزوں کی وضاحت ہو جائے تو ان میں بھی سلم ہو سکتا ہے۔ (دُرّ مختار) مسئلہ: نئے گیہوں میں سلم کیا اور ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں یہ ناجائز ہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ: جو چیزیں عددی ہیں اگر سلم میں ناپ یا وزن کے ساتھ ان کی مقدار معین کر لیں تو کوئی حرج نہیں۔ (دُرّ مختار) مسئلہ: دودھ دہی میں بھی بیع سلم ہو سکتی ہے ناپ یا وزن جس طرح چاہیں ان کی مقدار معین کر لیں گھی تیل میں بھی درست ہے وزن سے ہو یا ناپ سے۔ (عالمگیری) مسئلہ: بھوسہ میں سلم درست ہے اس کی مقدار وزن سے مقرر کریں جیسے کہ آج کل اکثر شہروں میں وزن کے ساتھ بھس بکا کرتا ہے یا بوریوں کی ناپ مقرر ہو جب کہ اس سے معین ہو جائے ورنہ جائز نہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ: عددی متفاوت جیسے تربز' کدو' آم' ان میں گنتی سے سلم جائز نہیں اور اگر وزن سے مسلم کیا ہو کہ اکثر جگہ کدو وزن سے بکتا بھی ہے اس میں وزن سے سلم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (دُرّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ: مچھلی میں سلم جائز ہے خشک مچھلی ہو یا تازہ' تازہ میں یہ ضرور ہے کہ ایسے موسم میں ہو کہ مچھلیاں بازار میں ملتی ہوں یعنی جہاں ہمیشہ دستیاب نہ ہوں کبھی ہوں کبھی نہیں وہاں یہ شرط ہے مچھلیاں بہت قسم کی ہوتی ہیں لہٰذا قسم کا بیان کرنا بھی ضروری ہے اور مقدار کا

تعین وزن سے ہو عدد سے نہ ہو کیونکہ ان کے عدد میں بہت تفاوت ہوتا ہے چھوٹی مچھلیوں میں ناپ سے بھی سلم درست ہے۔ (دُرّ مختار) مسئلہ: بیع سلم کسی حیوان میں درست نہیں نہ لونڈی غلام میں نہ چوپایہ میں نہ پرند میں حتیٰ کہ جو جانور یکساں ہوتے ہیں جیسے کبوتر' بٹیر' قمری' فاختہ' چڑیا ان میں بھی سلم جائز نہیں۔ جانوروں کی سری پائے میں بھی بیع سلم درست نہیں ہاں اگر جنس ونوع بیان کر کے سری پایوں میں وزن کے ساتھ سلم کیا تو جائز ہے کہ اب تفاوت بہت کم رہ جاتا ہے۔ (دُرّ مختار ورد المحتار) مسئلہ: لکڑیوں کے گٹھوں میں سلم اگر اس طرح کریں کہ اتنے گٹھے اتنے روپے میں لیں گے یہ ناجائز ہے کہ اس طرح بیان کرنے سے مقدار اچھی طرح نہیں معلوم ہوتی ہاں اگر گٹھوں کا انضباط ہو جائے جیسے اتنی بڑی رسی سے وہ گٹھا باندھا جائے گا اور اتنا لمبا ہوگا اور اس قسم کی بندش ہوگی تو سلم جائز ہے ترکاریوں میں گڈیوں کے ساتھ مقدار بیان کرنا جیسے روپیہ یا اتنے پیسوں میں اتنی گڈیاں فلاں وقت لی جائیں گی یہ بھی ناجائز ہے کہ گڈیاں یکساں نہیں ہوتیں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں اور اگر ترکاریوں اور ایندھن کی لکڑیوں میں وزن کے ساتھ سلم ہو تو جائز ہے۔ (دُرّ مختار)

راس المال اور مسلم فیہ پر قبضہ اور ان میں تصرف: مسئلہ: مسلم الیہ راس المال میں قبضہ کرنے سے پہلے کوئی تصرف نہیں کر سکتا اور رب السلم مسلم فیہ میں کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتا جیسے اسے بیع کر دے یا کسی سے کہے فلاں سے میں نے اتنے من گیہوں میں سلم کیا ہے وہ تمہارے ہاتھ بیچے نہ اس میں کسی کو شریک کر سکتا (کہ کسی سے کہے سو روپے سے میں نے سلم کیا ہے اگر پچاس تم دے دو تو برابر کے شریک ہو جاؤ) یا اس میں تولیہ یا مرابحہ کرے یہ سب تصرفات ناجائز ہیں اگر خود مسلم الیہ کے ساتھ یہ عقود کئے (جیسے اس کے ہاتھ انہیں داموں میں یا زیادہ داموں میں بیع کر ڈالی یا اسے شریک کر لیا یہ بھی ناجائز ہے اگر رب السلم نے مسلم فیہ اس کو ہبہ کر دیا اور اس نے قبول بھی کر لیا تو یہ سلم کا اقالہ قرار پائے گا اور حقیقۃً ہبہ نہ ہوگا اور راس المال واپس کرنا ہوگا۔ (دُرّ مختار) مسئلہ: راس المال جو چیز قرار پائی ہے اس کے عوض میں دوسری جنس کی چیز دینا جائز نہیں جیسے روپے سے سلم ہوا اور اس کی جگہ اشرفی یا نوٹ دیا یہ ناجائز ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: مسلم فیہ کے بدلے میں دوسری چیز لینا دینا ناجائز ہے۔ ہاں اگر مسلم الیہ نے مسلم فیہ اس سے بہتر دیا جو ٹھہرا تھا تو رب السلم اس کے قبول سے انکار نہیں کر سکتا اور اس سے گھٹیا پیش کرتا ہے تو انکار کر سکتا ہے۔ (عالمگیری)

استصناع کا بیان

استصناع یعنی کاریگر کو فرمائش دے کر بنوانا: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کاریگر کو فرمائش دے کر چیز بنوائی جاتی ہے اس کو استصناع کہتے ہیں اگر اس میں کوئی میعاد مذکور ہو اور وہ ایک ماہ سے کم کی نہ ہو تو وہ سلم ہے تمام وہ شرائط جو بیع مسلم میں مذکور ہوئے ان کی مراعات کی جائے یہاں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اس کے بنوانے کا چلن اور رواج مسلمانوں میں ہے یا نہیں بلکہ صرف یہ دیکھیں گے کہ اس میں سلم جائز ہے یا نہیں اگر مدت ہی نہ ہو یا ایک ماہ سے کم کی مدت ہو تو استصناع درست ہے اور جس میں رواج نہ ہو جیسے کپڑا بنوانا' کتاب چھپوانا' اس میں صحیح نہیں۔ (دُرِّ مختار وغیرہ) مسئلہ: علماء کا اختلاف ہے کہ استصناع کو بیع قرار دیا جائے یا وعدہ جس کو بنوایا جاتا ہے وہ معدوم سے ۔ اور معدوم کی بیع نہیں ہو سکتی لہٰذا وہ وعدہ ہے جب کاریگر بنا کر لاتا ہے اس وقت بطور تعاطی بیع ہو جاتی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ بیع ہے تعامل نے خلاف قیاس اس بیع کو جائز کیا اگر وعدہ ہوتا تو تعامل کی ضرورت نہ ہوتی ہر جگہ استصناع جائز ہوتا استصناع میں جس چیز پر عقد ہے وہ چیز ہے کاریگر کا عمل معقود علیہ نہیں لہٰذا اگر دوسرے کی بنائی ہوئی لایا یا عقد سے پہلے بنا چکا تھا وہ لایا اور اس نے لے لی درست ہے اور عمل معقود علیہ ہوتا تو درست نہ ہوتا۔ (ہدایہ) مسئلہ: جو چیز فرمائش کی بنائی گئی وہ بنوانے کے لئے متعین نہیں جب وہ پسند کرلے تو اس کی ہوگی اور اگر کاریگر نے اس کے دکھانے سے پہلے ہی بیچ ڈالی تو بیع صحیح ہے اور بنوانے والے کے پاس پیش کرنے پر کاریگر کو یہ اختیار نہیں کہ اسے نہ دے دوسرے کو دے دے بنوانے والے کو اختیار ہے کہ لے یا چھوڑ دے عقد کے بعد کاریگر کو یہ اختیار نہیں کہ نہ بنائے عقد ہو جانے کے بعد بنانا لازم ہے۔ (ہدایہ)

بیع کے متفرق مسائل: مٹی کی گائے' ہاتھی' بیل' گھوڑا اور ان کے علاوہ دوسرے کھلونے بچوں کے کھیلنے کے لئے خریدنا جائز نہیں اور ان چیزوں کی کوئی قیمت بھی نہیں اگر کوئی شخص انہیں توڑ پھوڑ دے تو اس پر تاوان بھی واجب نہیں۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: کتا' بلی' ہاتھی' چیتا' باز' شکرا' بہری' ان سب کی بیع جائز ہے۔ شکاری جانور معلم (سکھائے ہوئے) ہوں یا غیر معلم دونوں کی بیع صحیح ہے مگر یہ ضرور ہے کہ قابل تعلیم ہوں کٹکھنا کتا جو قابل تعلیم نہیں ہے اس کی بیع درست نہیں۔ (دُرِّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: بندر کو کھیل اور مذاق کے لئے خریدنا منع ہے اور اس کے ساتھ کھلینا اور تمسخر کرنا حرام۔ (دُرِّ مختار)

کس غرض سے کتا پالنا جائز ہے: مسئلہ: جانور یا زراعت یا کھیتی یا مکان کی حفاظت کے لئے یا شکار کے لئے کتا پالنا جائز ہے اور یہ مقاصد نہ ہوں تو پالنا[1] ناجائز اور جس صورت پالنا جائز ہے اس میں بھی مکان کے اندر نہ رکھیں البتہ اگر چور یا دشمن کا خوف ہے تو مکان کے اندر بھی رکھ سکتا ہے۔ (فتح القدیر) مسئلہ: مچھلی کے سوا پانی کے تمام جانور مینڈک' کیکڑا وغیرہ اور حشرات الارض چوہا' چھچھوندر' گھونس' چھپکلی' گرگٹ' گوہ' بچھو' چیونٹی کی بیع ناجائز ہے۔ (فتح) مسئلہ: کافر ذمی بیع کی صحت وفساد کے معاملہ میں مسلم کے حکم میں ہے یہ بات البتہ ہے کہ اگر وہ شراب وخنزیر کی بیع وشرا کریں تو ہم ان سے تعرض نہ کریں گے۔ (ہدایہ) مسئلہ: کافر نے اگر مصحف شریف خریدا ہے تو اسے مسلمان کے ہاتھ فروخت کرنے پر مجبور کریں گے (تنویر) مسئلہ: ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور مبیع پر نہ قبضہ کیا نہ ثمن ادا کیا اور غائب ہوگیا مگر معلوم ہے کہ فلاں جگہ ہے تو قاضی یہ حکم نہیں دے گا کہ اسے بیچ کر ثمن وصول کرے اور اگر معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور گواہوں سے قاضی کے سامنے اس نے بیع ثابت کردی تو قاضی یا اس کا نائب بیع کرکے ثمن ادا کردے اگر کچھ بچ رہے تو اس کے لئے محفوظ رکھے اور کمی پڑے تو مشتری جب مل جائے اس سے وصول کرے۔ (دُرِّ مختار)

---

[1] بخاری ومسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جس نے کتا پالا اس کے عمل میں سے ہر روز دو قیراط کم ہو جائیں گے سوا اس کتے کے جو جانور کی حفاظت کیلئے ہو یا شکار کیلئے ہو قیراط ایک مقدار ہے واللہ اعلم وہ کتنی بڑی ہے اسی بخاری ومسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے کتا پالا اس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہوگی مگر وہ کتا کہ جانور یا کھیتی کی حفاظت کیلئے ہو یا شکار کیلئے پہلے حدیث میں دو قیراط اور دوسری میں ایک قیراط کی کمی بتائی گئی یا شاید یہ تفاوت کتے کی نوعیت کے اختلاف سے ہو یا پالنے والے کی دلچسپی کبھی زیادہ ہوتی ہے کبھی کم اس وجہ سے سزا مختلف بیان فرمائی صحیح مسلم میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتوں کے قتل کا حکم فرمایا اس کے بعد قتل سے منع فرمایا اور یہ فرمایا کہ وہ کتا جو بالکل سیاہ ہو اور آنکھوں کے اوپر دو سپید نقطے ہوں اسے مار ڈالو کہ وہ شیطان ہے صحیحین میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جس گھر میں کتا اور تصویریں ہوتی ہیں اس میں فرشتے نہیں آتے صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کو غمگین تھے اور یہ فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے آج رات میں ملاقات کا وعدہ کیا تھا مگر وہ میرے پاس نہیں آئے واللہ انہوں نے وعدہ خلافی نہیں کی کہ اس کے بعد حضور کو خیال ہوا کہ خیمے کے نیچے کتے کا پلا ہے اس کے نکال دینے کا حکم فرمایا پھر حضور نے اپنے ہاتھ میں پانی لے کر اس جگہ کو دھویا شام کو جبرائیل علیہ السلام آئے حضور نے ارشاد فرمایا شب گزشتہ تم نے ملاقات کا وعدہ کیا تھا کیوں نہیں آئے عرض کی کہ ہم اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔ دار قطنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض انصار کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور ان کے قریب دوسرے انصار کا مکان تھا ان کے یہاں تشریف نہیں لے جاتے ان لوگوں پر یہ بات شاق گزری اور عرض کی یا رسول اللہ حضور فلاں کے یہاں تشریف لاتے ہیں اور ہمارے یہاں تشریف نہیں لاتے فرمایا میں اسی لئے تمہارے یہاں نہیں آتا کہ تمہارے گھر میں کتا ہے۔ منہ سلمہ۔

اعواض و دیون میں جب چند چیزیں ذکر کی جائیں تو سب کا حصہ برابر مانا جائے گا: مسئلہ: یہ کہا کہ یہ چیز ہزار روپے اور اشرفیوں میں خریدی تو پانچ سو روپے اور پانچ سو اشرفیاں دینی ہوں گی تمام معاملات میں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب چند چیزیں ذکر کی جائیں تو وزن یا ناپ یا عدد ان سب کے مجموعے سے پورا کریں گے اور سب کو برابر لیں گے۔ مہر بدل خلع، وصیت، ودیعت، اجارہ، اقرار، غصب، سب کا وہی حکم ہے جو بیع کا ہے جیسے کسی نے کہا فلاں شخص کے مجھ پر ایک من گیہوں اور جو ہیں تو نصف من گیہوں اور نصف من جو دینے ہوں گے یا کہا ایک سو انڈے، اخروٹ، سیب، ہیں تو ہر ایک میں سے سو کی ایک ایک تہائی سو گز فلاں فلاں کپڑا تو دونوں کے پچاس پچاس گز۔ (ہدایہ فتح ردّالمحتار) مسئلہ: عورت نے اپنے مال سے شوہر کو کفن دیا یا ورثاء میں سے کسی نے میت کو کفن دیا اگر ویسا ہی کفن ہے جیسا دینا چاہیے تو ترکہ میں سے اس کا صرفہ لے سکتا ہے اور اس سے بیش ہے تو جو کچھ زیادتی ہے وہ نہیں ملے گی اور اگر اجنبی نے کفن دیا ہے تو تبرع ہے اسے کچھ نہیں مل سکتا۔ (دُرِّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: حرام طور پر کسب کیا یا پرایا مال غصب کر لیا اور اس سے کوئی چیز خریدی تو اس کی چند صورتیں ہیں۔ بائع کو یہ روپیہ پہلے دے دیا پھر اس کے عوض میں چیز خریدی یا اس حرام روپیہ کو معین کر کے اس سے چیز خریدی اور یہی روپیہ دیا اسی حرام سے خریدی مگر روپیہ دوسرا دیا خریدنے میں اس کو معین نہیں کیا یعنی مطلقاً کہا ایک روپیہ کی چیز دو اور یہ حرام روپیہ دیا دوسرے روپے سے چیز خریدی اور حرام روپیہ دیا پہلی دو صورتوں میں مشتری کے لئے وہ بیع حلال نہیں اور اس سے جو کچھ نفع حاصل کیا وہ بھی حلال نہیں باقی تین صورتوں میں حلال ہے۔ (ردّالمحتار)

کیا چیز شرط فاسد سے فاسد ہوتی ہے اور کس کو شرط پر معلق کر سکتے ہیں:

تنبیہ: کیا چیز شرط سے فاسد ہوتی ہے اور کیا نہیں ہوتی اور کس کو شرط پر معلق کر سکتے ہیں اور کس کو نہیں کر سکتے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب مال کو مال سے تبادلہ کیا جائے وہ شرط فاسد سے فاسد ہو گا جیسے بیع کہ شروط فاسدہ سے بیع ناجائز ہوتی ہے (جس کا بیان پہلے ہو چکا) اور جہاں مال کو مال سے بدلنا نہ ہو وہ شرط فاسد سے فاسد نہیں چاہے مال کو غیر مال سے بدلنا ہو (جیسے نکاح طلاق خلع علی المال) یا از قبیل تبرعات ہو (جیسے ہبہ، وصیت) ان میں خود وہ شروطِ فاسدہ ہی باطل ہو جاتی ہیں اور قرض اگرچہ انتہاءً مبادلہ ہے مگر ابتداءً جو تبرع ہے شرط فاسد سے فاسد نہیں دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز از قبیل تملیک یا تقیید ہو اس کو شرط پر معلق نہیں کر سکتے تملیک کی مثال بیع، اجارہ، ہبہ، نکاح، اقرار وغیرہ، تقیید کی مثال رجعت، وکیل کو معزول کرنا، غلام کے

تصرفات روک دینا اور اگر تملیک و تقیید نہ ہو بلکہ از قبیل اسقاط ہو جیسے طلاق یا از قبیل التزامات یا اطلاقات یا ولایات یا تحریضات ہو تو شرط پر معلق کر سکتے ہیں وہ چیزیں جو شرط فاسد سے فاسد ہوتی ہیں اور ان کو شرط پر معلق نہیں کر سکتے حسب ذیل میں ان میں بعض وہ ہیں کہ ان کی تعلیق درست نہیں ہے مگر ان میں شرط لگا سکتے ہیں) بیع، تقسیم، اجارہ، اجازہ، رجعت، مال سے صلح، دین سے ابراء یعنی دین کی معافی، مزارعہ، معاملہ، اقرار، وقف، تحکیم، عزلِ وکیل، اعتکاف۔ (دُرِّ مختار و ردّالمحتار و بحر) مسئلہ: یہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ شرط فاسد سے بیع فاسد ہو جاتی ہے اور اگر عقد میں شرط داخل نہیں ہے مگر بعد عقد متصلاً شرط ذکر کر دی تو عقد صحیح ہے جیسے لکڑیوں کا گٹھا خریدا اور خریدنے میں کوئی شرط نہ تھی فوراً ہی یہ کہا تمہیں میرے مکان پر پہنچانا ہو گا۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: اگر اقرار کی صورت یہ ہے کہ کسی نے کہا کہ فلاں کا مجھ پر اتنا روپیہ ہے اگر وہ مجھے اتنا روپیہ قرض دے یا فلاں شخص آ جائے تو یہ اقرار صحیح نہیں یا ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اس نے کہا اگر میں کل نہ آیا تو وہ مال میرے ذمہ ہے اور نہیں آیا یہ اقرار صحیح نہیں یا ایک نے دعویٰ کیا دوسرے نے کہا اگر قسم کھا جائے تو میں دین دار ہوں اس نے قسم کھا لی مگر یہ اب انکار کرتا ہے تو اس اقرار مشروط کی وجہ سے اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (ردّالمحتار) مسئلہ: تحکیم یعنی کسی کو پنچ بنانا اس کو شرط پر معلق کیا جیسے یہ کہا جب چاند ہو جائے تو تم ہمارے درمیان میں پنچ ہو یہ تحکیم صحیح نہیں۔ (دُرِّ مختار) بعض وہ چیزیں کہ شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتیں بلکہ باوجود ایسی شرط کے وہ چیز صحیح ہوتی ہے وہ یہ ہے۔ ۱- قرض۔ ۲- ہبہ۔ ۳- نکاح۔ ۴- طلاق۔ ۵- خلع۔ ۶- صدقہ۔ ۷- عتق۔ ۸- رہن۔ ۹- ایصا۔ ۱۰- وصیت۔ ۱۱- شرکت۔ ۱۲- مضاربت۔ ۱۳- قضا۔ ۱۴- امارت۔ ۱۵- کفالہ۔ ۱۶- حوالہ۔ ۱۷- وکالت۔ ۱۸- اقالہ۔ ۱۹- کتابت۔ ۲۰- غلام کو تجارت کی اجازت۔ ۲۱- لونڈی سے جو بچہ ہوا اس کی نسبت یہ دعویٰ کہ میرا ہے۔ ۲۲- قصداً قتل کیا ہے اس سے مصالحت۔ ۲۳- کسی کو مجروح کیا ہے اس سے صلح۔ ۲۴- بادشاہ کا کفار کو ذمہ دینا۔ ۲۵- مبیع میں عیب پانے کی صورت میں اس کے واپس کرنے کو شرط پر معلق کرنا خیار شرط میں واپسی کو معلق بر شرط کرنا قاضی کی معزولی جن چیزوں کو شرط پر معلق کرنا جائز ہے وہ اسقاط محض ہیں جن کے ساتھ حلف کر سکتے ہیں (جیسے نماز روزہ حج اور تولیات یعنی دوسرے کو ولی بنانا (جیسے قاضی یا بادشاہ و خلیفہ مقرر کرنا) وہ چیزیں جن کی اضافت زمانہ مستقبل کی طرف ہو سکتی ہے۔ ۱- اجارہ۔ ۲- فسخ اجارہ۔ ۳- مضاربت۔ ۴- معاملہ۔ ۵- مزارعہ۔ ۶- وکالت۔ ۷- کفالۃ۔ ۸- ایصا۔ ۹- وصیت۔ ۱۰- قضا۔ ۱۱- امارت۔

۱۲- طلاق۔ ۱۳- عتاق۔ ۱۴- وقف۔ ۱۵- عاریت۔ ۱۶- اذن تجارت وہ چیزیں جن کی اضافت مستقبل کی طرف صحیح نہیں۔ ۱- بیع ۲- بیع کی اجازت۔ ۳- بیع کا فسخ ۴- قسمت۔ ۵- شرکت۔ ۶- ہبہ۔ ۷- نکاح۔ ۸- رجعت۔ ۹- مال سے صلح۔ ۱۰- دین سے ابرا۔

بیع صرف کا بیان

نوٹ اصطلاحی ہے: مسئلہ: صرف کے معنی ہم پہلے بتا چکے ہیں یعنی ثمن کو ثمن سے بیچنا صرف میں کبھی جنس کا تبادلہ جنس سے ہوتا ہے جیسے روپیہ سے چاندی خریدنا یا چاندی کی ریزگاریاں خریدنا سونے کو اشرفی سے خریدنا اور کبھی غیر جنس سے تبادلہ ہوتا ہے جیسے روپے سے سونا یا اشرفی خریدنا۔

ثمن کی قسمیں: مسئلہ: ثمن سے مراد عام ہے کہ وہ ثمن خلقی ہو یعنی اسی لئے پیدا کیا گیا ہو چاہے اس میں انسانی صنعت بھی داخل ہو یا نہ ہو۔ چاندی سونا اور ان کے سکے اور زیورات یہ سب ثمن خلقی میں داخل ہیں۔ دوسری قسم غیر خلقی جس کو ثمن اصطلاحی بھی کہتے ہیں یہ وہ چیزیں ہیں کہ ثمنیت کے لئے مخلوق نہیں ہیں مگر لوگ ان سے ثمن کا کام لیتے ہیں ثمن کی جگہ پر استعمال کرتے ہیں جیسے پیسہ نوٹ نکل کی ریزگاریاں کہ یہ سب اصطلاحی ثمن ہیں روپے کے پیسے بھنائے جائیں یا ریزگاریاں خریدی جائیں یہ صرف میں داخل ہے مسئلہ: چاندی کی چاندی سے یا سونے کی سونے سے بیع ہوئی یعنی دونوں طرف ایک ہی جنس ہے تو شرط یہ ہے کہ دونوں وزن میں برابر ہوں اور اسی مجلس میں دست بدست قبضہ ہو یعنی ہر ایک دوسرے کی چیز اپنے فعل سے قبضہ میں لائے اگر عاقدین نے ہاتھ سے قبضہ نہیں کیا بلکہ فرض کرو عقد کے بعد وہاں اپنی چیز رکھ دی اور اس کی چیز لے کر چلا آیا یہ کافی نہیں ہے اور اس طرح کرنے سے بیع ناجائز ہوگئی بلکہ سود ہوا۔ ہاں دوسرے مواقع میں تخلیہ قرار پاتا ہے اور کافی ہوتا ہے وزن برابر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ کانٹے یا ترازو کے دونوں پلے میں دونوں برابر ہوں اگر چہ یہ معلوم نہ ہو کہ دونوں کا وزن کیا ہے۔ (عالمگیری و درر) برابری سے مراد یہ ہے عاقدین کے علم میں دونوں چیزیں برابر ہوں یہ مطلب نہیں کہ حقیقت میں برابر ہونا چاہیے ان کو برابر ہونا معلوم ہوا یا نہ ہو لہٰذا اگر دونوں جانب کی چیزیں برابر تھیں مگر ان کے علم میں یہ بات نہ تھی تو بیع ناجائز ہے ہاں اگر اسی مجلس میں یہ بات دونوں پر ظاہر ہو جائے کہ برابر ہیں تو جائز ہو جائے گی۔ (فتح القدیر)

کھرے کھوٹے کی کمی بیشی: مسئلہ: اتحاد جنس کی صورت میں کھرے کھوٹے ہونے کا

کچھ لحاظ نہ ہوگا یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ جدھر کھرا مال ہے ادھر کم ہو اور ادھر کھوٹا ہو زیادہ ہو کہ اس صورت میں بھی کمی بیشی سود ہے۔

روپیہ سے چاندی خریدنے میں سود کی صورت: مسئلہ: اس کا بھی لحاظ نہیں ہوگا کہ ایک میں صنعت ہے اور دوسرا چاندی کا ڈھیلا ہے یا ایک سکہ ہے دوسرا ویسا ہی ہے اگر ان اختلافات کی وجہ سے کم وبیش کیا تو حرام و سود ہے جیسے ایک روپیہ کی ڈیڑھ دو روپے بھر اس زمانہ میں چاندی بکتی ہے اور عام طور پر لوگ روپیہ ہی سے خریدتے ہیں اور اس میں اپنی ناواقفی کی وجہ سے کچھ حرج نہیں جانتے حالانکہ یہ سود ہے اور بالا جماع حرام ہے اس لئے فقہا یہ فرماتے ہیں کہ اگر سونے چاندی کا زیور کسی نے غصب کیا اور غاصب نے اسے ہلاک کر ڈالا تو اس کا تاوان غیر جنس سے دلایا جائے یعنی سونے کی چیز ہے تو چاندی سے دلایا جائے اور چاندی کی ہے تو سونے سے کیوں کہ اسی جنس سے دلانے میں مالک کا نقصان ہے اور بنوائی وغیرہ کا لحاظ کر کے کچھ زیادہ دلایا جائے تو سود ہے یہ دینی نقصان ہے۔ (ہدایہ فتح ردّالمحتار)

چاندی خریدنے میں سود سے بچنے کی صورت: مسئلہ: اگر دونوں جانب ایک جنس نہ ہو بلکہ مختلف جنسیں ہوں تو کمی بیشی میں کوئی حرج نہیں مگر تقابض بدلین ضروری ہے اگر تقابض بدلین سے قبل مجلس بدل گئی تو بیع باطل ہوگئی لہٰذا سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے خریدنے میں دونوں جانب کو وزن کرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ وزن تو اس لئے کرنا ضروری تھا کہ دونوں کا برابر ہونا معلوم ہو جائے اور جب برابری شرط نہیں تو وزن بھی ضروری نہ رہا صرف مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے اگر چاندی خریدنے میں سود سے بچنا ہو تو روپیہ سے نہ خریدو گنی یا نوٹ یا پیسوں سے خریدو دین و دنیا دونوں کے نقصان سے بچو گے۔ یہ حکم ثمن خلقی یعنی سونے چاندی کا ہے اگر پیسوں سے چاندی خریدی تو مجلس میں ایک کا قبضہ ضروری ہے دونوں جانب سے قبضہ ضروری نہیں کیونکہ ان کی ثمنیت منصوص نہیں جس کا لحاظ ضروری ہو عاقدین اگر چاہیں تو ان کی ثمنیت کو باطل کر کے جیسے دوسری چیزیں غیر ثمن ہیں ان کو بھی غیر ثمن قرار دے سکتے ہیں۔ (دُرّ مختار و ردّالمحتار) مجلس بدلنے کے یہاں یہ معنی ہیں کہ دونوں جدا ہو جائیں۔ ایک ایک طرف چلا جائے اور دوسرا دوسری طرف یا ایک وہاں سے چلا جائے اور دوسرا وہیں رہے اور اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو مجلس نہیں بدلی اگر چہ کتنی ہی طویل مجلس ہو اگر چہ دونوں وہیں سو جائیں یا بے ہوش ہو جائیں غرض یہ کہ جب تک دونوں میں جدائی نہ ہو قبضہ ہوسکتا ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: ایک نے دوسرے کے پاس کہلا بھیجا کہ میں نے تم سے

اتنے روپے کی چاندی یا سونا خریدا دوسرے نے قبول کیا یہ عقد درست نہیں کہ تقابض بدلین ایک مجلس میں یہاں نہیں ہو سکتا خط و کتابت کے ذریعہ سے بھی بیع صرف نہیں ہو سکتی۔ (عالمگیری و بہار شریعت) مسئلہ: بیع صرف اگر صحیح ہو تو اس کے دونوں عوض معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوتے فرض کرو ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک روپیہ ایک روپیہ کے بدلے میں بیع کیا اور ان دونوں کے پاس روپیہ نہ تھا مگر اسی مجلس میں دونوں نے کسی اور سے قرض لے کر تقابض بدلین کیا تو عقد صحیح رہا یا مثلاً اشارہ کرکے کہا کہ میں نے اس روپیہ کے بدلے میں بیچا اور جس کی طرف اشارہ کیا اسے اپنے پاس رکھ لیا دوسرا اس کی جگہ دیا جب بھی صحیح ہے۔ (دُرِّ مختار) یہ اس وقت ہے کہ سونا چاندی یا سکے ہوں اور بنی ہوئی چیز مثلاً برتن زیور تو ان میں تعین ہوتا ہے۔

بیع صرف میں عوض معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوتا: مسئلہ: بیع صرف خیار شرط سے فاسد ہو جاتی ہے یوں ہی اگر کسی جانب سے ادا کرنے کی کوئی مدت مقرر ہوئی مثلاً چاندی آج لی اور روپیہ کل دینے کو کہا یہ عقد فاسد ہے ہاں اگر اسی مجلس میں خیار شرط اور مدت کو ساقط کر دیا تو عقد صحیح ہو جائے گا۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: سونے چاندی کی بیع میں اگر کسی طرف ادھار ہو تو بیع فاسد ہے اگرچہ ادھار والے نے جدا ہونے سے پہلے اسی مجلس میں ادا کر دیا جب بھی کل کی بیع فاسد ہے مثلاً پندرہ کی گنی خریدی اور روپیہ دس دن کے بعد دینے کو کہا مگر اسی مجلس میں دس روپے دے دیئے جب بھی پوری ہی بیع فاسد ہے یہ نہیں کہ جتنا دیا اس کی مقدار میں جائز ہو جائے ہاں اگر وہیں کل روپے دے دیئے تو پوری بیع صحیح ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: سونے چاندی کی کوئی چیز برتن زیور وغیرہ خریدی تو خیار عیب و خیار رویت حاصل ہو گا۔ روپے اشرفی میں خیار رویت تو نہیں مگر خیار عیب ہے۔ (دُرِّ مختار و ردالمحتار)

بدل صرف پر قبضہ سے پہلے تصرف جائز نہیں: مسئلہ: بدل صرف پر جب تک قبضہ نہ کیا ہو اس میں تصرف نہیں کر سکتا اگر اس نے اس چیز کو ہبہ کر دیا یا صدقہ کر دیا یا معاف کر دیا اور دوسرے نے قبول کر لیا تو بیع صرف باطل ہو گئی اور اگر روپے سے اشرفی خریدی اور ابھی اشرفی پر قبضہ بھی نہیں کیا اور اسی اشرفی کی کوئی چیز خریدی یہ بیع فاسد ہے اور بیع صرف بدستور صحیح ہے یعنی اب بھی اگر اشرفی پر قبضہ کر لیا تو صحیح ہے۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: تلوار میں جو چاندی ہے اس کو ثمن کی چاندی سے کم ہونا ضروری ہے اگر دونوں برابر ہیں یا تلوار والی ثمن سے زیادہ ہو یا معلوم نہ ہو کہ کون زیادہ ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے تو ان صورتوں میں بیع درست ہی نہیں پہلی

دونوں صورتوں میں یقیناً سود ہے اور تیسری صورت میں سود کا احتمال ہے اور یہ بھی حرام ہے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب ایسی چیز جس میں سونے چاندی کے تار یا پتر لگے ہیں اس کو اسی جنس سے بیع کیا جائے تو ثمن کی جانب اس سے زیادہ سونا چاندی ہونا چاہیے جتنا اس چیز میں موجود ہے تاکہ دونوں طرف کی چاندی یا سونا برابر کرنے کے بعد ثمن کی جانب میں کچھ بچے جو اس چیز کے مقابل میں ہو اگر ایسا نہ ہو تو سود اور حرام ہے اور اگر غیر جنس سے بیع ہو مثلاً اس میں سونا ہے اور ثمن روپے ہیں تو فقط تقابض بدلین شرط ہے۔ (دُرِّ مختار و فتح القدیر) مسئلہ: لچکا گوٹا اگرچہ ریشم سے بنا جاتا ہے مگر مقصود اس میں ریشم نہیں ہوتا اور وزن ہی سے بکتا بھی ہے لہٰذا دونوں جانب وزن برابر ہونا ضروری ہے لیس پٹھک وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے مسئلہ: بعض کپڑوں میں چاندی کے بادیئے بنے جاتے ہیں آنچل اور کنارے ہوتے ہیں جیسے بنارسی عمامہ اور بعض میں درمیان میں پھول ہوتے ہیں جیسے گلبدن اسی زری کے کام کو تابع قرار دیں گے کیونکہ شرع مطہرہ نے اس کے استعمال کو جائز کیا ہے اس کی بیع میں ثمن کی چاندی زیادہ ہونا شرط نہیں مسئلہ: دو روپے اور ایک اشرفی کو ایک روپیہ دو اشرفیوں سے بیچنا درست ہے کہ روپے کے مقابل میں اشرفیاں تصور کریں اور اشرفی کے مقابلہ روپیہ یونہی دو من گیہوں اور ایک من جو کو ایک من گیہوں اور دو من جو کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور اگر گیارہ روپے کو دس روپے اور ایک اشرفی کے بدلے میں بیع کیا ہے تو دس روپے کے مقابل میں دس روپے ہیں اور ایک روپیہ کے مقابل اشرفی یہ دونوں دو جنس ہیں ان میں کمی بیشی درست ہے اور اگر ایک روپیہ اور ایک تھان کو ایک روپیہ اور ایک تھان کے بدلے میں بیچا اور روپیہ پر طرفین نے قبضہ نہ کیا تو بیع صحیح نہ رہی۔ (ہدایہ)

چاندی سونے میں کھوٹ کے بعض احکام: مسئلہ: چاندی سونے میں میل ہو مگر سونا چاندی غالب ہے تو سونا چاندی قرار پائیں گے جیسے روپیہ اور اشرفی کہ خالص چاندی سونا نہیں ہیں میل ضرور ہے مگر کم ہے اس وجہ سے اب بھی انہیں چاندی سونا ہی سمجھیں گے اور ان کے جنس سے بیع ہو تو وزن کے ساتھ برابر کرنا ضروری ہے اور قرض لینے میں بھی ان کے وزن کا اعتبار ہو گا ان میں کھوٹ خود ملایا ہو جیسے روپے اشرفی میں ڈھلنے کے وقت کھوٹ ملاتے ہیں یا ملایا نہیں ہے بلکہ پیدائشی ہے کان سے جب نکالے گئے اسی وقت اس میں آمیزش تھی دونوں کا ایک حکم ہے۔ (ہدایہ عالمگیری) مسئلہ: سونے چاندی میں اتنی آمیزش ہے کہ کھوٹ غالب ہے تو خالص کے حکم میں نہیں اور ان کا حکم یہ ہے کہ اگر خالص سونے چاندی سے ان کی بیع کریں تو یہ چاندی اس سے زیادہ ہونی چاہیے جتنی چاندی اس کھوٹی چاندی میں ہے تاکہ چاندی کے مقابلہ

میں چاندی ہو جائے اور زیادتی کھوٹ کے مقابل میں ہو تو تقابض شرط ہے کیونکہ دونوں طرف چاندی ہے اور اگر خالص چاندی اس کے مقابل میں اتنی ہی ہے جتنی اس میں ہے یا اس سے کم بھی ہے یا معلوم نہیں کم یا زیادہ تو بیع جائز نہیں کہ پہلی دو صورتوں میں کھلا ہوا سود ہے اور تیسری میں سود کا احتمال ہے۔ (ہدایہ) مسئلہ: ایسے روپے جن میں کھوٹ غالب ہے ان میں بیع و قرض وزن کے اعتبار سے بھی درست ہے اور گنتی کے لحاظ سے بھی اگر رواج وزن کا ہے تو وزن سے اور عدد کا ہے تو عدد سے اور دونوں کا ہے تو دونوں طرح کیونکہ یہ ان میں نہیں ہیں جن کا وزن منصوص ہے۔ (ہدایہ)

نوٹ کی حقیقت اور اس کے مسائل: مسئلہ: ہم نے کئی جگہ ضمناً یہ بات ذکر کر دی ہے کہ نوٹ بھی ثمن اصطلاحی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج تمام لوگ اس سے چیزیں خریدتے ہیں دیون و دیگر مطالبات میں بے تکلف لیتے دیتے ہیں یہاں تک کہ دس روپے کی چیز خریدتے ہیں اور نوٹ دے دیتے ہیں دس روپے قرض لیتے ہیں اور دس روپیہ کا نوٹ دیتے ہیں نہ لینے والا سمجھتا ہے کہ حق سے کم یا زیادہ ملا ہے نہ دینے والا جس طرح اٹھنی چونی دونی کی کوئی چیز خریدی اور پیسے دے دیئے یا یہ چیزیں قرض لی تھیں اور پیسوں سے قرض ادا کیا اس میں کوئی تفاوت نہیں سمجھتا بعینہٖ اسی طرح نوٹ میں بھی فرق نہیں سمجھا جاتا حالانکہ یہ ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے جس کی قیمت ہزار پانچ سو تو کیا پیسہ دو پیسہ بھی نہیں ہو سکتی صرف اصطلاح نے اسے اس رتبہ تک پہنچایا کہ ہزاروں میں بکتا ہے اور آج اصطلاح ختم ہو جائے تو کوڑی کو بھی کوئی نہ پوچھے اس بیان کے بعد سمجھنا چاہیے کہ کھوٹے روپے اور پیسوں کا جو حکم ہے وہی نوٹ کا ہے کہ ان سب سے چیز خرید سکتے ہیں اور معین کرنے سے بھی معین نہ ہوں گے خود نوٹ کو نوٹ کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور اگر دونوں معین کر لیں تو ایک نوٹ کے بدلے میں دو نوٹ بھی خرید سکتے ہیں جس طرح ایک پیسہ سے معین دو پیسوں کو خرید سکتے ہیں روپوں سے نوٹ خریدا بیچا جائے تو جدا ہونے سے پہلے ایک پر قبضہ ہونا ضروری ہے جو رقم اس پر لکھی ہوتی ہے اس سے کم و بیش پر بھی نوٹ کا بیچنا جائز ہے دس کا نوٹ پانچ میں بارہ میں بیع کرنا درست ہے جس طرح ایک روپیہ کے ۶۴ کی جگہ سو پیسے یا پچاس پیسے بیچے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں بعض لوگ جو کمی بیشی ناجائز جانتے ہیں نوٹ کو چاندی تصور کرتے ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ یہ چاندی نہیں ہے بلکہ کاغذ ہے اور اگر چاندی ہوتی تو اس کی بیع میں وزن کا اعتبار ضرور کرنا ہوتا دس روپے سے دس کا نوٹ لینا اس وقت درست ہوتا کہ ایک پلہ میں دس روپے رکھیں دوسرے میں نوٹ اور

دونوں وزن برابر کر لیں یہ البتہ کہا جا سکتا ہے کہ بعض باتوں میں چاندی کے حکم میں ہے مثلاً دس روپے قرض لئے تھے یا کسی چیز کا ثمن تھا اور روپے کی جگہ نوٹ دے دیئے یہ درست ہے جس طرح پندرہ روپیہ کی جگہ ایک گنی دینا درست ہے مگر اس سے یہ نہیں ہو سکتا کہ گنی کو چاندی کہا جائے کہ پندرہ کی گنی کو پندرہ سے کم و بیش میں بیچنا ہی ناجائز ہے۔

بیع تلجیہ: مسئلہ: یہ ہے کہ دو شخص اور لوگوں کے سامنے بظاہر کسی چیز کو بیچنا خریدنا چاہتے ہیں مگر ان کا ارادہ اس چیز کے بیچنے خریدنے کا نہیں ہے اس بیع کی ضرورت یوں پیش آتی ہے کہ جانتا ہے کہ فلاں شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ چیز میری ہے تو زبردستی چھین لے گا میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا بیع تلجیہ میں یہ ضروری ہے کہ مشتری سے کہہ دے کہ میں بظاہر تم سے بیع کروں گا اور حقیقۃً بیع نہیں ہو گی اور اس امر پر لوگوں کو گواہ کر لے محض دل میں یہ خیال کر کے بیع کی اور زبان سے اس کو ظاہر نہیں کیا ہے تو یہ تلجیہ نہیں تلجیہ کا حکم ہزل کا ہے کہ صورت بیع کی ہے اور حقیقت میں بیع نہیں۔ (دُرِّ مختار و ردّ المحتار) آج کل جس کو فرضی بیع کہا کرتے ہیں وہ اسی تلجیہ میں داخل ہو سکتی ہے جب کہ اس کے شرائط پائے جائیں مسئلہ: بیع تلجیہ کا یہ حکم ہے کہ یہ بیع موقوف ہے جائز کر دے تو جائز ہو گی رد کر دے تو باطل ہو گی۔ (عالمگیری) یعنی جب کہ نفس عقد میں تلجیہ ہو مسئلہ: دونوں میں سے ایک کہتا ہے تلجیہ تھا دوسرا کہتا ہے نہیں تھا تو جو تلجیہ کا مدعی ہے اس کے ذمہ گواہ ہیں گواہ نہ لائے تو منکر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (عالمگیری)

بیع الوفا

بیع الوفا کی تعریف، حقیقت اور حکم: اس کو بیع الامانۃ اور بیع الاطاعۃ اور بیع المعاملہ بھی کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ اس طور پر بیع کی جائے کہ بائع جب ثمن مشتری کو واپس دے گا تو مشتری مبیع کو واپس کر دے گا یا یوں کہ مدیون نے دائن کے ہاتھ دین کے عوض میں کوئی چیز بیع کر دی اور یہ طے ہو گیا کہ جب میں دین ادا کر دوں گا تو اپنی چیز لے لوں گا یا یوں کہ میں نے یہ چیز تمہارے ہاتھ اتنے میں بیع کر دی اس طور پر کہ جب ثمن لاؤں گا تو تم میرے ہاتھ بیع کر دینا آج کل جو بیع الوفا لوگوں میں جاری ہے اس میں مدت بھی ہوتی ہے کہ اگر اس مدت کے اندر یہ رقم میں نے ادا کر دی تو چیز میری ورنہ تمہاری مسئلہ: بیع الوفا حقیقت میں رہن ہے لوگوں نے رہن کے منافع کھانے کی یہ ترکیب نکالی ہے کہ بیع کی صورت میں رہن رکھتے ہیں تاکہ مرتہن اس کے منافع سے مستفید ہو لہٰذا رہن کے تمام احکام اس میں جاری ہوں گے اور جو کچھ منافع حاصل ہوں گے سب واپس کرنے ہوں گے اور جو کچھ منافع اپنے صرف میں لا چکا ہے یا

ہلاک کر چکا ہے سب کا تاوان دینا ہوگا اور اگر مبیع ہلاک ہوگئی تو دین کا روپیہ بھی ساقط ہو جائے گا بشرطیکہ وہ دین کی رقم کے برابر ہو اور اگر اس کے پڑوس میں کوئی مکان یا زمین فروخت ہو تو شفعہ بائع کا ہوگا کہ وہی مالک ہے مشتری کا نہیں کہ وہ مرتہن ہے۔ (ردّالمحتار) بیع الوفا کا معاملہ نہایت پیچیدہ ہے فقہائے کرام کے اقوال اس کے متعلق بہت مختلف واقع ہوئے جس کو تفصیلات دیکھنی ہوں مطولات کتب فقہ میں دیکھے۔

مضاربت کا بیان

مضاربت و ابضاع: یہ تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام مال دینے والے کو رب المال اور کام کرنے والے کو مضارب اور مالک نے جو دیا اسے راس المال کہتے ہیں اور اگر تمام نفع رب المال ہی کے لئے دینا قرار پایا تو اس کو ابضاع کہتے ہیں اگر کل کام کرنے والے کے لئے طے پایا تو قرض ہے اس عقد کی لوگوں کو حاجت ہے کیونکہ انسان مختلف قسم کے ہیں بعض مالدار ہیں بعض غریب بعض مال والوں کو کام کرنے کا سلیقہ نہیں ہوتا تجارت کے اصول و فروغ سے ناواقف ہوتے ہیں اور بعض غریب کام کرنا جانتے ہیں مگر ان کے پاس روپیہ نہیں لہٰذا تجارت کیونکر کریں اس عقد کی مشروعیت میں یہ مصلحت ہے کہ امیر و غریب دونوں کو فائدہ پہنچے مال والے کو روپیہ دے کر اور غریب آدمی کو اس کے روپیہ سے کام کر کے۔

مضاربت کی شرائط: مضاربت کے لئے چند شرطیں ہیں۔ ۱- راس المال ثمن کی قسم سے ہو اگر عروض کے قسم سے ہو تو مضاربت صحیح نہیں۔ پیسوں کو راس المال قرار دیا اور وہ چلتے ہوں تو مضاربت صحیح ہے یونہی نکل کی اکنیاں دونیاں راس المال ہو سکتی ہیں جب تک ان کا چلن ہے اگر اپنی کوئی چیز دے دی کہ اسے بیچو اور ثمن پر قبضہ کرو اور اس سے بطور مضاربت کام کرو اس نے اس کو روپیہ یا اشرفی سے بیچ کر کام کرنا شروع کر دیا یہ مضاربت صحیح ہے۔

۲- راس المال معلوم ہو اگرچہ اس طرح معلوم کیا گیا ہو کہ اس کی طرف اشارہ کر دیا پھر اگر نفع کی تقسیم کرتے وقت راس المال کی مقدار میں اختلاف ہوا تو گواہوں سے جو ثابت کر دے اس کی بات معتبر ہے اور اگر دونوں کے گواہ ہوں تو رب المال کے گواہ معتبر ہیں اور اگر کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو قسم کے ساتھ مضارب کی بات معتبر ہوگی۔

۳- راس المال عین ہو یعنی معین ہو دین نہ ہو جو غیر معین واجب فی الذمۃ ہوتا ہے مضاربت

اگر دین کے ساتھ ہوئی اور وہ دین مضارب پر ہے یعنی اس سے کہہ دیا کہ تمہارے ذمہ جو میرا روپیہ ہے اس سے کام کرو یہ مضاربت صحیح نہیں جو کچھ خریدے گا اس کا مالک مضارب ہوگا اور جو کچھ دین ہوگا اس کے ذمہ ہوگا اگر دوسرے پر دین ہو مثلاً کہہ دیا کہ فلاں کے ذمہ میرا اتنا روپیہ ہے اس کو وصول کرے اور اس سے بطور مضاربت تجارت کرو یہ مضاربت جائز ہے اگرچہ اس طرح کرنا مکروہ ہے اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں پر میرا دین ہے وصول کر کے پھر اس سے کام کرو اس نے کل روپیہ قبضہ کرنے سے پہلے ہی کام کرنا شروع کر دیا تو ضامن ہے یعنی اگر تلف ہوگا ضمان دینا ہوگا اور اگر یہ کہا تھا کہ اس سے روپیہ وصول کرو اور کام کرو اور اس نے کل روپیہ وصول کرنے سے پہلے کام شروع کر دیا تو ضامن نہیں ہے اور اگر یہ کہا کہ مضاربت پر کام کرنے کے لئے اس سے روپیہ وصول کرو تو کل وصول کرنے سے پہلے کام کرنے کی اجازت نہیں یعنی ضمان دینا ہوگا (بحر دُرّ مختار وغیرہما) مسئلہ: یہ کہا کہ میرے لئے ادھار غلام خریدو پھر بیچو اور اس کے ثمن سے بطور مضاربت کام کرو اس نے خریدا پھر بیچا اور کام کیا یہ صورت جائز ہے غاصب یا امین یا جس کے پاس اس نے ابضاع کے طور پر روپیہ دیا تھا ان سے کہا جو کچھ میرا مال تمہارے پاس ہے اس سے بطور مضاربت کام کرو نفع آدھا آدھا یہ جائز ہے۔ (بحر)

۴- راس المال مضارب کو دے دیا جائے یعنی اس کا پورے طور پر قبضہ ہو جائے رب المال کا بالکل قبضہ نہ رہے۔

۵- نفع دونوں کے مابین شائع ہو یعنی مثلاً نصف نصف یا دو تہائی یا ایک تہائی یا تین چوتھائی یا ایک چوتھائی نفع میں اس طرح حصہ معین نہ کیا جائے جس میں شرکت قطع ہو جانے کا احتمال ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ میں سو روپے نفع لوں گا اس میں ہو سکتا ہے کہ کل نفع سو ہی ہو یا اس سے بھی کم تو دوسرے کی نفع میں کیونکر شرکت ہوگی یا کہہ دیا کہ نصف نفع لوں گا اور اس کے ساتھ دس روپیہ اور لوں گا اس میں بھی ہو سکتا ہے کہ کل نفع دس ہی روپے ہو تو دوسرا شخص کیا پائے گا۔

۶- ہر ایک کا حصہ معلوم ہو لہٰذا ایسی شرط جس کی وجہ سے نفع میں جہالت پیدا ہو مضاربت کو فاسد کر دیتی ہے مثلاً یہ شرط کہ تم کو آدھا یا تہائی نفع دیا جائے گا یعنی دونوں میں سے کسی ایک کو معین نہیں کیا بلکہ تردید کے ساتھ بیان کرتا ہے اور اگر اس شرط سے نفع میں جہالت نہ ہو تو وہ شرط ہی فاسد ہے اور مضاربت صحیح ہے۔ (مثلاً یہ کہ نقصان جو کچھ ہوگا وہ مضارب کے ذمہ ہوگا یا دونوں کے ذمہ ڈالا جائے گا)

۷- مضارب کے لئے نفع دینا شرط ہوا گر راس المال سے کچھ دینا شرط کیا گیا یا راس المال اور نفع

دونوں میں سے دینا شرط کیا گیا مضاربت فاسد ہوجائے گی (بحرودر) مسئلہ: مضاربت کا یہ حکم ہے کہ جب مضارب کو مال دیا گیا اس وقت وہ امین ہے اور جب اس نے کام شروع کیا اب وہ وکیل ہے اور جب کچھ نفع ہوا تو اب شریک ہے اور رب المال کے حکم کے خلاف کیا تو غاصب ہے اور اگر مضاربت فاسد ہوگئی تو وہ اجیر ہے اور اجارہ بھی فاسد۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: مضاربت میں جو کچھ خسارہ ہوتا ہے وہ رب المال کا ہوتا ہے اگر یہ چاہے کہ خسارہ مضارب کو ہو مال والے کو نہ ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ کل روپیہ مضارب کو بطور قرض دے دے اور ایک روپیہ بطور شرکت عنان دے یعنی اس کی طرف سے وہ کل روپے جو اس نے قرض میں دیئے اور اس کا ایک روپیہ بطور شرکت اس طرح کی کہ کام دونوں کریں گے اور نفع میں برابر کے شریک رہیں گے اور کام کرنے کے وقت تنہا وہی مستقرض کام کرتا رہا اس نے کچھ نہیں کیا اس میں حرج نہیں کیونکہ اگر رب المال کام نہ کرے تو شرکت باطل نہیں ہوتی اب اگر تجارت میں نقصان ہوا تو ظاہر ہے کہ اس کا ایک ہی روپیہ ہے سارا مال تو مستقرض کا ہے اس کا خسارہ ہوا رب المال کا کیا ایسا خسارہ ہوا کیونکہ جو کچھ مستقرض کو دیا ہے وہ قرض ہے اس سے وصول کرے گا۔ (دُرِّ مختار)

مضاربت فاسد کے احکام: مسئلہ: مضاربت اگر فاسد ہوجاتی ہے تو اجارہ کی طرف منقلب ہوجاتی ہے یعنی اب مضارب کو نفع جو مقرر ہوا ہے وہ نہیں ملے گا بلکہ اجرت مثل ملے گی چاہے نفع اس کام میں ہوا ہو یا نہ ہو مگر یہ ضرور ہے کہ یہ اجرت اس سے زیادہ نہ ہو جو مضاربت کی صورت میں نفع ملتا۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: مضاربت فاسدہ میں بھی مضارب کے پاس جو مال رہتا ہے وہ بطور امانت ہے اگر کچھ نقصان ہوجائے تو تاوان اس کے ذمہ نہیں جس طرح مضاربت صحیحہ میں تاوان نہیں دوسرے کو مال دیا اور کل نفع اپنے لئے مشروط کرلیا جس کو ابضاع کہتے ہیں اس میں بھی اس کے پاس جو مال ہے بطور امانت ہے ہلاک ہوجائے تو ضمان نہیں۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: مضارب ایسا کام نہیں کرسکتا جس میں ضرر ہو نہ وہ کام کرسکتا ہے وہ جو تجار نہ کرتے ہوں نہ ایسی میعاد پر بیع کرسکتا ہے جس میعاد پر تاجر نہیں بیچتے اور اگر دو شخصوں کو مضارب کیا ہے تو تنہا ایک بیع وشرا نہیں کرسکتا جب تک اپنے ساتھی سے اجازت نہ لے لے (بحر) مسئلہ: اگر بیع فاسد کے ساتھ کوئی چیز خریدی جس میں قبضہ کرنے سے ملک ہوجاتی ہے یہ مخالفت نہیں ہے اور وہ چیز مضاربت ہی کہلائے گی اور غبن فاحش کے ساتھ خریدی تو مخالفت ہے اور یہ چیز صرف مضارب کی ملک ہوگی اگرچہ مالک نے کہہ دیا ہو کہ اپنی رائے سے کام کرو اور اگر غبن فاحش کے ساتھ بیچ دی تو مخالفت نہیں ہے (بحر) مسئلہ: رب المال نے شہر یا وقت یا قسم تجارت کی تعیین کردی ہو یعنی

کہہ دیا ہو کہ اس شہر میں اس زمانہ میں خرید وفروخت کرنا یا فلاں قسم کی تجارت کرنا تو مضارب پر اس کی پابندی لازم ہے اس کے خلاف نہیں کرسکتا یوں ہی اگر بائع یا مشتری کی تقیید کردی ہو کہہ دیا ہو کہ فلاں دکان سے خریدنا یا فلاں فلاں کے ہاتھ بیچنا اس کے خلاف بھی نہیں کرسکتا اگرچہ یہ پابندیاں اس نے عقد مضاربت کرتے وقت یا روپے دیتے وقت نہ کی ہوں بعد میں یہ قیود بڑھا دی ہوں ہاں اگر مضارب نے سودا خرید لیا اب کسی قسم کی پابندی اس کے ذمہ کرے مثلاً یہ کہ ادھار نہ بیچنا یا دوسری جگہ نہ لے جانا وغیرہ وغیرہ تو مضارب ان قیود کی پابندی پر مجبور نہیں مگر جب کہ سودا فروخت ہوجائے اور راس المال نقد کی صورت میں ہوجائے تو رب المال اس وقت قیود لگا سکتا ہے اور مضارب پر ان کی پابندی لازم ہوگی۔ (دُرِّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: مضارب نے ایسے شخص سے بیع وشراء کی جس کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں مثلاً اپنے باپ یا بیٹے یا زوجہ سے اگر یہ بیع واجبی قیمت پر ہوئی تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ: دونوں میں سے ایک کے مرجانے سے مضاربت باطل ہوجاتی ہے دونوں میں سے ایک مجنون ہوجائے اور جنون بھی مطبق ہو تو مضاربت باطل ہوجائے گی مگر مال مضاربت اگر سامان تجارت کی شکل میں ہے اور مضارب مرگیا تو اس کا وصی ان سب کو بیچ ڈالے اور اگر مالک مرگیا اور مال تجارت نقد کی صورت میں ہے تو مضارب اس میں تصرف نہیں کرسکتا اور سامان کی شکل میں ہے تو اس کو سفر میں نہیں لے جاسکتا بیع کرسکتا ہے۔ (ہدایہ و دُرِّ مختار) مسئلہ: مضارب مرگیا اور مال مضاربت کا پتا نہیں چلتا کہ کہاں ہے یہ مضارب کے ذمہ دین ہے جو اس کے ترکہ سے وصول کیا جائے گا۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: مضارب مرگیا اس کے ذمہ دین ہے مگر مال مضاربت معروف ومشہور ہے لوگ جانتے ہیں کہ یہ چیزیں مضاربت کی ہیں دین والے اس مال سے دین وصول نہیں کرسکتے بلکہ راس المال اور نفع کا حصہ رب المال لے گا نفع میں جو مضاربت کا حصہ ہے وہ دین والے اپنے دین میں لے سکتے ہیں۔ (ردّ المحتار)

نقصان کس کے حصہ میں آئے گا، نفع کی تقسیم کس طرح ہوگی: مسئلہ: مال مضاربت سے جو کچھ ہلاک اور ضائع ہوگا وہ نفع کی طرف شمار ہوگا راس المال میں نقصانات کو نہیں شمار کیا جاسکتا مثلاً سو روپے تھے اور تجارت میں بیس روپے کا نفع ہوا اور دس روپے ضائع ہو گئے تو یہ نفع میں منہا کئے جائیں گے یعنی اب دس ہی روپے نفع کے باقی ہیں اگر نقصان اتنا ہو کہ نفع اس کو پورا نہیں کرسکتا مثلاً بیس نفع کے اور پچاس کا نقصان ہوا تو یہ نقصان راس المال میں ہوگا مضارب سے کل یا نصف نہیں لے سکتا کیونکہ وہ امین ہے اور امین پر ضمان نہیں اگرچہ وہ

نقصان مضارب ہی کے فعل سے ہوا ہو ہاں اگر جان بوجھ کر قصداً اس نے نقصان پہنچایا یا مثلاً
شیشہ کی چیز قصداً پٹک دی اس میں تاوان دینا ہوگا کہ اس کی اسے اجازت نہ تھی۔ (ہدایہ و
دُرِّ مختار) مسئلہ: مضاربت میں نفع کی تقسیم اس وقت صحیح ہوگی کہ راس المال رب المال کو دے
دیا جائے راس المال دینے سے قبل تقسیم باطل ہے یعنی فرض کرو راس المال ہلاک ہوگیا تو نفع
واپس کر کے راس المال پورا کریں اس کے بعد اگر کچھ بچے تو حسب قرار داد تقسیم کرلیں[1] مثلاً
ایک ہزار راس المال ہے اور ایک ہزار نفع پانچ سو دونوں نے نفع کے لئے اور راس المال
مضارب ہی کے پاس رہا کہ اس سے وہ پھر تجارت کرے گا یہ ہزار ہلاک ہو گئے کام کرنے
سے پہلے ہلاک ہوئے یا بعد میں بہرحال مضارب پانچ سو کی رقم رب المال کو واپس کردے اور
خرچ کر چکا ہے تو اپنے پاس سے پانچ سو دے کہ یہ رقم اور رب المال جو لے چکا ہے وہ راس
المال میں محسوب ہے اور نفع کا ہلاک ہونا متصور ہوگا اور دو ہزار نفع کے تھے ایک ایک ہزار
دونوں نے لئے تھے اس کے بعد راس المال ہلاک ہوا تو ایک ہزار جو مالک کو ملے ہیں ان کو
راس المال تصور کیا جائے اور مضارب کے پاس جو ایک ہزار ہیں وہ نفع کے ہیں ان میں سے
رب المال پانچ سو وصول کرے۔ (عالمگیری)

مضارب اور رب المال میں اختلاف کے مسائل: مسئلہ- مضارب کے پاس دو
ہزار روپے ہیں اور کہتا یہ ہے کہ ایک ہزار تم نے دیے تھے اور ایک ہزار نفع کے ہیں اور رب
المال یہ کہتا ہے کہ میں نے دو ہزار روپے دیئے ہیں اگر کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مضارب کا
قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور اگر اس کے ساتھ ساتھ نفع کی مقدار میں بھی اختلاف ہو مضارب
کہتا ہے کہ میرے لئے آدھے نفع کی شرط تھی اور رب المال کہتا ہے ایک تہائی نفع تمہارے لئے
تھا تو اس میں رب المال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اور اگر دونوں میں سے کسی نے اپنی بات
کو گواہوں سے ثابت کیا تو اس کی بات مانی جائے گی اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو راس
المال کی زیادتی میں رب المال کے گواہ معتبر ہیں اور نفع کی زیادتی میں مضارب کے گواہ معتبر
(ہدایہ، دُرِّ مختار) مسئلہ- مضارب کہتا ہے کہ میرے لیے آدھا یا تہائی نفع ٹھہرا تا اور مالک کہتا
ہے تمہارے لیے سو روپے ٹھہرے تھے یا کچھ شرط نہ تھی لہٰذا مضاربت فاسد ہوگئی اور تم تو اجرت
مثل کے مستحق ہو اس میں رب المال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ- وصی
نے نابالغ کے مال کو بطور مضاربت خود لیا یہ جائز ہے بعض علماء اس میں یہ قید اضافہ کرتے ہیں

[1] یعنی جیسا طے ہوا ہے اس کے موافق بانٹ لیں۔

کہ اپنے لئے اتنا ہی نفع لینا قرار دیا ہو جو دوسرے کو دیتا۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ- مضارب نے راس
المال سے کوئی چیز خریدی ہے اور کہتا ہے کہ اسے ابھی نہیں بیچوں گا جب زیادہ ملے گا تو اس وقت
بیع کروں گا اور مالک یہ کہتا ہے کچھ نفع مل رہا ہے اسے بیع کر ڈالو تو مضارب بیچنے پر مجبور کیا
جائے گا ہاں اگر مضارب یہ کہتا ہے کہ میں تمہارا راس المال بھی دوں گا اور نفع کا حصہ بھی دوں گا
اس وقت مالک کو اس کے قبول پر مجبور کیا جائے گا۔ (دُرِّ مختار)

كتاب الحظر و الاباحة

جائز و ناجائز کا بیان

یہاں ہم کسی ایک خاص باب کے مسائل نہ بیان کریں گے بلکہ مختلف بابوں کے روزمرہ
پیش آنے والے مسائل کو ذکر کریں گے لیکن زیادہ تر مسائل آداب و اخلاق سے متعلق ہوں
گے اور ان میں بھی پہلے کھانے پینے کے مسئلوں کو لکھیں گے کہ انسان کی زندگی کا تعلق کھانے
پینے سے ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا
تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ
حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝

اے ایمان والو! اللہ نے جو تمہارے لئے حلال کیا ہے اسے حرام نہ کرو اور حد سے
نہ گزرو بے شک اللہ حد سے گزرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور اللہ نے جو
تمہیں حلال پاکیزہ رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم
ایمان لائے ہو۔

اور فرماتا ہے:

كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُّبِيْنٌ ۝ (۶:۱۴۲)

کھاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمہیں روزی دی اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو
بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھنے کا نقصان: حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے شیطان کے لئے وہ کھانا حلال ہو جاتا ہے یعنی بسم اللہ نہ پڑھنے کی صورت میں شیطان اس کھانے میں شریک ہو جاتا ہے۔ (مسلم) صحیح بخاری و مسلم میں ہے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا کھاتے وقت برتن میں ہر طرف ہاتھ ڈال دیتا حضور نے ارشاد فرمایا بسم اللہ پڑھو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور برتن کی اس جانب سے کھاؤ جو تمہارے قریب ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب کوئی شخص کھانا کھائے تو اللہ کا نام ذکر کرے یعنی بسم اللہ پڑھے اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یوں کہے: **بسم اللہ اولہ واخرہ۔** (ترمذی ابوداؤد وغیرہ) اور فرمایا مجتمع ہو کر کھانا کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو تمہارے لئے اس میں برکت ہوگی ابن ماجہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور پیٹ نہیں بھرتا ارشاد فرمایا کہ شاید تم الگ الگ کھاتے ہو گے عرض کی ہاں فرمایا اکٹھے ہو کر کھاؤ اور بسم اللہ پڑھو برکت ہوگی (ابوداؤد وابن ماجہ)

کھانے کے وقت کی دعا: اور فرمایا جس کھانے پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا گیا ہو وہ بیماری ہے اور اس میں برکت نہیں ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ ابھی دسترخوان نہ اٹھایا گیا ہو تو بسم اللہ پڑھ کر کچھ کھا لے اور دسترخوان اٹھایا گیا ہو تو بسم اللہ پڑھ کر انگلیاں چاٹ لے (ابن عساکر) اور فرمایا جب کھائے پیئے تو یہ کہہ لے **بسم اللہ و باللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء یا حیی یا قیوم** پھر اس سے کوئی بیماری نہ ہوگی اگرچہ اس میں زہر ہو (دیلمی) اور فرمایا جب کھانا کھائے تو داہنے ہاتھ سے کھائے اور پانی پئے تو داہنے ہاتھ سے پئے (مسلم) اور فرمایا کوئی شخص نہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھائے نہ پانی پئے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا طریقہ ہے۔ (مسلم) اور فرمایا تین انگلیوں سے کھانا انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے اور فرمایا تین انگلیوں سے کھاؤ کہ یہ سنت ہے اور پانچوں انگلیوں سے نہ کھاؤ کہ یہ اعراب (گنواروں) کا طریقہ ہے (ابن النجار) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور برتنوں کے چاٹنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضور نے کھانے اور پینے میں پھونکنے سے ممانعت فرمائی (طبرانی) اور فرمایا شیطان تمہارے ہر کام میں حاضر ہو جاتا ہے کھانے کے وقت بھی حاضر ہو جاتا ہے لہٰذا اگر لقمہ گر جائے اور اس میں کچھ لگ جائے تو صاف کر کے کھا لے اسے شیطان کے لئے چھوڑ نہ دے اور جب کھانے

سے فارغ ہو جائے تو انگلیاں چاٹ لے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم) اور فرمایا کہ روٹی کا احترام کرو کہ وہ آسمان وزمین کی برکات سے ہے جو شخص دسترخوان سے گری ہوئی روٹی کو کھا لے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی (طبرانی) اور فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندہ سے راضی ہوتا ہے کہ جب لقمہ کھاتا ہے تو اس پر اللہ کی حمد کرتا ہے اور پانی پیتا ہے تو اس پر اس کی حمد کرتا ہے۔ (مسلم)

دسترخوان سے کب اٹھے: اور فرمایا کہ جب دسترخوان چنا جائے تو کوئی شخص دسترخوان سے نہ اٹھے جب تک کہ دسترخوان نہ اٹھا لیا جائے اور کھانے سے ہاتھ نہ کھینچے اگرچہ کھا چکا ہو جب تک سب لوگ فارغ نہ ہو جائیں اور اگر ہاتھ روکنا ہی چاہتا ہے تو معذرت پیش کرے کیونکہ اگر بغیر معذرت کئے ہاتھ روک لے گا تو اس کے ساتھ جو دوسرا شخص کھانا کھا رہا ہے شرمندہ ہوگا وہ بھی ہاتھ کھینچ لے گا اور شاید ابھی اس کو کھانے کی حاجت باقی ہو۔ اسی حدیث کی بناء پر علماء یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کم خوراک ہو تو آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا کھائے اور اس کے باوجود بھی اگر جماعت کا ساتھ نہ دے سکے تو معذرت پیش کرے تا کہ دوسروں کو شرمندگی نہ ہو۔ (ابن ماجہ)

کھانے کے بعد کی دعا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے فارغ ہو کر یہ پڑھتے۔

الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وکفانا وجعلنا من المسلمین

(ترمذی وابوداؤد وابن ماجہ)

اور فرمایا کھانے کے وقت جوتے اتار لو کہ یہ سنت جمیلہ (اچھا طریقہ) ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ کھانا رکھا جائے تو جوتے اتار لو کہ اس سے تمہارے پاؤں کے لئے راحت ہے۔ (حاکم)

گوشت کھانے کا طریقہ: اور فرمایا کہ (کھاتے وقت) گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے اس کو دانت سے نوچ کر کھاؤ کہ یہ خوشگوار اور زود ہضم ہے یہ اس وقت ہے کہ گوشت اچھی طرح پک گیا ہو ہاتھ یا دانت سے نوچ کر کھایا جاسکتا ہو آج کل یورپ کی تقلید میں بہت سے مسلمان بھی چھری کانٹے سے کھاتے ہیں یہ مذموم طریقہ ہے اور بوجہ ضرورت چھری سے گوشت کاٹ کر کھایا جائے کہ گوشت اتنا گلا ہوا نہیں ہے کہ ہاتھ سے توڑا جاسکے یا دانتوں سے نوچا جاسکے یا مثلاً مسلم ران بھنی ہوئی ہے کہ دانتوں سے نوچنے میں دقت ہوگی تو

چھری سے کاٹ کر کھانے میں حرج نہیں۔ اسی قسم کے بعض مواقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چھری سے گوشت کاٹ کر تناول فرمانا آیا ہے اس سے آج کل کے چھری کانٹے سے کھانے کی دلیل لانا صحیح نہیں۔ (ابوداوٗد) اور فرمایا میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ (بخاری) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دستر خوان پر کھانا نہیں تناول فرمایا نہ چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھایا اور نہ حضور کے لئے پتلی چپاتیاں پکائی گئیں۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی چپاتی دیکھی بھی نہیں۔ حضرت قتادہ سے پوچھا گیا کہ کس چیز پر وہ لوگ کھانا کھایا کرتے تھے کہا کہ دستر خوان پر خوان تپائی کی طرح اونچی چیز ہوتی ہے جس پر امراء کے یہاں کھانا چنا جاتا ہے تاکہ کھاتے وقت جھکنا نہ پڑے اس پر کھانا کھانا متکبرین کا طریقہ تھا جس طرح بعض لوگ اس زمانہ میں میز پر کھاتے ہیں چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھانا بھی امراء کا طریقہ ہے کہ ان کے یہاں مختلف قسم کے کھانے ہوتے ہیں چھوٹے چھوٹے برتنوں میں رکھے جاتے ہیں۔ (بخاری) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو کبھی عیب نہیں لگایا (یعنی برا نہیں کہا) اگر خواہش ہوئی کھالیا ورنہ چھوڑ دیا۔ (بخاری ومسلم) اور فرمایا ایک شخص کا کھانا دو کے لئے کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لئے کفایت کرتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کو کفایت کرتا ہے۔ (مسلم) اور فرمایا اپنے کھانے کو ناپ لیا کرو تمہارے لئے اس میں برکت ہوگی۔ (بخاری) اور فرمایا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں بھرا ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں۔ اگر زیادہ کھانا ضروری ہو تو تہائی پیٹ کھانے کے لئے اور تہائی پانی پینے کے لئے اور تہائی سانس کے لئے۔ (ترمذی وابن ماجہ) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی ڈکار کی آواز سنی فرمایا اپنی ڈکار کم کر اس لئے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ بھوکا وہ ہوگا وہ جو دنیا میں زیادہ پیٹ بھرتا ہے۔ (ترمذی) حضرت اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا لایا گیا حضور نے ہم پر پیش فرمایا ہم نے کہا ہمیں خواہش نہیں ہے فرمایا بھوک اور جھوٹ دونوں چیزوں کو اکٹھا مت کرو یعنی بھوک کے وقت کوئی کھانا کھلائے تو کھا لے یہ نہ کہے کہ بھوک نہیں ہے کہ کھانا بھی نہ کھایا اور جھوٹ بولنا دنیا و آخرت دونوں کا خسارہ ہے بعض تکلف کرنے والے ایسا کرتے ہیں اور بہت سے دیہاتی اس قسم کی عادت رکھتے ہیں کہ جب تک ان سے بار بار نہ کہا جائے کھانے سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں

خواہش نہیں جھوٹ بولنے سے بچنا ضروری ہے۔ (ابن ماجہ) اور فرمایا جو شخص چاندی یا سونے کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ اتارتا ہے۔ (مسلم) اور فرمایا جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے دو (اور پھینک دو) کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا ہے اور اسی بازو سے اپنے کو بچاتی ہے جس میں شفا ہے وہی بازو کھانے میں پہلے ڈالتی ہے جس میں بیماری ہے۔ لہٰذا پوری کو غوطہ دے دو۔ (ابوداوٗد)

کب کھانا فرض ہے: مسئلہ: بعض صورت میں کھانا فرض ہے کہ کھانے پر ثواب ہے اور نہ کھانے میں عذاب اگر بھوک کا اتنا غلبہ ہو کہ جانتا ہے کہ نہ کھانے سے مر جائے گا تو اتنا کھالینا جس سے جان بچ جائے فرض ہے اور اس صورت میں اگر نہیں کھایا یہاں تک کہ مر گیا گنہگار ہوا۔ اتنا کھالینا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت آجائے اور روزہ رکھ سکے یعنی نہ کھانے سے اتنا کمزور ہو جائے گا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا اور روزہ نہ رکھ سکے گا تو اس مقدار سے کھالینا ضروری ہے اور اس میں بھی ثواب ہے۔ (دُرِّ مختار)

مضطر کے بعض احکام: مسئلہ: اضطرار کی حالت میں یعنی جب کہ جان جانے کا اندیشہ ہے اگر حلال چیز کھانے کے لئے نہیں ملتی تو حرام چیز یا مردار یا دوسرے کی چیز کھا کر اپنی جان بچائے اور ان چیزوں کے کھالینے پر اس صورت میں مواخذہ نہیں بلکہ نہ کھا کر مر جانے میں مواخذہ ہے اگرچہ پرائی چیز کھانے میں تاوان دینا ہوگا۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: پیاس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو کسی چیز کو پی کر اپنے کو ہلاکت سے بچانا فرض ہے پانی نہیں ہے اور شراب موجود ہے اور معلوم ہے کہ اس کے پی لینے میں جان بچ جائے گی تو اتنی پی لے جس سے اندیشہ جاتا رہے۔ (دُرِّ مختار و ردّ المحتار)

مسئلہ: دوسرے کے پاس کھانے پینے کی چیز ہے تو قیمت سے خرید کر کھا پی لے وہ قیمت سے بھی نہیں دیتا اور اس کی جان پر بنی ہے تو اس سے زبردستی چھین لے اور اگر اس کے لئے بھی یہی اندیشہ ہے تو کچھ لے لے اور کچھ اس کے لئے چھوڑ دے۔ (ردّ المحتار) مسئلہ: ایک شخص اضطرار کی حالت میں ہے دوسرا شخص اس سے یہ کہتا ہے کہ تم میرا ہاتھ کاٹ کر اس کا گوشت کھالو اس کے لئے اس گوشت کے کھانے کی اجازت نہیں یعنی انسان کا گوشت کھانا اس حالت میں بھی مباح نہیں۔ (ردّ المحتار)

شراب دوا کے طور پر بھی جائز نہیں: مسئلہ: کھانے پینے پر دوا اور علاج کو قیاس نہ کیا جائے یعنی حالت اضطرار میں مردار اور شراب کو کھانے پینے کا حکم ہے مگر دوا کے طور پر شراب

جائز نہیں کیونکہ مردار کا گوشت اور شراب یقینی طور پر بھوک اور پیاس کا دفعیہ ہے اور دوا کے طور پر شراب پینے میں یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ مرض کا ازالہ ہی ہو جائے گا۔ (ردّ المحتار)

کھانے کی کیا مقدار ہونی چاہیے: مسئلہ: بھوک سے کم کھانا چاہیے اور پوری بھوک بھر کر کھا لینا مباح ہے یعنی نہ ثواب ہے نہ گناہ۔ کیونکہ اس کا بھی صحیح مقصد ہوسکتا ہے کہ طاقت زیادہ ہوگی اور بھوک سے زیادہ کھا لینا حرام ہے۔ زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ اتنا کھا لیا جس سے پیٹ خراب ہونے کا گمان ہے مثلاً دست آئیں گے اور طبیعت بدمزہ ہو جائے گی۔ (دُرِّ مختار)
مسئلہ: اگر بھوک سے کچھ زیادہ اس لئے کھا لیا کہ کل کا روزہ اچھی طرح رکھ سکے گا روزہ میں کمزوری نہیں پیدا ہوگی تو حرج نہیں جب کہ اتنی ہی زیادتی ہو جس سے معدہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور اگر معلوم ہے کہ زیادہ نہ کھایا تو کمزوری ہوگی دوسرے کاموں میں دقت ہوگی یوں ہی اگر مہمان کے ساتھ کھا رہا ہے اور معلوم ہے کہ یہ ہاتھ روک دے گا تو مہمان شرما جائے گا اور سیر ہو کر نہ کھائے گا تو اس صورت میں بھی کچھ زیادہ کھا لینے کی اجازت ہے۔ (دُرِّ مختار)

کھانے سے کیا نیت ہونی چاہیے: مسئلہ: سیر ہو کر کھانا اس لئے کہ نوافل کثرت سے پڑھ سکے گا اور پڑھنے پڑھانے میں کمزوری پیدا نہ ہوگی اچھی طرح اس کام کو سرانجام دے سکے گا۔ یہ مندوب ہے اور سیری سے زیادہ کھایا مگر اتنا زیادہ نہیں کہ پیٹ خراب ہو جائے یہ مکروہ ہے عبادت گزار شخص کو یہ اختیار ہے کہ بقدر مباح تناول کرے یا بقدر مندوب مگر اسے یہ نیت کرنی چاہیے کہ اس لئے کھاتا ہوں کہ عبادت کی قوت پیدا ہو کہ اس نیت سے کھانا بھی ایک قسم کی طاعت ہے کھانے سے اس کا مقصود تلذذ و تنعم نہ ہو کہ یہ بری صفت ہے قرآن مجید میں کفار کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ کھانے سے ان کا مقصود تمتع و تنعم ہوتا ہے اور حدیث میں کثرت خوری کفار کی صفت بتائی گئی۔ (ردّ المحتار) مسئلہ: ریاضت و مجاہدہ میں ایسی تقلیل غذا کی عبادت مفروضہ کی ادا میں ضعف پیدا ہو جائے مثلاً اتنا کمزور ہو گیا کہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا یہ ناجائز ہے اور اگر اس حد کی کمزوری نہ پیدا ہو تو حرج نہیں۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: جوان آدمی کو یہ اندیشہ ہے کہ سیر ہو کر کھائے گا تو غلبہ شہوت ہوگا تو کھانے میں کمی کرے کہ غلبہ شہوت نہ ہو مگر اتنی کمی نہ کرے کہ عبادت میں قصور پیدا ہو۔ (عالمگیری)

اسی طرح بعض لوگوں کو گوشت کھانے سے غلبہ شہوت ہوتا ہے وہ بھی گوشت میں کمی کر دیں۔

کب طرح طرح کے کھانوں کی اجازت ہے: مسئلہ: طرح طرح کے میوے

کھانے میں حرج نہیں اگرچہ افضل یہ ہے کہ ایسا نہ کرے مسئلہ: ایک قسم کا کھانا ہو تو ضرورت بھر نہ کھا سکے گا طبیعت گھبرا جائے گی لہٰذا کئی قسم کے کھانے تیار کراتا ہے کہ سب میں سے کچھ کچھ کھا کر ضرورت پوری کرلے گا اس غرض سے کئی قسم کے کھانے میں حرج نہیں یا اس لئے بہت سے کھانے پکواتا ہے کہ لوگوں کی ضیافت کرنی ہے وہ سب کھانے صرف ہو جائیں گے تو اس میں بھی حرج نہیں اور یہ مقصود نہ ہو تو اسراف ہے۔ (عالمگیری)

کھانے کے آداب: مسئلہ: کھانے کے آداب و سنن یہ ہیں: کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھے نہ جائیں اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا تولیا سے پونچھ لیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔ مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ ہاتھ دھوتے وقت خود اپنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور دوسرے سے اس میں مدد نہ لے یعنی اس کا وہی حکم ہے جو وضو کا ہے۔ (عالمگیری) کھانے کے بعد اچھی طرح ہاتھ دھوئیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے بھوسی یا آٹے یا بیسن سے دھونے میں حرج نہیں۔ اس زمانہ میں صابن سے ہاتھ دھونے کا رواج ہے اس میں بھی حرج نہیں۔ کھانے کے لئے منہ دھونا سنت نہیں یعنی اگر کسی نے نہ دھویا تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے سنت ترک کر دی ہاں جنب نے اگر منہ نہ دھویا تو مکروہ ہے اور حیض والی کا بغیر دھوئے کھانا مکروہ نہیں کھانے سے قبل جوانوں کے پہلے ہاتھ دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد پہلے بوڑھوں کے ہاتھ دھلائے جائیں اس کے بعد جوانوں کے یہی حکم علماء مشائخ کا ہے کہ کھانے سے قبل ان کے ہاتھ آخر میں دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد ان کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔

کھانا کس طرح شروع کیا جائے اور کس طرح ختم کیا جائے: کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کیا جائے اور ختم کر کے الحمد للہ پڑھیں اگر بسم اللہ کہنا بھول گیا ہے تو جب یاد آ جائے یہ کہے بسم اللہ فی اولہ وآخرہ بسم اللہ بلند آواز سے کہے کہ ساتھ والوں کو اگر یاد نہ ہو تو اس سے سن کر انہیں یاد آ جائے اور الحمد للہ آہستہ کہے مگر جب سب لوگ فارغ ہو چکے ہوں تو الحمد للہ بھی زور سے کہے کہ دوسرے لوگ سن کر شکر خدا بجا لائیں۔ روٹی پر کوئی چیز نہ رکھی جائے بعض لوگ سالن کا پیالہ یا چٹنی کی پیالی یا نمک دانی رکھ دیتے ہیں ایسا نہ کرنا چاہیے نمک اگر کاغذ میں ہے تو اسے روٹی پر رکھ سکتے ہیں ہاتھ یا چھری کو روٹی سے نہ پونچھیں تکیہ لگا کر یا ننگے سر کھانا ادب کے خلاف ہے بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دے کر کھانا بھی مکروہ ہے روٹی کا کنارہ توڑ کر ڈال دینا

مشکل الفاظ کے معنی - تلذذ و تنعم - لذت مزہ - اسراف فضول خرچی - بے جا خرچ

اور بیچ کی کھالینا اسراف ہے بلکہ پوری روٹی کھائے ہاں اگر کنارے کچے رہ گئے ہیں اس کے کھانے سے ضرر ہوگا تو توڑ سکتا ہے اسی طرح اگر معلوم ہے کہ یہ ٹوٹے ہوئے دوسرے لوگ کھا لیں گے ضائع نہ ہوں گے تو توڑنے میں حرج نہیں یہی حکم اس کا بھی ہے کہ روٹی میں جو حصہ پھولا ہوا ہے اسے کھالیتا ہے باقی کو چھوڑ دیتا ہے روٹی جب دسترخوان پر آگئی تو کھانا شروع کر دے سالن کا انتظار نہ کرے اسی لئے عموماً دسترخوان پر روٹی سب سے آخر میں لاتے ہیں تاکہ روٹی کے بعد انتظار نہ کرنا پڑے۔ داہنے ہاتھ سے کھانا کھائے ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر دسترخوان پر گر گیا اسے چھوڑ دینا اسراف[1] ہے بلکہ پہلے اس کو اٹھا کر کھائے اور جو کنارہ اس کے قریب ہے وہاں سے کھائے جب کھانا ایک قسم کا ہو تو ایک جگہ سے کھائے ہر طرف ہاتھ نہ مارے ہاں اگر طباق میں مختلف قسم کی چیزیں لاکر رکھی گئیں تو ادھر ادھر سے کھانے کی اجازت ہے کہ یہ ایک چیز نہیں۔

کھاتے وقت بیٹھنے کا طریقہ: کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھا دے اور داہنا کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے گرم کھانا نہ کھائے اور نہ کھانے پر پھونکے نہ کھانے کو سونگھے کھانے کے وقت باتیں کرتا جائے بالکل چپ رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے مگر بے ہودہ باتیں نہ بکے بلکہ اچھی باتیں کرے کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے ان میں جوٹھا نہ لگا رہنے دے اور برتن کو انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے۔

حدیث میں ہے کھانے کے بعد جو شخص برتن چاٹتا ہے تو وہ برتن اس کے لئے دعا کرتا ہے کہتا ہے کہ اللہ تجھے جہنم کی آگ سے آزاد کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے آزاد کیا اور ایک روایت میں ہے برتن اس کے لئے استغفار کرتا ہے کھانے کی ابتدا نمک سے کی جائے اور ختم بھی اسی پر کریں اس سے ستر بیماریاں دفع ہو جاتی ہیں (بزازیہ و ردّ المحتار) مسئلہ: راستہ اور بازار میں کھانا مکروہ ہے مسئلہ: دسترخوان پر روٹی کے ٹکڑے جمع ہو گئے اور کھانا ہے تو کھالے ورنہ مرغی گائے بکری وغیرہ کو کھلا دے یا کہیں احتیاط کی جگہ پر رکھ دے کہ چیونٹیاں یا چڑیاں کھا لیں گی راستہ پر نہ پھینکے۔ (بزازیہ)

کھانے میں عیب لگانے کا حکم: مسئلہ: کھانے میں عیب بتانا نہ چاہیے نہ یہ کہنا چاہیے کہ برا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے کو عیب نہ لگایا اگر پسند آیا تناول فرمایا ورنہ نہ کھایا۔

---

[1] اسراف کے معنی ہیں بے جا خرچ کرنا بیکار مال برباد کرنا خرچ میں حد شرع سے بڑھنا۔ مسئلہ: اسراف حرام ہے گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ ۱۲

جس سے کھانے کو کہا جائے تو وہ جواب میں بسم اللہ کی بجائے کیا کہے

مسئلہ: کھانا کھاتے وقت جب کوئی آجاتا ہے تو ہندوستان کا رواج یہ ہے کہ اسے کھانے کو پوچھتے ہیں کہتے ہیں آؤ کھانا کھاؤ اگر نہ پوچھیں تو طعن کرتے ہیں کہ انہوں نے پوچھا تک نہیں یہ بات یعنی دوسرے مسلمانوں کو کھانے کے لئے بلانا اچھی بات ہے مگر بلانے والے کو یہ چاہیے کہ یہ پوچھنا محض نمائش کے لئے نہ ہو بلکہ دل سے پوچھے یہ بھی رواج ہے کہ جب پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے بسم اللہ یہ نہ کہنا چاہیے یہاں بسم اللہ کہنے کے کوئی معنی نہیں اس موقع پر بسم اللہ کہنے کو علماء نے بہت سخت ممنوع فرمایا بلکہ ایسے موقع پر دعائیہ الفاظ کہنا بہتر ہے مثلاً اللہ تعالیٰ برکت دے زیادہ دے مسئلہ: باپ کو بیٹے کے مال کی حاجت ہے اگر احتیاج اس وجہ سے ہے کہ اس کے پاس دام نہیں ہیں کہ اس چیز کو خرید سکے تو بیٹے کی چیز بلا کسی معاوضہ کے استعمال کرنا جائز ہے اگر دام ہیں مگر چیز نہیں ملتی تو معاوضہ دے کر لے یہ اس وقت ہے کہ بیٹا نالائق ہے اور اگر لائق ہے تو بغیر حاجت بھی اس کی چیز لے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

کب بھوکے کی امداد فرض ہے، کب سوال کرنا فرض ہے: مسئلہ: ایک شخص بھوک سے اتنا کمزور ہو گیا کہ گھر سے باہر نہیں جا سکتا کہ لوگوں سے اپنا حال کہے تو جس کو اس کا یہ حال معلوم ہے اس پر فرض ہے کہ اسے کھانے کو دے تاکہ گھر سے نکلنے کے لائق ہو جائے۔ اگر ایسا نہیں کیا اور بھوک سے مر گیا تو جن لوگوں کو اس کا یہ حال معلوم تھا سب گنہگار ہوئے اور اگر یہ شخص جس کو اس کا حال معلوم تھا اس کے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ اسے کھلائے تو اس پر یہ فرض ہے کہ دوسروں سے کہے اور لوگوں سے کچھ مانگ لائے اور ایسا نہ ہوا اور وہ مر گیا تو یہ سب لوگ جن کو اس کے حال کی خبر تھی گنہگار ہو گئے اور اگر یہ شخص گھر سے باہر جا سکتا ہے مگر کمانے پر قدرت نہیں تو جا کر لوگوں سے مانگے اور جس کے پاس صدقے کی قسم سے کوئی چیز ہو اس پر دینا واجب ہے اور اگر وہ محتاج شخص کما سکتا ہے تو کام کر کے پیسے حاصل کرے اس کے لئے مانگنا حلال نہیں محتاج اگر کمانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے مگر یہ کر سکتا ہے کہ دروازوں پر جا کر سوال کرے تو اس پر ایسا کرنا فرض ہے ایسا نہ کیا اور بھوک سے مر گیا تو گنہگار ہوگا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: کھانے میں پسینہ ٹپک گیا یا رال ٹپک پڑی یا آنسو گر گیا وہ کھانا حرام نہیں ہے کھایا جا سکتا ہے اسی طرح اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل گئی اور اس سے طبیعت کو نفرت پیدا ہو گئی وہ پیا جا سکتا

ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: روٹی میں اگر اپلے کا ٹکڑا ملا اور وہ سخت ہے تو اتنا حصہ توڑ کر پھینک دے پوری روٹی کو نجس نہیں کیا جائے گا اور اگر اس میں نرمی آ گئی ہے تو بالکل نہ کھائے۔ (عالمگیری) مسئلہ: گوشت سڑ گیا تو اس کا کھانا حرام ہے۔ (عالمگیری)

کب دوست کی چیز بلا اجازت کھا سکتا ہے: مسئلہ: باغ میں پہنچا وہاں پھل گرے ہوئے ہیں تو جب تک مالک باغ کی اجازت نہ ہو پھل نہیں کھا سکتا اور اجازت دونوں طرح ہو سکتی ہے صراحۃً اجازت ہو مثلاً مالک نے کہہ دیا ہو کہ گرے ہوئے پھلوں کو کھا سکتے ہو یا دلالۃً اجازت ہو یعنی وہاں ایسا عرف و عادت ہے کہ باغ والے گرے ہوئے پھلوں سے منع نہیں کرتے درختوں سے پھل توڑ کر کھانے کی اجازت نہیں مگر جب کہ پھلوں کی کثرت ہو معلوم ہو کہ توڑ کر کھانے میں بھی مالک کو ناگواری نہیں ہوگی تو توڑ کر بھی کھا سکتا ہے مگر کسی صورت میں یہ اجازت نہیں کہ وہاں سے پھل اٹھا لائے۔ (عالمگیری) ان سب صورتوں میں عرف و عادت کا لحاظ ہے اور اگر عرف و عادت نہ ہو یا معلوم ہو کہ مالک کو ناگواری ہوگی تو کھانا جائز نہیں اور اگر مالک کے لئے بیکار ہوں جیسا کہ ہمارے ملک میں باغات میں پتے گر جاتے ہیں اور مالک ان کو کام میں نہیں لاتا بھاڑ جلانے والے اٹھا لاتے ہیں ایسے پتوں کو اٹھا لانے میں حرج نہیں۔ (عالمگیری)

باغ میں بلا اجازت پھل کھانے کی صورت: مسئلہ: دوست کے گھر گیا جو چیز پکی ہوئی ملی خود لے کر کھا لی یا اس کے باغ میں گیا اور پھل توڑ کر کھا لئے اگر معلوم ہے کہ اسے ناگوار نہ ہو گا تو کھانا جائز ہے مگر یہاں اچھی طرح غور کر لینے کی ضرورت ہے کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے ناگوار نہ ہوگا حالانکہ اسے ناگوار ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: روٹی کو چھری سے کاٹنا نصاریٰ کا طریقہ ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً ڈبل روٹی کہ چھری سے کاٹ کر اس کے ٹکڑے کر لئے جاتے ہیں تو حرج نہیں یا دعوتوں میں بعض مرتبہ ہر شخص کو نصف نصف شیرمال دی جاتی ہے ایسے موقع پر چھری سے کاٹ کر ٹکڑے بنانے میں حرج نہیں کہ یہاں مقصود دوسرا ہے۔ اسی طرح اگر مسلم ران بھنی ہوئی ہو اور چھری سے کاٹ کر کھائی جائے تو حرج نہیں۔ مسئلہ: بہت سے لوگوں نے چندہ کر کے کھانے کی چیز تیار کی اور سب مل کر اسے کھائیں گے چندہ سب نے برابر دیا ہے اور کھانا کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ اس میں حرج نہیں۔ اسی طرح مسافروں نے اپنے توشے اور کھانے کی چیزیں ایک ساتھ مل کر کھائیں اس میں بھی حرج نہیں اگر چہ کوئی کم کھائے گا کوئی زیادہ یا بعض کی چیزیں اچھی

ہیں اور بعض کی ویسی نہیں۔ (عالمگیری) مسئلہ: کھانا کھانے کے بعد خلال کرنے میں جو کچھ دانتوں میں سے ریشہ وغیرہ نکلا بہتر ہے کہ اسے پھینک دے اور نگل گیا تو اس میں بھی حرج نہیں اور خلال کا تنکا یا جو کچھ خلال سے نکلا اس کو لوگوں کے سامنے نہ پھینکے بلکہ اسے لئے رہے جب اس کے سامنے طشت آئے اس میں ڈال دے پھول اور میوہ کے تنکے سے خلال نہ کرے۔ (عالمگیری) خلال کے لئے نیم کی سینک بہت بہتر ہے کہ اس کی تلخی سے منہ کی صفائی ہوتی ہے اور یہ مسوڑوں کے لئے بھی مفید ہے جھاڑو کی سینکیں بھی اس کام میں لا سکتے ہیں جب کہ وہ کوری ہوں مستعمل نہ ہوں۔

پانی پینے کا بیان

اس کے بارے میں چند حدیثیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین بار سانس لیتے تھے فرماتے تھے کہ اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کے لئے مفید اور خوشگوار ہے۔ (بخاری و مسلم)

پانی کتنے سانس میں پیئے: اور فرمایا کہ ایک سانس میں پانی نہ پیو جیسے اونٹ پیتا ہے بلکہ دو اور تین مرتبہ میں پیو اور جب پیو تو بسم اللہ کہہ لو اور جب برتن کو منہ سے ہٹاؤ تو اللہ کی حمد کرو۔ (ترمذی) اور پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا ایک شخص نے عرض کیا کہ برتن میں کبھی کوڑا دکھائی دیتا ہے فرمایا سے گرا دو اس نے عرض کیا کہ ایک سانس میں سیراب نہیں ہوتا ہوں فرمایا کہ برتن کو منہ سے الگ کر کے سانس لو۔ (ترمذی) اور مشک کے دہانے سے پینے کو منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم) اور فرمایا کھڑے ہو کر ہرگز کوئی شخص پانی نہ پئے اور جو بھول کر ایسا کر گزرے وہ قے کر دے۔ (مسلم) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں میں آب زمزم کا ایک ڈول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لایا حضور نے کھڑے کھڑے اسے پیا۔ (بخاری و مسلم) حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میرے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مشک لٹکی ہوئی تھی اس کے دہانے سے کھڑے ہو کر پانی پیا[1] میں نے مشک کے دہانے کو کاٹ کر رکھ لیا ان کا کاٹ کر رکھ لینا تبرک کے لئے تھا چونکہ اس سے حضور کا دہن اقدس لگا ہے یہ برکت کی چیز ہے اور اس سے بیماروں کو شفا ہوگی۔ (ترمذی)

بچی ہوئی چیز کس کو دے: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

[1] حضور کے اس فعل کو علماء نے بیان جواز پر محمول کیا۔۱۲

وسلم کے لئے بکری کا دودھ دوہا گیا اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں جو کنواں تھا
اس کا پانی اس میں ملایا گیا یعنی لسی بنائی گئی پھر حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا حضور نے نوش
فرمایا حضور کی بائیں طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور داہنی طرف ایک اعرابی تھے
حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ ابوبکر کو دیجئے حضور نے اعرابی کو دیا کیونکہ یہ داہنی جانب
تھے اور ارشاد فرمایا داہنا مستحق ہے پھر اس کے بعد جو داہنے ہو داہنے کو مقدم رکھا کرو۔ (بخاری و
مسلم) حضور کی خدمت میں پیالہ پیش کیا گیا حضور نے نوش فرمایا حضور کی داہنی جانب سے
سب سے چھوٹے ایک شخص تھے (حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور بڑے
بڑے اصحاب بائیں جانب تھے حضور نے فرمایا لڑکے اگر تم اجازت دو تو بڑوں کو دے دوں۔
انہوں نے عرض کی حضور کے اولش[2] میں دوسروں کو اپنے پر ترجیح نہ دوں گا حضور نے ان کو دے
دیا۔ (بخاری و مسلم) اور فرمایا حریر اور دیباج نہ پہنو اور نہ سونے اور چاندی کے برتن میں پانی پیو
اور نہ ان کے برتنوں میں کھانا کھاؤ کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور تمہارے لئے
آخرت میں ہیں۔ (بخاری و مسلم) امام زہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
پینے کی وہ چیز زیادہ پسند تھی جو شیریں اور ٹھنڈی ہو۔ (ترمذی)

چلو سے پانی پینے کے مسائل: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹ کے بل جھک کر پانی میں منہ ڈال کر پینے سے منع فرمایا
اور یہ فرمایا کہ کتے کی طرح پانی میں منہ نہ ڈالے اور نہ ایک ہاتھ سے چلو لے کر پئے جیسے وہ
لوگ پیتے ہیں جن پر خدا ناراض ہے اور رات میں جب کسی برتن میں پانی پئے تو اسے ہلا لے مگر
جب کہ وہ برتن ڈھکا ہو تو ہلانے کی ضرورت نہیں اور جو شخص برتن سے پینے پر قادر ہے اور تواضع
کے طور پر ہاتھ سے پیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نیکیاں لکھتا ہے جتنی اس کے ہاتھ میں
انگلیاں ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا برتن ہاتھ تھا کہ انہوں نے اپنا پیالہ بھی پھینک دیا اور یہ کہا
کہ یہ دنیا کی چیز ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا ہاتھوں کو دھوؤ اور ان میں پانی پیو کہ ہاتھ
سے زیادہ پاکیزہ کوئی برتن نہیں۔ (ابن ماجہ) اور فرمایا کہ ساقی (جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہے) وہ
سب سے آخر میں پئے گا۔ (مسلم احمد ترمذی) اور فرمایا پانی کو چوس کر پیو کہ یہ خوشگوار اور زود
ہضم ہے اور بیماری سے بچاؤ ہے۔ (دیلمی)

کن چیزوں کو منع کرنا حلال نہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ!

۲ اولش: جوٹھا کھانے پانی کا بچا ہوا، ترجیح دینا: فوقیت دینا۔

کس چیز کا منع کرنا حلال نہیں فرمایا پانی اور نمک اور آگ کہتی ہیں میں نے عرض کی: یا رسول
اللہ! پانی کو تو ہم نے سمجھ لیا مگر نمک اور آگ کا منع کرنا کیوں حلال نہیں فرمایا: اے حمیرا! جس
نے آگ دی گویا اس نے اس پورے کو صدقہ کیا جو آگ سے پکایا گیا اور جس نے نمک دے
دیا گویا اس نے تمام اس کھانے کو صدقہ کیا جو اس نمک سے درست کیا گیا اور جس نے مسلمان
کو اس جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی ملتا ہے تو گویا گردن کو آزاد کیا اور جس نے مسلمان کو ایسی
جگہ پانی کا گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں ملتا ہے تو گویا اسے زندہ کر دیا۔ (ابن ماجہ)

پانی پینے کا طریقہ: مسئلہ: پانی بسم اللہ کہہ کر داہنے ہاتھ سے پئے اور تین سانس میں پئے
ہر مرتبہ برتن کو منہ سے ہٹا کر سانس لے پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پئے اور تیسری
سانس میں جتنا چاہے پی ڈالے اس طرح پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے اور پانی کو چوس کر پئے
غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پئے جب پی چکے الحمدللہ کہے اس زمانہ میں بعض لوگ بائیں
ہاتھ میں کٹورا یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں خصوصاً کھانے کے وقت داہنے ہاتھ سے پینے کو
خلاف تہذیب جانتے ہیں ان کی یہ تہذیب تہذیب نصاریٰ ہے اسلامی تہذیب داہنے ہاتھ
سے پینا ہے آج کل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اسے پھینک
دیتے ہیں کہ اب وہ پانی جوٹھا ہو گیا جو دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے
اسلام میں چھوت چھات نہیں مسلمان کے جوٹھے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں اور اس علت کی
وجہ سے پانی کو پھینکنا اسراف ہے۔ مسئلہ: مشک کے دہانے میں منہ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے کیا
معلوم کوئی مضر چیز اس کے حلق میں چلی جائے۔ (عالمگیری) اسی طرح لوٹے کی ٹونٹی سے
پانی پینا مگر جب کہ لوٹے کو دیکھ لیا ہو کہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے صراحی میں منہ لگا کر پانی پینے
کا بھی یہی حکم ہے مسئلہ: سبیل کا پانی مالدار شخص بھی پی سکتا ہے مگر وہاں سے پانی کوئی شخص گھر
نہیں لے جا سکتا۔ کیونکہ وہاں پینے کے لئے پانی رکھا گیا ہے نہ کہ گھر لے جانے کے لئے ہاں
اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو لے سکتا ہے۔ (عالمگیری) جاڑوں
میں اکثر جگہ مسجد کے سقایہ میں پانی گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسجد میں جو نمازی آئیں اس سے وضو
وغسل کریں یہ پانی بھی وہیں استعمال کیا جا سکتا ہے گھر لے جانے کی اجازت نہیں اسی طرح
مسجد کے لوٹوں کو بھی وہیں استعمال کر سکتے ہیں گھر نہیں لے جا سکتے بعض لوگ تازہ پانی بھر کر
مسجد کے لوٹوں کو بھی گھر لے جاتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے بچے ہوئے پانی کا پھینکنا ناجائز و
اسراف ہے مسئلہ: لوٹوں میں وضو کا پانی بچا ہوا ہوتا ہے اسے بعض لوگ پھینک دیتے ہیں۔ یہ

ناجائز واسراف ہے مسئلہ: وضو کا پانی اور آب زم زم کو کھڑے ہو کر پیا جائے باقی دوسرے پانی کو بیٹھ کر۔

ولیمہ اور ضیافت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا۔ یعنی خلوق کا رنگ ان کے بدن یا کپڑوں پر لگا ہوا دیکھا فرمایا یہ کیا ہے یعنی مرد کے بدن پر اس رنگ کو نہ ہونا چاہیے یہ کیونکر لگا عرض کیا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ (اس کے بدن سے یہ زردی چھوٹ کر لگ گئی) فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مبارک کرے تم ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری سے۔ (بخاری ومسلم) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح پر ولیمہ کیا۔ ایسا ولیمہ ازواج مطہرات میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ایک بکری سے ولیمہ کیا یعنی تمام ولیموں میں یہ بہت بڑا ولیمہ تھا کہ ایک پوری بکری کا گوشت پکا تھا۔ دوسری روایت انہیں سے ہے کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زفاف کے بعد جو ولیمہ کیا تھا۔ لوگوں کو پیٹ بھر روٹی گوشت کھلایا تھا۔ (بخاری ومسلم)

ولیمہ کا کون سا کھانا برا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برا کھانا ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالدار لوگ بلائے جاتے اور فقراء چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور جس نے دعوت کو ترک کیا (یعنی بلاسبب انکار کردیا) اس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی ایک روایت میں ہے ولیمہ کا کھانا برا کھانا ہے کہ جو اس میں آتا ہے اسے منع کرتا ہے اور اس کو بلایا جاتا ہے جو انکار کرتا ہے اور جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری ومسلم) اور فرمایا جس کو دعوت دی گئی اور اس نے قبول نہ کی اس نے اللہ ورسول کی نافرمانی کی اور بغیر بلائے گیا تو چور ہو کر گھسا اور غارتگری کر کے نکلا۔ (ابوداؤد) اور فرمایا (شادیوں میں) پہلے دن کا کھانا حق ہے یعنی ثابت ہے اسے کرنا ہی چاہیے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا سمعہ ہے (یعنی سنانے اور شہرت کے لئے ہے) جو سنانے کے لئے کوئی کام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سنائے گا یعنی اس کو سزا دے گا۔ (ترمذی) اور فرمایا جب دو شخص دعوت دینے بیک وقت آئیں تو جس کا دروازہ تمہارے دروازہ سے قریب ہو اس کی دعوت قبول کرو اور اگر ایک پہلے آیا تو جو پہلے آیا اس کی قبول کرو۔ (احمد وابوداؤد)

مہمان کی خاطرداری: اور فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے۔ ایک دن رات اس کا جائزہ ہے (یعنی ایک دن اس کی پوری خاطرداری کرے اپنے مقدور بھر اس کے لئے تکلف کا کھانا تیار کرائے) ضیافت تین دن ہے (یعنی ایک دن کے بعد ماحضر پیش کرے) اور تین دن کے بعد صدقہ ہے مہمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ اس کے یہاں ٹھہرا رہے کہ اسے حرج میں ڈال دے۔ (بخاری ومسلم)

ولیمہ کی تعریف اور حکم: مسئلہ: دعوت ولیمہ سنت ہے ولیمہ یہ ہے کہ شب زفاف کی صبح کو اپنے دوست احباب عزیز واقارب اور محلہ کے لوگوں کی حسب استطاعت ضیافت کرے اور اس کے لئے جانور ذبح کرنا اور کھانا تیار کرانا جائز ہے اور جو لوگ بلائے جائیں ان کو جانا چاہیے کہ ان کا جانا اس کے لئے خوشی ومسرت کا باعث ہوگا ولیمہ میں جس شخص کو بلایا جائے اس کو جانا سنت ہے یا واجب علماء کے دونوں قول ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجابت سنت مؤکدہ ہے۔ ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں میں بھی جانا افضل ہے اور یہ شخص اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا افضل ہے کہ اپنے مسلم بھائی کی خوشی میں شرکت اور اس کا دل خوش کرنا ہے اور روزہ دار ہو جب بھی جائے اور صاحب خانہ کے لئے دعا کرے اور ولیمہ کے سوا دوسری دعوتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ روزہ دار نہ ہو تو کھائے ورنہ اس کے لئے دعا کرے۔ (عالمگیری ردالمحتار) مسئلہ: دعوت ولیمہ کا یہ حکم جو بیان کیا گیا ہے اس وقت ہے کہ دعوت کرنے والوں کا مقصود ادائے سنت ہو اور اگر مقصود تفاخر ہو یا یہ کہ میری واہ واہ ہوگی جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر یہی دیکھا جاتا ہے تو ایسی دعوتوں میں نہ شریک ہونا بہتر ہے۔ خصوصاً اہل علم کو ایسی جگہ نہ جانا چاہیے۔ (ردالمحتار)

دعوت میں جانا کب سنت ہے: مسئلہ: دعوت میں جانا اس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا لہو ولعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے جانے کے بعد معلوم ہوا کہ وہاں لغویات ہیں اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس آئے اور اگر مکان کے دوسرے حصہ میں ہیں جس جگہ کھانا کھلایا جاتا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اس کی قدرت اسے نہ ہو تو صبر کرے یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو اور اگر مقتدیٰ و پیشوا ہو مثلاً علماء ومشائخ یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے جائیں نہ وہاں بیٹھیں نہ کھانا کھائیں اور اگر پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدیٰ ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں۔ اگرچہ خاص اس حصہ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصہ میں ہوں۔ (ہدایہ، دُرِّ مختار و بہار شریعت) مسئلہ:

اگر وہاں لہو ولعب ہو اور یہ شخص جانتا ہے کہ میرے جانے سے یہ چیزیں بند ہو جائیں گی تو اس کو اس نیت سے جانا چاہیے کہ اس کے جانے سے منکرات شرعیہ روک دیئے جائیں گے اور اگر معلوم ہے کہ وہاں نہ جانے سے ان لوگوں کو نصیحت ہوگی اور ایسے موقع پر یہ حرکتیں نہ کریں گے کیونکہ وہ لوگ اس کی شرکت کو ضروری جانتے ہیں اور جب یہ معلوم ہوگا کہ اگر شادیوں اور تقریبوں میں یہ چیزیں ہوں گی تو وہ شخص شریک نہ ہوگا تو اس پر لازم ہے کہ وہاں نہ جائے تا کہ لوگوں کو عبرت ہو اور ایسی حرکتیں نہ کریں۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

ولیمہ کی مدت: مسئلہ: دعوت ولیمہ صرف پہلے دن ہے یا اس کے بعد دوسرے دن بھی یعنی دو ہی دن تک یہ دعوت ہو سکتی ہے اس کے بعد ولیمہ اور شادی ختم۔ (عالمگیری) ہندوستان میں شادیوں کا سلسلہ کئی دن تک قائم رہتا ہے سنت سے آگے بڑھنا ریا دسمعہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

اپنے سامنے کا کھانا کب دوسرے کو دے سکتا ہے: مسئلہ: ایک دسترخوان پر جو لوگ کھانا تناول کرتے ہیں ان میں ایک شخص کوئی چیز اٹھا کر دوسرے کو دے دے یہ جائز ہے جب کہ معلوم ہو کہ صاحب خانہ کو یہ دینا ناگوار نہ ہوگا اور اگر معلوم ہے کہ اسے ناگوار ہوگا تو دینا جائز نہیں بلکہ اگر مشتبہ حال ہو معلوم نہ ہو کہ ناگوار ہوگا یا نہیں جب بھی نہ دے۔ (عالمگیری) بعض لوگ ایک ہی دسترخوان پر معززین کے سامنے عمدہ کھانے چنتے ہیں اور غریبوں کے لئے معمولی چیزیں رکھ دیتے ہیں اگرچہ ایسا نہ کرنا چاہیے کہ غریبوں کی اس میں دل شکنی ہوتی ہے مگر اس صورت میں جس کے پاس کوئی اچھی چیز ہے اس نے ایسے کو دے دی جس کے پاس نہیں ہے تو ظاہر یہی کہ اہل خانہ کو ناگوار ہوگا کیونکہ اگر دینا ہوتا تو وہ خود ہی اس کے سامنے بھی یہ چیز رکھتا یا کم از کم یہ صورت اشتباہ کی ہے۔ لہٰذا ایسی حالت میں چیز دینا ناجائز ہے اور اگر ایک قسم کا کھانا ہے مثلاً روٹی گوشت اور ایک کے پاس روٹی ختم ہوگئی دوسرے نے اپنے پاس سے اٹھا کر دے دی تو ظاہر یہی ہے کہ صاحب خانہ کو ناگوار نہ ہوگا مسئلہ: دوسرے کے یہاں کھانا کھا رہا ہے سائل نے مانگا اس کو یہ جائز نہیں کہ سائل کو روٹی کا ٹکڑا دے دے کیونکہ اس نے اس کے کھانے کے لئے رکھا ہے اس کو مالک نہیں کر دیا ہے کہ جس کو چاہے دے دے۔ (عالمگیری) مسئلہ: دو دسترخوان پر کھانا کھایا جا رہا ہے تو ایک دسترخوان والا دوسرے دسترخوان والے کو کوئی چیز اس پر سے اٹھا کر نہ دے مگر جب کہ یقین ہو کہ صاحب خانہ کو ایسا کرنا ناگوار نہ ہوگا۔ (عالمگیری)

[1] تفاخر: شیخی' بڑائی' لہو ولعب' کھیل کود' صاحب خانہ' گھر والا' دل شکنی' دل توڑنا۔

مسئلہ: کھاتے وقت صاحب خانہ کا بچہ آ گیا تو اس کو یا صاحب خانہ کے خادم کو اس کھانے میں سے نہیں دے سکتا۔ (عالمگیری) مسئلہ: کھانا ناپاک ہو گیا تو جائز نہیں کہ کسی پاگل یا بچہ کو کھلائے یا کسی ایسے جانور کو کھلائے جس کا کھانا حلال ہے۔ (عالمگیری)

مہمان کے آداب: مسئلہ: مہمان کو چار باتیں ضروری ہیں جہاں بٹھایا جائے وہیں بیٹھے جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خوش ہو یہ نہ ہو کہ کہنے لگے اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں یا کسی قسم کے دوسرے الفاظ جیسا کہ آج کل اکثر دعوتوں میں لوگ آپس میں کہا کرتے ہیں بغیر اجازت صاحب خانہ وہاں سے نہ اٹھے اور جب وہاں سے جائے تو اس کے لئے دعا کرے۔

میزبان کے آداب: میزبان کو چاہیے کہ مہمان سے وقتاً فوقتاً کہے کہ اور کھاؤ مگر اس پر اصرار نہ کرے کہ کہیں اصرار کی وجہ سے زیادہ نہ کھا جائے اور یہ اس کے لئے مضر ہو۔ میزبان کو بالکل خاموش نہ رہنا چاہیے اور یہ بھی نہ کرنا چاہیے کہ کھانا رکھ کر غائب ہو جائے بلکہ وہاں حاضر رہے اور مہمانوں کے سامنے خادم وغیرہ پر ناراض نہ ہو اور اگر صاحب وسعت ہو تو مہمان کی وجہ سے گھر والوں پر کھانے میں کمی نہ کرے۔ میزبان کو چاہیے کہ مہمان کی خاطرداری میں خود مشغول ہو خادموں کے ذمہ اس کو نہ چھوڑے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اگر مہمان تھوڑے ہوں تو میزبان ان کے ساتھ کھانے پر بیٹھ جائے کہ یہی تقاضائے مروت ہے اور بہت سے مہمان ہوں تو ان کے ساتھ نہ بیٹھے بلکہ ان کی خدمت اور کھلانے میں مشغول ہو۔ مہمانوں کے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائے جس کا بیٹھنا ان پر گراں ہو۔ (عالمگیری) مسئلہ: جب کھا کر فارغ ہوں ان کے ہاتھ دھلائے جائیں اور یہ نہ کرے کہ ہر شخص کے ہاتھ دھونے کے بعد پانی پھینک کر دوسرے کے سامنے ہاتھ دھونے کے لئے طشت پیش کرے۔ (عالمگیری) مسئلہ: جس نے ہدیہ بھیجا اگر اس کے پاس حلال و حرام دونوں قسم کے اموال ہوں مگر غالب مال حلال ہے تو اس کے قبول کرنے میں حرج نہیں یہی حکم اس کے یہاں دعوت کھانے کا ہے اور اگر اس کا غالب مال حرام ہے تو نہ ہدیہ قبول کرے اور نہ اس کی دعوت کھائے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ چیز جو اسے پیش کی گئی حلال ہے (عالمگیری) مسئلہ: جس شخص پر اس کا دین ہے اگر اس نے دعوت کی اور قرض سے پہلے بھی وہ اسی طرح دعوت کرتا تھا تو قبول کرنے میں حرج نہیں اور اگر پہلے بیس دن میں دعوت کرتا تھا اور اب دس دن میں کرتا ہے یا اب اس نے کھانے میں تکلفات بڑھا دیئے ہیں تو قبول نہ کرے یہ قرض کی وجہ سے ہے۔ (عالمگیری)

ظروف کا بیان

مسئلہ: سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اوران کی پیالیوں سے تیل لگانا یا ان کے عطر دان سے عطر لگانا یا ان کی انگیٹھی سے بخور کرنا منع ہے اور یہ ممانعت مرد وعورت دونوں کے لئے ہے عورتوں کو ان کے زیور پہننے کی اجازت ہے زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال مرد وعورت دونوں کے لئے ناجائز ہے۔ (دُرِّ مختار)

سونے چاندی کے برتن اور اوزار کا استعمال: مسئلہ: سونے چاندی کے چمچے سے کھانا ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا ان کے آئینے میں منہ دیکھنا ان کی قلم دوات سے لکھنا ان کے لوٹے یا طشت سے وضو کرنا یا ان کی کرسی پر بیٹھنا مرد وعورت دونوں کے لئے ممنوع وناجائز ہے (دُرِّ مختار وردالمحتار) مسئلہ: سونے چاندی کی آرسی پہننا عورت کے لئے جائز ہے مگر اس آرسی میں منہ دیکھنا عورت کے لئے بھی ناجائز ہے۔[1] (ا) مسئلہ: چائے کے برتن سونے چاندی کے استعمال کرنا ناجائز ہے اسی طرح سونے چاندی کی گھڑی ہاتھ میں باندھنا بلکہ اس میں وقت دیکھنا بھی ناجائز ہے کہ گھڑی کا استعمال یہی ہے کہ اس میں وقت دیکھا جائے۔ (ردالمحتار) مسئلہ: سونے چاندی کی چیزیں محض مکان کی آرائش وزینت کے لئے ہوں مثلاً قرینہ سے یہ برتن وقلم دوات لگا دے کہ مکان آراستہ ہو جائے اس میں حرج نہیں یوں ہی سونے چاندی کی کرسیاں یا میز یا تخت وغیرہ سے مکان سجا رکھا ہے ان پر بیٹھتا نہیں ہے تو حرج نہیں (دُرِّ مختار وردالمحتار) مسئلہ: بچوں کو بسم اللہ پڑھانے کے موقع پر چاندی کی دوات قلم تختی لاکر رکھتے ہیں۔ یہ چیزیں استعمال میں نہیں آتیں بلکہ پڑھانے والے کو دے دیتے ہیں۔ اس میں حرج نہیں مسئلہ: سونے چاندی کے سوا ہر قسم کے برتن کا استعمال جائز ہے مثلاً تانبے پیتل شیشہ بلور وغیرہ مگر مٹی کے برتنوں کا استعمال سب سے بہتر کہ حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے گھر کے برتن مٹی کے بنوائے فرشتے اس کی زیارت کو آئیں گے تانبے اور پیتل کے برتنوں میں قلعی ہونی چاہیے بغیر قلعی ان کے برتن استعمال کرنا مکروہ ہے (ردالمحتار ودُرِّ مختار) مسئلہ: جس برتن میں سونے چاندی کا کام بنا ہوا ہے اس کا استعمال جائز ہے جب کہ موضع استعمال میں سونا چاندی نہ ہو مثلاً کٹورے یا گلاس میں سونے چاندی کا کام ہو تو پانی پینے میں اس کی جگہ منہ نہ لگے جہاں سونا چاندی ہے اور بعض کا قول یہ ہے کہ وہاں ہاتھ بھی نہ لگے اور یہ قول اصح

[1] اس میں منہ دیکھنا اس لئے ناجائز ہے کہ یہ استعمال ہے اور پہننا اس لئے جائز ہے کہ یہ زیور ہے۔

ہے۔ (دُرِّ مختار ردالمحتار) مسئلہ: چھڑی کی موٹھ سونے چاندی کی ہو تو اس کا استعمال ناجائز ہے۔ کیوں کہ استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ موٹھ پر ہاتھ رکھا جاتا ہے لہٰذا موضع استعمال میں سونا چاندی ہوئی۔ یوں ہی دوسرے آلات قلم وغیرہ کہ اگر موضع استعمال میں سونا چاندی ہو تو ناجائز ہے اور اگر ایسے حصہ میں ہو جو استعمال میں نہیں تو حرج نہیں (بہار شریعت وغیرہ) مسئلہ: برتن پر سونے چاندی کا ملمع ہو تو اس کے استعمال میں حرج نہیں۔ (ہدایہ)

لباس کا بیان

سب سے اچھا کپڑا کون سا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب میں اچھے وہ کپڑے جنہیں پہن کر تم خدا کی زیارت قبروں اور مسجدوں میں کرو سپید ہیں۔ یعنی سپید کپڑوں میں نماز پڑھنا اور مردے کفنانا اچھا ہے۔ (ابن ماجہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کی آستین گٹے تک تھی (ترمذی، ابوداؤد)

عمامہ باندھنے کی فضیلت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تو دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکاتے (ترمذی) اور فرمایا کہ عمامہ باندھنا اختیار کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس کو پیٹھ کے پیچھے لٹکا لو۔ (بیہقی)

کافر اور مومن کے عمامہ کا فرق: اور فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے مابین یہ فرق ہے کہ ہمارے عمامہ ٹوپیوں پر ہوتے ہیں (ترمذی) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں حضور نے مجھ سے یہ فرمایا عائشہ اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے اتنے ہی پر بس کرو جتنا سوار کے پاس توشہ ہوتا ہے اور مالداروں کے پاس بیٹھنے سے بچو اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو جب تک پیوند نہ لگا لو (ترمذی) حفصہ بنت عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں حضرت عائشہ نے ان کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور موٹا دوپٹہ دے دیا۔ (امام مالک)

لباس شہرت کے معنی اور اس کی مذمت: اور فرمایا جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا کپڑا پہنائے گا لباس شہرت سے مراد یہ ہے کہ تکبر کے طور پر اچھے کپڑے پہنے یا جو شخص درویش نہ ہو وہ ایسے کپڑے پہنے جس سے لوگ اسے درویش سمجھیں یا عالم نہ ہو اور علماء کے سے کپڑے پہن کر لوگوں کے سامنے اپنا عالم ہونا جتاتا ہے یعنی کپڑے سے مقصود کسی خوبی کا اظہار ہو (امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ) اور فرمایا جو باوجود قدرت اچھے کپڑے پہننا تواضع کے طور پر چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ اس کو کرامت کا حلہ پہنائے گا۔

(ابوداؤد) حضرت ابوالاحوص کے والد کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے کپڑے گھٹیا تھے حضور نے فرمایا کیا تمہارے پاس مال نہیں میں نے عرض کی کہ ہاں ہے۔ فرمایا کس قسم کا مال ہے میں نے عرض کی کہ خدا کا دیا ہوا ہر قسم کا مال ہے۔ اونٹ گائے' بکریاں' گھوڑے' غلام' فرمایا جب خدا نے تمہیں مال دیا ہے تو اس کی نعمت و کرامت کا اثر تم پر دکھائی دینا چاہیے (نسائی وغیرہ) اور فرمایا جو دنیا میں ریشم پہنے گا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم) اور فرمایا سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لئے حلال ہے اور مردوں پر حرام (ترمذی و نسائی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندہ کی کھال بچھانے سے منع فرمایا (ترمذی)

نیا کپڑا پہننے کی دعا: ترمذی میں ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا کپڑا پہنا اور یہ پڑھا الحمد لله الذی کسانی ما اواری به عورتی واتجمل به فی حیاتی پھر یہ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص نیا کپڑا پہنتے وقت یہ پڑھے اور پرانے کپڑے کو صدقہ کر دے وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے کنف و حفظ و ستر میں رہے گا۔ تینوں الفاظ کے ایک ہی معنیٰ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و نگہبان ہے اور فرمایا جو شخص جس قوم سے تشبہ کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

لباس و عادات میں مشابہت کا قاعدہ اور حکم: یہ حدیث ایک اصل کلی ہے کہ لباس و عادات و اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہیے اور کن سے نہیں کرنی چاہیے کفار و فساق و فجار سے مشابہت بری ہے اور اہل صلاح و تقویٰ کی مشابہت اچھی ہے پھر اس تشبہ[1] کے بھی درجات ہیں اور انہیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں کفار و فساق سے تشبہ کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہے مسلمان اپنے کو کافروں اور فاسقوں سے ممتاز رکھے تاکہ پہچانا جا سکے اور غیر مسلم کا شبہ اس پر نہ ہو۔ (ابوداؤد وغیرہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں سے تشبہ کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں (ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت کی جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی جو مردانہ لباس پہنتی ہے (ابوداؤد) اور فرمایا کہ نہ میں سرخ زین پوش پر سوار ہوتا ہوں اور نہ کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنتا ہوں اور نہ وہ قمیص پہنتا ہوں جس میں ریشم کا کف لگا ہوا ہو (یعنی چار انگل سے زائد) سن لو مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ نہ ہو بو ہو یعنی مردوں میں خوشبو مقصود ہوتی ہے اس کا رنگ

[1] تشبہ: طور طریقہ اختیار... وضع اور عادات میں موافقت کرنا۔

نمایاں نہ ہونا چاہیے کہ بدن یا کپڑے رنگین ہو جائیں اور عورتیں ہلکی خوشبو استعمال کریں کہ یہاں زینت مقصود ہوتی ہے اور یہ رنگین خوشبو مثلاً خلوق سے حاصل ہوتی ہے نیز خوشبو سے خواہ مخواہ لوگوں کی نگاہیں اٹھیں گی (ابوداؤد) بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا جس پر آرام فرماتے تھے چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضور کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی۔

کتنا کپڑا پہننا فرض ہے: مسئلہ: اتنا لباس جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی سردی کی تکلیف سے بچے فرض ہے اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور یہ کہ جب کہ اللہ نے دیا ہے تو اس کی نعمت کا اظہار کیا جائے یہ مستحب ہے خاص موقع پر مثلاً عید یا جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننا مباح ہے۔ اس قسم کے کپڑے روز نہ پہنے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اترانے لگے اور غریبوں کو جس کے پاس ایسے کپڑے نہیں ہیں نظر حقارت سے دیکھے لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہیے اور تکبر کے طور پر جو لباس ہو وہ ممنوع ہے تکبر ہے یا نہیں اس کی شناخت یوں کرے کہ ان کپڑوں کے پہننے سے پہلے اپنی جو حالت پاتا تھا اگر پہننے کے بعد بھی وہی حالت ہے تو معلوم ہوا کہ ان کپڑوں سے تکبر پیدا نہیں ہوا اگر وہ حالت اب باقی نہیں رہی تو تکبر آ گیا لہٰذا ایسے کپڑے سے بچے کہ تکبر بہت بری صفت ہے۔ (ردّ المحتار)

کپڑا کس طرح کا ہونا چاہیے: مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ اونی یا سوتی یا کتان کے کپڑے بنوائے جائیں جو سنت کے موافق ہوں نہ نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوں نہ بہت گھٹیا بلکہ متوسط قسم کے ہوں کہ جس طرح بہت اعلیٰ درجہ کے کپڑوں سے نمود ہوتی ہے بہت گھٹیا کپڑے پہننے سے بھی نمائش ہوتی ہے لوگوں کی نظریں اٹھتی ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی صاحب کمال اور تارک الدنیا شخص ہیں سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اس کی تعریف آئی ہے اور سیاہ کپڑے بھی بہتر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو سر اقدس پر سیاہ عمامہ تھا۔ سبز کپڑوں کو بعض کتابوں میں سنت لکھا ہے۔ (ردّ المحتار)

کرتے کی آستین کتنی ہو اور دامن کتنا: مسئلہ: سنت یہ ہے کہ دامن کی لمبائی آدھی پنڈلی تک ہو اور آستین کی لمبائی زیادہ سے زیادہ انگلیوں کے پوروں تک اور چوڑائی ایک بالشت ہو (ردّ المحتار) اس زمانہ میں بہت سے مسلمان پاجامہ کی جگہ جانگھیا پہننے لگے ہیں اس کے ناجائز ہونے میں کیا کلام کہ گھٹنے کا کھلا ہونا حرام ہے اور بہت لوگوں کے کرتے کی آستینیں کہنی کے اوپر ہوتی ہیں۔ یہ بھی خلاف سنت ہے اور یہ دونوں کپڑے نصاریٰ کی تقلید میں پہنے

جاتے ہیں اس چیز نے ان کی قباحت میں اور اضافہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے کہ وہ کفار کی تقلید اور ان کی وضع قطع سے بچیں۔ حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد جو اپنے لشکریوں کے لئے بھیجا تھا جس میں بیشتر حضرات صحابہ کرام تھے اس کو مسلمان پیش نظر رکھیں اور عمل کی کوشش کریں اور وہ ارشاد یہ ہے **ایاکم وزی الاعاجم** عجمیوں کے بھیس سے بچو ان جیسی وضع قطع نہ بنالینا۔

ریشمی کپڑوں کے مسائل: مسئلہ: ریشم کے کپڑے مرد کے لئے حرام ہیں بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں حرام ہیں اور جنگ کے موقع پر بھی نرے ریشم کے کپڑے حرام ہیں ہاں اگر تانا سوت ہو اور بانا ریشم تو لڑائی کے موقع پر پہننا جائز ہے اور اگر تانا ریشم ہو اور بانا سوت ہو تو ہر شخص کے لئے ہر موقع پر جائز ہے۔ مجاہد اور غیر مجاہد دونوں پہن سکتے ہیں لڑائی کے موقع پر ایسا کپڑا پہننا جس کا ریشم بانا ہو اس وقت جائز ہے جب کہ کپڑا موٹا ہو اور اگر باریک ہو تو ناجائز ہے کہ اس کا جو فائدہ تھا اس صورت میں حاصل نہ ہوگا (ہدایہ و دُرِّ مختار) مسئلہ: تانا ریشم ہو اور بانا سوت مگر کپڑا اس طرح بنایا گیا ہے کہ ریشم ہی ریشم دکھائی دیتا ہے تو اس کا پہننا مکروہ ہے (عالمگیری) بعض قسم کی مخمل ایسی ہوتی ہے کہ اس کے روئیں ریشم کے ہوتے ہیں اس کے پہننے کا بھی یہی حکم ہے اس کی ٹوپی اور صدری وغیرہ نہ پہنی جائے۔ مسئلہ: ریشم کے بچھونے پر بیٹھنا لیٹنا اور اس کا تکیہ لگانا بھی ممنوع ہے۔ اگر چہ پہننے میں بہ نسبت اس کے زیادہ برائی ہے۔ (عالمگیری) مگر دُرِّ مختار میں اسے مشہور کے خلاف بتایا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہے مسئلہ: عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے اگر چہ خالص ریشم ہو اس میں سوت کی بالکل آمیزش نہ ہو (عامہ کتب) مسئلہ: مردوں کے کپڑوں میں ریشم کی گوٹ چار انگل تک کی جائز ہے اس سے زیادہ ناجائز یعنی اس کی چوڑائی چار انگل تک ہو لمبائی کا شمار نہیں۔ اسی طرح اگر کپڑے کا کنارہ ریشم سے بنا ہو جیسا کہ بعض عمامے یا چادروں یا تہبند کے کنارے اس طرح کے ہوتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار انگل تک کا کنارہ ہو تو جائز ہے ورنہ ناجائز (دُرِّ مختار و ردّ المحتار) یعنی جب کہ اس کنارہ کی بناوٹ بھی ریشم کی ہو اور اگر سوت کی بناوٹ ہو تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے عمامہ یا چادر کے پلو ریشم سے بنے ہوں تو چونکہ بانا ریشم کا ہونا ناجائز ہے لہٰذا یہ پلو بھی چار انگل تک کا ہی ہونا چاہیے زیادہ نہ ہو۔

کتنا ریشم مرد استعمال کر سکتا ہے: مسئلہ: آستین یا گریبان یا دامن کے کنارہ پر ریشم کا

کام ہو تو وہ بھی چار انگل تک ہی ہو صدری یا جبہ کا ساز ریشم کا ہو تو چار انگل تک کا جائز ہے اور ریشم کی گھنڈیاں بھی جائز ہیں۔ ٹوپی کا طرہ بھی چار انگل کا جائز ہے پائجامہ کا نیفہ بھی چار انگل تک کا جائز ہے۔ اچکن یا جبہ میں شانوں اور پیٹھ پر ریشم کے پان یا کیری چار انگل تک کے جائز ہیں (ردّ المحتار) یہ حکم اس وقت ہے کہ پان وغیرہ مغرق ہوں کہ کپڑا دکھائی نہ دے اور اگر مغرق نہ ہوں تو چار انگل سے زیادہ بھی جائز ہے مسئلہ: ٹوپی میں لیس لگائی گئی یا عمامہ میں گوٹا لچکا لگایا گیا اگر یہ چار انگل سے کم چوڑا ہے جائز ہے ورنہ نہیں۔

سونے چاندی کے تار سے بنے ہوئے کپڑوں کے مسائل: مسئلہ: سونے چاندی سے کپڑا بنا جائے جیسا کہ بنارسی کپڑے میں زری بنی جاتی ہے کمخواب اور پوت میں زری ہوتی ہے اور اسی طرح بنارسی عمامہ کے کنارے اور دونوں طرف کے حاشیے زری کے ہوتے ہیں ان کا یہ حکم ہے کہ اگر ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ہو تو ناجائز ہے ورنہ جائز۔ مگر کمخواب اور پوت میں چونکہ تانا بانا دونوں ریشم ہوتا ہے لہٰذا زری اگر چہ چار انگل سے کم ہو جب بھی ناجائز ہے ہاں اگر سوتی کپڑا ہوتا یا تانا ریشم اور بانا سوت ہوتا اور اس میں زری بنی جاتی تو چار انگل تک جائز ہوتا جیسا کہ عمامہ کا سوت ہوتا ہے اور اس میں زری بنی جاتی ہے اس کا یہی حکم ہے کہ ایک جگہ چار انگل سے زیادہ ناجائز ہے یہ حکم مردوں کے لئے ہے۔ عورتوں کے لئے ریشم اور سونا چاندی پہننا جائز ہے۔ ان کے لئے چار انگل کی تخصیص نہیں اسی طرح عورتوں کے لئے گوٹے لچکے اگر چہ کتنے ہی چوڑے ہوں جائز ہیں اور مغرق اور غیر مغرق کا فرق بھی مردوں ہی کے لئے ہے عورتوں کے لئے مطلقاً جائز ہے (المستفاد من ردّ المحتار) مسئلہ: ریشم کے کپڑے میں تعویذ سی کر گلے میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا ناجائز ہے کہ یہ پہننے میں داخل ہے اسی طرح سونے اور چاندی میں رکھ کر پہننا بھی ناجائز ہے اور چاندی یا سونے ہی پر تعویذ کھدا ہوا ہو تو یہ بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے۔ مسئلہ: مکان کو ریشم چاندی سونے سے آراستہ کرنا مثلاً دیواروں دروازوں پر ریشمی پردے لٹکانا اور جگہ جگہ قرینے سے سونے چاندی کے ظروف و آلات رکھنا جس سے مقصود محض آرائش و زیبائش ہو تو کراہت ہے اور اگر تکبر و تفاخر سے ایسا کرتا ہے تو ناجائز ہے (ردّ المحتار) غالباً کراہت کی وجہ یہ ہوگی کہ ایسی چیزیں اگر چہ ابتداءً تکبر سے نہ ہوں مگر بالآخر عموماً ان سے تکبر پیدا ہو جایا کرتا ہے۔

فقہا و علماء کا لباس: مسئلہ: فقہا و علماء کو ایسا کپڑا پہننا چاہیے کہ وہ پہچانے جائیں تا کہ لوگوں کو ان سے استفادہ کا موقع ملے اور علم کی وقعت لوگوں کو ذہن نشین ہو (ردّ المحتار) اور اگر اس سے

اپنا ذاتی تشخص وامتیاز مقصود ہو تو یہ مذموم ہے۔

سونے چاندی کا بٹن مرد کو کس طرح کا جائز ہے: مسئلہ: سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا جائز ہے جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے (دُرِّ مختار) یعنی جب کہ بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے مسئلہ: نابالغ لڑکوں کو بھی ریشم کے کپڑے پہنانا حرام ہے اور گناہ پہنانے والے پر ہے۔ (عالمگیری)

کون کون رنگ مردوں کو جائز ہیں: مسئلہ: کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہننا مرد کو منع ہے گہرا رنگ ہو کر سرخ ہو جائے یا ہلکا ہو کہ زرد رہے دونوں کا ایک حکم ہے عورتوں کو یہ دونوں قسم کے رنگ جائز ہیں ان دونوں رنگوں کے سوا باقی ہر قسم کے رنگ زرد، سرخ دھانی، بسنتی چمپئی، نارنجی وغیرہا مردوں کو بھی جائز ہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سرخ رنگ یا شوخ رنگ کے کپڑے مرد نہ پہنے خصوصاً جن رنگوں میں زنانہ پن ہو مرد اس کو بالکل نہ پہنے (دُرّ مختار و ردّ المحتار) اور یہ ممانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ عورتوں سے تشبہ ہوتا ہے اس وجہ سے ممانعت ہے لہٰذا اگر یہ علت نہ ہو تو ممانعت بھی نہ ہوگی مثلاً بعض رنگ اس قسم کے ہیں کہ عمامہ رنگا جا سکتا ہے اور اگر کرتہ پائجامہ اسی رنگ سے رنگا جائے یا چادر رنگ کر اوڑھیں تو اس میں زنانہ پن ظاہر ہوتا ہے تو عمامہ کو جائز کہا جائے گا اور دوسرے کپڑوں کو مکروہ مسئلہ: جس کے یہاں میت ہوئی اسے اظہار غم میں سیاہ کپڑے پہننا ناجائز ہے (عالمگیری) سیاہ بلے لگانا بھی ناجائز ہے کہ اولاً تو وہ سوگ کی صورت ہے دوم یہ کہ نصاریٰ کا یہ طریقہ ہے ایام محرم میں یعنی پہلی محرم سے بارہویں تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے اور سبز کہ یہ مبتدعین یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے اور سرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذ اللہ اظہار مسرت کے لئے سرخ پہنتے ہیں۔ (بہار شریعت)

پاجامہ تہبند اور دھوتی کے مسائل: مسئلہ: پاجامہ پہننا سنت ہے کیونکہ اس میں بہت زیادہ ستر عورت ہے (عالمگیری) اس کو سنت بایں معنیٰ کہا گیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پہنا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تہبند پہنا کرتے تھے پاجامہ پہننا ثابت نہیں مسئلہ: مرد کو ایسا پاجامہ پہننا جس کے پائنچے کے اگلے حصے پشت قدم پر رہتے ہوں مکروہ ہے کپڑوں میں اسبال یعنی اتنا نیچا کرتہ، جبہ، پاجامہ، تہبند پہننا

کہ ٹخنے بھی چھپ جائیں ممنوع ہے یہ کپڑے آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنے تک ہوں یعنی ٹخنے نہ چھپنے[1] پائیں (عالمگیری) مسئلہ: موٹے کپڑے پہننا اور پرانا ہو جائے تو پیوند لگا کر پہننا اسلامی طریقہ ہے (عالمگیری) حدیث میں فرمایا کہ جب تک پیوند لگا کر پہن نہ لو کپڑے کو پرانا نہ سمجھو اور بہت باریک کپڑے نہ پہنے جس سے بدن کی رنگت جھلکے خصوصاً تہبند کہ اگر یہ باریک ہے تو ستر عورت نہ ہو سکے گا اس زمانہ میں ایک یہ بلا بھی پیدا ہوگئی ہے کہ ساڑھی کا تہبند پہنتے ہیں جس سے بالکل ستر عورت نہیں ہوتا اور اس کو پہن کر بعض لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں ان کی نماز بھی نہیں ہوتی کہ ستر عورت نماز میں فرض ہے بعض لوگ پاجامہ اور تہبند کی جگہ دھوتی باندھتے ہیں دھوتی باندھنا ہندوؤں کا طریقہ ہے اور اس سے ستر عورت بھی نہیں ہوتا چلنے میں ران کا پچھلا حصہ کھل جاتا ہے اور نظر آتا ہے۔

پوستین یعنی کھال کے لباس کے مسائل: مسئلہ: پوستین پہننا جائز ہے بزرگان دین علماء ومشائخ نے پہنی ہے جو جانور حلال نہیں اگر اس کو ذبح کر لیا ہو یا اس کے چمڑے کی دباغت کر لی ہو تو اس کی پوستین بھی پہنی جا سکتی ہے اور اس کی ٹوپی اوڑھی جا سکتی ہے مثلاً لومڑی کی پوستین یا سمور کی پوستین (کہ بلی کی شکل کا ایک جانور ہوتا ہے جس کی پوستین بنائی جاتی ہے) اسی طرح سنجاب کی پوستین (یہ گھوس کی شکل کا جانور ہوتا ہے) (عالمگیری) مسئلہ: درندہ جانور، شیر، چیتا وغیرہ کی پوستین میں بھی حرج نہیں اس کو پہن سکتے ہیں اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں (عالمگیری) اگرچہ افضل اس سے بچنا ہے حدیث میں چیتے کی کھال پر سوار ہونے کی ممانعت آئی ہے مسئلہ: ناک منہ پوچھنے کے لئے رومال رکھنا یا وضو کے بعد ہاتھ پوچھنے کے لئے رومال رکھنا جائز ہے۔ اسی طرح پسینہ پونچھنے کے لئے رومال رکھنا جائز ہے اور اگر براہِ تکبر ہو تو منع ہے۔ (عالمگیری)

کپڑے پہننے کا طریقہ: مسئلہ: کپڑا پہنے تو داہنے سے شروع کرے یعنی پہلے داہنی آستین یا داہنے پائنچہ میں ڈالے پھر بائیں میں۔

---

[1] مگر پائجامہ یا تہبند بہت اونچا پہننا آج کل وہابیوں کا طریقہ ہے لہٰذا اتنا اونچا بھی نہ پہنے کہ دیکھنے والا وہابی سمجھے اس زمانہ میں بعض لوگوں نے پاجامے بہت نیچے پہننے شروع کر دیئے ہیں کہ ٹخنے تو کیا ایڑیاں بھی چھپ جاتی ہیں حدیث میں اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے یہاں تک کہ ارشاد فرمایا کہ ٹخنے سے جو نیچا ہو وہ جہنم میں ہے اور بعض لوگ اتنا اونچا پہنتے ہیں کہ گھٹنے بھی کھل جاتے ہیں جس کو نیکر کہتے ہیں یہ نصرانیوں سے سیکھا ہے اونچا پہنتے ہیں تو گھٹنے کھول دیتے ہیں اور نیچا پہنتے ہیں تو ایڑیاں چھپا دیتے ہیں افراط وتفریط سے علیحدہ ہو کر مسنون طریقہ اختیار نہیں کرتے۔ بعض لوگ چوڑی دار پاجامہ پہنتے ہیں اس میں بھی ٹخنے چھپتے ہیں اور عضو کی پوری ہیات نظر آتی ہے عورتوں کو بالخصوص چوڑی دار پاجامہ نہیں پہننا چاہیے عورتوں کے پاجامے ڈھیلے ڈھالے ہوں اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں ان کے لئے جہاں تک پاؤں کا زیادہ حصہ چھپے اچھا ہے۔ ۱۲

عمامہ کا بیان

عمامہ باندھنا سنت ہے خصوصاً نماز میں کہ جو نماز عمامہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب بہت زیادہ ہے عمامہ کے متعلق چند حدیثیں اوپر ذکر کر چکی ہیں۔

عمامہ باندھنے کا طریقہ: مسئلہ: عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکا لے۔ شملہ کتنا ہونا چاہیے اس میں بھی اختلاف ہے زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے (عالمگیری) بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ سنت کے خلاف ہے اور بعض شملہ کو اوپر لا کر عمامہ میں گھرس دیتے ہیں یہ بھی نہ چاہیے خصوصاً حالت نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوئی مسئلہ: عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اسی طرح ادھیڑا جائے (عالمگیری) مسئلہ: عمامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے جس نے اس کا الٹا کیا وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جس کی دوا نہیں مسئلہ: ٹوپی پہننا خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے (عالمگیری) مگر حضور علیہ السلام عمامہ بھی باندھتے تھے یعنی عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی اور یہ فرمایا کہ ہم میں اور ان میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں اور وہ صرف عمامہ ہی باندھتے ہیں اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے چنانچہ یہاں کے کفار بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھے اس سے زیادہ بڑا نہ رکھے۔ بعض لوگ بہت بڑے بڑے عمامے باندھتے ہیں ایسا نہ کرے کہ سنت کے خلاف ہے۔ مارواڑ کے علاقے میں بہت سے لوگ پگڑیاں باندھتے ہیں جو بہت کم چوڑی ہوتی ہیں اور چالیس پچاس گز لمبی ہوتی ہیں اس طرح کی پگڑیاں مسلمان نہ باندھیں۔ مسئلہ: پاجامہ کا تکیہ نہ بنائے کہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تکیہ نہ بنائے۔ (اعلیٰ حضرت و بہار شریعت)

کون سا تعویذ پہننا جائز ہے: مسئلہ: گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے یعنی آیات قرآنیہ یا اسمائے الٰہیہ یا ادعیہ سے تعویذ کیا جائے اور بعض حدیثوں میں جو ممانعت آئی ہے اس سے مراد وہ تعویذات ہیں جو ناجائز الفاظ پر مشتمل ہوں جو زمانہ جاہلیت میں کئے جاتے تھے اسی طرح تعویذات اور آیات واحادیث وادعیہ کو رکابی میں لکھ کر مریض کو بہ نیت شفا پلانا بھی جائز ہے

جب وحائض ونفساء بھی تعویذات کو گلے میں پہن سکتے ہیں جب کہ غلاف میں ہوں۔

(دُرِّ مختار وردّ المحتار)

کڑھے یا لکھے ہوئے حروف جس کپڑے پر ہوں ان کا استعمال جائز نہیں:
مسئلہ: بچھونے یا مصلیٰ پر کچھ لکھا ہوا تو اس کا استعمال کرنا ناجائز ہے یہ عبارت اس کی بناوٹ میں ہو یا کاڑھی گئی ہو۔ روشنائی سے لکھی ہو اگرچہ حروف مفردہ لکھے ہوں کیونکہ حروف مفردہ کا بھی احترام ہے (ردّ المحتار) اکثر دسترخوان پر عبارت لکھی ہوتی ہے ایسے دسترخوان کو استعمال میں لانا اس پر کھانا کھانا نہ چاہیے بعض لوگوں کے تکیوں پر اشعار لکھے ہوتے ہیں ان کا بھی استعمال نہ کیا جائے۔

جوتا پہننے کا بیان

جوتا پہننے کا طریقہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جوتا پہنے تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے کہ داہنا پہننے میں پہلے ہو اور اتارنے میں پیچھے۔ (بخاری ومسلم)

اور فرمایا کہ ایک جوتا پہن کر نہ چلے دونوں اتار دے یا دونوں پہن لے (بخاری ومسلم) ترمذی وابن ماجہ میں ہے کہ حضور نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا یہ حکم ان جوتوں کا ہے جس کو کھڑے ہو کر پہننے میں دقت ہوتی ہے جس میں تسمے باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح بوٹ جوتا بھی بیٹھ کر پہنے کہ اس میں بھی فیتہ باندھنا پڑتا ہے اور کھڑے ہو کر باندھنے میں دشواری ہوتی ہے اور جو اس قسم کے نہ ہوں جیسے سلیم شاہی یا پمپ یا وہ چپل جس میں تسمہ باندھنا نہیں ہوتا ان کو کھڑے ہو کر پہننے میں مضائقہ نہیں۔

مردانی عورت پر لعنت: ابوداؤد میں ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردوں کی طرح) جوتے پہنتی ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی یعنی عورتوں کو مردانہ جوتا نہیں پہننا چاہیے بلکہ وہ تمام باتیں جن میں مردوں اور عورتوں کا امتیاز ہوتا ہے ان میں ہر ایک کو دوسرے کی وضع اختیار کرنے سے ممانعت ہے نہ مرد عورت کی وضع اختیار کرے نہ عورت مرد کی۔ ابوداؤد میں ہے کہ کسی نے فضالہ ابن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ آپ کو پراگندہ سر دیکھتا ہوں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کثرت ارفاہ یعنی بنے سنورے رہنے سے منع

فرماتے تھے اس نے کہا کیا بات ہے کہ آپ کو ننگے پاؤں دیکھتا ہوں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم فرماتے کہ کبھی کبھی ہم ننگے پاؤں رہیں۔

انگوٹھی اور زیور کا بیان

مسئلہ: مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے تلوار کا حلیہ چاندی کا جائز ہے یعنی اس کے نیام اور قبضہ یا پر تلے میں چاندی لگائی جاسکتی ہے بشرطیکہ وہ چاندی مواضع استعمال میں نہ ہو۔ (دُرّ مختار و ردّ المحتار)

چاندی کے سوا مردوں کو کسی چیز کی انگوٹھی جائز نہیں: مسئلہ: انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہے دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے مثلاً لوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہا ان دھاتوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہیں فرق اتنا ہے کہ عورت سونا بھی پہن سکتی ہے اور مرد نہیں پہن سکتا۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں پیتل کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے فرمایا کیا بات ہے کہ تم سے بت کی بو آتی ہے انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی پھر دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے فرمایا کیا بات ہے کہ تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں انہوں نے اس کو بھی اتار دیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز کی انگوٹھی بناؤں فرمایا کہ چاندی کی اور اس کو ایک مثقال پورا نہ کرنا (دُرّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: بعض علماء نے یشب اور عقیق کی انگوٹھی جائز بتائی اور بعض نے ہر قسم کے پتھر کے انگوٹھی کی اجازت دی اور بعض ان سب کی ممانعت کرتے ہیں لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ چاندی کے سوا ہر قسم کی انگوٹھی سے بچا جائے خصوصاً جب کہ صاحب ہدایہ جیسے جلیل القدر کا میلان ان سب کے عدم جواز کی طرف ہے یہاں انگوٹھی سے مراد حلقہ ہے نگینہ نہیں نگینہ ہر قسم کے پتھر کا ہوسکتا ہے۔ عقیق، یاقوت، زمرد، فیروز وغیرہا سب کا نگینہ جائز ہے (دُرّ مختار) مسئلہ: جب ان چیزوں کی انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہیں تو ان کا بنانا اور بیچنا بھی ممنوع ہوا کہ یہ ناجائز کام پر اعانت مدد ہے ہاں بیع کی ممانعت ویسی نہیں جیسی پہننے کی ممانعت ہے (دُرّ مختار و ردمختار) مسئلہ: لوہے کی انگوٹھی پر چاندی کا خول چڑھا دیا کہ لوہا بالکل نہ دکھائی دیتا ہو اس انگوٹھی کے پہننے کی ممانعت نہیں (عالمگیری) اس سے معلوم ہوا کہ سونے کے زیوروں میں جو بہت لوگ اندر تانبے یا لوہے کی سلاخ رکھتے ہیں اور اوپر سے سونے کا پتر چڑھا دیتے ہیں اس کا پہننا

جائز ہے مسئلہ: انگوٹھی انہیں کے لئے مسنون ہے جن کو مہر کرنے کی حاجت ہوتی ہے جیسے سلطان و قاضی اور علماء جو فتوے پر مہر کرتے ہیں ان کے سوا دوسروں کے لئے جن کو مہر کرنے حاجت نہ ہو مسنون نہیں مگر پہننا جائز ہے (عالمگیری) مسئلہ: مرد کو چاہیے کہ اگر انگوٹھی پہنے تو اس کا نگینہ، ہتھیلی کی طرف رکھے اور عورتیں نگینہ ہاتھ کی پشت کی طرف رکھیں کہ ان کا پہننا زینت کے لئے ہے اور زینت اسی صورت میں زیادہ ہے کہ نگینہ باہر کی جانب رہے (ہدایہ) مسئلہ: انگوٹھی پر اپنا نام کندہ کراسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک بھی کندہ کراسکتا ہے مگر "محمد رسول اللہ" یعنی یہ عبارت کندہ نہ کرائے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ کی انگشتری پر تین سطروں میں کندہ تھی پہلی سطر نیچے سے اوپر محمد دوسری رسول تیسری اسم جلالت اور حضور نے فرمایا تھا کہ کوئی دوسرا شخص اپنی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ نہ کرائے نگینہ پر انسان یا کسی جانور کی تصویر کندہ نہ کرائے (دُرّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: انگوٹھی وہی جائز ہے جو مردوں کی انگوٹھی کی طرح ہو یعنی ایک نگینہ کی ہو اور اگر اس میں کئی نگینے ہوں تو اگرچہ وہ چاندی ہی کی ہو مرد کے لئے ناجائز ہے (ردّ المحتار) اسی طرح مردوں کے لئے ایک سے زیادہ انگوٹھی پہننا یا چھلے پہننا بھی ناجائز ہے کہ یہ انگوٹھی نہیں عورتیں چھلے پہن سکتی ہے۔ مسئلہ: لڑکوں کو سونے چاندی کے زیور پہنانا حرام ہے اور جس نے پہنایا وہ گنہگار ہوگا۔ اسی طرح بچوں کے ہاتھ پاؤں میں بلا ضرورت مہندی لگانا ناجائز ہے عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے مگر لڑکے کو لگائے گی تو گنہگار ہوگی۔ (دُرّ مختار ردّ المحتار)

برتن چھپانے اور سونے کے وقت کے آداب

سرِ شام بچوں کے باہر نکلنے کے بارے میں حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شام ہو جائے تو بچوں کو سمیٹ لو کہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں پھر جب ایک گھڑی رات چلی جائے اب انہیں چھوڑ دو اور بسم اللہ کہہ کر مشکوں کے دہانے باندھو اور بسم اللہ پڑھ کر برتنوں کو ڈھانک دو ڈھانکو نہیں تو یہی کرو کہ اس پر کوئی چیز آڑی کر کے رکھ دو اور چراغوں کو بجھا دو اور ایک روایت میں ہے کہ برتن چھپا دو اور مشکوں کے منہ بند کر دو اور دروازے بھیڑ دو اور بچوں کو سمیٹ لو شام کے وقت، کیونکہ اس وقت جن منتشر ہوتے ہیں اور اچک لیتے ہیں اور سوتے وقت چراغ بجھا دو کہ کبھی چوہا ہی گھسیٹ لے جاتا ہے اور گھر جل جاتا ہے، اور ایک روایت میں ہے برتن چھپا دو اور مشک کا منہ باندھ دو اور دروازہ بند کرو اور چراغ

بجھا دو کہ شیطان مشک کو نہیں کھولے گا اور نہ دروازہ اور برتن کھولے گا اگر کچھ نہ ملے تو بسم اللہ کہہ کر ایک لکڑی آڑی کر کے رکھ دے۔

سال میں ایک رات وباء اترتی ہے: اور ایک روایت میں ہے کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے کہ اس میں وباء اترتی ہے جو برتن چھپا ہوا نہیں ہے یا مشک کا منہ باندھا ہوا نہیں ہے اگر وہاں سے وہ وباء گزرتی ہے تو اس میں اتر جاتی ہے (بخاری و مسلم) اور فرمایا جب آفتاب ڈوب جائے تو جب تک عشاء کی سیاہی جاتی نہ رہے اپنے چوپایوں اور بچوں کو نہ چھوڑو کیونکہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں۔ (احمد، مسلم، ابوداؤد) اور فرمایا کہ سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ مت چھوڑو (بخاری و مسلم) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک مکان رات میں جل گیا۔ حضور نے فرمایا یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب سویا کرو تو بجھا دیا کرو۔ (بخاری)

جب رات میں کتے بھونکیں گدھے چیخیں تو کیا پڑھے: اور فرمایا کہ جب رات میں کتے کا بھونکنا اور گدھے کی آواز سنو تو اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھو کہ وہ اس چیز کو دیکھتے ہیں جس کو تم نہیں دیکھتے اور جب پہچل بند ہو جائے تو گھر سے کم نکلو کہ اللہ عزوجل رات میں اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے زمین پر منتشر کرتا ہے۔ (شرح السنہ)

بیٹھنے اور سونے اور چلنے کے آداب: قرآن شریف میں[1] ہے (لقمان نے بیٹے سے کہا) کسی سے بات کرنے میں اپنا رخسارہ ٹیڑھا نہ کر اور زمین پر اتراتا نہ چل بے شک اللہ کو پسند نہیں ہے کوئی اترانے والا فخر کرنے والا اور میانہ چال چل اور اپنی آواز پست کر بے شک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی آواز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کرے کہ ایک شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود بیٹھ جائے ولیکن ہٹ جایا کرو اور جگہ کشادہ کر دیا کرو یعنی بیٹھنے والوں کو یہ چاہیے کہ آنے والے کے لئے سرک جائیں اور جگہ دے دیں کہ وہ بھی بیٹھ جائے یا یہ کہ آنے والا کسی کو نہ اٹھائے بلکہ ان سے کہے کہ سرک جاؤ مجھے بھی جگہ دے دو (بخاری و مسلم) اور فرمایا جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر گیا پھر آ گیا تو اس جگہ کا وہی حق دار ہے یعنی جب کہ جلد آ جائے (مسلم)

کس طرح بیٹھنا احتیاط ہے: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں بیٹھتے دونوں ہاتھوں سے احتباء کرتے احتباء کی صورت یہ ہے

[1] ولا تصعر خدك للناس ولا تمش في الارض مرحا (۱۸:۳۱) کندہ کرانا، کھدوانا

کہ آدمی سرین کو زمین پر رکھ دے اور گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھوں سے گھیر لے اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے پکڑے اس قسم کا بیٹھنا تواضع و انکسار میں شمار ہوتا ہے (رزین) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز فجر پڑھ لیتے چار زانو بیٹھے رہتے یہاں تک کہ آفتاب اچھی طرح طلوع ہو جاتا (ابوداؤد) اور فرمایا جب کوئی شخص سایہ میں ہو اور سایہ سمٹ گیا کچھ سایہ میں ہو گیا کچھ دھوپ میں تو وہاں سے اٹھ جائے (ابوداؤد) حضرت عمرو بن شریہ کے والد کہتے ہیں، میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ بائیں ہاتھ کو پیٹھ کے پیچھے کر لیا اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کی گدی پر ٹیک لگا لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور فرمایا کیا تم ان لوگوں کی طرح بیٹھتے ہو جن پر خدا کا غضب ہے (ابوداؤد) اور فرمایا چند کلمات ہیں کہ جو شخص مجلس سے فارغ ہو کر ان کو تین مرتبہ کہہ لے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ مٹا دے گا اور جو شخص مجلس خیر و مجلس ذکر میں ان کو کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس خیر پر مہر کر دے گا جس طرح کوئی شخص انگوٹھی سے مہر کرتا ہے وہ کلمات یہ ہیں: **سبحانك اللهم وبحمدك لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك** (ابوداؤد)

اور فرمایا جو لوگ دیر تک کسی جگہ بیٹھے اور بغیر ذکر اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے وہاں سے متفرق ہو گئے انہوں نے نقصان کیا اگر اللہ چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔ (حاکم)

پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹنے کی کون سی صورت منع ہے: حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں پر پاؤں رکھنے سے منع فرمایا ہے جب کہ چت لیٹا ہو (مسلم) حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے ہوئے میں نے دیکھا حضور نے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھا تھا (بخاری و مسلم) یہ بیان جواز کے لئے ہے اور اس صورت میں کہ ستر کھلنے کا اندیشہ نہ ہو اور پہلی حدیث اس صورت میں ہے کہ ستر کھلنے کا اندیشہ ہو مثلاً آدمی تہبند پہنے ہو اور چت لیٹ کر ایک پاؤں کھڑا کر کے اس پر دوسرے کو رکھے تو ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اگر پاؤں پھیلا کر ایک کو دوسرے پر رکھے تو اس صورت میں کھلنے کا اندیشہ نہیں ہوتا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے اور پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرمایا: اے جندب (یہ حضرت ابوذر کا نام ہے) یہ جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے یعنی اس طرح کافر لیٹتے ہیں یا یہ کہ جہنمی جہنم میں اس طرح لیٹیں گے (ابن ماجہ) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے، جس پر روک نہ ہو (ترمذی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسی چھت پر رات میں رہے، جس پر روک نہیں ہے یعنی دیوار یا منڈیر نہیں ہے اس سے ذمہ بری ہے یعنی اگر رات میں چھت سے گر جائے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے (ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہائی سے منع فرمایا یعنی اس سے کہ آدمی تنہا سوئے (امام احمد) اور فرمایا جب تمہارے سامنے عورتیں آجائیں تو ان کے بیچ سے نہ گزرو بلکہ داہنے یا بائیں کا راستہ لے لو (بیہقی) مسئلہ: قیلولہ کرنا جائز بلکہ مستحب ہے (عالمگیری) غالباً یہ ان لوگوں کے لئے ہوگا جو شب بیداری کرتے ہیں رات میں نماز پڑھتے ہیں ذکر الٰہی کرتے ہیں یا کتب بینی یا مطالعہ میں مشغول رہتے ہیں کہ شب بیداری میں جو تکان ہوا قیلولہ سے دفعہ ہو جائے گا۔

کس طرح سونا مستحب ہے: مسئلہ: دن کے ابتدائی حصے میں سونا یا مغرب و عشاء کے درمیان میں سونا مکروہ ہے سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے اور کچھ دیر داہنی کروٹ پر داہنے ہاتھ کو رخسارہ کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر اور سوتے وقت قبر میں سونے کو یاد کرے کہ وہاں تنہا سونا ہوگا سوا اپنے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہوگا۔

صبح اٹھ کر پڑھنے کی دعا: سوتے وقت یاد خدا میں مشغول ہو۔ تہلیل و تسبیح و تحمید پڑھے یہاں تک کہ سو جائے کہ جس حالت پر انسان سوتا ہے اسی پر اٹھتا ہے اور جس حالت پر مرتا ہے قیامت کے دن اسی پر اٹھے گا سو کر صبح سے پہلے ہی اٹھ جائے اور اٹھتے ہی یاد خدا کرے اور یہ پڑھے۔ **الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیه النشور** ۔ اسی وقت اس کا پکا ارادہ کرے کہ پرہیزگاری و تقویٰ کرے گا کسی کو ستائے گا نہیں۔ (عالمگیری)

عشاء کے بعد باتیں کرنے کے احکام: مسئلہ: بعد نماز عشاء باتیں کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ اوّل علمی گفتگو کسی سے مسئلہ پوچھنا یا اس کا جواب دینا یا اس کی تحقیق و تفتیش کرنا اس قسم کی گفتگو سونے سے افضل ہے دوم جھوٹے قصے کہانی کہنا مسخرہ پن اور ہنسی مذاق کی باتیں کرنا یہ مکروہ ہے سوم موانست کی بات چیت کرنا جیسے میاں بیوی میں یا مہمان سے اس کے انس کے لئے کلام کرنا یہ جائز ہے اس قسم کی باتیں کرے تو آخر میں ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے اور تسبیح و استغفار پر کلام کا خاتمہ ہونا چاہیے مسئلہ: دو مرد ننگے ایک ہی کپڑے کو اوڑھ کر لیٹیں یہ ناجائز ہے اگرچہ بچھونے کے ایک کنارہ پر ایک لیٹا ہو اور دوسرے کنارہ پر دوسرا ہو اسی طرح دو عورتوں کو ننگے ہو کر ایک کپڑے کو اوڑھ کر لیٹنا بھی ناجائز ہے۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی

ہے۔

کس عمر میں لڑکوں کو الگ سلانا چاہیے: مسئلہ: جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو ان کو الگ الگ سلانا چاہیے یعنی لڑکا جب اتنا بڑا ہو جائے تو اپنی بہن یا ماں یا کسی عورت کے ساتھ نہ سوئے صرف اپنی زوجہ یا باندی کے ساتھ سو سکتا ہے بلکہ اس عمر کا لڑکا اتنے بڑے لڑکوں یا مردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے۔ (دُرِّ مختار و ردّالمحتار) مسئلہ: میاں بیوی جب ایک چارپائی پر سوئیں تو دس برس کے بچہ کو اپنے ساتھ نہ سلائیں لڑکا جب حد شہوت کو پہنچ جائے تو وہ مرد کے حکم میں ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں اور اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے مگر جب کہ مالک زمین منع کرے تو اب نہیں چل سکتا یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جو بہت سے لوگ ہوں تو جب تک مالک زمین راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہیے راستہ میں پانی ہے اس کے کنارہ کسی کی زمین ہے ایسی صورت میں اس زمین میں چل سکتا ہے (عالمگیری) بعض مرتبہ کھیت بویا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس میں چلنا کاشتکار کے نقصان کا سبب ہے ایسی صورت میں ہرگز اس میں نہ چلنا چاہیے بلکہ بعض مرتبہ کاشتکار کھیت کے کنارہ پر جہاں سے چلنے کا احتمال ہوتا ہے کانٹے رکھ دیتے ہیں یہ صاف اس کی دلیل ہے کہ اس کی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے مگر اس پر بعض لوگ توجہ نہیں کرتے ان کو جاننا چاہیے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے۔

دیکھنے اور چھونے کا بیان: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے نبی! عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹوں یا شوہروں کے بیٹوں یا اپنے بھائی یا بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتوں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں نہ ماریں جس سے ان کا چھپا ہوا سنگار معلوم ہو جائے اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ فلاح پاؤ'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو اسے شیطان جھانک کر دیکھتا ہے یعنی اسے دیکھنا شیطانی کام ہے (ترمذی) اور فرمایا کہ دیکھنے والے پر اور اس پر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ کی لعنت یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصداً دیکھے اور دوسرا بلا عذر اپنے کو قصداً دکھائے۔ (بیہقی) اور فرمایا جب مرد

عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

دیور کے سامنے ہونے کا حکم: اور فرمایا عورتوں کے پاس جانے سے بچو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور کے متعلق کیا حکم ہے فرمایا کہ دیور موت ہے یعنی دیور کے سامنے ہونا گویا موت کا سامنا ہے کہ یہاں فتنہ کا زیادہ احتمال ہے (بخاری ومسلم) اور فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ ران عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے (ترمذی وابوداؤد) اور فرمایا کہ اے علی ران کو نہ کھولو اور نہ زندہ کی ران کی طرف نگاہ کرو نہ مردہ کی (ابوداؤد وابن ماجہ) اور فرمایا ایک مرد دوسرے مرد کی ستر کی جگہ نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کی ستر کی جگہ کو دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ برہنہ سوئے۔ (مسلم)

عورت کو اندھے سے بھی پردہ کرنا چاہیے: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کی خدمت میں حاضر تھیں کہ عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا کہ پردہ کرلو۔ کہتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ تو نابینا ہیں ہمیں نہیں دیکھیں گے۔ حضور نے فرمایا کیا تم دونوں اندھی ہو کیا تم انہیں نہیں دیکھو گی (امام احمد ترمذی ابوداؤد) اور فرمایا ایسا نہ ہو کہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ رہے پھر اپنے شوہر کے سامنے اس کا حال بیان کرے گویا یہ اسے دیکھ رہا ہے۔ (بخاری ومسلم)

مرد کا بدن مرد کتنا دیکھ سکتا ہے: مسئلہ: اس باب کے مسائل چار قسم کے ہیں مرد کا مرد کو دیکھنا عورت کا عورت کو دیکھنا، عورت کا مرد کو دیکھنا، مرد کا عورت کو دیکھنا، مرد مرد کے ہر حصہ بدن کی طرف نظر کرسکتا ہے۔ سوا ان اعضاء کے جن کا ستر ضروری ہے وہ ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک ہے کہ اس حصہ بدن کا چھپانا فرض ہے۔ جن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے ان کو عورت کہتے ہیں۔ کسی کو گھٹنا کھولے ہوئے دیکھے تو اسے منع کرے اور ران کھولے ہوئے ہو تو اسے سزا دی جائے گی (عالمگیری) مسئلہ: لڑکا جب مراہق ہو جائے اور وہ خوبصورت نہ ہو تو نظر کے بارے میں اس کا وہی حکم ہے جو مرد کا ہے اور خوبصورت ہو تو عورت کا جو حکم ہے وہ اس کے لئے ہے یعنی شہوت کے ساتھ اس کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور شہوت نہ ہو تو اس کی طرف بھی نظر کرسکتا ہے اور اس کے ساتھ تنہائی بھی جائز ہے شہوت نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے یقین ہو کہ نظر کرنے سے شہوت نہ ہوگی اور اس کا شبہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے بوسہ کی خواہش

پیدا ہونا شہوت کی حد میں داخل ہے۔ (ردالمحتار)

عورت کا بدن عورت کتنا دیکھ سکتی ہے: مسئلہ: عورت کا عورت کو دیکھنا اس کا وہی حکم ہے جو مرد کو مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے۔ یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے تک نہیں دیکھ سکتی باقی اعضاء کی طرف دیکھ سکتی ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو (ہدایہ) مسئلہ: عورت صالحہ کو یہ چاہیے کہ اپنے کو بدکار عورت کے دیکھنے سے بچائے یعنی اس کے سامنے دوپٹا وغیرہ نہ اتارے کیونکہ وہ اسے دیکھ کر مردوں کے سامنے اس کی شکل وصورت کا ذکر کرے گی مسلمان عورت کو یہ بھی حلال نہیں کہ کافرہ کے سامنے اپنا ستر کھولے (عالمگیری) گھروں میں کافرہ عورتیں آتی ہیں اور بیبیاں ان کے سامنے اس طرح مواضع ستر کھولے ہوئے ہوتی ہیں جس طرح مسلمہ کے سامنے رہتی ہیں ان کو اس سے اجتناب لازم ہے اکثر جگہ دائیاں کافرہ ہوتی ہیں اور وہ بچہ جنانے کی خدمت انجام دیتی ہیں اگر مسلمان دائیاں مل سکیں تو کافرہ سے ہرگز یہ کام نہ کرایا جائے کہ کافرہ کے سامنے ان اعضاء کے کھولنے کی اجازت نہیں۔ مسئلہ: عورت کا پرائے مرد کی طرف دیکھنے کا وہی حکم ہے جو مرد کا مرد کی طرف دیکھنے کا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کی طرف دیکھنے سے شہوت نہیں پیدا ہوگی اور اگر اس کا شبہ بھی ہو تو ہرگز نہ دیکھے (ہندیہ) مسئلہ: عورت پرائے مرد کے جسم کو ہرگز نہ چھوئے جب کہ دونوں میں سے کوئی بھی جوان ہو اس کو شہوت ہو سکتی ہے اگرچہ اس بات کا دونوں کو اطمینان ہو کہ شہوت نہیں پیدا ہوگی (عالمگیری) بعض جوان عورتیں اپنے پیروں کے ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مریدہ سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حد شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں (بہار شریعت) مسئلہ: مرد کا عورت کو دیکھنا اس کی کئی صورتیں ہیں مرد کا اپنی زوجہ یا باندی کو دیکھنا۔ مرد کو اپنے محارم کی طرف دیکھنا مرد کا آزاد عورت اجنبیہ کو دیکھنا، مرد کا دوسرے کی باندی کو دیکھنا، پہلی صورت کا یہ حکم ہے کہ عورت کی ایڑی سے چوٹی تک ہر عضو کی طرف نظر کرسکتا ہے شہوت اور بلا شہوت دونوں صورتوں میں دیکھ سکتا ہے اسی طرح یہ دونوں قسم کی عورتیں اس مرد کے ہر عضو کو دیکھ سکتی ہیں۔ ہاں بہتر یہ ہے کہ مقام مخصوص کی طرف نظر نہ کرے کیونکہ اس سے نسیان پیدا ہوتا ہے اور نظر میں بھی ضعف پیدا کرتا ہے اس مسئلہ میں باندی سے مراد وہ ہے جس سے وطی جائز ہے (عالمگیری، درّ) مسئلہ: جو عورت اس کے محارم میں ہو اس کے سر، سینہ، پنڈلی، بازو، کلائی، گردن قدم کی طرف نظر کرسکتا ہے جب کہ دونوں میں

سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ محارم کے پیٹ پیٹھ اور ران کی طرف نظر کرنا جائز نہیں (ہدایہ) اسی طرح کروٹ اور گھٹنے کی طرف نظر کرنا بھی ناجائز ہے (ردّالمحتار) کان اور گردن اور شانہ اور چہرہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے (عالمگیری) مسئلہ: محارم سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے یہ حرمت نسب سے ہو یا سبب سے مثلاً رضاعت یا مصاہرت اگر زنا کی وجہ سے حرمت مصاہرت ہو جیسے مزنیہ کے اصول وفروع ان کی طرف نظر کا بھی وہی حکم ہے (ہدایہ) مسئلہ: محارم کے جن اعضاء کی طرف نظر کر سکتا ہے ان کو چھو بھی سکتا ہے جب کہ دونوں میں سے کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو مرد اپنی والدہ کے پاؤں دبا سکتا ہے۔ مگر ران اس وقت دبا سکتا ہے جب کپڑے سے چھپی ہو یعنی کپڑے کے اوپر سے دبائے کہ بغیر حائل چھونا جائز نہیں (عالمگیری) مسئلہ: والدہ کے قدم کو بوسہ بھی دے سکتا ہے حدیث میں ہے جس نے اپنی والدہ کا پاؤں چوما تو ایسا ہے جیسے جنت کی چوکھٹ کو بوسہ دیا (دُرِّمختار) مسئلہ: محارم کے ساتھ سفر کرنا یا خلوت میں اس کے ساتھ ہونا یعنی مکان میں دونوں کا تنہا ہونا کہ کوئی دوسرا وہاں نہ ہو جائز ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ (عالمگیری)

اجنبی عورت کی طرف نظر ڈالنے کے احکام: مسئلہ: اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے اس کے چہرہ اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے کیونکہ اس کی ضرورت پڑتی ہے کہ کبھی اس کے موافق یا مخالف شہادت دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اسے نہ دیکھا ہو تو کیونکر گواہی دے سکتا ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے اس کی طرف دیکھنے میں بھی وہی شرط ہے کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور یوں بھی ضرورت ہے کہ بہت سی عورتیں گھر سے باہر آتی جاتی ہیں لہٰذا اس سے بچنا بہت دشوار بعض علماء نے قدم کی طرف بھی نظر کو جائز کہا ہے (دُرِّمختار و عالمگیری) مسئلہ: اجنبیہ عورت کے چہرہ اور ہتھیلی کو دیکھنا اگرچہ جائز ہے مگر چھونا جائز نہیں اگرچہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ نظر کے جواز کی وجہ ضرورت اور بلوائے عام ہے چھونے کی ضرورت نہیں لہٰذا چھونا حرام ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان سے مصافحہ جائز نہیں۔ اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بوقت بیعت بھی عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے صرف زبان سے بیعت لیتے ہاں اگر وہ بہت زیادہ بوڑھی ہو کہ محل شہوت نہ ہو تو اس سے مصافحہ میں حرج نہیں یونہی اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو مصافحہ کر سکتا ہے (ہدایہ) مسئلہ: بہت چھوٹی لڑکی جو مشتہاۃ نہ ہو اس کو دیکھنا بھی جائز ہے اور چھونا بھی جائز ہے (ہدایہ) مسئلہ: اجنبیہ عورت نے کسی کے یہاں

کام کاج کرنے روٹی پکانے کی نوکری کی ہے اس صورت میں اس کی کلائی کی طرف نظر جائز ہے کہ وہ کام کاج کے لئے آستین چڑھائے گی کلائیاں اس کی کھلیں گی اور جب اس کے مکان میں ہے تو کیونکر بچ سکے گا اسی طرح اس کے دانتوں کی طرف نظر کرنا بھی جائز ہے۔

(عالمگیری)

نکاح کے لئے عورت کا مرد کو اور مرد کا عورت کو دیکھ لینا جائز ہے: مسئلہ: اجنبیہ عورت کے چہرے کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے جب کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے اس زمانے میں ویسے لوگ کہاں جیسے اگلے زمانے میں تھے لہٰذا اس زمانہ میں اس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی مگر گواہ قاضی کے لئے کہ بوجہ ضرورت ان کے لئے نظر کرنا جائز ہے اور ایک صورت اور بھی ہے وہ یہ کہ اس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اس نیت سے دیکھنا جائز ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا۔ اسی طرح عورت اس مرد کو جس نے اس کے پاس پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے اگرچہ اندیشہ شہوت ہو مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں (دُرِّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: جس عضو کی طرف نظر کرنا ناجائز ہے اگر وہ بدن سے جدا ہو جائے تو اب بھی اس کی طرف نظر کرنا ناجائز ہی رہے گا مثلاً پیڑو کے بال کہ ان کو جدا کرنے کے بعد بھی دوسرا شخص دیکھ نہیں سکتا عورت کے سر کے بال یا اس کے پاؤں یا کلائی کی ہڈی کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اجنبی شخص ان کو نہیں دیکھ سکتا۔ عورت کے پاؤں کے ناخن کہ ان کو بھی اجنبی شخص نہیں دیکھ سکتا، لیکن ہاتھ کے ناخن کو دیکھ سکتا ہے (دُرِّمختار) اکثر دیکھا گیا ہے کہ غسل خانہ یا پاخانہ میں موئے زیر ناف مونڈ کر بعض لوگ چھوڑ دیتے ہیں ایسا کرنا درست نہیں بلکہ ان کو ایسی جگہ ڈال دیں کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔ یا زمین میں دفن کر دیں عورتوں کو بھی لازم ہے کہ کنگھا کرنے میں یا سر دھونے میں جو بال نکلیں انہیں کہیں چھپا دیں کہ ان پر اجنبی کی نظر نہ پڑے۔

کس کو داڑھی یا مونچھ صاف کرنے کی اجازت ہے: مسئلہ: عورت کو داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا نوچنا جائز بلکہ مستحب ہے کہ کہیں اس کے شوہر کو اس سے نفرت نہ پیدا ہو (ردّالمحتار) مسئلہ: محارم کے ساتھ خلوت جائز ہے یعنی دونوں ایک مکان میں تنہا ہو سکتے ہیں مگر رضاعی بہن اور ساس کے ساتھ تنہائی جائز نہیں جب کہ جوان ہوں یہ حکم عورت کی جوان لڑکی کا ہے جو دوسرے شوہر سے ہے۔ (دُرِّمختار و ردّالمحتار)

مکان میں جانے کے لئے اجازت لینا

مکان میں جانے کی اجازت: مسئلہ: جب کوئی شخص دوسرے کے مکان پر جائے تو پہلے اندر آنے کی اجازت طلب کرے پھر جب اندر جائے تو پہلے سلام کرے اس کے بعد بات چیت شروع کرے اور اگر جس کے پاس گیا ہے وہ باہر ہے تو اجازت کی ضرورت نہیں سلام کرے اس کے بعد کلام شروع کرے۔ (خانیہ)

کون کے جواب میں "میں" نہ کہے: مسئلہ: کسی کے دروازہ پر جاکر آواز دی اس نے کہا کون تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ "میں" جیسا کہ بہت سے لوگ میں کہہ کر جواب دیتے ہیں اس جواب کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا بلکہ جواب میں اپنا نام ذکر کرے کیونکہ میں کا لفظ تو ہر شخص اپنے کو کہہ سکتا ہے یہ جواب ہی کب ہوا۔ مسئلہ: اگر تم نے اجازت مانگی اور صاحب خانہ نے اجازت نہ دی تو اس سے ناراض نہ ہو اپنے دل میں کدورت نہ لاؤ خوشی خوشی وہاں سے واپس آؤ ہوسکتا ہے کہ اس کو اس وقت تم سے ملنے کی فرصت نہ ہو۔ کسی ضروری کام میں مشغول ہو۔

خالی مکان میں جائے تو کیا کرے: مسئلہ: اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ کہو: السلام علینا علی عباد اللہ الصالحین فرشتے اس سوال کا جواب دیں گے (ردالمحتار) یا اس طرح کہے: السلام علیک ایھا النبی کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔ مسئلہ: آنے کے وقت بھی سلام کرے اور جاتے وقت بھی یہاں تک کہ دونوں کے درمیان میں اگر دیوار یا درخت حائل ہو جائے جب بھی سلام کرے۔ (ردالمحتار)

سلام کا بیان

مسلمان کے مسلمان پر چھ حق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مومن کے دوسرے مومن پر چھ حق ہیں جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے اور جب وہ مرجائے تو اس کے جنازے میں حاضر ہو اور جب وہ بلائے تو اجابت کرے یعنی حاضر ہو اور جب اس سے ملے تو سلام کرے اور جب چھینکے تو جواب دے اور حاضر و غائب اس کی خیر خواہی کرے (نسائی) اور فرمایا جو شخص پہلے سلام کرے وہ رحمت الٰہی کا زیادہ مستحق ہے (امام احمد و ترمذی) اور فرمایا جب

کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے پھر ان دونوں کے درمیان درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور پھر ملاقات ہو تو پھر سلام کرے (ابوداؤد) اور فرمایا کہ سوار پیدا کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں یعنی ایک طرف زیادہ ہوں اور دوسری طرف کم تو سلام وہ لوگ کریں جو کم ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو (بخاری و مسلم) حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے سامنے گزرے تو بچوں کو سلام کیا (بخاری و مسلم)

راستہ پر بیٹھنے والوں کے آٹھ کام: اور فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے بچو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں راستہ میں بیٹھنے سے چارہ نہیں ہم وہاں آپس میں بات چیت کرتے ہیں فرمایا جب تم نہیں مانتے اور بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستہ کا حق ادا کرو۔ لوگوں نے عرض کی راستہ کا حق کیا ہے فرمایا کہ نظر نیچی رکھنا، اور اذیت کو دور کرنا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات کا حکم کرنا اور بری باتوں سے منع کرنا، اور ایک روایت میں ہے کہ راستہ بتانا ایک اور روایت میں ہے فریاد کرنے والے کی فریاد سننا اور بھولے ہوئے کو ہدایت کرنا۔ (بخاری و مسلم) اور فرمایا جو شخص ہمارے غیر کے ساتھ تشبہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ تشبہ نہ کرو یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارے سے ہے۔[1] (ترمذی)

سلام کرنے میں کیا نیت ہو: مسئلہ: کرنے میں یہ نیت ہو کہ اس کی عزت و آبرو اور مال سب کچھ اس کی حفاظت میں ہے۔ ان چیزوں سے تعرض کرنا حرام ہے۔ (ردالمحتار) مسئلہ: صرف اسی کو سلام نہ کرے جس کو پہچانتا ہو بلکہ ہر مسلمان کو سلام کرے چاہے پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو بلکہ بعض صحابہ کرام اسی ارادہ سے بازار جاتے تھے کہ کثرت سے لوگ ملیں گے اور زیادہ سلام کرنے کا موقع ملے گا۔ مسئلہ: سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوگا اور یہ گناہ جواب دینے سے دفع نہ ہوگا بلکہ توبہ کرنی ہوگی (دُرّ مختار و ردالمحتار) مسئلہ: ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور کسی نے سلام نہ کیا تو سب نے سنت کو ترک کیا سب پر الزام ہے اور اگر ان میں سے ایک نے سلام کرلیا تو سب بری ہوگئے اور افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں یونہی اگر ان میں سے نے کسی جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہوئے اور

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ہندوؤں کی طرح ہاتھ جوڑ کر سلام کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ منہ

اگر ایک نے جواب دے دیا تو سب بری ہو گئے اور افضل یہ ہے کہ سب جواب دیں (عالمگیری) مسئلہ: سائل نے دروازہ پر سلام کیا اس کا جواب دینا واجب نہیں۔ کچہری میں قاضی جب اجلاس کر رہا ہو اس کو سلام کیا گیا قاضی پر جواب دینا واجب نہیں۔

کون کس کو سلام کرے: مسئلہ: ایک شخص شہر سے آ رہا ہے دوسرا دیہات سے دونوں میں کون سلام کرے بعض نے کہا شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ دیہاتی شہری کو سلام کرے ایک شخص بیٹھا ہوا ہے دوسرا یہاں سے گزرا تو یہ گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور سوار پیدل کو سلام کرے اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔ ایک شخص پیچھے سے آیا یہ آگے والے کو سلام کرے (بزازیہ، عالمگیری) مسئلہ: مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے (خانیہ) مسئلہ: جب اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے بچوں کے سامنے گزرے تو ان بچوں کو سلام کرے۔ (عالمگیری)

کب اور کس نیت سے کافر کو سلام کر سکتا ہے: مسئلہ: کفار کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف علیکم کہے۔ اگر ایسی جگہ گزرنا ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں تو السلام علیکم کہے اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ کہے (عالمگیری) مسئلہ: کافر کو اگر حاجت کی وجہ سے سلام کیا (مثلاً سلام نہ کرنے میں اس سے اندیشہ ہے) تو ہرج نہیں اور بقصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: سلام اس لئے ہے کہ ملاقات کرنے کو جو شخص آئے وہ سلام کرے کہ زائر اور ملاقات کرنے والے کی یہ تحیت ہے لہٰذا جو شخص مسجد میں آیا اور حاضرین مسجد تلاوت قرآن و تسبیح و درود میں مشغول ہیں انتظار نماز میں بیٹھے ہیں تو سلام نہ کرے کہ یہ سلام کا وقت نہیں اسی واسطے فقہاء یہ فرماتے ہیں کہ ان کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد میں اس لئے بیٹھا ہے کہ لوگ اس کے پاس ملاقات کو آئیں تو آنے والے سلام کریں۔ (عالمگیری) مسئلہ: کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے تو اس کو سلام نہ کرے اسی طرح اذان و اقامت و خطبہ جمعہ و عیدین کے وقت سلام نہ کرے۔ سب لوگ علمی گفتگو کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہے باقی سن رہے ہوں دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے۔ مثلاً عالم وعظ کہہ رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر

کر رہا ہے اور حاضرین سن رہے ہیں تو آنے والا شخص چپکے سے آ کر بیٹھ جائے سلام نہ کرے (عالمگیری) مسئلہ: لوگ کھانا کھا رہے ہوں اس وقت کوئی آیا تو سلام نہ کرے ہاں اگر یہ بھوکا ہے اور جانتا ہے کہ اسے وہ لوگ کھانے میں شریک کر لیں گے تو سلام کرے (خانیہ، بزازیہ) یہ اس وقت ہے کہ کھانے والے کے منہ میں لقمہ ہے اور وہ چبا رہا ہے کہ اس وقت جواب دینے سے عاجز ہے اور اگر ابھی کھانے کے لئے بیٹھا ہی ہے یا کھا چکا ہے تو سلام کر سکتا ہے کہ اب وہ عاجز نہیں (دُرِّ مختار) مسئلہ: جو شخص ذکر میں مشغول ہو اس کے پاس کوئی شخص آیا تو سلام نہ کرے اور کیا تو ذاکر پر جواب واجب نہیں (عالمگیری) مسئلہ: جو شخص علانیہ فسق کرتا ہو اسے سلام نہ کرے کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہیں ان سے اگر یہ سختی برتتا ہے تو وہ اس کو زیادہ پریشان کریں گے اور اگر نرمی کرتا ہے ان سے سلام کلام جاری رکھتا ہے تو وہ ایذا پہنچانے سے باز رہتے ہیں تو ان کے ساتھ ظاہری طور پر میل جول رکھنے میں یہ معذور ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: جو لوگ شطرنج کھیل رہے ہوں[1] ان کو سلام کیا جائے یا نہ کیا جائے جو علماء سلام کرنے کو جائز فرماتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ سلام اس مقصد سے کرے کہ اتنی دیر تک کہ وہ جواب دیں گے کھیل سے باز رہیں گے یہ سلام ان کو معصیت سے بچانے کے لئے ہے اگرچہ اتنی ہی دیر تک سہی اور جو فرماتے ہیں کہ سلام کرنا ناجائز ہے ان کا مقصد زجر و توبیخ ہے کہ اس میں ان کی تذلیل ہے۔ (عالمگیری)

کب دوسرے کو سلام پہنچانا واجب ہے: مسئلہ: کسی سے کہہ دیا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اس پر سلام پہنچانا واجب ہے اور جب اس نے سلام پہنچایا تو جواب یوں دے کہ پہلے اس پہنچانے والے کو اس کے بعد اس کو جس نے سلام بھیجا ہے یعنی یہ کہے: وعلیك و علیه السلام (عالمگیری) یہ سلام پہنچانا اس وقت واجب ہے جب اس نے اس کا التزام کر لیا ہو یعنی کہہ دیا ہو کہ ہاں تمہارا سلام کہہ دوں گا کہ اس وقت یہ سلام اس کے پاس امانت ہے جو اس کا حق دار ہے اس کو دینا ہی ہوگا ورنہ بمنزلہ ودیعت ہے کہ اس پر یہ لازم نہیں کہ سلام پہنچانے وہاں جائے اسی طرح حاجیوں سے لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں میرا سلام عرض کر دینا یہ سلام بھی پہنچانا واجب ہے۔ (ردّالمحتار)

لکھے ہوئے سلام کا جواب کس طرح دے: مسئلہ: خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اور یہاں دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ زبان سے جواب دے دوسری

---

[1] اسی پر چوسر، تاش، گنجفہ وغیرہ کھیلوں کو قیاس کرنا چاہیے

صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیجے (دُرّ مختار وردّ المحتار) مگر چونکہ جواب سلام فوراً دینا واجب ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو اگر فوراً تحریری جواب نہ ہو جیسا کہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ خط کا جواب فوراً ہی نہیں لکھا جاتا خواہ مخواہ کچھ دیر ہوتی ہے تو زبان سے جواب فوراً دے دے تا کہ تاخیر سے گناہ نہ ہو اسی وجہ سے علامہ سید احمد طحطاوی نے اس جگہ فرمایا: والناس عنه غافلون یعنی لوگ اس سے غافل ہیں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو السلام علیکم لکھا ہوتا ہے اس کا جواب زبان سے دے کر بعد کا مضمون پڑھتے۔

جب تک سلام الفاظ صحیح نہ ہوں جواب واجب نہیں: مسئلہ: سلام کی میم کو ساکن کہا یعنی سلام وعلیکم جیسا کہ اکثر جاہل اسی طرح کہتے ہیں یا سلام علیکم میم کی پیش کے ساتھ کہا۔ ان دونوں صورتوں میں جواب واجب نہیں کہ یہ مسنون سلام نہیں۔

(دُرّ مختار وردّ المحتار)

سلام کتنے زور سے ہو: مسئلہ: سلام اتنی آواز سے کہے کہ جس کو سلام کیا ہے وہ سن لے اور اگر اتنی آواز نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں جواب سلام میں بھی اتنی آواز ہو کہ سلام کرنے والا سن لے اور اگر اتنا آہستہ کہا کہ وہ سن نہ سکا تو جواب ساقط نہ ہوا اور اگر وہ بہرا ہے تو اس کے سامنے ہونٹ کو جنبش دے کہ اس کی سمجھ میں آجائے کہ جواب دے دیا چھینک کے جواب کا بھی یہی حکم ہے۔ (بزازیہ) مسئلہ: بعض لوگ سلام کرتے وقت جھک بھی جاتے ہیں یہ جھکنا اگر حد رکوع تک ہے تو حرام ہے اور اس سے کم ہو تو مکروہ ہے۔

سلام کے الفاظ کیا ہو سکتے ہیں: مسئلہ: اس زمانہ میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کر لئے ہیں ان میں سب سے برا یہ ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں "بندگی عرض" یہ لفظ ہرگز نہ کہا جائے بعض آداب عرض کہتے ہیں اگر چہ اس میں اتنی برائی نہیں مگر سنت کے خلاف ہے بعض لوگ تسلیم یا تسلیمات عرض کہتے ہیں۔ اس کو سلام کہا جاسکتا ہے کہ یہ سلام ہی کے معنی میں ہے بعض کہتے ہیں سلام اس کو بھی سلام کہا جاسکتا ہے یعنی اگر کسی نے کہا سلام تو سلام کہہ دینے سے جواب ہو جائے گا بعض لوگ اس قسم کے ہیں کہ وہ خود تو کیا سلام کریں گے اگر ان کو سلام کیا

۱؎ فسق، گناہ، خدا کی نافرمانی، توبیخ، برا کہنا، دھمکانا، علانیہ، کھلم کھلا، سب کے سامنے، زجر، روکنا، ڈانٹنا، جھڑکنا، معصیت، گناہ، تذلیل، اہانت کرنا، ہلکی کرنا، ودیعت، امانت، جو چیز کسی کے پاس حفاظت کے لئے رکھی جائے۔

جاتا ہے تو بگڑتے ہیں کہتے ہیں کیا ہمیں برابر کا سمجھ لیا ہے یعنی کوئی غریب آدمی سلام مسنون کرے تو وہ اپنی کسر شان سمجھتے اور بعض یہ چاہتے ہیں انہیں آداب عرض کہا جائے یا جھک کر ہاتھ سے اشارہ کیا جائے ایسا نہ کرنا چاہیے کہ یہ طریقہ خدا سے نہ ڈرنے والے متکبرین کا ہے۔

علیہ السلام نبی اور فرشتہ کے لئے خاص ہے: مسئلہ: کسی کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا یہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے مثلاً موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام جبرائیل علیہ السلام نبی اور فرشتہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کے ساتھ یوں نہ کہا جائے۔

(بہار شریعت وغیرہ)

سلام کے جواب میں جیتے رہو کہنا کفار کا طریقہ تھا: مسئلہ: اکثر جگہ یہ طریقہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرتا ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے جیتے رہو یہ سلام کا جواب نہیں ہے بلکہ یہ جواب جاہلیت میں کفار دیا کرتے تھے وہ کہتے تھے حیاک اللہ اسلام نے بتایا کہ جواب میں وعلیکم السلام کہا جائے۔

مصافحہ و معانقہ و بوسہ و قیام

مصافحہ کا ثواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت ہو جاتی ہے اور ایک روایت میں ہے جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی مغفرت ہو جائے گی (احمد ترمذی ابن ماجہ ابوداؤد) مسئلہ: مصافحہ سنت ہے اور اس کا ثبوت تواتر سے ہے اور احادیث میں ہے اس کی بڑی فضیلت آئی ہے ایک حدیث میں یہ ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو حرکت دی اس کے تمام گناہ گر جائیں گے جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ (درودرّ)

مصافحہ کا طریقہ: مسئلہ: مصافحہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی ہتھیلی دوسرے کی ہتھیلی سے ملائے فقط انگلیوں کے چھونے کا نام مصافحہ نہیں ہے سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے اور دونوں کے ہاتھوں کے درمیان کپڑا وغیرہ کوئی چیز حائل نہ ہو۔

(ردّ المحتار)

معانقہ کی شرطیں: مسئلہ: معانقہ کرنا بھی جائز ہے جبکہ خوف فتنہ اور اندیشہ شہوت نہ ہو چاہیے

کہ جس سے معانقہ کیا جائے وہ صرف تہبند یا فقط پاجامہ پہنے ہوئے نہ ہو بلکہ کرتا یا اچکن بھی پہنے ہو یا چادر اوڑھے ہو یعنی کپڑا حائل ہو۔ (زیلعی) حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معانقہ کیا[1] مسئلہ: بعد نماز عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہار خوشی کا ایک طریقہ ہے یہ معانقہ بھی جائز ہے جب کہ محل فتنہ نہ ہو۔ مثلاً مرد خوبصورت سے معانقہ کرنا کہ یہ محل فتنہ ہے۔

بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنے کے احکام: مسئلہ: بوسہ دینا اگر بشہوت ہو تو ناجائز ہے اور اگر اکرام و تعظیم کے لئے ہو تو ہو سکتا ہے۔ پیشانی پر بوسہ بھی انہیں شرائط کے ساتھ جائز ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان کو بوسہ دیا اور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی بوسہ دینا ثابت ہے مسئلہ: بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں یہ مکروہ ہے ایسا نہیں کرنا چاہیے (زیلعی) مسئلہ: عالم دین اور بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے بلکہ اس کے قدم چومنا بھی جائز ہے بلکہ اگر کسی نے عالم دین سے یہ خواہش کی کہ آپ اپنا ہاتھ یا قدم مجھے دیجئے کہ میں بوسہ دوں تو اس کے کہنے کے مطابق وہ عالم اپنا ہاتھ پاؤں بوسہ کے لئے اس کی طرف بڑھا سکتا ہے۔ (دُرِّ مختار)

سجدہ تحیت و عبادت کا حکم اور فرق: مسئلہ: سجدہ تحیت یعنی ملاقات کے وقت بطور اکرام کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے اور بقصد عبادت ہو تو سجدہ کرنے والا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔ (ردّ المحتار) مسئلہ: ملاقات کے وقت جھکنا منع ہے (عالمگیری) یعنی اتنا جھکنا کہ حد رکوع تک ہو جائے مسئلہ: آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز بلکہ مندوب ہے جب کہ ایسے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جو مستحق تعظیم ہے مثلاً عالم دین کی تعظیم کو کھڑا[1] ہونا کوئی شخص مسجد میں

---

[1] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گیا حضور نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں تھوڑی دیر بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے اور حضور نے انہیں گلے لگایا اور وہ بھی چپٹ گئے پھر فرمایا اے اللہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب بنالے جو اسے محبوب رکھے۔ (بخاری و مسلم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا اور ان سے معانقہ فرمایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا (ابوداؤد و بیہقی) مصافحہ 'ہاتھ ملانا' معانقہ 'گلے ملنا' بوسہ 'چومنا' قیام 'کھڑا ہونا۔ ابوداؤد نے زارع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد حضور کی خدمت میں آیا تھا یہ بھی اس وفد میں تھے یہ کہتے ہیں کہ جب ہم مدینے میں پہنچے اپنی منزلوں سے جلدی جلدی حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضور کے دست مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیتے۔

[1] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھ کر ہم سے باتیں کرتے جب حضور کھڑے ہوتے ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اتنی دیر کھڑے رہتے کہ حضور کو دیکھ لیتے کہ بعض ازواج مطہرات کے مکان میں تشریف لے گئے۔ (بیہقی)

بیٹھا ہے یا قرآن مجید پڑھ رہا ہے اور ایسا شخص آ گیا جس کی تعظیم کرنی چاہیے تو اس حالت میں بھی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے۔ (دُرّ و ردّ)

چھینک اور جمائی کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو چھینک پسند ہے اور جمائی ناپسند ہے جب کوئی شخص چھینکے اور الحمد للہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر یہ حق ہے کہ یرحمک اللہ کہے۔ جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو اسے دفع کرے کیونکہ جب جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے یعنی خوش ہوتا ہے کیونکہ یہ کسل اور غفلت کی دلیل ہے ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے جب وہ (ہا) کہتا ہے شیطان ہنستا ہے۔ (بخاری و مسلم)

جمائی کے وقت کیا کرے: مسئلہ: جب کسی کو جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ[1] لے۔

زور سے چھینکنا اور زور سے ڈکار نا منع ہے: مسئلہ: چھینک اور ڈکار میں آواز بلند نہ کرنا چاہیے[2]۔ مسئلہ: چھینک کا جواب دینا واجب ہے جب کہ چھینکنے والا الحمد للہ کہے اور یہ جواب فوراً دینا اور اتنے زور سے دینا کہ وہ سن لے واجب ہے (دُرِّ مختار ردّ المحتار) مسئلہ: چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے دوبارہ چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ رب العالمین کہا دوبارہ جواب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے مسئلہ: جس کو چھینک آئے اسے الحمد للہ کہنا چاہیے اور بہتر یہ ہے الحمد للہ رب العالمین کہے جب اس نے الحمد للہ کہا تو سننے والے پر اس کا جواب دینا واجب ہو گیا اور اگر الحمد للہ نہ کہا تو جواب نہیں ایک مجلس میں کئی مرتبہ کسی کو چھینک آئی تو صرف تین بار تک جواب دینا ہے اس کے بعد چاہے جواب دے چاہے نہ دے۔ (بزازیہ وغیرہ)

چھینک کے وقت کیا کہے: مسئلہ: جس کو چھینک آئے وہ کہے: الحمد للہ رب العالمین یا یہ کہے: الحمد للہ علی کل حال اور اس کے جواب میں دوسرا کہے: یرحمك اللہ پھر چھینکنے والا کہے: یغفر اللہ ولکم یا یہ کہے: یھدیکم اللہ ویصلح بالکم اس کے سوا دوسری بات نہ کہے (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: عورت کو چھینک آئی اگر وہ بوڑھی

---

[1] مسلم شریف میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب کسی کو جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو ڈکار یا چھینک آئے تو آواز بلند نہ کرے کہ شیطان کہ یہ بات پسند ہے کہ ان میں آواز بلند کی جائے (شعب الایمان بیہقی)

ہے تو مرد اس کا جواب دے اگر جوان ہے تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے مرد کو چھینک آئی اور عورت نے جواب دیا اگر عورت جوان ہے تو مرد اس کا جواب اپنے دل میں دے اور بوڑھی ہے تو زور سے جواب دے سکتا ہے۔ (ہندیہ و بہار شریعت) مسئلہ: خطبہ کے وقت کسی کو چھینک آئے تو سننے والا جواب نہ دے (خانیہ و بہار شریعت) مسئلہ: کافر کو چھینک آئی اس نے الحمد للہ کہا تو جواب میں یھدیک اللہ کہا جائے۔ (ردّالمحتار و بہار شریعت) مسئلہ: چھینکنے والے کو چاہیے کہ زور سے الحمد للہ کہے تاکہ کوئی سنے اور جواب دے چھینک کا جواب ایک نے دے دیا تو سب کی طرف سے ہو گیا لیکن بہتر یہ ہے کہ سب سننے والے جواب دیں (ردّالمحتار) مسئلہ: چھینکنے والے سے پہلے ہی سننے والے نے الحمد للہ کہا تو ایک حدیث میں ہے کہ یہ شخص دانتوں اور کانوں کے درد اور تخمہ سے بچا رہے گا اور ایک حدیث میں ہے کہ کمر کے درد سے بچا رہے گا۔ (ردّالمحتار و بہار شریعت)

چھینکنے کا طریقہ: مسئلہ: چھینک کے وقت سر جھکا لے اور منہ چھپا لے اور آواز کو نیچی کرے زور سے چھینکنا حماقت ہے۔ (ردّالمحتار)

چھینک شاہد عدل ہے: فائدہ: حدیث میں ہے کہ بات کے وقت چھینک آ جانا شاہد عدل ہے۔ (سچا گواہ)

چھینک کو بدشگونی جاننا برا ہے: مسئلہ: بہت سے لوگ چھینک کو بدفالی خیال کرتے ہیں جیسے کام کو جا رہا ہے اور کسی کو چھینک آ گئی تو سمجھتے ہیں اب یہ کام پورا نہیں ہو گا یہ جہالت ہے اس لئے کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور پھر ایسی چیز کو بدفالی کہنا جس کو حدیث میں شاہد عدل فرمایا سخت غلطی[1] ہے۔

حجامت اور ختنہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں نبیوں علیہم السلام کی سنت سے ہیں۔ ختنہ کرنا، اور موئے زیر ناف مونڈنا، اور مونچھیں کم کرنا اور ناخن ترشوانا اور بغل کے بال اکھیڑنا (بخاری و مسلم) مسئلہ: جمعہ کے دن ناخن ترشوانا مستحب ہے ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کرے کہ ناخن بڑا ہونا اچھا نہیں کیونکہ ناخن کا بڑا ہونا تنگی رزق کا سبب ہے ایک

۱ حضرت انس کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچی بات وہ ہے کہ اس وقت چھینک آ جائے (طبرانی اوسط) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی بات کی جائے اور چھینک آ جائے تو وہ حق ہے (رواہ حکیم)

حدیث ضعیف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز کے لئے جانے سے پہلے مونچھیں کترواتے اور ناخن ترشواتے۔ (دُرّمختار و ردّالمحتار)

ناخن کٹانے کا طریقہ: داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا (چھوٹی انگلی) پر ختم کرے پھر بائیں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے اس کے بعد داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کٹوائے اس طرح پر کہ داہنے ہی ہاتھ سے شروع ہوا اور داہنے پر ختم بھی ہو اور پاؤں کے ناخن کٹانے میں داہنے پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے پھر بائیں پاؤں کے انگوٹھے سے شروع کر کے چھنگلیا پر ختم کرے (دُرّمختار)

دانت سے ناخن کاٹنے میں کوڑھ کا ڈر ہے: مسئلہ: دانت سے ناخن نہ کھٹنا چاہیے کہ مکروہ ہے اور اس میں برص پیدا ہونے کا ڈر ہے۔ (عالمگیری)

کب ناخن اور مونچھ بڑی رکھنا مستحب ہے: مسئلہ: مجاہد جب دار الحرب میں ہوں تو ان کے لئے مستحب یہ ہے کہ ناخن اور مونچھیں بڑی رکھیں کہ ان کی یہ شکل مہیب ڈراؤنی دیکھ کر کفار پر رعب طاری ہو (دُرّمختار)

ناخن کٹوانے کی مدت: مسئلہ: ہر جمعہ کو اگر ناخن نہ ترشوائے تو پندرھویں دن ترشوائے اور اس کی انتہائی مدت چالیس دن سے زیادہ ہونا منع ہے۔[1]

کہاں کہاں کے بال کاٹے اور اکھاڑے جا سکتے ہیں: مسئلہ: ناف کے نیچے کے بال دور کرنا سنت ہے ہر ہفتہ میں نہانا بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور ناف کے نیچے کے بال دور کرنا مستحب ہے اور بہتر جمعہ کا دن ہے اور پندرھویں روز کرنا بھی جائز ہے اور چالیس روز سے زائد گزار دینا مکروہ و ممنوع ہے ناف کے نیچے کے بال استرے سے مونڈنا چاہیے اور اس کو ناف کے نیچے سے شروع کرنا چاہیے اور اگر مونڈنے کی جگہ ہڑتال چونا یا اس زمانہ میں بال اڑانے کا صابون چلا ہے اس سے دور کرے یہ بھی جائز ہے عورت کو یہ بال اکھیڑ ڈالنا سنت ہے (دُرّمختار و عالمگیری) مسئلہ: ناک کے بال نہ اکھاڑے کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہونے کا ڈر ہے (عالمگیری) مسئلہ: جنابت کی حالت میں نہ بال مونڈائے اور نہ ناخن ترشوائے کہ یہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو موئے زیر ناف کو نہ مونڈے اور ناخن نہ تراشے اور مونچھیں نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقہ پر نہیں (مسلم) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مونچھیں اور ناخن ترشوانے اور بغل کے بال اکھاڑنے اور موئے زیر ناف مونڈنے میں ہمارے لئے یہ وقت مقرر کیا گیا ہے چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں یعنی چالیس دن کے اندر ان کاموں کو ضرور کر لیں۔ (مسلم)

بال دور کرنے اور نہانے کی مدت: مسئلہ: بھوں کے بال اگر بڑے ہو گئے تو ان کو ترشوا سکتے ہیں چہرہ کے بال لینا بھی جائز ہے جس کو خط بنوانا بھی کہتے ہیں سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کتروانا اچھا نہیں۔ ہاتھ پاؤں پیٹ پر سے بال دور کر سکتے ہیں۔ (ردّالمحتار)

داڑھی اور مونچھ کا بیان

داڑھی کی حد: مسئلہ: داڑھی بڑھانا نبیوں علیہم السلام کی سنت سے ہے مونڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے ہاں ایک مشت سے زائد ہو جائے تو جتنی زیادہ ہے اس کو کٹوا سکتے ہیں۔[1] (دُرِّمختار) مسئلہ: بچی کے اغل بغل کے بال مونڈانا یا اکھیڑنا بدعت ہے (عالمگیری)

مونچھ کی حد: مسئلہ: مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہو جائیں یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصہ سے نہ لٹکیں اور ایک روایت میں مونڈانا آیا ہے (دُرِّمختار و ردّالمحتار) مسئلہ: مونچھوں کے دونوں کناروں کے بال بڑے بڑے ہوں تو حرج نہیں بعض سلف کی مونچھیں اس قسم کی تھیں (عالمگیری) مسئلہ: داڑھی چڑھانا یا اس میں گرہ لگانا جس طرح سکھ وغیرہ کرتے ہیں ناجائز ہے۔ اس زمانہ میں مونچھ میں طرح طرح کی تراش خراش کی جاتی ہے بعض داڑھی مونچھ کا بالکل صفایا کرا دیتے ہیں۔

مسلمانوں کی بے حسی اور تقلید کفار: بعض لوگ مونچھوں کی دونوں جانب مونڈ کر بیچ میں ذرا سی باقی رکھتے ہیں جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ناک کے نیچے دو مکھیاں بیٹھی ہیں کسی کی داڑھی فرنچ کٹ اور کسی کی کرزن فیشن ہوتی ہے یہ جو کچھ ہو رہا ہے سب نصاریٰ کے اتباع اور تقلید (پیروی) میں ہو رہا ہے مسلمانوں کے جذبات ایمانی اتنے زیادہ کمزور ہو گئے کہ وہ اپنے وقار و شعار کو کھوتے ہوئے چلے جاتے ہیں ان کو اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے جب ان کی بے حسی اس درجہ بڑھ گئی اور حمیت اور غیرت ایمانی یہاں تک کم ہو گئی کہ دوسری قوموں میں جذب ہوتے جاتے ہیں پامردی اور استقلال کے ساتھ اسلامی روایات و احکام کی پابندی نہیں کرتے تو ان سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ اسلامی احکام کا احترام کرائیں گے اور حقوق مسلمین کی پابندی کریں گے مسلم کے ہر فرد کو تعلیمات اسلام کا مجسمہ ہونا چاہیے اخلاق سلف صالحین کا نمونہ ہونا چاہیے اسلامی شعار کی حفاظت کرنی چاہیے تاکہ دوسری قوموں پر اس کا اثر پڑے۔ مسئلہ: بعض داڑھی منڈے یہاں تک بے باک ہوتے ہیں کہ وہ داڑھی کا مذاق

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مونچھیں کتواؤ اور داڑھیاں لٹکاؤ مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ (مسلم)

اڑاتے ہیں۔ شریعت کے مطابق داڑھی رکھنے پر پھبتیاں کستے ہیں۔ داڑھی مونڈانا حرام تھا گناہ تھا مگر یہ تو سوچو یہ تم نے کس چیز کا مذاق اڑایا۔ کس کی توہین و تذلیل کی اسلام کی ہر بات اٹل ہے اور اس کے تمام اصول و فروع مضبوط ہیں ان میں کسی بات کو برا بتانا اسلام کو عیب لگانا ہے تم خود سوچو تو جو کچھ اس کا نتیجہ ہے وہ تم پر واضح ہو جائے گا۔ کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ مسئلہ: مرد کو اختیار ہے کہ سر کے بال مونڈائے یا بڑھائے اور مانگ نکالے۔ (ردّالمحتار) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں چیزیں ثابت ہیں اگرچہ مونڈانا صرف احرام سے باہر ہونے کے وقت ثابت ہے دیگر اوقات میں مونڈانا ثابت نہیں ہاں بعض صحابہ سے مونڈانا ثابت ہے مثلاً حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بطور عادت مونڈایا کرتے تھے۔

حضور علیہ السلام کے بال کیسے تھے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کبھی نصف کان تک کبھی کان کی لو تک ہوتے اور جب بڑھ جاتے تو شانہ مبارک تک چھو جاتے اور حضور بیچ سر میں مانگ نکالتے۔

مرد کو عورتوں کے سے بال جائز نہیں: مسئلہ: مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لٹیں بڑھا لیتے ہیں جو ان کے سینہ پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندھتے ہیں یا جوڑے بنا لیتے ہیں یہ سب ناجائز کام اور خلاف شرع ہیں۔

تصوف کی تعریف: تصوف بالوں کے بڑھانے اور رنگے ہوئے کپڑے پہننے کا نام نہیں بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پیروی کرنے اور خواہشات نفس کو مٹانے کا نام ہے۔

سپید بال نہ دور کرے: مسئلہ: سپید بالوں کو اکھاڑنا یا قینچی سے چن کر نکلوانا مکروہ ہے ہاں مجاہد اگر اس نیت سے ایسا کرے کہ کفار پر اس کا رعب طاری ہو تو جائز ہے (عالمگیری) آج کل سر پر گپھا رکھنے کا رواج بہت زیادہ ہو گیا ہے کہ سب طرف سے بال نہایت چھوٹے چھوٹے اور بیچ میں بڑے بال ہوتے ہیں یہ بھی نصاریٰ کی تقلید میں ہے اور ناجائز ہے پھر ان بالوں میں بعض داہنے یا بائیں جانب مانگ نکالتے ہیں یہ بھی سنت کے خلاف ہے۔

بال رکھنے اور مانگ نکالنے کا مسنون طریقہ: سنت یہ ہے کہ بال ہوں تو بیچ میں مانگ نکالی جائے اور بعض مانگ نہیں نکالتے سیدھے رکھتے ہیں یہ بھی سنت منسوخہ اور یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ مسئلہ: ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نہ پورے

بال رکھتے ہیں نہ مونڈاتے ہیں بلکہ قینچی یا مشین سے بال کترواتے ہیں یہ ناجائز نہیں مگر افضل و بہتر وہی ہے کہ مونڈائے یا بال رکھے **مسئلہ:** عورتوں کو سر کے بال کٹوانے (جیسا کہ اس زمانہ میں فرنگی عورتوں نے کٹوانے شروع کر دیئے) ناجائز و گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی شوہر نے ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہگار ہو گی کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائے گا۔ (دُرِّمختار) سنا ہے کہ بعض مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی بلا آ گئی ہے ایسی پر قینچ عورتیں دیکھنے میں لونڈا معلوم ہوتی ہیں اور حدیث میں فرمایا کہ جو عورت مردانہ ہیئت میں ہو اس پر اللہ کی لعنت ہے جب بال کٹوانا عورت کے لئے ناجائز ہے تو منڈانا بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے کہ یہ بھی ہندوستان کے مشرکین کا طریقہ ہے کہ جب ان کے یہاں کوئی مرجاتا ہے یا تیرتھ کو جاتی ہیں تو بال مونڈوا دیتی ہیں۔

کٹے بال اور ناخن کو کیا کرے: مسئلہ: ترشوانے یا مونڈانے میں جو بال نکلے انہیں دفن کر دے اسی طرح ناخن کا تراشہ بھی پاخانہ یا غسل خانہ میں انہیں ڈال دینا مکروہ ہے کہ اس سے بیماری پیدا ہوتی ہے (عالمگیری) موئے زیر ناف کا ایسی جگہ ڈال دینا کہ دوسروں کی نظر پڑے ناجائز ہے۔ مسئلہ: چار چیزوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ دفن کر دی جائیں۔ بال، ناخن، حیض کا لتا، خون۔ (عالمگیری)

ختنہ کا بیان

ختنہ شعار اسلام ہے: ختنہ سنت ہے یہ علامت (نشانی) شعار اسلام میں ہے کہ مسلم و غیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے اسی لئے عرف عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ختنہ کیا اس وقت ان کی عمر شریف اسی برس کی تھی۔ (صحیحین)

ختنہ کس عمر میں ہونا چاہیے: مسئلہ: ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علماء نے یہ فرمایا کہ پیدائش سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

ختنہ کہاں تک ہونا چاہیے: مسئلہ: لڑکے کی ختنہ کرائی گئی مگر پوری کھال نہیں کٹی اگر نصف سے زائد کٹ گئی ہے تو ختنہ ہو گئی باقی کو کاٹنا ضروری نہیں اور اگر نصف یا نصف سے زائد باقی رہ گئی تو نہیں ہوئی یعنی پھر سے ہونی چاہیے (عالمگیری)

بوڑھا نو مسلم کیسے ختنہ کرائے: مسئلہ: بوڑھا آدمی مشرف بہ اسلام ہوا جس میں ختنہ

کرانے کی طاقت نہیں تو ختنہ کرانے کی حاجت نہیں بالغ شخص مشرف بہ اسلام ہوا اگر وہ خود ہی اپنی مسلمانی کر سکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے کر لے ورنہ نہیں ہاں اگر ممکن ہو کہ کوئی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہے اس سے نکاح کر کے اس سے ختنہ کرا لے۔ (عالمگیری)

لڑکے کا ختنہ کرانا کس کے ذمہ ہے: مسئلہ: ختنہ کرانا باپ کا کام ہے وہ نہ ہو تو اس کا وصی اس کے بعد دادا پھر اس کے وصی کا مرتبہ ہے ماموں اور چچا یا ان کے وصی کا یہ کام نہیں ہاں اگر بچہ ان کی تربیت و عیال میں ہو تو کر سکتے ہیں۔ (عالمگیری)

کان چھدانے کا حکم: مسئلہ: عورتوں کے کان چھدوانے میں حرج نہیں اس لئے کہ زمانہ رسالت میں کان چھدتے تھے اور اس پر انکار نہیں ہوا (عالمگیری) بلکہ کان چھدوانے کا سلسلہ اب تک جاری ہے صرف بعض لوگوں نے فرنگی عورتوں کی تقلید میں موقوف کر دیا جن کا اعتبار نہیں مسئلہ: انسان کو خصی کرنا حرام ہے اسی طرح ہجڑا کرنا بھی گھوڑے کو خصی کرنے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز ہے دوسرے جانوروں کے خصی کرنے میں اگر فائدہ ہو مثلاً اس کا گوشت اچھا ہو گا یا خصی نہ کرنے میں شرارت کرے گا لوگوں کو ایذا پہنچائے گا انہیں مصالح کی بنا پر بکرے اور بیل وغیرہ کو خصی کیا جاتا ہے یہ جائز ہے اور اگر منفعت یا دفع ضرر دونوں باتیں نہ ہوں تو خصی کرنا حرام ہے۔ (ہدایہ، عالمگیری)

زینت کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضور کو میں نہایت عمدہ خوشبو لگاتی تھی یہاں تک اس کی چمک حضور کے سر مبارک اور داڑھی میں پاتی تھی (بخاری و مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی میں کنگھا کرتے (شرح سنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے بال ہوں ان کا اکرام کرے یعنی ان کو دھوئے تیل لگائے کنگھا کرے (ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روز کنگھا کرنے سے منع فرمایا (یہ نہی تنزیہی ہے اور مقصد یہ ہے کہ مرد کو بناؤ سنگھار میں مشغول نہ رہنا چاہیے)۔ (ترمذی ابوداؤد و نسائی)

سرمہ کس چیز کا ہو: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اثمد پتھر کا سرمہ لگاؤ کہ وہ نگاہ کو جلا دیتا ہے اور پلک کے بال اگاتا ہے حضور کے یہاں سرمہ دانی تھی جس سے ہر شب رات میں سرمہ لگاتے تھے تین سلائیاں اس آنکھ میں اور تین اس میں (ترمذی) مسئلہ: انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے یہ حرام ہے حدیث میں اس پر لعنت آئی بلکہ اس

پر بھی لعنت جس نے کسی دوسری عورت کے سر پر ایسی چوٹی گوندھی اور اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اسی عورت کے ہیں جس کے سر میں جوڑی گئی جب نا جائز اور اگر اون یا سیاہ تاگے کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی ممانعت نہیں سیاہ کپڑے کا موباف بنانا جائز ہے اور کلادہ میں تو اصلا حرج نہیں کہ یہ بالکل ممتاز ہوتا ہے اسی طرح گودنے والی اور گودوانے والی یا ریتی سے دانت ریت کر خوبصورت کرنے والی یا دوسری عورت کے دانت ریتنے والی یا موچنے سے ابرو کے بالوں کو نوچ کر خوبصورت بنانے والی اور جس نے دوسری کے بال نوچے ان سب پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ (دُرّ مختار)

کان ناک چھیدنا: مسئلہ: لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا جائز ہے اور بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور دُریا پہناتے ہیں یہ نا جائز ہے یعنی کان چھدوانا بھی نا جائز اور اسے زیور پہنانا بھی نا جائز (ردّالمختار) مسئلہ: عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے بلا ضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہیے (عالمگیری) لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتے ہیں جس طرح ان کو زیور پہنا سکتے ہیں۔[1]

سیاہ سرمہ اور کاجل کا حکم: مسئلہ: پتھر کا سرمہ استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سرمہ یا کاجل بقصد زینت مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو کراہت نہیں (عالمگیری) مسئلہ: مکان میں ذی روح جاندار کی تصویر لگانا جائز نہیں اور غیر ذی روح کی تصویر سے مکان آراستہ (سجانا) کرنا جائز ہے جیسا کہ طغرا اور کتبوں سے مکان سجانے کا رواج ہے (عالمگیری)

کون سا خضاب جائز ہے: مسئلہ: سیاہ خضاب لگانا جائز نہیں مہندی اور کتم کا خضاب لگانا چاہیے۔[2]

کسب کا بیان

بخاری کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مخنث حاضر لایا گیا جس نے اپنے ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے تھے ارشاد فرمایا اس کا کیا حال ہے (یعنی اس نے کیوں مہندی لگائی ہے) لوگوں نے عرض کی یہ عورتوں سے تشبہ کرتا ہے حضور نے حکم فرمایا اس کو شہر بدر کر دیا گیا مدینہ سے نکال کر بقیع کو بھیج دیا گیا (ابوداؤد)

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے وہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پائیں گے (ابوداؤد نسائی) اور فرمایا سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے مہندی یا کتم ہے یعنی مہندی لگائی جائے یا کتم (ترمذی ابوداؤد ونسائی) مومن کا خضاب زردی ہے اور مسلم کا خضاب سرخی ہے۔ اور کافر کا خضاب سیاہی ہے۔ (طبرانی حاکم)

زمانہ آئے گا آدمی پروا بھی نہ کرے گا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے حلال سے یا حرام سے یعنی حرام سے بچنے اور حلال تلاش کرنے کی کچھ پروا نہ ہو گی حالانکہ حلال ذریعہ سے مال حاصل کرنا فرض[1] ہے اور حرام کھانا حرام ہے اور دوزخ میں جلنے کا سبب[2] ہے حرام کھانے والوں کی دعا قبول نہیں ہوتی[3]۔ اس لئے حلال کمائی کے بارے میں کچھ ضروری مسائل لکھے جاتے ہیں مسئلہ: اتنا کمانا فرض ہے جو اپنے لئے اور اہل وعیال کے لئے اور جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے نفقہ کے لئے اور ادائے دین کے لئے کفایت کر سکے اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ اتنے ہی پر بس کرے یا اپنے اور اہل عیاس کے لئے کچھ پس ماندہ رکھنے کی بھی سعی وکوشش کرے ماں باپ محتاج وتنگ دست ہوں تو فرض ہے کہ کما کر انہیں بقدر کفایت دے (عالمگیری) مسئلہ: قدر کفایت سے زائد اس لئے کماتا ہے کہ فقراء ومساکین کی خبر گیری کر سکے گا یا اپنے قریبی رشتہ داروں کی مدد کرے گا یہ مستحب ہے اور یہ نفل عبادت سے افضل ہے اور اگر اس لئے کماتا ہے کہ مال ودولت زیادہ ہونے سے میری عزت ووقار میں اضافہ ہو گا فخر وتکبر مقصود نہ ہو تو یہ مباح ہے اور اگر محض مال کی کثرت یا تفاخر مقصود ہے تو منع ہے (عالمگیری)

مسئلہ: جو لوگ مساجد اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بسر اوقات کے لئے کچھ کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالانکہ ان کی نگاہیں اس کی منتظر رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے وہ متوکل نہیں اس سے اچھا یہ تھا کہ کچھ کام کرتے اس سے بسر اوقات کرتے (عالمگیری) اسی طرح آج کل بہت سے لوگوں نے پیری مریدی کو پیشہ بنا لیا ہے سالانہ مریدوں میں دورہ کرتے ہیں اور مریدوں سے طرح طرح سے رقمیں کھسوٹتے ہیں جس کو نذرانہ وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں اور ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو جھوٹ اور فریب سے بھی کام لیتے ہیں یہ نا جائز ہے۔

سب سے اچھی کمائی کیا ہے: مسئلہ: سب سے افضل کسب جہاد ہے یعنی جہاد میں جو مال غنیمت حاصل ہو مگر یہ ضرور ہے کہ اس نے مال کے لئے جہاد نہ کیا ہو بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔ (بیہقی شعب الایمان)

[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو گوشت حرام سے اگا ہے جنت میں داخل نہ ہو گا (یعنی ابتداءً اور جو گوشت حرام سے اگا ہے اس کے لئے آگ زیادہ بہتر ہے۔ (احمد دارمی بیہقی)

[3] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک شخص لمبا سفر کرتا ہے جس کے بال بکھرے ہیں اور بدن گرد سے اٹا ہے (یعنی اس کی حالت ایسی ہے کہ جو دعا کرے قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یارب یارب کہتا ہے یعنی دعا کرتا ہے مگر حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام پینا حرام لباس اور غذا حرام پھر اس کی دعا کیونکر قبول ہو یعنی اگر چاہتے ہو کہ دعا قبول ہو تو حلال کمائی کھاؤ بغیر اس کے قبول دعا کے اسباب بے کار ہیں۔ (مسلم)

مقصود اصلی ہو جہاد کے بعد تجارت پھر زراعت پھر صنعت وحرفت کا مرتبہ ہے (عالمگیری)
مسئلہ: چرخہ کاتنا عورتوں کا کام ہے مرد کو چرخہ کاتنا مکروہ ہے (ردّالمحتار)

حرام مال کو کیا کرے: مسئلہ: جس شخص نے حرام طریقہ سے مال جمع کیا اور مر گیا اور ورثاء کو اگر معلوم ہو کہ فلاں فلاں کے یہ اموال ہیں تو ان کو واپس کر دیں اور معلوم نہ ہو تو صدقہ کر دیں۔ (عالمگیری)

مشتبہ مال کیا کیا جائے: مسئلہ: اگر مال میں شبہ ہو تو ایسے مال کو اپنے قریبی رشتہ دار پر صدقہ کر سکتا ہے یہاں تک کہ اپنے باپ یا بیٹے کو دے سکتا ہے اس صورت میں یہی ضرور نہیں کہ اجنبی ہی کو دے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بیان

اچھی بات کا حکم دینا بری بات سے روکنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم میں ایک ایسا گروہ ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (پارہ ٤ رکوع ٢ آیۃ ٣) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں جو شخص بری بات دیکھے اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے بدلے اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے یعنی اسے دل سے برا جانے اور یہ کمزور ایمان والا ہے (مسلم) اور فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو اچھی بات کا حکم کرو گے اور بری بات سے منع کرو گے یا اللہ تعالیٰ تم پر جلد اپنا عذاب بھیجے گا پھر دعا کرو گے اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی (ترمذی) اور فرمایا جس قوم میں گناہ ہوتے ہیں اور وہ لوگ بدلنے پر قادر ہوں پھر نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجے (ابوداؤد) اور فرمایا چند مخصوص لوگوں کے عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو عذاب نہیں کرے گا مگر جب کہ وہاں بری بات کی جائے اور وہ لوگ منع کرنے پر قادر ہوں اور منع نہ کریں تو اب عام و خاص سب کو عذاب ہوگا۔ (شرح السنہ) اور فرمایا بادشاہ ظالم کے پاس حق بات بولنا افضل جہاد ہے۔ (ابن ماجہ)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض ہے: امر بالمعروف یہ ہے کہ کسی کو اچھی بات کا حکم دینا ہے جیسے کسی کو نماز پڑھنے کو کہنا اور نہی عن المنکر کا مطلب یہ ہے کہ بری باتوں سے منع کرنا یہ دونوں کام فرض ہیں۔

کس صورت میں گناہ کا ارادہ بھی گناہ ہے: مسئلہ: معصیت کا ارادہ کیا مگر اس کو کیا نہیں تو گناہ نہیں بلکہ اس پر بھی ایک قسم کا ثواب ہے جب کہ یہ سمجھ کر باز رہا کہ یہ گناہ کا کام ہے نہیں کرنا چاہیے احادیث سے ایسا ہی ثابت ہے اور اگر گناہ کے کام کا بالکل پکا ارادہ کر لیا جس کو عزم کہتے ہیں تو یہ بھی ایک گناہ ہے اگرچہ جس گناہ کا عزم کیا تھا اسے نہ کیا ہو (عالمگیری)

مسئلہ: کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو نہایت متانت اور نرمی کے ساتھ اسے منع کرے اور اسے اچھی طرح سمجھائے پھر اگر اس طریقہ سے کام نہ چلا وہ شخص باز نہ آیا تو اب سختی سے پیش آئے اس کو سخت الفاظ کہے مگر گالی نہ دے نہ فحش لفظ زبان سے نکالے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو جو شخص ہاتھ سے کچھ کر سکتا ہے کرے مثلاً وہ شراب پیتا ہے تو شراب بہا دے برتن توڑ پھوڑ ڈالے گا تا بجاتا ہے تو باجے توڑ ڈالے۔ (عالمگیری)

امر بالمعروف کی صورتیں: مسئلہ: امر بالمعروف کی کئی صورتیں ہیں اگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ ان سے کہے گا تو وہ اس کی بات مان لیں گے اور بری بات سے باز آ جائیں گے تو امر بالمعروف واجب ہے اس کو باز رہنا جائز نہیں اور اگر گمان غالب یہ ہے کہ وہ طرح طرح کی تہمت باندھیں گے اور گالیاں دیں گے تو ترک کرنا افضل ہے اور اگر یہ معلوم ہے کہ وہ اسے ماریں گے اور صبر نہ کر سکے گا یا اس کی وجہ سے فتنہ وفساد پیدا ہوگا آپس میں لڑائی ٹھن جائے گی جب بھی چھوڑنا افضل ہے اور اگر معلوم ہے کہ وہ اگر اسے ماریں گے تو صبر کر لے گا تو ان لوگوں کو برے کام سے منع کرے اور یہ شخص مجاہد ہے اور اگر معلوم ہے کہ وہ مانیں گے نہیں مگر نہ ماریں گے اور نہ گالیاں دیں گے تو اسے اختیار ہے اور افضل یہ ہے کہ امر کرے (عالمگیری) مسئلہ: اگر اندیشہ ہے کہ ان لوگوں کو امر بالمعروف کرے گا تو قتل کر ڈالیں گے اور یہ جانتے ہوئے اس نے کیا اور لوگوں نے مار ہی ڈالا۔ تو یہ شہید ہوا۔ (عالمگیری)

علم و تعلیم کا بیان

علم کی فضیلت: علم ایسی چیز نہیں جس کی فضیلت اور خوبیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہو ساری دنیا جانتی ہے کہ علم بہت بہتر چیز ہے اس کا حاصل کرنا طغرائے امتیاز ہے یہی وہ چیز ہے کہ اس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے اور اسی سے دنیا و آخرت سدھرتی ہے مگر ہماری مراد اس علم سے وہ علم نہیں جو فلاسفہ سے حاصل ہوا ہو اور جس کو انسانی دماغ نے اختراع کیا ہو یا جس علم سے دنیا کی تحصیل مقصود ہو ایسے علم کی قرآن مجید نے مذمت (برائی) کی بلکہ وہ

علم مراد ہے جو قرآن وحدیث سے حاصل ہو کہ یہی علم وہ ہے جس سے دنیا وآخرت دونوں سنورتی ہیں اور یہی علم ذریعہ نجات ہے اور اس کی قرآن وحدیث میں تعریفیں آئی ہیں اور اس کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے قرآن مجید میں بہت سے مواقع پر اس کی خوبیاں صراحۃً یا اشارۃً بیان فرمائی گئیں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ۝ (۹:۳۹)

تم فرماؤ کیا جاننے والے اور انجان برابر ہیں نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں

احادیث علم کے فضائل میں بہت آئی ہیں چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کا فقیہ بناتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عالم کی فضیلت: اور فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر اس کے بعد پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان وزمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور یہاں تک کہ مچھلی اس کی بھلائی کے خواہاں ہیں جو لوگوں کو اچھی چیز کی تعلیم دیتا ہے (ترمذی) اور فرمایا ایک فقیہ ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے (ترمذی ابن ماجہ) اور فرمایا علم کی طلب ہر مسلم پر فرض ہے اور علم کو نااہل کے پاس رکھنے والا ایسا ہے جیسے سؤر کے گلے میں جواہر اور موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والا (ابن ماجہ) اور فرمایا جو شخص طلب علم کے لئے گھر سے نکلا تو جب تک واپس نہ ہو اللہ کی راہ میں ہے (ترمذی دارمی) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا ساری رات کی عبادت سے افضل ہے (دارمی) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا علماء کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی اور اس پر غالب ہو جائے گی (خطیب) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا علماء کی مثال یہ ہے جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ کا پتا چلتا ہے اور اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے (احمد) اور فرمایا جس نے علم طلب کیا اور حاصل کر لیا اس کے بعد دو چند اجر ہے اور حاصل نہ ہوا تو ایک اجر۔ (دارمی)

عالم کے حقوق: مسئلہ: عالم اگرچہ جوان ہو بوڑھے جاہل پر فضیلت رکھتا ہے لہٰذا چلنے اور بیٹھنے میں گفتگو کرنے میں بوڑھے جاہل کو عالم پر تقدم کرنا نہ چاہیے یعنی بات کرنے کا موقع ہو تو اس سے پہلے کلام یہ شروع نہ کرے نہ عالم سے آگے آگے چلے نہ ممتاز جگہ پر بیٹھے عالم غیر قرشی قرشی غیر عالم پر فضیلت رکھتا ہے عالم کا حق غیر عالم پر ویسا ہی ہے جیسا استاد کا حق شاگرد پر ہے عالم اگر کہیں چلا بھی جائے تو اس کی جگہ پر غیر عالم کو بیٹھنا نہ چاہیے۔ شوہر کا حق عورت پر اس سے بھی زیادہ ہے کہ عورت کو شوہر کی ہر ایسی چیز میں جو مباح ہو اطاعت کرنی پڑے گی۔ (عالمگیری)

علم سیکھنا ہر عمل خیر سے بہتر ہے تحصیل علم میں کیا نیت ہونی چاہیے

مسئلہ: طلب علم اگر اچھی نیت سے ہو تو ہر عمل خیر سے یہ بہتر ہے کیونکہ اس کا نفع سب سے زیادہ ہے مگر یہ ضرور ہے کہ فرائض کی انجام دہی میں خلل ونقصان نہ ہو اچھی نیت کا یہ مطلب ہے کہ رضائے الٰہی اور آخرت کے لئے علم سیکھے طلب دنیا وطلب جاہ نہ ہو اور طالب کا اگر مقصد یہ ہو کہ میں اپنے سے جہالت دور کروں اور مخلوق کو نفع پہنچاؤں یا پڑھنے سے مقصود علم کا احیا ہے مثلاً لوگوں نے پڑھنا چھوڑ دیا ہے میں بھی نہ پڑھوں تو علم مٹ جائے گا یہ نیتیں بھی اچھی ہیں اور اگر تصحیح نیت پر قادر نہ ہو جب بھی نہ پڑھنے سے پڑھنا اچھا[1] ہے۔ (عالمگیری)

علم کی توقیر اور کتابوں کا ادب: مسئلہ: عالم ومتعلم کو علم کی توقیر کرنی چاہیے یہ نہ ہو کہ زمین پر کتابیں رکھے پاخانہ پیشاب کے بعد کتابیں چھونا چاہے تو وضو کر لینا مستحب ہے وضو نہ کرے تو ہاتھ ہی دھو لے تب کتابیں چھوئے اور یہ بھی چاہیے کہ عیش پسندی میں نہ پڑے کھانے پہننے رہنے سہنے میں معمولی حالت اختیار کرے عورتوں کی طرف زیادہ توجہ نہ رکھے مگر یہ بھی نہ ہو کہ اتنی کمی کر دے کہ تقلیل غذا اور کم خوابی میں اپنی جسمانی حالت خراب کر دے اور اپنے کو کمزور کر دے کہ خود اپنے نفس کا بھی حق ہے اور بیوی بچوں کا بھی حق ہے سب کا حق پورا کرنا چاہیے۔

طالب علم کی زندگی کیسی ہونی چاہیے: عالم ومتعلم کو یہ بھی چاہیے کہ لوگوں سے میل جول کم رکھیں اور فضول باتوں میں نہ پڑیں اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ برابر جاری رکھیں دینی مسائل میں مذاکرہ کرتے رہیں کتب بینی کرتے رہیں کسی سے جھگڑا ہو جائے تو نرمی اور انصاف

[1] اس لیے کہ شاید علم کی برکت سے اللہ تعالیٰ صحیح نیت کی توفیق دے۔۱۲

سے کام لیں جاہل اور اس میں اس وقت بھی فرق ہونا چاہیے۔ (عالمگیری)

استاد کا ادب اور اس کے حقوق: مسئلہ: استاد کا ادب کرے اس کے حقوق کی محافظت کرے اور مال سے اس کی خدمت کرے اور استاد سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس میں پیروی نہ کرے استاد کا حق ماں باپ اور دوسرے لوگوں سے زیادہ جانے اس کے ساتھ تواضع سے پیش آئے جب استاد کے مکان پر جائے تو دروازہ پر دستک نہ دے بلکہ اس کے برآمد ہونے کا انتظار کرے۔ (عالمگیری)

اہل و نااہل کی تعلیم کا حکم: مسئلہ: نااہلوں کو علم نہ پڑھائے اور جو اس کے اہل ہوں ان کی تعلیم سے انکار نہ کرے کہ نااہلوں کو پڑھانا علم کو ضائع کرنا ہے اور اہل کو نہ پڑھانا ظلم و جور ہے (عالمگیری) نااہل سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نسبت معلوم ہے کہ علم کے حقوق کو محفوظ نہ رکھ سکیں گے، پڑھ کر چھوڑ دیں گے۔ جاہلوں کے سے افعال کریں گے یا لوگوں کو گمراہ کریں گے یا علماء کو بدنام کریں گے مسئلہ: گھڑی بھر علم دین کے مسائل میں مذاکرہ اور گفتگو کرنا ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے۔ (دُرّ مختار و ردّ المحتار)

کتنی فقہ سیکھنا فرض عین ہے: مسئلہ: کچھ قرآن مجید یاد کر چکا ہے اور اسے فرصت ہے تو افضل یہ ہے کہ علم فقہ سیکھے کہ قرآن مجید حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور فقہ کی ضروری باتوں کا جاننا فرض عین ہے۔

حلال و حرام جانوروں کا بیان

گوشت یا جو غذا کھائی جاتی ہے وہ جزو بدن ہو جاتی ہے اور اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں اور چونکہ بعض جانوروں میں مذموم صفات پائے جاتے ہیں ان جانوروں کے کھانے میں اندیشہ ہے کہ انسان بھی ان بری صفتوں کے ساتھ متصف ہو جائے لہٰذا انسان کو ان کے کھانے سے منع کیا گیا حلال و حرام جانوروں کی تفصیل دشوار ہے یہاں چند کلیات بیان کئے جاتے ہیں جن کے ذریعہ سے جزئیات جانے جاسکتے ہیں۔

بعض غذائیں کیوں حرام کی گئیں: مسئلہ: کیلے[1] والا جانور جو کیلے سے شکار کرتا ہو حرام ہے، جیسے شیر، گیدڑ، لومڑی، بجو، کتا وغیرہ کہ ان سب میں کیلے ہوتے ہیں اور شکار بھی کرتے ہیں اونٹ کے کیلا ہوتا ہے مگر وہ شکار نہیں کرتا لہٰذا وہ اس حکم میں داخل نہیں (دُرّ مختار) مسئلہ: پنجہ والا

[1] کیلا، کچلی کیلی بڑے نوک دار دانت جو ایک ایک دائیں بائیں شیر، کتے، بلی وغیرہ کے ہوتے ہیں۔

پرند جو پنجہ سے شکار کرتا ہے حرام ہے جیسے شکرا، باز، بہری، چیل، حشرات الارض حرام ہیں، جیسے چوہا، چھپکلی، گرگٹ، گھونس، سانپ، بچھو، بر، مچھر، پسو، کھٹمل، مکھی، کلی، مینڈک وغیرہا۔ (دُرّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: گھریلو گدھا اور خچر حرام ہے اور جنگلی گدھا جسے گورخر کہتے ہیں حلال ہے، گھوڑے کے متعلق روایتیں مختلف ہیں یہ آلہ جہاد ہے اس کے کھانے میں تقلیلِ آلۂ جہاد ہوتی ہے لہٰذا نہ کھایا جائے (دُرّ مختار وغیرہ) مسئلہ: گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، ہرن، نیل گائے، سانبھر، چیتل، بارہ سنگھا، پاڑھا، خرگوش حلال ہیں مسئلہ: تیتر، بٹیر، مرغ، کبوتر، ہریل، مینا، فاختہ، چرخی، بن مرغی، کالک، ہر قسم کی بط، بگلا، سارس، کلنگ، جانگھل، قواری، چہا، کیمر، گھونگھل وابل حلال ہیں (والد مرحوم) مسئلہ: کچھوا خشکی کا ہو یا پانی کا حرام ہے غراب البقیع یعنی کوا جو مردار کھاتا ہے حرام ہے اور مہوکا کہ یہ بھی کوے سے ملتا جلتا ایک جانور ہوتا ہے حلال ہے۔ (دُرّ مختار و ردّ المحتار)

مچھلی کے بعض احکام: مسئلہ: پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے، جو مچھلی پانی میں مر کر تیر گئی یعنی جو بے مارے اپنے آپ مر کر پانی کی سطح پر الٹ گئی وہ حرام ہے مچھلی کو مارا اور وہ مر کر الٹی تیرنے لگی یہ حرام نہیں۔ (دُرّ مختار) ٹڈی بھی حلال ہے اور مچھلی اور ٹڈی یہ دونوں بغیر ذبح حلال ہیں جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ دو مردے حلال ہیں مچھلی اور ٹڈی، مسئلہ: پانی کی گرمی یا سردی سے مچھلی مر گئی یا مچھلی کو ڈورے میں باندھ کر پانی میں ڈال دیا اور مر گئی یا جال میں پھنس کر مر گئی یا پانی میں کوئی ایسی چیز ڈال دی جس سے مچھلیاں مر گئیں اور یہ معلوم ہے کہ اس چیز کے ڈالنے سے مریں یا گھڑے یا گڑھے میں مچھلی پکڑ کر ڈال دی اور اس میں پانی تھوڑا تھا اس وجہ سے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے مر گئی ان سب صورتوں میں وہ مری ہوئی مچھلی حلال ہے۔
(دُرّ مختار ردّ المحتار)

جھینگے کا حکم: مسئلہ: جھینگے کے متعلق اختلاف ہے کہ یہ مچھلی ہے یا نہیں اسی بنا پر اس کی حلت و حرمت میں بھی اختلاف ہے بظاہر اس کی صورت مچھلی کی سی نہیں معلوم ہوتی بلکہ ایک قسم کا کیڑا معلوم ہوتا ہے لہٰذا اس سے بچنا ہی چاہیے مسئلہ: چھوٹی مچھلیاں بغیر شکم چاک کئے بھون لی گئیں ان کا کھانا حلال ہے۔ (ردّ المحتار)

غلیظ کھانے والی گائے بکریوں کے احکام: مسئلہ: بعض گائیں بکریاں غلیظ کھانے لگتی ہیں ان کو جلالہ کہتے ہیں اس کے بدن اور گوشت وغیرہ میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے اس کو کئی دن تک باندھ رکھیں کہ نجاست نہ کھانے پائے جب بدبو جاتی رہے ذبح کر کے کھائیں۔

مرغی کے بارے میں بعض احکام: اسی طرح جو مرغی غلیظ کھانے کی عادی ہو اسے چند روز بند رکھیں جب اثر جاتا رہے ذبح کر کے کھائیں۔ جو مرغیاں چھوٹی پھرتی ہیں ان کو بند کرنا ضروری نہیں جب کہ غلیظ کھانے کی عادی نہ ہوں اور ان میں بدبو نہ ہو ہاں بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی بند رکھ کر ذبح کریں (عالمگیری) مسئلہ: بکرا جو خصی نہیں ہوتا وہ اکثر پیشاب پینے کا عادی ہوتا ہے اور اس میں ایسی سخت بدبو پیدا ہو جاتی ہے کہ جس راستہ سے گزرتا ہے وہ راستہ کچھ دیر کے لئے بدبودار ہو جاتا ہے اس کا بھی حکم وہی ہے جو جلالہ کا ہے کہ اگر اس کے گوشت سے بدبو جاتی رہی تو کھا سکتے ہیں ورنہ مکروہ وممنوع۔ مسئلہ: جانور کو ذبح کیا وہ اٹھ کر بھاگا اور پانی میں گر کر مر گیا یا اونچی جگہ سے گر کر مر گیا اس کے کھانے میں حرج نہیں اس کی موت ذبح سے ہوئی پانی میں گرنے یا لڑھکنے کا اعتبار نہیں۔ (عالمگیری)

حرام جانوروں کی کھال اور گوشت وغیرہ کے پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ: زندہ جانور سے اگر کوئی ٹکڑا کاٹ کر جدا کر لیا گیا مثلاً دنبہ کی چکی کاٹ لی یا اونٹ کا کوہان کاٹ لیا یا کسی جانور کا پیٹ پھاڑ کر اس کی کلیجی نکال لی یہ ٹکڑا حرام ہے جدا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ گوشت سے جدا ہو گیا اگرچہ ابھی چمڑا لگا ہوا ہو اور اگر گوشت سے اس کا تعلق باقی ہے تو مردار نہیں یعنی اس کے بعد اگر جانور کو ذبح کر لیا تو یہ ٹکڑا بھی کھایا جا سکتا ہے (درورد) مسئلہ: شکار پر تیر چلایا اس کا کوئی ٹکڑا کٹ کر جدا ہو گیا اگر وہ ایسا عضو ہے کہ بغیر اس کے جانور زندہ رہ سکتا ہے تو اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بغیر اس کے زندہ نہیں رہ سکتا مثلاً سر جدا ہو گیا تو سر بھی کھایا جائے گا اور وہ جانور بھی۔ مسئلہ: زندہ مچھلی میں سے ایک ٹکڑا کاٹ لیا یہ حلال ہے اور اس کاٹنے سے اگر مچھلی پانی میں مر گئی تو وہ بھی حلال ہے۔ (ہدایہ، عالمگیری) مسئلہ: جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ذبح شرعی سے ان کا گوشت اور چربی اور چمڑا پاک ہو جاتا ہے مگر خنزیر کہ اس کا ہر جزو نجس ہے اور آدمی اگرچہ طاہر ہے اس کا استعمال ناجائز ہے۔ (دُرِّمختار) ان جانوروں کی چربی وغیرہ کو اگر کھانے کے سوا خارجی طور پر استعمال کرنا چاہیں تو ذبح کر لیں کہ اس صورت میں اس کے استعمال سے بدن یا کپڑا نجس نہیں ہوگا اور نجاست کے استعمال کی قباحت سے بچنا ہوگا۔

(بہار شریعت وغیرہ)

لہو ولعب ومسابقت کا بیان

کب اور کس طرح دف بجانا جائز ہے: مسئلہ: عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانا جائز ہے جب کہ سادے دف ہوں اس میں جھانج نہ ہو اور قواعد موسیقی پر نہ بجائے جائیں یعنی محض ڈھپ ڈھپ کی بے سری آواز سے نکاح کا اعلان مقصود ہو۔ (ردّالمحتار، عالمگیری)

چند اور باجوں کے جواز کی صورتیں: مسئلہ: لوگوں کو بیدار کرنے اور خبردار کرنے کے ارادہ سے بگل بجانا جائز ہے جیسے حمام میں بگل اس لئے بجاتے ہیں کہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے کہ حمام کھل گیا رمضان شریف میں سحری کھانے کے وقت بعض شہروں میں نقارے بجتے ہیں جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ لوگ سحری کھانے کے لئے بیدار ہو جائیں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے یہ جائز ہے کہ یہ صورت لہو ولعب میں داخل نہیں (دُرِّمختار) اسی طرح کارخانوں میں کام شروع ہونے کے وقت اور ختم کے وقت سیٹی بجا کرتی ہے یہ جائز ہے کہ لہو مقصود نہیں بلکہ اطلاع دینے کے لئے یہ سیٹی بجائی جاتی ہے۔ اسی طرح ریل گاڑی کی سیٹی سے بھی مقصود یہی ہوتا ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ گاڑی چھوٹ رہی ہے یا اس قسم کے دوسرے صحیح مقصد کے لئے سیٹی دی جاتی ہے یہ بھی جائز ہے۔ مسئلہ: گنجفہ چوسر کھیلنا ناجائز ہے شطرنج کا بھی یہی حکم ہے اسی طرح لہو ولعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے بیوی سے ملاعبت اور گھوڑے کی سواری اور تیراندازی کرنا۔

(دُرِّمختار وغیرہ)

ناچ باجوں اور تالی بجانے کا حکم: مسئلہ: ناچنا، تالی بجانا، ستار، ایک تارہ، دوتارہ، ہارمونیم، چنگ، طنبور بجانا اسی طرح دوسری قسم کے باجے سب ناجائز ہیں۔ (ردّالمحتار)

عام قوالی اور مزامیر کا حکم: مسئلہ: متصوفہ زمانہ کہ مزامیر کے ساتھ قوالی سنتے ہیں اور کبھی اچھلتے کودتے اور ناچنے لگتے ہیں اس قسم کا گانا بجانا ناجائز ہے ایسی محفل میں جانا اور وہاں بیٹھنا ناجائز ہے مشائخ سے اس قسم کے گانے کا کوئی ثبوت نہیں۔

کون سا حال اور کون سی قوالی جائز ہے: جو چیز مشائخ سے ثابت ہے وہ فقط یہ ہے کہ اگر کبھی کسی نے ان کے سامنے کوئی ایسا شعر پڑھ دیا جو ان کے حال و کیفیت کے موافق ہے تو

؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی چیزوں سے آدمی لہو کرتا ہے سب باطل ہیں مگر کمان سے تیر چلانا اور گھوڑے کو ادب دینا اور زوجہ کے ساتھ ملاعبت کہ یہ تینوں حق ہیں۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

ان پر کیفیت ورقت طاری ہوگی اور بے خود ہو کر کھڑے ہو گئے اور اس حال وارفتگی میں ان سے حرکات غیر اختیاریہ صادر ہوئے اس میں کوئی حرج نہیں مشائخ و بزرگان دین کے احوال اور ان متصوفہ کے حال وقال میں زمین و آسمان کا فرق ہے یہاں مزامیر کے ساتھ محفلیں منعقد کی جاتی ہیں جن میں فساق وفجار کا اجتماع ہوتا ہے نااہلوں کا مجمع ہوتا ہے گانے والوں میں اکثر بے شرع ہوتے ہیں تالیاں بجاتے اور مزامیر کے ساتھ گاتے ہیں اور خوب اچھلتے کودتے ناچتے تھرکتے ہیں اور اس کا نام حال رکھتے ہیں۔ ان حرکات کو صوفیاء کرام کے حوالے سے کیا نسبت یہاں سب چیزیں اختیاری ہیں وہاں بے اختیاری تھیں۔[۱] (عالمگیری)

کس شرط سے کبوتر پالنا جائز ہے: مسئلہ: کبوتر پالنا اگر اڑانے کے لئے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑاتا ہے تو ناجائز کہ یہ بھی ایک قسم کا لہو ہے اور اگر کبوتر اڑانے کے لئے چھت پر چڑھتا ہے جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا اڑانے میں کنکریاں پھینکتا ہے جس سے لوگوں کے برتن ٹوٹنے کا اندیشہ ہے تو اس کو سختی سے منع کیا جائے اور سزا دی جائے گی اور اس پر بھی نہ مانے تو حکومت کی جانب سے اس کے کبوتر ذبح کر کے اس کو دے دیئے جائیں تاکہ اڑانے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے (دُرِّ مختار) مسئلہ: جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ، بٹیر، تیتر، مینڈھے، بھینسے وغیرہ کو ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا یا اس کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔

کشتی کے جواز کی صورت: مسئلہ: کشتی لڑنا اگر لہو ولعب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس لئے ہو کہ جسم میں قوت آئے اور کفار سے لڑنے میں کام دے تو یہ جائز و مستحسن و کارِ ثواب ہے بشرطیکہ ستر پوشی کے ساتھ ہو آج کل برہنہ ہو کر صرف ایک لنگوٹ یا جانگیا پہن کر لڑتے ہیں کہ ساری رانیں کھلی ہوتی ہیں یہ ناجائز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ پچھاڑا کیونکہ رکانہ نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ دیں تو ایمان لاؤں گا پھر یہ مسلمان ہو گئے۔ (دُرِّ مختار و ردّالمحتار)

گڑیاں کھیلنے کا حکم: مسئلہ: لڑکیاں جو گڑیاں کھیلتی ہیں یہ جائز ہے۔[۲]

---

[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں۔ نغمہ کے وقت باجے کی آواز اور مصیبت کے وقت رونے کی آواز (بزاز) اور فرمایا کہ گانے سے دل میں نفاق اگتا ہے جس طرح پانی سے کھیتی اگتی ہے (بیہقی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے سے اور گانا سننے سے اور غیبت سے اور غیبت سننے اور چغلی کرنے اور چغلی سننے سے منع فرمایا (طبرانی) اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوا اور کوبہ (ڈھول) حرام کیا اور فرمایا ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ (بیہقی)

[۲] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں گڑیاں کھیلا کرتی تھی اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت تشریف لاتے کہ لڑکیاں میرے پاس ہوتیں جب حضور تشریف لاتے تو لڑکیاں چلی جاتیں اور جب حضور چلے جاتے لڑکیاں آجاتیں (ابوداؤد)

مسابقت کا مطلب: مسئلہ: مسابقت جائز ہے۔ مسابقت کا مطلب یہ ہے کہ چند شخص آپس میں یہ طے کریں کہ کون آگے بڑھ جاتا ہے جو سبقت لے جائے اس کو یہ دیا جائے گا۔ یہ مسابقت صرف تیراندازی[۱] میں ہو سکتی ہے یا گھوڑے گدھے خچر میں جس طرح گھڑ دوڑ میں ہوا کرتا ہے کہ چند گھوڑے ایک ساتھ بھگائے جاتے ہیں جو آگے نکل جاتا ہے اس کو ایک رقم یا کوئی چیز دی جاتی ہے۔

کن چیزوں کی دوڑ جائز ہے: اونٹ اور آدمیوں کی دوڑ بھی جائز ہے کیونکہ اونٹ بھی اسباب جہاد میں ہے یعنی یہ جہاد کے لئے کارآمد چیز ہے مطلب یہ ہے کہ ان دوڑوں سے مقصود جہاد کی تیاری ہے لہو ولعب مقصود نہیں اگر محض کھیل کے لئے ایسا کرتا ہے تو مکروہ ہے اسی طرح اگر فخر اور اپنی بڑائی مقصود ہو یا اپنی شجاعت و بہادری کا اظہار مقصود ہو تو یہ بھی مکروہ ہے (دُرِّ مختار) مسئلہ: سبقت لے جانے والے کے لئے کوئی چیز مشروط نہ ہو تو ان مذکور اشیاء کے ساتھ اس کا جواز خاص نہیں بلکہ ہر چیز میں مسابقت ہو سکتی ہے۔[۲] (دُرِّ مختار) (ف) (بازی بلا شرط کا حکم) مسئلہ: سابق کے لئے جو کچھ ملنا طے پایا ہے وہ اس کے لئے حلال وطیب ہے مگر وہ اس کا مستحق نہیں یعنی اگر دوسرا اس کو نہ دے تو قاضی کے یہاں دعویٰ کر کے جبراً وصول نہیں کر سکتا (عالمگیری) مسئلہ: مسابقت جائز ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ صرف ایک جانب سے مال شرط ہو یعنی دونوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ اگر تم آگے نکل گئے تو تم کو مثلاً سو روپے دوں گا اور میں آگے نکل گیا تو تم سے کچھ نہیں لوں گا دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ شخص ثالث نے ان دونوں سے یہ کہا تم میں جو آگے نکل جائے گا اس کو اتنا دوں گا جیسا کہ اکثر حکومت کی جانب سے دوڑ ہوتی ہے اور اس میں آگے نکل جانے والے کے لئے انعام مقرر ہوتا ہے ان لوگوں میں باہم کچھ لینا دینا طے نہیں ہوتا ہے۔ (دُرِّ مختار وغیرہ)

---

[۲] حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ پیدل تیراندازی کر رہے تھے یعنی مسابقت کے طور پر ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے بنی اسرائیل (یعنی اے اہل عرب کیونکہ عرب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں) تیراندازی کرو کیونکہ تمہارے باپ اسماعیل علیہ السلام تیرانداز تھے (بخاری) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضمر گھوڑوں میں حفیا سے دوڑ کرائی اور اس کی انتہائی مسافت ثنیۃ الوداع تھی اور دونوں کے مابین چھ میل مسافت تھی اور جو گھوڑے مضمر نہ تھے ان کی دوڑ ثنیۃ سے مسجد نبوی زریق تک ہوئی ان دونوں میں ایک میل کا فاصلہ تھا۔ (بخاری و مسلم)

[۱] حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھیں کہتی ہیں کہ میں نے حضور سے پیدل مسابقت کی اور میں آگے ہو گئی پھر جب میرے جسم میں گوشت زیادہ ہو گیا یعنی پہلے سے کچھ موٹی ہو گئی میں نے حضور کے ساتھ دوڑ کی اس مرتبہ حضور آگے ہو گئے اور فرمایا کہ یہ اس کا بدلہ ہو گیا (ابوداؤد)

شرط اور بازی کے کچھ اور احکام: مسئلہ: اگر دونوں کی جانب سے مال کی شرط ہو مثلاً تم آگے ہو گئے تو میں اتنا دوں گا اور میں آگے ہو گیا تو میں اتنا لوں گا یہ صورت جوا ہے اور حرام ہے ہاں اگر دونوں نے اپنے ساتھ ایک تیسرے شخص کو شامل کر لیا جس کو محلل کہتے ہیں اور ٹھہرا یہ کہ اگر یہ آگے نکل گیا تو رقم مذکور یہ لے گا اور پیچھے رہ گیا تو یہ دے گا کچھ نہیں اس صورت میں دونوں جانب سے مال کی شرط جائز ہے۔ (عالمگیری دُرِّ مختار)

دوڑ کے علاوہ دیگر چیزوں میں مسابقہ و مقابلہ: مسئلہ: مسابقت میں شرط یہ ہے کہ مسافت اتنی ہو کہ جس مسافت اتنی ہو جس کو گھوڑے طے کر سکتے ہیں اور جتنے گھوڑے لئے جائیں وہ سب ایسے ہوں جن میں یہ احتمال ہو کہ آگے نکل جائیں گے اسی طرح تیر اندازی اور دو آدمیوں کی دوڑ میں بھی یہی شرطیں ہیں۔ (ردّ المحتار) مسئلہ: طلبہ نے کسی مسئلہ کے متعلق شرط لگائی کہ جس کی بات صحیح ہوگی اس کو یہ دیا جائے گا اس میں بھی وہ ساری تفصیل ہے جو مسابقت میں مذکور ہوئی یعنی اگر ایک طرف سے شرط ہو تو جائز ہے دونوں طرف سے ہو تو ناجائز مثلاً ایک طالب علم نے دوسرے سے کہا چلو استاد سے چل کر پوچھیں اگر تمہاری بات صحیح ہو تو میں تم کو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو تم سے کچھ نہیں لوں گا کہ ایک جانب سے شرط ہوئی یا ایک نے دوسرے سے کہا آؤ میں اور تم مسائل میں گفتگو کریں اگر تمہاری بات صحیح ہوئی تو یہ دوں گا اور میری صحیح ہوئی تو کچھ نہ لوں گا یہ جائز ہے۔ (عالمگیری) مسئلہ: طلبہ میں یہ ٹھہرا کہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا اس صورت میں جو درس گاہ میں پہلے آیا اس کا حق مقدم ہے اور اگر ہر ایک پہلے آنے کا مدعی ہے تو جو گواہوں سے پہلے آنا ثابت کر دے وہ مقدم ہے اور اگر گواہ نہ ہوں تو قرعہ ڈالا جائے جس کا نام پہلے وہ مقدم ہے۔ (خانیہ)

علاج اور فال کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیماری اور دوا دونوں کو اللہ تعالیٰ نے اتارا اس نے ہر بیماری کے لئے دوا مقرر کی پس تم دوا کرو مگر حرام سے دوامت کرو۔ (ابوداؤد)

مریض کو کھانے دینے کا حکم: اور فرمایا مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو کہ ان کو اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے (ترمذی وابن ماجہ) اور فرمایا جب مریض کھانے کی خواہش کرے تو اسے کھلا دو یہ حکم اس وقت ہے کہ کھانے کی سچی خواہش ہو (ابن ماجہ)

مریض پرہیز کرے یا نہ کرے: حضرت ام منذر کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میرے یہاں تشریف لائے حضرت علی کو نقاہت تھی یعنی بیماری سے ابھی اچھے ہوئے تھے مکان میں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے حضور نے ان میں سے کھجوریں کھائیں حضرت علی نے بھی کھانا چاہا۔ حضور نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ تم نقیہ ہو۔ پھر ام منذر کہتی ہیں کہ میں جو اور چقندر پکا کر لائی حضور نے حضرت علی سے فرمایا اس میں سے لو کہ تمہارے لئے نافع ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض کو پرہیز کرنا چاہیے جو چیزیں اس کے لئے مضر ہیں اس سے بچنا چاہیے۔ (ابوداؤد)

جھاڑ پھونک اور نظر بد لگنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھاڑ پھونک نہیں مگر نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹنے سے یعنی ان دونوں میں زیادہ مفید ہے (احمد وابوداؤد و ترمذی) صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد سے جھاڑ پھونک کرانے کا حکم فرمایا ہے حضرت عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں ہم جاہلیت میں جھاڑا کرتے تھے حضور کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ حضور کا اس کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ فرمایا کہ میرے سامنے پیش کرو جھاڑ پھونک میں حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔ (مسلم)

مرض کا متعدی ہونا غلط ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدوی نہیں یعنی مرض لگنا اور متعدی ہونا نہیں ہے اور نہ بدفالی ہے اور نہ ہامہ[1] ہے نہ صفر[2] اور مجذوم سے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو دوسری روایت میں ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا وجہ ہے کہ ریگستان میں اونٹ ہرن کی طرح (صاف ستھرا) ہوتا ہے اور خارشتی اونٹ جب اس کے ساتھ مل جاتا ہے تو اسے بھی خارشتی کر دیتا ہے حضور نے فرمایا پہلے کو کس نے مرض لگا دیا یعنی جس طرح پہلا اونٹ خارشتی ہو گیا دوسرا بھی ہو گیا مرض کا متعدی ہونا غلط ہے اور مجذوم سے بھاگنے کا حکم سدِ ذرائع کے قبیل سے ہے کہ اگر اس سے میل جول میں دوسرے کو جذام پیدا ہو جائے تو یہ خیال ہوگا کہ میل جول سے پیدا ہوا اس خیال فاسد سے بچنے کے لئے یہ حکم ہوا کہ اس سے علیحدہ رہو۔ (بخاری)

اچھا شگون لینا جائز ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ بدفالی کوئی چیز نہیں اور فال اچھی چیز ہے لوگوں نے عرض کی

---

[1] ہامہ سے مراد اُلو ہے زمانہ جاہلیت میں اہل عرب اس کے متعلق مختلف قسم کے خیالات رکھتے تھے اور اب بھی لوگ اس کو منحوس سمجھتے ہیں جو کچھ بھی ہو حدیث نے اس کے متعلق یہ ہدایت کی کہ اس کا اعتبار نہ کیا جائے ۱۲ (صدر الشریعہ)

[2] ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں حدیث میں فرمایا کہ یہ کوئی چیز نہیں۔ ۱۲-منہ

فال کیا چیز ہے فرمایا اچھا کلمہ جو کسی سے سنے یعنی کہیں جاتے وقت یا کسی کام کے ارادہ کرتے وقت کسی کی زبان سے اگر اچھا کلمہ نکل گیا یہ فال حسن ہے (بخاری و مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طیر (بدفالی) شرک ہے۔ اس کو تین مرتبہ فرمایا (یعنی مشرکین کا طریقہ ہے) جو کوئی ہم میں سے ہو یعنی مسلمان ہو وہ اللہ پر توکل کر کے چلا جائے (ابوداؤد و ترمذی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بدشگون کا ذکر ہوا۔ حضور نے فرمایا فال اچھی چیز ہے اور برا شگون کسی مسلم کو واپس نہ کرے (یعنی کہیں جا رہا تھا اور برا شگون ہوا تو واپس نہ آئے چلا جائے) جب کوئی شخص ایسی چیز دیکھے جو ناپسند ہے یعنی برا شگون پائے تو یہ کہے اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون عذاب کی نشانی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کچھ لوگوں کو اس میں مبتلا کیا جب سنو کہ کہیں ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب وہاں ہو جائے جہاں تم ہو تو بھاگو مت (مسلم)

طاعون کے احکام: اور فرمایا طاعون عذاب تھا اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اس کو بھیجتا ہے اس کو اللہ نے مومنین کے لئے رحمت کر دیا جہاں طاعون واقع ہو اور اس شہر میں جو شخص صبر کر کے اور طلب ثواب کے لئے ٹھہرا رہے اور یقین رکھے کہ وہی ہو گا جو اللہ نے لکھ دیا ہے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔ (احمد، بخاری)

دوا علاج میں کیا اعتقاد رکھے: مسئلہ: دوا علاج کرنا جائز ہے جب کہ یہ اعتقاد ہو کہ شافی اللہ ہے اس نے دوا کو ازالہ مرض کے لئے سبب بنا دیا ہے اور اگر دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھتا ہو تو ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

حرام ہڈی کے دواءً استعمال کی شرطیں: مسئلہ: انسان کے کسی جز کو دوا کے طور پر استعمال کرنا حرام ہے خنزیر کے بال یا ہڈی یا کسی جز کو دواءً استعمال کرنا حرام ہے۔ دوسرے جانوروں کی ہڈیاں دوا میں استعمال کی جاسکتی ہیں۔ بشرطیکہ ذبیحہ کی ہڈیاں ہوں یا خشک ہوں کہ ان میں رطوبت باقی نہ ہو ہڈیاں اگر ایسی دوا میں ڈالی گئی ہوں جو کھائی جائے گی تو یہ ضروری ہے کہ ایسے جانور کی ہڈی ہو جس کا کھانا حلال ہے اور ذبح بھی کر دیا ہو مردار کی ہڈی کھانے میں استعمال نہیں کی جاسکتی۔ (عالمگیری)

حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا جائز نہیں

مسئلہ: حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا ناجائز ہے کہ حدیث میں ارشاد فرمایا جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی ہے بعض کتب میں یہ مذکور ہے کہ اگر اس چیز کے متعلق یہ علم ہو کہ اس میں شفا ہے تو اس صورت میں وہ چیز حرام نہیں اس کا حاصل بھی وہی ہے کیونکہ کسی چیز کی نسبت ہرگز یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس سے مرض زائل ہی ہو جائے گا زیادہ سے زیادہ ظن اور گمان ہوسکتا ہے نہ کہ علم و یقین خود علم طب کے قواعد و اصول ہی ظن ہیں۔ لہٰذا یقین حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں یہاں ویسا یقین بھی نہیں ہوسکتا جیسا بھوکے کو حرام لقمہ کھانے سے یا پیاسے کو شراب پینے سے جان بچ جانے میں ہوتا ہے۔

(دُرِّ مختار و ردّ المحتار)

اسپرٹ اور شراب آمیز دوا کا حکم: انگریزی دوائیں بکثرت ایسی ہیں جن میں اسپرٹ اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں۔ (بہار شریعت)

علاج نہ کرنا گناہ نہیں: مسئلہ: دست آتے ہیں یا آنکھیں دکھتی ہیں یا کوئی دوسری بیماری ہے اس میں علاج نہیں کیا اور مر گیا تو گنہگار نہیں ہے۔ (عالمگیری) یعنی علاج کرانا ضروری نہیں کہ اگر دوا نہ کرے اور مر جائے تو گنہگار ہو اور بھوک پیاس میں کھانے پینے کی چیز دستیاب ہو اور نہ کھائے پیئے یہاں تک کہ مر جائے تو گنہگار رہے کہ یہاں یقیناً معلوم ہے کہ کھانے پینے سے وہ بات جاتی رہے گی مسئلہ: شراب سے خارجی علاج بھی ناجائز ہے مثلاً زخم میں شراب لگائی یا کسی جانور کو زخم ہے اس پر شراب لگائی یا بچہ کے علاج میں شراب استعمال کی تو ان سب صورتوں میں وہ گنہگار ہو گا جس نے اس کو استعمال کرایا۔ (عالمگیری)

حقنہ یا انیما کے جواز کی شرط: مسئلہ: علاج کے لئے حقنہ کرنے میں عمل دینے میں حرج نہیں جب کہ حقنہ ایسی چیز کا نہ ہو جو حرام ہے مثلاً شراب (ہدایہ)

کس مجبوری سے کس مدت تک حمل گرایا جاسکتا ہے

مسئلہ: اسقاط حمل کے لئے دوا استعمال کرنا یا دائی سے حمل ساقط کرانا منع ہے بچہ کی صورت بنی ہو یا نہ بنی ہو دونوں کا ایک حکم ہے ہاں اگر عذر ہو مثلاً عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور باپ کے پاس اتنا نہیں کہ دایہ مقرر کرے یا دایہ دستیاب نہیں ہوتی اور حمل سے دودھ خشک ہو

جائے گا اور بچہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے تو اس مجبوری سے حمل ساقط کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس کے اعضا نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے۔ (ردّ المحتار)

خوبیٔ اخلاق نرمی و حیا کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلق حسن سے بہتر انسان کو کوئی چیز نہیں دی گئی (بیہقی) اور فرمایا ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں (ابوداؤد) اور فرمایا تم میں اچھے وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں (بخاری و مسلم) اور فرمایا میں اس لئے بھیجا گیا کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کردوں (امام مالک و احمد) اور فرمایا جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حالانکہ کر ڈالنے پر اسے قدرت ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے سب کے سامنے بلائے گا اور اختیار دے دے گا کہ جن حوروں میں تو چاہے چلا جائے (ترمذی ابوداؤد) اور فرمایا اللہ تعالیٰ مہربان ہے مہربانی کو دوست رکھتا ہے اور مہربانی کرنے پر وہ دیتا ہے کہ سختی پر نہیں دیتا (مسلم) اور فرمایا جو نرمی سے محروم ہوا وہ خیر سے محروم ہوا (مسلم) اور فرمایا حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور بیہودہ گوئی جفا سے ہے اور جفا جہنم میں ہے (احمد ترمذی) اور فرمایا ایمان و حیا دونوں ساتھی ہیں ایک کو اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے (بیہقی) ایک شخص اپنے بھائی کو حیا کے متعلق نصیحت کررہا تھا کہ اتنی حیا کیوں کرتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑو یعنی نصیحت نہ کرو کیونکہ حیا ایمان سے ہے۔ (بخاری و مسلم)

اچھوں کے پاس بیٹھنا بروں سے بچنا

آدمی کس کے پاس اٹھے بیٹھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصاحبت نہ کرو مگر مومن کی یعنی صرف مومن کامل کے پاس بیٹھا کرو اور فرمایا بڑوں کے پاس بیٹھا کرو اور علماء سے باتیں پوچھا کرو اور علماء سے میل جول رکھو۔

اچھا ساتھی کون ہے: اور فرمایا اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کو یاد کرے تو وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے اور فرمایا اچھا ہمنشین وہ ہے کہ اس کے دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آئے اس کی گفتگو سے تمہارے عمل میں زیادتی ہو اور اس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے اور فرمایا اچھے اور برے ہمنشین کی مثال جیسے مشک کا اٹھانے والا اور بھٹی پھونکنے والا جو مشک لئے ہوئے ہے یا وہ تجھے اس میں سے دے گا یا تو اس سے خریدے گا یا تجھے خوشبو پہنچے

گی اور بھٹی پھونکنے والا تیرے کپڑے جلادے گا یا تجھے بری بو پہنچے گی اور فرمایا ایسے کے ساتھ نہ رہو جو تمہاری فضیلت کا قائل نہ ہو جیسے تم اس کی فضیلت کے قائل ہو جو تمہیں نظر حقارت سے دیکھتا ہو اس کے ساتھ نہ رہو یا یہ کہ وہ اپنا حق تمہارے ذمہ جانتا ہو اور تمہارے حق کا قائل نہ ہو۔

دوستی کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نصیحت: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایسی چیز میں نہ پڑو جو تمہارے لئے مفید نہ ہو اور دشمن سے الگ رہو اور دوست سے بچتے رہو مگر جب کہ وہ امین ہو کہ امین کے برابر کوئی نہیں اور امین وہی ہے جو اللہ سے ڈرے اور فاجر کے ساتھ نہ رہو کہ وہ تمہیں فجور سکھائے گا اور اس کے سامنے بھید کی بات نہ کہو اور اپنے کام میں ان سے مشورہ لو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا فاجر سے بھائی بندی نہ کر کہ وہ اپنے فعل کو تیرے لئے مزین کرے گا اور یہ چاہے گا کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے اور اپنی بدترین خصلت کو اچھا کرکے دکھائے گا تیرے پاس اس کا آنا جانا عیب اور ننگ ہے اور احمق سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ وہ اپنے نفس کو مشقت میں ڈال دے گا اور تجھے کچھ نفع نہیں پہنچائے گا اور کبھی یہ ہوگا کہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر ہوگا یہ کہ نقصان پہنچادے گا اس کی خاموشی بولنے سے بہتر ہے اس کی دوری نزدیکی سے بہتر ہے اور موت زندگی سے بہتر اور کذاب سے بھی بھائی چارہ نہ کر کہ اس کے ساتھ معاشرت تجھے نفع نہ دے گی تیری بات دوسروں تک پہنچائے گا اور دوسروں کی تیرے پاس لائے گا اور اگر تو سچ بولے گا جب بھی وہ سچ نہیں بولے گا۔

اللہ کے لئے دوستی و دشمنی کا بیان

ایمان کی چیزوں میں سے سب سے مضبوط کون سی چیز ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی چیزوں میں سب میں مضبوط اللہ کے بارے میں موالاۃ ہے اور اللہ کے لئے محبت کرنا اور بغض رکھنا اور فرمایا تمہیں معلوم ہے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسند کون سا عمل ہے کسی نے کہا نماز روزہ زکوٰۃ اور کسی نے کہا جہاد۔

کون سا کام اللہ کو سب سے پیارا ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ اللہ کو پیارا اللہ کے لئے دوستی اور بغض رکھنا ہے اور فرمایا جس کسی نے اللہ کے لئے محبت کی تو اس نے اپنے رب عزوجل کا اکرام کیا اور فرمایا اللہ کے لئے محبت رکھنے والے عرش کے گرد یاقوت

کی کرسی پر ہوں گے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جو لوگ میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور میری وجہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور آپس میں ملتے جلتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں ان سے میری محبت واجب ہوگئی۔

آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے محبت کرتا ہے: ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ اس کے متعلق کیا ارشاد ہے جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے اور ان کے ساتھ ملا نہیں یعنی ان کی صحبت حاصل نہ ہوئی یا اس نے ان جیسے اعمال نہیں کئے ارشاد فرمایا آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے اسے محبت ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھوں سے محبت اچھا بنا دیتی ہے اور اس کا حشر اچھوں کے ساتھ ہوگا اور بدوں کی محبت برا بنا دیتی ہے اور اس کا حشر بدوں کے ساتھ ہوگا۔

جو جس کے ساتھ محبت رکھتا ہے اس کا حشر اس کے ساتھ ہوگا

ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ قیامت کب ہوگی؟ فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے اس نے عرض کی اس کے لئے میں نے کوئی تیاری نہیں کی صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہوں ارشاد فرمایا تو ان کے ساتھ ہے جن سے تجھے محبت ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسلام کے بعد مسلمانوں کو جتنی اس کلمہ سے خوشی ہوئی ایسی خوشی میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

دوستی کس سے کرنا چاہیے: اور فرمایا آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ کس سے دوستی کرتا ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ فلاں زاہد سے کہہ دو کہ تمہارا زہد اور دنیا میں بے رغبتی اپنے نفس کی راحت ہے اور سب سے جدا ہو کر مجھ سے تعلق رکھنا یہ تمہاری عزت ہے جو کچھ تم پر میرا حق ہے اس کے مقابل کیا عمل کیا۔ عرض کرے گا اے رب وہ کون سا عمل ہے ارشاد ہوگا کیا تم نے میری وجہ سے کسی سے دشمنی کی اور میرے بارے میں کسی ولی سے دوستی کی۔

دوستی و دشمنی کے بعض آداب: اور فرمایا جب ایک شخص دوسرے سے بھائی چارہ کرے تو اس کا نام اور اس کے باپ کا نام پوچھ لے اور یہ کہ وہ کس قبیلہ سے ہے کہ اس سے محبت زیادہ پائیدار ہوگی اور فرمایا جب ایک شخص دوسرے سے محبت رکھے تو اسے خبر کردے کہ میں تجھ سے

۱؎ مولاۃ، دوستی، معاشرت، مل جل کر رہنا۔

محبت رکھتا ہوں اور فرمایا دوست سے تھوڑی دوستی کر عجب نہیں کہ کسی دن وہ تیرا دشمن ہو جائے گا اور دشمن سے دشمنی تھوڑی کر دور نہیں کہ وہ کسی روز تیرا دوست ہو جائے۔

جھوٹ کا بیان

جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں تمام ادیان میں یہ حرام ہے اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی حدیثوں میں بھی اس کی برائی ذکر کی گئی اس کے متعلق بعض احادیث ذکر کی جاتی ہے۔

جھوٹ سے ایک بدبو پیدا ہوتی ہے جس سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہو جاتا ہے (ترمذی) اور فرمایا بندہ پورا مومن نہیں ہوتا جب تک مذاق میں بھی جھوٹ کو نہ چھوڑ دے اور جھگڑا کرنا نہ چھوڑے اگرچہ سچا ہو۔ (امام احمد)

بعض ہنسی دل لگی کی باتیں آدمی کو جہنم کی گہرائی میں پہنچاتی ہیں: اور فرمایا بندہ بات کرتا ہے اور محض اس لئے کرتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے اس کی وجہ سے جہنم کی اتنی گہرائی میں گرتا ہے جو آسمان و زمین کے درمیان کے فاصلہ سے زیادہ ہے اور زبان کی وجہ سے جتنی لغزش ہوتی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جتنی قدم سے لغزش ہوتی ہے۔ (بیہقی) حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مکان میں تشریف فرما تھے میری ماں نے مجھے بلایا کہ آؤ تمہیں کچھ دوں گی۔ حضور نے فرمایا کیا چیز دینے کا ارادہ ہے انہوں نے کہا کھجور دوں گی ارشاد فرمایا اگر تو کچھ نہیں دیتی تو یہ تیرے ذمہ جھوٹ لکھا جاتا (ابوداؤد و بیہقی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ سے منہ کالا ہوتا ہے اور چغلی سے قبر کا عذاب ہے۔ (بیہقی)

کیا جھوٹ کے جواز کی کوئی صورت ہے: مسئلہ: تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گناہ نہیں ایک جنگ کی صورت میں کہ یہاں اپنے مقابل کو دھوکا دینا جائز ہے اسی طرح جب ظالم ظلم کرنا چاہتا ہو اس کے ظلم سے بچنے کے لئے بھی جائز ہے دوسری صورت یہ ہے کہ دو مسلمانوں میں اختلاف ہے اور یہ ان دونوں میں صلح کرانا چاہتا ہے مثلاً ایک کے سامنے یہ کہہ دے کہ وہ تمہیں اچھا جانتا ہے تمہاری تعریف کرتا تھا یا اس نے تمہیں سلام کہلا بھیجا

ہے اور دوسرے کے پاس بھی اس قسم کی باتیں کرے تا کہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے تیسری صورت یہ ہے کہ بی بی کو خوش کرنے کے لئے کوئی بات خلاف واقعہ کہہ دے۔[1] (عالمگیری)

توریہ بے ضرورت نا جائز ہے: مسئلہ: توریہ یعنی لفظ کے جو ظاہر معنیٰ ہیں وہ غلط ہیں مگر اس نے دوسرے معنیٰ مراد لئے جو صحیح ہیں ایسا کرنا بلا حاجت جائز نہیں اور حاجت ہو تو جائز ہے۔

احیاءِ حق کے لئے توریہ اور اس کی مثالیں: توریہ کی مثال یہ ہے کہ تم نے کسی کو کھانے کے لئے بلایا وہ کہتا ہے میں نے کھانا کھالیا اس کے ظاہر معنیٰ یہ ہیں کہ اس وقت کا کھانا کھالیا ہے مگر وہ یہ مراد لیتا ہے کہ کل کھایا یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے (عالمگیری) مسئلہ: احیائے حق کے لئے توریہ جائز ہے مثلاً شفیع کو رات میں جائیداد مشفوعہ کی بیع کا علم ہوا اور اس وقت لوگوں کو گواہ نہ بنا سکتا ہو تو صبح کو گواہوں کے سامنے یہ کہہ سکتا ہے کہ بیع کا اس وقت علم ہوا دوسری مثال یہ ہے کہ لڑکی کو رات کو حیض آیا اور اس نے خیار بلوغ کے طور پر اپنے نفس کو اختیار کیا مگر گواہ کوئی نہیں ہے تو صبح کو لوگوں کے سامنے یہ کہہ سکتی ہے کہ میں نے اس وقت خون دیکھا ہے (ردّالمحتار) مسئلہ: جس اچھے مقصد کو سچ بول کر بھی حاصل کیا جا سکتا ہو اور جھوٹ بول کر بھی حاصل کر سکتا ہو اس کے حاصل کرنے کے لئے جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ سے حاصل کر سکتا ہو سچ بولنے میں حاصل نہ ہو سکتا ہو تو بعض صورتوں میں کذب بھی مباح ہے بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے جیسے کسی بے گناہ کو ظالم شخص قتل کرنا چاہتا ہے یا ایذا دینا چاہتا ہے وہ ڈر سے چھپا ہوا ہے ظالم نے کسی سے دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے یہ کہہ سکتا ہے مجھے معلوم نہیں اگرچہ جانتا ہو یا کسی کی امانت اس کے پاس ہے کوئی اسے چھیننا چاہتا ہے پوچھتا ہے کہ امانت کہاں ہے یہ انکار کر سکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس اس کی امانت نہیں۔ (ردّالمحتار)

گناہ کو ظاہر کرنا دوسرا گناہ ہے: مسئلہ: کسی نے چھپ کر بے حیائی کا کام کیا ہے اس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے یہ کام کیا وہ انکار کر سکتا ہے کیونکہ ایسے کام کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دینا یہ دوسرا گناہ ہو گا اسی طرح اگر اپنے مسلم بھائی کے بھید پر مطلع ہو تو اس کے بیان کرنے سے

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ کہیں ٹھیک نہیں مگر تین جگہوں میں مرد اپنی عورت کو راضی کرنے کیلئے بات کرے اور لڑائی میں جھوٹ بولنا اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کیلئے جھوٹ بولنا (ترمذی)

بھی انکار کر سکتا ہے (ردّالمحتار) مسئلہ: اگر سچ بولنے میں فساد پیدا ہوتا ہو تو اس صورت میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور اگر جھوٹ بولنے میں فساد ہوتا ہو تو حرام ہے اور اگر شک ہو معلوم نہیں کہ سچ بولنے میں فساد ہو گا یا جھوٹ بولنے میں جب بھی جھوٹ بولنا حرام ہے۔ (ردّالمحتار)

کون سا مبالغہ جھوٹ نہیں: مسئلہ: جس قسم کے مبالغہ کا عادۃً رواج ہے لوگ اسے مبالغہ ہی پر محمول کرتے ہیں اس کے حقیقی معنیٰ مراد نہیں لیتے وہ جھوٹ میں داخل نہیں مثلاً یہ کہا کہ میں تمہارے پاس ہزار مرتبہ آیا یا ہزار مرتبہ میں نے تم سے یہ کہا یہاں ہزار کا عدد مراد نہیں بلکہ کئی مرتبہ آنا اور کہنا مراد ہے یہ لفظ ایسے موقع پر نہیں بولا جائے گا کہ ایک ہی مرتبہ آیا ہو یا ایک ہی مرتبہ کہا ہو اور اگر ایک مرتبہ آیا اور یہ کہہ دیا کہ ہزار مرتبہ آیا تو جھوٹا ہے۔ (ردّالمحتار)

تعریض کی بعض صورتیں جائز ہیں: مسئلہ: تعریض کی بعض صورتیں جن میں لوگوں کا دل خوش کرنا اور مزاح مقصود ہو جائز ہے جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ جنت میں بڑھیا نہیں جائے گی یا میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔ (ردّالمحتار)

زبان کو روکنا اور گالی، غیبت، چغلی سے پرہیز کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والی ہے وہ تقویٰ اور حسن خلق ہے اور جو چیز انسان کو سب سے زیادہ جہنم میں لے جانے والی ہے اور وہ دو جوف دار (کھوکھلی) چیزیں ہیں منہ اور شرمگاہ (ترمذی و ابن ماجہ) اور فرمایا جو چپ رہا اسے نجات ہے (امام احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی) اور فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ لایعنی چیز چھوڑ دے یعنی جو چیز کار آمد نہ ہو اس میں نہ پڑے زبان و دل و جوارح کو بیکار باتوں کی طرف متوجہ نہ کرے (امام مالک و احمد)

حضور علیہ السلام کی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو سات وصیتیں: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے وصیت فرمائیے ارشاد فرمایا میں تم کو تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ اس سے تمہارے سب کام آراستہ ہو جائیں گے میں نے عرض کی اور وصیت فرمائیے فرمایا کہ تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کو لازم کر لو کہ اس کی وجہ سے تمہارا ذکر آسمان میں ہو گا اور زمین میں تمہارے لئے نور ہو گا میں نے کہا اور وصیت فرمائیے ارشاد فرمایا زیادتی خاموشی لازم کر لو اس سے شیطان دفع ہو گا اور تمہیں دین کے کاموں میں مدد دے گی

میں نے عرض کی اور وصیت کیجئے فرمایا زیادہ ہنسنے سے بچو کہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرہ کے نور کو دور کر دیتا ہے میں نے کہا اور وصیت کیجئے فرمایا حق بولو اگر چہ کڑوا ہو میں نے کہا اور وصیت کیجئے فرمایا کہ اللہ کے بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو میں نے کہا اور وصیت کیجئے فرمایا تم کو دوسرے لوگوں سے روکے وہ چیز جو تم اپنے نفس سے جانتے ہو یعنی جو اپنے عیوب کی طرف نظر رکھے گا دوسروں کے عیوب میں نہ پڑے گا اور کام کی بات یہ ہے کہ اپنے عیب پر نظر کی جائے تا کہ اس کے زائل کرنے کی کوشش کی جائے (بیہقی)

جب ہوا سے تکلیف ہو تو کیا کہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہوا کو گالی نہ دو اور جب دیکھو کہ تمہیں بری لگتی ہے تو یہ کہو کہ الٰہی میں اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جو کچھ اس میں خیر ہے اور جس خیر کا اسے حکم ہوا اور میں اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور جو کچھ اس میں شر ہے اور اس کے شر سے جس کا اسے حکم ہوا۔ (ترمذی)

جانور پر لعنت کرنے کا حکم: صحیح مسلم میں ہے ایک شخص نے اپنی سواری کے جانور پر لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے اتر جاؤ۔ ہمارے ساتھ میں ملعون چیز کو لے کر نہ چلو۔

اولاد و اموال پر بددعا کی ممانعت: اپنے اوپر اور اپنی اولاد و اموال پر بددعا نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بددعا اس ساعت میں ہو جس میں جو دعا خدا سے کی جائے قبول ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دوسرے کو فسق اور کفر کی تہمت لگائے اور وہ ایسا نہ ہو تو اس کہنے والے پر لوٹتا ہے (بخاری) اور فرمایا دو شخص گالی گلوچ کرنے والے انہوں نے جو کچھ کہا سب کا وبال اس کے ذمہ ہے جس نے شروع کیا ہے جب تک مظلوم تجاوز نہ کرے یعنی جتنا پہلے نے کہا اس سے زیادہ نہ کہے۔ (مسلم)

زمانہ کو برا کہنے کی ممانعت: اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے کہ دہر کو برا کہتا ہے دہر تو میں ہوں میرے ہاتھ میں سب کام ہیں رات اور دن کو میں بدلتا ہوں یعنی زمانہ کو برا کہنا اللہ کو برا کہنا ہے کہ زمانہ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے (بخاری و مسلم) اور فرمایا جب کوئی شخص یہ کہے کہ سب لوگ ہلاک ہو گئے تو سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا یہ ہے یعنی جو شخص تمام لوگوں کو گنہگار اور مستحق نار بتائے تو سب سے بڑھ کر گنہگار وہ خود ہے (مسلم) اور فرمایا سب سے زیادہ برا قیامت کے دن اس کو پاؤ گے جو

ذوالوجہین ہو یعنی دو رخا آدمی کہ ان کے پاس ایک منہ سے آتا ہے اور ان کے پاس دوسرے منہ سے آتا ہے یعنی منافقوں کی طرح کہیں کچھ کہتا ہے اور کہیں کچھ کہتا ہے یہ نہیں کہ ایک طرح کی بات سب جگہ کہے (بخاری و مسلم) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

نیک بندوں کی پہچان: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نیک بندے وہ ہیں کہ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آئے اور اللہ کے برے بندے وہ ہیں جو چغلی کھاتے ہیں دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں اور جو شخص جرم سے بری ہے اس پر تکلیف ڈالنا چاہتے ہیں۔ (بیہقی)

غیبت اور بہتان کا فرق: اور فرمایا تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے لوگوں نے عرض کی اللہ و رسول خوب جانتے ہیں ارشاد فرمایا غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس چیز کے ساتھ ذکر کرے جو اسے بری لگے کسی نے عرض کی اگر میرے بھائی میں وہ موجود ہو جو میں کہتا ہوں (جب تو غیبت نہیں ہوگی؟) فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہے جب ہی تو غیبت ہے اور جب تم ایسی بات کہو جو اس میں ہو نہیں تو یہ بہتان ہے۔ (مسلم)

کن صورتوں میں ناٹا، لمبا، کانا وغیرہ کہنا غیبت ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ایسی ہیں ایسی ہیں یعنی پست قد ہیں حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم نے ایسا کلمہ کہا کہ اگر سمندر میں ملایا جائے تو اس پر غالب آ جائے یعنی کسی پست قد کو ناٹا، ٹھگنا، کہنا بھی غیبت میں داخل ہے جب کہ بلا ضرورت ہو (امام ترمذی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقل کروں اگر چہ میرے اتنا اتنا ہو یعنی نقل کرنا دنیا کی کسی چیز کے مقابل میں درست نہیں ہو سکتا۔ (ترمذی)

غیبت زنا سے بدتر: اور فرمایا غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ زنا سے زیادہ سخت غیبت کیونکر فرمایا کہ مرد زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ نہ معاف کر دے جس کی غیبت ہے اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کی توبہ نہیں ہے (بیہقی) اور فرمایا جس شخص کو کسی مرد مسلم کی برائی کی وجہ سے

کھانے کو ملا اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ہی جہنم سے کھلائے گا اور جس کو مرد مسلم کی برائی کی وجہ سے کپڑا پہننے کو ملا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کا اتنا ہی کپڑا پہنائے گا۔ (امام احمد وابوداؤد وحاکم)

لوگوں کے بھید کی ٹٹول کرنے والے کو اللہ رسوا کرے گا: اور فرمایا: اے وہ لوگ جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو اس لئے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کرے گا اور جس کی اللہ ٹٹول کرے گا اس کو رسوا کردے گا اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو (امام احمد وابوداؤد) اور فرمایا جب مجھے معراج ہوئی ایک قوم پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے وہ اپنے منہ اور سینے کو نوچتے تھے میں نے کہا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں جبرائیل نے کہا وہ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے تھے اور ان کی آبرو ریزی کرتے تھے۔ (امام احمد ابوداؤد)

جو مسلمان کی آبرو بچانے میں مدد نہ کرے گا اللہ اس کی مدد نہ کرے گا: اور فرمایا کہ جہاں مرد مسلم کی ہتک حرمت کی جاتی ہو اور اس کی آبروریزی کی جاتی ہو ایسی جگہ جس نے اس کی مدد نہ کی یعنی یہ خاموش سنتا رہا اور ان کو منع نہ کیا تو اللہ اس کی مدد نہیں کرے گا جہاں اسے پسند ہو کہ مدد کی جائے اور جو شخص مرد مسلم کی مدد کرے گا ایسے موقع پر جہاں اس کی ہتک حرمت اور آبروریزی کی جارہی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا۔ ایسے موقع پر جہاں اسے محبوب ہے کہ مدد کی جائے۔ (ابوداؤد)

مسلمان کی مصیبت پر خوش ہونا خود مصیبت میں پڑنے کا سبب ہے: اور فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی ہے اس کی چیزوں کو ہلاک ہونے سے بچائے اور غیبت میں اس کی حفاظت کرے۔ (ترمذی وابوداؤد)

عیب چھپانے کا ثواب طعنہ دینے کا نقصان: اور فرمایا جو شخص ایسی چیز دیکھے جس کو چھپانا چاہیے اور اس نے پردہ ڈال دیا یعنی چھپادی تو ایسا ہے جیسے موٗدودہ (یعنی زندہ درگور) کو زندہ کیا (امام احمد وترمذی) اور فرمایا جس نے اپنے بھائی کو ایسے گناہ پر عار دلایا جس سے وہ توبہ کرچکا ہے تو مرنے سے پہلے وہ خود اس گناہ میں مبتلا ہوجائے گا (ترمذی) اور فرمایا کہ اپنے بھائی کی شماتت نہ کر یعنی اس کی مصیبت پر اظہار مسرت نہ کر کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا اور تجھے اس میں مبتلا کرے گا۔ (ترمذی)

غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے: مسئلہ: غیبت کے یہ معنیٰ ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہیں کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا۔

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ (۴۹:۱۲)

تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم برا سمجھتے ہو۔

احادیث میں بھی غیبت کی بہت برائی آئی ہے چند حدیثیں ذکر کردی گئیں انہیں غور سے پڑھو اس حرام سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے آج کل مسلمانوں میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے اس سے بچنے کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے بہت کم مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جو چغلی اور غیبت سے محفوظ ہوں۔

مسلمان کو نقصان سے بچانے کے لئے عیب بیان کرنا غیبت نہیں: مسئلہ: ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے مگر اپنی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہے اس کی اس ایذا رسانی کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا غیبت نہیں کیونکہ اس ذکر کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کی اس حرکت سے واقف ہوجائیں اور اس سے بچتے رہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی نماز اور روزے سے دھوکا کھا جائیں اور مصیبت میں مبتلا ہوجائیں حدیث میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو جو خرابی کی بات اس میں ہے بیان کردو تا کہ لوگ اس سے پرہیز کریں اور بچیں[1] (دُرِّ مختار ورَدُّالمحتار) مسئلہ: ایسے شخص کا حال جس کا ذکر اوپر گزرا اگر بادشاہ یا قاضی سے کہا تا کہ اسے سزا ملے اور اپنی حرکت سے باز آجائے یہ چغلی اور غیبت میں داخل نہیں (دُرِّ مختار) یہ حکم فاجر و فاسق کا ہے جس کے شر سے بچانے کے لئے لوگوں پر اس کی برائی کھول دینا جائز ہے اور غیبت نہیں اب سمجھنا چاہیے کہ بدعقیدہ لوگوں کا ضرر فاسق کے ضرر سے بہت زائد ہے فاسق سے جو ضرر پہنچے گا وہ اس سے بہت کم ہے جو بدعقیدہ لوگوں سے پہنچتا ہے فاسق سے اکثر دنیا کا ضرر ہوتا ہے اور بدمذہب سے تو دین وایمان کی

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا فاجر کے ذکر سے بچتے ہو اس کو لوگ کب پہچانیں گے فاجر کا ذکر اس چیز کے ساتھ کرو جو اس میں ہے تا کہ لوگ اس سے بچیں (طبرانی وبیہقی) اور فرمایا فاسق کی غیبت نہیں ہے (طبرانی) اور فرمایا جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرش جنبش کرنے لگتا ہے (بیہقی)

بربادی کا ضرر ہے اور بد مذہب اپنی مد مذہبی پھیلانے کے لئے نماز روزہ کی بظاہر خوب پابندی
کرتے ہیں تا کہ ان کا وقار لوگوں میں قائم ہو پھر جو گمراہی کی بات کریں گے ان کا پورا اثر ہوگا
لہٰذا ایسوں کی بد مذہبی کا اظہار فاسق کے فسق کے اظہار سے زیادہ اہم ہے اس کے بیان میں ہر
گز دریغ نہ کریں آج کل کے بعض نیم مولوی اور بنے صوفی اپنا تقدس و پرہیز گاری ظاہر کرنے
کے لئے یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کسی کی برائی نہیں کرنی چاہیے ان کی یہ بات شیطانی دھوکا ہے مخلوق
خدا کو گمراہوں سے بچانا یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ یہ انبیائے کرام علیہم اسلام کی سنت ہے جس
کا نا کارہ تاویلات سے چھوڑنا چاہتا ہے اور اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں ہر دلعزیز بنوں کیوں
کسی کو اپنا مخالف کروں مسئلہ: فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ غیبت چار قسم کی ہے ایک کفر اس کی
صورت یہ ہے کہ ایک شخص غیبت کر رہا ہے اس سے کہا گیا کہ غیبت نہ کرو کہنے لگا یہ غیبت نہیں
میں سچا ہوں اس شخص نے ایک حرام قطعی کو حلال بتایا۔ دوسری صورت نفاق ہے کہ ایک شخص کی
برائی کرتا ہے اور اس کا نام لیتا مگر جس کے سامنے برائی کرتا ہے وہ اس کو جانتا پہچانتا ہے لہٰذا یہ
غیبت کرتا ہے اور اپنے کو پرہیز گار ظاہر کرتا ہے یہ ایک قسم کا نفاق ہے تیسری صورت معصیت
ہے وہ یہ کہ غیبت کرتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ حرام کام ہے ایسا شخص توبہ کرے چوتھی صورت مباح
ہے وہ یہ کہ فاسق معلن یا بد مذہب کی برائی بیان کرے بلکہ جب کہ لوگوں کو اس کے شر سے بچانا
مقصود ہو تو ثواب ملنے کی امید ہے۔ (ردّ المحتار)

کن صورتوں میں برائی کرنا غیبت نہیں: مسئلہ: جو شخص علانیہ برا کام کرتا ہے اور اس کو
اس کی کوئی پروا نہیں کہ لوگ اسے کیا کہیں گے اس کی بری حرکت کا بیان کرنا غیبت نہیں مگر اس
کی دوسری باتیں جو ظاہر نہیں ہیں ان کو ذکر کرنا غیبت میں داخل ہے حدیث میں ہے کہ جس
نے حیا کا حجاب اپنے چہرے سے ہٹا دیا اس کی غیبت نہیں (ردّ المحتار) مسئلہ: جس سے کسی
بات کا مشورہ لیا گیا وہ اگر اس شخص کا عیب و برائی ظاہر کرے جس کے متعلق مشورہ ہے یہ غیبت
نہیں حدیث میں ہے جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے لہٰذا اس کی برائی ظاہر نہ کرنا خیانت
ہے مثلاً کسی کے یہاں اپنا یا اپنی اولاد وغیرہ کا نکاح کرنا چاہتا ہے دوسرے سے اس کے متعلق
تذکرہ کیا کہ میرا ارادہ ایسا ہے تمہاری کیا رائے ہے اس شخص کو جو کچھ معلومات ہیں بیان کر دینا
غیبت نہیں۔ اسی طرح کسی کے ساتھ تجارت وغیرہ میں شرکت کرنا چاہتا ہے یا اس کے پاس
کوئی چیز امانت رکھنا چاہتا ہے یا کسی کے پڑوس میں سکونت کرنا چاہتا ہے اور اس کے متعلق
دوسرے سے مشورہ لیتا ہے یہ شخص اس کی برائی بیان کرے غیبت نہیں (ردّ المحتار)

غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے فعل سے بھی ہوتی ہے: مسئلہ: غیبت جس
طرح زبان سے ہوتی ہے فعل سے بھی ہوتی ہے صراحت کے ساتھ برائی کی جائے یا تعریض و
کنایہ کے ساتھ ہو سب صورتیں حرام ہیں برائی کو جس نوعیت سے سمجھا جائے گا سب غیبت میں
داخل ہے تعریض کی یہ صورت ہے کہ کسی کے ذکر کرتے وقت یہ کہا کہ الحمدللہ میں ایسا نہیں جس
کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے کسی کی برائی لکھ دی یہ بھی غیبت ہے سر وغیرہ کی حرکت بھی غیبت
ہو سکتی ہے مثلاً کسی کی خوبیوں کا تذکرہ تھا اوسے سر کے اشارے سے یہ بتانا چاہا کہ اس میں جو
کچھ برائیاں ہیں ان سے تم واقف نہیں ہونٹوں اور آنکھوں اور بھوؤں اور زبان یا ہاتھ کے
اشارے سے بھی غیبت ہو سکتی ہے ایک حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی
ہیں ایک عورت ہمارے پاس آئی جب وہ چلی گئی تو میں نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ وہ
ناٹی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اس کی غیبت کی (درمختار و ردّ المحتار)

نقل بھی غیبت ہے: مسئلہ: ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور
لنگڑا کر چلے یا جس چال سے کوئی چلتا ہے اس کی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے بلکہ زبان
سے کہہ دینے سے یہ زیادہ برا ہے کیونکہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی اور بات کو سمجھانا پایا جاتا
ہے کہ کہنے میں وہ بات نہیں ہوتی۔ (دُرّ مختار)

کافر حربی کی برائی کرنا غیبت نہیں: مسئلہ: جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہو سکتی ہے
مرے ہوئے مسلمان کو برائی کے ساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے جب کہ وہ صورتیں نہ ہوں جن
میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں مسلم کی غیبت جس طرح حرام ہے کافر ذمی کی بھی
ناجائز ہے کہ ان کے حقوق بھی مسلم کی طرح ہیں کافر حربی کی برائی کرنا غیبت نہیں (ردّ المحتار)
مسئلہ: کسی کی برائی اس کے سامنے کرنا اگر غیبت میں داخل نہ بھی ہو جبکہ غیبت میں پیٹھ پیچھے
برائی کرنا معتبر ہو مگر یہ اس سے بڑھ کر حرام ہے کیونکہ غیبت میں جو وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایذاء
مسلم ہے وہ یہاں درجہ اولیٰ پائی جاتی ہے غیبت میں تو یہ احتمال ہے کہ اسے اطلاع ملے یا نہ
ملے اگر اسے اطلاع نہ ہوئی تو ایذا بھی نہ ہوئی۔ مگر احتمال ایذا کو یہاں ایذا قرار دے کر شرع
مطہر نے حرام کیا اور منہ پر اس کی مذمت کرنا تو حقیقۃً ایذاء ہے پھر یہ کیوں حرام نہ ہو
(ردّ المحتار) بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں کرتے ہو وہ نہایت
دلیری کے ساتھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کا ڈر پڑا ہے چلو میں اس کے منہ پر یہ باتیں کہہ دوں گا ان
کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا غیبت و حرام ہے اور منہ پر کہو گے تو یہ دوسرا

حرام ہوگا اگر تم اس کے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اس کی وجہ سے غیبت حلال نہیں ہو گی۔

غیبت کے طور پر جو عیب بیان کئے جائیں ان کی قسمیں: مسئلہ: غیبت کے طور پر جو عیوب بیان کئے جائیں وہ کئی قسم کے ہیں اس کے بدن میں عیب ہو (مثلاً اندھا، کانا، لنگڑا، لولا، ہونٹ کٹا، ناک چپٹا وغیرہ) یا نسب کے اعتبار سے وہ عیب سمجھا جاتا ہو (مثلاً اس کے نسب میں یہ خرابی ہے اس کی دادی نانی چماری تھی ہندوستان والوں نے پیشہ کو بھی نسب ہی کا حکم دے رکھا ہے لہٰذا بطور عیب کسی کو دھنا جولاہا کہنا بھی غیبت وحرام ہے۔ اخلاق وافعال کی برائی یا اس کی بات چیت میں خرابی (مثلاً ہکلایا توتلا) یا دین داری میں وہ ٹھیک نہ ہو یہ سب صورتیں غیبت میں داخل ہیں یہاں تک کہ اس کے کپڑے اچھے نہ ہوں یا مکان اچھا نہ ہو ان چیزوں کو بھی اس طرح ذکر کرنا جو اسے برا معلوم ہو ناجائز ہے۔ (ردّالمحتار)

غیبت سننے والا بھی گنہگار ہے: مسئلہ: جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے لازم ہے کہ زبان سے انکار کردے مثلاً کہہ دے کہ میرے سامنے اس کی برائی نہ کرو اگر زبان سے انکار کرنے میں اس کو خوف واندیشہ ہے تو دل سے اسے برا جانے اور ممکن ہو تو یہ شخص جس کے سامنے برائی کی جارہی ہے وہاں سے اٹھ جائے یا اس بات کو کاٹ کر کوئی دوسری بات شروع کردے ایسا نہ کرنے میں سننے والا بھی گنہگار ہوگا غیبت کا سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔ حدیث میں ہے: جس نے اپنے مسلم بھائی کی آبرو غیبت سے بچائی اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر یہ ہے کہ وہ اسے جہنم سے آزاد کردے۔ (ردّالمحتار)

غیبت کیسے معاف کرائی جائے: مسئلہ: جس کی غیبت کی اگر اس کو اس کی خبر ہوگئی تو اس سے معافی مانگنی ضروری ہے (کہ اس کے سامنے یہ کہے کہ میں نے تمہاری اس طرح غیبت یا برائی کی تم معاف کردو) اس سے معاف کرائے اور توبہ کرے تب اس سے بری الذمہ ہوگا اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی تو توبہ اور ندامت کافی[1] ہے۔ (دُرِّ مختار) مسئلہ: معافی مانگنے میں یہ ضرور ہے کہ غیبت کے مقابل میں اس کی ثنائے حسن کرے اور اس کے ساتھ اظہار محبت کرے کہ اس

[1] مسئلہ: اگر اس کی ایسی برائیاں بیان کیں جن کو وہ چھپاتا تھا یعنی یہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ ان پر مطلع ہوں تو معافی مانگنے میں ان عیوب کی تفصیل نہ کرے بلکہ مبہم طور پر کہہ دے کہ میں نے تمہارے عیوب لوگوں کے سامنے ذکر کئے ہیں تم معاف کردو اور اگر ایسے عیوب نہ ہوں تو تفصیل کے ساتھ بیان کرے اسی طرح اگر وہ باتیں ایسی ہوں جن کے ظاہر کرنے میں فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو ظاہر نہ کرے بعض علماء کا یہ قول ہے کہ حقوق مجہولہ کو معاف کردینا بھی صحیح ہے اور اس طرح بھی معافی ہو سکتی ہے لہٰذا اس قول پر بنا کی جائے اور ایسی خاص صورتوں میں تفصیل نہ کی جائے۔ (ردالمحتار)

کے دل سے یہ بات جاتی رہے اور فرض کرو اس نے زبان سے معاف کردیا مگر اس کا دل اس سے خوش نہ ہوا تو اس کا معافی مانگنا اور اظہار محبت کرنا غیبت کی برائی کے مقابل ہوجائے گا اور آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا (ردّالمحتار) مسئلہ: امام غزالی علیہ الرحمہ یہ فرماتے ہیں کہ جس کی غیبت کی وہ مرگیا یا کہیں غائب ہوگیا اس سے کیونکر معافی مانگے یہ معاملہ بہت دشوار ہوگیا اس کو چاہیے کہ نیک کام کی کثرت کرے تاکہ اس کی نیکیاں غیبت کے بدلے میں دے دی جائیں جب بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں۔ (ردّالمحتار)

کسی کی تعریف کرنے کی صورتیں: مسئلہ: کسی کے منہ پر اس کی تعریف کرنا منع ہے اور پیٹھ پیچھے تعریف کی اگر یہ جانتا ہے کہ میرے اس تعریف کرنے کی خبر اس کو پہنچ جائے گا یہ بھی منع ہے تیسری صورت یہ ہے کہ پس پشت تعریف کرتا ہے اس کا خیال بھی نہیں کرتا کہ اسے خبر پہنچ جائے گی یا نہ پہنچے گی یہ جائز ہے مگر یہ ضرور ہے کہ تعریف میں جو خوبیاں بیان کرے وہ اس میں ہوں شعراء کی طرح ان ہونی باتوں کے ساتھ تعریف نہ کرے کہ یہ نہایت درجہ قبیح[1] ہے۔ (عالمگیری)

بغض وحسد کا بیان

قرآن مجید میں ارشاد ہوا

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (۳۲:۴)

اور اس کی آرزو مت کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی مردوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ ہے اور عورتوں کے لئے ان کی کمائی سے حصہ اور اللہ سے اس کا فضل مانگو بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

[1] حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبالغہ کے ساتھ مدح کرنے والوں کو جب تم دیکھو تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو (مسلم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ دوسرے کی تعریف کرتا ہے اور تعریف میں مبالغہ کرتا ہے ارشاد فرمایا تم نے اسے ہلاک کردیا اس کی پیٹھ توڑ دی (بخاری) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف کی حضور نے فرمایا تجھے ہلاکت ہو تو اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی اس کو تین مرتبہ فرمایا جس شخص کو کسی کی تعریف کرنی ضروری ہی ہو تو یہ کہے کہ میرے گمان میں فلاں ایسا ہے اگر اس کے علم میں ہو کہ وہ ایسا ہے اور اللہ اس کو خوب جانتا ہے اور اللہ پر کسی کا تزکیہ نہ کرے یعنی جزم ویقین کے ساتھ کسی کی تعریف نہ کرے۔ (بخاری ومسلم)

وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○ (الفلق) تم کہو میں پناہ مانگتا ہوں حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرتا ہے[1]

ظلم کی برائی

قیامت میں ظالم سے بدلہ کیسے لیا جائے گا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ذمہ اس کے بھائی کا کوئی حق ہو وہ آج اس سے معاف کرالے اس سے پہلے کہ نہ اشرفی ہو گی نہ روپیہ بلکہ اس کے عمل صالح بقدر حق لے کر دوسرے کو دے دیئے جائیں گے اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو دوسرے کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے (بخاری) اور فرمایا تمہیں معلوم ہے مفلس کون ہے لوگوں نے عرض کی ہم میں مفلس وہ ہے کہ نہ اس کے پاس روپیہ ہے نہ متاع فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز روزہ زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہے کسی پر تہمت لگائی ہے کسی کا مال کھالیا ہے کسی کا خون بہایا ہے کسی کو مارا ہے لہٰذا اس کی نیکیاں اس کو دے دی جائیں گی اگر لوگوں کے حقوق پورے ہونے سے پہلے نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان کی خطائیں اس پر ڈال دی جائیں گی پھر اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم) اور فرمایا جو شخص اللہ کی خوشنودی کا طالب ہو لوگوں کی ناراضی کے ساتھ یعنی اللہ راضی ہو چاہے لوگ ناراض ہوں ہوا کریں اس کی کوئی پروا نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کو آدمیوں کے سپرد کر دے گا (ترمذی) اور فرمایا سب سے برا قیامت کے دن وہ بندہ ہے جس نے دوسرے کی دنیا کی بدلے میں اپنی آخرت برباد کردی (ابن ماجہ) اور فرمایا

---

[1] حسد کی مذمت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے اور صدقہ خطا کو بجھاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے (ابن ماجہ) اور فرمایا کہ حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو بگاڑتا ہے (دیلمی) اور فرمایا کہ حسد اور چغلی اور کہانت نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں یعنی مسلمان کو ان چیزوں سے بالکل تعلق نہ ہونا چاہیے (طبرانی) (ف: حسد کی حرمت) اور فرمایا آپس میں نہ حسد کرو نہ بغض کرو نہ پیٹھ پیچھے برائی کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو کر رہو۔ (بخاری) اور فرمایا اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں شب میں اپنے بندوں پر خاص تجلی فرماتا ہے جو استغفار کرتے ہیں ان کی مغفرت کرتا ہے اور جو رحم کی درخواست کرتے ہیں ان پر رحم کرتا ہے اور عداوت والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے (بیہقی) اور فرمایا ہر ہفتہ میں دوبار دوشنبہ اور پنجشنبہ کو لوگوں کے اعمال نامے پیش ہوتے ہیں ہر بندے کی مغفرت ہوتی ہے مگر وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان عداوت ہو ان کے متعلق یہ فرماتا ہے انہیں چھوڑ دو اس وقت تک کہ باز آئیں۔

(ف) (حسد اور غبطہ کے معنی اور فرق) مسئلہ: حسد حرام ہے احادیث میں اس کی بہت مذمت وارد ہوئی حسد کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص میں خوبی دیکھی اس کو اچھی حالت میں پایا اس کے دل میں یہ آرزو ہے کہ یہ نعمت اس سے جاتی رہے اور مجھے مل جائے اور اگر یہ تمنا ہے کہ میں بھی ویسا ہی ہو جاؤں مجھے بھی وہ نعمت مل جائے یہ حسد نہیں اس کو غبطہ کہتے ہیں۔ جس کو لوگ رشک سے تعبیر کرتے ہیں۔ (عالمگیری)

مظلوم کی بددعا سے بچ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا حق مانگے گا اور کسی حق والے کے حق سے اللہ منع نہیں کرے گا۔ (بیہقی)

غصہ اور تکبر کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ ایمان کو ایسا خراب کرتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے (بیہقی) اور فرمایا جو شخص اپنی زبان کو محفوظ رکھے گا اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے غصہ کو روکے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس سے روک دے گا اور جو اللہ سے عذر کرے گا اللہ اس کے عذر کو قبول فرمائے گا۔ (بیہقی)

غصہ کا علاج: اور فرمایا غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوتا ہے اور آگ پانی ہی سے بجھائی جاتی ہے لہٰذا جب کسی کو غصہ آجائے تو وضو کرے (ابوداؤد) اور فرمایا جب کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اگر غصہ چلا جائے فبہا ورنہ لیٹ جائے۔ (احمد، ترمذی)

متکبرین کا حشر کیسا ہوگا: اور فرمایا متکبرین کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی برابر جسموں میں ہوگا اور ان کی صورتیں آدمیوں کی ہوں گی ہر طرف سے ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی ان کو کھینچ کر جہنم کے قید خانہ کی طرف لے جائیں گے جس کا نام بولس ہے ان کے اوپر آگوں کی آگ ہوگی جہنمیوں کا نچوڑا انہیں پلایا جائے گا جس کو طینۃ الخبال کہتے ہیں۔ (ترمذی)

قرآن مجید میں ہے

اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ ○ (۳۹:۶۰)

متکبرین کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو جنت والوں کی خبر نہ دوں وہ ضعیف ہیں جن کو لوگ ضعیف و حقیر جانتے ہیں (مگر ہے یہ کہ) اگر اللہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کو سچا کر دے اور کیا جہنم والوں کی خبر نہ دوں وہ سخت گو سخت خو تکبر والے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

تواضع کرنے والے کو اللہ عزت دیتا ہے: اور فرمایا جو اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے وہ اپنے نفس میں چھوٹا مگر لوگوں کی نظروں میں بڑا ہے اور جو بڑائی کرتا ہے اللہ اس کو پست کرتا ہے وہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہے اور اپنے نفس میں بڑا ہے وہ لوگوں کے

نزدیک کتے یا سور سے بھی زیادہ حقیر ہے (بیہقی) اور فرمایا تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والے ہیں نجات والی چیزیں یہ ہیں پوشیدہ اور ظاہر میں اللہ سے تقویٰ' خوشی اور ناخوشی میں حق بات بولنا' مالداری اور احتیاج کی حالت میں درمیانی چال چلنا' ہلاک کرنے والی یہ ہیں خواہش نفسانی کی پیروی کرنا' اور بخل کی اطاعت اور اپنے نفس کے ساتھ گھمنڈ کرنا' یہ سب میں سخت ہے۔ (بیہقی)

ہجر اور قطع تعلق کی ممانعت

لڑائی جھگڑے کی وجہ سے ترک تعلقات کی مدت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے کہ دونوں ملتے ہیں ایک ادھر منہ پھیر لیتا ہے اور دوسرا ادھر منہ پھیر لیتا ہے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو ابتداءً سلام کرے (مسلم بخاری) اور فرمایا کہ مسلم کے لئے یہ نہیں ہے کہ دوسرے مسلم کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھے جب اس سے ملاقات ہو تو تین مرتبہ سلام کرے اگر اس نے جواب نہیں دیا تو اس کا گناہ بھی اسی کے ذمہ ہے (ابوداؤد) اور فرمایا مومن کے لئے یہ حلال نہیں کہ مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے اگر تین دن گزر گئے ملاقات کر لے اور سلام کرے اگر دوسرے نے سلام کا جواب دے دیا تو اجر میں دونوں شریک ہو گئے اور اگر جواب نہیں دیا تو گناہ اس کے ذمہ ہے اور یہ شخص چھوڑے کے گناہ سے نکل گیا (ابوداؤد) ابوخراش سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص اپنے بھائی کو سال بھر چھوڑ دے تو یہ اس کے قتل کی مثل ہے۔ (ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلم کے لئے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے پھر جس نے ایسا کیا اور مر گیا تو جہنم میں گیا۔ (امام احمد و ابوداؤد)

سلوک کرنے کا بیان

قرآن مجید[1] میں ہے: "اور جو لوگ اللہ کے عہد کو مضبوطی کے بعد توڑتے ہیں اور اللہ نے جس کے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے ہیں ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے تم فرماؤ جو کچھ نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے

[1] الذين ينقضون عهد الله من بعد ميثاقه (۲۷:۲) قل ما انفقتم من خير فللوالدين (۲۱۵:۲) وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه (۲۳:۱۷) ووصينا الانسان بوالديه حسناً (۸:۲۹)

رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر کے لئے ہو اور جو کچھ بھلائی کرو گے بے شک اللہ اس کو جانتا ہے اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اف نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے عزت کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور یہ کہہ کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کی اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرا ایسے کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان"۔

احسان و سلوک میں کس کو مقدم کیا جائے: بہز بن حکیم کے دادا کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کے ساتھ احسان کروں فرمایا اپنی ماں کے ساتھ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ میں نے کہا پھر کس کے ساتھ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ پھر اس کے ساتھ جو زیادہ قریب ہو پھر اس کے بعد جو زیادہ قریب ہو۔ (ابوداؤد و ترمذی)

باپ کے دوستوں کے ساتھ احسان کرنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ احسان کرنے والا وہ ہے جو اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ باپ نہ ہونے کی صورت میں احسان کرے یعنی جب باپ مر گیا یا کہیں چلا گیا ہو (مسلم) حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتی ہیں جس زمانہ میں قریش نے حضور سے معاہدہ کیا تھا میری ماں جو مشرکہ تھی میرے پاس آئی میں نے عرض کی یارسول اللہ میری ماں آئی ہے اور وہ اسلام کی طرف راغب ہے یا وہ اسلام سے اعراض کئے ہوئے ہے کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں ارشاد فرمایا اس کے ساتھ سلوک کرو یعنی کافرہ ماں کے ساتھ بھی سلوک کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

ماں باپ کو گالی دینے کا گناہ ماں باپ کو گالی دلوانا گالی دینے کے برابر ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات کبیرہ گناہوں میں ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ کیا کوئی اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے فرمایا ہاں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ یہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے صحابہ کرام جنہوں نے عرب کا زمانہ جاہلیت دیکھا تھا ان کی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ اپنے ماں باپ کو کوئی کیونکر گالی دے گا یعنی یہ بات

ان کی سمجھ سے باہر تھی حضور نے بتایا کہ مراد دوسرے سے گالی دلوانا ہے اور اب وہ زمانہ آیا کہ بعض لوگ خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دیتے ہیں اور کچھ لحاظ نہیں کرتے (بخاری و مسلم) اور فرمایا پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور پروردگار کی ناخوشی باپ کی ناراضی میں ہے (ترمذی) ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کی کہ ایک شخص ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور یہ کہا کہ میری ماں مجھے یہ حکم دیتی ہے کہ میں اپنی عورت کو طلاق دے دوں ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ماں جنت کے دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے اب تیری خوشی ہے کہ اس دروازہ کی حفاظت کرے یا ضائع کردے۔ ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت دوزخ میں یعنی ان کو راضی رکھنے میں جنت ملے گی اور ناراض رکھنے سے دوزخ کے مستحق ہوگے (ابن ماجہ)

ماں باپ کی فرمانبرداری کے انعام: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس حال میں صبح کی کہ اپنے والدین کا فرمانبردار ہے اس کے لئے صبح ہی کو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہی ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ والدین کے متعلق خدا کی نافرمانی کرتا ہے اس کے لئے صبح ہی کو جہنم کے دروازے کھل جاتے ہیں اور ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے ایک شخص نے کہا اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں فرمایا اگرچہ ظلم کریں' اگرچہ ظلم کریں' اگرچہ ظلم کریں' (بیہقی) اور فرمایا جب اولاد اپنے والدین کی طرف نظر رحمت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر نظر کے بدلے حج مبرور کا ثواب لکھتا ہے لوگوں نے کہا اگرچہ دن میں سو مرتبہ نظر کرے فرمایا ہاں اللہ بڑا ہے اور اطیب ہے یعنی اسے سب کچھ قدرت ہے اس سے پاک ہے کہ اس کو اس کے دینے سے عاجز کہا جائے (بیہقی) حضرت جاہمہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے حضور سے مشورہ لینے کو حاضر ہوا ہوں ارشاد فرمایا تیری ماں ہے عرض کی ہاں فرمایا اس کی خدمت لازم کرلے کہ جنت اس کے قدم کے پاس ہے (امام احمد و نسائی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منان یعنی احسان جتانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور شراب خوری کی مداومت کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ (نسائی و دارمی)

مرے ہوئے ماں باپ کے ساتھ احسان کی صورتیں: ابی اسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ میں کا

ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ میرے والدین مرچکے ہیں اب بھی ان کے ساتھ احسان کا کوئی طریقہ باقی ہے فرمایا ہاں ان کے لئے دعا و استغفار کرنا اور جو انہوں نے عہد کیا ہے اس کو پورا کرنا اور جس رشتہ والے کے ساتھ انہیں کی وجہ سے سلوک کیا جاسکتا ہو اس کے ساتھ سلوک کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔ (ابوداؤد و ابن ماجہ)

بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر حق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ویسا ہی حق ہے جیسا کہ باپ کا حق اولاد پر ہے۔ (بیہقی)

رشتہ توڑنے کی سزا: اور فرمایا رحم (رشتہ) رحمٰن سے مشتق ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے کاٹے گا میں اسے کاٹوں گا۔ (بخاری)

رشتہ جوڑنے اور رشتہ داروں سے سلوک کے فائدے اور انعام: اور فرمایا کہ رشتہ عرش الٰہی سے لپٹ کر یہ کہتا ہے جو مجھے ملائے گا اللہ اس کو ملائے گا اور جو مجھے کاٹے گا اللہ اسے کاٹے گا (بخاری و مسلم) اور فرمایا کہ جو پسند کرے کہ اس کے رزق میں وسعت ہو اور اس کے اثر (عمر میں) تاخیر کی جائے تو اپنے رشتہ والوں کے ساتھ سلوک کرے (بخاری و مسلم) اور فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو اور بری موت دفع ہو وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور رشتہ والوں سے سلوک کرے (حاکم) اور فرمایا: اے عقبہ! دنیا و آخرت کے افضل اخلاق یہ ہیں کہ تم اس کو ملاؤ جو تمہیں جدا کرے اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو اور جو یہ چاہے کہ عمر میں درازی ہو اور رزق میں وسعت ہو وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ کرے۔ (حاکم)

صلہ رحم کے معنیٰ: مسئلہ: صلہ رحم کے معنی رشتہ کو جوڑنا ہے۔ یعنی رشتہ والوں کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنا۔

صلہ کن لوگوں سے واجب ہے صلہ رحم کا وجوب قطع رحم کی حرمت: ساری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلہ رحم واجب ہے اور قطع رحم حرام ہے جن رشتہ والوں کے ساتھ صلہ واجب ہے وہ کون ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا وہ ذو رحم محرم ہیں اور بعض نے فرمایا اس سے مراد ذو رحم ہیں محرم ہوں یا نہ ہوں اور ظاہر یہی قول دوم ہے۔ احادیث میں مطلقاً رشتہ والوں کے ساتھ صلہ کرنے کا حکم آتا ہے۔ قرآن مجید میں مطلقاً ذوی القربیٰ فرمایا گیا مگر یہ بات ضرور ہے کہ رشتہ میں چونکہ مختلف درجات ہیں صلہ رحم کے درجات میں بھی تفاوت ہوتا ہے والدین کا مرتبہ سب

سے بڑھ کر ہے۔ان کے بعد ذورحم محرم کا ان کے بعد بقیہ رشتہ والوں کا علیٰ قدر مراتب۔

(ردّالمحتار)

صلہ رحم کی صورتیں: مسئلہ: صلہ رحم کی مختلف صورتیں ہیں۔ان کو ہدیہ وتحفہ دینا اگر ان کو کسی بات میں تمہاری اعانت درکار ہو تو اس کام میں ان کی مدد کرنا انہیں سلام کرنا ان کی ملاقات کو جانا ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا ان سے بات چیت کرنا ان کے ساتھ لطف ومہربانی سے پیش آنا (درر) مسئلہ: اگر یہ شخص پردیس میں ہے تو رشتہ والوں کے ساتھ خط بھیجا کرے ان سے خط و کتابت جاری رکھے تا کہ بے تعلقی پیدا نہ ہونے پائے اور اس سے ہو سکے تو وطن آئے اور رشتہ داروں سے تعلقات تازہ کرلے اس طرح کرنے سے محبت میں اضافہ ہوگا۔(ردّالمحتار)

باپ کے بعد کس کا درجہ ہے اور ماں کے بعد کس کا درجہ: مسئلہ: یہ پردیس میں ہے والدین اسے بلاتے ہیں تو آنا ہی ہوگا خط لکھنا کافی نہیں ہے یوں ہی والدین کو اس کی خدمت کی حاجت ہو تو آئے اور ان کی خدمت کرے۔باپ کے بعد دادا اور بڑے بھائی کا مرتبہ ہے کہ بڑا بھائی بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے بڑی بہن اور خالہ ماں کی جگہ پر ہیں بعض علماء نے چچا کو باپ کی مثل بتایا اور حدیث عم الرجل صنو ابیہ سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے ان کے علاوہ اوروں کے پاس خط بھیجنا ہدیہ بھیجنا کفایت کرتا ہے۔(ردّالمحتار)

رشتہ داروں سے ملاقات کی مدت: مسئلہ: رشتہ داروں سے ناغہ دے کر ملتا رہے یعنی ایک دن ملنے کو جائے دوسرے دن نہ جائے علیٰ ہذا القیاس کہ اس سے محبت والفت زیادہ ہوتی ہے بلکہ اقرباء سے جمعہ جمعہ ملتا رہے یا مہینہ میں ایک بار اور تمام قبیلہ اور خاندان کو ایک ہونا چاہیے جب حق ان کے ساتھ ہو تو دوسروں سے مقابلہ اور اظہار حق میں سب متحد ہو کر کام کریں جب اپنا کوئی رشتہ دار کوئی حاجت پیش کرے تو اس کی حاجت روائی کرے۔اس کو رد کر دینا قطع رحم ہے (درر)

صلہ رحمی اور مکافات کا فرق: مسئلہ: صلہ رحمی اس کا نام نہیں کہ وہ سلوک کرے تو تم بھی کرو۔یہ چیز تو حقیقت میں مکافات یعنی ادلہ بدلہ کرنا ہے کہ اس نے تمہارے پاس چیز بھیج دی تم نے اس کے پاس بھیج دی وہ تمہارے یہاں آیا تم اس کے پاس چلے گئے۔حقیقۃً صلہ رحم یہ ہے کہ وہ کاٹے اور تم جوڑو وہ تم سے جدا ہونا چاہتا ہے بے اعتنائی کرتا ہے اور تم اس کے ساتھ رشتہ کے حقوق کی مراعات کرو۔(ردّالمحتار)

صلہ رحم سے عمر زیادہ ہوتی ہے: مسئلہ: حدیث میں آیا ہے کہ صلہ رحم سے عمر زیادہ ہوتی ہے اور رزق میں وسعت ہوتی ہے بعض علماء نے اس حدیث کو ظاہر پر حمل کیا یعنی یہاں قضاء معلق مراد ہے کیونکہ قضاء مبرم ٹل نہیں سکتی۔اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○ اور بعض نے فرمایا کہ زیادتی عمر کا یہ مطلب ہے کہ مرنے کے بعد اس کا ثواب لکھا جاتا ہے گویا وہ اب بھی زندہ ہے یا یہ مراد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کا ذکر خیر لوگوں میں باقی رہتا ہے۔

اولاد پر شفقت اور یتامیٰ پر رحمت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے۔اللہ تعالیٰ اس کے لئے ضرور جنت واجب کردے گا مگر جبکہ ایسا گناہ کیا ہو جس کی مغفرت نہ ہو اور جو شخص تین لڑکیوں یا اتنی ہی بہنوں کی پرورش کرے ان کو ادب سکھائے ان پر مہربانی کرے۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں بے نیاز کردے (یعنی اب ان کو ضرورت باقی نہ رہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کردے گا کسی نے کہا یا رسول اللہ یا دو (یعنی دو کی پرورش میں بھی ثواب ہو جائے) فرمایا دو (یعنی ان میں بھی وہی ثواب ہے) اور اگر لوگوں نے ایک کے متعلق کہا ہوتا تو حضور ایک کو بھی فرمادیتے اور فرمایا جس کی کریمتین کو اللہ تعالیٰ نے دور کردیا اس کے لئے جنت واجب ہے دریافت کیا گیا کریمتین کیا ہیں فرمایا آنکھیں (شرح السنہ) اور فرمایا کیا میں تم کو یہ نہ بتادوں کہ افضل صدقہ کیا ہے وہ اپنی اس لڑکی پر صدقہ کرنا ہے جو تمہاری طرف واپس ہوئی۔(یعنی اس کا شوہر مر گیا یا اس کو طلاق دے دی اور باپ کے یہاں چلی آئی تمہارے سوا اس کا کمانے والا کوئی نہیں ہے (امام احمد و حاکم وابن ماجہ) اور فرمایا جس کی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور اس کی توہین نہ کرے اور اولاد مذکور کو اس پر ترجیح نہ دے۔اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا (ابو داؤد) اور فرمایا کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو ادب دے وہ اس کے لئے ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔(ترمذی)

اولاد کو ادب دینا صدقہ سے بہتر ہے: اور فرمایا باپ کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں کہ اسے اچھے آداب سکھائے (ترمذی وحاکم) اور فرمایا اپنی اولاد کا اکرام کرو اور انہیں اچھے آداب سکھاؤ (ابن ماجہ) اور فرمایا اپنی اولاد کو برابر دو اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو فضیلت دیتا (طبرانی) اور فرمایا کہ عطیہ میں اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو جس طرح تم خود یہ چاہتے ہو کہ وہ سب تمہارے ساتھ احسان ومہربانی میں عدل کریں۔(طبرانی)

اولاد کے درمیان عدل: اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو یہاں تک کہ بوسہ لینے میں بھی۔ (ابن النجار)

یتیم کی خدمت کا اجر: اور فرمایا کہ جو شخص یتیم کی کفالت کرے وہ یتیم اسی گھر کا ہو یا غیر کا میں اور وہ دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے حضور نے کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ کیا۔ (بخاری)

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے کا حکم: اور فرمایا جو شخص یتیم کے سر پر محض اللہ کے لئے ہاتھ پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرے گا ہر بال کے مقابل میں اس کے لئے نیکیاں ہیں اور وہ جو شخص یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے پر احسان کرے میں اور وہ جنت میں (دو انگلیوں کو ملا کر فرمایا) اس طرح ہوں گے (امام احمد و ترمذی)

اپنے بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرنے کا طریقہ: یتیم لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرے تو آگے کو لائے اور اپنے بچے کے سر پر پھیرے تو گردن کی طرف لے جائے۔

پڑوسیوں کے حقوق

قرآن مجید[1] میں ہے: ”اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ اور کروٹ کے ساتھی اور راہگیر اور اپنے باندی غلام سے بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ مومن نہیں خدا کی قسم! وہ مومن نہیں، خدا کی قسم! وہ مومن نہیں۔ عرض کی گئی: کون یا رسول اللہ! فرمایا: وہ شخص کہ اس کے پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہوں یعنی جو اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتا ہے (بخاری و مسلم) اور فرمایا وہ جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے امن میں نہیں ہے (مسلم) اور فرمایا جو شخص اللہ اور پچھلے دن (قیامت) پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے (حاکم) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے یہ کیونکر معلوم ہو کہ میں نے اچھا کیا یا برا کیا فرمایا جب تم اپنے پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے اچھا کیا ہے تو بے شک تم نے اچھا کیا اور جب یہ کہتے سنو کہ تم نے برا کیا تو بے شک تم نے برا کیا ہے (ابن ماجہ) حضرت

[1] واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً وبالوالدین احساناً......الخ (۳۶:۴)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا مومن وہ نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے یعنی مومن کامل نہیں (بیہقی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص ہانڈی پکائے تو شوربہ زیادہ کرے اور پڑوسی کو بھی اس میں سے کچھ دے (طبرانی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ فلانی عورت کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ نماز و روزہ و صدقہ کثرت سے کرتی ہے مگر یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو زبان سے تکلیف پہنچاتی ہے فرمایا وہ جہنم میں ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ فلاں عورت کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کے روزہ و صدقہ و نماز میں کمی ہے (یعنی نوافل) وہ پنیر کے ٹکڑے صدقہ کرتی ہے اور اپنی زبان سے پڑوسیوں کو ایذا نہیں دیتی۔ فرمایا وہ جنت میں ہے۔ (احمد و بیہقی)

روزی کی تقسیم عام ہے اور دین و اخلاق کی خاص: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مابین (درمیان) اخلاق کی اسی طرح تقسیم فرمائی جس طرح رزق کی تقسیم فرمائی اللہ تعالیٰ دنیا اسے بھی دیتا ہے جو اسے محبوب ہو اور اسے بھی جو محبوب نہیں اور دین صرف اسی کو دیتا ہے جو اس کے نزدیک پیارا ہے لہٰذا جس کو خدا نے دین دیا اسے محبوب بنا لیا قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے بندہ مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہو یعنی جب تک دل میں تصدیق اور زبان سے اقرار نہ ہو اور مومن نہیں ہوتا جب تک اس کا پڑوسی اس کی آفتوں سے امن میں نہ ہو۔ (احمد بیہقی) اور فرمایا مرد مسلم کے لئے دنیا میں یہ بات سعادت میں سے ہے کہ اس کا پڑوسی صالح ہو اور مکان کشادہ ہو اور سواری اچھی ہو۔ (حاکم) اور فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ پڑوسی کا کیا حق ہے یہ کہ جب وہ تم سے مدد مانگے مدد کرو اور جب قرض مانگے قرض دو جب محتاج ہو تو اسے دو اور جب بیمار ہو عیادت کرو اور جب اسے خیر پہنچے تو مبارکباد دو اور جب مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو اور مر جائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ اور بغیر اجازت اپنی عمارت بلند نہ کرو کہ اس کو ہوا رک دو اور اپنی ہانڈی سے اس کو ایذا نہ دو مگر اس میں سے کچھ اسے بھی دو اور میوے خریدو تو اس کے پاس بھی ہدیہ کرو اور اگر ہدیہ نہ کرنا ہو تو چھپا کر مکان میں لاؤ اور تمہارے بچے اسے لے کر باہر نہ نکلیں کہ پڑوسی کے بچوں کو رنج ہو گا تمہیں معلوم ہے پڑوسی کا کیا حق ہے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے پورے طور پر پڑوسی کا حق ادا کرنے والے تھوڑے ہیں وہی ہیں جن پر اللہ کی مہربانی ہے برابر پڑوسی کے متعلق حضور وصیت فرماتے رہے یہاں تک کہ لوگوں نے گمان کیا

کہ پڑوسی کو وارث کردیں گے۔ پھر حضور نے فرمایا پڑوسی تین قسم کے ہیں بعض کے تین حق ہیں بعض کے دو اور بعض کا ایک حق ہے جو پڑوسی مسلم ہو اور رشتہ والا ہو اس کے تین حق ہیں۔ حق جوار اور حق اسلام اور حق قرابت پڑوسی مسلم کے دو حق ہیں حق جوار اور حق اسلام اور پڑوسی کافر کا صرف ایک حق جوار ہے۔

مشرکین کو قربانی کا گوشت نہ دے: ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی ان کو اپنی قربانیوں میں سے دیں فرمایا کہ مشرکین کو قربانیوں میں سے کچھ نہ دو۔ (بیہقی)

چھت پر چڑھنے کا مسئلہ: چھت پر چڑھنے میں دوسروں کے گھروں میں نگاہ پہنچتی ہے تو وہ لوگ چھت پر چڑھنے سے منع کر سکتے ہیں جب تک پردہ یا دیوار نہ بنوالے یا کوئی ایسی چیز نہ لگا لے جس سے بے پردگی نہ ہو اور اگر دوسرے لوگوں کے گھروں میں نظر نہیں پڑتی مگر وہ لوگ جب چھت پر چڑھتے ہیں تو سامنا ہوتا ہے تو اس کو چڑھنے سے منع نہیں کر سکتے بلکہ ان کی مستورات کو چاہیے کو خود چھتوں پر نہ چڑھیں تا کہ بے پردگی نہ ہو۔ (دُرِّ مختار)

مخلوق خدا پر مہربانی کرنا:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠

نیکی اور پرہیزگاری پر آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ وظلم پر مدد نہ کرو۔

(۵:۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا (بخاری و مسلم) اور فرمایا وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑے کی توقیر نہ کرے اور اچھی بات کا حکم نہ کرے اور بری بات سے منع نہ کرے۔ (ترمذی)

اپنے سے زیادہ عمر والے کی تعظیم کے فائدے: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جوان اگر بوڑھے کا احترام اس کی عمر کی وجہ سے کرے گا تو اس کی عمر کے وقت اللہ تعالیٰ ایسے کو مقرر کر دے گا جو اس کا اکرام کرے (ترمذی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری امت میں کسی کی حاجت پوری کر دے جس سے مقصود اس کو خوش کرنا ہے تو اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا (بیہقی) اور فرمایا جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے تہتر (۷۳)

مغفرتیں لکھے گا ان میں سے ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہو جائے گی اور بہتر (۷۲) سے زیادہ قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں۔ (بیہقی)

مسلمانوں کی مثال: اور فرمایا کہ تمام مومنین شخص واحد کی مثل ہیں اگر اس کی آنکھ بیمار ہوئی تو وہ کل بیمار ہے اور سر میں بیماری ہوئی تو کل بیمار ہے (مسلم) اور فرمایا کہ مومن مومن کے لئے عمارت کی مثل ہے کہ اس کا بعض بعض کو قوت پہنچاتا ہے پھر حضور نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں یعنی جس طرح یہ ملی ہوئی ہیں مسلمانوں کو بھی اسی طرح ہونا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

حاجت روائی کا اجر: اور فرمایا مسلم مسلم کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کی مدد چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں ہے اللہ اس کی حاجت میں ہے اور جو شخص مسلم سے کسی ایک تکلیف کو دور کرے اللہ تعالیٰ قیامت کی تکالیف میں سے ایک تکلیف اس کی دور کرے گا اور جو شخص مسلم کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا (بخاری و مسلم) اور فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مساوات کے معنیٰ: اور فرمایا کہ لوگوں کو ان کے مرتبہ میں اتارو یعنی ہر شخص کے ساتھ اس طرح پیش آؤ جو اس کے مرتبہ کے مناسب ہو سب کے ساتھ ایک سا برتاؤ نہ ہو مگر اس میں یہ لحاظ ضرور کرنا ہوگا کہ دوسرے کی تحقیر و تذلیل نہ ہو (ابوداؤد) اور فرمایا تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب میں پیارا وہ ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کرے (بیہقی) اور فرمایا جہاں کہیں رہو خدا سے ڈرتے رہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو یہ نیکی اسے مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ (ترمذی)

ریا وسمعہ کا بیان

ریا وسمعہ کے معنیٰ اور اس کا بیان: ریا یعنی دکھاوے کے لئے کام کرنا سمعہ یعنی اس لئے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے یہ دونوں چیزیں بہت بری ہیں ان کی وجہ سے عبادت کا ثواب نہیں ملتا بلکہ گناہ ہوتا ہے اور یہ شخص مستحق عذاب ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّـذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَـدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ (۲:۲۶۴)

اے ایمان والواپنے صدقات کواحسان جتا کر اوراذیت دے کر باطل نہ کرواس شخص کی طرح جودکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے۔

اورارشادہوا۔ریاایک طرح کاشرک ہے۔

فَمَنْ كَـانَ يَرْجُوْا لِقَـآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝ (۱۸:۱۱۰)

توجسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہواسے چاہیے کہ نیک کام کرے اوراپنے رب کی عبادت میں کسی کوشریک نہ کرے

اس کی تفسیر میں مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ریانہ کرے (کہ ریاایک قسم کاشرک ہے) اورفرماتا ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّـذِيْنَ هُمْ يُـرَآءُوْنَ ۝ وَيَـمْـنَـعُـوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ (ماعون)

ویل ہےان نمازیوں کے لئے جونماز سے غفلت کرتے ہیں جوریا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔

اورفرماتاہے:

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ (۳۹:۲)

اللہ کی عبادت اس طرح کرکہ دین کواس کے لئے خالص کرآ گاہ ہوجاؤ کہ دین خالص اللہ کے لئے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اورتمہارے اموال کی طرف نظرنہیں فرماتا وہ تمہارے دل اورتمہارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے (مسلم) اورفرمایا جو سنانے کے لئے کام کرے گااللہ تعالیٰ اس کوسنائے گا یعنی اس کی سزادے گااور جوریا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ریا کی سزادے گا (بخاری ومسلم) اورفرمایاریا کاادنیٰ مرتبہ بھی شرک ہےاورتمام بندوں میں خداکے نزدیک وہ زیادہ محبوب ہیں جوپرہیزگار ہیں جوچھپے ہوئے ہیں اگروہ غائب ہوں توانہیں کوئی تلاش نہ کرے اور گواہی دیں توپہچانے نہ جائیں۔وہ لوگ ہدایت کےامام اورعلم کے چراغ ہیں۔(طبرانی' حاکم وابن ماجہ وغیرہ) حضرت شداد ابن اوس

کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے ریاء کے ساتھ نماز پڑھی اس نے شرک کیااور جس نے ریاء کے ساتھ روزہ رکھااس نے شرک کیااور جس نے ریاء کے ساتھ صدقہ دیااس نے شرک کیا (احمد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایامیں اپنی امت پرشرک اورشہوت خفیہ کااندیشہ کرتا ہوں میں نے عرض کیایارسول اللہ کیا آپ کی امت آپ کے بعدشرک کرے گی فرمایاہاں مگروہ لوگ آفتاب وماہتاب اورپتھراوربت کونہیں پوجیں گے بلکہ اپنے اعمال میں ریاکریں گیاورشہوت خفیہ یہ کہ صبح کوروزہ رکھے گاپھرکسی خواہش سے روزہ توڑدے گا (احمد) اورفرمایاسب سے پہلے قیامت کے دن ایک شخص کافیصلہ ہوگاجوشہید ہواہے وہ حاضر کیاجائے گااللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں دریافت کرے گاوہ نعمتوں کوپہچانے گایعنی اقرارکرے گاارشادفرمائے گاکہ ان نعمتوں کے مقابل میں تونے کیاعمل کیا ہے وہ کہے گامیں نے تیری راہ میں جہادکیایہاں تک کہ شہید ہواپھراللہ تعالیٰ فرمائے گاتوجھوٹا ہےتونے اس لئے قتال کیاتھا کہ لوگ تجھے بہادرکہیں سوکہا گیاپھرحکم ہوگااس کومنہ کے بل گھسیٹ کرجہنم میں ڈال دیاجائے گا اورایک وہ شخص جس نے علم پڑھااورپڑھایااورقرآن پڑھاوہ حاضرکیاجائے گااس سے نعمتوں کودریافت کرے گاوہ نعمتوں کوپہچانے گافرمائے گاان نعمتوں کے مقابل میں تونے کیاعمل کیا ہے۔کہے گامیں نے تیرے لئےعلم سیکھااورسکھایااورقرآن پڑھا۔فرمائے گاتوجھوٹا ہےتونے علم اس لئے پڑھاکہ تجھے عالم کہاجائے اورقرآن اس لئے پڑھاکہ تجھے قاری کہاجائے سوتجھے کہہ لیاگیاحکم ہوگامنہ کے بل گھسیٹ کرجہنم میں ڈال دیاجائے گاپھرایک تیسراشخص لایاجائے گاجس کوخدانے وسعت دی ہےاورہرقسم کامال دیا ہےاس سے اپنی نعمتیں دریافت فرمائے گا وہ نعمتوں کوپہچانے گا۔فرمائے گاتونے اس کے مقابل کیاکیا۔عرض کرے گامیں نے کوئی راستہ ایسانہیں چھوڑاجس میں خرچ کرناتجھے پسند ہےمگریہ کہ میں نے اس میں تیرے لئے خرچ کیا۔ فرمائے گاتوجھوٹا ہےتونے اس لئے خرچ کیاکہ سخی کہاجائے سوکہہ لیاگیا۔اس کے متعلق بھی حکم ہوگامنہ کے بل گھسیٹ کرجہنم میں ڈال دیاجائے گا (احمدومسلم ونسائی) اورفرمایاجس کی نیت طلب آخرت ہےاللہ تعالیٰ اس کے دل میں غناپیداکردے گااوراس کی حاجتیں جمع کردے گا اوردنیاذلیل ہوکراس کے پاس آئے گی اورطلب دنیاجس کی نیت ہواللہ تعالیٰ فقرومحتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کردے گااوراس کے کاموں کومتفرق کردے گااورملے گاوہی جواس

کے لئے لکھا جاچکا ہے (ترمذی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے مکان کے اندر نماز کی جگہ میں تھا ایک شخص آ گیا اور یہ بات مجھے پسند آئی کہ اس نے مجھے اس حالت میں دیکھا (یہ ریا تو نہ ہوا) ارشاد فرمایا ابو ہریرہ تمہارے لیے دو ثواب ہیں پوشیدہ عبادت کرنے کا اور اعلانیہ کا بھی یہ اسی صورت میں ہے کہ عبادت اس لئے نہیں کہ لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ عابد سمجھیں عبادت خالصاً اللہ کے لئے ہے عبادت کے بعد اگر لوگوں پر ظاہر ہوگئی اور طبعاً یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے نے اچھی حالت پر پایا۔ اس طبعی مسرت سے ریا نہیں (ترمذی) مسئلہ: عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الٰہی کے لئے عمل کرنا ضرور ہے۔ دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالا جماع حرام ہے بلکہ حدیث میں ریا کو شرک اصغر فرمایا اخلاص ہی وہ چیز ہے کہ اس پر ثواب مرتب ہوتا ہے ہوسکتا ہے کہ عمل صحیح نہ ہو مگر جب اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو تو اس پر ثواب مرتب ہو مثلاً لاعلمی میں کسی نے نجس پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھ لی۔ اگر چہ یہ نماز صحیح نہ ہوئی کہ صحت کی شرط طہارت تھی وہ نہیں پائی گئی مگر اس نے صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ پڑھی ہے تو ثواب کا ترتب ہے یعنی اس نماز پر ثواب پائے گا مگر جب کہ بعد میں معلوم ہوگیا کہ ناپاک پانی سے وضو کیا تھا تو وہ مطالبہ جو اس کے ذمہ ہے ساقط نہ ہوگا وہ بدستور قائم رہے گا اس کو ادا کرنا ہوگا اور کبھی شرائط صحت پائے جائیں گے مگر ثواب نہ ملے گا مثلاً نماز پڑھی تمام ارکان ادا کئے اور شرائط بھی پائے گئے مگر ریا کے ساتھ پڑھی تو اگر چہ اس نماز کی صحت کا حکم دیا جائے مگر چونکہ اخلاص نہیں ہے ثواب نہیں۔

ریا کی دو صورتیں کامل، ناقص: ریا کی دو صورتیں ہیں کبھی تو اصل عبادت ہی ریا کے ساتھ کرتا ہے کہ مثلاً لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو پڑھتا ہی نہیں یہ ریائے کامل ہے کہ ایسی عبادت کا بالکل ثواب نہیں ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اصل عبادت میں ریا نہیں کوئی ہوتا یا نہ ہوتا بہر حال نماز پڑھتا مگر وصف میں ریا ہے کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا جب پڑھتا مگر اس خوبی کے ساتھ نہ پڑھتا یہ دوسری پہلی سے کم درجہ کی ہے اس میں اصل نماز کا ثواب ہے اور خوبی کے ساتھ ادا کرنے کا جو ثواب ہے وہ یہاں نہیں کہ یہ ریا سے ہے اخلاص سے نہیں۔ (ردّ المحتار) مسئلہ: روزہ دار سے پوچھا کیا تمہارا روزہ ہے اسے کہہ دینا چاہیے کہ ہاں

ہے کہ روزہ میں ریا کو دخل نہیں یہ نہ کہے کہ دیکھتا ہوں کیا ہوتا ہے یعنی ایسے الفاظ نہ کہے جن سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ اپنے روزے کو چھپاتا ہے کہ یہ بے وقوفی کی بات ہے کہ چھپاتا ہے مگر اس طرح جس سے اظہار ہو جاتا ہے یا یہ منافقین کا طریقہ ہے کہ لوگوں کے سامنے وہ بتانا چاہتا ہے کہ اپنے عمل کو چھپاتا ہے (دُرّ مختار و ردّ المحتار) مسئلہ: ریا کی طرح اجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے (کہ کسی میت کے لئے بغرض ایصال ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے کہ یہاں اخلاص کہاں بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھتا بھی نہیں اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں پھر میت کے لئے ایصال ثواب کا نام لینا غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائے گا کیا اس صورت میں نہ پڑھنے والے کو ثواب نہ میت کو بلکہ اجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار (ردّ المحتار) ہاں اگر اخلاص کے ساتھ کسی نے تلاوت کی تو اس پر ثواب بھی ہے اور اس کا ایصال بھی ہوسکتا ہے اور میت کو اس سے نفع بھی پہنچے گا بعض مرتبہ پڑھنے والوں کو پیسے نہیں دیئے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک قسم کی اجرت ہی ہے (کہ جب ایک چیز مشہور ہو جاتی ہے تو اسے بھی مشروط ہی حکم دیا جاتا ہے) اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہو چکا ہاں جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ نہیں ملتی جب بھی میں پڑھتا وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور اس بات کا خود وہ اپنے ہی دل سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ میرا پڑھنا مٹھائی کے لئے ہے یا اللہ عزوجل کے لئے پنج آیت پڑھنے والا اپنا دوہرا حصہ لیتا ہے۔ (یعنی ایک حصہ خاص پنج آیت کا معاوضہ ہے) اس سے بھی یہی نکلتا ہے کہ جس طرح اجیر کو اجرت نہ ملے تو جھگڑا کر لیتا ہے اس طرح یہ بھی لیتا ہے لہٰذا بظاہر اخلاص نظر نہیں آتا واللہ اعلم بالصواب مسئلہ: جو شخص حج کو گیا اور ساتھ میں سامان تجارت بھی لے گیا اگر تجارت کا خیال غالب ہے یعنی تجارت کرنا مقصود ہے اور وہاں پہنچ جاؤں گا حج بھی کرلوں گا یا دونوں پہلو برابر ہیں۔ یعنی سفر ہی دونوں مطلب سے کیا تو ان دونوں صورتوں میں ثواب نہیں یعنی جانے کا ثواب نہیں اور اگر مقصود حج کرنا ہے اور یہ کہ موقع مل جائے گا تو مال بھی بیچ لوں گا تو حج کا ثواب ہے اسی طرح اگر جمعہ پڑھنے گیا اور بازار میں دوسرے کام کرنے کا بھی خیال ہے اگر اصلی مقصود جمعہ ہی کو جانا ہے تو اس جانے کا ثواب ہے اور اگر کام کا خیال ہے یا دونوں برابر تو جانے کا ثواب نہیں (ردّ المحتار) مسئلہ: فرضوں میں ریا کا دخل نہیں (دُرّ مختار) اس کا یہ مطلب نہیں کہ

فرضوں میں ریا پایا ہی نہیں جاتا۔ (اس لئے کہ جس طرح نفل کو ریا کے ساتھ ادا کرسکتا ہے ہو
سکتا ہے کہ فرض کو بھی ریا کے طور پر ادا کرے) بلکہ مطلب یہ ہے کہ فرض اگر ریا کے طور پر ادا کیا
جب بھی اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اگرچہ اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ثواب نہ ملے اور
یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ اگر کسی کو فرض ادا کرنے میں ریا آنے کا ڈر ہو تو اس وجہ سے فرض کو
ترک نہ کرے بلکہ فرض ادا کرے اور ریاء کو دور کرنے کی اور اخلاص حاصل ہونے کی کوشش
کرے۔

ایصال ثواب

ایصال ثواب کے معنی: مسئلہ: ایصال ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی
نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔

ہر قسم کی عبادت کا ثواب دوسرے کو پہنچایا جاسکتا ہے: عبادت مالیہ یا بدنیہ فرض و نفل
سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا
ہے کتب فقہ وعقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے ہدایہ اور شرح عقائد نسفی میں اس کا بیان موجود
ہے اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی اور جہالت ہے حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔

زندوں کے عمل سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے: حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
والدہ کا جب انتقال ہوا انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول
اللہ سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا کون سا صدقہ افضل ہے۔ ارشاد فرمایا پانی انہوں نے کنواں کھودا
اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو ثواب ملتا
ہے اور فائدہ پہنچتا ہے اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسواں دن یہ تخصیصات نہ
شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا
اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے
لئے لوگوں نے رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ
جاری ہوتا ہے اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اس
کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز

جانتے ہیں یہ محض افترا ہے جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا ہے اور زندوں مردوں کو ثواب سے
محروم کرنے کی بے کار کوشش ہے پس جبکہ ہم اصل کلی بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اسی
کلیہ سے معلوم ہوگئے۔ سوم یعنی تیجہ جو مرنے سے تیسرے دن کیا جاتا ہے کہ قرآن پڑھوا کر یا
کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصال ثواب کرتے ہیں اور بچوں اور اہل حاجت کو چنے بتاشے یا مٹھائیاں
تقسیم کرتے ہیں اور کھانا پکوا کر فقرا و مساکین کو کھلاتے ہیں یا ان کے گھروں پر بھیجتے ہیں جائز و
بہتر ہے پھر ہر پنجشنبہ کو حسب حیثیت کھانا پکا کر غربا کو دیتے یا کھلاتے ہیں پھر چالیسویں دن
کھانا کھلاتے ہیں پھر چھ مہینے پر ایصال ثواب کرتے ہیں اس کے بعد برسی ہوتی ہے۔ یہ سب
اسی ایصال ثواب کی فروع ہیں اسی میں داخل ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ یہ کام اچھی نیت سے کئے
جائیں نمائش نہ ہوں نمود مقصود نہ ہو نہیں تو نہ ثواب ہے نہ ایصال ثواب بعض لوگ اس موقع پر
عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں۔ یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں فقیروں
کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے۔ اسی طرح شب برأت میں حلوا پکتا ہے اور اس پر
فاتحہ دلائی جاتی ہے حلوا پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ بھی اسی ایصال ثواب میں داخل اسی
طرح محرم میں اور بزرگوں کے انتقال کی تاریخ پر ہر سال جو قرآن خوانی ہوتی ہے اور کھانا اور
شربت شیرینی وغیرہ تقسیم ہوتی ہے یہ بھی ایصال ثواب ہے اور بلا تکلف جائز مستحسن ہے۔

مجالس خیر

میلاد شریف: مسئلہ: میلاد شریف (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اقدس کا
بیان) جائز ہے۔ اسی کے ضمن میں اس مجلس پاک میں حضور کے فضائل و معجزات و سیر و حالات
حیات و رضاعت اور بعثت کے واقعات بھی بیان ہوتے ہیں ان چیزوں کا ذکر احادیث میں
بھی ہے اور قرآن مجید میں بھی ہے اگر مسلمان اپنی محفل میں بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں
کے بیان کرنے کے لئے محفل منعقد کریں تو اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس مجلس
کے لئے لوگوں کو بلانا اور شریک کرنا خیر کی طرف بلانا ہے جس طرح وعظ اور جلسوں کے اعلان
کئے جاتے ہیں۔ اشتہارات چھپوا کر تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اخبارات میں اس کے متعلق
مضامین شائع کئے جاتے ہیں اور ان کی وجہ سے وہ وعظ اور جلسے ناجائز نہیں ہو جاتے اسی طرح

ذکر پاک بلاوا دینے سے اس مجلس کو ناجائز و بدعت نہیں کہا جاسکتا اسی طرح میلاد شریف میں شیرینی بانٹنا بھی جائز ہے مٹھائی بانٹنا بر وصلہ ہے۔ جب یہ محفل جائز ہے تو شیرینی تقسیم کرنا جو ایک جائز فعل تھا اس مجلس کو ناجائز نہیں کر دے گا۔ یہ کہنا کہ لوگ اسے ضروری سمجھتے ہیں اس وجہ سے ناجائز ہے یہ بھی غلط ہے کہ کوئی واجب یا فرض نہیں جانتا بہت مرتبہ میں نے خود دیکھا ہے کہ میلاد شریف ہوا اور مٹھائی نہیں تقسیم ہوئی اور بالفرض اسے کوئی ضروری سمجھتا بھی ہو تو عرفی ضروری کہتا ہوگا نہ کہ شرعاً اسے ضروری جانتا ہوگا اس مجلس میں بوقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا ہے یعنی کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھتے ہیں علماء کرام نے اس قیام کو مستحسن فرمایا ہے کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا بھی جائز ہے بعض اکابر کو اس مجلس پاک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے۔ اگر چہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضور اس موقع پر ضرور تشریف لاتے ہی ہیں مگر کسی غلام پر اپنا کرم خاص فرمائیں اور تشریف لائیں تو مستبعد نہیں۔ مسئلہ: مجلس میلاد شریف میں یا دیگر مجالس میں وہی روایات بیان کی جائیں جو ثابت ہوں موضوعات اور گھڑے ہوئے قصے ہرگز ہرگز بیان نہ کئے جائیں کہ بجائے خیر و برکت کے ایسی باتوں کے بیان کرنے میں گناہ ہوتا ہے۔

معراج

مسئلہ: معراج شریف کے بیان کے لئے مجلس منعقد کرنا اس میں واقعہ معراج بیان کرنا جس کو رجبی شریف کہا جاتا ہے جائز ہے مسئلہ: خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات کی تاریخوں میں مجلس منعقد کرنا اور ان کے حالات وفضائل وکمالات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا بھی جائز ہے کہ وہ حضرات مقتدایان اہل اسلام ہیں اور ان کا ذکر باعث خیر و برکت اور سبب نزول رحمت ہے۔

محرم

مسئلہ: عشرہ محرم میں مجلس منعقد کرنا اور واقعات کربلا بیان کرنا جائز ہے جبکہ روایات صحیحہ بیان کی جائیں۔ ان واقعات میں صبر وتحمل رضا وتسلیم کا بہت مکمل درس ہے اور پابندی احکام

شریعت واتباع سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دین حق کی حفاظت میں تمام اعزہ واقربا ورفقا اور خود اپنے کو راہ خدا میں قربان کیا اور جزع وفزع کا نام بھی نہ آنے دیا مگر اس مجلس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی ذکر خیر ہو جانا چاہیے تا کہ اہل سنت اور شیعوں کی مجالس میں فرق و امتیاز رہے۔

تعزیہ

مسئلہ: تعزیہ داری کے واقعات کربلا کے سلسلہ میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے اور ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پاک کی شبیہ کہتے ہیں کہیں تخت بنائے جاتے ہیں کہیں ضریح بنتی ہے اور علم اور شدے نکالے جاتے ہیں۔ ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں کبھی درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں کہیں چبوترے سے کھدوائے جاتے ہیں تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں ہار پھول ناریل چڑھاتے ہیں وہاں جوتے پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے چھتری لگانے کو بہت برا جانتے ہیں۔ تعزیوں کے اندر دو مصنوعی قبریں بناتے ہیں ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سرخ غلاف ڈالتے ہیں۔ سبز غلاف والی کو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اور سرخ غلاف والی کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر یا شبیہ قبر بتاتے ہیں اور وہاں شربت مالیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں یہ تصور کر کے حضور امام عالی مقام کے روضہ اور مواجہہ اقدس میں فاتحہ دلا رہے ہیں۔ پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو مصنوعی کربلا میں لے جا کر دفن کرتے ہیں گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے۔ پھر تیجہ دسواں چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہندی نکالتے ہیں گویا ان کی شادی ہو رہی ہے اور مہندی رچائی جائے گی اور اس تعزیہ داری کے سلسلہ میں کوئی پیک بنتا ہے جس کی کمر سے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں گویا یہ حضرت امام عالی مقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابن زیاد یا یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا پھرتا ہے کسی بچہ کو فقیر بنایا جاتا

ہے اس کے گلے میں جھولی ڈالتے اور گھر گھر اس سے بھیک منگواتے ہیں کوئی سقہ بنایا جاتا ہے چھوٹی سی مشک اس کے کندھے پر لٹکتی ہے گویا یہ دریائے فرات سے پانی بھرلائے گا کسی علم پر مشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے گویا یہ حضرت عباس عملدار ہیں کہ فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھید دیا ہے۔ اسی قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی ہیں یہ سب لغو وخرافات ہیں۔ ان سے ہرگز سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ خوش نہیں یہ تم خود غور کرو کہ انہوں نے احیائے دین وسنت کے لئے یہ زبردست قربانیاں کیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو بدعات کا ذریعہ بنالیا۔ بعض جگہ اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں براق بنایا جاتا ہے جو عجب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے کہ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا شاید یہ حضرت امام عالی مقام کی سواری کے لئے ایک جانور ہوگا۔ کہیں دلدل بنتا ہے کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں بعض جگہ آدمی ریچھ، بندر، لنگور بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی۔ ایسی بری حرکت اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا۔

مرثیہ وماتم

افسوس کہ محبت اہل بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں یہ واقعہ تمہارے لئے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشا بنالیا اسی سلسلہ میں نوحہ وماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے اتنے زور زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہو جاتا ہے سینہ سرخ ہو جاتا ہے بلکہ بعض جگہ زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے مرثیہ میں غلط واقعات نظم کئے جاتے ہیں اہل بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری جزع وفزع کا ذکر کیا جاتا ہے اور چونکہ اکثر مرثیہ رافضیوں ہی کے ہیں۔ بعض میں تبرا بھی ہوتا ہے مگر اس رو میں سنی بھی اسے بے تکلف پڑھ جاتے ہیں اور انہیں اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں مسئلہ: اظہارِ غم کے لئے سر کے بال بکھیرتے ہیں کپڑے پھاڑتے اور سر پر خاک ڈالتے اور بھوسہ اڑاتے ہیں یہ بھی ناجائز اور جاہلیت کے کام ہیں۔ ان سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ احادیث میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ

ایسے امور سے پرہیز کریں اور ایسے کام کریں جن سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔

متفرقات

عربی زبان کی فضیلت اور ضروریات: تمام زبانوں میں عربی زبان افضل ہے ہمارے آقا ومولیٰ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی زبان ہے قرآن مجید، عربی زبان میں نازل ہوا۔ اہل جنت کی جنت میں عربی ہی زبان ہوگی جو اس زبان کو خود سیکھے یا دوسروں کو سکھائے اسے ثواب ملے گا (دُرِّ مختار) یہ جو کہا گیا صرف زبان کے لحاظ سے کہا گیا ورنہ ایک مسلم کو خود سوچنے کی ضرورت ہے کہ عربی زبان کا جاننا مسلمانوں کے لئے کتنا ضروری ہے قرآن وحدیث اور دین کے تمام اصول وفروغ اسی زبان میں ہیں۔ اس زبان سے ناواقفی کتنی کمی اور نقصان کی چیز ہے۔

قصے کہانی سننے کا حکم: مسئلہ: عجیب وغریب قصے کہانی تفریح کے طور پر سننا جائز ہے جب کہ ان کا جھوٹا ہونا یقینی نہ ہو بلکہ جو یقیناً جھوٹ ہوں ان کو بھی سنا جا سکتا ہے جبکہ بطور ضرب مثل ہوں یا ان سے نصیحت مقصود ہو جیسا کہ مثنوی شریف وغیرہ میں بہت سے فرضی قصے وعظ وپند کے لئے درج کئے گئے ہیں اسی طرح جانوروں اور کنکر پتھر وغیرہ کی باتیں فرضی طور پر بیان کرنا یا سننا بھی جائز ہے۔ مثلاً گلستان میں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے لکھا۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے (الخ) (دُرِّ مختار وغیرہ)

اپنا حق زبردستی لیا جا سکتا ہے: مسئلہ: جس کے ذمہ اپنا حق ہو اور وہ نہ دیتا ہو تو اگر اس کی ایسی چیز مل جائے جو اسی جنس کی ہے جس جنس کا حق ہے تو لے سکتا ہے[1] (دُرِّ مختار وردّ المحتار)

خوش اخلاقی اور چاپلوسی کا فرق: مسئلہ: لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آنا، نرم باتیں کرنا، کشادہ روئی سے کلام کرنا مستحب ہے مگر یہ ضرور ہے کہ مداہنت نہ پیدا ہو۔ بدمذہب سے گفتگو کرے تو اس طرح نہ کرے کہ وہ سمجھے میرے مذہب کو اچھا سمجھنے لگا برا نہیں جانتا ہے۔

(عالمگیری)

---

[1] اس معاملہ میں روپیہ اور اشرفی ایک جنس کی چیزیں ہیں یعنی اس کے ذمہ روپیہ تھا اور اشرفی مل گئی تو بقدر اپنے حق کے لے سکتا ہے۔ منہ ۱۲

چیونٹی کھٹمل جوں مارنے کا حکم: مسئلہ: ٹڈی حلال جانور ہے۔ اسے کھانے کے لئے مار سکتے ہیں۔ چیونٹی نے ایذا پہنچائی اور مار ڈالی تو حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے جوں کو مار سکتے ہیں اگرچہ اس نے کاٹا نہ ہو اور آگ میں ڈالنا مکروہ ہے جوں کو بدن یا کپڑے سے نکال کر زندہ پھینک دینا طریق ادب کے خلاف ہے (عالمگیری) کھٹمل کو مارنا جائز ہے کہ یہ تکلیف دہ جانور ہے۔

کب رشوت دینا جائز ہے: مسئلہ: اگر جان، مال، آبرو کا اندیشہ ہے۔ ان کے بچانے کے لئے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمہ اپنا حق ہے جو بغیر رشوت دیئے وصول نہیں ہوگا اور یہ اس لئے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہو جائے یہ دینا جائز ہے یعنی دینے والا گنہگار نہیں مگر لینے والا ضرور گنہگار ہے اس کو لینا جائز نہیں۔ اسی طرح جن لوگوں سے زبان درازی کا اندیشہ ہو جیسے بعض لچے شہدے ایسے ہوتے ہیں کہ سر بازار کسی کو گالی دے دینا یا بے آبروئی کر دینا ان کے نزدیک معمولی بات ہے ایسوں کو اس لئے کچھ دے دینا تا کہ ایسی حرکتیں نہ کریں یا بعض شعراء ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں اگر نہ دیا جائے تو مذمت میں قصیدے کہہ ڈالتے ہیں ان کو اپنی آبرو بچانے اور زبان بندی کے لئے کچھ دے دینا جائز ہے۔ (دُرِّ مختار و ردّ المحتار)

بھیڑ بکریوں کو کھیت میں بٹھانے کی اجرت کا مسئلہ: مسئلہ: بھیڑ بکریوں کے چرواہے کو اس لئے کچھ دے دینا کہ وہ جانوروں کو رات میں اس کے کھیت میں رکھے گا (کیونکہ اس سے کھیت درست ہو جاتا ہے) یہ ناجائز و رشوت ہے۔ اگرچہ یہ جانور خود چرواہے کے ہوں اور اگر کچھ دینا نہیں ٹھہرا ہے جب بھی ناجائز ہے۔ کیونکہ اس موقع پر عرفاً دیا ہی کرتے ہیں تو اگرچہ دینا شرط نہیں مگر مشروط ہی کے حکم میں ہے اس کے جواز کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ مالک سے ان جانوروں کو عاریت لے لے اور مالک چرواہے سے یہ کہہ دے تو اس کے کھیت میں جانوروں کو ٹھہرانا اب اگر چرواہے کو احسان کے طور پر دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ ناجائز نہیں اور اگر مالک کے کہنے کے بعد بھی چرواہا مانگتا ہے اور جب تک اسے کچھ نہ دیا جائے ٹھہرانے پر راضی نہ ہو تو یہ پھر ناجائز و رشوت ہے (عالمگیری) مسئلہ: باپ کو اس کا نام لے کر پکارنا مکروہ ہے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اسی طرح عورت کو یہ مکروہ ہے کہ شوہر کا نام لے کر پکارے (دُرِّ مختار) بعض جاہلوں میں یہ مشہور ہے کہ عورت اگر شوہر کا نام لے لے تو نکاح

ٹوٹ جاتا ہے یہ غلط ہے شاید اسے اس لئے گھڑا ہو کہ اس ڈر سے کہ طلاق ہو جائے گی۔ شوہر کا نام نہیں لے گی۔

اپنے مرنے کی دعا مانگنے کا حکم: مسئلہ: مرنے کی آرزو کرنا اور اس کی دعا مانگنا مکروہ ہے جب کہ کسی دنیوی تکلیف کی وجہ سے ہو مثلاً تنگی سے بسر اوقات ہوتی ہے یا دشمن کا اندیشہ ہے مال جانے کا خوف ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ لوگوں کی حالتیں خراب ہو گئیں معصیت میں مبتلا ہیں اسے بھی اندیشہ ہے کہ گناہ میں پڑ جائے گا تو آرزوئے موت مکروہ نہیں (عالمگیری)

مسئلہ: طاعون جہاں ہو وہاں سے بھاگنا جائز نہیں اور دوسری جگہ سے وہاں جانا بھی نہ چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کمزور اعتقاد کے ہوں اور ایسی جگہ گئے اور مبتلا ہو گئے ان کے دل میں یہ بات آئی کہ یہاں آنے سے ایسا ہوا نہ آتے تو کاہے کو اس بلا میں پڑتے اور بھاگنے میں بچ گیا تو یہ خیال کیا کہ وہاں ہوتا تو نہ بچتا بھاگنے کی وجہ سے بچا ایسی صورت میں بھاگنا اور جانا دونوں ممنوع ہیں۔ طاعون کے زمانہ میں عوام سے اکثر اسی قسم کی باتیں سننے میں آتی ہیں اور اگر اس کا عقیدہ پکا ہے جانتا ہے کہ جو کچھ مقدر میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے، نہ وہاں جانے سے کچھ ہوتا ہے نہ بھاگنے میں فائدہ پہنچتا ہے تو ایسے کو وہاں جانا بھی جائز ہے اور نکلنے میں بھی حرج نہیں کہ اس کو بھاگنا نہیں کہا جائے گا اور حدیث میں مطلقاً نکلنے کی ممانعت نہیں بلکہ بھاگنے کی ممانعت ہے۔ (بہار شریعت)

صفر وغیرہ کی بعض تاریخوں کو نحس جاننے کا حکم: مسئلہ: ماہ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں خصوصاً ماہ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔

حدیث میں فرمایا کہ صفر کوئی چیز نہیں یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غلط ہے اسی طرح ذیقعدہ کے مہینہ کو بھی بہت لوگ برا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور ہر ماہ میں ۳-۱۳-۲۳-۸-۱۸-۲۸-کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لغو بات ہے۔ (بہار شریعت)

پچھتروں اور ستاروں کا اثر ماننے کا حکم: مسئلہ: قمر در عقرب یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو برا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب برج

اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے اور سلوانے کو برا جانتے ہیں۔ ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے۔ یہ باتیں خلاف شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔ مسئلہ: نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی یہ بھی خلاف شرع ہے اسی طرح پچھتروں کا حساب کہ فلاں پچھتر سے بارش ہوگی یہ بھی غلط ہے حدیث میں اس پر سختی سے انکار فرمایا۔

آخری بدھ کا مسئلہ: مسئلہ: ماہ صفر کا آخر چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے۔ لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں۔ سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز غسل صحت فرمایا تھا اور بیرون مدینہ طیبہ سیر کے لئے تشریف لے گئے تھے یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدت کے ساتھ تھا وہ باتیں خلاف واقع ہیں اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں سب بے ثبوت ہیں بلکہ حدیث کا یہ ارشاد و لا صفر یعنی صفر کوئی چیز نہیں ایسی تمام خرافات کو رد کرتا ہے۔ (صدر الشریعہ)

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واحکم هذا اخر ما تیسرلی من الجزء الثانی من هذا الکتاب مع تشتت البال وضعف الحال وقلة الفرصة وکثرة الاشغال والحمد للہ عزیز المتعال ذی البر والنوال والصلوٰة والسلام علیٰ حبیبه محمد صاحب الفضل والکمال واصحابه خیر اصحاب واله خیر آل قد وقع الفراغ من تالیف هذا الجز بسبع بقین من شهر شعبان اعنی اللیلة الثانی والعشرین سنة ۱۳۷۰ هجری وارجوا من اللہ تعالیٰ ان یتقبل بفضل رحمة هذا التالیف وان ینفعی به وسائر المسلمین آمین آمین آمین وانا الفقیر ابو المعالی احمد المعروف بشمس الدین الجعفری الرضوی الجونبوری غفرله العزیز القوی